اردو زبان میں اپنی نوعیت کی منفرد اور اولین کاوش

اَلْفَتْحُ الرَّبَّانِیْ

فقہی ترتیب

شیخ احمد عبدالرحمن بنا ساعاتی رحمہ اللہ

مُسند امام احمد بن حنبل

شیخ الاسلام، صاحب المذہب، شیخ السنۃ، امام اہل الحدیث وصاحب المنۃ علی الأمۃ

ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی

ترجمہ

شیخ الحدیث عباس انجم گوندلوی — پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی — ابو القاسم محمد محفوظ اعوان

تحقیق وتخریج وشرح

ابو القاسم محمد محفوظ اعوان

نظر ثانی

شیخ الحدیث حافظ عبداللہ رفیق

تقریظ

شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

3

انصار السنہ
پبلیکیشنز
لاہور

9
الله
رسول
محمد
سلسلة خدمة الحديث النبوي

اردو زبان میں اپنی نوعیت کی منفرد اور اولین کاوش
سلیس ترجمہ، تشریح، تحقیق و تخریج

اَلْفَتْحُ الرَّبَّانِی 3

فقہی ترتیب

مُسند امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ

شیخ الاسلام صاحب المذہب شیخ السنۃ امام اہل الحدیث وصاحب المنۃ علی الامۃ
ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی



ترجمہ
مولانا عباس انجم گوندلوی پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی
ابو القاسم محمد محفوظ اعوان

تحقیق و تخریج و شرح
ابو القاسم محمد محفوظ اعوان

تقریظ
شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

نظر ثانی حافظ عبداللہ رفیق شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ لوکو ورکشاپ لاہور

انصار السنۃ
پبلیکیشنز لاہور

اسلامی اکادمی ۱۷-الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
042-37357587

نام کتاب: مُسند امام احمد بن حنبل

شیخ الإسلام، صاحب المذهب، شیخ السنة، امام اهل الحدیث وصاحب المنة علی الأمة

تالیف ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی

ترجمہ
مولانا عباس انجم گوندلوی، پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی
ابوالقاسم محمد محفوظ اعوان

تحقیق وتخریج وشرح
ابوالقاسم محمد محفوظ اعوان

نظر ثانی
حافظ عبداللہ رفیق
شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ اوکاڑہ کتاب لاہور

اہتمام: محمد رمضان محمدی، محمد سلیم جلالی

ناشر: ابو مومن منصور احمد

اسلامی اکادمی ۱۷۔ الفضل مارکیٹ اُردو بازار لاہور 042-37357587

Dar-us-Salam
486 ATLANTIC AVE, BROOKLYN, NY 11217
TEL(718) 625-5925 FAX:(718) 625-1511
E-Mail: darussalamny@hotmail.com
Web Site: www.darussalamny.com

امام احمد رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے جناب عبداللہ سے کہا:

اِحْتَفِظْ بِهٰذَا الْمُسْنَدِ، فَإِنَّهٗ سَيَكُوْنُ لِلنَّاسِ إِمَامًا۔

تم اس مسند کی حفاظت کرنا، پس بیشک عنقریب یہ لوگوں کا امام ہوگی۔

(سير أعلام النبلاء: ١١/ ٣٢٧)

فہرست مضامین

أَبْوَابُ مَا يَتَعَلَّقُ بِالْمَأْمُومِينَ وَأَحْكَامِ الْإِقْتِدَاءِ

مقتدیوں سے متعلقہ اور اقتداء کے احکام کے ابواب

أَبْوَابُ مَوْقِفِ الْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ وَأَحْكَامِ الصُّفُوفِ

امام اور مقتدی کے کھڑے ہونے کی جگہ کے ابواب اور صفیں بنانے کے احکام

أَبْوَابٌ تَتَعَلَّقُ بِأَحْكَامِ الْجَمَاعَةِ
جماعت کے احکامات کے متعلق بیان

أَبْوَابُ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ وَفَضْلِ يَوْمِهَا وَكُلِّ مَا يَتَعَلَّقُ بِهَا

نماز جمعہ اور جمعہ کے دن کی فضیلت اور اس کے متعلقات کے ابواب

ابواب العيدين وما يتعلق بهما من صلاة وغيرها

عیدین اور ان کے متعلقہ امور مثلاً نماز وغیرہ کے ابواب

أَبْوَابُ صَلَاةِ الْخَوْفِ وَهِيَ أَنْوَاعٌ

كِتَابُ الْجَنَائِزِ

نماز خوف اور اس کی کئی صورتیں ہیں

جنازہ کے احکام و مسائل

اَلدَّفْنُ وَاَحْكَامُ الْقُبُوْرِ

دفن کے ابواب اور قبروں کے احکام

كِتَابُ الزَّكٰوةِ

زکوۃ کا بیان

❀❀❀❀

(۱) أَبْوَابُ صَلَاةِ التَّرَاوِيحِ
نمازِ تراویح کے ابواب

"تَرْوِيحَة" کی جمع "تَرَاوِيح" ہے، یہ اصل میں ہر جلسہ (نشست) کا نام ہے، لیکن اصطلاحا رمضان المبارک کی رات میں چار رکعات کے بعد بیٹھنے کو ترویحہ کہا جاتا ہے، کیونکہ لوگ اس وقفہ میں آرام کرتے ہیں، پھر مجازاً ہر چہار رکعات کے مجموعہ کو کہا جانے لگا، پھر اس کا اطلاق رمضان کے مکمل قیام پر ہونے لگا۔ ثابت ہوا کہ ''تراویح'' کا لفظ ایک اصطلاحی نام ہے، قرآن اور تشریحات نبویہ میں یہ لفظ موجود نہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی سے رمضان وغیر رمضان میں نمازعشاء سے طلوع فجر تک پڑھی جانیوالی نماز کو تہجد، قیام اللیل، صلاۃ اللیل، قیام رمضان وغیرہ جیسے اسماء سے متصف کیا گیا ہے۔ بعد میں ماہ رمضان میں کئے جانے والے قیام کو تراویح سے تعبیر کیا گیا۔

1 ..... بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِهَا وَأَنَّهَا سُنَّةٌ وَلَيْسَتْ بِوَاجِبَةٍ
یہ باب نماز تراویح کی فضیلت کے بارے میں ہے
اور اس بارے میں کہ نماز تراویح سنت ہے واجب نہیں ہے

(۲۲۳۳) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِي ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ بِقِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَ فِيْهِ بِعَزِيْمَةٍ وَكَانَ يَقُوْلُ: ((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.)) (مسند احمد: ۱۰۸۵۵).

''ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رمضان میں قیام کرنے کا حکم دیتے تھے، لیکن وہ یہ حکم وجوب کے ساتھ نہیں دیتے تھے اور آپ ﷺ یہ فرمایا کرتے تھے: ''جس نے رمضان میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے قیام کیا، اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''

(۲۲۳۳) اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه ابوداود: ۱۳۷۱، والنسائي: ۳/ ۲۰۱ (انظر: ۱۰۸٤۳)

(٢٢٣٤) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَرَضَ صِيَامَ رَمَضَانَ وَسَنَنْتُ قِيَامَهُ، فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ اِحْتِسَابًا خَرَجَ مِنَ الذُّنُوْبِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.)) (مسند احمد: ١٦٦٠)

''سیّدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کیے اور میں نے اس کے قیام کو سنت (بنادیا ہے)، پس جس نے ثواب کے حصول کے لیے اس کے روزے رکھے اور اس کا قیام کیا، وہ گناہوں سے ایسے نکل آئے گا، جیسے آج اس کی ماں نے اسے جنم دیا ہے۔''

شرح: ......رات کا قیام، ہمیشہ سے نیکوکار، شکرگزار اور صالح لوگوں کی صفتِ دائمہ رہا، رات کو نماز پڑھنے سے روح کو تازگی اور جلا نصیب ہوتی ہے، رب کا قرب حاصل ہوتا ہے، گناہوں کے اثرات زائل ہو جاتے ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر رات کے قیام کو اپنے نیک اور جنتی بندوں کی صفت قرار دیا، جو قیام اللیل کی اہمیت بیان کرنے کے لیے کافی ہے۔اسی طرح کئی احادیث مبارکہ میں اس نماز کا بھرپور انداز میں ذکر ملتا ہے، قیام رمضان بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جس کی اہمیت دوسرے دنوں کی بہ نسبت زیادہ ہے۔

2 ..... بَابُ مَا جَاءَ فِيْ سَبَبِهَا وَجَوَازِ فِعْلِهَا جَمَاعَةً فِي الْمَسْجِدِ

نماز تراویح کے سبب اور اس کا مسجد میں باجماعت ادا کرنے کے جواز کا بیان

(٢٢٣٥) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِيْ رَمَضَانَ، فَجِئْتُ فَقُمْتُ خَلْفَهُ، قَالَ وَجَاءَ رَجُلٌ فَقَامَ اِلَى جَنْبِي، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ حَتّٰى كُنَّا رَهْطًا، فَلَمَّا أَحَسَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّا خَلْفَهُ تَجَوَّزَ فِي الصَّلَاةِ ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ فَصَلّٰى صَلَاةً لَمْ يُصَلِّهَا عِنْدَنَا، قَالَ: فَلَمَّا أَصْبَحْنَا، قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَطِنْتَ بِنَا اللَّيْلَةَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، فَذَاكَ الَّذِي حَمَلَنِي عَلَى الَّذِيْ صَنَعْتُ.)) قَالَ: ثُمَّ

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان میں نماز پڑھ رہے تھے، پس میں آیا اور آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہوگیا، ایک اور آدمی آیا اور میرے پہلو میں کھڑا ہوگیا، پھر ایک اور آدمی آگیا، یہاں تک کہ ہم ایک جماعت بن گئے۔لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے محسوس کیا کہ ہم آپ ﷺ کے پیچھے ہیں تو آپ ﷺ نے تخفیف کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور گھر تشریف لے گئے اور وہاں (لمبی) نماز پڑھی، وہ ہمارے پاس نہیں پڑھی تھی۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب صبح ہوئی تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کو رات کے وقت

(٢٢٣٤) تخريج:...... اسناده ضعيف، النضر بن شيبان الحرانى البصرى، قال ابن معين: ليس حديثه بشىء، وقال البخارى فى حديثه هذا: لم يصح، أخرجه ابن ماجه: ١٣٢٨، والنسائى: ٤/ ١٥٨ (انظر: ١٦٦٠)

(٢٢٣٥) تخريج: أخرجه مسلم: ١١٠٤ (انظر: ١٣٠١٢)

أَخَذَ يُوَاصِلُ وَذَاكَ فِي آخِرِ الشَّهْرِ، قَالَ فَأَخَذَ رِجَالٌ يُوَاصِلُوْنَ مِنْ أَصْحَابِهِ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا بَالُ رِجَالٍ يُوَاصِلُوْنَ، اِنَّكُمْ لَسْتُمْ مِثْلِي، أَمَا وَاللّٰهِ لَوْ مُدَّ لِيَ الشَّهْرُ وَاصَلْتُ وِصَالًا يَدَعُ الْمُتَعَمِّقُوْنَ تَعَمُّقَهُمْ۔ (مسند احمد: ١٣٠٤٣)

ہمارے متعلق علم ہوگیا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں اور یہی وہ چیز تھی جس نے مجھے ایسے کرنے پر آمادہ کیا۔'' سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر نبی کریم ﷺ نے وصال شروع کر دیا اور یہ مہینے کے آخری ایام کی بات ہے۔ آپ ﷺ (کی اقتداء میں) بعض صحابہ ﷺ نے بھی وصال شروع کر دیا۔ (جب آپ ﷺ کو علم ہوا تو) آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ بھی وصال کر رہے ہیں۔ (یاد رکھو کہ) تم میری مثل نہیں ہو، خبردار! اللہ کی قسم ہے کہ اگر یہ مہینہ میرے لیے لمبا کر دیا جاتا تو میں وصال جاری رکھتا، اس طرح سے دین میں تشدّد کرنے والے اپنے تشدد سے باز آ جاتے۔''

(٢٢٣٦)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ اِلَيْهِمْ فِي رَمَضَانَ فَخَفَّفَ بِهِمْ، ثُمَّ دَخَلَ فَأَطَالَ ثُمَّ خَرَجَ فَخَفَّفَ بِهِمْ، ثُمَّ دَخَلَ فَأَطَالَ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا قُلْنَا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! جَلَسْنَا اللَّيْلَةَ فَخَرَجْتَ اِلَيْنَا فَخَفَّفْتَ ثُمَّ دَخَلْتَ فَأَطَلْتَ؟ قَالَ: ((مِنْ أَجْلِكُمْ.)) (مسند احمد: ١٢٥٩٨)

(دوسری سند) سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان میں صحابہ کے پاس تشریف لائے اور ہلکی سی نماز پڑھائی، پھر چلے گئے اور کافی دیر لگائی (یعنی لمبی نماز پڑھی)، پھر باہر تشریف لائے اور تخفیف کے ساتھ نماز پڑھائی اور پھر اندر چلے گئے اور کافی دیر لگائی (یعنی لمبی نماز پڑھی)۔ جب صبح ہوئی تو ہم نے کہا: اے اللہ کے نبی! ہم رات کو بیٹھے تھے، پس آپ ہمارے پاس تشریف لے آئے اور ہلکی سی نماز پڑھائی اور پھر گھر میں داخل ہو گئے اور کافی دیر لگا دی؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ سارا کچھ تمہاری وجہ سے کیا تھا۔''

(٢٢٣٧) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ فَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! صَلَّيْتَ وَنَحْنُ نُحِبُّ أَنْ تَمُدَّ فِي صَلَاتِكَ، قَالَ: ((قَدْ عَلِمْتُ بِمَكَانِكُمْ وَعَمْدًا فَعَلْتُ ذٰلِكَ)) (مسند احمد: ١٢٠٢٨)

(تیسری سند) اس میں ہے کہ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نماز پڑھ رہے تھے اور ہم چاہ رہے تھے کہ آپ لمبی نماز پڑھائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے تمہارا پتہ چل گیا تھا اور میں نے جان بوجھ کر ایسے کیا۔''

(٢٢٣٦) تخريج:...... اسناده صحيح على شرط مسلم، وانظر الحديث بالطريق الثالث (انظر: ١٢٥٧٠)

(٢٢٣٧) تخريج:...... اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه البزار: ٧٣١، وابويعلى: ٣٧٥٥، وابن خزيمة: ١٦٢٧ (انظر: ١٢٠٠٥).

شرح:...... یہ نبی کریم ﷺ کی رحمت وشفقت تھی کہ مسجد میں مختصر نماز کو ترجیح دی، ورنہ طویل نماز کی صورت میں قیام اللیل کے فرض ہو جانے کا اندیشہ پیدا ہو رہا تھا۔

وصال:...... غروبِ آفتاب کے بعد روزہ افطار نہ کرنا اور اس کو جاری رکھنا وصال کہلاتا ہے۔

چونکہ وصال میں مشقت کا پہلو زیادہ ہے، نیز اس کے سبب پیدا ہونے والے ضعف اور اکتاہٹ کی وجہ سے کئی دوسرے نیکی کے کام رہ سکتے ہیں، اس لیے آپ ﷺ نے صحابہ کو اس سے منع کر دیا تھا، لیکن درج ذیل دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے منع کرنے سے یہ مقصود نہیں تھا کہ یہ حرام ہے:

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تُوَاصِلُوْا فَأَيُّكُمْ أَرَادَ أَنْ يُوَاصِلَ فَلْيُوَاصِلْ حَتَّى السَّحَرِ.)) یعنی: ''تم وصال نہ کرو، اگر کسی کا ارادہ ہو تو وہ سحری تک وصال کر لیا کرے۔'' اس حدیث میں اگلے دن سحری تک وصال کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ (ابو داود: ۲۳۶۱)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سحری تک وصال کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ (عبد اللہ رفیق)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وصال سے منع کیا، ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ خود تو وصال کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں کون میری مثل ہو سکتا ہے؟ میں تو رات گزارتا ہوں اور میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔'' لیکن جب صحابہ نے وصال سے باز آنے سے انکار کیا تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ ایک دن وصال کیا، پھر دوسرے دن بھی کیا، پھر چاند نظر آ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر چاند طلوع نہ ہوتا تو میں تمہارے ساتھ مزید دنوں کا بھی وصال کرتا۔'' (بخاری: ۱۹۶۵، مسلم: ۱۱۰۳)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امت کے حق میں وصال حرام نہیں ہے، کیونکہ اگر یہاں نہی حرمت کے لیے ہوتی تو آپ ﷺ صحابہ کو وصال پر برقرار نہ رکھتے، یہ قرینہ ہے کہ وصال سے نہی کراہت کے لیے ہے، جس کا مقصد رحمت و تخفیف ہے۔

(۲۲۳۸) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ فَثَابَ رِجَالٌ فَصَلَّوْا مَعَهُ بِصَلَاتِهِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ تَحَدَّثُوا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ خَرَجَ فَصَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ، فَاجْتَمَعَ اللَّيْلَةَ الْمُقْبِلَةَ أَكْثَرُ مِنْهُمْ، قَالَتْ:

''عروۃ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کے درمیانی حصے میں نکلے پس آپ ﷺ نے مسجد میں نماز پڑھی، پس کچھ لوگ انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ مل کر نماز پڑھی، پس جب لوگوں نے صبح کی تو انہوں نے گفتگو کی کہ بے شک نبی کریم ﷺ (مسجد میں) نکلے پس آپ ﷺ نے مسجد میں رات کے درمیانی حصے میں نماز پڑھی، آنے والی رات میں لوگ پہلے سے زیادہ جمع

(۲۲۳۸) تخريج:...... أخرجه البخاري: ۹۲٤، ۲۰۱۲، ومسلم: ۷٦۱ (انظر: ۲٥۳٦۲، ۲٥٤٤٦).

فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ اِغْتَسَلَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلّٰى وَصَلَّوْا مَعَهُ بِصَلَاتِهِ، ثُمَّ أَصْبَحَ فَتَحَدَّثُوْا بِذٰلِكَ، فَاجْتَمَعَ اللَّيْلَةَ الثَّالِثَةَ نَاسٌ كَثِيْرٌ حَتّٰى كَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ، قَالَتْ: فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلّٰى فَصَلَّوْا مَعَهُ، فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ اِجْتَمَعَ النَّاسُ حَتّٰى كَادَ الْمَسْجِدُ يَعْجِزُ عَنْ أَهْلِهِ فَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ يَخْرُجْ، قَالَتْ: حَتّٰى سَمِعْتُ نَاسًا مِنْهُمْ يَقُوْلُوْنَ الصَّلَاةَ الصَّلَاةَ، فَلَمْ يَخْرُجْ اِلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا صَلَّى صَلَاةَ الْفَجْرِ سَلَّمَ، ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ فَتَشَهَّدَ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ شَأْنُكُمُ اللَّيْلَةَ وَلٰكِنِّي خَشِيْتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا.)) (زَادَ فِي رِوَايَةٍ) وَذٰلِكَ فِي رَمَضَانَ۔ (مسند احمد: ٢٥٨٧٦)

ہوگئے، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: پس نبی ﷺ نکلے اور رات کے درمیانی حصے میں آپ ﷺ نے غسل فرمایا، پس آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، پھر لوگوں نے صبح کی پس انہوں نے رات کے معاملے میں گفتگو کی، پس تیسری رات میں لوگ پہلے سے بھی زیادہ جمع ہوگئے حتیٰ کہ مسجد والے زیادہ ہوگئے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ نبی ﷺ رات کے درمیانی حصے میں نکلے پس آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور صحابہ ﷺ نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، پس جب چوتھی رات ہوئی تو لوگ پھر جمع ہوگئے یہاں تک کہ قریب تھا کہ مسجد لوگوں سے عاجز آجائے گی، (لوگوں کی کثرت کی وجہ سے) پس نبی ﷺ گھر میں بیٹھ گئے اور مسجد میں نہ نکلے، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہاں تک کہ میں نے لوگوں کی آوازیں سنیں وہ کہہ رہے تھے، نماز، نماز پس نبی ﷺ ان کی طرف نہ نکلے، پس جب آپ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھ لی آپ ﷺ نے سلام پھیرا پھر لوگوں میں کھڑے ہوئے پس آپ ﷺ نے خطبہ پڑھا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: حمد و ثناء کے بعد، پس بے شک تمہاری رات کی حالت مجھ سے چھپی ہوئی نہیں رہی اور لیکن میں اس بات سے ڈر گیا کہ کہیں اس کو تم پر فرض نہ کردیا جائے (اگر تم پر فرض کردی گئی تو) تم اس سے عاجز آجاؤ گے، ایک روایت میں یہ اضافہ ہے، اور یہ رمضان کی بات ہے۔"

(٢٢٣٩) عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يُصَلُّوْنَ فِي مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ أَوْزَاعًا يَكُوْنُ

"ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ زوجۂ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتی ہیں کہ لوگ رمضان کی راتوں کو مسجد نبوی میں مختلف ٹولیوں کی صورت میں نماز پڑھا کرتے تھے، ایک آدمی کو کچھ قرآن یاد ہوتا تو اس

(٢٢٣٩) تخریج:...... حدیث صحیح لغیرہ، تقدم برقم: ١١٠٨ (انظر: ٢٦٣٠٧)

مَعَ الرَّجُلِ شَیْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ فَیَکُوْنُ مَعَهُ النَّفَرُ الْخَمْسَةُ أَوِ السِّتَّةُ أَوْ أَقَلُّ مِنْ ذٰلِكَ أَوْ أَکْثَرُ فَیُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهِ، قَالَتْ: فَأَمَرَنِی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَیْلَةً مِنْ ذٰلِكَ أَنْ أَنْصِبَ لَهُ حَصِیْرًا عَلٰی بَابِ حُجْرَتِی فَفَعَلْتُ فَخَرَجَ إِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ أَنْ صَلَّی الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ قَالَتْ فَاجْتَمَعَ إِلَیْهِ مَنْ فِی الْمَسْجِدِ فَصَلّٰی بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَیْلًا طَوِیْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلَ وَتَرَكَ الْحَصِیْرَ عَلٰی حَالِهِ فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ تَحَدَّثُوا بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمَنْ کَانَ مَعَهُ فِی الْمَسْجِدِ تِلْكَ اللَّیْلَةَ قَالَتْ وَأَمْسَی الْمَسْجِدُ رَاجًّا بِالنَّاسِ فَصَلّٰی بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ ثُمَّ دَخَلَ بَیْتَهُ وَثَبَتَ النَّاسُ قَالَتْ: فَقَالَ لِی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا شَأْنُ النَّاسِ یَا عَائِشَةُ؟)) قَالَتْ: فَقُلْتُ لَهُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! سَمِعَ النَّاسُ بِصَلَاتِكَ الْبَارِحَةَ بِمَنْ کَانَ فِی الْمَسْجِدِ فَحَشَدُوْا لِذٰلِكَ لِتُصَلِّیَ بِهِمْ۔ قَالَتْ: فَقَالَ: اِطْوِ عَنَّا حَصِیْرَكِ یَا عَائِشَةُ!)) قَالَتْ: فَفَعَلْتُ، وَبَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَیْرَ غَافِلٍ وَثَبَتَ النَّاسُ مَکَانَهُمْ حَتّٰی خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَی الصُّبْحِ فَقَالَتْ: فَقَالَ: ((أَیُّهَا النَّاسُ! أَمَا وَاللّٰهِ! مَا بِتُّ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَیْلَتِی هٰذِهِ غَافِلًا وَمَا خَفِیَ عَلَیَّ مَکَانُکُمْ وَلٰکِنِّی تَخَوَّفْتُ أَنْ یُفْتَرَضَ عَلَیْکُمْ فَاکْلَفُوْا مِنَ

کے ساتھ پانچ یا چھ یا اس سے کم یا زیادہ لوگ نماز ادا کرتے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک رات حکم دیا کہ میں اپنے حجرے کے دروازے پر ایک چٹائی بچھا دوں۔ پس میں نے ایسے ہی کیا، نبی کریم ﷺ نماز عشاء ادا کرنے کے بعد اس کی طرف نکلے (اور رات کی نماز پڑھنے لگے)، جو لوگ مسجد میں تھے وہ آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے، آپ ﷺ نے ان کو طویل رات نماز پڑھائی، پھر آپ ﷺ گھر تشریف لے گئے اور چٹائی کو اسی طرح رہنے دیا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں نے رات کو رسول اللہ ﷺ کی اور آپ کے ساتھ صحابہ کی نماز کی باتیں کیں۔ (اس کا اثر یہ ہوا کہ) شام کے وقت مسجد لوگوں سے بھر گئی، آپ ﷺ نے ان کو عشاء کی نماز پڑھائی اور فارغ ہو کر گھر چلے گئے، لیکن لوگ وہیں پر ٹھہرے رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ''عائشہ! لوگوں کی کیا صورتحال ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ لوگ رات کو بعض صحابہ کے ساتھ آپ کی نماز کے بارے میں سن کر اب جمع ہو گئے ہیں، تاکہ آپ ان کو نماز پڑھائیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! اپنی چٹائی لپیٹ لو۔'' پس میں نے ایسے ہی کیا اور رسول اللہ ﷺ نے گھر میں ہی رات گزاری، لیکن آپ ﷺ (نماز وغیرہ پڑھنے سے) غافل نہ رہے، لیکن لوگ اسی مقام پر ٹھہرے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ فجر کے لیے نکلے اور فرمایا: ''لوگو! اللہ کا شکر ہے کہ نہ میں نے یہ رات غفلت میں گزاری ہے اور نہ تمہاری حالت مجھ سے پوشیدہ رہی ہے، دراصل بات یہ ہے کہ میں ڈرتا ہوں کہ یہ رات کی نماز تم پر فرض کر دی جائے گی، اس لیے اپنی طاقت کے مطابق اعمال کے مکلّف بنو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک نہیں اکتاتا، جب تک تم نہیں اکتا جاتے۔''

الْأَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا.)) قَالَ: وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُوْلُ: إِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ۔ (مسند احمد: ٢٦٨٣٨)

ابوسلمہ نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں : بے شک اللہ تعالیٰ کو پسندیدہ عمل وہ ہے جس پر ہمیشگی کی جائے اگر چہ وہ تھوڑا ہو۔"

(٢٢٤٠) عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ الْحَضْرَمِيِّ يَرُدُّهُ إِلٰى أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا كَانَ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ اِعْتَكَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَلَمَّا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ صَلَاةَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ اثْنَيْنِ وَعِشْرِيْنَ قَالَ: ((إِنَّا قَائِمُوْنَ اللَّيْلَةَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، فَمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَقُوْمَ فَلْيَقُمْ.)) وَهِيَ لَيْلَةُ ثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ، فَصَلَّاهَا النَّبِيُّ ﷺ جَمَاعَةً بَعْدَ الْعَتَمَةِ حَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ ثُمَّ انْصَرَفَ، فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ أَرْبَعٍ وَعِشْرِيْنَ لَمْ يَقُلْ شَيْئًا وَلَمْ يَقُمْ، فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ خَمْسٍ وَعِشْرِيْنَ قَامَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ يَوْمَ أَرْبَعٍ وَعِشْرِيْنَ فَقَالَ: ((إِنَّا قَائِمُوْنَ اللَّيْلَةَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، يَعْنِيْ لَيْلَةَ خَمْسٍ وَعِشْرِيْنَ، فَمَنْ شَاءَ فَلْيَقُمْ.)) فَصَلّٰى بِالنَّاسِ حَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ ثُمَّ انْصَرَفَ، فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ سِتٍّ وَعِشْرِيْنَ لَمْ يَقُلْ شَيْئًا وَلَمْ يَقُمْ۔ فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ سِتٍّ وَعِشْرِيْنَ قَامَ فَقَالَ: ((إِنَّا قَائِمُوْنَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ يَعْنِي لَيْلَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ فَمَنْ شَاءَ أَنْ

"شریح بن عبید حضرمی سے روایت ہے کہ سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان کے آخری دس دنوں میں مسجد میں اعتکاف کیا، جب آپ ﷺ نے بائیسویں تاریخ کو عصر کی نماز ادا کی تو فرمایا: "آج ہم رات کو ان شاء اللہ قیام کریں گے، اس لیے تم میں سے جو قیام کرنا چاہتا ہے، وہ قیام کرے۔" یہ تیئسویں رات بنتی تھی، پس نبی کریم ﷺ نے اندھیرا چھا جانے کے بعد عشاء کی نماز باجماعت پڑھائی، یہاں تک کہ رات کا تیسرا حصہ بیت گیا، پھر آپ ﷺ (اپنے خیمے میں) چلے گئے۔ جب چوبیسویں رات آئی تو آپ ﷺ نے نہ قیام کیا اور نہ ہی کچھ ارشاد فرمایا، لیکن جب پچیسویں رات آنی تھی تو آپ ﷺ نے رمضان کی چوبیس تاریخ کو عصر کے بعد کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: "آج ہم رات کو ان شاء اللہ قیام کریں گے، تم میں جو چاہتا ہے، وہ قیام کر سکتا ہے۔" سو آپ ﷺ نے رات کو قیام کیا یہاں تک رات کا تیسرا حصہ گزر گیا۔ پھر آپ ﷺ (اپنے خیمے میں) تشریف لے گئے، چھبیسویں رات کو نہ آپ ﷺ نے قیام کیا اور نہ کچھ ارشاد فرمایا۔ جب آپ ﷺ چھبیسویں روز عصر کی نماز ادا کی تو آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: "ہم آج رات کو ان شاء اللہ قیام کریں گے، پس جو کوئی قیام کرنا چاہتا ہے وہ قیام کر لے۔"

(٢٢٤٠) تخریج: ...... حديث صحيح، وهذا اسناد منقطع، شريح بن عبيد الحضرمي لم يدرك ابا ذر (انظر: ٢١٥١٠)

يَقُوْمَ فَلْيَقُمْ.)) قَالَ أَبُو ذَرٍّ: فَتَجَلَّدْنَا لِلْقِيَامِ فَصَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثَا اللَّيْلِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى قُبَّتِهِ فِي الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ لَهُ: إِنْ كُنَّا لَقَدْ طَمِعْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنْ تَقُوْمَ بِنَا حَتّٰى تُصْبِحَ. فَقَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! إِنَّكَ إِذَا صَلَّيْتَ مَعَ إِمَامِكَ وَانْصَرَفْتَ إِذَا انْصَرَفَ كُتِبَ لَكَ قُنُوتُ لَيْلَتِكَ.)) قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَجَدْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ فِي كِتَابِ أَبِي بِخَطِّ يَدِهِ. (مسند احمد: ٢١٨٤٢)

سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پس ہم نے قیام کرنے کے لیے صبر و استقامت کا اظہار کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھائی، یہاں تک کہ رات کا دو تہائی حصہ گزر گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرے میں تشریف لے گئے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اس بات کے حریص ہیں کہ آپ ہمیں صبح تک نماز پڑھائیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابوذر! جب تو امام کے ساتھ نماز پڑھے گا اور اس وقت واپس جائے گا، جب امام واپس جائے تو تیرے لیے ساری رات کے قیام کا ثواب لکھ دیا جائے گا۔'' ابوعبدالرحمان کہتے ہیں: میں نے اس حدیث کو اپنے باپ (امام احمد علیہ السلام) کی کتاب میں ان کے ہاتھ سے لکھا ہوا پایا ہے۔''

شرح: ......اس حدیث کا درج ذیل قطعہ قابل غور ہے: ''اے ابوذر! جب تو امام کے ساتھ نماز پڑھے گا اور اس وقت واپس جائے گا، جب امام واپس جائے تو تیرے لیے ساری رات کے قیام کا ثواب لکھ دیا جائے گا۔'' اس سے رات کے باجماعت قیام کا ثبوت اور فضیلت ثابت ہو رہی ہے۔

(٢٢٤١) عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرِ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: صُمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَمَضَانَ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِنَ الشَّهْرِ حَتّٰى بَقِيَ سَبْعٌ فَقَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ نَحْوٌ مِنْ ثُلُثِ اللَّيْلِ، ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا اللَّيْلَةَ الرَّابِعَةَ وَقَامَ بِنَا اللَّيْلَةَ الَّتِي تَلِيهَا حَتّٰى ذَهَبَ نَحْوٌ مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ، قَالَ: فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْ نَفَّلْتَنَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِنَا هٰذِهِ. قَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا قَامَ مَعَ الْإِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ حُسِبَ لَهُ بَقِيَّةُ لَيْلَتِهِ.)) ثُمَّ لَمْ يَقُمْ

''جبیر بن نفیر حضرمی سے مروی ہے کہ سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے، ہوا یوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا مہینہ ہمارے ساتھ قیام نہ کیا، یہاں تک کہ سات راتیں باقی رہ گئیں، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (تیئیسویں رات کو) ہمارے ساتھ قیام کیا، یہاں تک کہ رات کا ایک تہائی حصہ گزر گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوبیسویں رات کو قیام نہ کیا، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیسویں رات کو اتنا طویل قیام کرایا کہ تقریبا آدھی رات گزر گئی۔ سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صحابہ نے یہ فرمائش کی کہ اے اللہ کے رسول! کاش آپ ہمیں باقی رات بھی نوافل

(٢٢٤١) تخريج:...... اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابوداود: ١٣٧٥، وابن ماجه: ١٣٢٧، والترمذي: ٨٠٦، والنسائي: ٣/ ٨٣ (انظر: ٢١٤٤٧)

بِنَا السَّادِسَةَ وَقَامَ بِنَا السَّابِعَةَ، وَقَالَ وَبَعَثَ إِلَى أَهْلِهِ وَاجْتَمَعَ النَّاسُ فَقَامَ بِنَا حَتّٰى خَشِينَا أَنْ يَفُوْتَنَا الْفَلَاحُ۔ قال قُلْتُ: مَا الْفَلَاحُ؟ قَالَ: السُّحُوْرُ۔ (مسند احمد: ٢١٧٧٨)

پڑھا دیں۔لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی امام کے ساتھ قیام کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ چلا جاتا ہے تو اس کے لیے باقی رات کے قیام کا بھی ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے چھبیسویں رات کو ہمیں قیام نہیں کرایا، البتہ ستائیسویں رات کو قیام کروایا۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے گھر والوں کو (قیام کے لیے جمع ہونے کے لیے) پیغام بھیجا، دوسرے لوگ بھی اکٹھے ہو گئے۔ پس آپ ﷺ نے ہمیں اتنی طویل نماز پڑھائی کہ ہم ڈرنے لگے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آج ''فلاح'' رہ جائے۔ جبیر بن نفیر کہتے ہیں: میں نے سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ''فلاح'' کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا: اس کا مطلب سحری ہے۔''

شرح: ......تہجد کی نماز کو ہی رمضان میں تراویح کہتے ہیں، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ دو الگ الگ نمازیں ہیں، لیکن یہ خیال درست نہیں ہے، اس حدیث سے بھی ان کا ردّ ہوتا ہے کیونکہ آپ ﷺ نے سحری تک تو تراویح کی نماز جاری رکھی، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تہجد کی نماز کب پڑھی گئی۔

(٢٢٤٢) عَنْ نُعَيْمِ بْنِ زِيَادٍ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْمَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ عَلَى مِنْبَرِ حِمْصَ: قُمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ قُمْنَا مَعَهُ لَيْلَةَ خَمْسٍ وَعِشْرِيْنَ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ، ثُمَّ قَامَ بِنَا لَيْلَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنْ لَا نُدْرِكَ الْفَلَاحَ۔ قَالَ: وَكُنَّا نَدْعُوا السُّحُوْرَ الْفَلَاحَ، فَأَمَّا نَحْنُ فَنَقُوْلُ لَيْلَةَ السَّابِعَةِ لَيْلَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ وَأَنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ السَّابِعَةَ فَمَنْ أَصْوَبُ؟ نَحْنُ أَوْ أَنْتُمْ۔ (مسند احمد: ١٨٥٩٢)

''نعیم بن زیاد ابی طلحہ الانماری سے روایت ہے کہ انہوں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ حمص کے منبر پر کھڑے ہو کر کہہ رہے تھے، کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے مہینے میں تیئیسویں رات کو ایک تہائی رات تک اور پچیسویں رات کو نصف رات تک قیام کیا اور آپ ﷺ ستائیسویں کو تو اتنا طویل قیام کروایا کہ ہمیں یہ خیال آنے لگا کہ ہم سحری نہیں کر سکیں گے۔ وہ کہتے ہیں: ہم لوگ سحری کو ''فلاح'' کہتے تھے۔'' ہم لوگ ساتویں رات سے مراد ستائیسویں رات لیتے ہیں، لیکن تم کہتے ہو کہ تیئیسویں رات ساتویں ہے، اب پتہ نہیں کہ کون زیادہ درست ہے، ہم یا تم؟

(٢٢٤٢) تخريج:...... اسناده صحيح، أخرجه النسائي: ٣/ ٢٠٣ (انظر: ١٨٤٠٢).

شرح:...... ستائیسویں رات کو ساتویں رات کہنا تو واضح ہے کیونکہ بیس دنوں کے بعد ساتویں رات مراد ہے۔ رہا مسئلہ تیسویں رات کو ساتویں رات کہنا، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یکم تاریخ سے شمار کریں تو تیسویں رات بنتی ہے اور آخر سے شمار کریں تو یہی رات ساتویں رات بنتی ہے، بشرطیکہ مہینے کو انتیس دنوں کا فرض کیا جائے، کیونکہ یہی اصل اور یقینی ہے اور عربوں کی یہ عادت تھی کہ وہ آسانی کے لیے آخر سے بھی دنوں اور راتوں کا شمار کر لیا کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان المبارک میں صرف تین دن باجماعت قیام کا اہتمام کیا، لیکن پورا ماہ قیام کرنا جائز ہے، کیونکہ آپ ﷺ کے قیام نہ کرنے کی وجہ یہ خدشہ تھا کہ کہیں یہ قیام فرض نہ کر دیا جائے، نبی کریم ﷺ کے بعد اب یہ خطرہ ٹل چکا ہے، لہٰذا جماعت کروانا درست ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نے بغیر کسی قید کے امام کے ساتھ قیام کرنے کی فضیلت بیان کی ہے، جیسا کہ بعض احادیث میں گزرا ہے، اس لیے ان پر تسلسل کے ساتھ عمل کیا جا سکتا ہے۔ ویسے بھی آپ ﷺ نے تین دن تراویح باجماعت کا اہتمام کر کے جواز پیش کر دیا ہے۔

3 ...... بَابُ حُجَّةِ مَنْ قَالَ أَنَّ فِعْلَهَا فِي الْبَيْتِ أَفْضَلُ

اس کی دلیل کا بیان، جو یہ کہتا ہے کہ گھر میں تراویح ادا کرنا افضل ہے

(٢٢٤٣) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِتَّخَذَ حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيرٍ فَصَلَّى فِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيَالِيَ حَتَّى اجْتَمَعَ إِلَيْهِ نَاسٌ ثُمَّ فَقَدُوا صَوْتَهُ فَظَنُّوا أَنَّهُ قَدْ نَامَ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَنَحْنَحُ لِيَخْرُجَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: ((مَا زَالَ بِكُمُ الَّذِي رَأَيْتُ مِنْ صَنِيعِكُمْ حَتَّى خَشِيتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ، وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهِ، فَصَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ، فَإِنَّ أَفْضَلَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ.)) (مسند احمد: ٢١٩١٥)

''سیدنا زید بن ثابت ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مسجد میں چٹائی کا ایک حجرہ بنایا اور اس میں رات کو نماز پڑھی، جب لوگوں کو علم ہوا تو وہ بھی جمع ہو گئے، لیکن پھر انہوں نے نبی کریم ﷺ کی آواز کو گم پایا، ان کا خیال تھا کہ آپ ﷺ سو گئے ہیں، اس لیے بعض لوگوں نے کھانسنا شروع کر دیا تا کہ آپ ﷺ ان کی طرف آ جائیں۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو کچھ تم کرتے رہے، مجھے اس کا اندازہ ہے، اصل بات یہ ہے کہ میں ڈرتا ہوں کہ یہ قیام تم پر فرض نہ کر دیا جائے اور اگر یہ فرض کر دیا گیا تو تم اس کو قائم نہ رکھ سکو گے۔ اس لیے (میں کہتا ہوں کہ) لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو، آدمی کا گھر میں نماز پڑھنا افضل عمل ہے، سوائے فرضی نماز کے۔''

شرح:...... اس موضوع پر درج ذیل حدیث زیادہ واضح ہے:

(٢٢٤٤) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ ؓ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: أَيُّمَا أَفْضَلُ؟

''سیدنا عبد اللہ بن سعد ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ میرا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے

(٢٢٤٣) تخريج:...... أخرجه البخاري: ٧٣١، ٧٢٩٠، ومسلم: ٧٨١ (انظر: ٢١٥٨٢).

اَلصَّلَاةُ فِیْ بَیْتِیْ اَوِ الصَّلَاةُ فِی الْمَسْجِدِ؟ قَالَ ﷺ: ((اَلَا تَرٰی اِلٰی بَیْتِیْ؟ مَا اَقْرَبَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ! فَلَاَنْ اُصَلِّیَ فِیْ بَیْتِیْ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُصَلِّیَ فِی الْمَسْجِدِ۔ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ صَلَاةً مَکْتُوْبَةً .)) (سنن ابن ماجه: ۱۳۷۸)

یا مسجد میں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آپ میرے گھر کو نہیں دیکھتے؟ وہ مسجد کے بہت زیادہ قریب ہے، لیکن پھر بھی مجھے مسجد میں نماز پڑھنے کی بہ نسبت گھر میں نماز ادا کرنا زیادہ محبوب ہے، سوائے فرضی نماز کے (وہ مسجد میں ہی ادا کرنی چاہئے)۔''

شرح: ......معلوم ہوا کہ فرض نمازوں سے پہلے اور بعد والی سنتیں، تہجد اور دوسری عام نفل نماز گھر میں ادا کرنا اور فرض نمازیں مسجد میں ادا کرنا افضل ہے، آجکل بعض لوگ مکمل نماز مساجد میں اور بعض مکمل نماز گھروں میں ادا کر لیتے ہیں، نبوی منہج کو اپناتے ہوئے اول الذکر لوگوں کو چاہئے کہ سنتیں اور نوافل گھروں میں ادا کریں اور موخر الذکر لوگوں کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ مساجد کی تعمیر فرض نمازوں کی ادائیگی کے لیے کی گئی ہے، نبی کریم ﷺ نے بغیر عذر کے گھر میں فرضی نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی، گھروں میں فرائض کی ادائیگی عورتوں کا کام ہے، مردوں کا نہیں۔

4 ..... بَابُ حُجَّةِ مَنْ قَالَ اَنَّهَا ثَمَانِ رَکْعَاتٍ غَیْرَ الْوِتْرِ

اس کی دلیل کا بیان جو یہ کہتا ہے کہ وتر کے علاوہ نماز تراویح آٹھ رکعت ہے

(۲۲٤٤) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَمِلْتُ اللَّیْلَةَ عَمَلًا۔ قَالَ: ((مَا هُوَ؟)) قَالَ: نِسْوَةٌ مَعِیَ فِی الدَّارِ قُلْنَ لِیْ: اِنَّكَ تَقْرَأُ وَلَا نَقْرَأُ، فَصَلِّ بِنَا، فَصَلَّیْتُ ثَمَانِیًا وَالْوِتْرَ۔ قَالَ: فَسَکَتَ النَّبِیُّ ﷺ قَالَ: فَرَاَیْنَا اَنَّ سُکُوْتَهُ رِضًا بِمَا کَانَ۔ (مسند احمد: ۲۱٤۱۵)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے رات کو ایک عمل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''وہ کون سا عمل ہے۔'' اس نے کہا: میرے ساتھ گھر میں کچھ خواتین تھیں، انہوں نے مجھے کہا: تم قرآن پڑھتے ہو اور ہم نہیں پڑھتیں، اس لیے ہمیں نماز پڑھاؤ، پس میں نے ان کو آٹھ رکعتیں اور وتر پڑھائے۔ جواباً نبی کریم ﷺ خاموش ہو گئے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کی خاموشی کو آپ ﷺ کے راضی ہونے کی علامت سمجھتے ہیں۔''

شرح: ...... یہ حدیث شواہد کی بنا پر صحیح ہے، تراویح کے موضوع پر آنے والی بحث میں اس کی تفصیل آئے گی۔

(۲۲٤٤) تخریج:...... اسناده ضعیف لضعف عیسی بن جاریة الانصاری المدنی، ولابهام الراوی له عن یعقوب بن عبد الله، لکن قد رواه غیر واحد عن یعقوب، أخرجه ابن حبان: ۲٥٤۹، ۲٥٥۰، وابویعلی: ۱۸۰۱، والطبرانی فی "الاوسط": ۳۷٤۳ (انظر: ۲۱۰۹۸).

(۲۲۴۵) عَنْ أَبِی سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی رَمَضَانَ فَقَالَتْ: مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَزِيْدُ فِی رَمَضَانَ وَلَا فِی غَيْرِهِ عَلٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّی أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّی أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّی ثَلَاثًا۔ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! تَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوْتِرَ؟ قَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! إِنَّهُ أَوْ إِنِّی تَنَامُ عَيْنَایَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِی.)) (مسند احمد: ۲۴۵۷۴)

''ابوسلمۃ بن عبد الرحمٰن بن عوف کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کی رمضان میں نماز کے متعلق سوال کیا، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نماز نہیں پڑھتے تھے، آپ ﷺ چار رکعتیں پڑھتے، پس تو ان کی خوبصورتی اور لمبائی کے بارے میں سوال نہ کر، پھر آپ ﷺ چار رکعتیں پڑھتے، پر تو ان کی خوبصورتی اور لمبائی کے بارے میں کچھ نہ پوچھ، پھر تین رکعتیں پڑھتے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! بے شک میری آنکھیں سوتی ہیں، لیکن میرا دل نہیں سوتا۔''

(۲۲۴۶) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: أَیْ أُمَّهْ! أَخْبِرِيْنِی عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ قَالَتْ: كَانَتْ صَلَاتُهُ فِی رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ سَوَاءً، ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِيْهَا رَكْعَتَا الْفَجْرِ۔ قُلْتُ: فَأَخْبِرِيْنِی عَنْ صِيَامِهِ، قَالَتْ: كَانَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ أَفْطَرَ وَمَا رَأَيْتُهُ صَامَ شَهْرًا أَكْثَرَ مِنْ صِيَامِهِ فِی شَعْبَانَ كَانَ يَصُوْمُهُ إِلَّا قَلِيْلًا۔ (مسند احمد: ۲۴۶۱۷)

''ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: اماں جی! مجھے نبی کریم ﷺ کی نماز کے بارے میں بتلایئے۔ انہوں نے کہا کہ رمضان ہو یا غیر رمضان آپ ﷺ کی نماز تیرہ رکعات ہوتی تھی، ان میں دو رکعتیں فجر کی سنتیں ہوتی تھیں۔ میں نے کہا: مجھے آپ ﷺ کے روزوں کے بارے میں بتایئے۔ انھوں نے کہا: آپ ﷺ (مسلسل) روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب آپ ﷺ ہمیشہ روزے رکھیں گے، لیکن پھر آپ ﷺ (تسلسل کے ساتھ) روزے ترک کرنے لگ جاتے، یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب آپ ﷺ روزے ترک کر دیں گے۔ اور میں نے آپ ﷺ کو کسی مہینے میں اتنی

(۲۲۴۵) تخریج: …… أخرجه البخاری: ۱۱۴۷، ۲۰۱۳، ومسلم: ۷۳۸، ومالك فی "المؤطا": ۱/ ۱۲۰، وابوداود: ۱۳۴۱، والترمذی: ۴۳۹ (انظر: ۲۴۰۷۳)

(۲۲۴۶) تخریج: …… أخرجه مسلم: ۷۳۸ بذكر صلاته فی رمضان، و۱۱۵۶ بذكر صيامه، وانظر الحديث السابق برقم: ۱۱۱۵ (انظر: ۲۴۱۱۶)

کثرت سے روزے رکھتے نہیں دیکھا جتنا آپ ﷺ شعبان
میں رکھتے تھے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ سارے شعبان کے
روزے رکھتے تھے، سوائے تھوڑے دنوں کے۔''

شرح: ......نمازِ تراویح کی رکعات کی تعداد پر مفصل بحث کرنے سے پہلے یہ تنبیہ کرنا ضروری ہے کہ عصرِ حاضر میں عجیب قسم کی مقلدانہ اور متعصبانہ سوچ اور فکر پائی جاتی ہے، تحقیقی مزاجوں کا فقدان ہے، جانبدارانہ فیصلوں کا رجحان پایا جاتا ہے، ہر شخص اپنے متعلقہ مسلک کی مخالفت میں ہونے والی ہر بات کو ہر پل جھٹلانے کے لیے تیار ہوتا ہے، اور اس معاملے میں جہالت کا بھی کافی دخل ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ جس آدمی کو جو عمل یا روایت ورثے میں ملی ہے، وہ اس کو ثابت کرنے پر نہ صرف تلا ہوا ہوتا ہے، بلکہ اس بیچارے کو یہ شعور بھی نہیں ہوتا کہ وہ کئی شرعی دلائل اور اپنے متقدمین مفتی حضرات کی سراسر مخالفت کر رہا ہوتا ہے، مثال کے طور پر ہم نے اکتوبر ۲۰۱۰ء میں ایک مقلد خطیب کو خطبۂ جمعہ میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ آٹھ رکعت تراویح ادا کرنا بدعت ہے۔ سبحان اللہ! یہ کتنی بڑی جرأت ہے کہ آپ ﷺ کے عمل مبارک کو بدعت کہا جا رہا ہے۔ اسی طرح ۲۰۱۰ء میں ہی ہم نے ایک مفتی کو طلاق رجعی کی عدت میں نیا نکاح کرنے کا فتوی دیتے ہوئے سنا۔ (اللہ تعالیٰ کی پناہ) اب ہم اس موضوع پر تفصیلی بحث پیش کرتے ہیں، قارئین کی آسانی کے لیے مذکورہ بالا دلائل کا دوبارہ ذکر کیا جائے گا۔

تراویح کی مسنون رکعات

لفظ ''تراویح'' ایک اصطلاحی نام ہے۔ قرآن اور تشریحات نبویہ میں یہ لفظ موجود نہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی سے رمضان وغیر رمضان میں نمازِ عشاء سے طلوعِ فجر تک پڑھی جانے والی نماز کو تہجد، قیام اللیل، صلاۃ اللیل وغیرہ جیسے اسماء سے متصف کیا گیا ہے۔ بعد میں ماہ رمضان میں کیے جانے والے قیام کو تراویح سے تعبیر کیا گیا۔ جواب میں لفظ ''تراویح'' کا استعمال ہوگا۔

محمد ﷺ نے گیارہ رکعت تراویح کا اہتمام کیا، دلائل درج ذیل ہیں:

(۱)......((عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ کَیْفَ کَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَا کَانَ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِهٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشْرَةَ رَکْعَةً))

''ابو سلمہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کی تراویح کے بارے میں پوچھا، انھوں نے جواب دیا کہ رمضان ہو یا غیر رمضان، رسول اللہ ﷺ گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔'' (صحیح البخاری: ۱۱٤۷، صحیح مسلم: ۷۳٦، سنن ابی داود: ۱۳٤۱، جامع ترمذی: ٤۳۹، مسند احمد: ٦/ ۳٦)

تنبیہ: ...... امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد امام محمد رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو اپنی کتاب موطا میں قیام رمضان

کے باب میں درج کیا ہے۔

مسلم میں اس روایت کے الفاظ یوں ہی ہیں: ((كَانَتْ صَلَاتُهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً بِاللَّيْلِ مِنْهَا رَكْعَتَا الْفَجْرِ.)) رمضان ہو یا غیر رمضان رات کو آپ ﷺ تیرہ رکعت پڑھتے۔ ان میں دو رکعتیں فجر کی سنتیں ہوتیں۔

خلاصہ: ...... ایک عام فہم آدمی اس حدیث مبارکہ کے سیاق وسباق سے بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ عدد تراویح کے متعلق یہ حدیث حجت ہے۔

(۲)...... ((عَنْ جَابِرٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ ثَمَانَ رَكْعَاتٍ ثُمَّ أَوْتَرَ.))

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں رمضان میں آٹھ رکعت نماز پڑھائی پھر وتر پڑھے۔'' (صحيح ابن خزيمه: ۲/ ۱۳۸، صحيح ابن حبان: ٤/ ٦٢ـ٦٤)

اس حدیث کی سند میں یعقوب بن عبداللہ کا شاگرد محمد بن حمید قابل اعتراض ہے لیکن (مسند ابی یعلی: ۳/ ۳۳۶) میں ابو الربیع الزہرانی نے اور عبدالاعلی بن حماد نے (ابن خزیمہ: ۲/ ۱۳۸) میں مالک بن اسماعیل نے اور عبداللہ بن موسی نے متابعت کی۔ نیز سند میں عیسی بن جاریہ ہے لیکن امام ابوزرعہ، امام ابن حبان، علامہ ہیثمی، امام بوصیری وغیرہ نے اس کی توثیق کی، اگر اس راوی پر کی گئی جرح کو سامنے رکھا جائے تو یہ حدیث اس موضوع کے شواہد کی بنا پر حسن ہوگی۔

(۳) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ۔

''عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صدیقہ کائنات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عشاء سے فجر تک گیارہ رکعت پڑھتے ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے اور ایک رکعت وتر ادا کرتے۔'' (صحيح مسلم: ٧٣٤)

تنبیہ: ...... اس حدیث مبارکہ میں رمضان المبارک کا کوئی خاص علیحدہ تذکرہ نہیں لیکن حدیث اپنے عموم کی بنا پر ماہ مبارک کے قیام کو شامل ہے۔

عدالت فاروقی کا فیصلہ:

صحابی رسول سیّدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ((أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَتَمِيمًا الدَّارِيَّ أَنْ يَقُوْمَا لِلنَّاسِ بِإِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً.))

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیّدنا ابی بن کعب اور سیّدنا تمیم داری کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت نماز تراویح (مع وتر) پڑھایا کریں۔ (موطا امام مالك: ۱۳۸، شرح معانی الاثار للطحاوی: ۱/ ۲۹۳، السنن الكبرى للبيهقي: ۲/ ٤٩٦)

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ حکم صحیح بخاری اور صحیح مسلم والی حدیث عائشہ کے موافق اور آپ ﷺ کے عمل کے عین مطابق ہے۔اس سے ثابت ہوا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں آٹھ رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا تھا اور اس سے بیس رکعت تراویح کی قائلین وعاملین کا رد ہوتا ہے۔

سیّدنا سائب رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں:((اِنَّ عُـمَرَ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰى اُبَيّ وَتَمِيْمٍ ، فَكَانَا يُصَلِّيَان اِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً .)) یعنی سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو سیّدنا ابی بن کعب اور سیّدنا تمیم داری پر جمع کر دیا، وہ لوگوں کو گیارہ رکعت نماز تراویح پڑھاتے تھے۔(مصنف ابن ابی شیبۃ:۲/ ۳۹۱۔۳۹۲)

سیّدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ یہ بھی کہتے ہیں:((كُـنَّـا نَـقُـوْمُ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ خَطَّابٍ بِاِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً .))یعنی ہم سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں گیارہ رکعت نماز تراویح پڑھتے تھے۔(سنن سعید بن منصور بحواله الحاوى للفتاوى للسيوطى: ۱/۳٤۹، حاشية آثار السنن للنيموى: ۲۵۰)

مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ آٹھ رکعت تراویح رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی سنت کو اختیار کیا اور سیّدنا ابی بن کعب اور سیّدنا تمیم داری رضی اللہ عنہما کو وتر سمیت گیارہ رکعات پڑھانے کا حکم دیا۔

بیس رکعت تراویح کو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قول یا فعل کی طرف منسوب کرنا کسی صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔

تہجد اور تراویح میں فرق:

میں نے ابتدا ہی میں عرض کیا تھا کہ عہد نبوی میں لفظ''تراویح'' معدوم تھا۔ بعد والوں نے قیام رمضان کے لیے بطور اصطلاح استعمال کیا۔اب تہجد اور تراویح میں فرق کرنا محض حماقت پر مبنی ہے۔پہلی حدیث میں اس کا جواب موجود ہے کہ آپ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت ہی پڑھتے تھے۔مولانا انور کاشمیری حنفی فرماتے ہیں:"ولـم يثبت فى رواية من الروايات انه عليه السلام صلى التراويح والتهجد عليحدة فى رمضان بل طـول التـراويـح وبين التراويح والتهجد فى عهده عليه السلام لم يكن فرق فى الركعات بل فـى الـوقـت والـصفة اى التراويح تكون بالجماعة وفى المسجد بخلاف التهجد وان شرع التراويح فى اول الليل و التهجد فى آخر الليل ." (العرف الشذى على جامع الترمذى)

ترجمہ: کسی روایت سے بھی ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے رمضان میں تراویح اور تہجد علیحدہ علیحدہ پڑھی ہوں، ہاں نماز تراویح میں لمبا قیام کرتے تھے، رکعات کے اعتبار سے عہد نبوی میں تراویح اور تہجد میں کوئی فرق نہیں تھا، بلکہ فرق صرف اتنا تھا کہ تراویح مسجد باجماعت پڑھی جاتی تھی اور تہجد (گھر میں علیحدہ) اور تراویح ابتدائے رات میں پڑھی جاتی تھی اور تہجد آخر رات میں۔

اس کلام میں قابل نقد پہلو موجود ہیں، بہر حال ہمارا مقصود پورا ہو گیا ہے۔

فقہ حنفی کے نامور فقہاء اور مشائخ کی شہادتیں اور آٹھ رکعت تراویح:

چونکہ آج کل تو مختلف مسلک والوں میں عجیب ذاتی معاملات گھس چکے ہیں، اس لیے ہم احناف کے قدیم ائمہ کے فتاوی نوٹ کرتے ہیں:

امام الاحناف شیخ ابن ہمام نے کہا: ''فتحصل من هذا كله ان قيام رمضان سنة احدى عشرة ركعة مع الوتر فى جماعة فعله عليه الصلوٰة السلام . ''

مبحث کا نتیجہ یہ نکلا قیام رمضان، جو سنت ہے وتر سمیت گیارہ رکعت باجماعت ہے۔ آپ ﷺ نے ایسے ہی کیا۔ (فتح القدير: ١/٤٦٨)

مولانا انور شاہ کاشمیری حنفی نے کہا: ((ولا مناص من تسليم ان التراويح كانت ثمانية ركعات .)) یعنی یہ تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز تراویح یقیناً آٹھ رکعت تھی۔ (العرف الشذى)

ملا علی قاری حنفی نے شرح مشکوۃ میں امام ابن ہمام والا فیصلہ کیا۔ (مرقاة: ٣/١٩٤)

علامہ عبدالحق دہلوی حنفی نے کہا: تحقیق آنست کہ صلاۃ آنحضرت در رمضان ہماں نماز معتاد بو یازدہ رکعت کہ دائم در تہجد مے گزارد۔ (مدارج النبوة: ١/٤٠٠) یعنی: تحقیق کے مطابق حضور علیہ السلام کی نماز رمضان میں وہی گیارہ رکعت تھی جو آپ کی عادت تھی اور ہمشہ آپ تہجد میں پڑھا کرتے تھے۔

قاضی شمس الدین حنفی نے کہا: میرا موقف یہ ہے کہ مجھے نہ آٹھ کی سنیت سے انکار ہے اور نہ عملاً اس کے ترک کو مستحسن سمجھتا ہوں اور نہ ہی حتی المقدور ان کو ترک کرتا ہوں اور نہ کسی کو ترک کرنے کی تلقین کرتا ہوں اور نہ ہی میری جماعت حنفیہ کرام آٹھ کی سنیت کے منکر ہیں بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ آٹھ رکعت سنت ہیں، سنت ہیں۔ (القول الفصيح: ص: ٥)

ابوالاعلی مودودی کہتے ہیں: تمام روایات کو جمع کرنے سے جو چیز حقیقت سے قریب معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے خود جماعت کے ساتھ رمضان میں جو نماز پڑھائی وہ اول وقت تھی، نہ کہ آخر وقت میں اور وہ آٹھ رکعتیں تھیں نہ کہ بیس۔ اگر چہ ایک روایت بیس کی بھی ہے مگر وہ آٹھ والی روایت کی بہ نسبت ضعیف ہے۔ (رسائل ومسائل: ٢/١٦٧)

عبدالشکور فاروقی لکھنوی دیوبندی کہتے ہیں: اگر چہ نبی اکرم سے آٹھ رکعت تراویح مسنون ہے اور ایک ضعیف روایت میں ابن عباس سے بیس رکعات بھی۔ (علم الفقه: ١٩٨)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حنفی کہتے ہیں: از فعل آنحضرت یازدہ رکعت ثابت شدہ است۔ یعنی آنحضرت سے گیارہ رکعت تراویح ثابت ہے۔ (مصفى شرح مؤطافارسى)

بیس رکعت تراویح کا ثبوت اور اس کی حقیقت:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً سِوَى الْوِتْرِ .)) (ابن ابى شيبه ،بيهقى)

''عبداللہ بن عباس کہتے ہیں؛ رسول اللہ ﷺ رمضان میں وتر کے علاوہ بیس رکعت قیام کرتے تھے۔''

وضاحت:...... امام بیہقی نے اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد لکھا ہے: "تفرد به ابو شيبة ابراهيم بن عثمان العبسي الكوفي وهو ضعيف." (حدیث کی سند میں ابراہیم بن عثمان کوفی ضعیف ہے) یہ روایت بالاتفاق ضعیف ہے۔

ابوشیبہ ابراہیم کے متعلق جارحین کے خیالات: "ضعيف ليس بثقة، متروك الحديث، منكر الحديث، ساقط، رجل مذموم." وغیرہ۔

حنفی علماء کی تصریحات:

ابن عباس کی بیس رکعت والی روایت جو ابن ابی شیبہ وغیرہ نے روایت کی وہ ابراہیم بن عثمان کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اس راوی کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔ پھر یہ آٹھ رکعت والی حدیث کے مخالف ہے۔ (نصب الراية: ۱/۲۹۳)

ابن ھمام حنفی:...... جو ابن ابی شیبہ، طبرانی اور بیہقی نے بیس رکعت والی ابن عباس کی روایت بیان کی ہے وہ ضعیف ہے۔ (فتح القدير ص: ۲۳٤)

علامہ عینی حنفی:...... ابن عباس کی جو بیس رکعت والی حدیث ہے اس کی سند میں ابراہیم بن عثمان ہے، جسے شعبہ نے جھوٹا کہا اور امام احمد، ابن معین، بخاری، نسائی وغیرہ نے ضعیف کہا۔

ملا علی قاری حنفی: ابن عباس کی بیس رکعت والی حدیث ابراہیم بن عثمان کی وجہ سے ضعیف ہے، اس راوی کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔ (مرقاة: ۲/ ۱۷۵)

نیز: علامہ نیموی انور شاہ کاشمیری، یوسف بنوری، عبدالحی لکھنوی، تقی عثمانی وغیرہ نے اس راوی کو ضعیف قرار دیا۔

سوال یہ ہے کہ کون سے دلائل تھے، جن کی روشنی میں ان حنفی علما نے آٹھ رکعت تراویح کی سنیت کا اقرار کیا!؟

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بھی کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں ہوتا کہ انھوں نے بیس رکعت قیام کرنے کا حکم دیا ہو۔ انھوں نے آپ ﷺ کی موافقت کی اور یہی ان کو زیب دیتا تھا، دلائل پہلے گزر چکے ہیں۔

تراویح میں باقاعدہ جماعت:

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ رمضان میں نماز تراویح میں مسلسل جماعت کرانا صرف عدالت فاروقی کا فیصلہ ہے۔ یاد رہے کہ آپ ﷺ کے اقوال سے اس کا ثبوت ملتا ہے، بسا اوقات آپ ﷺ نے عمل بھی کیا، لیکن ایک عارضے کی وجہ سے اسے برقرار نہ رکھا گیا۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں؛ حضور ﷺ نے تئیس رمضان کو تراویح باجماعت پڑھائی پھر پچیس رمضان کو نصف شب تک قیام کروایا۔ ہم نہ کہا: ''لَوْ نَفَّلْتَنَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِنَا هٰذِهِ؟'' یعنی: اگر رات کے بقیہ حصے میں بھی آپ قیام کروادیں تو بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے جواباً فرمایا: ''جس نے امام کے ساتھ قیام کیا تو اس کے لیے ساری رات کے

قیام کا ثواب لکھا جائے گا۔'' پھر آپ ﷺ نے ستائیس رمضان کو باجماعت نماز تراویح ادا کی۔

(ابو داؤد ،ترمذی، نسائی ، ابن ماجه)

معلوم ہوا کہ امام کے ساتھ باجماعت قیام کرنا ایک افضل عمل ہے ۔ رہا مسئلہ کہ آپ ﷺ نے قیام کیوں نہیں کروایا؟

جواباً عرض ہے کہ عائشہ فرماتی ہیں :ایک دن حضور ﷺ نے لوگوں کو باجماعت نماز تراویح پڑھائی صحابہ نے آپ کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ اگلے روز پھر قیام کروایا مقتدی زیادہ ہوگئے ۔ تیسری یا چوتھی رات لوگ اسی مقصد کے لیے جمع ہوئے لیکن حضور ﷺ تشریف نہ لائے ۔ جب صبح ہوئی تو اپنی غیر حاضری کی وجہ یوں بیان فرمائی: ((قَـدْ رَأَيْـتُ الَّـذِيْ صَـنَـعْتُـمْ وَلَـمْ يَمْنَعْنِيْ مِنَ الْخُرُوْجِ إِلَيْكُمْ إِلَّا أَنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ يُّفْرَضَ عَلَيْكُمْ وَذٰلِكَ فِيْ رَمَـضَانَ .)) یعنی'' میں نے رات کو تمہارا اکٹھا ہونا دیکھا اور مجھے تمہاری طرف سے آنے سے روکنے والی چیز یہ تھی کہ مجھے ڈر لاحق ہوا کہ یہ نماز تم پر فرض نہ ہوجائے ۔ یہ واقعہ رمضان میں پیش آیا۔(صحیح بخاری)

معلوم ہوا کے قیام اللیل کے فرض ہونے کا خطرہ تھا اس لیے حضور ﷺ تشریف نہ لائے ۔حضور ﷺ کی رحلت کے بعد کسی عمل کے فرض ہونے کا شبہ نہ رہا لہٰذا پہلی حدیث پر عمل کیا جا سکتا ہے۔

یاد رہے جب عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب کو تراویح کی امامت سونپی، تو اس سے پہلے بھی صحابہ کرامؓ جماعت کے ساتھ نماز تراویح پڑھتے تھے، وہ اس طرح کہ کوئی اکیلا پڑھ رہا ہوتا تھا اور کہیں چند ساتھی اکٹھے ہو کر باجماعت ادا کر رہے ہوتے ۔عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک قاری پر انہیں جمع کر دیا تا کہ وہ انہیں گیارہ رکعت قیام کروائے ۔ (ملاحظہ ہو صحیح بخاری)

حرمین شریفین اور بیس رکعت تراویح:

عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ حرمین شریفین میں بیس رکعت تراویح کا انعقاد کیا جاتا ہے،اس لیے اس تعداد کو حجت سمجھ لیا جانا چاہیے۔

جواباً سب سے پہلی گزارش یہ ہے کہ رمضان کے آخری دس دنوں میں مسجد حرام اور مسجد نبوی میں (۳۰) سے زیادہ رکعات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔اس کے بعد ہم سب سے پہلے فتوی کمیٹی سعودی عرب کا فتوی نقل کرتے ہیں:

فتوی نمبر۳۹۵۳:

ســــوال:...... ائمۂ دین فقہائے امت کا اس بارے میں کیا خیال ہے کہ تراویح کی نماز آٹھ رکعت ہے یا بیس رکعت؟ اگر سنت آٹھ رکعت ہے تو مسجد نبوی میں بیس کا اہتمام کیوں کیا جاتا ہے، کیونکہ عام لوگ اس عمل سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ اس نماز کی رکعات کی سنت تعداد بیس ہے؟

جواب:...... صلاة التراويح سنة هى سنها رسول الله ﷺ ، وقد دلت الادلة على انه ماكان يـزيـد فـى رمضان ولا فى غيره على احدى عشرة ركعة وقد سال ابو سلمة عائشة رضی اللہ عنہا كيف

كانت صلاة رسول الله ﷺ في رمضان ، قالت: ماكان يزيد في رمضان ولا في غيره على احدى عشرة ركعة ، يصلي اربعا فلاتسأل عن حسنهن وطولهن ، يصلي اربعا فلا تسئل عن حسنهن و لا طولهن ثم يصلي ثلاثا ، قالت: عائشة:فقلت :يارسول الله ﷺ اتنام قبل ان توتر؟ فقال : يا عائشة ((ان عيني تنامان ولا ينام قلبي))(متفق عليه) وقد ثبت انه ﷺ كان يصلي في بعض الليالي ثلاث عشرة ركعة فوجب ان يحمل كلام عائشة رضي الله عنها في قولها (ماكان يزيد في رمضان ولا في غيره على احدى عشرة ركعة) على الاغلب جمعا بين الاحاديث ، ولا حرج في الزيادة على ذلك ، لان النبي ﷺ لم يحدد في صلاة الليل بل لما سئل عن صلاه الليل قال: ((مثنى مثنى فاذا خشي احدكم الصبح صلى ركعة واحدة توتر له ما قد صلى))۔(متفق عليه)ولم يحدد احدى عشرة ركعة ولا غير ها ، فدل على التوسعة في صلاة الليل في رمضان وغيره ۔

وبالله التوفيق وصلى الله على نبيه محمد واله وصحبه وسلم ۔

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء

عضو: عبدالله بن قعود، عبدالله بن غديان۔ نائب الرئيس:عبدالرزاق عفيفي۔

الرئيس:عبدالعزيز بن عبدالله بن زياد

ترجمہ: تراویح سنت ہے اور دلائل کا تقاضا ہے کہ وہ رمضان وغیر رمضان میں گیارہ رکعت ہے۔ جیسا کہ ابوسلمہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کیسے ہوتی تھی۔ تو انھوں نے جواب دیا: آپ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، پہلے چار رکعت پڑھتے، پس تو ان کے حسن اور طول کے بارے میں سوال نہ کر، پھر چار پڑھتے، ان کے حسن اور طول کے بارے میں نہ پوچھ، پھر تین (وتر) پڑھتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ وتر ادا کرنے سے پہلے سوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔'' (بخاری، مسلم)

یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ بعض اوقات تیرہ رکعت پڑھتے تو گیارہ رکعت والی حدیث کو اکثر و بیشتر پر محمول کریں گے۔

لیکن اس تعداد سے زیادہ نفلی نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے رات کی نماز کی تعیین نہیں فرمائی۔ بلکہ آپ ﷺ سے رات کی نماز کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعت ہے، جب طلوع فجر کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت وتر پڑھ لے۔'' اس حدیث میں گیارہ رکعت وغیرہ کی تعیین نہیں معلوم ہوا کہ رمضان وغیرہ میں رکعات میں وسعت ہے۔

مفتی اعظم سعودی عرب ابن باز رحمہ اللہ کا فتوی:...... "والافضل ما كان النبي ﷺ يفعله غالبا وهو ان يقوم بثمان ركعات يسلم من كل ركعتين، ويوتر بثلاث مع الخشوع والطمأنينة و ترتيل القراءة."

ترجمہ:...... افضل وہی ہے جس کا آپ ﷺ اکثر و بیشتر اہتمام کرتے تھے، اور وہ اس طرح کہ آپ ﷺ خشوع، اطمینان اور ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرنے کے ساتھ آٹھ رکعت پڑھتے، ہر دو رکعتوں میں سلام پھیرتے اور پھر تین وتر پڑھتے۔ (فتاوى اللجنة الدائمة: ٧/ ٢١٢)

امام کعبہ محمد بن عبد اللہ السبیل نے یوں فتوی دیا کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ نے سوال کیا کہ کیا نماز تراویح اور تہجد الگ الگ نمازیں ہیں۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دونوں ایک ہی نماز ہیں، اسے قیام رمضان بھی کہتے ہیں، اس دعوی کی دلیل صحیح بخاری کی یہ روایت ہے: ابوسلمہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رمضان میں نبی کریم ﷺ کی نماز کی کیا کیفیت تھی؟ انھوں نے کہا: رمضان ہو یا غیر رمضان، گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے......۔

اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں نچھاور کرے افضل الخلق محمد ﷺ پر، ان کی آل پر، اور ان کے صحابہ پر۔

خلاصۂ کلام:......اس بحث میں مذکورہ اور اس موضوع سے متعلقہ تمام دلائل کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کا اکثر و بیشتر معمول گیارہ رکعت کا تھا، آپ ﷺ کے فعل کے بارے میں یہی عقیدہ رکھنا ضروری ہے۔ لیکن دوسری قولی احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس تعداد سے زائد یا کم نفلی نماز پڑھی جا سکتی ہے، یہی وجہ ہے کہ حرمین شریفین میں رمضان کے پہلے بیس دنوں میں اکیس رکعات اور آخری دس دنوں میں اکتیس رکعات کا اہتمام کیا جاتا ہے اور وہ بھی یہی سمجھتے تھے کہ وہ زائد نفل پڑھ رہے ہیں، جبکہ تعداد کی سنت رکعات گیارہ ہے۔ اس لیے مسجد حرام اور مسجد نبوی کی روٹین کو دیکھ کر قطعی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آپ ﷺ اکیس یا اکتیس رکعات کا اہتمام کرتے تھے۔ ہاں اگر کوئی زائد رکعات پڑھنا چاہتا ہے تو اس کے لیے خشوع وخضوع اور اطمینان کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

اَبْوَابُ صَلَاةِ الضُّحٰى
چاشت کی نماز کے بارے میں ابواب

5 ..... بَابُ مَا وَرَدَ فِيْ فَضْلِهَا وَ حُكْمِهَا
صلوٰۃ الضحیٰ کی فضیلت اور اس کے حکم کا بیان

(٢٢٤٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً فَغَنِمُوْا وَأَسْرَعُوا الرَّجْعَةَ فَتَحَدَّثَ النَّاسُ بِقُرْبِ مَغْزَاهُمْ وَكَثْرَةِ غَنِيْمَتِهِمْ وَسُرْعَةِ رَجْعَتِهِمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى أَقْرَبَ مِنْهُ مَغْزًى وَأَكْثَرَ غَنِيْمَةً وَأَوْشَكَ رَجْعَةً، مَنْ تَوَضَّأَ ثُمَّ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ لِسُبْحَةِ الضُّحٰى فَهُوَ أَقْرَبُ مَغْزًى وَأَكْثَرُ غَنِيْمَةً وَأَوْشَكُ رَجْعَةً.)) (مسند احمد: ٦٦٣٨)

''سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا، پس انہوں نے غنیمت حاصل کی اور جلدی واپس لوٹ آئے، لوگوں نے اس غزوے میں (لڑائی کے) جلدی ختم ہو جانے، کثیر مقدار میں غنیمت حاصل کرنے اور ان کے جلدی واپس لوٹ آنے کے بارے میں باتیں کیں، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہاری اس چیز کی طرف رہنمائی نہ کردوں کہ جو غزوہ کے لحاظ سے نزدیک ہو، غنیمت کے لحاظ سے زیادہ ہو اور لوٹنے کے لحاظ سے بھی قریب ہو؟ جس نے وضو کیا، پھر چاشت کی نماز پڑھنے کے لیے مسجد گیا، وہ شخص غزوہ کے لحاظ سے نزدیک ہے اور زیادہ غنیمت والا اور جلدی لوٹنے والا ہے۔''

(٢٢٤٨) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَافَظَ عَلٰى شُفْعَةِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے چاشت کی دو رکعتوں کی حفاظت کی اس کے

(٢٢٤٧) تخريج: ..... حسن لغيره، وابن لهيعة قد تابعه ابن وهب عند الطبراني، وحيى بن عبد الله ضعيف لكن في الباب ما يقويه، أخرجه الطبراني في "الكبير" (انظر: ٦٦٣٨)

(٢٢٤٨) تخريج: ..... اسناده ضعيف لضعف النهاس بن قهم، وشداد بن عبد الله القرشي مولاهم لم يسمع من ابي هريرة (انظر: ١٠٤٤٧)

الضُّحٰی غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ .)) (مسند احمد: ١٠٤٥١)

تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے، اگر چہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔''

(٢٢٤٩) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي بِثَلَاثٍ: صَوْمِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَصَلَاةِ الضُّحٰی، وَلَا أَنَامُ إِلَّا عَلٰی وِتْرٍ۔ (مسند احمد: ٧٥٠٣)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میرے خلیل (محمد ﷺ) نے مجھے یہ تین وصیتیں کیں: ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھنا، چاشت کی نماز پڑھنا اور نمازِ وتر پڑھ کر سونا۔''

(٢٢٥٠) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا يُحَدِّثُ أَصْحَابَهُ فَقَالَ: ((مَنْ قَامَ إِذَا اسْتَقَلَّتِ الشَّمْسُ فَتَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰی رَكْعَتَيْنِ غُفِرَ لَهُ خَطَايَاهُ فَكَانَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ .)) (مسند احمد: ١٢١)

''سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک میں نکلے، ایک دن رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں سے گفتگو فرما رہے تھے، ایک بات یہ بھی تھی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس وقت کھڑا ہو، جب سورج بلند ہو چکا ہو، پھر اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور وہ ایسے ہو جائے گا جیسے اس کی ماں نے اسے اسی دن جنم دیا ہو۔''

(٢٢٥١) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی يَقُولُ: يَا ابْنَ آدَمَ! لَا تَعْجِزَنْ مِنَ الْأَرْبَعِ رَكَعَاتٍ مِنْ أَوَّلِ نَهَارِكَ أَكْفِكَ آخِرَهُ)) (مسند احمد: ٢٨٠٢٨)

''سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: آدم کے بیٹے! دن کے شروع میں چار رکعتوں کو پڑھنے سے عاجز نہ آ جا، (اگر تو یہ نماز پڑھے گا تو) میں تجھے دن کے آخر میں کافی ہو جاؤں گا۔''

(٢٢٥٢) عَنْ نُعَيْمِ بْنِ هَمَّارٍ الْغَطْفَانِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:

''سیّدنا نعیم بن ہمار غطفانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا رب فرماتا ہے: اے آدم کے

(٢٢٤٩) تخريج:...... اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ١٤٣٢ (انظر: ٧٥١٢)

(٢٢٥٠) تخريج:...... صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة ابن عم ابي عقيل، أخرجه مسلم: ٢٣٤، وابوداود: ١٧٠ بذكر وجوب الجنة مكان مغفرة الخطايا، ولم يذكرا امر استقلال الشمس (انظر: ١٢١، ١٧٣٩٢)

(٢٢٥١) تخريج:...... صحيح لغيره، وهذا اسناد منقطع، شريح بن عبيد لم يسمع من ابي الدرداء، أخرجه الترمذي: ٤٧٥ (انظر: ٢٧٤٨٠)

(٢٢٥٢) تخريج:...... حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ١٢٨٩، والبخاري في "تاريخه": ٨/ ٩٣ (انظر: ٢٢٤٧٠، ٢٢٤٧٢)

((قَـالَ رَبُّكُمْ عَزَّوَجَلَّ: صَلِّ لِي يَا ابْنَ آدَمَ! أَرْبَـعًـا فِـى أَوَّلِ الـنَّـهَـارِ أَكْفِكَ آخِرَهُ.)) (مسند احمد: ٢٢٨٣٩)

بیٹے! تو میرے لیے دن کے شروع میں چار رکعت نماز پڑھ، میں تجھے دن کے آخر میں (تمام حاجات ومشکلات سے) کافی ہو جاؤں گا۔"

(٢٢٥٣) عَـنْ أَبِـى الدَّرْدَاءِ ؓ قَـالَ: أَوْصَانِي خَلِيْلِي أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ بِثَلَاثٍ لَا أَدَعُهُنَّ لِشَيْءٍ أَوْصَانِي بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَأَنْ لَا أَنَامَ إِلَّا عَلَى وِتْرٍ وَسُبْحَةِ الـضُّـحٰـى فِـى الْـحَـضَرِ وَالسَّفَرِ. (مسند احمد: ٢٨٠٢٩)

"سیدنا ابوالدرداء ؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میرے خلیل ابوالقاسم ﷺ نے مجھے تین چیزوں کی وصیت کی، میں ان کو کسی وجہ سے نہیں چھوڑوں گا، آپ ﷺ نے مجھے نصیحت کی کہ میں ہر مہینے میں تین دن روزے رکھوں، وتر کی نماز پڑھ کر ہی سوؤں، اور سفر وحضر میں چاشت کی نماز ادا کروں۔"

(٢٢٥٤) عَـنْ أَبِـى ذَرٍّ ؓ قَـالَ: قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُصْبِحُ عَلٰى كُلِّ سُلَامٰى مِنْ أَحَـدِكُمْ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ وَتَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ وَتَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ وَتَحْمِيْدَةٍ صَـدَقَةٌ وَأَمْرٌ بِمَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْـمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَيُجْزِئُ أَحَدَكُمْ مِنْ ذٰلِكَ كُلِّـهِ رَكْـعَتَـانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى.)) (مسند احمد: ٢١٨٠٧)

"سیدنا ابوذر غفاری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی صبح کرتا ہے تو اس کے ہر جوڑ پر صدقہ ہوتا ہے اور تسبیح کرنا صدقہ ہے، لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے، اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برے کام سے روکنا صدقہ ہے (اس طرح یہ امور سرانجام دے کر ان اعضاء کا صدقہ ادا کیا جا سکتا ہے) اور ان تمام چیزوں سے دو رکعتیں کفایت کرتی ہیں، جو آدمی چاشت کے وقت ادا کرتا ہے۔"

شرح: ......دوسری روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ہر انسان کا وجود تین سو ساٹھ جوڑوں پر مشتمل ہوتا ہے، اس نماز کی دو رکعتوں سے ان تمام جوڑوں کی طرف سے صدقہ ادا ہو جاتا ہے۔

(٢٢٥٥) عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ ؓ عَـنِ النَّبِيِّ ﷺ قَـالَ: ((كُتِـبَ عَـلَيَّ النَّحْرُ وَلَمْ يُكْتَبْ عَلَيْكُمْ، وَأُمِرْتُ بِرَكْعَتَيِ الضُّحٰى

"سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھ پر (عیدالاضحی کی) قربانی فرض کی گئی ہے، لیکن تم پر اس کو فرض نہیں کیا گیا اور مجھے چاشت کی دو رکعتیں پڑھنے کا

(٢٢٥٣) تخريج:...... حديث صحيح دون قوله: ((فى الحضر والسفر))، وهذا اسناد ضعيف لابهام الراوى عن ابى ادريس السكونى، ولجهالة ابى ادريس السكونى، أخرجه مسلم: ٧٢٢ (انظر: ٢٧٤٨١)
(٢٢٥٤) تخريج:...... حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ١٢٨٥، ١٢٨٦، ٥٢٤٤(انظر: ٢١٤٧٥، ٢١٥٤٨)
(٢٢٥٥) تخريج:...... اسناده ضعيف، لضعف جابر بن يزيد الجعفى، أخرجه الطبرانى: ١١٨٠٢، ١١٨٠٣، والبزار: ٢٤٣٤(انظر: ٢٩١٧، ٢٠٦٥)

وَلَمْ تُؤْمَرُوا بِهَا .)) (مسند احمد: ۲۹۱۷)

حکم دیا گیا ہے، جبکہ تم کو اس کا حکم نہیں دیا گیا۔"

(۲۲۵۶) (وَمِنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُمِرْتُ بِرَكْعَتَيِ الضُّحٰى وَبِالْوِتْرِ وَلَمْ يُكْتَبْ .)) وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((عَلَيْكُمْ .)) (مسند احمد: ۲۰۶۵)

"(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے تو چاشت کی دو رکعات اور وتر پڑھنے کا حکم دیا گیا، لیکن (تم پر) یہ چیزیں فرض نہیں کی گئیں۔"

شرح:...... نماز چاشت کی فضیلت اور رکعات کی دو اور چار تعداد کے بارے میں احادیث گزر چکی ہیں، مزید دلائل درج ذیل ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى أَرْبَعًا، وَيَزِيْدُ مَا شَاءَ اللّٰهُ .)) (مسلم: ۷۱۹)

"رسول اللہ ﷺ نمازِ چاشت کی چار رکعات اور (بسا اوقات) زیادہ بھی پڑھتے تھے۔" سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے سال آٹھ رکعات نمازِ چاشت پڑھی۔ (صحیح بخاری: ۱۱۷۶، صحیح مسلم: ۳۳۶)

جامع ترمذی (۴۷۳) کی جس روایت میں اس نماز کی بارہ رکعتوں کا ذکر ہے، وہ ضعیف ہے۔ اسی طرح مسند بزار کی جس حدیث میں دو، چار، چھ، آٹھ اور بارہ رکعات کا ذکر ہے، وہ بھی کمزور اور غیر مستند ہے۔

2 ..... بَابُ مَا جَاءَ فِيْ وَقْتِهَا وَجَوَازِ فِعْلِهَا جَمَاعَةً

صلوٰۃ الضحیٰ کے وقت اور اس کے باجماعت ادا کرنے کے جواز کے بارے میں بیان

(۲۲۵۷) عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الضُّحٰى حِيْنَ كَانَتِ الشَّمْسُ مِنَ الْمَشْرِقِ مِنْ مَكَانِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ۔ (مسند احمد: ۱۲۵۲)

"سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاشت کی نماز اس وقت پڑھی کہ جب سورج مشرق کی جانب اتنا بلند تھا جتنا وہ عصر کے وقت مغرب کی جانب اونچا ہوتا ہے۔"

(۲۲۵۸) عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى أَهْلِ قُبَاءٍ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ الضُّحٰى۔ فَقَالَ: ((صَلَاةُ الْأَوَّابِيْنَ

"سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قباء والے لوگوں کے پاس آئے اور وہ چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اوابین کی نماز اس وقت

(۲۲۵۶) تخريج:...... اسناده ضعيف، لضعف جابر بن يزيد الجعفي، أخرجه الطبراني: ۱۱۸۰۲، والبزار: ۲٤۳٤ (انظر: ۲۰٦٥)

(۲۲۵۷) تخريج:...... اسناده قوي (انظر: ۱۲۵۲)

(۲۲۵۸) تخريج:...... أخرجه مسلم: ۷٤۸ (انظر: ۱۹۲٦٤)

إِذَا رَمِضَتِ الْفِصَالُ مِنَ الضُّحَى .)) (مسند احمد: ١٩٤٧٨)

ہوتی ہے جب اونٹوں کے بچوں کے پاؤں چاشت کے وقت گرمی سے جلنے لگیں۔''

(٢٢٥٩) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ أَتَى عَلَى مَسْجِدِ قُبَاءٍ أَوْ دَخَلَ مَسْجِدَ قُبَاءٍ بَعْدَ مَا أَشْرَقَتِ الشَّمْسُ فَإِذَا هُمْ يُصَلُّوْنَ، فَقَالَ: ((إِنَّ صَلَاةَ الْأَوَّابِيْنَ كَانُوْا يُصَلُّوْنَهَا إِذَا رَمِضَتِ الْفِصَالُ .)) (مسند احمد: ١٩٥٦٢)

''(دوسری سند) جب نبی کریم ﷺ سورج کے اچھی طرح روشن ہوجانے کے بعد مسجدِ قبا کے پاس آئے یا مسجدِ قبا میں داخل ہوئے، تو وہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اوابین کی نماز وہ اس وقت پڑھا کرتے تھے جب اونٹوں کے بچوں کے پاؤں گرمی کی وجہ سے جلنے لگتے تھے۔''

شرح:...... ''الفِصَال'' یہ فصیل کی جمع ہے اور فصیل اونٹنی کے اس بچے کو کہتے ہیں جو اپنی ماں سے علیحدہ کیا جا چکا ہو اور وہ دودھ پینے سے غنی ہو چکا ہو۔ کثرت سے توبہ کرنے والے یا فرمانبردار یا تسبیح بیان کرنے والے کو ''اَوَّاب'' کہتے ہیں۔ چونکہ اس وقت میں نفس کا میلان راحت کی طرف ہوتا ہے، اس لیے اس وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا کام کرنا رجوع الی اللہ اور اس کی فرمانبرداری کی علامت ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اس نماز کو تاخیر سے پڑھنا افضل ہے۔

(٢٢٦٠) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ رَآنِي أَبُو بَشِيْرِ نِ الْأَنْصَارِيُّ رضی اللہ عنہ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا أُصَلِّي صَلَاةَ الضُّحَى حِيْنَ طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَعَابَ عَلَيَّ ذٰلِكَ وَنَهَانِي، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تُصَلُّوا حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ)) (مسند احمد: ٢٢٢٣٤)

''سعید بن نافع کہتے ہیں: صحابی رسول سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے مجھے سورج طلوع ہوتے وقت نمازِ چاشت پڑھتے ہوئے دیکھا، انھوں نے میرے اس عمل کو معیوب قرار دیا اور ایسا کرنے سے منع کیا، پھر کہا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک سورج بلند نہ ہوجائے اس وقت تک نماز نہ پڑھا کرو، کیونکہ یہ شیطان کے دوسینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔''

(٢٢٦١) عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى فِي بَيْتِهِ سُبْحَةَ

''سیّدنا عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے گھر میں چاشت کی نماز پڑھی اور لوگ بھی

(٢٢٥٩) تخريج:...... اسناده على شرط مسلم، أخرجه أبو عوانة: ٢/ ٢٧١، وابن خزيمة: ١٢٢٧، والطبراني في "الكبير": ٥١١١، وانظر الحديث بالطريق الأول (انظر: ١٩٣٤٧)

(٢٢٦٠) تخريج:...... صحيح لغيره، وهذا اسناد محتمل للتحسين، أخرجه البزار في "مسنده": ٢٣٠٤، وابو يعلى في "مسنده الكبير"، والطبراني في "الاوسط": ٦٥٢٠ (انظر: ٢١٨٨٩)

(٢٢٦١) تخريج:...... اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه الدارقطني: ٢/ ٨٠ (انظر: ٢٣٧٧٣)

الضُّحٰی فَقَامُوْا وَرَاءَهُ فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهِ۔ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور یہ نماز ادا کی۔''
(مسند احمد: ۲۴۱۸۰)

شرح :......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ یہ نماز باجماعت بھی ادا کی جا سکتی ہے۔ قارئین سے التماس ہے کہ وہ درج بالا دو ابواب کی روایات ذہن نشین کر لیں، تاکہ آنے والی نمازِ چاشت کی نفی کرنے والی روایات کی وجہ سے پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے، کیونکہ بعض صحابہ نے آپ ﷺ کو یہ نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا، اس لیے انھوں نے اس عمل کی نفی کر دی، لیکن یہ ایک مسلّمہ قانون ہے کہ مثبت کو منفی پر مقدم کیا جاتا ہے، کیونکہ اثبات پیش کرنے والے کے پاس فعل کی دلیل موجود ہوتی ہے۔

3 ..... بَابُ اِخْتِلَافِ الصَّحَابَةِ فِيْهَا وَفِيْهِ فُصُوْلٌ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ: فِيْمَا رُوِيَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ فِيْ ذٰلِكَ

صلوٰۃ الضحی میں صحابہ کے اختلاف کا بیان، اس میں کئی فصلیں ہیں

فصل اول: ان روایات کے بارے میں جو اس ضمن صحابہ سے مروی ہیں

(۲۲۶۲) عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ الضُّحٰى۔ (مسند احمد: ۶۸۲)

''سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے۔''

(۲۲۶۳) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يَدَعُهَا وَيَدَعُهَا حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يُصَلِّيْهَا۔ (مسند احمد: ۱۱۱۷۲)

''سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز (اتنے تسلسل سے) پڑھا کرتے تھے کہ ہم کہتے کہ اب آپ ﷺ اس کو نہیں چھوڑیں گے، لیکن پھر آپ ﷺ اس کو یوں چھوڑ دیتے کہ ہم کہتے کہ اب آپ ﷺ یہ نماز نہیں پڑھیں گے۔''

(۲۲۶۴) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الضُّحٰى قَطُّ إِلَّا مَرَّةً۔ (مسند احمد: ۹۷۵۷)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کبھی بھی نبی کریم ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا، سوائے ایک مرتبہ کے۔''

(۲۲۶۲) تخریج:...... اسناده قوی، أخرجه الترمذی: ۵۹۸، والنسائی: ۲/ ۱۱۹ (انظر: ۶۸۳)
(۲۲۶۳) تخریج:...... اسناده ضعیف لضعف عطية العوفی، أخرجه الترمذی: ۴۷۷ (انظر: ۱۱۱۵۵)
(۲۲۶۴) تخریج:...... اسناده قوی، أخرجه ابن ابی شیبة: ۲/ ۴۰۷، والنسائی فی "الکبری": ۴۷۷، والبزار: ۶۹۶ (انظر: ۹۷۵۸)

(٢٢٦٥) عَـنْ عَبْـدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِى بَكْرَةَ قَـالَ: رَاٰى أَبُـو بَكْرَةَ ؓ نَـاسًـا يُصَلُّوْنَ الـضُّـحٰـى، فَقَالَ اِنَّهُـمْ لَيُصَلُّوْنَ صَلَاةً مَا صَلَّاهَــا رَسُـوْلُ الـلّٰــه ﷺ وَلَا عَــامَّةُ أَصْحَابِهِ ؓ ـ (مسند احمد: ٢٠٧٣٤)

''سیّدنا عبد الرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر کہا: بے شک یہ لوگ ایسی نماز پڑھ رہے ہیں جو نہ نبی کریم ﷺ نے پڑھی اور نہ آپ ﷺ کے عام صحابہ نے۔''

(٢٢٦٦) عَنْ مُوَرِّقِ نِ الْعِجْلِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِابْـنِ عُمَرَ ؓ: أَتُـصَـلِّي الضُّحٰى؟ قَالَ: لَا، قُـلْـتُ: صَلَّاهَـا عُمَرُ؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: صَلَّاهَـا أَبُـوبَـكْرٍ؟ قَالَ لَا، قُلْتُ: أَصَلَّاهَا النَّبِيُّ ﷺ؟ قَـالَ: لَا إِخَـالُهُ ـ (مسند احمد: ٤٧٥٨)

''مورق عجلی کہتے ہیں: میں نے سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ چاشت کی نماز پڑھتے ہیں؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ میں نے کہا: کیا سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ یہ نماز پڑھتے تھے؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ میں نے کہا: کیا سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ نماز پڑھتے تھے؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ میں نے کہا: کیا نبی کریم ﷺ یہ نماز پڑھتے تھے؟ انھوں نے کہا: میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ بھی نہیں پڑھتے تھے۔''

(٢٢٦٧) عَـنْ مُـجَـاهِـدٍ قَـالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَعُـرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ فَإِذَا نَحْنُ بِعَبْدِ الـلّٰـهِ بْنِ عُمَرَ فَجَالَسْنَاهُ، قَالَ: فَإِذَا رِجَالٌ يُـصَـلُّـوْنَ الـضُّـحٰــى، فَـقُـلْـنَـا: يَـا أَبَـا عَبْـدِالرَّحْمٰنِ! مَا هٰذِهِ الصَّلَاةُ؟ قَالَ: بِدْعَةٌ ـ (مسند احمد: ٦١٢٦)

''مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں اور عروۃ بن الزبیر رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے، وہاں سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے، ہم ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔ کچھ لوگ چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے۔ ہم نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! یہ کون سی نماز ہے؟ انھوں نے کہا: یہ بدعت ہے۔''

شرح :...... سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نماز چاشت کو بدعت کہا، اس کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کو، سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو یہ نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ اور یہ ایک مسلّمہ قانون ہے کہ زیادتی علم کی وجہ سے مثبت کو منفی پر مقدم کیا جاتا ہے۔لیکن اس روایت کے باوجود سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نماز چاشت کو مستحسن عمل سمجھا، جیسا کہ اعرج کہتے ہیں: میں نے ابن عمر سے نماز چاشت کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے یوں جواب دیا: یہ بدعت ہے، لیکن اچھی بدعت ہے۔ (ابن ابی شیبہ: ٢/ ٤٠٦)

(٢٢٦٥) تـخـريـج:...... اسناده قوى، أخرجه الدارمى: ١٤٥٦، والبزار: ٣٦٣٥، والنسائى فى "الكبرى": ٤٧٨ (انظر: ٢٠٤٦٠)

(٢٢٦٦) تخريـج:...... أخرجه البخارى: ١١٧٥ (انظر: ٤٧٥٨)

(٢٢٦٧) تخريـج:...... أخرجه البخارى: ١٧٧٥، ١٧٧٦، ٤٢٥٣، ومسلم: ١٢٥٥ (انظر: ٦١٢٦).

سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں اور کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو یہ نماز پڑھتا ہو، لیکن لوگوں نے جتنے نئے عمل شروع کیے ہیں، مجھے ان میں سے سب سے زیادہ محبوب یہی عمل (نمازِ چاشت) ہے۔ (مصنف عبد الرزاق: ٤٨٦٨)

(٢٢٦٨) عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى قَالَ مَا أَخْبَرَنِي أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى غَيْرُ أُمِّ هَانِيءٍ فَإِنَّهَا حَدَّثَتْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَاغْتَسَلَ وَصَلّٰى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ يُخَفِّفُ فِيْهِنَّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ) مَارَأَيْتُهُ صَلّٰى صَلَاةً قَطُّ أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ۔ (مسند احمد: ٢٧٤٣٩)

''ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی نے مجھے خبر نہیں دی کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا ہو، انھوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ فتح مکہ والے دن اس کے گھر میں داخل ہوئے، غسل کیا اور آٹھ رکعات نماز پڑھی، تخفیف کے ساتھ رکوع و سجود کیے، (بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ) اس نے نبی کریم ﷺ کو اس سے ہلکی نماز پڑھتے کبھی نہیں دیکھا تھا، ہاں یہ بات ضرور ہے کہ آپ ﷺ رکوع و سجود مکمل کر رہے تھے۔''

(٢٢٦٩) (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَاهُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أُمَّ هَانِيءٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتٰى بَعْدَ مَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ يَوْمَ الْفَتْحِ فَأَمَرَ بِثَوْبٍ فَسُتِرَ عَلَيْهِ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ لَا أَدْرِي أَقِيَامُهُ فِيْهَا أَطْوَلُ أَوْ رُكُوْعُهُ أَوْ سُجُوْدُهُ، كُلُّ ذٰلِكَ مِنْهُ مُتَقَارِبٌ، قَالَتْ: فَلَمْ أَرَهُ سَبَّحَهَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ۔ (مسند احمد: ٢٧٤٣٨)

''(دوسری سند) عبید اللہ بن عبد اللہ بن الحارث سے روایت ہے کہ اس کے باپ عبد اللہ بن الحارث بن نوفل نے اس کو بیان کیا کہ سیدہ ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا نے اس کو خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے دن، دن کے بلند ہو جانے کے بعد آئے، آپ نے کپڑے کے متعلق حکم دیا، پس اس کے ذریعے آپ ﷺ کا پردہ کیا گیا، پھر آپ ﷺ نے غسل کیا اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے، آپ ﷺ نے آٹھ رکعات نماز پڑھی، میں نہیں جانتی کہ اس نماز میں آپ ﷺ کا قیام لمبا تھا یا رکوع یا سجدہ، ان میں سے ہر ایک دوسرے کے قریب قریب تھا۔ سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے اس سے پہلے اور اس کے بعد کبھی بھی آپ ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔''

شرح:...... صحیح مسلم کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''ثُمَّ صَلّٰى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ سُبْحَةَ الضُّحٰى۔'' (پھر آٹھ رکعت نمازِ چاشت پڑھی۔)

(٢٢٦٨) تخريج:...... أخرجه البخاري: ١١٠٣، ١١٧٦، ٤٢٩٢، ومسلم: ٣٣٦ (انظر: ٢٦٩٠٠)
(٢٢٦٩) تخريج:...... أخرجه مسلم: ٣٣٦، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٢٦٨٩٩)

الفصل الثاني فيما روى عن انس بن مالك رضی اللہ عنہ في ذلك

(فصل ثانی) ان روایات کے بارے میں جو اس مسئلے میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کی گئی ہیں

(۲۲۷۰) عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ ضَخْمٌ لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يُصَلِّيَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: لَا أَسْتَطِيْعُ أَنْ أُصَلِّيَ مَعَكَ فَلَوْ أَتَيْتَ مَنْزِلِي فَصَلَّيْتَ فَأَقْتَدِيَ بِكَ، فَصَنَعَ الرَّجُلُ طَعَامًا، ثُمَّ دَعَا النَّبِيَّ ﷺ فَنَضَحَ طَرَفَ حَصِيْرٍ لَهُمْ، فَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ رَكْعَتَيْنِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ آلِ الْجَارُوْدِ لِأَنَسٍ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى؟ قَالَ مَا رَأَيْتُهُ صَلَّاهَا إِلَّا يَوْمَئِذٍ۔ (مسند احمد: ۱۲۳۵٤)

''انس بن سیرین، سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک موٹا آدمی تھا، وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا، اس نے نبی کریم ﷺ سے کہا: مجھ میں اتنی استطاعت نہیں ہے کہ میں آپ کے ساتھ نماز پڑھ سکوں، اس لیے اگر آپ میرے گھر تشریف لائیں اور (کسی جگہ) نماز پڑھیں، تا کہ میں آپ کی اقتداء کروں۔ پھر اس نے کھانا تیار کیا اور نبی کریم ﷺ کو بلایا، پس اس نے چٹائی کا ایک کنارہ ان کے لیے صاف کیا اور نبی کریم ﷺ نے دو رکعتیں ادا کیں۔ آل جارود میں سے ایک آدمی نے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا نبی کریم ﷺ چاشت کی نماز پڑھتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس نے اس دن کے علاوہ کبھی بھی آپ ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے نہیں دیکھا تھا۔''

(۲۲۷۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ إِنَّهُ لَمْ يَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى إِلَّا أَنْ يَخْرُجَ فِي سَفَرٍ أَوْ يَقْدَمَ مِنْ سَفَرٍ۔ (مسند احمد: ۱۲٦٤۹)

''سیّدنا عبداللہ بن رواحہ سے روایت ہے کہ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا، مگر اس وقت جب آپ ﷺ سفر کے لیے نکلتے یا سفر سے واپس آتے۔''

(۲۲۷۲) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ صَلَّى سُبْحَةَ الضُّحٰى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ، فَلَمَّا

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے سفر میں آٹھ رکعت چاشت کی نماز پڑھی، فارغ ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا:

(۲۲۷۰) تخريج:...... أخرجه البخاري: ٦٧٠، ١١٧٩، ٦٠٨٠ (انظر: ١٢٣٢٩)

(۲۲۷۱) تخريج:...... صحيح لغيره، أخرجه البخاري في "التاريخ الكبير": ١/ ٤٥٤، وابو يعلى: ٤٣٣٧، وأبو نعيم في "الحلية": ٩/ ١٦ (انظر: ١٢٣٥٣)

(۲۲۷۲) تخريج:...... صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة الضحاك القرشي، ولضعف رشدين بن سعد (انظر: ١٢٥٨٩)

انْصَرَفَ قَالَ: ((إِنِّي صَلَّيْتُ صَلَاةَ رَغْبَةٍ وَرَهْبَةٍ سَأَلْتُ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ ثَلَاثاً فَأَعْطَانِي ثِنْتَيْنِ وَمَنَعَنِي وَاحِدَةً، سَأَلْتُهُ أَنْ لَا يَبْتَلِيَ أُمَّتِي بِالسِّنِيْنَ فَفَعَلَ، وَسَأَلْتُ أَنْ لَا يُظْهِرَ عَلَيْهِمْ عَدُوَّهُمْ فَفَعَلَ، وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يَلْبِسَهُمْ شِيَعًا فَأَبٰى عَلَيَّ.)) (مسند احمد: ١٢٦١٧)

''میں نے (اللہ کی رحمت کی) رغبت رکھتے ہوئے اور (اس کے عذابوں سے) ڈرتے ہوئے نماز پڑھی ہے، میں نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کا سوال کیا، اس نے دو چیزیں تو مجھے عطا کردی ہیں، لیکن ایک کو روک دیا ہے، میں نے اللہ سے سوال کیا کہ وہ میری امت کو قحط سالی سے نہ آزمائے، پس اللہ نے اسی طرح کردیا ہے، پھر میں نے اس سے سوال کیا کہ وہ ان کے دشمن کو ان پر مسلط نہ کرے، پس اس نے اسی طرح کردیا، (میرا تیسرا سوال یہ تھا کہ) وہ اِن کو گروہوں میں خلط ملط نہ کرے، لیکن اس نے ایسا کرنے سے انکار کردیا۔''

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فِيْمَا رُوِيَ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

(فصل ثالث) ان روایات کے بارے میں جو اس مسئلہ میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہیں

(٢٢٧٣) عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: وَاللّٰهِ مَا سَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سُبْحَةَ الضُّحٰى قَطُّ وَإِنِّي لَأُسَبِّحُهَا وَقَالَتْ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَتْرُكُ الْعَمَلَ وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَعْمَلَهُ خَشْيَةَ أَنْ يَسْتَنَّ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ مَا خَفَّ عَلَى النَّاسِ مِنَ الْفَرَائِضِ۔ (مسند احمد: ٢٥٠٦٦)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی چاشت کے نوافل نہیں پڑھے تھے، البتہ میں یہ نماز پڑھتی تھی۔ اصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک عمل کو پسند کرنے کے باوجود اس کو ترک کر دیتے تھے، کیونکہ آپ ﷺ کو یہ ڈر ہوتا تھا کہ لوگ بھی آپ کی اقتداء کریں گے اور یہ عمل فرض ہو جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ فرائض کے معاملے پر لوگوں پر تخفیف کو پسند کرتے تھے۔''

(٢٢٧٤) وَعَنْهَا أَيْضًا قَالَتْ: مَا سَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سُبْحَةَ الضُّحٰى فِي سَفَرٍ وَلَا حَضَرٍ۔ (مسند احمد: ٢٥٠٥٨)

''اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز نہیں پڑھتے تھے، نہ سفر میں اور نہ حضر میں۔''

(٢٢٧٣) تخريج:...... أخرجه البخاري: ١١٢٨، ١١٧٧، ومسلم: ٧١٨ (انظر: ٢٥٤٤٤، ٢٥٤٥١)

(٢٢٧٤) تخريج:..... انظر الحديث السابق: ١١٤١ (انظر: ٢٤٥٥١)

(٢٢٧٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى اِلَّا أَنْ يَقْدَمَ مِنْ سَفَرٍ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ٢٤٥٢٦)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے نہیں دیکھا تھا، ہاں جب آپ ﷺ سفر سے واپس آتے تو دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔''

(٢٢٧٦) عَنْ مُعَاذَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِيَ الضُّحٰى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ۔ (مسند احمد: ٢٥٧٤٦)

''عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر میں چاشت کی چار رکعتیں پڑھیں۔''

(٢٢٧٧) وَعَنْهَا أَيْضًا قَالَتْ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا كَمْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى؟ قَالَتْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَيَزِيْدُ مَا شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔ (مسند احمد: ٢٥٤٠١)

''معاذہ کہتی ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز کتنی رکعتیں پڑھا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: آپ ﷺ چار رکعت پڑھا کرتے تھے اور اس سے زیادہ بھی پڑھتے، جتنا اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا۔''

شرح:......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان روایات میں اس نماز کے بارے میں تین صورتیں پیش کر دی ہیں: (۱) دیکھنے کی مطلق نفی، (۲) سفر سے واپسی پر ادائیگی اور (۳) مطلق ثابت کرنا۔ جواباً تین تطبیقات پیش کی جاتی ہیں:

(۱)......نفی سے مطلق نماز کی نفی نہیں، بلکہ دوام کی نفی مراد ہے، اس لیے اس باب کی پہلی حدیث کا معنی یہ ہوگا کہ آپ ﷺ دوام کے ساتھ یہ نماز نہیں پڑھتے تھے، لیکن میں دوام کرتی تھی۔

(۲)......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نفی سے مراد ان کی رؤیت کی نفی ہے، اور جن روایات میں انھوں نے اثبات پیش کیا ہے، وہ دوسرے صحابہ سے نقل کی ہیں۔

(۳)......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نفی سے مراد اس وقت کے مخصوص عمل کی نفی مراد تھی، یعنی لوگ ایک معین وقت میں معین تعداد کے ساتھ یہ نماز پڑھتے تھے، سیدہ رضی اللہ عنہا نے اس صورت کی نفی کی اور اثبات سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کبھی کبھار پڑھ لیا کرتے تھے، مثلا سفر سے واپسی کی صورت میں، یا اس نماز کی فضیلت کی خاطر، جبکہ آپ ﷺ نے اس کے لیے کسی وقت یا رکعات کی تعداد کا تعین نہیں کر رکھا تھا۔

نمازِ اشراق یا نماز چاشت کے بارے میں یہ کل اٹھائیس احادیث مذکور ہیں، دیگر کتب احادیث میں مزید احادیث بھی موجود ہیں، یہ نماز نبی کریم ﷺ کی فعلی اور قولی سنت ہے۔ ان تمام دلائل کا خلاصہ یہ ہے:

(٢٢٧٥) تخريج:...... أخرجه مسلم: ٧١٧ (انظر: ٢٤٠٢٥، ٢٥٣٨٥)

(٢٢٧٦) تخريج:...... حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف، أخرجه مسلم: ٧١٩ (انظر: ٢٥٢٣٢، ٢٤٩٢٤)

(٢٢٧٧) تخريج:...... انظر الحديث السابق: ١١٤٤ (انظر: ٢٤٨٨٩)

نمازِ چاشت، نمازِ اشراق اور صلاۃ الاوّابین، یہ تینوں ایک ہی نماز کے نام ہیں۔

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا یُحَافِظُ عَلٰی صَلٰوۃِ الضُّحٰی اِلَّا اَوَّابٌ، قَالَ: وَهِيَ صَلَاةُ الْاَوَّابِيْنَ .)) یعنی: ''اوّاب ہی نمازِ چاشت کی حفاظت کرتا ہے اور یہی ''صلاۃ الاوّابین'' ہے۔'' (ابن خزیمہ: ۱۲۲٤، حاکم: ۱/ ۳۱٤)

اگر نمازِ چاشت کو مؤخر کر کے پڑھا جائے تو اسے ''صلاۃ الاوابین'' کہا جاتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((صَلَاةُ الْاَوَّابِيْنَ حِيْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ . " (مسلم: ۷٤۸) یعنی: ''اوّابین کی نماز اس وقت ہے جب شدتِ گرمی کی وجہ اونٹوں کے بچوں کے پاؤں جلنے لگیں۔''

''اشراق'' کا معنی سورج کا نکلنا ہے، یعنی سورج نکلنے کے بعد جو نماز پڑھی جاتی ہے، اسے اشراق کی نماز کہا جاتا ہے، کئی ایک علما نے صلوۃ الاشراق کو صلوۃ الضحی ہی قرار دیا ہے اور بعض نے فرق بھی کیا ہے۔

تنبیه:...... جن روایات میں نمازِ مغرب کے بعد چھ یا بیس رکعات پڑھنے کا ذکر ہے، وہ ضعیف اور غیر مستند ہیں۔

اس نماز کا وقت: سورج کے ایک دو نیزہ بلند ہو جانے سے لے کر زوالِ آفتاب سے پہلے تک ہے۔ البتہ اس نماز کو مؤخر کر کے پڑھنا افضل ہے۔

سیّدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں آپ ﷺ نے سورج طلوع ہونے کے بعد اس کے مزید ایک دو نیزہ بلند ہونے سے پہلے نماز پڑھنے سے روکا ہے۔ (ابوداود: ۱۲۷۷) تقریباً پندرہ سولہ منٹوں میں سورج ایک نیزہ بلند ہو جاتا ہے۔

رکعات کی تعداد: دو یا چار یا آٹھ یا چار اور اس سے زیادہ

دیگر فضائل کے ساتھ ساتھ اس نماز کی وجہ سے انسان کے (۳٦۰) جوڑوں کا صدقہ ادا ہو جاتا ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَقِبَ الطُّهُوْرِ
وضو کے بعد نماز پڑھنے کا بیان
(تحیۃ الوضو)

(۲۲۷۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا بِلَالُ! حَدِّثْنِي بِأَرْجٰی عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ عِنْدَكَ مَنْفَعَةً، فَإِنِّي سَمِعْتُ اللَّيْلَةَ خَشْفَ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ؟)) فَقَالَ بِلَالٌ: مَا عَمِلْتُ

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے کہا: ''اے بلال! مجھے اپنے سب سے امید والے عمل کے بارے میں بتاؤ، جو تیرے خیال کے مطابق اسلام میں بڑا نفع مند ہے، کیونکہ میں نے رات کو اپنے آگے تیرے جوتوں کی آواز جنت میں سنی تھی؟'' سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے

(۲۲۷۸) تخریج:...... أخرجه البخاري: ۱۱٤۹، ومسلم: ۲٤۵۸ (انظر: ۸٤۰۳، ۹٦۷۲)

عَمَلًا فِي الْإِسْلَامِ أَرْجٰى عِنْدِي مَنْفَعَةً إِلَّا أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طُهُورًا تَامًّا فِي سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كَتَبَ اللّٰهُ لِي أَنْ أُصَلِّيَ۔ (مسند احمد: ۹۶۷۰)

کہا: میں نے کوئی ایسا عمل نہیں کیا جو میرے نزدیک اسلام میں نفع کے لحاظ سے سب سے زیادہ امید والا ہو، البتہ (یہ عمل ہے کہ) میں رات اور دن کی جس گھڑی میں جب بھی وضو کرتا ہوں، تو اس وضو سے اتنی نماز پڑھتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے میرے مقدر میں لکھی ہوتی ہے۔''

(۲۲۷۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي بُرَيْدَةَ يَقُوْلُ: أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا بِلَالًا فَقَالَ: يَا بِلَالُ! بِمَ سَبَقْتَنِي إِلَى الْجَنَّةِ؟ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ إِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِي، إِنِّي دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ فَسَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ (فَذَكَرَ حَدِيثًا يَخْتَصُّ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ) وَقَالَ لِبِلَالٍ: ((بِمَ سَبَقْتَنِي إِلَى الْجَنَّةِ؟)) قَالَ: مَا أَحْدَثْتُ إِلَّا تَوَضَّأْتُ وَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بِهٰذَا۔)) (مسند احمد: ۲۳۳۸٤)

''سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے جب صبح کی تو سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور پوچھا: ''اے بلال! کس عمل کی وجہ سے تو جنت میں مجھ سے سبقت لے گیا، کیونکہ میں جب بھی جنت میں داخل ہوا تو میں نے اپنے آگے آگے تیرے قدموں کی آواز سنی ہے، گزشتہ رات بھی جب میں جنت میں داخل ہوا تو تیرے قدموں کی آواز سنی تھی (پس راوی نے وہ حدیث ذکر کی جو سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص تھی)۔ آپ ﷺ نے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''کون سے عمل کی وجہ سے تو مجھ سے جنت میں سبقت لے گیا ہے؟'' سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: میں جب بھی بے وضو ہوتا ہوں تو وضو کرتا ہوں اور پھر دو رکعتیں ادا کرتا ہوں۔'' یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسی عمل کی وجہ سے (تو جنت میں مجھ سے بھی سبقت لے گیا)۔''

فوائد: ...... ''عمر بن خطاب کے ساتھ خاص تھی۔'' یعنی اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے عمر بن خطاب کے حوالہ سے بھی ایک خاص بات ارشاد فرمائی اور وہ یہ کہ آپ نے فرمایا جنت میں مجھے ایک بلند اور سونے کا بنا ہوا محل دکھایا گیا تو میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے تو مجھے بتایا گیا کہ یہ عمر بن خطاب کا ہے۔
اس کی تفصیل الفتح الربانی کی زیر مطالعہ حدیث کی شرح میں ملاحظہ فرمائیں۔ (عبداللہ رفیق)

شرح: ...... عام طور پر یہ بیان کیا جاتا ہے کہ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی اس منقبت کی وجہ تحیۃ الوضو ہے، جیسا کہ اس باب کی پہلی حدیث سے معلوم ہو رہا ہے، حالانکہ ان کا پورا عمل یہ تھا کہ جونہی ان کا وضو ٹوٹتا تو وہ وضو کرتے اور پھر تحیۃ

(۲۲۷۹) تخریج:...... صحیح لغیرہ، أخرجه تاما ومختصرا الترمذي: ۳٦۸۹، وابن خزيمة: ۱۲۰۹، والحاكم: ۳/ ۲۸۵، ۳۱۳، والبغوي: ۱۰۱۲ (انظر: ۲۲۹۹٦، ۲۳۰٤۰)

الوضو پڑھتے۔ بلا شک و شبہ فرائض کا مرتبہ نوافل سے بہت زیادہ ہے، یقیناً کچھ ایسے قرائن ہوں گے، جن سے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ یہ سمجھ گئے ہوں کہ آپ ﷺ کے سوال کا تعلق ان کی نفلی عبادت سے ہے۔ سبقت لے جانے سے مراد سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کا آپ ﷺ کے آگے آگے چلنا ہے، یہ معنی نہیں کہ وہ آپ ﷺ سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ

تحیۃ المسجد کا بیان

(۲۲۸۰) عَنْ أَبِي سَعِيْدِ بْنِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَدَخَلَ أَعْرَابِيٌّ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَجَلَسَ الْأَعْرَابِيُّ فِي آخِرِ النَّاسِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَرَكَعْتَ رَكْعَتَيْنِ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: فَأَمَرَهُ، فَأَتَى الرَّحَبَةَ الَّتِي عِنْدَ الْمِنْبَرِ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ۱۱۶۹۲)

''سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک بدو (مسجد میں) داخل ہوا اور لوگوں کے پیچھے بیٹھ گیا، جبکہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تو نے دو رکعتیں پڑھی ہیں؟'' اس نے کہا: نہیں، نبی کریم ﷺ نے اس کو حکم دیا، پس وہ منبر کے پاس خالی جگہ پر آیا اور دو رکعتیں پڑھیں۔''

(۲۲۸۱) عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ فَجَلَسْتُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مَنَعَكَ أَنْ تَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تَجْلِسَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: إِنِّي رَأَيْتُكَ جَالِسًا وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ، قَالَ وَإِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى يَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ۲۲۹۷۳)

''سیّدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ لوگوں کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے، میں بھی بیٹھ گیا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کس چیز نے تجھے بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے سے روکا؟'' میں نے کہا: میں نے آپ ﷺ کو اور لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا اس لیے میں بھی بیٹھ گیا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو دو رکعت پڑھنے سے پہلے نہ بیٹھے۔''

(۲۲۸۲) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو وہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھے۔''

(۲۲۸۰) تخريج:...... حديث حسن، وهذا اسناد ضعيف لضعف ابن لهيعة، أخرجه بنحوه مطولا و مختصرا البخارى فى "القراءة خلف الامام": ۱٦٢، وابوداود: ۱٦٧٥، والترمذى: ٥۱۱، والنسائى: ۳/ ۱۰٦، ابن ماجه: ۱۱۱۳ (انظر: ۱۱۱۹۷)

(۲۲۸۱) تخريج:...... أخرجه مسلم: ٧۱٤، وانظر الحديث بالطريق الثانى (انظر: ۲۲٦۰۱)

(۲۲۸۲) تخريج:...... أخرجه البخارى: ٤٤٤، ومسلم: ٧۱٤ (انظر: ۲۲٥۲۳)

فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ .)) (مسند احمد: ۲۲۹٤۸)

شــرح: ......ان احادیث میں تحیۃ المسجد کا بیان ہے، اس نماز کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ جمعہ کے خطبہ کے دوران کے آنے والے کو بھی آپ ﷺ نے یہ نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ راجح مسلک کے مطابق مکروہ اوقات میں تحیۃ المسجد کی نماز ادا کی جا سکتی ہے، کیونکہ یہ سببی نماز ہے۔

بَابُ صَلَاةِ الْإِسْتِخَارَةِ

نماز استخارہ کا بیان

(۲۲۸۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الْإِسْتِخَارَةَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُوْلُ: ((إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ لِيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اللّٰهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرًا لِي فِي دِيْنِي وَمَعَاشِي قَالَ أَبُو سَعِيْدٍ وَمَعِيْشَتِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيْهِ، اَللّٰهُمَّ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُهُ شَرًّا لِي فِي دِيْنِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ۔ (مسند احمد: ۱٤۷٦۳)

’’سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قرآن مجید کی سورت کی طرح (بڑے اہتمام سے) استخارہ کی تعلیم دیتے اور کہتے: ’’جب تم میں سے کوئی آدمی کسی کام کا ارادہ کرے تو وہ فرضوں کے علاوہ دو رکعتیں نماز پڑھے، پھر یہ دعا پڑھے: اے اللہ! بے شک میں تیرے علم کے ساتھ تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں اور میں تیری قدرت کے ساتھ تجھ سے قدرت طلب کرتا ہوں اور میں تجھ سے تیرے بڑے فضل کا سوال کرتا ہوں، کیونکہ تو قادر ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو غیبوں کو جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین، دنیا، معیشت اور میرے معاملے کے انجام میں میرے لیے بہتر ہے، تو اس کو میرے مقدر میں کردے اور اس کو آسان بنادے، پھر میرے لیے اس میں برکت ڈال دے۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے میرے دین، دنیا اور میرے معاملے کے انجام میں برا ہے، تو مجھے اس سے دور کردے اور اس کو مجھ سے دور کردے، اور خیر جہاں بھی ہو اس کو میرے مقدر میں کردے اور پھر مجھے اس سے راضی کردے۔‘‘

شــرح: ......’’اگر تو جانتا ہے‘‘ ان دو جملوں میں بیان کیے گئے تردّد کا تعلق اللہ تعالیٰ کے علم کے بارے میں

(۲۲۸۳) تخريج:...... أخرجه البخاري: ۱۱٦۲، ٦۳۸۲، ۷۳۹۰ (انظر: ۱٤۷۰۷)

بندے کے علم سے ہے، یہ معنی نہیں کہ کسی معاملے میں خیر یا شرّ ہو اور وہ علیم وخبیر ربّ کے علم میں نہ ہو۔ جب مسلمان کو تجارت، نکاح، سفر، کام، ملازمت، عصری تعلیم وغیرہ جیسے دنیاوی معاملات کے لیے کوئی درست راہ معلوم نہ ہو رہی ہو، یا وہ ان کے بارے میں متردد ہو تو دو رکعت نفل نماز ادا کر کے مخصوص دعا کرنا نمازِ استخارہ کہلاتا ہے۔ کم اہمیت اور چھوٹے امور میں بھی استخارہ کرنا چاہیے، جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت کے الفاظ ہیں کہ ((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُوْرِ كُلِّهَا.)) یعنی: رسول اللہ ﷺ تمام امور میں استخارہ کرنے کی تعلیم دیتے تھے۔ استخارہ کرتے وقت فرض نماز کے علاوہ کوئی دو رکعت پڑھ کر مندرجہ ذیل دعا پڑھی جائے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهِ.))

تنبیہ:...... آدمی اس دعا میں "هٰذَا الْاَمْرَ" کے الفاظ کی جگہ اپنی حاجت کا نام لیں، مثلاً هٰذِهِ التِّجَارَةَ یا هٰذَا التَّعْلِيْمَ۔

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے خیر و بھلائی طلب کرتا ہوں تیرے علم کے ذریعے اور تجھ سے طاقت مانگتا ہوں تیری طاقت کے ذریعے اور تجھ سے تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں، کیونکہ تو طاقت رکھتا ہے اور میں طاقت رکھتا اور تو جانتا ہے میں نہیں جانتا اور تو تو تمام غیبوں کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ میرا کام (متعلقہ کام کا نام لے) میرے لیے میرے دین، میرے معاش اور میرے انجامِ کار میں بہتر ہے تو تو اس کو میرے مقدر میں کر دے اور اسے میرے لیے آسان فرما دے، پھر میرے لیے اس میں برکت ڈال دے۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (متعلقہ کام کا نام لے) میرے لیے میرے دین، میرے معاش اور میرے انجامِ کار میں برا ہے، تو تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے پھیر دے اور خیر و بھلائی کو میرے مقدر میں کر دے، وہ جہاں بھی ہو اور پھر مجھے اس کے ساتھ راضی بھی کر دے۔" (صحیح بخاری: ۱۱۶۲)

مسلمان کو چاہئے کہ وہ استخارہ کرنے کے بعد اپنے معاملے میں از سرِ نو غور وفکر کرے اور جس صورت پر انشراحِ صدر ہو یا جو آسان معلوم ہو رہی ہو، اسے اختیار کرے، ان شاء اللہ اسی میں برکت ہوگی، اس سلسلے میں قطعی طور پر اس قسم کی کوئی شرط نہیں ہے کہ استخارہ کے بعد خواب کے ذریعے اس کام کے اچھا ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کیا جائے۔

ہم نے دعا میں اس روایت کے الفاظ نقل کیے ہیں جو عام طور پر لوگوں کو یاد ہوتی ہے۔

یہ جتنی اہم اور مؤکد سنت ہے، اتنی ہی لوگوں نے اس سے روگردانی اختیار کی ہوئی ہے، ہر آدمی اپنے فیصلے کو ہی حتمی سمجھ کر اس پر نازاں نظر آتا ہے۔

فَصْلٌ فِی الْاِسْتِخَارَةِ لِمَنْ یُرِیْدُ الزَّوَاجَ

جو شخص شادی کا ارادہ رکھتا ہے اس کے لیے استخارہ کرنے کے بیان میں فصل

(۲۲۸٤) عَنْ أَبِی أَیُّوبَ الْأَنْصَارِیِّ ‌رضی اللہ عنہ ‌ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ: أُكْتُمِ الْخِطْبَةَ ثُمَّ تَوَضَّأْ فَأَحْسِنْ وُضُوئَكَ وَصَلِّ مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكَ ثُمَّ احْمَدْ رَبَّكَ وَمَجِّدْهُ ثُمَّ قُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، أَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ، فَإِنْ رَأَیْتَ لِی فِی فُلَانَةَ تُسَمِّیْهَا بِاسْمِهَا خَیْرًا فِی دِیْنِی وَدُنْیَایَ وَآخِرَتِی وَإِنْ كَانَ غَیْرُهَا خَیْرًا لِی مِنْهَا فِی دِیْنِی وَدُنْیَایَ وَآخِرَتِی فَاقْضِ لِی بِهَا أَوْ قَالَ فَاقْدُرْهَا لِی۔)) (مسند احمد: ۲۳۹۹٤)

''صحابی رسول ﷺ ابوایوب انصاری ‌رضی اللہ عنہ ‌ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''جب تو کسی لڑکی سے نکاح کا ارادہ کرے تو اپنی منگنی کا (اپنے دل میں) خیال کر، پھر اچھی طرح وضو کر اور اتنی نماز پڑھ جو اللہ تعالیٰ نے تیرے مقدر میں لکھی، پھر اپنے رب کی حمد اور بزرگی بیان کر، پھر یہ دعا پڑھ: اے اللہ! بے شک تو قدرت رکھتا ہے، میں قدرت نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے، میں نہیں جانتا، بلکہ توں تو غیبوں کو جاننے والا ہے، اگر تو فلاں عورت (نام بھی لے) کو میرے لیے میرے دین، دنیا اور آخرت کے معاملے میں بہتر سمجھتا ہے (تو اس کو میرے مقدر میں کر دے) اور اگر اس کے علاوہ (کسی اور عورت کو) میرے لیے میرے دین، دنیا اور آخرت کے معاملے میں بہتر سمجھتا ہے، تو میرے حق میں اس کا فیصلہ کر دے اور اس کو میرے مقدر میں کر دے۔''

شرح: ...... ''پھر اپنے رب کی حمد اور بزرگی بیان کر'' اس سے مراد یہ ہے کہ اس دعائے استخارہ سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد اور بزرگی بیان کی جائے۔ ''اتنی نماز پڑھ جو اللہ تعالیٰ نے تیرے مقدر میں لکھی'' اس جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نماز دو رکعتوں سے زیادہ بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شادی کے بارے میں کیے جانے والے استخارے میں یہ دعا بھی کی جا سکتی ہے، اگرچہ گزشتہ حدیث والی دعا بھی درست ہے۔

''اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، أَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ، فَإِنْ رَأَیْتَ لِی فِی (فُلَانَةَ تُسَمِّیْهَا بِاسْمِهَا) خَیْرًا فِی دِیْنِی وَدُنْیَایَ وَآخِرَتِی وَإِنْ كَانَ غَیْرُهَا خَیْرًا لِی مِنْهَا فِی دِیْنِی وَدُنْیَایَ وَآخِرَتِی فَاقْضِ لِی بِهَا أَوْ قَالَ فَاقْدُرْهَا لِی۔''

اس دعا میں ان الفاظ (فُلَانَةَ تُسَمِّیْهَا بِاسْمِهَا) کی جگہ پر متعلقہ لڑکی کا نام لینا ہے۔

اس دعائے استخارہ کی اہمیت ہر زمانے میں مسلم رہی ہے، بہر حال چونکہ آج کل نسبت طے کرتے وقت لڑکے اور لڑکی دونوں کی طرف سے غلط بیانیاں کی جاتی ہیں، اس لیے پہلے اللہ تعالیٰ سے خیر و بھلائی طلب کرنی چاہیے۔

(۲۲۸٤) تخریج:...... صحیح لغیره، وهذا اسناد ضعیف، ایوب بن خالد فیه لین، وأبوه خالد مجهول، أخرجه ابن خزیمة: ۱۲۲۰، وابن حبان: ٤٠٤٠، والطبرانی: ۳۹۰۱، والحاكم: ۱/ ۳۱٤، والبیهقی: ۷/ ۱٤۷ (انظر: ۲۳۵۹۷)

اَبْوَابُ صَلَاةِ السَّفَرِ وَآدَابِهٖ وَأَذْكَارِهٖ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهٖ

سفر کی نماز، آداب اور اذکار اور اس سے متعلقہ دوسرے امور کا بیان

1 ..... بَابُ فَضْلِ السَّفَرِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ وَشَيْءٍ مِنْ آدَابِهٖ

سفر کی فضیلت، اس پر آمادہ کرنے اور اس کے بعض آداب کا بیان

(۲۲۸۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((سَافِرُوا تَصِحُّوا وَاغْزُوا تَسْتَغْنُوا.)) (مسند احمد: ۸۹۳۲)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سفر کیا کرو، تندرست رہو گے اور غزوہ کیا کرو، غنی ہو جاؤ گے۔''

شرح: ..... امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا اور کہا: یہ حدیث سیّدنا ابو ہریرہ، سیّدنا عبداللہ بن عمر، سیّدنا عبداللہ بن عباس، سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہم اور زید بن اسلم سے مرسلاً مروی ہے۔ (صحیحہ: ۳۳۵۲) پھر انھوں نے ان احادیث کی تخریج پیش کی۔ آپ ﷺ جس سفر کی ترغیب دلا رہے ہیں، اس میں دو چیزیں صحت کی ضامن ہوتی ہیں، ایک تو یہ ہے کہ آدمی قسما قسم کی آب و ہوا سے گزرتا ہے اور اسے مختلف قسم کے ماکولات و مشروبات کھانے پینے کا موقع ملتا ہے، اس طرح اس کے جسم کے تمام تقاضے پورے ہو جاتے ہیں۔ جہاد کی وجہ سے مجاہد کی دنیا سے رغبت ختم ہو جاتی ہے اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اسے اتنا مالِ غنیمت مل جاتا ہے کہ اسے لوگوں سے کوئی لالچ نہیں رہتا۔

(۲۲۸۶) وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ خَارِجٍ يَخْرُجُ يَعْنِي مِنْ بَيْتِهٖ إِلَّا بِبَابِهٖ رَايَتَانِ، رَايَةٌ بِيَدِ مَلَكٍ، وَرَايَةٌ بِيَدِ شَيْطَانٍ، فَإِنْ خَرَجَ لِمَا يُحِبُّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں ہے کوئی نکلنے والا، جو اپنے گھر سے نکلتا ہے، مگر اس کے دروازے پر دو جھنڈے ہوتے ہیں، ایک جھنڈا فرشتے کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور ایک شیطان کے ہاتھ میں،

(۲۲۸۵) تخريج: ..... اسناده ضعيف، عبد الله بن لهيعة سيىء الحفظ، ودراج بن سمعان ضعيف صاحب مناكير، أخرجه الطبراني في "الاوسط": ۸۳۰۸ (انظر: ۸۹۵٤)

(۲۲۸٦) تخريج: ..... اسناده حسن، أخرجه الطبراني في "الاوسط": ٤٧٨٣، والبيهقي في "الزهد": ٦٩٩ (انظر: ۸۲۸٦)

اِتَّبَعَهُ الْمَلَكُ بِرَايَتِهِ فَلَمْ يَزَلْ تَحْتَ رَايَةِ الْمَلَكِ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلٰى بَيْتِهِ، وَإِنْ خَرَجَ بِمَا يُسْخِطُ اللّٰهَ اِتَّبَعَهُ الشَّيْطَانُ بِرَايَتِهِ فَلَمْ يَزَلْ تَحْتَ رَايَةِ الشَّيْطَانِ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلٰى بَيْتِهِ .)) (مسند احمد: ٨٢٦٩)

اگر وہ شخص اللہ کے پسندیدہ کام کے لیے نکلتا ہے تو فرشتہ اپنا جھنڈا لے کر اس کے پیچھے چل پڑتا ہے اور وہ شخص فرشتے کے جھنڈے کے نیچے رہتا ہے یہاں تک کہ گھر واپس آ جاتا ہے اور اگر وہ ایسے کام کے لیے نکلتا ہے جو اللہ کو ناراض کرتا ہے، تو اس کے پیچھے شیطان اپنا جھنڈا لے کر چل پڑتا ہے اور وہ شخص شیطان کے جھنڈے کے نیچے ہی رہتا ہے یہاں تک وہ گھر واپس لوٹ آتا ہے۔''

شرح: ...... یہ حدیث مبارکہ بُرا مقصد لے کر گھر سے نکلنے والے کے لیے سخت وعید ہے، بہرحال یہ امر ضروری ہے کہ اچھے اور برے مقاصد کو سمجھا جائے اور گھر سے نکلتے وقت اچھے مقصد کا تعین کیا جائے۔

(٢٢٨٧) وَعَنْهُ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا كَلْبٌ أَوْ جَرَسٌ .)) (مسند احمد: ٨٥٠٩)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے اس قافلے کے ساتھ نہیں چلتے، جس میں کتا ہو یا گھنٹی کی آواز ہو۔''

شرح: ...... عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ گاڑیوں پر سفر کرنے والے لوگ موسیقی اور گانے سننے میں مصروف ہو جاتے ہیں اور پیدل چلنے والے کے ساتھ جو جانور ہوتے ہیں، ان کے گلوں میں مختلف قسم کی گھنٹیاں وغیرہ لٹکائی ہوئی ہوتی ہیں، اسی طرح گدھا گاڑیوں والے بھی اس قسم کا اہتمام کرتے ہیں، ان سب لوگوں کو اس حدیث پر غور کرنا چاہیے۔ صرف یہ نہیں کہ یہ لوگ فرشتوں کی مصاحبت سے محروم رہتے ہیں، بلکہ وہ مزید گناہ کے بھی مستحق ٹھہرتے ہیں۔

(٢٢٨٨) عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْخِصْبِ فَأَعْطُوا الْإِبِلَ حَظَّهَا، وَإِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْجَدْبِ فَأَسْرِعُوا السَّيْرَ، وَإِذَا أَرَدْتُمُ التَّعْرِيسَ فَتَنَكَّبُو الطَّرِيقَ .)) ی (مسند احمد: ٨٤٢٣)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم سبزہ زاروں میں سفر کرو تو اونٹوں کو ان کا حق دیا کرو اور جب تم خشک زمین پر سفر کرو تو تیزی کے ساتھ چلا کرو اور جب تم رات کے آخر میں پڑاؤ ڈالنے کا ارادہ کرو تو راستے سے اتر کر ایک طرف پڑاؤ کیا کرو۔''

(٢٢٨٩) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ

(دوسری سند) اس میں یہ ہے: ''اور جب تم رات کے آخری

(٢٢٨٧) تخريج:...... أخرجه مسلم: ٢١١٣ (انظر: ٧٥٦٦)

(٢٢٨٨) تخريج:...... أخرجه مسلم: ١٩٢٦ (انظر: ٨٤٤٢)

(٢٢٨٩) تخريج:...... انظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٨٩١٨)

وَفِيهِ) ((وَإِذَا عَرَّسْتُمْ فَاجْتَنِبُوْا الطُّرُقَ فَإِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَأْوَى الْهَوَامِّ بِاللَّيْلِ .))
(مسند احمد: ۸۹۰۵)

حصہ میں پڑاؤ ڈالو تو راستوں سے ایک جانب ہو جایا کرو، کیونکہ یہ گزر گاہیں رات کو جانوروں کے راستے اور کیڑے مکوڑوں کا ٹھکانہ بن جاتی ہیں۔''

(۲۲۹۰) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ‌رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا سِرْتُمْ فِي الْخِصْبِ فَأَمْكِنُوا الرِّكَابَ أَسْنَانَهَا وَلَا تُجَاوِزُوْا الْمَنَازِلَ وَإِذَا سِرْتُمْ فِي الْجَدْبِ فَاسْتَجِدُّوا وَعَلَيْكُمْ بِالدَّلَجِ فَإِنَّ الْأَرْضَ تُطْوٰى بِاللَّيْلِ، وَإِذَا تَغَوَّلَتْ لَكُمُ الْغِيْلَانُ فَنَادُوا بِالْأَذَانِ، وَإِيَّاكُمْ وَالصَّلَاةَ عَلٰى جَوَادِّ الطَّرِيْقِ وَالنُّزُولَ عَلَيْهَا، فَإِنَّهَا مَأْوَى الْحَيَّاتِ وَالسِّبَاعِ، وَقَضَاءَ الْحَاجَةِ فَإِنَّهَا الْمَلَاعِنُ .)) (مسند احمد: ۱۴۳۲۸)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ ‌رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم سرسبز و شاداب زمین میں چلو تو اپنی سواریوں کو چرنے کے لیے چھوڑ دو، (مسافر لوگوں کے آرام کرنے والی) منزلوں سے تجاوز نہ کیا کرو، جب بنجر زمین میں سفر کرو تو تیزی سے چلا کرو اور رات کے اندھیرے میں سفر کیا کرو، کیونکہ رات کے وقت زمین لپیٹ دی جاتی ہے، اور جب جادوگر جن (لوگوں کو راستے سے گمراہ کرنے کے لیے) مختلف رنگوں اور شکلوں میں ظاہر ہوں تو اذان کہا کرو اور راستے کے درمیان میں نماز پڑھنے اور پڑاؤ ڈالنے سے بچو، کیونکہ یہ رات کو درندوں اور سانپوں وغیرہ کا ٹھکانہ ہوتے ہیں اور (راستے میں) پیشاب یا پاخانہ وغیرہ کرنے سے بھی بچو، کیونکہ یہ فعل لعنت کا سبب بنتا ہے۔''

شرح: ......اس حدیث میں صرف یہ جملہ ضعیف ہے: ''اور جب جادوگر جن (لوگوں کو راستے سے گمراہ کرنے کے لیے) مختلف رنگوں اور شکلوں میں ظاہر ہوں تو اذان کہا کرو۔'' جب لوگ اونٹوں، گھوڑوں، خچروں اور گدھوں جیسی سواریوں پر سفر کرتے تھے، تو وہ صرف اپنے ہمراہ کھانے پینے کی چیزیں لے کر جاتے تھے، جانوروں کی خوراک کا انحصار زمین کی پیداوار پر ہوتا تھا۔ اس لیے شریعت نے سبزہ زاروں میں جانور کو چرنے کا موقع دینے کا حکم دیا اور قحط زدہ زمین میں جلدی سفر کرنے کی تلقین کی ہے تاکہ چارہ نہ ملنے کی وجہ سے جانور اتنا کمزور نہ ہو جائے کہ وہ چلنے سے عاجز آ جائے، اگر اس قاعدے پر عمل کیا گیا تو جانور بھی ظلم سے بچ جائے گا اور مسافر کو بھی کسی قسم کی تکلیف نہ ہو گی۔ قارئین کرام! آجکل سفر کے لیے چوپائیوں کو بطورِ سواری استعمال نہیں کیا جاتا۔ مختصر سفر کے لیے موٹر سائیکل اور طویل سفر کے موٹر کاریں اور بسیں وغیرہ استعمال کی جاتی ہیں، شاید اس حدیث کی رو سے یہ کہنا مناسب ہو گا کہ پٹرول پمپ سے

(۲۲۹۰) تخريج:...... صحيح لغيره دون قوله: ((اذا تغولت الغيلان فبادروا بالأذان))، وهذا السند منقطع، لم يسمع الحسن البصري من جابر، أخرجه ابوداود: ۲۵۷۰، وابن ماجه: ۳۲۹ (انظر: ۱۴۲۷۷، ۱۵۰۹۱)

گزرتے وقت گاڑیوں کے ایندھن کا جائزہ لے لینا چاہیے، تاکہ کسی ایسی جگہ ڈیزل اور پٹرول وغیرہ ختم نہ ہو جائے، جہاں دور دور تک تیل دستیاب نہ ہو۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ موٹر سائیکل کا تیل ختم ہو جانے کی وجہ سے لوگوں کو پیدل لمبا لمبا سفر کرنا پڑتا ہے اور اسی طرح موٹر کاروں میں سفر کرنے والے اس مصیبت میں مبتلا ہو کر کھڑے ہو جاتے ہیں، پھر مختلف اسباب کے ذریعے تیل منگوا کر روانہ ہوتے ہیں۔ تیل ختم ہو جانے کی وجہ سے گاڑی کو تکلیف تو نہیں ہوتی، لیکن بسا اوقات مسافر کو شدید پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اس حدیث میں رات کو سفر کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے، یہ بات علیحدہ ہے کہ تنہائی اور خلوت سے بچنا چاہیے جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْوَحْدَةِ مَا أَعْلَمُ مَاسَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَحْدَهُ أَبَداً .)) (بخاری) یعنی: ''اگر لوگوں کو اس طرح پتہ چل جائے، جس طرح میں جانتا ہوں کہ تنہائی (کے کیا نقصانات) ہیں تو رات کو کوئی مسافر اکیلا سفر پر نہ نکلے۔''

کئی اسباب ہیں، جن کی وجہ رات کو سفر کی رفتار تیز ہو جاتی ہے، مثال کے طور پر چلنے والے کا یہ خیال ہوتا ہے کہ اس نے ابھی تک سفر کم کیا ہے، جبکہ وہ زیادہ فاصلہ طے کر چکا ہوتا ہے، اسی طرح قدرتی طور پر رات کو چلنے والے کی رفتار تیز ہو جاتی ہے، اور وہ دن کی بہ نسبت کم تھکاوٹ محسوس ہوتی ہے اور اندھیرے کی وجہ سے دوسری چیزوں سے مسافر کی توجہ ہٹ جاتی ہے، اس چیز سے اس کو اپنا سفر جاری رکھنے میں مدد ملتی ہے، نیز مسافروں اور سواریوں کے چلاؤ میں روڑے اٹکانے والی رکاوٹیں بھی کم ہو جاتی ہیں۔ اس حدیث میں یہ وجہ بھی بیان کر دی گئی ہے کہ زمین سکیڑ دی جاتی ہے، ہوائی سفر کرنے والے لوگ بتلاتے ہیں کہ دن کی بہ نسبت رات کو ہوائی جہاز جلدی پہنچ جاتے ہیں۔

(۲۲۹۱) عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا عَرَّسَ بِلَيْلٍ اِضْطَجَعَ عَلٰى يَمِينِهِ، وَإِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَيْهِ وَوَضَعَ رَأْسَهُ بَيْنَ كَفَّيْهِ. (مسند احمد: ۲۳۰۰۹)

''سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے تو آپ ﷺ اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے اور جب صبح سے کچھ دیر پہلے پڑاؤ کرتے تو اپنے بازو زمین پر کھڑے کر کے اپنی ہتھیلیوں کے درمیان سر رکھ کر لیٹ جاتے۔

شرح: ...... معلوم ہوا کہ جب آرام کرنے کے لیے وقت تھوڑا ہو تو اس انداز میں سونا چاہیے کہ بازو کھڑے کر کے ہتھیلیوں پر ہاتھ رکھ دیا جائے۔ نیز اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کے نزدیک نماز فجر کی کتنی عظمت تھی کہ پوری طرح لیٹنا بھی گوارہ نہیں کیا۔ آج کل نماز فجر کو ترک کر دینے والے لوگوں کی کثیر تعداد یہی چرب لسانی کر رہی ہوتی ہے کہ وہ رات کو دیر سے سوئے تھے، جبکہ اصل ماجرا یہ ہے کہ ان لوگوں کے عزم میں اخلاص اور پاکیزگی نہیں ہے۔

(۲۲۹۱) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ٦٨٣ (انظر: ٢٢٥٤٦م، ٢٢٦٣٢)

(۲۲۹۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ، يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَنَوْمَهُ فَإِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ نَهْمَتَهُ مِنْ سَفَرِهِ فَلْيُعَجِّلْ إِلَى أَهْلِهِ)) (مسند احمد: ۷۲۲٤)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے، جو تم کو کھانے، پینے اور سونے سے روک دیتا ہے، اس لیے جب تم میں سے کوئی سفر میں اپنا کام پورا کرے تو جلدی اپنے گھر لوٹ آئے۔''

شرح: ......مشقت، تھکاوٹ، گرمی یا سردی کی وجہ سے تکلیف، خوف، نیند کی کمی، رشتہ داروں اور دوستوں سے دوری اور سخت زندگی کا سامنا کرنے کی وجہ سے سفر کو عذاب کا ٹکڑا قرار دیا گیا ہے۔ دوسری طرف والدین اور بیوی بچوں کے حقوق کا مسئلہ ہے، جو کفیل کے نہ ہونے کی وجہ سے متأثر ہوتے ہیں، اس لیے سفر سے جلدی واپسی کی صورت میں سفر کی پریشانی بھی ختم ہو جاتی ہے اور دوسرے حقوق کی ادائیگی بھی آسان ہو جاتی ہے۔

2 ..... بَابُ أَفْضَلِ الْأَيَّامِ لِلسَّفَرِ وَتَوْدِيعِ الْمُسَافِرِ وَإِيْصَائِهِ وَالدُّعَاءِ لَهُ

سفر کے لیے افضل دن اور مسافر کو الوداع کہنے اور اس کو وصیت کرنے اور اس کے لیے دعا کرنے کا بیان

(۲۲۹۳) عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُسَافِرَ لَمْ يُسَافِرْ إِلَّا يَوْمَ الْخَمِيسِ۔ (مسند احمد: ۲۷۷۲۰)

''سیّدنا کعب بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو جمعرات والے دن کے علاوہ کسی اور دن سفر (کا آغاز) نہ کرتے تھے۔

(۲۲۹٤) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: قَلَّمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا إِلَّا يَوْمَ الْخَمِيسِ۔ (مسند احمد: ۱۵۸۷۳)

(دوسری سند) سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ سفر کا ارادہ کرتے تو جمعرات والے دن کے علاوہ کم ہی نکلتے تھے۔

شرح: ......سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعرات کو سفر کرنا پسند کرتے تھے۔ (معجم کبیر للطبرانی، صحیحہ: ۲۱۲۸) ہمیں بھی اس سنت کا اہتمام کرنا چاہیے، اگرچہ دوسرے دنوں میں بھی سفر کا آغاز کرنا درست ہے، جیسا کہ آپ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر ہفتہ کے دن کو گھر سے نکلے تھے۔

(۲۲۹۲) تخريج: أخرجه البخارى: ۱۸۰٤، ۳۰۰۱، ٥٤۲۹، ومسلم: ۱۹۲۷ (انظر: ۷۲۲٥)

(۲۲۹۳) تخريج: حديث صحيح بغير هذه السياقة، فقد تفرد بها ابن لهيعة، وهو سيىء الحفظ، ومثله لايحتمل تفرده، وهذا السياق الصحيح سيأتي في الحديث بالطريق الثاني (انظر: ۲۷۱۷۸)

(۲۲۹٤) تخريج:..... أخرجه البخارى: ۲۹٤۹ (انظر: ۱٥۷۸۱)

(۲۲۹۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يُرِيْدُ سَفَرًا فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوْصِنِي، قَالَ: ((أُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالتَّكْبِيرِ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ.)) فَلَمَّا وَلَّى الرَّجُلُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ ازْوِ لَهُ الْأَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ.)) (مسند احمد: ۱۰۱۶۸)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی، جو سفر کا ارادہ رکھتا تھا، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھ کو کوئی وصیت فرما دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تجھے اللہ سے ڈرانے کی اور ہر اونچی جگہ پر چڑھتے وقت اللہ اکبر کہنے کی وصیت کرتا ہوں۔'' جب وہ آدمی واپس جانے کے لیے پلٹا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس شخص کے لیے زمین کو لپیٹ دے (یعنی اس کی مسافت مختصر کر دے) اور اس پر سفر کو آسان کر دے۔''

شرح: ......سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں جب (بلند جگہ) پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب (اونچی جگہ) سے اترتے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔ (مسند احمد: ۳/ ۳۳۳، صحیح بخاری: دوران سفر تقوی اور بلند جگہ پر چڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنے اور اس سے اترتے وقت اس کی تسبیح بیان کرنے کی تعلیم دی گئی ہے، لیکن اس وقت مسافروں کی اکثریت ان آداب سے نہ صرف کلیۃً غافل ہے، بلکہ سفر کے دوران نماز جیسے فریضے کو ترک کر دیتے ہیں اور کئی برائیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اس حدیث کے مطابق آپ ﷺ نے مسافر کے لیے یہ دعا کی ہے:

((اَللّٰهُمَّ ازْوِ لَهُ الْأَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ.)) یعنی: ''اے اللہ! اس شخص کے لیے زمین کو لپیٹ دے (یعنی اس کی مسافت مختصر کر دے) اور اس پر سفر کو آسان کر دے۔''

(۲۲۹۶) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَانَ أَبِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ إِذَا أَتَى الرَّجُلُ وَهُوَ يُرِيْدُ السَّفَرَ قَالَ لَهُ: اُدْنُ حَتّٰى أُوَدِّعَكَ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوَدِّعُنَا فَيَقُوْلُ: ((أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ.)) (مسند احمد: ۴۵۲۴)

''سالم بن عبد اللہ سے کہتے ہیں کہ میرے باپ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جب کوئی آدمی سفر کا ارادہ لے کر آتا تو وہ کہتے: میرے قریب ہو جا، تاکہ میں تجھے اس طرح الوداع کہوں، جس طرح رسول اللہ ﷺ ہمیں الوداع کہا کرتے تھے، پھر وہ کہتے: میں تیرے دین، تیری امانت اور تیرے اعمال کے خاتمے کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔''

شرح: ......مقیم، مسافر کے لیے یہ دعا کرے: ((أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ))

(۲۲۹۵) تخریج: ...... اسناده حسن، أخرجه ابن ماجه: ۲۷۷۱، والترمذی: ۳۴۴۵ (انظر: ۸۳۱۰، ۹۷۲۴)

(۲۲۹۶) تخریج: ...... صحیح، وهذا اسناد فيه وهم، أخرجه ابوداود: ۲۶۰۰، والترمذی: ۳۴۴۲، ۳۴۴۳ (انظر: ۴۵۲۴، ۴۹۵۷)

(٢٢٩٧)(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ قَزَعَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَأَرْسَلَنِي فِي حَاجَةٍ لَهُ: تَعَالَ حَتّٰى أُوَدِّعَكَ كَمَا وَدَّعَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَرْسَلَنِي فِي حَاجَةٍ لَهُ فَأَخَذَ بِيَدِي فَقَالَ: اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ۔ (مسند احمد: ٤٩٥٧)

''(دوسری سند) قزعہ کہتے ہیں: سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے کسی کام کے لیے بھیجا اور کہا: ادھر آؤ تاکہ میں تم کو ایسے الوداع کہوں جیسے مجھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے کسی کام کو بھیجتے ہوئے الوداع کیا تھا، پھر انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا: میں تیرے دین، تیری امانت اور تیرے اعمال کے خاتمے کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔''

(٢٢٩٨) عَنْ مُوْسَى بْنِ وَرْدَانَ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لِرَجُلٍ: أُوَدِّعُكَ كَمَا وَدَّعَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَوْ كَمَا وَدَّعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَسْتَوْدِعُكَ اللّٰهَ الَّذِي لَا تَضِيْعُ وَدَائِعُهُ۔ (مسند احمد: ٩٢١٩)

''موسیٰ بن وردان کہتے ہیں کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے کہا: میں تجھے اس طرح الوداع کرتا ہوں جس طرح رسول اللہ ﷺ نے مجھے الوداع کہا تھا (یا راوی نے کہا، جیسے رسول اللہ ﷺ نے الوداع کہا)، میں تجھے اُس اللہ کے سپرد کرتا ہوں کہ جس کو سپرد کی ہوئی چیزیں ضائع نہیں ہوتیں۔''

شرح:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مقیم مسافر کو الوداع کہتے وقت یہ دعا پڑھے:
أَسْتَوْدِعُكَ اللّٰهَ الَّذِي لَا تَضِيْعُ وَدَائِعُهُ .

3 ..... بَابُ اتِّخَاذِ الرَّفِيْقِ فِي السَّفَرِ وَسَبَبِهِ
سفر میں ساتھی بنانے اور اس کے سبب کا بیان

(٢٢٩٩) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ خَيْبَرَ فَاتَّبَعَهُ رَجُلَانِ وَآخَرُ يَتْلُوهُمَا يَقُوْلُ: اِرْبَعَا اِرْبَعَا حَتّٰى رَدَّهُمَا، ثُمَّ لَحِقَ الْأَوَّلَ، فَقَالَ: إِنَّ هٰذَانِ شَيْطَانَانِ وَإِنِّي لَمْ أَزَلْ بِهِمَا حَتّٰى رَدَدْتُهُمَا، فَإِذَا أَتَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ

''عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی خیبر سے نکلا، دو آدمی اس کے پیچھے چل پڑے اور ایک ان کے پیچھے، جو انھیں کہتا تھا: ٹھہر جاؤ، ٹھہر جاؤ۔ (یہاں تک کہ) انھیں لوٹا دیا، پھر وہ پہلے آدمی کو جا ملا اور اسے بتایا کہ یہ دو شیطان تھے، میں ان کے ساتھ لگا رہا، حتی کہ انھیں لوٹا دیا۔ جب تو رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ کو میرا سلام عرض کرنا اور بتلا دینا کہ ہم

(٢٢٩٧) تخريج:...... انظر الحديث بالطريق الاول .

(٢٢٩٨) تخريج:...... صحيح لغيره ، أخرجه ابن ماجه: ٢٨٢٥ (انظر: ٨٦٩٤، ٩٢٣٠)

(٢٢٩٩) تخريج:...... اسناده صحيح ، أخرجه أبو يعلى: ٢٥٨٩ ، والحاكم: ٢/ ١٠٢ ، والبزار: ٢٠٢٢ (انظر: ٢٥١٠ ، ٢٧١٩)

وَأَخْبِرْهُ أَنَّا هٰهُنَا فِي جَمْعِ صَدَقَاتِنَا وَلَوْ كَانَتْ تَصْلُحُ لَهُ لَبَعَثْنَا بِهَا إِلَيْهِ، قَالَ فَلَمَّا قَدِمَ الرَّجُلُ الْمَدِينَةَ أَخْبَرَ النَّبِيَّ ﷺ، فَعِنْدَ ذٰلِكَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْخَلْوَةِ۔ (مسند احمد: ۲۷۱۹)

یہاں صدقات جمع کر رہے ہیں، اگر آپ ﷺ کے لائق ہوں تو ہم بھیج دیں گے۔ وہ آدمی مدینہ میں پہنچا اور آپ ﷺ کو اس کا پیغام پہنچا دیا۔ اس وقت آپ ﷺ نے خلوت (تنہائی) سے منع کر دیا۔"

شرح: ......شیخ احمد شاکر نے کہا: واضح ہے کہ جس نے ان دو شیطانوں کو واپس ہو جانے کا حکم دیا، وہ کوئی مؤمن جن تھا، اس لیے کہ ان کی زکوۃ لوگوں کے لیے درست یعنی قابل استعمال نہیں ہو گی، کیونکہ یہ ایسے مادہ سے ہو گی جس کو انسان دیکھتے اور پہچانتے نہیں ہوں گے۔

امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیثِ مبارکہ میں خلوت اور تنہائی سے منع کرنے کی ایسی وجہ بیان کی جا رہی ہے، جو ہمارے لیے معقول المعنیٰ نہیں ہے، (یعنی عام طور پر ہمارا ذہن اس قسم کی وجوہات تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا)۔ (صحیحہ: ۲٦٥٨)

(۲۳۰۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْوَحْدَةِ مَا سَارَ أَحَدٌ وَحْدَهُ بِلَيْلٍ أَبَداً۔)) (مسند احمد: ٥٩٠٨)

سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر لوگ جان لیں کہ رات کو اکیلا سفر کرنے میں کیا نقصان ہے تو کوئی بھی رات کے وقت اکیلا سفر نہ کرے۔"

شرح: ......سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے غزوۂ خندق کے موقع پر جاسوسی کے لیے سیّدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو اکیلا بھیجا تھا۔ (صحیح بخاری: ۲۸٤٦)

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ کسی ضرورت اور مصلحت کی خاطر رات کو اکیلا سفر کیا جا سکتا ہے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ اجازت والی احادیث کا تعلق امن سے ہو اور منع والی احادیث کا تعلق خوف سے ہو۔

(۲۳۰۱) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْوَاحِدَةِ أَنْ يَبِيتَ الرَّجُلُ وَحْدَهُ أَوْ يُسَافِرَ وَحْدَهُ۔ (مسند احمد: ٥٦٥٠)

"سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تنہائی سے منع کیا ہے کہ آدمی اکیلا رات گزارے یا اکیلا سفر کرے۔"

(۲۳۰۰) تخریج:...... حدیث رضی اللہ عنہ صحیح، مؤمل بن اسماعیل ضعیف لکنه قد توبع، أخرجه البخاری: ۲۹۹۸ (انظر: ٤٧٤٨)

(۲۳۰۱) تخریج: صحیح دون النهی عن ان یبیت الرجل وحده، وهی زیادة شاذة، انظر الحدیث السابق: ۱۱٦۳ (انظر: ٥٦٥٠)

شرح: ......امام البانی رحمہ اللہ نے ابن ابی شیبہ کی ایک مرسل اور مصنف عبد الرزاق کی سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ایک موقوف روایت کی بنا پر درج بالا پوری حدیث کو صحیح کہا ہے۔(الصحيحه : ٦٠)

(٢٣٠٢) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الرَّاكِبُ شَيْطَانٌ وَالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ، وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ.)) (مسند احمد: ٦٧٤٨)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اکیلا سفر کرنے والا سوار شیطان ہے اور دو سفر کرنے والے سوار بھی شیطان ہیں، البتہ تین کا قافلہ بن جاتا ہے۔''

شرح: ......نفع و نقصان کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے، لیکن اس نے لوگوں کے ظاہری حالات و احساسات کو مدنظر رکھ کر تحفظ کے قوانین وضع کیے ہیں، ایک قانون یہ ہے کہ تنہا سفر نہ کیا جائے۔

عصرِ حاضر کے ماحول نے اس حدیثِ مبارکہ کی وضاحت میں خوب مدد کی ہے۔ مثلا:

سفر کے دوران ہونے والے حادثات کی وجہ سے لقمۂ اجل بن جانا یا زخمی ہو جانا

اچانک موذی بیماریوں میں مبتلا ہو جانا

ڈاکوؤں، چوروں اور جیب کتروں کے حملوں کی کثرت

بوریت و اکتاہٹ

ڈر اور وحشت

جماعت کے ساتھ نماز ادا نہ کر سکنا۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہمارے ہاں معروف ہے کہ ایک، ایک ہوتا ہے اور دو، گیارہ ہوتے ہیں۔ بہر حال جو خطرات تنہائی کی وجہ سے لاحق ہوتے ہیں، اجتماع کی وجہ سے وہ کم ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ پیدل سفر کرتے ہیں اور دورانِ سفر کئی ویران مقامات سے ان کا گزر ہوتا ہے، وہ ذاتی تجربات کی روشنی میں وضاحت کر سکتے ہیں کہ انسانوں کو شیطانوں کے تنگ کرنے کی کیا کیا صورتیں ہوتی ہیں۔ حملہ کرنے والے انسان ہوں یا شیطان ہوں یا درندے ہوں، وہ سمجھتے ہیں کہ مسافر اب اکیلا ہے اور اب دو چار ہیں۔

آپ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق رفقائے سفر کی کم از کم تعداد تین ہونی چاہئے۔ (ترمذی، ابو داود)

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اکیلے بلکہ دو افراد کا سفر کرنا بھی حرام ہے، آپ ﷺ کی نہی اسی حکم کا تقاضا کرتی ہے اور دوسری حدیث میں ایسے آدمی کو شیطان یعنی نافرمان کہا گیا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ﴿شَيَاطِيْنَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ﴾ (الانعام: ١١٢) میں شیاطین سے مراد نافرمان انس و جن ہیں۔

(٢٣٠٢) تخريج:...... حديث حسن، أخرجه ابوداود: ٢٦٠٧، والترمذي: ١٦٧٤ (انظر: ٦٧٤٨).

امام طبری رحمہ اللہ نے کہتے ہیں: آداب سفر کی تعلیم دینے کے لیے اس حدیث میں زجر وتوبیخ کرتے ہوئے رہنمائی کی گئی ہے، کیونکہ تنہائی میں وحشت کا خطرہ ہوتا ہے، بہرحال یاد رہے کہ اکیلا سفر کرنا حرام نہیں ہے، حقیقتِ حال یہ ہے کہ جو آدمی کسی جنگل سے اکیلا گزر رہا ہوتا ہے یا اکیلا رات گزار رہا ہوتا ہے، وہ کسی وجہ سے وحشت اور گھبراہٹ محسوس کر سکتا ہے، بالخصوص جب بندہ بلند افکار کا مالک اور قوی دل والا نہ ہو۔ اس بات سے کوئی انکار نہیں کہ وحشت زدہ ہونے یا نہ ہونے میں لوگوں میں تفاوت پایا جاتا ہے، لیکن شریعت نے سرے سے یہ دروازہ بند کرنے کے لیے وحدت سے منع کر دیا۔ معلوم ہوا کہ اکیلے سفر کرنا مکروہ ہے، البتہ دو ہوں تو کراہت میں کمی آجاتی ہے۔ مناوی نے یہ بات "الفیض" میں ذکر کی۔

میں (البانی) کہتا ہوں: شاید ان احادیث کا مصداق صحراؤں اور جنگلوں میں سفر کرنے والا مسافر ہو، جس کو شاذ و نادر ہی کوئی بندہ نظر آتا ہے، چونکہ آج کل سڑکیں ہموار ہیں اور ٹرانسپورٹ عام ہے، ایسے حالات میں اکیلے سفر کرنا جائز ہے۔

اس حدیث میں بعض صوفیوں کا بھی ردّ کیا گیا ہے، جو سیاحت اور نفس کو سدھارنے کے لیے جنگلوں میں نکل جاتے ہیں اور زیادہ تر بھوک اور پیاس کی وجہ سے مر جاتے ہیں، جیسا کہ ان کی حکایات میں ذکر کیا جاتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت بہترین سیرت ہے۔ (الصحیحہ: ٦٢)

لیکن احادیثِ مبارکہ کا ظاہری مفہوم اس حقیقت کی تائید کرتا ہے کہ زندگی کے ہر موڑ پر رات کو اور سفر کے دوران تنہائی سے بچنا چاہیے، اسباب کی وضاحت درج بالا بحث میں ہو چکی ہے، شاہراہوں اور ٹرانسپورٹ کی کثرت کے باوجود ویران علاقوں سے گزرنا پڑتا ہے، ڈاکوؤں اور چوروں کی ریل پیل ہے، دورانِ سفر کہیں رات گزارنا پڑ جاتی ہے، خطرناک بیماریوں کا اچانک لاحق ہو جانا عام ہے اور عصرِ حاضر میں دوران سفر اموات کی کثرت نے اِن احادیث کے مفہوم کو اور زیادہ واضح کر دیا ہے۔ لہٰذا خلوت سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے، تاکہ بندہ خود بھی پریشان نہ ہو اور اس کی پریشانی یا تاخیر یا موت کی وجہ سے اس کے لواحقین بھی پریشانیوں میں گھری ہوئی زندگی سے بچ جائیں، کیونکہ بسا اوقات ایک آدمی سفر میں مر جاتا ہے، لیکن اس کے اہل و عیال بیسیوں برسوں تک یہ سمجھ کر سخت پریشان رہتے ہیں کہ وہ کہیں گم ہو گیا ہے۔

(٢٣٠٣) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْفَغْوَاءِ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: دَعَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ أَرَادَ أَنْ يَبْعَثَنِي بِمَالٍ إِلٰى أَبِي

''عبد اللہ بن عمرو بن فغواء اپنے باپ سیّدنا عمرو بن فغواء رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا، کیونکہ آپ مجھے کچھ مال دے کر سیّدنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی

(٢٣٠٣) تخريج: اسناده ضعيف، عبد الله بن عمرو بن الفغواء، قال الذهبي: لايعرف، وقال ابن حجر: مستور، وذكره ابن حبان في "الثقات"، وعيسى بن معمر، قال ابن حجر: لين الحديث، وقال الذهبي: صالح الرواية، وقيل: ان الأزدي ضعفه، وذكره ابن حبان في "الثقات"، أخرجه ابوداود: ٤٨٦١ (انظر: ٢٢٤٩٢)

سُفْيَانَ يَقْسِمُهُ فِي قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ بَعْدَ الْفَتْحِ، قَالَ: فَقَالَ: ((الْتَمِسْ صَاحِبًا)) قَالَ: فَجَاءَنِي عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ رضی اللہ عنہ. قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّكَ تُرِيْدُ الْخُرُوْجَ وَتَلْتَمِسُ صَاحِبًا؟ قَالَ: قُلْتُ: أَجَلْ، قَالَ: فَأَنَا لَكَ صَاحِبٌ، قَالَ: فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: قَدْ وَجَدْتُ صَاحِباً، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا وَجَدْتَ صَاحِباً فَآذِنِّي.)) قَالَ: فَقَالَ: ((مَنْ؟)) قُلْتُ: عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ، قَالَ: فَقَالَ: ((اِذَا هَبَطْتَ بِلَادَ قَوْمِهِ فَاحْذَرْهُ فَإِنَّهُ قَدْ قَالَ الْقَائِلُ "أَخُوكَ الْبِكْرِيُّ وَلَا تَأْمَنْهُ".)) قَالَ: فَخَرَجْنَا حَتّٰى إِذَا جِئْتُ الْأَبْوَاءَ، فَقَالَ لِي: إِنِّي أُرِيْدُ حَاجَةً إِلٰى قَوْمِي بِوَدَّانَ فَتَلَبَّثْ لِي، قَالَ: قُلْتُ: رَاشِداً، فَلَمَّا وَلّٰى ذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسِرْتُ عَلٰى بَعِيْرِي ثُمَّ خَرَجْتُ أُوضِعُهُ حَتّٰى إِذَا كُنْتُ بِالْأَصَافِرِ إِذَا هُوَ يُعَارِضُنِي فِي رَهْطِهِ، قَالَ: وَأَوْضَعْتُ فَسَبَقْتُهُ، فَلَمَّا رَآنِي قَدْ فُتُّهُ انْصَرَفُوْا وَجَاءَنِي، قَالَ: كَانَتْ لِي إِلٰى قَوْمِي حَاجَةٌ، قَالَ: قُلْتُ: أَجَلْ، فَمَضَيْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا مَكَّةَ فَدَفَعْتُ الْمَالَ إِلٰى أَبِي سُفْيَانَ. (مسند احمد: ۲۲۸۵۹)

طرف بھیجنا چاہتے تھے، تاکہ وہ یہ مال قریشیوں میں تقسیم کر سکے، یہ فتح مکہ کے بعد کا واقعہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنا کوئی ساتھی تلاش کر لو۔“ میرے پاس عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہما آئے اور کہنے لگے: مجھے پتہ چلا ہے کہ تو (سفر پر) جانا چاہتا ہے اور کوئی ساتھی تلاش کر رہا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، اس نے کہا: میں تیرا ساتھی ہوں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو اطلاع دی کہ مجھے ایک ساتھی مل گیا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا کہ ”جب تو کسی ساتھی کو پالے تو مجھے اطلاع دینا۔“ آپ ﷺ نے پوچھا: (تیرا ساتھی) ہے کون؟“ میں نے کہا: عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو اس کی قوم کے علاقے میں اترے تو ذرا اس سے بچ کر رہنا، بے شک کسی کہنے والے نے کہا تھا: تیرا بھائی تجھ سے طاقتور ہے اس سے بے خوف نہ ہو جانا۔“ پس ہم نکل پڑے اور ”ابواء“ پہنچ گئے۔ اس ساتھی نے مجھے کہا: میری قوم کا مسکن ”ودان“ علاقہ ہے، مجھے ان سے کوئی کام ہے، اس لیے تم میرا انتظار کرو۔ میں نے اسے کہا: ٹھیک ہے (میں انتظار کروں گا)۔ جب وہ چلا گیا تو مجھے رسول اللہ ﷺ کی نصیحت یاد آ گئی، اس لیے میں اپنے اونٹ پر سوار ہوا، وہاں سے نکلا اور اس کو تیزی سے دوڑانے لگا، یہاں تک کہ میں اصافر مقام پر پہنچ گیا۔ (لیکن میں نے دیکھا کہ) وہ اپنی قوم کے ایک گروہ کے ہمراہ (میرا راستہ) کاٹنے کے لیے میرے سامنے آ گیا۔ لیکن میں نے اپنے اونٹ کو تیز دوڑایا اور اس سے آگے نکل گیا۔ پھر جب اس نے دیکھا کہ میں اس کے قابو نہیں آ سکتا تو وہ لوگ واپس چلے گئے اور وہ عمرو بن امیہ میرے پاس آ کر کہنے لگا: مجھے اپنی قوم سے کوئی کام تھا۔ میں نے (بات چھپا لی اور) کہا: ٹھیک ہے، پھر ہم چلے یہاں تک

کہ مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور میں نے وہ مال ابوسفیان کے حوالے کر دیا۔''

شــرح: ......معلوم ہوا کہ سوئے ظن کی صورت میں دوسرے آدمی سے محتاط رہنا چاہیے، جیسا کہ آج کل اجنبی مسافر کا مسئلہ ہے، بہر حال یہ روایت ضعیف ہے۔

((أَخُوكَ الْبِكْرِيّ فَلَا تَأْمَنْهُ)) (تیرا بھائی تجھ سے طاقتور ہے، اس سے بے خوف نہ ہو جانا)۔ یہ ایک ضرب المثل ہے، عرب لوگ کسی سوئے ظن کی بنا پر کسی کو محتاط اور چوکنا رہنے کے لیے اس کا استعمال کرتے تھے۔

''أَبْوَاء'': مکہ اور مدینہ کے مابین ایک پہاڑ کا نام ہے، اس کے پاس والی ایک بستی اسی کی طرف منسوب ہونے لگی۔

''وَدَّان'': یہ ''ابوا'' سے قریب مکہ کی جانب ایک بستی کا نام ہے۔

عمرو بن امیہ ضمری کے بارے میں یہ سوئے ظن اس وقت تھا، جب وہ اسلام کے ابتدائی مراحل میں تھا، بعد میں اس کا شمار جلیل القدر صحابہ میں ہوا۔

4 ..... بَابُ مَا يَقُولُهُ الْمُسَافِرُ عِنْدَ رُكُوبِ دَابَّةٍ وَعِنْدَ عَثْرَتِهَا وَمَا جَاءَ فِي الْإِرْتِدَافِ

سواری پر سوار ہوتے وقت اور اس کو ٹھوکر لگتے وقت کیا کہنا چاہیے اور نیز سواری پر ردیف بنانے کے بارے میں بیان

(٢٣٠٤) عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ أُتِيَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ، فَلَمَّا اسْتَوٰى عَلَيْهَا قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، ﴿سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ﴾ ثُمَّ حَمِدَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَكَبَّرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: سُبْحَانَكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي ثُمَّ ضَحِكَ، فَقُلْتُ: مِمَّ ضَحِكْتَ بِاأَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ، ثُمَّ ضَحِكَ، فَقُلْتُ: مِمَّ ضَحِكْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((يَعْجَبُ

''علی بن ربیعہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا، ان کے پاس ایک سواری لائی گئی تا کہ وہ اس پر سوار ہوں، جب انہوں نے رکاب میں اپنا پاؤں رکھا تو ''بسم اللہ'' کہا، جب اس پر سوار ہو گئے تو کہا: ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، وہ ذات پاک ہے، جس نے اس سواری کو ہمارے تابع کر دیا، جبکہ ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں، پھر تین دفعہ اللہ کی حمد اور تین دفعہ اس کی بڑائی بیان کی، پھر کہا: تو پاک ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تحقیق میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، مجھ کو معاف کر دے، پھر وہ ہنسے۔ میں نے کہا: اے امیر المومنین! آپ کیوں ہنسے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ ﷺ نے ایسے ہی کیا، جیسے میں نے کیا ہے،

(٢٣٠٤) تخريج:...... حسن لغيره، أخرجه ابوداود: ٢٦٠٢، والترمذي: ٣٤٤٦ (انظر: ٧٥٣).

الرَّبُّ مِنْ عَبْدِهِ إِذَا قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِي، وَيَقُوْلُ: عَلِمَ عَبْدِي أَنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَيْرِي.)) (مسند احمد: ۷۵۳)

پھر آپ ﷺ ہنسے، میں نے کہا تھا: اے اللہ کے رسول! آپ کیوں ہنسے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رب اپنے بندے پر تعجب کرتا ہے، جب بندہ کہتا ہے: اے میرے رب! مجھے معاف کردے، تو اللہ کہتا ہے: میرا بندہ جانتا ہے کہ میرے علاوہ گناہوں کو معاف کرنے والا کوئی نہیں ہے۔''

شرح:......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سواری پر سوار ہوتے وقت یہ دعا پڑھی جائے:

((بِسْمِ اللّٰهِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ۔ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ سُبْحَانَكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ.))

''اللہ کے نام کے ساتھ، تمام تعریف اللہ کے لیے ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے لیے مسخر کر دیا، حالانکہ ہم اس پر قابو پانے والے نہیں تھے۔ اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، ساری تعریف اللہ کے لیے ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ اے اللہ! تو پاک ہے، میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، پس تو مجھے بخش دے، کیونکہ گناہوں کو کوئی نہیں معاف کرتا، مگر تو ہی۔''

اللہ تعالیٰ نے مختلف اسباب کے ذریعے سفر کے حیران کن ذرائع پیدا کر دیئے ہیں، مہینوں کا سفر گھنٹوں میں تبدیل ہو گیا ہے اور وہ بھی انتہائی آرام دہ، لیکن سوار ہونے والوں کی بڑی اکثریت سواری کی دعائیں پڑھنے سے یکسر محروم ہے۔

(۲۳۰۵) عَنْ عَلِيِّ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَرْدَفَهُ عَلٰى دَابَّتِهِ فَلَمَّا اسْتَوٰى عَلَيْهِ كَبَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثاً، وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلَاثاً، وَسَبَّحَ اللّٰهَ ثَلَاثاً، وَهَلَّلَ اللّٰهَ وَاحِدَةً، ثُمَّ اسْتَلْقٰى عَلَيْهِ فَضَحِكَ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ: ((مَا مِنَ امْرِئٍ يَرْكَبُ دَابَّتَهُ فَيَصْنَعُ كَمَا صَنَعْتُ إِلَّا أَقْبَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى

''سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنی سواری پر بٹھایا ہوا تھا، پس جب آپ سواری پر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے تو تین دفعہ اللہ اکبر، تین دفعہ الحمد للہ اور ایک دفعہ لا الہ الا اللہ کہا: پھر آپ ﷺ اس پر ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور مسکرائے۔ اس کے آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''جو آدمی بھی اپنی سواری پر سوار ہو اور اس طرح کرے، جس طرح میں نے کیا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اس کی طرف دیکھ کر

(۲۳۰۵) تخريج:...... اسناده ضعيف، ابوبكر بن عبد الله ابن ابى مريم الغسانى الشامى ضعيف، وعلى بن ابى طلحة لم يدرك ابن عباس (انظر: ۳۰۵۷)

فَضَحِكَ إِلَيْهِ كَمَا ضَحِكْتُ إِلَيْكَ .)) (مسند احمد: ٣٠٥٧)

ہنس پڑتے ہیں، جس طرح میں تیری طرف دیکھ کر ہنس پڑا ہوں۔''

شرح:...... یہ روایت ضعیف ہے۔

(٢٣٠٦) عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ عَمَّنْ كَانَ رَدِيفَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كُنْتُ رَدِيفَهُ عَلَى حِمَارٍ فَعَثَرَ الْحِمَارُ فَقُلْتُ: تَعَسَ الشَّيْطَانُ، فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَقُلْ تَعَسَ الشَّيْطَانُ، فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ تَعَسَ الشَّيْطَانُ تَعَاظَمَ الشَّيْطَانُ فِي نَفْسِهِ وَقَالَ صَرَعْتُهُ بِقُوَّتِي فَإِذَا قُلْتَ بِسْمِ اللّٰهِ تَصَاغَرَتْ إِلَيْهِ نَفْسُهُ حَتّٰى يَكُوْنَ أَصْغَرَ مِنْ ذُبَابٍ (وَفِي لَفْظٍ) تَصَاغَرَ حَتّٰى يَصِيْرَ مِثْلَ الذُّبَابِ .)) (مسند احمد: ٢٠٨٦٧)

''ابوتمیمہ ہجیمی ایسے صحابی سے روایت کرتے ہیں جو نبی کریم ﷺ کے ردیف تھے، وہ کہتے ہیں: میں گدھے پر نبی کریم ﷺ کے پیچھے سوار تھا، گدھے کو ٹھوکر لگ گئی، جس پر میں نے کہا: شیطان ہلاک ہو جائے۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اس طرح نہ کہو کہ شیطان ہلاک ہو جائے، کیونکہ جب تم یہ کہتے ہو کہ شیطان ہلاک ہو جائے تو شیطان دل میں اپنے آپ کو بڑا جاننے لگتا ہے اور کہتا ہے: میں نے اپنی طاقت سے اس کو گرا دیا ہے، لیکن (جب ایسی صورت میں) تم ''بسم اللّٰہ'' کہو گے تو شیطان کا نفس ذلیل ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ وہ مکھی سے بھی زیادہ چھوٹا ہو جاتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اتنا ذلیل ہو جاتا ہے کہ وہ مکھی کی طرح چھوٹا بن جاتا ہے۔''

شرح:...... سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ((لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ أَصَابَنِيَ السَّهْمُ، فَقُلْتُ: حَسِّ، فَقَالَ: (لَوْ قُلْتَ بِسْمِ اللّٰهِ، لَطَارَتْ بِكَ الْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ إِلَيْكَ .)) (طبرانی: ١٣/ ٢، حاکم: ٣/ ٣٦٩، صحیحہ: ٢١٧١)

غزوۂ احد والے دن مجھے ایک تیر لگا۔ میں نے کہا: "حسّ"، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم "بِسْمِ اللّٰه" کہتے تو فرشتے تجھے لے کر اڑ جاتے اور لوگ دیکھ رہے ہوتے۔''

عرب لوگ تکلیف کے وقت ''حسّ'' کا کلمہ کہتے، جس طرح ہمارے ہاں ''ہائے'' وغیرہ کہا جاتا ہے۔

مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ جب دشمن کی طرف سے مجاہد کو نیزہ اور تیر وغیرہ لگے تو وہ "بسم اللّٰه" کہے، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آئے گا کہ فرشتے اس کو لے کر اڑیں گے، کیونکہ سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کو یہ بات خاص موقع پر کہی گئی۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ اچانک پہنچنے والی تکلیف پر ''ہائے ہائے، ہائے میری مائے، اوہو، او تیرا بھلا'' جیسے بے معنی الفاظ کی بجائے بسم اللّٰہ کہنا چاہیے، مثلا زخم لگنا، گر جانا، کسی حادثے سے بچنے کے لیے گاڑی کی فوراً بریک لگانا، گاڑی کا سلپ ہونا وغیرہ۔

(٢٣٠٦) تخريج:...... حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ٤٩٨٢ (انظر: ٢٠٥٩١)

جب آدمی ایسی صورت میں شیطان کے لیے بددعا کرتا ہے تو شیطان بزعم خود یہ سمجھ کر اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے کہ یہ آدمی میری شرارت کی وجہ سے متاثر ہوا، لیکن بسم اللہ پڑھنے کی صورت میں وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس آدمی کا یہ عقیدہ ہے کہ اس کو جو ہوا، وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا، اس طرح وہ ہر وقت اپنے رب کو یاد رکھتا ہے، اس مزاج سے شیطان اپنے آپ کو خطا کار قرار دیتے ہوئے تنگ ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر شیطان پر آسمانی بجلی کی طرح پڑتا ہے۔

(۲۳۰۷) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((عَلٰى ظَهْرِ كُلِّ بَعِيْرٍ شَيْطَانٌ فَإِذَا رَكِبْتُمُوْهَا فَسَمُّوا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَلَا تُقَصِّرُوا عَنْ حَاجَاتِكُمْ)) (مسند احمد: ۱۶۱۳۵)

سیدنا حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر اونٹ کی کمر پر شیطان ہے، اس لیے جب تم اس پر سوار ہو تو اللہ تعالیٰ کا نام لے لیا کرو، پھر اپنی حاجات (کو پورا کرنے میں) سستی نہ برتو۔''

شرح: ...... ممکن ہے کہ اونٹ کی کوہان پر واقعی شیطان ہو جو سوار کو تکلیف دینے کے لیے اس کو نفرت کرنے اور بدکنے پر آمادہ کرتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مراد وہ شرّ ہو جو اونٹ کے مزاج میں پایا جاتا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''اونٹوں کے باڑوں میں نماز نہ پڑھا کرو، کیونکہ یہ جنوں سے پیدا کیے گئے ہیں۔'' اس سے مراد بھی ان کے مزاج میں پائی جانے والی شیطنت اور منافرت ہے۔

معلوم ہوا کہ کہ بسم اللہ پڑھ کر اونٹوں کو اپنی خدمت کے لیے استعمال کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے وہ مطیع ہو جاتے ہیں۔

(۲۳۰۸) عَنْ عَلِيٍّ الْأَزْدِيِّ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَلَّمَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا اسْتَوٰى عَلٰى بَعِيْرِهِ خَارِجًا إِلٰى سَفَرٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: ((﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ.﴾ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى، اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ،

''سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے علی ازدی کو یہ تعلیم دی کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کو نکلتے ہوئے اپنے اونٹ پر سوار ہو جاتے تو تین مرتبہ ''اللہ اکبر'' کہتے، پھر پڑھتے: ''پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لیے اس سواری کو تابع کیا ہے، جبکہ ہم اس کو تابع کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور بے شک ہم سب نے اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے، اے اللہ بے شک ہم تجھ سے اس سفر میں نیکی اور تقوی کا سوال کرتے ہیں اور ایسے عمل کا سوال کرتے ہیں جو تجھے پسند ہو، اے اللہ! اس سفر کو ہمارے

(۲۳۰۷) تخريج:...... اسناده حسن، أخرجه الدارمی: ۲/ ۲۸۵، والنسائی فی "الکبری": ۱۰۳۳۸، وابن خزيمة: ۲۵٤٦، وابن حبان: ۱۷۰۳، والطبرانی فی "الکبير": ۲۹۹٤، والحاکم: ۱/ ٤٤٤ (انظر: ۱٦۰۳۹)
(۲۳۰۸) تخريج:...... أخرجه مسلم: ۱۳٤۲ (انظر: ٦۳۷٤)

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَسُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ (وَفِي رِوَايَةٍ: اَللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا فِي سَفَرِنَا، وَاخْلُفْنَا فِي أَهْلِنَا) .)) وَإِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِيهِنَّ: ((آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ.)) (مسند احمد: ٦٣٧٤)

لیے آسان کر دے اور اس کی دوری کو ہم سے لپیٹ دے، اے اللہ! سفر میں بھی تو ہی ہمارا ساتھی ہے اور گھر میں بھی تو ہی ہمارا خلیفہ ہے، اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں سفر کی مشکلات سے، ناکام و غمگین واپس لوٹنے سے اور اپنے گھر اور مال میں برے منظر کو دیکھنے سے۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''اے اللہ! سفر میں ہمارا ساتھی بن جا اور ہمارے اہل میں ہمارا خلیفہ بن جا۔'' جب آپ ﷺ سفر سے واپس لوٹتے تو یہی کلمات کہتے اور ان میں یہ الفاظ زائد کرتے: واپس لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں۔''

شرح:...... اس حدیث سے سفر کی درج ذیل دعا ثابت ہوئی، غور فرمائیں کہ آپ ﷺ نے موقع و مناسبت کا خیال رکھتے ہوئے اس کو کیسے کیسے جملوں سے پرو دیا ہے:

((﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى، اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِعَنَّا بُعْدَهُ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَسُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ.))

واپسی پر درج بالا دعا کے ساتھ ان کلمات کا اضافہ کرتے: آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ۔

خیر و بھلائی پر مشتمل جتنے قیمتی یہ کلمات ہیں، ہم لوگ اتنے ہی ان سے غافل ہیں، ممکن ہے کہ بڑی عمر والے لوگوں کی اکثریت نے بھی زندگی میں ایک دفعہ بھی یہ دعا نہ پڑھی ہو۔

(٢٣٠٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ سَفَرًا فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ......)) فَذَكَرَ نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ٩١٩٤)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سفر کے لیے نکلتے تو سواری پر سوار ہو کر یہ دعا پڑھتے: ''اے اللہ! تو سفر میں ہمارا ساتھی ہے اور گھر میں ہمارا خلیفہ ہے، ......'' پھر انھوں نے سابقہ روایت کے الفاظ کی طرح الفاظ ذکر کیے۔

(٢٣٠٩) تخريج:...... حديث حسن، أخرجه الترمذي: ٣٤٣٨، والنسائي: ٨/ ٢٧٣ (انظر: ٩٢٠٥)

(۲۳۱۰) عَنْ أَبِی لَاسٍ نِ الْخُزَاعِیِّ ﷺ قَالَ: حَمَلَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی اِبِلٍ مِنْ اِبِلِ الصَّدَقَةِ ضِعَافٍ اِلَی الْحَجِّ، قَالَ: فَقُلْنَا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذِهِ الْاِبِلَ ضِعَافٌ، نَخْشٰی أَنْ لَا تَحْمِلَنَا، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ بَعِیْرٍ اِلَّا فِی ذِرْوَتِهِ شَیْطَانٌ فَارْکَبُوهُنَّ، وَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهِنَّ کَمَا أُمِرْتُمْ ثُمَّ امْتَهِنُوهُنَّ لِأَنْفُسِکُمْ فَاِنَّمَا یَحْمِلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ.)) (مسند احمد: ۱۸۱۰٤)

''سیّدنا ابو لاس خزاعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حج کے لیے صدقہ کے کمزور اونٹوں پر سوار کیا۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول: یہ اونٹ تو کمزور ہیں، ہمیں تو یہ اندیشہ ہے کہ یہ ہمیں نہ اٹھا سکیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر اونٹ کی کوہان پر شیطان ہوتا ہے، اس لیے جب تم ان پر سوار ہونے لگو تو اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو، جیسا کہ تمہیں حکم دیا گیا ہے، پھر ان کو اپنی خدمت کے لیے استعمال کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی اٹھاتا ہے (یعنی ان اونٹوں میں بوجھ اٹھانے پر قوت اور صبر پیدا کر دیتا ہے)۔''

شرح:...... دعاؤں کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

(۲۳۱۱) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أُمَیَّةَ أَنَّ حَبِیْبَ بْنَ مَسْلَمَةَ أَتٰی قَیْسَ بْنَ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فِی الْفِتْنَةِ الْأُوْلٰی وَهُوَ عَلٰی فَرَسٍ فَتَأَخَّرَ عَنِ السَّرْجِ وَقَالَ: اِرْکَبْ فَأَبٰی، فَقَالَ لَهُ قَیْسُ بْنُ سَعْدٍ اِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: صَاحِبُ الدَّابَّةِ أَوْلٰی بِصَدْرِهَا.)) فَقَالَ لَهُ حَبِیْبٌ اِنِّی لَسْتُ أَجْهَلُ مَا قَالَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلٰکِنِّی أَخْشٰی عَلَیْکَ۔ (مسند احمد: ۱۵۵۵۷)

''عبد الرحمن بن امیہ کہتے ہیں کہ سیّدنا حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سیّدنا قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، یہ پہلے فتنے کے وقت کی بات ہے، وہ گھوڑے پر سوار تھے، وہ گھوڑے کی زین سے پیچھے ہٹ گئے اور ان سے کہا: سوار ہو جاؤ، لیکن سیّدنا قیس رضی اللہ عنہ نے (اس مقام پر) سوار ہونے سے انکار کر دیا اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا: ''سواری کا مالک اس کے اگلے حصے پر سوار ہونے کا زیادہ حق دار ہے۔ آگے سے سیّدنا حبیب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد سے جاہل نہیں ہوں، لیکن میں تجھ پر (کسی دشمن سے) ڈرتا ہوں۔''

شرح:...... ''پہلے فتنے'' سے مراد واقعۂ جمل ہے، جو جمادی الثانیہ ۳۶ھ میں پیش آیا تھا۔

(۲۳۱۰) تخریج:...... اسناده حسن، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۲۲/ ۸۳۸ (انظر: ۱۷۹۳۹)

(۲۳۱۱) تخریج:...... صحیح لغیره، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۳۵۳٤، وفی "الاوسط": ۱۹٤۸ (انظر: ۱۵٤۷۸)

(۲۳۱۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُوْلُ: بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْشِي إِذْ جَائَهُ رَجُلٌ مَعَهُ حِمَارٌ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِرْكَبْ، فَتَأَخَّرَ الرَّجُلُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا، أَنْتَ أَحَقُّ بِصَدْرِ دَابَّتِكَ مِنِّي إِلَّا أَنْ تَجْعَلَهُ لِيْ.)) قَالَ: فَإِنِّي قَدْ جَعَلْتُهُ لَكَ، قَالَ: فَرَكِبَ۔ (مسند احمد: ۲۳۳۸۰)

''سیّدنا بریدہ اسلمی کہتے ہیں: ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ چل رہے تھے، اچانک ایک آدمی، جس کے پاس گدھا تھا، آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ سوار جائیں، جبکہ وہ خود پیچھے ہٹنے لگا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، (میں اس کے اگلے حصے پر سوار نہیں ہوں گا، کیونکہ) تو اپنی سواری کے اگلے حصے کا مجھ سے زیادہ حقدار ہے، ہاں اگر تو مجھے اجازت دے دے تو ٹھیک ہے۔'' اس نے کہا: میں نے آپ کو اجازت دے دی ہے۔ پھر آپ ﷺ (اس اگلے حصے پر) سوار ہو گئے۔''

(۲۳۱۳) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَضَى النَّبِيُّ ﷺ أَنَّ صَاحِبَ الدَّابَّةِ أَحَقُّ بِصَدْرِهَا۔ (مسند احمد: ۱۱۹)

''سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ کیا کہ سواری کا مالک اس کے اگلے حصے پر سوار ہونے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔''

شرح: ......ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سواری کا مالک اس کے اگلے حصے پر بیٹھنے کا زیادہ حق رکھتا ہے، اگر مالک خود اس مقام پر بیٹھنا پسند کرے اور دوسروں کو ترجیح نہ دے تو کسی کو یہ بات محسوس نہیں کرنی چاہیے۔ کیا اس حدیث سے یہ استدلال کرنا ممکن ہے کہ آج کل ذاتی گاڑیوں کی فرنٹ سیٹ کا بھی یہی حکم ہے؟ یہی معلوم ہوتا ہے کہ ''ہاں'' میں جواب دیا جائے۔

5 ..... اَلنَّهْيُ عَنِ السَّفَرِ بِالْمُصْحَفِ إِلٰى أَرْضِ الْعَدُوِّ

دشمن کے علاقے کی طرف سفر کرتے وقت مصحف (قرآن مجید) ساتھ لے جانے کی ممانعت کا بیان

(۲۳۱٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُسَافِرُوا بِالْقُرْآنِ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَنَالَهُ الْعَدُوُّ۔ (مسند احمد: ٤٥٧٦)

''سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن کو لے کر (دشمن کے علاقے کی طرف) سفر نہ کرو، کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ یہ دشمن کے ہتھے چڑھ جائے گا۔''

(۲۳۱۵) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى أَنْ يُسَافَرَ بِالْمُصْحَفِ

(دوسری سند) میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ مصحف (قرآن) لے کر دشمن کے علاقے میں سفر کرنے سے

(۲۳۱۲) تخريج:...... صحيح لغيره، أخرجه ابوداود: ۲۵۷۲، والترمذی: ۲۷۷۳ (انظر: ۲۲۹۹۲)

(۲۳۱۳) تخريج:...... حديث حسن لشواهده (انظر: ۱۱۹)

(۲۳۱٤) تخريج:...... أخرجه مسلم: ۱۸٦۹ (انظر: ٤٥٧٦)

(۲۳۱۵) تخريج:...... انظر الحديث بالطريق الاول.

اِلٰی أَرْضِ الْعَدُوِّ۔ (مسند احمد: ٥٤٦٥) منع فرما رہے تھے۔

شرح: ......اس امر پر تو علمائے امت کا اتفاق ہے کہ غیر مسلموں کی طرف ایسا خط لکھا جا سکتا ہے، جو ایک یا چند آیتوں پر مشتمل ہو، اس کی دلیل آپ ﷺ کا ہرقل کو لکھا ہوا خط ہے۔ اس حدیث میں دیئے گئے حکم کی علت یہ ہے کہ غیر مسلم قرآن مجید کی بے حرمتی کریں گے۔

امام نوویؒ نے کہا: اگر حدیث میں بیان کی گئی وجہ کے بارے میں اطمینان ہو کہ دشمن قرآن مجید کی بے حرمتی نہیں کرے گا، جیسے لشکرِ اسلام غالب ہو کر غیر مسلموں کے ملک میں داخل ہو رہا ہو، تو قرآن مجید لے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے، امام ابوحنیفہؒ اور امام بخاریؒ کی بھی یہی رائے ہے۔

6 ..... بَابُ أَذْكَارٍ يَقُوْلُهَا الْمُسَافِرُ عِنْدَ إِرَادَةِ السَّفَرِ وَفِيْ أَثْنَائِهِ عِنْدَ النُّزُوْلِ وَعِنْدَ الرُّجُوْعِ إِلٰى وَطَنِهِ

ان اذکار کا بیان، جو مسافر سفر کے ارادے کے وقت، دورانِ سفر کہیں اترتے وقت اور اپنے وطن کو واپس ہوتے ہوئے کہتا ہے

(٢٣١٦) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ يُرِيْدُ سَفَرًا أَوْ غَيْرَهُ فَقَالَ حِيْنَ يَخْرُجُ: آمَنْتُ بِاللّٰهِ، اِعْتَصَمْتُ بِاللّٰهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، إِلَّا رُزِقَ خَيْرَ ذٰلِكَ الْمَخْرَجِ، وَصُرِفَ عَنْهُ شَرُّ ذٰلِكَ الْمَخْرَجِ۔)) (مسند احمد: ٤٧١)

''سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان بھی سفر یا کسی اور کام کے ارادے سے گھر سے نکلتا ہے اور یہ دعا پڑھتا ہے: "آمَنْتُ بِاللّٰهِ، اِعْتَصَمْتُ بِاللّٰهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ " ......''میں اللہ پر ایمان لایا، اس (کی رسی) کو مضبوطی سے تھاما اور میں نے اللہ پر بھروسہ کیا، گناہوں سے بچنے کی قدرت اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں ہے، مگر اللہ کے ساتھ۔'' تو اس کو اس راستے کی خیر و برکت دی جائے گی اور اس راستے کو اس کی برائی سے بچا لیا جائے گا۔''

(٢٣١٧) عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا

(٢٣١٦) تخريج:...... اسناده ضعيف لجهالة الرجل الذى روى عنه صالح بن كيسان، أخرجه الخطيب فى "تاريخ بغداد": ٥/ ١٤٥، وابن السنى فى "عمل اليوم والليلة": ٤٩١ (انظر: ٤٧١)

(٢٣١٧) تخريج:...... اسناده ضعيف، عمران بن ظبيان الحنفى الكوفى قال البخارى: فيه نظر، وقال ابو حاتم: يكتب حديثه، يعنى فى المتابعات، وتناقض ابن حبان فذكره فى الثقات، وقال فى "الضعفاء": فحش خطؤه حتى بطل الاحتجاج به، وقال يعقوب بن سفيان: ثقة من كبراء اهل الكوفة يميل الى التشيع، أخرجه البزار: ٨٠٤ (انظر: ٦٩١، ١٢٩٦)

كَانَ اِذَا أَرَادَ سَفَراً قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصُوْلُ وَبِكَ أَحُوْلُ وَبِكَ أَسِيْرُ)) (مسند احمد: ١٢٩٦)

ارادہ کرتے تو فرماتے: "اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصُوْلُ وَبِكَ أَحُوْلُ وَبِكَ أَسِيْرُ." ......اے اللہ! میں تیرے ساتھ ہی (دشمن پر) حملہ کرتا ہوں، تیرے ساتھ ہی میں حرکت کرتا ہوں اور تیرے ساتھ ہی میں چلتا ہوں۔"

(٢٣١٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ إِلٰى سَفَرٍ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الضُّبْنَةِ فِي السَّفَرِ وَالْكَآبَةِ فِي الْمُنْقَلَبِ، اَللّٰهُمَّ اطْوِ لَنَا الْأَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ.)) وَإِذَا أَرَادَ الرُّجُوْعَ قَالَ: ((آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ.)) وَإِذَا دَخَلَ أَهْلَهُ قَالَ: ((تَوْباً تَوْباً لِرَبِّنَا أَوْباً لَا يُغَادِرُ عَلَيْنَا حَوْباً.)) (مسند احمد: ٢٣١١)

"سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر میں نکلنے کا ارادہ کرتے تو یہ دعا پڑھتے: "اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الضُّبْنَةِ فِي السَّفَرِ وَالْكَآبَةِ فِي الْمُنْقَلَبِ، اَللّٰهُمَّ اطْوِ لَنَا الْأَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ." ...... "اے اللہ! تو سفر میں ساتھی ہے اور ہمارے گھر میں خلیفہ ہے، اے اللہ! میں تجھ سے سفر میں کثرتِ عیال سے اور سفر سے ناکام واپسی سے پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ! ہمارے لیے زمین کو لپیٹ دے (یعنی اس کی مسافت کو کم کر دے) اور ہمارے لے یہ سفر آسان کر دے۔" جب آپ ﷺ واپس لوٹنے کا ارادہ کرتے تو فرماتے: "آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ." ...... واپس لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں اور اپنے رب کی حمد بیان کرنے والے ہیں۔ اور جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تو فرماتے: "تَوْباً تَوْباً لِرَبِّنَا أَوْباً لَا يُغَادِرُ عَلَيْنَا حَوْباً." "ہم توبہ کرتے ہیں، ہم توبہ کرتے ہیں اور اپنے اس رب کی طرف رجوع کرتے ہیں، جو ہمارا کوئی گناہ نہیں چھوڑتا، (بلکہ سب کو معاف فرما دیتا ہے)۔"

شرح: ......سفر کی ایک دعا حدیث نمبر (١١٧١) میں گزر چکی ہے، اس دعا کے الفاظ و معانی اس قابل ہیں کہ مذکورہ مواقع پر ان کا اہتمام کیا جائے۔

(٢٣١٨) تخريج: ...... حديث حسن، أخرجه أبو يعلى: ٢٣٥٣، وابن حبان: ٢٧١٦، والطبراني في "الكبير": ١١٧٣٥، والبزار: ٣١٢٧، والحاكم: ١/ ٤٨٨ (انظر: ٢٣١١)

''سفر میں کثرتِ عیال سے پناہ مانگنا'' سفر میں پیش آنے والے مسائل اور ضروریات واضح ہیں، اسی لیے سفر کو عذاب کی ایک صورت قرار دیا گیا ہے، ادھر سے مسافر کی کفالت میں بھی زیادہ افراد ہوں، تو یقیناً ان کی کفالت و نگہداشت کرنا کسی پریشانی سے خالی نہیں ہے، آج کل کے جدید ترین ذرائع آمد و رفت کے باوجود یہ مسائل حل نہ نہیں ہو سکے، قدیم سلسلۂ سفر کا معاملہ تو بالکل واضح ہے، اگر معاشرے کے دو چار افراد اپنی ذاتی گاڑیوں اور کثیر مال و دولت کی وجہ سے سفر میں اپنے اہل و عیال سمیت پرسکون رہتے ہیں، تو ان کو دیکھ کر اکثریت کی مشکلات کو نہیں بھلایا جا سکتا۔

(۲۳۱۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ رضی اللہ عنہ (قَالَ عَاصِمٌ: وَقَدْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ): كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا خَرَجَ فِيْ سَفَرٍ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ، وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَدَعْوَةِ الْمُظْلُوْمِ، وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ.)) وَاِذَا رَجَعَ قَالَ مِثْلَهَا اِلَّا اَنَّهُ يَقُوْلُ: ((وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ.)) فَيَبْدَأُ بِالْأَهْلِ۔ (مسند احمد: ۲۱۰۵۷)

سیّدنا عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کے لیے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ، وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَدَعْوَةِ الْمُظْلُوْمِ، وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ۔ (اے اللہ! میں سفر کی مشقتوں سے، واپس لوٹنے کے غم سے، زیادہ ہو جانے کے بعد نقصان سے، مظلوم کی بددعا سے اور مال اور گھر میں برے منظر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔)'' ''اور جب آپ ﷺ واپس لوٹتے تو یہی کلمات دوہراتے۔'' البتہ آخری جملے کو اس طرح کہتے تھے: وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ۔ (اور اپنے اہل اور مال میں برے منظر۔)'' یعنی اس میں ''اَلْأَهْل'' کا لفظ پہلے آیا، (اور ''اَلْمَال'' کا بعد میں)

(۲۳۲۰) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ وَسُئِلَ عَاصِمٌ عَنِ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ قَالَ حَارَ بَعْدَ مَا كَانَ۔ (مسند احمد: ۲۱۰۶۲)

''(دوسری سند) عاصم سے ''اَلْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ'' کے (معنی کے) بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: (کسی نعمت کے) زیادہ ہو جانے کے بعد اس میں کمی آجانا۔''

شرح: ...... ((اَلْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ)) کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ اس چیز سے پناہ طلب کرتے تھے کہ کوئی نعمت ملے اور پھر اس میں کمی آجائے یا وہ ختم ہو جائے، اس نعمت کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں، مثلاً: ایمان واطاعت کی توفیق ہونا، برائیاں ترک کر دینا، اس طرح دنیوی نعمتیں وغیرہ۔

(۲۳۱۹) تخریج:...... أخرجه مسلم: ۱۳۴۳ (انظر: ۲۰۷۷٦)

(۲۳۲۰) تخریج:...... أخرجه الترمذی: ۳٤۳۹، وانظر الحدیث بالطریق الاول (انظر: ۲۰۷۸۱)

(٢٣٢١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا غَزَا أَوْ سَافَرَ فَأَدْرَكَهُ اللَّيْلُ قَالَ: ((يَاأَرْضُ! رَبِّي وَرَبُّكِ اللّٰهُ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا فِيْكِ، وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكِ، وَشَرِّ مَا دَبَّ عَلَيْكِ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ كُلِّ أَسَدٍ وَأَسْوَدَ وَحَيَّةٍ وَعَقْرَبٍ، وَمِنْ شَرِّ سَاكِنِ الْبَلَدِ، وَمِنْ شَرِّ وَالِدٍ وَمَا وَلَدَ.)) (مسند احمد: ٦١٦١)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوہ یا کسی اور سفر کے لیے نکلتے اور راستے میں رات ہو جاتی تو آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے: يَاأَرْضُ! رَبِّي وَرَبُّكِ اللّٰهُ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا فِيْكِ، وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكِ، وَشَرِّ مَا دَبَّ عَلَيْكِ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ كُلِّ أَسَدٍ وَأَسْوَدَ وَحَيَّةٍ وَعَقْرَبٍ، وَمِنْ شَرِّ سَاكِنِ الْبَلَدِ، وَمِنْ شَرِّ وَالِدٍ وَمَا وَلَدَ۔ (اے زمین! میرا اور تیرا رب اللہ ہے، میں تیرے شرّ سے، تیرے اندر کے شرّ سے، تیرے اندر پیدا کی ہوئی چیزوں کے شرّ سے اور تیرے اوپر رینگنے والی چیزوں کے شرّ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔ میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں، ہر قسم کے شیر، شخص، سانپ اور بچھو کے شرّ سے اور اس علاقے میں رہنے والے کے شرّ سے، (غرضیکہ) ہر جنم دینے والے اور ہر جنم لینے والے کے شرّ سے۔)''

شرح: ...... دعا کا مفہوم واضح ہے، آخری جملے ''وَمِنْ شَرِّ وَالِدٍ وَمَا وَلَدَ'' کا ایک معنی ترجمہ میں بیان کر دیا گیا ہے اور دوسرا معنی یہ ہے: ابلیس اور دوسرے شیطانوں کے شرّ سے۔ پہلا معنی زیادہ عام ہے اور تمام مخلوقات کو شامل ہے۔ بہرحال یہ روایت ضعیف ہے۔

(٢٣٢٢) عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ خَوْلَةَ بِنْتَ حَكِيْمٍ السُّلَمِيَّةَ ؓ تَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا، ثُمَّ قَالَ: أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتّٰى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِهِ

''سیّدنا سعد بن ابی وقاص ؓ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ خولہ بنت حکیم سلمیہ ؓ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کہیں پڑاؤ ڈالے اور یہ دعا پڑھے: ''أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔'' (میں اللہ کے تمام اور مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں، ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔) تو کوئی چیز

(٢٣٢١) تخريـج: ...... اسناده ضعيف، الزبير بن الوليد الشامي، تفرد بالرواية عنه شُريح بن عبيد الحضرمي، أخرجه ابوداود: ٢٦٠٣ (انظر: ٦١٦١)

(٢٣٢٢) تخريـج: ...... أخرجه مسلم: ٢٧٠٨ (انظر: ٢٧١٢٢)

ذٰلِكَ .)) (مسند احمد: ۲۷٦٦۳) اسے وہاں سے روانہ ہونے تک نقصان نہیں دے گی۔"

شرح: ......آج کل بھی لوگوں کا شرّ بہت زیادہ ہے، جس سے مسافر کو نقصان ہونے کا خطرہ رہتا ہے، اس لیے ان سنتوں پر عمل کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

(۲۳۲۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ قَالَ: كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَإِذَا هَبَطْنَا سَبَّحْنَا۔ (مسند احمد: ۱٤٦۲۲)

"سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر کرتے تھے، جب (بلند جگہ پر) چڑھ رہے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب (بلند جگہ سے) اتر رہے ہوتے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔"

شرح: ......سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی، جو سفر کا ارادہ رکھتا تھا، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((أُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَالتَّكْبِيْرِ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ .)) (ابن ماجه، ترمذی، صحیحه: ۱۷۳۰) یعنی: "میں تجھے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور ہر بلند جگہ پر "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہنے کی وصیت کرتا ہوں۔"

(۲۳۲٤) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَعِدَ أَكَمَةً أَوْ نَشَزًا قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ لَكَ الشَّرَفُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ، وَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى كُلِّ حَمْدٍ (وَفِي لَفْظٍ) وَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ .)) (مسند احمد: ۱۲۳۰٦)

"سیدنا انس بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی ٹیلے یا اونچی جگہ پر چڑھتے تو کہتے: "اَللّٰهُمَّ لَكَ الشَّرَفُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ، وَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى كُلِّ حَمْدٍ (ایک روایت کے الفاظ کے مطابق آپ ﷺ یہ کہتے) وَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ . "...... "اے اللہ! ہر بلند جگہ پر عزت وحیثیت تیرے لیے ہی ہے اور ہر قسم کی تعریف پر (اصل) تعریف لیے ہی ہے۔ اور (ایک روایت کے مطابق) ہر حال میں تعریف تیرے لیے ہی ہے۔"

7 ..... بَابُ آدَابِ رُجُوْعِ الْمُسَافِرِ وَعَدَمِ طُرُوْقِهِ أَهْلَهُ لَيْلًا وَصَلَاةِ رَكْعَتَيْنِ

مسافر کے سفر سے لوٹنے کے آداب اور اس کا رات کے وقت گھر میں واپس نہ آنا اور (واپس آکر) دو رکعتیں پڑھنے کا بیان

(۲۳۲٥) عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: "سیدنا کعب بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ

(۲۳۲۳) تخریج:...... أخرجه البخاری: ۲۹۹۳، ۲۹۹٤ (انظر: ۱٤٥٦۸)

(۲۳۲٤) تخریج:...... اسناده ضعیف لضعف عمارة بن زاذان و زیادِ بن عبد الله النمیری، أخرجه أبو یعلی: ۳۲۹۷، والطبرانی فی "الدعاء": ۸٤۹، والبیهقی فی "الدعوات الکبیر": ٤۱۳ (انظر: ۱۲۲۸۱)

(۲۳۲٥) تخریج:...... أخرجه البخاری: ۳۰۸۸، ومسلم: ۷۱٦ (انظر: ۱٥۷۷۲، ۱٥۷۷٥)

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ إِلَّا نَهَاراً فِي الضُّحٰى، فَإِذَا قَدِمَ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيهِ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ) فَيَأْتِيهِ النَّاسُ فَيُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ١٥٨٦٧)

دن کو چاشت کے وقت میں واپس آتے تھے، جب آپ ﷺ پہنچ جاتے تو مسجد سے شروع ہوتے، پس آپ ﷺ اس میں دو رکعت نماز پڑھتے، پھر وہاں بیٹھ جاتے اور لوگ آپ ﷺ کے پاس آ کر آپ کو سلام کہتے۔''

شرح:...... آج کل یہ سنت مفقود ہو چکی ہے، اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(٢٣٢٦) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ لَيْلًا، كَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهِمْ غُدْوَةً أَوْ عَشِيَّةً۔ (مسند احمد: ١٢٢٨٨)

''سیّدنا انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ (سفر سے واپسی پر) رات کو گھر نہیں آتے تھے، بلکہ صبح یا شام کے وقت آتے تھے۔''

(٢٣٢٧) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: ((إِذَا دَخَلْتَ لَيْلاً فَلَا تَدْخُلْ عَلٰى أَهْلِكَ حَتّٰى تَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ وَتَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ۔)) قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا دَخَلْتَ فَعَلَيْكَ الْكَيْسَ الْكَيْسَ۔)) (مسند احمد: ١٤٢٣٣)

سیّدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تو رات کو سفر سے واپس لوٹے تو اپنے گھر والوں کے پاس نہ جا، حتیٰ کہ غائب خاوند کی بیوی استرا استعمال کر لے (زیر ناف بال مونڈ لے) اور پراگندہ بالوں والی کنگھی کر لے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا جابر سے فرمایا: ''جب تو سفر سے واپس گھر میں آئے تو عقلمندی کو لازم پکڑنا، عقلمندی کو (یعنی حق زوجیت ادا کرنے کا اہتمام کرنا)۔''

شرح:...... ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں: ((إِذَا أَتَيْتَ أَهْلَكَ فَاعْمَلْ عَمَلاً كَيِّسًا)) یعنی: ''جب تو اپنے اہل کے پاس جائے تو کوئی عقلمندانہ سا اقدام کرنا۔'' اس حدیث کا پس منظر یہ ہے: سیّدنا جابر ؓ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں شریک ہوئے، جب ہم واپس آئے اور مدینہ کے قریب پہنچے تو میں جلدی کرنے لگا، پیچھے سے ایک سوار آیا، جب میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''جابر! جلدی کیوں کر رہے ہو؟'' میں نے کہا: میں نے نئی نئی شادی کی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کنواری عورت سے یا بیوہ سے؟'' میں نے کہا: بیوہ سے۔ ...... آپ ﷺ نے فرمایا: ''جابر! عقلمندی سے کام لینا، عقلمندی سے۔'' یعنی اولاد۔ (صحیح بخاری: ٥٢٤٥)

(٢٣٢٦) تخريج:...... أخرجه البخاري: ١٨٠٠، ومسلم: ١٩٢٨ (انظر: ١٢٢٦٣)

(٢٣٢٧) تخريج:...... أخرجه البخاري: ٥٢٤٦، وأخرج الشطر الاول منه مسلم: ص ١٥٢٧ (انظر: ١٤١٨٤)

"عَمَلًا كَيِّسًا" (عقلمندانہ اقدام) سے مراد وظیفۂ زوجیت ہے، تاکہ وہ اولاد کا سبب بن سکے، جیسا کہ امام بخاری نے اس حدیث پر "باب طلب الولد" کا عنوان ثبت کیا ہے اور اس حدیث کے آخر میں ((الكيس الكيس يا جابر!)) يعني الولد کے الفاظ بھی نقل کیے ہیں۔ حافظ ابن حجر نے ان الفاظ کے مختلف معانی نقل کیے ہیں، خلاصہ یہ ہے: "الکیس" دو دفعہ ذکر کرنے میں رغبت دلانا اور اکسانا مقصود ہے، یعنی حق زوجیت ادا کرنے پر، جبکہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس لفظ کے معانی ترکِ جماع سے ڈرانے یعنی جماع پر ابھارنے کے ہیں،...... "الکیس" کے معانی عقل کے ہیں، یعنی اولاد کے لیے جماع کی صورت میں کوشش کرنا عقلمندی ہے، خلاصۂ کلام یہ ہے کہ آپ ﷺ حق زوجیت کی ادائیگی کی رغبت دلا رہے ہیں، تاکہ اولاد کا سلسلہ جاری رہ سکے۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباری: ۹/ ۴۲۸) جو کہ نئی نئی شادی کر کے سفر پر چلے جانے اور پھر وہاں سے واپس آنے والے ہر آدمی کی خواہش ہوتی ہے۔

(۲۳۲۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَزَلَ الْعَقِيْقَ فَنَهٰى عَنْ طُرُوقِ النِّسَاءِ اللَّيْلَةَ الَّتِي يَأْتِي فِيْهَا فَعَصَاهُ فَتَيَانِ فَكِلَاهُمَا رَأَى مَا يُكْرَهُ۔ (مسند احمد: ۵۸۱۴)

''عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ عقیق نامی جگہ پر اترے، پھر آپ ﷺ نے رات کو بیویوں پر داخل ہونے سے منع فرما دیا۔ دو نوجوانوں نے اس حکم کی نافرمانی کی، پس ان دونوں نے (اپنے گھروں میں) ایسی چیزیں دیکھیں جس کو ناپسند کیا جاتا ہے۔''

شرح:...... مدینہ منورہ کے قریب ایک جگہ کا نام عقیق ہے۔

(۲۳۲۹) عَنْ نُبَيْحٍ الْعَنَزِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا دَخَلْتُمْ لَيْلًا فَلَا يَأْتِيَنَّ أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ طُرُوقًا.)) فَقَالَ جَابِرٌ: فَوَاللّٰهِ لَقَدْ طَرَقْنَاهُنَّ بَعْدُ۔ (مسند احمد: ۱۴۲۴۳)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم رات کو (سفر سے) واپس آ جاؤ تو کوئی بھی رات کو اپنے اہل کے پاس نہ جائے، (بلکہ صبح کا انتظار کرے)۔'' سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! ہم نے بعد میں ان کے پاس رات کو آنا شروع کر دیا ہے۔

(۲۳۳۰) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ:

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(۲۳۲۸) تخريج:...... اسناده ضعيف، محمد بن عجلان مضطرب الحديث في حديث رافع، أخرجه البزار: ۱۴۸۵ (انظر: ۵۸۱۴)

(۲۳۲۹) تخريج:...... اسناده صحيح، أخرجه الترمذي: ۲۷۱۲، والطيالسي: ۱۷۶۸، وابن حبان: ۲۷۱۳ (انظر: ۱۴۳۰۴)

(۲۳۳۰) تخريج:...... أخرجه مسلم: ص ۱۵۲۸، قال سفيان: قوله ((ان يخونهم او يلتمس عثراتهم)) ما أدري شيء قاله محارب أو شيء هو في الحديث۔ قلنا: هذه الزيادة انفرد بها سفيان الثوري، وشك فيها في رواية مسلم والدارمي، والحديث مروي في مسند احمد: ۱۴۱۹۱ بدونها۔ والله اعلم (انظر: ۱۴۲۳۲)

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَطْرُقَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ لَيْلًا، أَنْ يَخُوِّنَهُمْ أَوْ يَلْتَمِسَ عَثَرَاتِهِمْ۔ (مسند احمد: ١٤٢٨١)

نے منع فرمایا کہ آدمی رات کے وقت (سفر سے) اپنے اہل کے پاس آئے، کہ وہ ان کی خیانت کو ڈھونڈے یا ان کی غلطی کا موقع تلاش کرے۔''

(٢٣٣١) عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ لَيْلًا فَتَعَجَّلَ إِلٰى امْرَأَتِهِ فَإِذَا فِي بَيْتِهِ مِصْبَاحٌ، وَإِذَا مَعَ امْرَأَتِهِ شَيْءٌ، فَأَخَذَ السَّيْفَ، فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ: إِلَيْكَ عَنِّي، فُلَانَةُ تُمَشِّطُنِي، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَنَهٰى أَنْ يَطْرُقَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ لَيْلًا۔ (مسند احمد: ١٥٨٢٨)

''سیّدنا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ ایک دفعہ رات کو سفر سے واپس آئے اور جلدی جلدی اپنی بیوی کے پاس پہنچے، وہ کیا دیکھتے ہیں کہ گھر میں چراغ تھا اور اس کی بیوی کے پاس کوئی فرد تھا۔ پس اس نے تلوار پکڑی، لیکن اتنے میں اس کی بیوی نے کہا: پیچھے ہٹ جا، یہ فلاں عورت ہے، میری کنگھی کر رہی تھی۔ پھر وہ نبی کریم کے پاس آیا اور ساری بات بتلائی، (یہ سن کر) آپ ﷺ نے منع فرما دیا کہ آدمی رات کو اپنے اہل کے پاس آئے۔''

شرح: ...... مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دو وجوہات کی بنا پر رات کو اچانک آ جانے سے منع کیا گیا، ایک یہ کہ بیوی کے بارے میں کسی قسم کا سوئے ظن پیدا ہونے کا خطرہ ٹل جائے گا اور دوسری یہ کہ بیوی کو خاوند کے لیے سنورنے کا موقع مل جائے گا۔ حدیث نمبر (١١٨٨) سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کو بھی آیا جا سکتا ہے، لیکن یہ اس صورت میں ہے، جب پہلے گھر میں اطلاع دے دی جائے۔ بیویوں کو بھی متنبہ ہو جانا چاہیے اور کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی چاہیے، جس سے خاوند کے دل میں سوئے ظن پیدا ہو سکے، یہی وجہ ہے کہ خاوند کے لیے بیوی کے ذمہ ایک حق یہ بھی ہے کہ وہ گھر میں ایسے فرد کو نہ آنے دے، جس کی آمد کو خاوند پسند نہ کرتا ہو، یہی معاملہ فون وغیرہ کا ہے۔ اس اعتبار سے اسلام واحد مذہب ہے کہ اس میں انسان کی کامیاب اور پرسکون زندگی کے کسی پہلو کو ادھورا نہیں چھوڑا گیا۔ میں نے سلسلہ صحیحہ کی شرح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس قسم کی احادیث کے مفہوم کو یوں پیش کیا تھا:

میاں بیوی کے مابین تعلقات کا خوشگوار ہونا مطلوبِ شریعت ہے، اس مقصد کی تکمیل کے لیے شریعت نے عورت کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ خاوند کے لیے زینت و آرائش اختیار کرے۔ اس حدیث کا مقصد نفرت اور سوئے ظن کا باعث بننے والے اسباب کو ختم کرنا ہے۔ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوے سے مدینہ واپس پہنچ کر جب اپنے گھروں کو جانے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ذرا ٹھہر جا، تاکہ تیری بیوی پراگندہ بالوں میں کنگھی کر لے اور فاضل بالوں کی صفائی کر لے۔'' (بخاری، مسلم)

(٢٣٣١) تخريج:...... المرفوع منه صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لانقطاعه، ابو سلمة لم يسمع من عبد الله بن رواحة، أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٩٣، وابن ابي شيبة: ١٢/ ٥٢٣، وعبد الرزاق: ١٤٠١٩، وأخرجه مسلم: ٣/ ١٥٢٨ دون ذكر قصة ابن رواحة، وهو تقدم برقم: ١١٩١ (انظر: ١٥٧٣٦)

اس حدیث میں میاں بیوی کے مابین مودت و محبت پیدا کرنے کی رغبت دلائی گئی ہے، قابل غور بات یہ ہے کہ میاں بیوی کا کوئی وصف یا بات ایک دوسرے سے مخفی نہیں ہوتی، لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے رات کو آنے سے منع کیا تا کہ کوئی نفرت والا معاملہ پیش نہ آسکے، ممکن ہے کہ اچھی حالت میں نہ ہو یا اس کے گھر میں کوئی ایسا فرد آیا ہوا ہو، جس کی آمد خاوند کو ناگوار گزرے، لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ برا ہو گا، لیکن اس معاملے میں خاوند کی ترجیحات کو مدنظر رکھا جائے گا۔ اگر اس باب کی تمام احادیث اور ان کے مقاصد کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آج کے دور میں فون کے ذریعے مطلع کر کے رات کو آیا جا سکتا ہے، ہاں اس سلسلے میں عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے خاوند کا مزاج سمجھے۔

آج کل بیویاں اپنے گھروں میں سادہ ملبوسات پر اکتفا کرتی ہیں اور صفائی کا بھی کوئی خاص خیال نہیں رکھا جاتا، لیکن جب وہ دوسرے رشتہ داروں کے پاس جانے یا گھر سے باہر کسی دوسری مجلس میں جانے لگتی ہیں، تو حسن و جمال کے جو انداز اختیار کئے جاتے ہیں، ان کے سامنے دلہن بھی شرما جاتی ہے۔ ایسا کرنا مقصودِ شریعت نہیں ہے۔

8 ..... بَابُ النَّهْيِ عَنِ الدُّخُوْلِ عَلَى الْمُغِيْبَةِ مُنْفَرِدًا وَ سَبَبِ ذٰلِكَ وَوَعِيْدِ مَنْ فَعَلَهُ

جس عورت کا خاوند غائب ہو، اس پر (مرد) کے داخل ہونے کی ممانعت اس کا سبب اور ایسا کرنے والے کی وعید کا بیان

(۲۳۳۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ أَنَّ نَفَرًا مِنْ بَنِي هَاشِمٍ دَخَلُوا عَلٰى أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ فَدَخَلَ أَبُوبَكْرٍ وَهِيَ تَحْتَهُ يَوْمَئِذٍ فَرَآهُمْ فَكَرِهَ ذٰلِكَ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: لَمْ أَرَ إِلَّا خَيْرًا۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَرَّأَهَا مِنْ ذٰلِكَ۔)) ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: ((لَا يَدْخُلَنَّ رَجُلٌ بَعْدَ يَوْمِي هٰذَا عَلٰى مُغِيْبَةٍ إِلَّا وَمَعَهُ رَجُلٌ أَوِ اثْنَانِ۔)) (مسند احمد: ٦٥٩٥)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو ہاشم کے کچھ لوگ سیدہ اسما بنت عمیس رضی اللہ عنہا، جو سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، کے پاس آئے، اتنے میں سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے، ان کو یہ بات ناگوار گزری، پس انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ مجھے اس میں خیر ہی نظر آ رہی ہے، (یعنی کسی قسم کا سوئے ظن نہیں ہے)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ نے اسماء کو اس سے بری کر دیا ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''آج کے بعد کوئی آدمی اس عورت کے پاس نہ جائے، جس کا خاوند موجود نہ ہو، مگر اس صورت میں اس کے ساتھ ایک دو افراد ہونے چاہئیں۔''

شرح: ...... مذکورہ مسئلہ پر بحث آ رہی ہے۔ آپ ﷺ نے اس حدیث میں سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی عفت اور

(۲۳۳۲) تخریج:...... أخرجه مسلم: ۲۱۷۳ (انظر: ٦٥٩٥)

پاکدامنی بیان کی ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ مسئلہ کی وضاحت کر دی ہے۔ ہمارے معاشرے میں ایک خرابی یہ بھی ہے کہ ہم بعض غیر محرم افراد کو اپنی بیویوں اور بہنوں کے بھائی سمجھنے لگتے ہیں، پھر ان کا آنا جانا سگے بھائیوں کی آمد و رفت سے بھی ایک گنا آگے یوں بڑھ جاتا ہے کہ ان کو گھر میں داخل ہونے کے لیے اجازت لینے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی ہے، اس پر مستزاد یہ کہ وہ جہاں چاہیں اور جس کے ساتھ چاہیں بیٹھیں اور جس موضوع پر مرضی گفتگو کریں۔

ایسے لوگوں کو سوچنا چاہیے کہ جب سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں کے بارے میں کلمۂ خیر کہا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ قانون بیان کیا کہ جس بیوی کا خاوند گھر پر نہ ہو، کوئی غیر محرم اکیلا اس کے پاس نہیں جا سکتا۔

(٢٣٣٣) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَلِجُوا عَلَى الْمُغِيْبَاتِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ أَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ.)) قُلْنَا: وَمِنْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((وَمِنِّي، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ أَعَانَنِيْ عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ.)) (مسند احمد: ١٤٣٧٥)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فرمایا: ''جن عورتوں کے خاوند گھر پر نہ ہوں، ان کے پاس نہ جایا کرو، کیونکہ شیطان تم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ سے بھی (شیطان کا معاملہ ایسے ہی ہے)؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مجھ سے بھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی، اس لیے وہ مسلمان ہو گیا ہے۔''

شرح: ...... یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن یہ مسائل دوسری احادیث سے ثابت ہیں۔

(٢٣٣٤) عَنْ أَبِي صَالِحٍ قَالَ: اِسْتَأْذَنَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ عَلٰى فَاطِمَةَ فَأَذِنَتْ لَهُ، قَالَ: ثَمَّ عَلِيٌّ؟ قَالُوْا: لَا، قَالَ: فَرَجَعَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عَلَيْهَا مَرَّةً أُخْرٰى، فَقَالَ: ثَمَّ عَلِيٌّ؟ قَالُوا: نَعَمْ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَدْخُلَ حِيْنَ لَمْ تَجِدْنِي هٰهُنَا؟ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَانَا أَنْ نَدْخُلَ عَلَى الْمُغِيْبَاتِ. (مسند احمد: ١٧٩٧٧)

''ابو صالح کہتے ہیں کہ سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے (گھر میں آنے کی) اجازت طلب کی، انہوں نے اجازت دے دی، انھوں نے اندر آ کر پوچھا: یہاں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ موجود ہیں۔ انہوں نے کہا: نہیں۔ پس وہ واپس چلے گئے۔ وہ بعد میں پھر ایک دفعہ آئے اور اجازت طلب کی اور پوچھا کہ کیا سیّدنا علی رضی اللہ عنہ یہاں پر موجود ہیں؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں، پھر وہ اندر آ گئے۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: تم کو (پچھلی دفعہ) میری عدم موجودگی میں کس چیز نے گھر میں آ کر (یہاں بیٹھنے سے) منع کیا تھا؟ سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

(٢٣٣٣) تخريج: ...... اسناده ضعيف لضعف مجالد بن سعيد، أخرجه الترمذي: ١١٧٢، والدارمي: ٢٧٨٢ (انظر: ١٤٣٢٤)

(٢٣٣٤) تخريج: ...... حديث صحيح بطرقه وشواهده، أخرجه ابويعلى: ٧٣٤٨، وابن حبان: ٥٥٨٤ (انظر: ١٧٨٢٣)

نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ان عورتوں پر داخل ہونے سے منع فرمایا، جن کے خاوند گھر پر موجود نہ ہوں۔''

(۲۳۳۵) عَنِ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَعَدَ عَلٰى فِرَاشِ مُغِيْبَةٍ قَيَّضَ اللّٰهُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُعْبَانًا۔ (مسند احمد: ۲۲۹۲٤)

''سیّدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس عورت کے بستر پر بیٹھے جس کا خاوند گھر پر موجود نہ ہو، تو اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس پر ایک سانپ مسلط کرے گا۔''

شرح: ......احادیث مبارکہ اپنے مفہوم میں واضح ہیں، آج کل جو غیر محرم مرد و زن، بھائی بہن بن کر ان احادیث کی پروا نہیں کرتے، وہ حدیث نمبر (۲۳۳۴) پر توجہ کریں، کہ ایک طرف تو سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ تھے اور دوسری طرف محمد رسول اللہ ﷺ کی لخت جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر تھا، کیا سیّدنا عمرو رضی اللہ عنہ کے دل میں سیدہ فاطمہ کی عظمت اور وقار نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کوئی شبہ پیدا ہونے کی گنجائش نہیں ہوگی، لیکن ان کے دل میں احادیثِ رسول کا احترام سب سے زیادہ تھا، وہ شریعت کی پاسداری کو اپنے ضمیر کے فیصلوں پر مقدم سمجھتے تھے۔ ستیاناس ہو جائے اس معاشرے کا کہ جس میں جس مرد اور عورت نے ایک دوسرے کو بھائی بہن کہہ دیا، وہ معانقے بھی کرتے ہیں، ملاقات کے وقت ہاتھوں اور رخساروں کے بوسے تک بھی لے لیے جاتے ہیں، خلوت میں بیٹھ کر گپ شپ بھی بڑی لگتی ہے اور کیچڑ بھی اس فرد پر اچھالا جاتا ہے جو شرعی نصوص پیش کر کے اس انداز کی مخالفت کرتا ہے۔ یہ ہیں وہ منحوس مزاج کہ جن کے نزدیک پردہ تو دل کی بات ہے۔ ان کا یہ خیال صحابہ کرام کے ان نفوسِ قدسیہ کو نہیں سوجھا تھا، جو ایک دوسرے سے سچی اور خالص محبت کرنے والے اور برے خیالوں سے بہت دور رہنے والے تھے، دراصل ان کی محبتیں اور دوستیاں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کی پابند تھیں۔

9 ..... بَابُ سَفَرِ النِّسَاءِ وَالرِّفْقِ بِهِنَّ وَالْأُقْرَاعِ بَيْنَهُنَّ لِأَجْلِ السَّفَرِ وَعَدَمِ سَفَرِهِنَّ بِدُوْنِ مَحْرَمٍ

عورتوں کے سفر کرنے، ان کے ساتھ نرمی کرنے، سفر کے لیے ان کے درمیان قرعہ اندازی کرنے اور محرم کے بغیر ان کا سفر نہ کرنے کا بیان

تنبیہ: ...... عورت کا محرم وہ رشتہ دار ہوتا ہے، جس کے ساتھ حرمت کی وجہ سے کبھی بھی اس کا نکاح نہ ہو سکتا ہو۔

(۲۳۳٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

''سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ

(۲۳۳۵) تخریج:...... اسناده ضعیف لضعف ابن لهیعة، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۳۲۷۸، وفی "الاوسط": ۳۲۳۷ (انظر:)

(۲۳۳٦) تخریج:...... أخرجه البخاری: ۳۰۰٦، ۳۰٦۱، ۵۲۳۳، ومسلم: ۱۳٤۱ (انظر: ۱۹۳٤، ۳۲۳۱)

قَالَ: ((لَا تُسَافِرُ اِمْرَأَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا ذُومَحْرَمٍ.)) وجَاءَ النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: اِنِّي اُكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا وَامْرَأَتِي حَاجَّةٌ۔ قَالَ: ((فَارْجِعْ فَحُجَّ مَعَهَا.)) (مسند احمد: ۳۲۳۱)

نے فرمایا: ''کوئی عورت سفر نہ کرے، مگر محرم رشتہ دار کے ساتھ۔'' نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: فلاں فلاں غزوے میں میرا نام لکھا جا چکا ہے، جبکہ میری بیوی حج کے لیے جا رہی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تم واپس چلے جاؤ اور اس کے ساتھ حج کرو۔''

(۲۳۳۷) عَنْ أَبِي سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ سَفَرَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَصَاعِدًا اِلَّا مَعَ أَبِيْهَا أَوْ أَخِيْهَا أَوِ ابْنِهَا أَوْ زَوْجِهَا أَوْ مَعَ ذِي مَحْرَمٍ.)) (مسند احمد: ۱۱۵۳۵)

''سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عورت تین یا اس سے زیادہ دنوں کا سفر نہ کرے، مگر اس صورت میں کہ اس کے ساتھ اس کا باپ یا بھائی یا بیٹا یا خاوند یا کوئی اور محرم رشتہ دار ہو۔''

(۲۳۳۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ ثَلَاثًا اِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ.)) (مسند احمد: ٤٦١٥)

''سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عورت تین دنوں کا سفر نہ کرے، مگر محرم رشتہ دار کے ساتھ۔''

(۲۳۳۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُسَافِرُ يَوْمًا وَلَيْلَةً اِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ مِنْ أَهْلِهَا۔ (وَفِي لَفْظٍ) اِلَّا مَعَ ذِي رَحِمٍ.)) (مسند احمد: ۹٦۲۸)

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو، اس کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ ایک دن اور رات کا سفر کرے، مگر ذی محرم کے ساتھ۔''

(۲۳٤۰) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ تُسَافِرُ لَيْلَةً اِلَّا وَمَعَهَا رَجُلٌ ذُو حُرْمَةٍ مِنْهَا۔ (مسند احمد: ۸٤۷۰)

(دوسری سند) وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان عورت کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ ایک رات کا سفر کرے، مگر اس کے ساتھ ذو محرم مرد ہونا چاہیے۔''

(۲۳۳۷) تخریج: …… أخرجه مسلم: ۱۳٤۰ (انظر: ۱۱۵۱۵)
(۲۳۳۸) تخریج: …… أخرجه البخاری: ۱۰۸۷، ومسلم: ۱۳۳۸ (انظر: ٤٦١٥)
(۲۳۳۹) تخریج: …… أخرجه البخاری: ۱۰۸۸، ومسلم: ۱۳۳۹ (انظر: ۷٤۱٤)
(۲۳٤۰) تخریج: …… انظر الحدیث بالطریق الأول.

(۲۳٤۱)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لا تُسَافِرُ اُمْرَأَةٌ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ تَامٍّ اِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ - (مسند احمد: ۹۷۳۹)

(تیسری سند)رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی عورت ایک پورے دن کی مسافت کا سفر نہ کرے، مگر ذو محرم کے ساتھ۔''

(۲۳٤۲) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا خَرَجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ۔ (مسند احمد: ۲۵۳٤۵)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ جب سفر کے لیے نکلتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کرتے تھے۔

شرح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس آدمی کی ایک سے زائد بیویاں ہوں اور وہ بعض کو سفر وغیرہ پر ساتھ لے جانا چاہتا ہو تو وہ قرعہ اندازی کے ذریعے فیصلہ کر لے، یہ ان میں عدل و انصاف کو بحال رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

(۲۳٤۳) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسِيْرُ وَحَادٍ يَحْدُو بِنِسَائِهِ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ قَدْ تَنَحّٰى بِهِنَّ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ: ((يَا أَنْجَشَةُ! وَيْحَكَ أُرْفُقْ بِالْقَوَارِيْرِ.)) (مسند احمد: ۱۲۷۹۱)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ چل رہے تھے اور ایک حدی خواں، حدی کرتے ہوئے آپ ﷺ کی بیویوں والے اونٹ چلا رہا تھا، رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے، تو وہ تیزی کے ساتھ چلا کر ان کو دُور لے گیا، جس پر آپ ﷺ نے اس کو فرمایا: ''انجشہ! تجھ پر افسوس ہے، شیشوں کے ساتھ نرمی کر۔''

(۲۳٤٤) عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا كَانَتْ مَعَ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُنَّ يَسُوْقُ بِهِنَّ سَوَّاقٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَيْ أَنْجَشَةُ! رُوَيْدَكَ سَوْقًا بِالْقَوَارِيْرِ)) (مسند احمد: ۲۷٦۵۷)

''سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ وہ بھی نبی کریم ﷺ کی عورتوں کے ساتھ تھیں اور ان کی سواریوں کو ایک حدی خوان چلا رہا تھا، نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: ''اے انجشہ! آرام سے، شیشوں کے ساتھ نرمی کر۔''

شرح: ...... اِن اور دیگر احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ عورت محرم یا خاوند کے بغیر سفر نہیں کر سکتی، اسی طرح کوئی عورت بھی محرم یا خاوند کے بغیر ادائے حج کے لیے نہیں جا سکتی، اگرچہ وہ مالدار اور صاحب استطاعت ہو۔ آج کل کے حالات نے اس معاملے میں ایسے ایسے تلخ حقائق کا انکشاف کیا ہے کہ اس امر کے جواز پر اصرار کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لا تَحُجُّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا

(۲۳٤۱) تخريج:...... انظر الحديث بالطريق الاول.

(۲۳٤۲) تخريج:...... أخرجه مطوّلا البخاري: ۵۲۱۱، ومسلم: ۲٤٤۵ (انظر: ۲٤۸۳٤)

(۲۳٤۳) تخريج:...... أخرجه البخاري: ٦١٦١، ٦٢٠٩، ومسلم: ۲۳۲۳ (انظر: ۱۲۷٦۱، ۱۳۳۷۷)

(۲۳٤٤) تخريج:...... اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه النسائي في "الكبرى": ۱۰۳٦٤، والطبراني في "الكبير": ۲۵/ ۲۹٤ (انظر: ۲۷۱۱٦)

مَحْرَمٌ.)) قَالَ رَجُلٌ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! إِنِّيْ اكْتُتِبْتُ فِيْ غَزْوَةِ كَذَا وَامْرَأَتِيْ حَاجَّةٌ؟ قَالَ: ((ارْجِعْ فَحُجَّ مَعَهَا.))(سنن دارقطنی: ۲/ ۲۲۲/ ۳۰، صحیحہ: ۳۰۶۵)

یعنی: ''کوئی عورت محرم کے بغیر حج نہ کرے۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے نبی! فلاں غزوے میں میرے نام کا اندراج کیا جا چکا ہے، جبکہ میری بیوی حج کے لیے روانہ ہونے والی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم واپس چلے جاؤ اور اس کے ساتھ حج ادا کرو۔''

روحِ اسلام سے بعید کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ آج کل ہوائی جہازوں اور دوسرے مخصوص ذرائع سفر میں عورت کا اکیلا سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ ایک مقام سے عورت کو بٹھا دیا جاتا ہے اور دوسرے مقام پر اس کو وصول کر لیا جاتا ہے۔ ان لوگوں کی خدمت میں ایک واقعہ بیان کرنا ضروری ہے، مجھے قابل اعتماد لوگوں نے بتلایا ہے کہ ایک مصری آدمی ریاض (سعودی عرب) میں سکونت پذیر تھا، اس نے اپنی بیوی کو مصر سے ہوائی سفر کے ذریعے اپنے پاس بلایا، اس کی بیوی اکیلی تھی، غالبا کسی میزبان خاتون نے جہاز کے کپتان وغیرہ کو اس عورت اور اس کے حسن کے بارے میں بتلا دیا۔ جہاز کی انتظامیہ نے فنی خرابی کا بہانہ بنا کر جہاز کو راستے میں کسی ایئر پورٹ پر اتار دیا اور لوگوں سے مطالبہ کیا کہ وہ اتنے وقت کے لیے ہوٹل میں چلے جائیں، پھر انھوں نے اس عورت کے ساتھ بدکاری کی۔ جب یہی عورت ریاض پہنچی اور اپنے شوہر سے ملی تو اس کی چیخیں نکل گئیں، خاوند کے اصرار پر اس نے ساری حقیقت بیان کر دی۔ شاید اسے کوئی سبق حاصل ہو گیا ہو، اللہ تعالیٰ ہر ایک کی عزت محفوظ فرمائے۔

اسی قسم کا ایک سنگین واقعہ بہاولپور (پاکستان) کے علاقے میں ڈیوو بس سروس پاکستان کی ایک گاڑی کی میزبان لڑکی کے ساتھ پیش آیا، قلم ساری صورتحال بیان کرنے کی جسارت نہیں کر سکتا۔

لہٰذا ہم ان لوگوں سے گزارش کریں گے، جن کو ابھی تک ان رسوائیوں کا تجربہ نہیں ہوا کہ وہ شریعتِ اسلامیہ کو اپنا خیر خواہ سمجھتے ہوئے اپنی بہنوں بیٹیوں کی عزتوں کے تاج کی حفاظت کرتے رہیں اور محرم کے بغیر ان کو کسی سفر پر روانہ نہ کریں۔

یہ علیحدہ بات کہ اگر کوئی خاتون محرم کے بغیر حج یا عمرہ کے لیے چلی جاتی ہے تو اس کا حج صحیح ہوگا، لیکن وہ اکیلا سفر کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوگی۔

جن احادیثِ مبارکہ میں عورتوں کے لیے تین دنوں یا ایک دن رات یا ایک رات یا اس سے کم مدت کے سفر کی قید لگائی گئی ہے، تو یہ اتفاقی صورتیں ہیں، ان کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ عورت کے لیے اس سے کم اکیلا سفر کرنا جائز ہے، اس باب کی پہلی حدیث میں آپ ﷺ نے مطلق طور پر عورت کو سفر کرنے سے منع کر دیا ہے، الا یہ کہ اس کے ساتھ محرم ہو۔

آخری احادیث میں عورتوں کو شیشے سے تشبیہ دی گئی ہے، اس سے مراد عورتوں کی رقت، ضعف اور نزاکت ہے اور یہ مفہوم بھی بیان کیا گیا ہے کہ عام طور پر خواتین وفا پر دوام اختیار نہیں کر سکتیں اور بہت جلدی رضامندی کی حالت سے

پھر جاتی ہیں، جیسے شیشہ جلدی ٹوٹ جاتا ہے۔

بہرحال یہ ایک بدیع استعارہ ہے، جس کے ذریعے عورتوں سے نرمی کرنے پر آمادہ کیا جا رہا ہے۔

سیّدنا انجشہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے حبشی غلام تھے، ان کی کنیت ابو ماریہ تھی۔

10 ..... بَابُ اِفْتِرَاضِ صَلَاةِ السَّفَرِ وَحُكْمِهَا

سفری نماز کے تقرر اور اس کے حکم کا بیان

(٢٣٤٥) عَـنْ عَـائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَضِيَ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ أَوَّلَ مَا افْتُرِضَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الصَّلَاةُ رَكْعَتَانِ رَكْعَتَانِ اِلَّا الْمَغْرِبَ فَاِنَّهَا كَانَتْ ثَلَاثًا ثُمَّ أَتَمَّ اللّٰهُ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْعِشَاءَ الْآخِرَةَ أَرْبَعًا فِي الْحَضَرِ، وَأَقَرَّ الصَّلَاةَ عَلٰى فَرْضِهَا الْأَوَّلِ فِي السَّفَرِ۔ (مسند احمد: ٢٦٨٦٩)

''زوجۂ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ پر جو نماز شروع میں فرض کی گئی، وہ مغرب کے علاوہ دو دو رکعتیں تھیں، مغرب کی تین رکعتیں تھیں، پھر اللہ تعالیٰ نے ظہر، عصر، اور عشاء کی نمازوں کی حضر میں چار چار رکعتیں پوری کر دیں اور پہلے فرض ہونے والی (دو دو رکعتوں) کو سفر میں مقرر کر دیا۔

شرح:...... ''شروع میں فرض ہونے والی نماز'' سے مراد وہ نماز ہے جو اسراء و معراج کے موقع پر فرض ہوئی تھی۔

(٢٣٤٦) (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَتْ: قَدْ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ بِمَكَّةَ، فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ زَادَ مَعَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ اِلَّا الْمَغْرِبَ فَاِنَّهَا وِتْرُ النَّهَارِ، وَصَلَاةَ الْفَجْرِ لِطُوْلِ قِرَاءَتِهَا، قَالَتْ: وَكَانَ إِذَا سَافَرَ صَلَّى الصَّلَاةَ الْأُوْلٰى۔ (مسند احمد: ٢٦٥٧٠)

''(دوسری سند) وہ کہتی ہیں: مکہ میں نماز دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھی، جب رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے تو دو دو رکعتوں کا مزید اضافہ کر دیا گیا، سوائے نمازِ مغرب کے، کیونکہ وہ دن کے وتر ہیں، اور سوائے نمازِ فجر کے، کیونکہ اس میں قراءت لمبی ہوتی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مزید کہتی ہیں: جب آپ ﷺ سفر پر ہوتے تو پہلے والی نماز پڑھتے تھے۔

(٢٣٤٧) عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے

(٢٣٤٥) تخريج:...... أخرجه البخاري: ٣٥٠، ومسلم: ٦٨٥، وابوداود: ١١٩٨ (انظر: ٢٦٨٦٩)

(٢٣٤٦) تخريج:...... اسناده ضعيف بهذه السياقة، الشعبى لم يسمع من عائشة، ويغنى عنه الحديث بالطريق الأول، أخرجه ابن خزيمة: ٣٠٥، ٩٤٤، وابن حبان: ٢٧٣٨، ، والطحاوى فى "شرح معانى الآثار": ١/ ٤١٥، وابن ابى شيبة: ١٤/ ١٣٢، واسحاق بن راهويه: ١٦٣٥ (انظر: ٢٦٠٤٢)

(٢٣٤٧) تخريج:...... اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه مسلم: ٦٨٧، وابوداود: ١٢٤٧، وابن ماجه: ١٠٦٨، والنسائى: ١/ ٢٢٦ (انظر: ٢١٢٤، ٣٣٣٢)

قَالَ: فَرَضَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ صَلَاةَ الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ، وَالْخَوْفِ رَكْعَةً عَلٰی لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۳۳۳۲)

نبی کی زبان پر حضر کی نماز چار رکعتیں، سفر کی نماز دو رکعتیں اور خوف کی نماز ایک رکعت فرض کی۔''

شـــرح:......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خوف کی نماز ایک رکعت ہے، اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان کا ظاہری مفہوم بھی یہی بنتا ہے، کیونکہ اس میں مقتدیوں کی ایک ایک رکعت کا ذکر ہے:

﴿وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَوٰةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِّنْهُم مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِن وَرَائِكُمْ وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ﴾ (النساء: ۱۰۲)

یعنی: ''جب تم ان میں ہو اور ان کے لیے نماز کھڑی کرو تو چاہیے کہ ان کی ایک جماعت تمہارے ساتھ اپنے ہتھیار لیے کھڑی ہو، پھر جب یہ سجدہ کر چکیں تو یہ ہٹ کر تمہارے پیچھے آ جائیں اور وہ دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی وہ آ جائے اور تیرے ساتھ نماز ادا کرے۔''

جمہور اہل علم اس رائے کے قائل ہیں کہ خوف اور امن کی وجہ سے رکعات کی تعداد میں کوئی فرق نہیں پڑتا، ان کے نزدیک ان دلائل سے مراد امام کے ساتھ ایک رکعت ادا کرنا ہے، باقی رکعات مقتدی خود پوری کرلے گا۔

لیکن حسن بصری، امام ضحاک اور اسحاق بن راہویہ نے اس قسم کے دلائل کے ظاہری مفہوم کا اعتبار کیا اور نماز خوف ایک رکعت تسلیم کی۔ ان کا خیال ہے کہ جہاں آپ ﷺ نے خوف کی دو دو رکعت نماز پڑھائی، اس میں واجب ایک رکعت ہی تھی۔

اور یہی مسلک راجح معلوم ہوتا ہے، کیونکہ مذکورہ بالا سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ظاہری مفہوم بھی یہی ہے، نیز درج ذیل روایت قابل توجہ ہے:

ثعلبہ بن زہدم کہتے ہیں: ہم سعید بن عاص کے ساتھ طبرستان میں تھے، وہ کھڑے ہوئے اور کہا: تم میں سے کس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ خوف ادا کی ہے؟ سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: میں نے پڑھی ہے، اس کی صورت یہ تھی کہ آپ ﷺ نے ایک رکعت ایک گروہ اور دوسری رکعت دوسرے گروہ کو پڑھائی اور انھوں نے (دوسری رکعت کی) قضائی نہیں دی۔ (ابو داود: ۱۲۴٦، نسائی: ۱۵۳۱)

چونکہ نبی کریم ﷺ نے جہادی سفروں میں صحابہ کے لیے زیادہ تر دو رکعتوں کا ہی اہتمام کیا، اور اس حدیث میں بھی آپ ﷺ نے دو رکعتیں ہی ادا کی تھیں، اس لیے اگر یہ کہا جائے کہ شدتِ خوف کے وقت ایک رکعت کفایت کرتی ہے، تو یہ تاویل ان شاء اللہ درست ہوگی، بصورتِ دیگر یہ کہنا پڑے گا کہ مجاہد کو یہ اختیار ہے کہ وہ ایک رکعت پڑھ لے یا دو، جیسا کہ اس حدیث کے مطابق آپ ﷺ نے دو پڑھی ہیں اور دوسرے مجاہدوں نے ایک ایک۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(٢٣٤٨) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زَحْرٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ ‌رضی اللہ عنہ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ لَكُمْ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ‌ﷺ الصَّلَاةَ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا، وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ٩١٨٩)

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کی زبان پر حضر کی نماز چار اور سفر کی نماز دو رکعتیں فرض کی ہیں۔''

(٢٣٤٩) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ‌رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلَاةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ، وَصَلَاةُ الْأَضْحٰى رَكْعَتَانِ، وَصَلَاةُ الْفِطْرِ رَكْعَتَانِ، وَصَلَاةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ‌ﷺ۔ (مسند احمد: ٢٥٧)

''سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سفری نماز کی دو رکعتیں، نمازِ عید الاضحیٰ کی دو رکعتیں، نمازِ عید الفطر کی دو اور نمازِ جمعہ کی دو رکعتیں محمد ﷺ کی زبان پر پوری نمازیں ہیں، ان میں کوئی کمی نہیں ہے۔''

(٢٣٥٠) عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ ‌رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ‌رضی اللہ عنہ قُلْتُ: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ وَقَدْ أَمِنَ النَّاسُ؟ فَقَالَ لِي عُمَرُ ‌رضی اللہ عنہ: عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ، فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ‌ﷺ فَقَالَ: ((صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ.)) (مسند احمد: ١٧٤)

''یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ کہا ہے کہ ''اگر تمہیں ڈر ہو کہ کفار تمہیں فتنے میں ڈال دیں گے تو نماز کو قصر کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے''، جبکہ اب تو لوگ امن میں ہیں؟ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے جواب دیتے ہوئے کہا: جس چیز سے تجھے تعجب ہوا ہے، مجھے بھی اس پر تعجب ہوا تھا، لیکن جب میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ خیرات (اور رخصت) ہے، جو اللہ نے تم پر صدقہ کی ہے، سو تم اس کی یہ رخصت قبول کرو۔''

شرح: ......معلوم ہوا کہ آیت میں قصر نماز کے لیے خوف کی شرط اتفاقی طور پر لگائی گئی ہے، اس کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ اگر خوف نہ ہو تو پوری نماز پڑھی جائے گی۔

(٢٣٤٨) تخريج:...... حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف، عبيد الله بن زحر مختلف فيه، وفيه انقطاع بين عبيد الله وبين ابى هريرة (انظر: ٩٢٠٠)

(٢٣٤٩) تخريج:...... حديث صحيح، أخرجه ابن ماجه: ١٠٦٣، والنسائى: ٣/ ١١١ (انظر: ٢٥٧)

(٢٣٥٠) تخريج:...... أخرجه مسلم: ٦٨٦ (انظر: ١٧٤)

(۲۳۵۱) عَنْ أَبِي حَنْظَلَةَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ ؓ عَنِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ، قَالَ: اَلصَّلَاةُ فِي السَّفَرِ رَكْعَتَانِ، قُلْتُ إِنَّا آمِنُونَ، قَالَ: سُنَّةُ النَّبِيِّ ﷺ۔ (مسند احمد: ٤٨٦١)

''ابو حنظلہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے سفر کی نماز کے بارے سوال کیا تو انہوں نے کہا: سفر کی نماز دو رکعتیں ہے۔ میں نے کہا: ہم تو اب امن میں ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔''

(۲۳۵۲) عَنْ رَجُلٍ مِنْ آلِ خَالِدِ بْنِ أَسِيدٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: إِنَّا نَجِدُ صَلَاةَ الْخَوْفِ فِي الْقُرْآنِ وَصَلَاةَ الْحَضَرِ وَلَا نَجِدُ صَلَاةَ السَّفَرِ؟ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى بَعَثَ مُحَمَّداً ﷺ وَلَا نَعْلَمُ شَيْئًا، فَإِنَّمَا نَفْعَلُ كَمَا رَأَيْنَا مُحَمَّداً ﷺ يَفْعَلُ۔ (مسند احمد: ٥٣٣٣)

''خالد بن اسید کی آل میں سے ایک آدمی کہتا ہے: میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے کہا کہ ہمیں قرآن مجید میں خوف اور حضر کی نماز کا تذکرہ تو ملتا ہے، لیکن ہم سفر کی نماز کا کوئی ذکر نہیں پاتے؟ سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ نے کہا: بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو بھیجا اور ہم کچھ نہیں جانتے تھے۔ اب ہم وہی کچھ کریں گے، جو ہم نے آپ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(۲۳۵۳)(وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ إِنَّهُ قَالَ لِابْنِ عُمَرَ: نَجِدُ صَلَاةَ الْخَوْفِ وَصَلَاةَ الْحَضَرِ فِي الْقُرْآنِ وَلَا نَجِدُ صَلَاةَ الْمُسَافِرِ؟ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيَّهُ ﷺ وَنَحْنُ أَجْفَى النَّاسِ فَنَصْنَعُ كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ٥٦٨٣)

''(دوسری سند) امیہ بن عبداللہ کہتے ہیں: ہم نے سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے کہا کہ ہم خوف اور حضر کی نمازیں تو قرآن میں پاتے ہیں، لیکن ہم مسافر کی نماز کا کوئی تذکرہ نہیں پاتے؟ سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بھیجا، جبکہ ہم سب لوگوں سے سب سے زیادہ سخت مزاج تھے، پس ہم تو اب اسی طرح کریں گے، جس طرح رسول اللہ ﷺ کرتے تھے۔''

شرح: ...... چونکہ آپ ﷺ کے اقوال وافعال سے سفری نماز ثابت ہے، اس لیے صحابہ کرام اس پر عمل کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کا قول وعمل بھی قرآن مجید کی طرح حجت ہے، صحابہ کرام کا یہی نظریہ تھا، کسی شرعی مسئلہ کے حل کے لیے قرآن وحدیث دونوں سے بیک وقت رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔

(۲۳۵۱) تخريج:...... صحيح لغيره، أخرجه الدولابي في "الكنى": ١/ ١٦٠، وابن ابي شيبة: ٢/ ٤٤٧، (انظر: ٤٧٠٤، ٥٢١٣)

(۲۳۵۲) تخريج:...... صحيح، أخرجه ابن ماجه: ١٠٦٦، والنسائي: ٣/ ١١٧ (انظر: ٥٦٨٣)

(۲۳۵۳) تخريج:...... انظر الحديث بالطريق الاول.

(٢٣٥٤) عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ مُزَاحِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ‌رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ سَافَرَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ وَحِيْنَ قَامَ أَرْبَعًا، قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَمَنْ صَلّٰى فِي السَّفَرِ أَرْبَعًا كَمَنْ صَلّٰى فِي الْحَضَرِ رَكْعَتَيْنِ، قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَمْ تُقْصَرِ الصَّلَاةُ إِلَّا مَرَّةً حَيْثُ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّى النَّاسُ رَكْعَةً رَكْعَةً۔ (مسند احمد: ٣٢٦٨)

''سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ سفر پر ہوتے تو دو دو رکعت نماز پڑھتے اور جب مقیم ہوتے تو چار رکعتیں پڑھتے۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: جس نے سفر میں چار رکعتیں پڑھی، وہ اس شخص کی طرح ہے جو حضر میں دو رکعتیں پڑھتا ہے۔ سیّدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے مزید کہا: صرف ایک دفعہ نماز کو (ایک رکعت پر) قصر کر کے پڑھا گیا، (اور وہ بھی اس طرح تھا کہ) رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتیں اور لوگوں نے ایک ایک رکعت ادا کی تھی۔

شرح: ...... ''جس نے سفر میں چار رکعتیں پڑھی، وہ اس شخص کی طرح ہے جو حضر میں دو رکعتیں پڑھتا ہے۔'' کا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح حضر میں دو رکعت پڑھنے والی کی نماز باطل ہو جاتی ہے، اسی طرح جو سفر میں قصر نہیں کرتا، اس کی نماز بھی باطل ہے۔ کئی صحابہ کرام کی یہی رائے تھی۔

(٢٣٥٥) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ شُفَيٍّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ‌رضی اللہ عنہ قَالَ: جَعَلَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَهُ عَنِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ، فَقَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَرَجَ مِنْ أَهْلِهِ لَمْ يُصَلِّ إِلَّا رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعَ إِلٰى أَهْلِهِ۔ (مسند احمد: ٢١٥٩)

''سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ ان سے سفری نماز کے بارے میں پوچھتے تھے، وہ کہتے تھے: رسول اللہ ﷺ جب گھر سے نکلتے تو واپس لوٹنے تک دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔''

(٢٣٥٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ‌رضی اللہ عنہ قَالَ: سَافَرْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَمَعَ عُمَرَ فَكَانَا لَا يَزِيْدَانِ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ وَكُنَّا ضُلَّالًا فَهَدَانَا اللّٰهُ بِهِ فَبِهِ نَقْتَدِي۔ (مسند احمد: ٥٧٥٧)

''سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے نبی کریم ﷺ اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر کیے، میں نے نہیں دیکھا کہ انھوں نے دو رکعتوں سے زیادہ نماز پڑھی ہو اور ہم تو گمراہ تھے، اللہ تعالیٰ نے ان (محمد رسول اللہ ﷺ) کے ذریعے ہمیں ہدایت دی، سو ہم تو ان ہی کی پیروی کرتے ہیں۔''

(٢٣٥٤) تخريج:...... اسناده ضعيف، حميد بن علی وهو ابو عكرشة العقيلی، قال الدارقطنی: لا يستقيم حديثه، ولا يحتج به، وقال ابوزرعة: كوفی لا بأس به، وذكره ابن حبان فی الثقات، وقال البخاری فی "تاريخه": حميد بن علی عن الضحاك مرسل، والضحاك بن مزاحم لم يسمع من ابن عباس (انظر: ٢٢٦٢)

(٢٣٥٥) تخريج:...... اسناده صحيح، أخرجه الطيالسی: ٢٧٣٧، وعبد بن حميد: ٩٦٩، والطحاوی: ١/ ٤١٧، والطبرانی: ١٢٧١١، والبيهقی: ٣/ ١٥٣ (انظر: ٢١٥٩)

(٢٣٥٦) تخريج:...... اسناده حسن (انظر: ٥٦٩٨، ٥٧٥٧)

شرح: ...... ان روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضر میں ظہر، عصر اور عشاء کی نمازوں کی چار چار اور سفر میں دو دو رکعتیں ادا کرتے تھے۔ سوال یہ ہے کہ کیا سفر میں پوری نماز پڑھنا جائز ہے؟ اکثر اہل علم صرف قصر ہی کے قائل ہیں، اس باب کے شروع میں مذکورہ چار پانچ احادیث سے انھوں نے استدلال کیا ہے اور کہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے صرف دو رکعتیں فرض کی ہیں، تو ان میں زیادتی کیسے کی جا سکتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قصر ہی آپ ﷺ کی سنت ہے اور اسی پر ہمیں عمل کرنا چاہیے، بہرحال درج ذیل شرعی دلائل کی روشنی میں یہ رائے قائم کی جا سکتی ہے کہ پوری نماز پڑھنا بھی جائز ہے:

(۱)...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ”اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَامَ وَ أَفْطَرَ وَأَتَمَّ الصَّلَاةَ وَقَصَرَ فِي السَّفَرِ۔)) (أخرجه الدارقطني: ۲/ ۱۸۹، من عدة طرق، وقال عند الرواية الثانية: وهذا اسناد صحيح وله شواهد)

”یعنی: بیشک رسول اللہ ﷺ سفر میں روزہ بھی رکھتے تھے اور افطار بھی کرتے تھے اور اسی طرح نماز پوری بھی پڑھتے تھے اور قصر بھی کرتے تھے۔“

(۲)...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عمرہ کیا، مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ تک کا سفر تھا، جب وہ مکہ پہنچیں تو کہا: ((یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! بِأَبِيْ اَنْتَ وَأُمِّيْ! قَصَرْتَ وَأَتْمَمْتُ وَأَفْطَرْتَ وَصُمْتُ؟ فَقَالَ: ((أَحْسَنْتِ يَا عَائِشَةُ!)) وَمَا عَابَ عَلَيَّ۔)) (صحيح، أخرجه النسائي في الكبرى: ۱۹۱٤)

”اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ قصر نماز پڑھتے رہے اور میں پوری ادا کرتی رہی اور آپ نے روزہ نہیں رکھا، جبکہ میں نے روزہ رکھا ہے؟ آپ ﷺ نے مجھ پر کوئی عیب نہیں لگایا اور فرمایا: ”عائشہ! تو نے اچھا کیا ہے۔“

اگرچہ مختلف محدثین نے ان روایات پر نقد کیا ہے، بہرحال ہم نے تفسیر قرطبی کے محقق عبد الرزاق مہدی کا حکم نقل کیا ہے۔

(۳)...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بعد میں بھی پوری نماز پڑھتی تھیں، جیسا کہ جناب عروہ کہتے ہیں: وہ سفر میں چار رکعت ادا کرتی تھیں، میں نے کہا: کاش آپ دو رکعت ہی پڑھ لیتیں۔ انھوں نے کہا: يَا ابْنَ أُخْتِيْ! اِنَّهُ لَا يَشُقُّ عَلَيَّ۔ ...... میرے بھانجے! مجھے (چار رکعتوں میں) کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ (سنن بيهقي: ۳/ ۱٤۳) اس سے پتہ چلتا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ خیال تھا کہ قصر رخصت ہے اور جس کے لیے کوئی دشواری نہ ہوتی ہو، اس کے لیے قصر نہ کرنا درست ہے۔

(۴)...... سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلَاةِ، وَالصَّوْمَ عَنِ الْمُسَافِرِ، وَعَنِ الْمُرْضِعِ وَالْحُبْلٰى۔)) (ابوداود: ۲٤۰۸، ترمذی:

٧١٥، ابن ماجه: ١٦٦٧، نسائی: ٢٢٧٤)

یعنی: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے مسافر کے لیے نصف نماز اور مسافر، مرضعہ اور حاملہ کے لیے (رمضان کے) روزے چھوڑ دیے ہیں۔''

جیسے نبی کریم ﷺ نے اس رخصت کے باوجود سفر میں روزے رکھے ہیں، اسی طرح پوری نماز بھی جائز ہو گی (ان شاءاللہ)، کیونکہ دونوں کے بارے میں ایک قسم کی ہی رخصت دی گئی ہے۔

(٥)......سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "تِلْكَ سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ يَعْنِي إِتْمَامَ الْمُسَافِرِ إِذَا اقْتَدٰى بِالْمُقِيْمِ، وَإِلَّا فَالْقَصْرُ."

یہ ابو القاسم ﷺ کی سنت ہے۔ یعنی مقیم کی اقتدا میں مسافر کا نماز پوری پڑھنا، وگرنہ قصر نماز پڑھی جائے گی۔ (معجم اوسط للطبرانی: ١/ ١/٢٧٨، مسند ابو عوانه: ٢/ ٣٤٠، صحیحه: ٢٦٧٦، اگلے باب کی حدیث نمبر (١٢١٧) بھی یہی ہے، الفاظ میں کچھ فرق ہے)

استدلال: ......اس حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ مسافر کو مقیم کی اقتدا میں دو رکعت زائد ادا کرنے کی گنجائش دی گئی ہے، اگر دو رکعت قصر نماز میں زیادتی جائز نہ ہوتی تو یہ رخصت نہ دی جاتی، جیسے کوئی مقیم کسی طرح بھی چار رکعت فرض نماز کو چھ رکعتوں کی صورت میں ادا نہیں کر سکتا۔ اس لیے اس حدیث سے یہ مفہوم کشید کرنا درست ہے کہ مسافر چار رکعت بھی پڑھ سکتا ہے۔

11 ..... بَابُ مَسَافَةِ الْقَصْرِ وَحُكْمِ مَنْ نَزَلَ بِبَلَدٍ فَنَوَى الْإِقَامَةَ فِيْهِ

قصر کی مسافت اور کسی شہر میں اقامت کی نیت سے ٹھہرنے والے کے حکم کا بیان

وَإِتْمَامِ الْمُسَافِرِ إِذَا اقْتَدٰى بِمُقِيْمٍ

مقیم کی اقتدا میں مسافر کا نماز پوری پڑھنا

وَهَلْ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ بِمَنًى أَهْلُ مَكَّةَ

کیا اہل مکہ منیٰ میں قصر نماز پڑھیں گے

(٢٣٥٧) عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِي السِّمْطِ أَنَّهُ أَتٰى أَرْضًا يُقَالُ لَهَا دَوْمِيْنُ، مِنْ حِمْصَ عَلٰى رَأْسِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ مِيْلًا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، فَقُلْتُ لَهُ: أَتُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ؟ فَقَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ

''جبیر بن نفیر کہتے ہیں: جناب ابو سمط ''دومین'' نامی جگہ پر آئے، جو حمص سے اٹھارہ میل کے فاصلے پر ہے اور وہاں دو رکعت نماز پڑھی۔ میں نے کہا: کیا تو دو رکعت نماز پڑھ رہا ہے؟ اس نے کہا: میں نے تو سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ذی الحلیفہ دو رکعت نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، پھر جب میں نے ان

(٢٣٥٧) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٦٩٢ (انظر: ١٩٨)

يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: إِنَّمَا أَفْعَلُ كَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَوْ قَالَ: كَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٩٨)

سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا: میں تو اسی طرح کروں گا جیسے میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا تھا۔''

شرح: ......ذوالحلیفہ، مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلے پر ہے، لیکن اس مقدار کو قصر کے لیے معیار نہیں قرار دیا جا سکتا، کیونکہ نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ کی طرف جا رہے تھے، اس لیے اس مقام پر قصر کرنا ایک اتفاقی بات تھی۔

(٢٣٥٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سَافَرَ مِنَ الْمَدِينَةِ (وَفِي رِوَايَةٍ سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ) لَا يَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعَ۔ (مسند احمد: ١٨٥٢)

''سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ سے سفر کیا (اور ایک روایت میں ہے: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں مکہ اور مدینہ کے درمیان کا سفر کیا) اور آپ ﷺ کو صرف اللہ تعالیٰ کا ڈر تھا، لیکن پھر بھی آپ ﷺ واپس آنے تک دو دو رکعت نماز ادا کرتے رہے۔''

شرح: ......''آپ ﷺ کو صرف اللہ تعالیٰ کا ڈر تھا'' کا مطلب یہ ہے کہ یہ امن و امان والا سفر تھا، نہ کسی سے جہاد کرنا مقصود تھا اور نہ کسی دشمن کے حملے کا خطرہ تھا، اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ دشمن سے ڈرتے تھے۔

(٢٣٥٩) عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبِ نِ الْخُزَاعِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ بِمِنًى أَكْثَرَ مَا كَانَ النَّاسُ وَآمَنَهُ رَكْعَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ١٨٩٣٤)

''سیّدنا حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ منیٰ میں ظہر وعصر کی نمازیں دو دو رکعت پڑھیں، حالانکہ اس وقت لوگوں کی تعداد بھی سب سے زیادہ تھی اور امن بھی بہت تھا۔'' ان احادیث کا لب لباب یہ ہے کہ قصر کا تعلق دشمن کے خوف یا صرف جہادی سفر سے نہیں ہے، بلکہ ہر سفر میں قصر نماز پڑھی جائے گی، اس میں امن ہو یا خوف۔

(٢٣٦٠) عَنْ مُوسَى بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: كُنَّا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمَكَّةَ، فَقُلْتُ: إِذَا كُنَّا مَعَكُمْ صَلَّيْنَا أَرْبَعًا، وَإِذَا رَجَعْنَا إِلٰى رِحَالِنَا صَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ، قَالَ: سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٨٦٢)

''موسیٰ بن سلمہ کہتے ہیں: ہم مکہ میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، میں نے کہا: جب ہم تمہارے ساتھ ہوتے ہیں تو چار رکعت نماز پڑھتے ہیں اور جب اپنی رہائش گاہوں کی طرف لوٹتے ہیں تو دو رکعت (قصر نماز) پڑھتے ہیں، سیّدنا عبد اللہ نے کہا: یہ ابوالقاسم ﷺ کی سنت ہے۔''

(٢٣٥٨) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه الترمذي: ٥٤٧، والنسائي: ٣/ ١١٧ (انظر: ١٨٥٢)
(٢٣٥٩) تخريج: ......أخرجه البخاري: ١٠٨٣، ١٦٥٦، ومسلم: ٦٩٦ (انظر: ١٨٧٢٧، ١٨٧٣١)
(٢٣٦٠) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٦٨٨ (انظر: ١٨٦٢، ١٩٩٦)

(٢٣٦١)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا لَمْ تُدْرِكِ الصَّلَاةَ فِي الْمَسْجِدِ كَمْ تُصَلِّي فِي الْبَطْحَاءِ قَالَ رَكْعَتَيْنِ سُنَّةَ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٩٩٦)

''(دوسری سند) میں نے سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: جب تم مسجد میں نماز (باجماعت) نہیں پاتے تو بطحاء میں کتنی رکعتیں پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا: دو رکعت پڑھتا ہوں اور یہی ابوالقاسم ﷺ کی سنت ہے۔''

(٢٣٦٢)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، قُلْتُ: إِنِّي أَكُوْنُ بِمَكَّةَ فَكَيْفَ أُصَلِّي؟ فَقَالَ: رَكْعَتَيْنِ سُنَّةَ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ۔ (مسند احمد: ٢٦٣٢)

''(تیسری سند) میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کرتے ہوئے کہا: جب میں مکہ میں ہوتا ہوں تو وہاں کیسے نماز پڑھوں؟ انھوں نے جواب دیا: دو رکعتیں اور یہی ابوالقاسم ﷺ کی سنت ہے۔''

شرح: ......اس حدیث کے ایک طریق سے درج ذیل الفاظ بھی مروی ہیں: سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ((تِلْكَ سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ يَعْنِي إِتْمَامَ الْمُسَافِرِ إِذَا اقْتَدٰى بِالْمُقِيْمِ، وَإِلَّا فَالْقَصْرُ)) ''یہ ابو القاسم ﷺ کی سنت ہے۔ یعنی مقیم کی اقتداء میں مسافر کا نماز پوری پڑھنا، وگرنہ قصر نماز پڑھی جائے گی۔'' (معجم اوسط للطبرانی: ١/ ٢٧٨/١، مسند ابو عوانہ: ٢/ ٣٤٠، سلسلہ صحیحہ: ٢٦٧٦)

مسئلہ بالکل واضح ہے کہ مسافر کے لیے یہی طریقہ مسنون ہے کہ وہ قصر نماز پڑھے، ہاں اگر وہ کسی مقیم امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ پوری نماز ادا کرے۔ امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: اس حدیث مبارکہ میں واضح دلالت موجود ہے کہ مسافر کو مقیم امام کی اقتدا میں قصر کی بجائے مکمل نماز ادا کرنی چاہیے، ائمہ اربعہ وغیرہ کا بھی یہی مسلک ہے، بلکہ امام شافعی نے تو (الأم: ١/ ١٥٩) میں عام علما کا اس مسئلہ پر اجماع بیان کیا ہے، جس کا تذکرہ حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ٢/ ٤٦٥) میں کیا اور اس کو برقرار رکھا۔ سلف صالحین کا عمل بھی یہی رہا ہے۔ امام مالک نے (الموطا: ١/ ١٦٤) میں امام نافع سے بیان کیا ہے: سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مکہ میں دس دنوں کا قیام کیا، آپ قصر نماز پڑھتے تھے، ہاں اگر مقیم امام کی اقتدا میں ادا کرتے تو پوری نماز پڑھتے تھے۔

جبکہ امام ابن خزیمہ (۹۵۴) کی ایک روایت میں ہے: سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ منیٰ میں امام کے پیچھے چار رکعتیں اور اکیلا پڑھنے کی صورت میں دو رکعتیں ادا کرتے تھے۔ (صحیحہ: ٢٦٧٦)

(٢٣٦٣) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ

''سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ، سیّدنا ابو بکر اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور سیّدنا عثمان کے ساتھ

(٢٣٦١) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(٢٣٦٢) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(٢٣٦٣) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٦٩٤ (انظر: ٤٨٥٨)

سِتَّ سِنِيْنَ بِمِنًى فَصَلَّوْا صَلَاةَ الْمُسَافِرِ۔ (مسند احمد: ٤٨٥٨)

چھ سال تک منی میں نماز پڑھی، وہ مسافر والی نماز پڑھتے تھے۔''

(٢٣٦٤) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكِ نِ الْأَنْصَارِيِّ ؓ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ فِي مَسْجِدِهِ بِالْمَدِيْنَةِ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ، ثُمَّ صَلَّى بِنَا الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ آمِنًا لَا يَخَافُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ۔ (مسند احمد: ١٣٥٢٢)

''سیّدنا انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مدینہ میں مسجد نبوی میں ظہر کی نماز کی چار رکعت پڑھائی، اور ذوالحلیفہ کے مقام پر عصر کی نماز دو رکعت پڑھائی، یہ حجۃ الوداع کا (سفر تھا)، آپ ﷺ امن کی حالت میں تھے اور کسی سے نہیں ڈر رہے تھے۔''

شرح: ......ذوالحلیفہ، مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلے پر ہے، لیکن اس سے یہ استدلال نہیں کیا جا سکتا کہ چھ میل کی مسافت کا سفر ہو تو قصر جائز ہے، کیونکہ یہ آپ ﷺ کے سفر کی انتہا نہیں تھی، بلکہ آپ ﷺ تو مکہ مکرمہ کی طرف جا رہے تھے۔

(٢٣٦٥) عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَزِيْدَ الْهُنَائِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ؓ عَنْ قَصْرِ الصَّلَاةِ، قَالَ كُنْتُ أَخْرُجُ إِلَى الْكُوْفَةِ فَأُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى أَرْجِعَ، وَقَالَ أَنَسٌ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَرَجَ مَسِيْرَةَ ثَلَاثَةِ أَمْيَالٍ أَوْ ثَلَاثَةِ فَرَاسِخَ شُعْبَةُ الشَّاكُّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ١٢٣٣٨)

''یحی بن یزید ہنائی کہتے ہیں: میں نے سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے قصر نماز کے بارے میں پوچھا اور کہا کہ میں کوفہ کی طرف جاتا ہوں اور واپس لوٹنے تک دو دو رکعت نماز پڑھتا ہوں۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ تو جب تین میل یا تین فرسخ کی مسافت تک نکلتے تو دو رکعت نماز پڑھتے تھے، امام شعبہ کو شک ہوا ہے۔''

شرح: ......یحیی بن یزید ہنائی کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے قصر نماز کے بارے میں سوال کیا، کیونکہ میں جب کوفہ کی طرف سفر کرتا تو واپس آنے تک (ظہر، عصر اور عشاء کی) دو دو رکعتیں پڑھتا تھا۔ انھوں نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ تین میل یا تین فرسخ کی مسافت تک جاتے تو قصر نماز پڑھتے اور ایک روایت میں ہے کہ دو دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ راوی حدیث امام شعبہ کو میل یا فرسخ کا شک ہوا۔

امام شعبہ کو یہ شک ہوا کہ اس حدیث میں تین میل مراد ہیں یا تین فرسخ، ہم احتیاط کے پیش نظر تین فرسخ مراد لیں گے۔ ایک فرسخ میں تین میل ہوتے ہیں اور عربوں کا قدیم میل تقریبا موجودہ اڑھائی کلومیٹر کے برابر پڑتا ہے، اس کا

(٢٣٦٤) تخريـــج: ......حديث صحيح۔ أخرجه الطحاوي: ١/ ٤١٨، وابن حبان: ٢٧٤٦، وابويعلى: ٣٦٣٤، وأخرجه مسلم مختصرا: ٦٩٠ (انظر: ١٢٠٧٩، ١٣٤٨٨)

(٢٣٦٥) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ٦٩١ (انظر: ١٢٣١٣)

مطلب یہ ہوا کہ تین فرسخ ۲۲، ۲۳ کلومیٹر کے برابر پڑتے ہیں۔ قصر کی کم از کم حد کے بارے میں جتنے اقوال منقول ہیں، ان میں سب سے زیادہ قوی قول تین فرسخ والا ہے، جس کا ذکر اس حدیث میں ہے، جو انتہائی واضح اور غیر مبہم ہے۔ یعنی جب کسی آدمی کا ارادہ ۲۲، ۲۳ کلومیٹر سفر کرنے کا ہو تو وہ اپنے شہر یا بستی سے نکلنے کے بعد قصر کرے گا۔ اس کے علاوہ سفر کے تعین کے بارے میں جتنے اقوال پیش کئے جاتے ہیں، ان کی بنیاد مبہم دلائل، احتمالات اور غیر مرفوع روایات پر ہے۔ بعض احباب ہوائی جہاز اور موٹر کاروں جیسے سفر کے جدید اور سریع وسائل کی بنا پر اس مسافت کو کم سمجھ کر کہتے ہیں کہ آج کل قصر کی ضرورت نہیں، کیونکہ سفر میں آسانیاں پیدا کر دی گئی ہیں۔ ذہن نشین کر لیں کہ شریعت کے قوانین اٹل اور غیر متغیر ہیں، سائنسی ترقی کی آخری حد مقرر نہیں، نیز یہ یقین دہانی نہیں کرائی جا سکتی ہے کہ سائنسی وسائل کا سلسلہ کب تک جاری رہے گا، کیونکہ بلا شک وشبہ قیامت سے پہلے ایسا زمانہ پھر آئے گا جس میں پرانے طرز کا انداز زندگی اپنایا جائے گا۔ لہٰذا زمانہ حال کی ترقیوں کی وجہ سے شرعی مسائل کسی قسم کی تبدیلی قبول نہیں کریں گے۔ امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ مسافر تین فرسخ کی مسافت کے سفر کے دوران قصر کر سکتا ہے، تقریباً ایک فرسخ، آٹھ کلومیٹر کا ہوتا ہے۔ خطابی نے (معالم السنن: ۲/ ۴۹) میں کہا: اگر یہ حدیث ثابت ہو جائے تو تین فرسخ کو قصر نماز کی حد مقرر کیا جا سکتا ہے، لیکن میرے علم کے مطابق کوئی فقیہ بھی اس مسلک کا قائل نہیں تھا۔ میں (البانی) کہتا ہوں: کئی پہلوؤں سے خطابی کا کلام قابل نقد ہے:

(اول) حدیث صحیح ثابت ہے، اس کی صحت کے لیے یہی بات کافی ہے کہ امام مسلم نے اس کو روایت کیا ہے اور ان کے علاوہ کسی نے اس کو ضعیف نہیں کہا۔

(دوم) اگر خطابی کو علم نہیں، تو اس سے نہ حدیث متاثر ہوتی ہے اور نہ فقہاء کا عمل ممتنع قرار پاتا ہے، کیونکہ عدمِ علم سے عدمِ وجود لازم نہیں آتا۔

(سوم) اس حدیث کے راوی سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اسی مسافت کے قائل تھے اور ان سے روایت کرنے والے یحییٰ بن یزید ہنائی نے بھی اسی مسافت کا فتوی دیا، بلکہ بعض صحابہ سے تو اس سے کم مسافت پر قصر کرنا ثابت ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تین میل کی مسافت پر نماز قصر کی جائے گی۔ (ابن ابی شیبہ: ۲/ ۴۴۳، ارواء الغلیل: ۵۶۱)

دوسری سند کے مطابق سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں دن کی ایک گھڑی سفر کرتا ہوں اور قصر شروع کر دیتا ہوں۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ جب مکہ میں مقیم ہوتے اور منی کی طرف جاتے تو وہاں قصر کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ: ۲/ ۴۵۱)

اس کی مزید تائید اس طرح ہوتی ہے کہ جب اہل مکہ حجۃ الوداع کے موقع پر منی کی طرف گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قصر نماز پڑھی، جیسا کہ کتبِ حدیث اور کتبِ سیرت میں معروف ہے۔ یاد رہے کہ منی، مکہ سے ایک فرسخ (یعنی سات آٹھ کلومیٹر) پر واقع ہے (سرنگ کے ذریعے اب یہ فاصلہ چار کلومیٹر ہے)۔ جبلہ بن سحیم نے کہا: میں نے عبد اللہ

بن عمر رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا: میں تو ایک میل کی مسافت طے کرنے پر قصر نماز پڑھتا ہوں۔ مؤطا امام مالک میں سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے قصر نماز کے لیے مذکورہ بالا مسافت سے زیادہ مسافت بیان کی گئی ہے، تو گزارش ہے کہ یہ فعل ہے، جو اس سفر سے کم پر قصر کرنے کی نفی نہیں کرتا۔

یہ مختلف آثار تھے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے کم مسافت پر نماز قصر کرنا جائز ہے، اس لیے ان کو مردود قرار دینا جائز نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ۲/ ٤٦٧، ٤٦٨) میں کہا: سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث قصر کی مسافت کے سلسلے میں سب سے زیادہ صحیح اور واضح ترین ہے، لیکن مخالفین نے کہا ہے کہ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اتنی مسافت کے بعد قصر نماز ادا کی جاتی تھی، اس میں زیادہ سے زیادہ مسافت کا تعین نہیں کیا گیا۔ لیکن یہ تاویل بعید ہے، حالانکہ امام بیہقی نے اپنی روایت میں یہ تفصیل بیان کی ہے کہ یحییٰ بن یزید نے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے قصر نماز کے بارے میں سوال کیا کہ وہ کوفہ سے بصرہ کی طرف سفر کرتا ہے اور واپس آنے تک دو دو رکعتیں ادا کرتا ہے، سیّدنا انس نے جواب میں یہی حدیث پیش کرتے ہوئے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین میل یا تین فرسخ کی مسافت تک جاتے تو قصر نماز پڑھتے۔

ظاہر بات ہے کہ یہ سوال سفر میں قصر نماز کے جواز کے بارے میں تھا، نہ کہ اس مقام کی بابت، جہاں سے قصر کی ابتدا ہوگی۔ قصر اور سفر کے بارے میں صحیح مسلک یہ ہے کہ مسافت کی کوئی قید نہ لگائی جائے، بلکہ جب کوئی اپنے شہر سے تجاوز کر جائے تو اسے قصر نماز ادا کرنی چاہیے۔ امام قرطبی نے تین میل یا تین فرسخ میں شک پڑنے کی وجہ سے اس حدیث کو مردود قرار دیا ہے۔ لیکن اگر راوی کو میل یا فرسخ میں شک پڑ جائے تو اس وجہ سے سرے سے اس حدیث کو ردّ نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ احتیاط کرتے ہوئے تین فرسخ مراد لیے جائیں، جو کہ یقینی ہیں۔

عبد الرحمٰن بن حرملہ نے کہا: میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا: میں میں مدینہ سے ایک منزل پر قصر نماز پڑھ سکتا ہوں اور روزہ ترک کر سکتا ہوں؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ (ابن ابی شیبہ: ۳/ ۲۰)

لجلاج کہتے ہیں: ہم سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تین میل سفر کرتے تھے اور قصر نماز ادا کرتے تھے اور روزہ افطار کر دیتے تھے۔ ان آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کی فقہ کے مطابق حدیثِ مبارکہ میں بیان کی گئی مسافت سے کم فاصلے پر بھی قصر کرنا جائز ہے۔ دراصل قرآن وسنت میں سفر کو مطلق طور پر بیان کیا گیا اور اس کی کسی قسم کی حد بندی نہیں کی گئی، مثلا ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ﴾ (سورۂ نساء: ۱۰۱) یعنی: ''جب تم زمین میں چل رہے ہو تو قصر نماز ادا کرنے میں کوئی گناہ نہیں''۔

معلوم ہوا کہ اس آیت اور اس باب کی حدیث میں سرے سے کوئی تعارض ہی نہیں، کیونکہ حدیث نے تین میل یا تین فرسخ سے کم مسافت پر قصر نماز کی نفی تو نہیں کی، اسی لیے علامہ ابن قیم نے (زاد المعاد فی هدی خیر العباد: ۱/ ۱۸۹) میں کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قصر نماز اور افطارِ رمضان کے لیے محدود مسافت کا تعین نہیں کیا، صرف مطلق سفر اور

زمین میں چلنے کا ذکر کیا، جیسا کہ ہر سفر میں تیمّم کا ذکر مطلق طور پر کیا، یہ جو آپ ﷺ سے ایک یا دو یا تین دنوں کی مسافت کی روایات بیان کی جاتی ہے، وہ بہر حال صحیح نہیں ہیں۔ واللہ اعلم۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کہا: ہر وہ ''اسم'' جس کی لغت اور شرع میں حد بندی نہیں کی گئی، اس کو عرفِ عام کی روشنی میں سمجھا جائے۔ اس لیے یہ دیکھا جائے کہ لوگوں کے عرف میں کتنی مسافت کو ''سفر'' کہا جاتا ہے، اس کے ساتھ شرعی حکم کو معلق کر دیا جائے۔ میں (البانی) کہتا ہوں: کتنی مسافت پر نماز قصر کی جائے؟ اس کے بارے میں علمائے کرام کا بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے، تقریباً بیس اقوال ملتے ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ امام ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم کی رائے اقرب الی الصواب اور اسلام کے سہولت آمیز مزاج کے زیادہ مناسب ہے، کیونکہ لوگوں کو ایک دن یا تین دنوں کی مسافت یا کسی مخصوص حد بندی کا مکلف ٹھہرانے سے یہ لازم آتا ہے کہ ان کو ان راستوں کی مسافتوں کا علم ہو، جن پر وہ سفر کر رہے ہیں۔ سیدھی سی بات ہے کہ لوگ اس قسم کی پیمائشوں کی طاقت نہیں رکھتے۔ بالخصوص اس راستے کی، جس پر پہلی دفعہ سفر کیا جا رہا ہو۔

اس حدیث میں ایک شرعی فائدہ یہ بھی ہے کہ شہر سے نکل جانے کے بعد قصر کی ابتدا ہو گی، جمہور علما کا یہی مسلک ہے، جیسا کہ امام شوکانی (نیل الاوطار: ۳/۸۳) میں کہتے ہیں: بعض کوفیوں کا خیال ہے کہ سفر کا ارادہ کر لینے والا قصر نماز پڑھ سکتا ہے، اگرچہ وہ ابھی تک اپنے گھر میں ہی ہو اور کوئی کہتا ہے کہ سواری پر سوار ہونے سے قصر کا حکم لاگو ہو جاتا ہے۔ ابن منذر نے کہا کہ علمائے کرام کا اس نقطے پر تو اتفاق ہے جب مسافر اپنے گھروں کی حدود سے نکل جائے گا تو وہ قصر کرے گا۔ اختلاف اس میں ہے کہ آیا وہ اس سے پہلے بھی قصر کر سکتا ہے۔ اگر ''اصل'' کو دیکھا جائے تو اسے پوری نماز پڑھنی چاہیے، کیونکہ میرے علم کے مطابق نبی کریم ﷺ نے جب بھی قصر نماز ادا کی، اس وقت مدینہ منورہ سے باہر نکل چکے ہوتے تھے۔

میں (البانی) کہتا ہوں: کافی ساری احادیث سے یہی حقیقت ثابت ہوتی ہے، میں نے سیّدنا انس، سیّدنا ابو ہریرہ اور سیّدنا عبداللہ بن عباس ﷺ وغیرہ کی اس موضوع سے متعلقہ احادیث کی تخریج (ارواء الغلیل) میں کی ہے، آپ اس کتاب کی (۵۶۲) نمبر حدیث دیکھیں۔ (صحیحہ: ۱۶۳)

امام البانی رحمہ اللہ نے طویل بحث کی ہے، شاید عام قاری اس کا مطالعہ کرنے کے بعد کوئی فیصلہ نہ کر سکے۔ اس لیے اس بحث کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے: کتنے فاصلے پر قصر نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ زیادہ سے زیادہ دو آرا کا سہارا لیا جا سکتا ہے:

(۱) تین میلوں یا تین فرسخوں کی مسافت قصر کرنے یا نہ کرنے کے لیے حد فاصل ہے، جیسا کہ صحیح مسلم کی سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہو رہا ہے، سیّدنا انس رضی اللہ عنہ خود بھی اتنی مسافت کے قائل تھے۔

(۲) شریعت میں قصر نماز کے لیے سفر کی مقدار کا تعین نہیں کیا گیا، بلکہ اسے لوگوں کے عرف پر چھوڑ دیا گیا۔ امام ابن تیمیہ، حافظ ابن قیم اور امام البانی کی یہی رائے ہے۔ ان آراء کے علاوہ کوئی تیسرا مسلک کسی مضبوط دلیل پر قائم نہیں

ہے۔قصر نماز کے لیے کسی شخص کا سفر کا ارادہ کرنا کافی نہیں ہے، بلکہ اپنے شہر یا بستی سے نکل جانا ضروری ہے۔ بحث کے دوران یہ کہا گیا کہ لوگوں کے لیے کسی راستے کی مسافت کو معلوم کرنا انتہائی مشکل عمل ہے۔ممکن ہے کہ کوئی آدمی اس خیال کو چیلنج کر دے، کیونکہ اس دور میں یہ چیز مشکل نہیں رہی۔ گزارش یہ ہوگی کہ آپ ﷺ کی شریعت کو پندرہویں صدی جاری ہے، اس لیے ایک ڈیڑھ صدی سے رائج سائنسی دور کی روشنی میں کسی شرعی مسئلے کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا، جبکہ یہ دور جلدی ختم ہونے والا بھی ہے۔

تنبیہ: سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((یَا أَہْلَ مَکَّۃَ! لَا تَقْصُرُوْا فِیْ أَقَلَّ مِنْ أَرْبَعَۃِ بُرُدٍ مِنْ مَکَّۃَ إِلٰی عُسْفَانَ۔)) یعنی: ''اے اہل مکہ! تم چار بریدوں سے کم پر قصر نہ کیا کرو، یعنی مکہ سے عسفان تک''۔ (طبرانی)

ایک برید، چار فرسخ کا ہوتا ہے، اس طرح چار برید، سولہ فرسخ ہو گئے۔

لیکن یہ روایت ضعیف ہے، اس کی سند میں عبدالوھاب بن مجاہد بن جبر ہے، یہ متروک راوی ہے، امام نووی نے س کو ''کذب'' کی طرف منسوب کیا اور ازدی نے کہا کہ اس سے روایت لینا حلال نہیں ہے، اور اس سے روایت لینے والا اسماعیل بن عیاش ہے، جو حجازیوں سے روایت لینے میں ضعیف ہے اور یہ عبدالوھاب حجازی ہے۔

(٢٣٦٦) عَنْ حَفْصٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: أُنْطُلِقَ بِنَا إِلَى الشَّامِ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ وَنَحْنُ أَرْبَعُوْنَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ لِيَفْرِضَ لَنَا، فَلَمَّا رَجَعَ وَكُنَّا بِفَجِّ النَّاقَةِ صَلّٰى بِنَا الْعَصْرَ ثُمَّ سَلَّمَ وَدَخَلَ فُسْطَاطَهُ وَقَامَ الْقَوْمُ يُضِيفُوْنَ إِلَى رَكْعَتَيْهِ رَكْعَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ، قَالَ: فَقَالَ: قَبَّحَ اللّٰهُ الْوُجُوهَ، فَوَاللّٰهِ مَا أَصَابَتِ السُّنَّةَ وَلَا قَبِلَتِ الرُّخْصَةَ، فَأَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ أَقْوَامًا يَتَعَمَّقُوْنَ فِي الدِّيْنِ يَمْرُقُوْنَ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ.)) (مسند احمد: ١٢٦٤٢)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم چالیس انصاری لوگوں کو شام میں عبدالملک کے پاس بھیجا گیا، تاکہ وہ ہمارے لیے کچھ مقرر کرے۔ جب وہ (انس رضی اللہ عنہ) لوٹے اور ہم ''فَجُّ النَّاقَةِ'' مقام تک پہنچے، تو انھوں نے ہمیں عصر کی نماز دو رکعت پڑھائی اور سلام پھیر کر اپنے خیمے میں چلے گئے۔لیکن ہوا یوں کہ وہ (مقتدی) کھڑے ہو گئے اور ان دو رکعتوں کے ساتھ مزید دو رکعتیں پڑھنے لگے، اس پر سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ ان چہروں کا برا کرے، اللہ کی قسم! انہوں نے سنت کو نہیں پایا اور نہ رخصت کو قبول کیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''بے شک کچھ قومیں دین میں مبالغہ اور تشدد کی حد تک گھسیں گی، لیکن پھر دین سے یوں نکل جائیں گی، جیسے شکار سے تیر نکل جاتا ہے۔''

(٢٣٦٦) تخريج:...... اسناده قوي۔ أخرجه سعيد بن منصور في "سننه": ٢٩٠٥، والضياء: ١٨٩٤ وابن عساكر في "تاريخ دمشق": ٥/ ورقة ١٨٠، وأخرج القسم المرفوع منه البزار: ١٨٥٣ (انظر: ١٢٦١٥)

(۲۳٦۷) عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضي الله عنه عَنْ قَصْرِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ: سَافَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ حَتَّى رَجَعْنَا، فَسَأَلْتُهُ: هَلْ أَقَامَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، أَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرًا۔ (مسند احمد: ١٣٠٠٦)

''یحییٰ بن ابی اسحاق کہتے ہیں: میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے قصر نماز کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی طرف سفر کیا، آپ ﷺ واپس لوٹنے تک ہمیں دو دو رکعت نماز پڑھاتے رہے۔ میں نے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ نے وہاں قیام بھی کیا تھا؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے مکہ میں دس دن قیام کیا تھا۔''

شرح: ...... یہ حجۃ الوداع کا واقعہ تھا۔

(۲۳٦۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَمَعَ عُمَرَ وَمَعَ عُثْمَانَ صَدْرًا مِنْ إِمَارَتِهِ ثُمَّ أَتَمَّ۔ (مسند احمد: ٥١٧٨)

''سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے منی میں نبی کریم ﷺ، سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی خلافت کے ابتدائی دور میں دو دو رکعت نماز پڑھی، پھر وہاں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پوری پڑھا کرتے تھے۔''

(۲۳٦۹) عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رضي الله عنه قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالْأَبْطَحِ الْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ (وَفِي لَفْظٍ) الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ) ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ حَتَّى أَتَى الْمَدِينَةَ۔ (مسند احمد: ١٨٩٥٤)

''سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابطح مقام پر عصر کی یا ظہر و عصر دونوں کی دو دو رکعتیں پڑھیں، پھر آپ ﷺ دو دو رکعتیں ہی پڑھتے رہے، یہاں تک کہ وہ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔''

شرح: ...... مکہ مکرمہ میں ''محصب'' کو ''ابطح'' کہتے ہیں، جو منی میں ایک جگہ کا نام ہے، اسی حدیث کے بعض طرق میں ہے کہ سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو منیٰ دو رکعت نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔

(۲۳۷۰) عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ عَبَّادٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ عَلَيْنَا

''عباد کہتے ہیں: سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ حج کرنے کے لیے آئے تو ہم بھی ان کے ساتھ مکہ میں آئے، انھوں نے ہمیں

(۲۳٦۷) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۲۰٤۹، ۲۲۹۳، ۳۷۸۱، ومسلم: ۱٤۲۷ (انظر: ۱۲۹۷٦)
(۲۳٦۸) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۱۰۸۲، ومسلم: ٦۹٤ (انظر: ٤٦٥۲)
(۲۳٦۹) تخریج: ......أخرجه البخاری: ٤۹٥، ٤۹۹، ومسلم: ٥۰۳ (انظر: ۱۸۷٤۳، ۱۸۷٤۷)
(۲۳۷۰) تخریج: ......اسناده حسن۔ أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۱۹/ ۷٦٥ (انظر: ۱٦۸٥۷)

مُعَاوِيَةُ يَعْنِي (بْنَ أَبِي سُفْيَانَ) ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ حَاجًّا قَدِمْنَا مَعَهُ مَكَّةَ، قَالَ فَصَلَّى بِنَا الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى دَارِ النَّدْوَةِ، قَالَ: وَكَانَ عُثْمَانُ حِينَ أَتَمَّ الصَّلَاةَ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ صَلَّى بِهَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْعِشَاءَ الْآخِرَةَ أَرْبَعًا أَرْبَعًا، فَإِذَا خَرَجَ إِلَى مِنًى وَعَرَفَاتٍ قَصَرَ الصَّلَاةَ، فَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْحَجِّ وَأَقَامَ بِمِنًى أَتَمَّ الصَّلَاةَ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ مَكَّةَ، فَلَمَّا صَلَّى بِنَا الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ (يَعْنِي مُعَاوِيَةَ) نَهَضَ إِلَيْهِ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ وَعَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ فَقَالَا لَهُ: مَا عَابَ أَحَدٌ ابْنَ عَمِّكَ بِأَقْبَحِ مَا عِبْتَهُ بِهِ، فَقَالَ لَهُمَا: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: فَقَالَا لَهُ: أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّهُ أَتَمَّ الصَّلَاةَ بِمَكَّةَ؟ قَالَ: فَقَالَ لَهُمَا: وَيْحَكُمَا، وَهَلْ كَانَ غَيْرَ مَا صَنَعْتُ؟ قَدْ صَلَّيْتُهَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہما۔ قَالَا: فَإِنَّ ابْنَ عَمِّكَ قَدْ كَانَ أَتَمَّهَا، وَإِنَّ خِلَافَكَ إِيَّاهُ لَهُ عَيْبٌ، قَالَ فَخَرَجَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْعَصْرِ فَصَلَّاهَا بِنَا أَرْبَعًا۔ (مسند احمد: ١٦٩٨٢)

نماز ظہر کی دو رکعتیں پڑھائیں اور پھر دار الندوہ میں چلے گئے۔ جب سیّدنا عثمان ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ مکہ میں آتے تو ظہر، عصر اور عشاء کی چار چار رکعتیں پڑھاتے تھے، لیکن جب وہ منی اور عرفات میں جاتے تو قصر نماز پڑھتے، پھر جب حج سے فارغ ہو جاتے اور منی میں اقامت اختیار کرتے تو پوری نماز پڑھتے تھے، یہاں تک کہ مکہ مکرمہ سے چلے جاتے۔ اس کے بعد جب سیّدنا معاویہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ نے ہمیں دو رکعت نماز ظہر پڑھائی تو مروان بن حکم اور عمرو بن عثمان ان کے پاس گئے اور کہا: تو نے اپنے چچازاد (سیّدنا عثمان ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ) پر قبیح ترین عیب لگایا ہے۔ انھوں نے پوچھا: وہ کیا؟ ان دونوں نے کہا: کیا تم یہ نہیں جانتے کہ وہ مکہ میں پوری نماز پڑھتے تھے؟ انھوں نے کہا: تم ہلاک ہو جاؤ، جو عمل میں نے کیا ہے، کیا اس کی کوئی اور صورت بھی ہے؟ میں نے تو رسول اللہ ﷺ، سیّدنا ابو بکر اور سیّدنا عمر ‌رضی ‌اللہ ‌عنہما کے ساتھ یہی نماز پڑھی ہے۔ لیکن ان دونوں نے پھر کہا: تیرے چچازاد نے تو پوری پڑھی ہے اور یہ ان پر عیب ہے کہ تو ان کی مخالفت کرے۔ اس کے بعد جب سیّدنا معاویہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ عصر کے لیے آئے تو چار رکعتیں پڑھائیں۔''

شرح: ......سیّدنا عثمان ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ منی میں پوری نماز کیوں پڑھتے تھے؟ ایک وجہ تو مذکورہ بالا حدیث (۱۲۲۵) میں بیان کی گئی ہے کہ جب وہ مناسکِ حج سے فارغ ہو کر منی میں اقامت اختیار کرتے تو پوری نماز پڑھتے تھے۔ ممکن ہے کہ بعد میں وہ اسی اقامت کی وجہ سے قصر نماز نہ پڑھتے ہوں۔ دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ سیّدنا عثمان ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ اپنے لیے پوری نماز پڑھنے کو مشکل خیال نہیں کرتے ہوں گے، جیسا کہ امام زہری نے جب عروہ سے سوال کیا کہ سیدہ عائشہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہا کو کیا ہوا، وہ پوری نماز پڑھتی تھیں؟ انھوں نے کہا: تَأَوَّلَتْ مَا تَأَوَّلَ عُثْمَانُ۔ یعنی: انھوں نے سیّدنا عثمان ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ والی تاویل کر لی تھی۔ (بخاری: ۱۰۹۰، مسلم: ۶۸۵)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تاویل کون سی کی تھی؟ جناب عروہ کہتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سفر میں چار رکعت ادا کرتی تھیں، میں نے کہا: کاش آپ دو رکعت ہی پڑھ لیتیں۔ انھوں نے کہا: میرے بھانجے! مجھے (چار رکعتوں میں) کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ (سنن بیھقی: ۳/ ۱٤۳)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ خیال تھا کہ قصر رخصت ہے اور جس کے لیے کوئی دشواری نہ ہوتی ہو، اس کے لیے قصر نہ کرنا درست ہے۔ ان دونوں روایات کے راوی جناب عروہ ہیں، اس لیے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ توجیہ کرنا بہتر ہے۔ ایک تیسری وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اس سال بدو لوگ کثیر تعداد میں شریک ہوئے تھے، سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا پوری نماز پڑھنے کا مقصد ان لوگوں کو چار چار رکعتوں کی تعلیم دینا تھا، تاکہ وہ یہ نہ سمجھ لیں کہ اِن نمازوں کی مستقل دو دو رکعتیں ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

12..... بَابُ مُدَّةِ الْقَصْرِ وَمَتٰی یُتِمُّ الْمُسَافِرُ وَحُکْمِ مَنْ لَّمْ یُجْمِعْ اِقَامَةً

قصر نماز کی مدت، مسافر کب پوری نماز ادا کرے گا اور اقامت کی نیت نہ کرنے والے کا حکم، ان سب امور کا بیان

(۲۳۷۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَافَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَقَامَ تِسْعَ عَشْرَةَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَنَحْنُ إِذَا سَافَرْنَا فَأَقَمْنَا تِسْعَ عَشْرَةَ صَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، فَإِذَا أَقَمْنَا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ صَلَّيْنَا أَرْبَعًا۔ (مسند احمد: ۱۹۵۸)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک سفر کیا اور (اس کے دوران مکہ میں) انیس دن قیام کیا، اور دو دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہی وجہ ہے کہ جب ہم کسی سفر میں انیس دن ٹھہرتے ہیں تو دو دو رکعتیں پڑھتے ہیں، لیکن جب اس سے زیادہ دنوں تک ٹھہرتے ہیں تو چار چار رکعتیں ادا کرتے ہیں۔''

(۲۳۷۲) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: لَمَّا فَتَحَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ أَقَامَ فِيهَا سَبْعَ عَشْرَةَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ۲۷۵۸)

''(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ نے مکہ فتح کیا تو وہاں سترہ دن قیام کیا اور دو دو رکعت نماز پڑھی۔''

شرح: ...... فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ کتنے دن مکہ مکرمہ میں ٹھہرے، اس کے بارے میں دو صحیح روایات ہیں، ایک میں انیس ایام کا اور ایک میں سترہ دنوں کا ذکر ہے، اس میں جمع تطبیق کی صورت یہ ہے کہ اگر دخول اور خروج کے دنوں کو بھی شامل کیا جائے تو انیس دن بنتے ہیں، وگرنہ سترہ۔ عبد بن حمید (۵۸۲) کی روایت میں بیس دنوں کا ذکر ہے، لیکن وہ شاذ ہے، البتہ یہ ممکن ہے کہ اس کو جبر الکسر پر محمول کیا جائے۔ نبی کریم ﷺ کا اس موقع پر مکہ مکرمہ میں

(۲۳۷۱) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٤۲۹۸، ٤۲۹۹ (انظر: ۱۹۵۸)

(۲۳۷۲) تخريج: ......حديث صحيح، شريك بن عبد الله النخعي وانظر الحديث بالطريق الأول

ٹھہرنا اتفاقاً تھا، اس لیے اس مدت کو قصر کرنے یا نہ کرنے کے بطور معیار پیش نہیں کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا خیال ہے، جبکہ آپ ﷺ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر بیس دن قیام کیا تھا، جیسا کہ اگلی حدیث میں وضاحت کی گئی ہے۔

(٢٣٧٣) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِتَبُوْكَ عِشْرِيْنَ يَوْمًا يَقْصُرُ الصَّلَاةَ۔ (مسند احمد: ١٤١٨٦)

''سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تبوک میں بیس دن قیام کیا اور اس دوران قصر نماز پڑھتے رہے۔''

(٢٣٧٤) عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ شَرَاحِيْلَ قَالَ: خَرَجْتُ إِلَى ابْنِ عُمَرَ، فَقُلْتُ: مَا صَلَاةُ الْمُسَافِرِ؟ فَقَالَ: رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ إِلَّا صَلَاةَ الْمَغْرِبِ ثَلَاثًا، قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِنْ كُنَّا بِذِي الْمَجَازِ؟ قَالَ: وَمَا ذُو الْمَجَازِ؟ قُلْتُ: مَكَانٌ نَجْتَمِعُ فِيْهِ وَنَبِيْعُ فِيْهِ وَنَمْكُثُ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً أَوْ خَمْسَ عَشْرَةَ لَيْلَةً، قَالَ: يَا أَيُّهَا الرَّجُلُ كُنْتُ بِأَذْرَبِيْجَانَ، لَا أَدْرِي قَالَ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ أَوْ شَهْرَيْنِ، فَرَأَيْتُهُمْ يُصَلُّوْنَهَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، وَرَأَيْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ نُصْبَ عَيْنَيَّ يُصَلِّيْهِمَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ نَزَعَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الْآيَةِ۔ (مسند احمد: ٥٥٥٢)

''ثمامہ بن شراحیل کہتے ہیں: میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: مسافر کی نماز کا کیا مسئلہ ہے؟ انھوں نے کہا: دو دو رکعتیں ہے، سوائے نماز مغرب کے، وہ تین رکعت ہے۔ میں نے کہا: آپ کا کیا خیال ہے، اگر ہم ذی المجاز میں ہوں تو؟ انھوں نے کہا: ذوالمجاز کیا ہے؟ میں نے کہا: وہ ایک جگہ کا نام ہے، ہم اس میں جمع ہوتے ہیں اور خرید و فروخت کرتے ہیں اور وہاں پندرہ یا بیس راتیں ٹھہرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: ارے!، میں آذربیجان میں چار یا دو ماہ تک ٹھہرا رہا، میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ وہ وہاں دو دو رکعت نماز پڑھتے تھے اور میں نے نبی کریم ﷺ کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھا کہ آپ ﷺ بھی دو دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ پھر سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ تلاوت کی یعنی: ''یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ میں بہترین نمونہ ہے۔'' حتی کہ آیت سے فارغ ہو گئے۔''

شرح: ......سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہمیں ایک جہادی سفر میں برف باری کی وجہ سے آذربیجان میں چھ ماہ کے لیے ٹھہرنا پڑا، ہم وہاں دو رکعت یعنی قصر نماز ہی ادا کرتے رہے۔ (بیھقی: ٣/ ١٥٢)

(٢٣٧٣) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه ابوداود: ١٢٣٥ (انظر: ١٤١٣٩)
(٢٣٧٤) تخريج: ......اسناده حسن (انظر: ٥٥٥٢)

(۲۳۷۵) عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ: مَرَّ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَجَلَسْنَا فَقَامَ إِلَيْهِ فَتًى مِنَ الْقَوْمِ فَسَأَلَهُ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْغَزْوِ وَالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، فَجَاءَ فَوَقَفَ عَلَيْنَا، فَقَالَ: إِنَّ هٰذَا سَأَلَنِي عَنْ أَمْرٍ فَأَرَدْتُ أَنْ تَسْمَعُوْهُ أَوْ كَمَا قَالَ، غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، وَحَجَجْتُ مَعَهُ فَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، وَشَهِدْتُ مَعَهُ الْفَتْحَ فَأَقَامَ بِمَكَّةَ ثَمَانَ عَشْرَةَ لَا يُصَلِّي إِلَّا رَكْعَتَيْنِ، وَيَقُوْلُ لِأَهْلِ الْبَلَدِ صَلُّوا أَرْبَعًا فَإِنَّا سَفْرٌ، وَاعْتَمَرْتُ مَعَهُ ثَلَاثَ عُمَرٍ فَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا رَكْعَتَيْنِ، وَحَجَجْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رضی اللہ عنہما حَجَّاتٍ فَلَمْ يُصَلِّيَا إِلَّا رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ۔ (مسند احمد: ۲۰۱۱۲)

''ابونضرۃ کہتے ہیں: سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ گزر رہے تھے، پس ہم بیٹھ گئے اور جماعت سے ایک نوجوان ان کے پاس گیا اور ان سے غزوے، حج اور عمرے کے سفروں میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں سوال کیا۔ وہ آئے اور ہمارے پاس کھڑے ہوگئے اور کہا: اس نوجوان نے مجھ سے ایک سوال کیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ تم سارے اس کا جواب سن لو۔ بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کیا، آپ ﷺ نے مدینہ لوٹنے تک دو رکعت نماز پڑھی، میں نے آپ ﷺ کے ساتھ حج بھی کیا، (اس سفر میں بھی) آپ ﷺ نے مدینہ لوٹنے تک دو رکعتیں ہی ادا کیں۔ پھر میں آپ ﷺ کے ساتھ فتح مکہ کے موقع پر حاضر ہوا، آپ ﷺ نے وہاں اٹھارہ دن قیام کیا اور دو رکعتیں ہی پڑھیں، البتہ آپ ﷺ شہر والوں کو کہتے تھے: ''تم لوگ چار رکعتیں پڑھ لیا کرو، کیونکہ ہم مسافر ہیں۔'' پھر میں نے آپ ﷺ کے ساتھ تین عمرے کیے ہیں، آپ ﷺ دو رکعتیں ہی ادا کرتے رہے، اس کے بعد میں نے سیّدنا ابوبکر اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما ساتھ کئی حج کئے، وہ دونوں مدینہ لوٹنے تک دو رکعت ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔''

شرح: ......اس حدیث کی سند تو ضعیف ہے، بہرحال حقیقت ایسے ہی ہے کہ آپ ﷺ ان تمام سفروں میں قصر نماز کا ہی اہتمام کرتے تھے اور مقیم لوگوں کے لیے بھی یہی مسئلہ ہے کہ اگر امام مسافر ہو تو وہ اپنی نماز پوری پڑھ لیا کریں۔

(۲۳۷۶) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ) مَا سَافَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَفَرًا إِلَّا صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى يَرْجِعَ، وَإِنَّهُ

''(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے جو سفر بھی کیا، اس میں واپس آنے تک دو دو رکعت ہی نماز ادا کی، آپ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں اٹھارہ راتیں قیام کیا اور لوگوں کو دو دو

(۲۳۷۵) تخریج: ......اسناده ضعيف من اجل علي بن زيد بن جدعان، ولبعض الحديث شواهد، ابن ابي شيبة: ۲/ ۴۵۰، وابن خزيمة: ۱۶۴۳، والطبراني في "الكبير": ۱۸/ (۵۱۵)، وأخرجه مختصرا ابوداود: ۱۲۲۹ (انظر: ۱۹۸۶۵، ۱۹۸۷۱)

(۲۳۷۶) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

أَقَامَ بِمَكَّةَ زَمَانَ الْفَتْحِ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً يُصَلِّي بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، قَالَ أَبِي وَحَدَّثَنَاهُ يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِيهِ إِلَّا الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يَقُولُ: ((يَا أَهْلَ مَكَّةَ قُومُوا فَصَلُّوا رَكْعَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ فَإِنَّا سَفْرٌ.)) ثُمَّ غَزَا حُنَيْنًا وَالطَّائِفَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى جِعْرَانَةَ فَاعْتَمَرَ مِنْهَا فِي ذِي الْقَعْدَةِ، ثُمَّ غَزَوْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَحَجَجْتُ وَاعْتَمَرْتُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، وَمَعَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، قَالَ يُونُسُ إِلَّا الْمَغْرِبَ، وَمَعَ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ صَدْرَ إِمَارَتِهِ، قَالَ يُونُسُ: رَكْعَتَيْنِ إِلَّا الْمَغْرِبَ، ثُمَّ إِنَّ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ صَلَّى بَعْدَ ذٰلِكَ أَرْبَعًا۔

(مسند احمد: ۲۰۱۰۵)

رکعت ہی پڑھائیں، ما سوائے مغرب کے۔ پھر آپ (مقیم لوگوں کو) فرماتے تھے: ''اے اہل مکہ! کھڑے ہو جاؤ اور مزید دو رکعتیں بھی پڑھو، کیونکہ ہم مسافر ہیں''۔ پھر آپ ﷺ نے غزوۂ حنین اور غزوۂ طائف میں دو دو رکعتیں پڑھیں ہیں۔ پھر آپ ﷺ جعرانہ کی طرف لوٹے، وہاں سے ذو القعدہ کے مہینے میں عمرہ بھی کیا، (ان سفروں میں آپ ﷺ قصر نماز ہی پڑھتے رہے) پھر میں نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جہاد، حج اور عمرہ ادا کیا، وہ بھی نماز مغرب کے علاوہ دو دو رکعت ہی پڑھتے تھے، (اس کے بعد میں یہی کام) سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی کیے، وہ بھی دو دو رکعت ہی پڑھتے تھے، پھر سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے شروع میں تو اسی طرح (قصر نماز) پڑھتے تھے، لیکن پھر انہوں نے اس کے بعد چار رکعتیں پڑھنا شروع کر دی تھیں۔''

شرح: …… یہ بھی انتہائی اہم مسئلہ ہے کہ مسافر کب تک قصر نماز پڑھ سکتا ہے، مختلف اقوال کی وجہ سے اس میں مزید پیچیدگی پیدا ہو گئی ہے۔ مندرجہ بالا اور دیگر احادیث میں آپ ﷺ کا مختلف مواقع پر حالت کی نوعیت کے لحاظ سے قیام کرنا مختلف بیان ہوا ہے اب کسی ایک واقعہ یا دنوں کی تعداد کو قصر کے لیے بطور معیار پیش نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ آپ ﷺ کا ٹھہرنا اتفاقی تھا، اگر کسی مقام پر آپ ﷺ نے انیس دن قیام کیا اور قصر پڑھی، تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ بیس یا اکیس دنوں کے قیام کی صورت میں پوری نماز پڑھی جائے گی۔ اسی طرح اگر آپ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر چار ذوالحجہ سے آٹھ ذوالحجہ تک ایک مقام پر ٹھہر کر ایام حج کے شروع ہونے کا انتظار کرتے رہے، تو اس کا یہ مفہوم کشید کرنا درست نہیں کہ اگر وہ پانچ دن ہوتے تو آپ ﷺ پوری نماز پڑھتے۔

شیخ الحدیث مولانا عبد اللہ رفیق صاحب حفظہ اللہ نے بھی حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے مکہ مکرمہ میں چار دن قیام سے استدلال کرتے ہوئے چار دنوں کو معیار قرار دیا ہے، لیکن ہمارے نزدیک یہ محض اتفاقی قیام تھا، یعنی آپ ﷺ کے چار دن قیام کرنے اور قصر نماز ادا کرنے کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ اگر آپ ﷺ پانچ دن قیام کرتے تو پوری نماز ادا کرتے۔

بہر حال اس ضمن میں بھی مختلف اقوال موجود ہیں، آپ درج ذیل بحث پر توجہ فرمائیں:

اگر مسافر کسی تردّد یا مجبوری یا ضرورت کی وجہ سے ایک جگہ پر مقیم ہے تو وہ قصر نماز ہی پڑھے گا، آپ ﷺ کے سفروں سے بھی یہی استدلال کشید کیا جا سکتا ہے اور صحابہ کرام سے منقول مختلف آثار کا بھی یہی تقاضا ہے، ایک اثر اس بحث میں گزرا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آذربیجان میں دو یا چار ماہ تک قصر نماز پڑھتے رہے۔ لیکن اگر کسی مسافر کا کسی مقام پر ٹھہرنا اختیاری ہے، تو اس کے بارے میں دو آرا کو معتبر سمجھا جا سکتا ہے:

(۱) اسے چاہیے کہ اگر وہ تین دنوں سے زیادہ ٹھہرنے کا عزم رکھتا ہے تو وہ اپنے آپ کو اس علاقے کا مقیم سمجھ کر پوری نماز پڑھے۔

سیّدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((يُقِيْمُ الْمُهَاجِرُ بِمَكَّةَ، بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ، ثَلَاثًا.)) كَأَنَّهُ يَقُوْلُ: لَا يَزِيْدُ عَلَيْهَا۔ یعنی: ''مہاجر لوگ مناسک حج ادا کرنے کے بعد مکہ میں تین دن ٹھہر سکتے ہیں۔'' گویا کہ آپ ﷺ یہ فرمانا چاہتے تھے کہ مہاجر اس مقدار سے زیادہ نہیں ٹھہر سکتے۔ (بخاری: ۳۹۳۳، مسلم: ۱۳۵۲ واللفظ له)

اس حدیث کی فقہ یہ ہے کہ جو لوگ فتح مکہ سے قبل مکہ سے ہجرت کر کے چلے گئے تھے، ان کے لیے مکہ میں اقامت اختیار کرنا حرام تھا، ہاں جو حج اور عمرہ کے ارادے سے آئے تو ٹھیک ہے، لیکن اسے بھی فراغت کے بعد مزید تین دنوں تک رخصت ہے، اس سے زیادہ وہ نہیں رہ سکتا تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کو سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ پر ترس آ رہا تھا کہ وہ مکہ مکرمہ میں ہی فوت ہو گئے۔

ہمارا مقصود یہ ہے کہ یہی مہاجرین حجۃ الوداع کے موقع پر دس دنوں تک مکہ مکرمہ میں رہے، اگر منی، عرفات اور مزدلفہ وغیرہ کو علیحدہ سفر تسلیم کیا جائے تو وہ چار ذوالحجہ سے آٹھ ذوالحجہ تک تو مکہ مکرمہ میں رہے اور قصر کرتے رہے، کیونکہ ادائیگی حج ان کے سفر کی مجبوری تھی، اس لیے ان کو مسافر ہی سمجھا گیا، اور یہی صحابہ کرام فتح مکہ کے موقع پر انیس دنوں کے لیے اسی شہر میں رہے، لیکن جب وہ مناسک حج سے فارغ ہو گئے اور رہنے یا جانے کا اختیار مل گیا تو ان کو صرف تین دنوں کی مہلت دی گئی، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر وہ اس مدت سے زیادہ مکہ مکرمہ میں رہے تو وہ اس کے مقیم بن جائیں گے اور ان کی ہجرت کالعدم ہو جائے گی، اس سے یہ مفہوم کشید کرنا درست ہے کہ اگر کوئی آدمی گھر سے دور کسی مقام پر اختیاری طور پر تین سے زیادہ دنوں تک قیام کرنا چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو مقیم سمجھے اور پوری نماز پڑھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مہاجر صحابی سیّدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ حجۃ الوداع کے موقع پر بیمار ہو گئے اور یوں لگتا تھا کہ وہ فوت ہو جائیں گے، آخر میں آپ ﷺ نے فرمایا: ((اَللّٰهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ، وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ، لٰكِنَّ الْبَائِسَ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ.)) يَرْثِيْ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ۔ یعنی: ''اے اللہ! میرے صحابہ کے

لیے ان کی ہجرت کو جاری کر دے اور ان کو ان کی ایڑھیوں کے بل نہ لوٹا دے، لیکن بے چارہ سعد بن خولہ۔'' (آخری جملے میں) رسول اللہ ﷺ اس وجہ سے اظہارِ غم کر رہے ہیں کہ سعد مکہ میں فوت ہو گئے تھے۔ (بخاری: ۳۹۳۶)

(۲) دنوں کی کوئی حد معین نہیں ہے، جب تک آدمی عرفِ عام میں مسافر ہے تو وہ قصر کرتا رہے۔ پہلی رائے زیادہ راجح معلوم ہوتی ہے۔

13 ..... بَابُ مَنِ اجْتَازَ بِبَلَدٍ فَتَزَوَّجَ فِيهِ أَوْ كَانَ لَدَيْهِ زَوْجَةٌ فَلْيُتِمَّ

اس شخص کا بیان جو کسی شہر میں آتا ہے اور وہاں پر شادی کر لیتا ہے یا اس کی بیوی اس شہر کی رہنے والی ہے تو جب وہ وہاں آئے تو نماز پوری پڑھے گا

(۲۳۷۷) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ صَلّٰى بِمِنًى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَأَنْكَرَهُ النَّاسُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي تَأَهَّلْتُ بِمَكَّةَ مُنْذُ قَدِمْتُ وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ تَأَهَّلَ فِي بَلَدٍ فَلْيُصَلِّ صَلَاةَ الْمُقِيمِ.)) (مسند احمد: ۴۴۳)

''عبد الرحمن بن ابی ذباب کہتے ہیں کہ سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں چار رکعات نماز پڑھائی، جب لوگوں نے ان پر اس چیز کا انکار کیا تو انھوں نے کہا: لوگو! میں نے مکہ آتے ہی شادی کر لی تھی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جو کسی شہر میں شادی کر لے تو وہ وہاں مقیم والی نماز پڑھے۔''

شرح: ...... یہ روایت ضعیف ہے، درحقیقت شادی یا سسرالی گھر کا قصر کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، اسی طرح جب کوئی عورت شادی کے بعد اپنے خاوند کے شہر میں مستقل اقامت اختیار کر لیتی ہے تو اسے بھی اپنے والدین کے گھر میں قصر نماز پڑھنی چاہیے۔ کیونکہ اس کا گھر تبدیل ہو گیا ہے۔ اب اس کا گھر خاوند والا ہے۔

اَبْوَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ

دو نمازوں کو جمع کرنا

1..... بَابُ مَشْرُوعِيَّتِهِ فِي السَّفَرِ

سفر میں نمازوں کو جمع کرنے کی مشروعیت

تنبیہ: یہ انتہائی اہم اور مختلف فیہ بحث ہے، قارئین سے گزارش ہے کہ وہ بغور مطالعہ کریں اور درج ذیل اصطلاحات ذہن نشین کر لیں، اگلے دو تین ابواب میں بھی ان اصطلاحات کا استعمال ہو گا۔

جمع صوری: اس جمع کو کہتے ہیں، جس میں ہر نماز کو اس کے اصل وقت میں ادا کیا جاتا ہے، یعنی ظہر کو اس کے آخری

(۲۳۷۷) تخریج: ......اسناده ضعيف، عكرمة بن ابراهيم الباهلي، قال أبو زرعة العراقي: لا أعرف حاله، وعبد الرحمن بن أبي ذباب لايعرف أخرجه الحميدي: ۳۶ (انظر: ۴۴۳)

وقت میں اور عصر کو اس کے اوّل وقت میں اسی طرح اور مغرب کو اس کے آخری وقت میں اور عشاء کو پہلے وقت میں ادا کیا جاتا ہے۔ اس جمع میں ہر نماز کو اس کے وقت میں ادا کیا جاتا ہے، یہ صورت بالاتفاق جائز ہے۔

جمع حقیقی: جان بوجھ کر ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت میں ادا کرنا، یعنی ظہر وعصر دونوں کو ظہر کے وقت میں یا عصر کے وقت میں ادا کرنا، اسی طرح مغرب وعشاء دونوں کو مغرب کے وقت میں یا عشاء کے وقت میں ادا کرنا۔

جمع تقدیم: دو نمازوں کو پہلی نماز کے وقت میں ادا کرنا، جیسے ظہر وعصر کو ظہر کے وقت میں ادا کرنا۔

جمع تاخیر: دو نمازوں کو دوسری نماز کے وقت میں ادا کرنا، مثلاً ظہر وعصر کو عصر کے وقت میں ادا کرنا۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، وہاں سفر کی صعوبتوں اور مجبوریوں کی بنا پر ظہر وعصر کو اور مغرب و عشاء کو تقدیم وتاخیر کے ساتھ جمع کرنے کی رخصت بھی دی ہے۔

(۲۳۷۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ، الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَالظُّهْرِ وَالْعَصْرِ۔ (مسند احمد: ۱۸۷٤)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں دو نمازوں کو جمع کر لیا کرتے تھے، یعنی مغرب وعشاء کو اور ظہر وعصر کو۔''

(۲۳۷۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ: خَطَبَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمًا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَبَدَتِ النُّجُوْمُ وَعَلِقَ النَّاسُ يُنَادُوْنَهُ: اَلصَّلَاةَ، وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيْمٍ فَجَعَلَ يَقُوْلُ: اَلصَّلَاةَ اَلصَّلَاةَ، قَالَ: فَغَضِبَ، قَالَ: أَتُعَلِّمُنِي بِالسُّنَّةِ؟ شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَوَجَدْتُ فِي نَفْسِي مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَلَقِيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ فَسَأَلْتُهُ فَوَافَقَهُ۔ (مسند احمد: ۲۲٦۹)

''عبد اللہ بن شقیق کہتے ہیں: ایک دن سیّدنا عبد اللہ بن عباس ؓ نے ہمیں عصر کے بعد خطبہ دیا، حتی کہ سورج غروب ہوگیا اور ستارے ظاہر ہونے لگے۔ لوگوں نے یہ آواز لگانا شروع کی کہ نماز پڑھو۔ لوگوں میں بنی تمیم کا ایک آدمی بھی موجود تھا، اس نے بھی یہ کہنا شروع کر دیا کہ نماز، نماز۔ سیّدنا عبد اللہ بن عباس ؓ غصے میں آگئے اور کہنے لگے: کیا تو مجھے سنت کی تعلیم دے رہا ہے؟ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھا، آپ ﷺ نے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو جمع کر کے ادا کیا۔ عبد اللہ بن شقیق کہتے ہیں: میں اپنے دل میں (شک اور تعجب) محسوس کرنے لگا، اس لیے میں سیّدنا ابو ہریرہ ؓ کو ملا اور ان سے اس مسئلے کے بارے میں دریافت کیا، انھوں نے بھی ان کی موافقت کی۔''

(۲۳۷۸) تخریج: ......حدیث صحیح۔ أخرجه عبد الرزاق: ٤٤٠٤ (انظر: ۱۸۷٤)

(۲۳۷۹) تخریج: ......أخرجه مسلم: ۷۰۵ (انظر: ۲۲٦۹)

(۲۳۸۰) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِي السَّفَرِ۔ (مسند احمد: ۱۲٤۳۵)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع کر لیا کرتے تھے۔''

(۲۳۸۱) عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ ثَنَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفْرَةٍ سَافَرَهَا وَذٰلِكَ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَجَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، قُلْتُ: مَا حَمَلَهُ عَلٰى ذٰلِكَ؟ قَالَ: أَرَادَ أَنْ لَا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ۔ (مسند احمد: ۲۲۳٤۷)

''سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں نکلے، یہ غزوۂ تبوک کا واقعہ تھا، آپ ﷺ نے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع کر کے ادا کیا۔ راوی کہتا ہے: میں نے کہا کہ آپ ﷺ کو اس کام پر کس چیز نے آمادہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ کا ارادہ یہ تھا کہ آپ اپنی امت پر تنگی نہ کریں۔''

شرح: ...... مذکورہ بالا روایات میں مطلق جمع کا ذکر ہے، یہ تفصیل بیان نہیں کی گئی کہ یہ جمع حقیقی تھی یا جمع صوری، اگلے دو تین ابواب میں جمع حقیقی پر دلالت کرنے والی واضح ترین روایات آ رہی ہے۔ ہم اسی باب میں ایک اور حدیث ذکر کر کے ایک تحقیقی بحث پیش کرتے ہیں۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: كَانَ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ زَيْغِ الشَّمْسِ، أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلٰى أَنْ يَجْمَعَهَا إِلَى الْعَصْرِ، فَيُصَلِّيْهِمَا جَمِيْعاً، وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ زَيْغِ الشَّمْسِ، عَجَّلَ الْعَصْرَ إِلَى الظُّهْرِ، وَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعاً، ثُمَّ سَارَ وَكَانَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْعِشَاءِ، وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، عَجَّلَ الْعِشَاءَ فَصَلَّاهَا مَعَ الْمَغْرِبِ۔ (صحيحة: ١٦٤، مسلم: ٧/ ٦٠، أبوداود: ١٢٠٦، ١٢٢٠، الترمذي: ٢/ ٤٣٨، النسائي: ١/ ٩٨) رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک (کے سفر) میں۔ اگر سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرتے تو ظہر کی نماز کو مؤخر کرتے یہاں تک کہ اسے عصر کے ساتھ جمع کرتے اور دونوں کو اکٹھا پڑھتے اور اگر سورج ڈھلنے کے بعد سفر شروع کرتے تو ظہر کے ساتھ عصر بھی پڑھ لیتے اور پھر سفر شروع کرتے۔ اسی طرح اگر غروبِ آفتاب سے پہلے کوچ کرتے تو مغرب کو مؤخر کرتے، یہاں تک کہ اسے عشاء کے ساتھ پڑھتے اور اگر غروبِ آفتاب کے بعد سفر شروع کرتے تو عشاء کی نماز کو جلدی کر کے مغرب کے ساتھ ہی پڑھ لیتے۔

یہ حدیث مبارکہ سفر میں جمع حقیقی کی انتہائی واضح دلیل ہے، بعض احباب سفر کے دوران بھی نمازوں کے جمع کر کے ادا کرنے کے قائل نہیں اور جن احادیث میں آپ ﷺ نے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع کیا، ان کو جمع صوری پر

(۲۳۸۰) تخريج: ......أخرجه البخاري معلقا: ١١٠٨، ووصله من طريق حرب بن شداد: ١١١٠ (انظر: ١٢٤٠٨)
(۲۳۸۱) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٧٠٦ (انظر: ٢١٩٩٧)

8/3

محمول کرتے ہیں، یعنی ظہر و عصر کو جمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ظہر کو اس کے آخری وقت میں اور عصر کو اس کے پہلے وقت میں ادا کیا جائے، لیکن مذکورہ بالا حدیث اس حقیقت کا ٹھوس ثبوت ہے کہ ظہر کو عصر کے وقت میں اور عصر کو ظہر کے وقت میں ادا کرنا درست ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث ِمبارکہ کئی مسائل پر مشتمل ہے:

(۱) عرفہ اور مزدلفہ کے علاوہ بھی سفر میں نمازیں جمع کر کے ادا کرنا جائز ہے، جمہور علماء کا یہی مسلک ہے، لیکن احناف نے جمع والی احادیث کو جمع صوری پر محمول کر کے جمہور کی مخالفت کی ہے، لیکن جمہور نے کئی طرح سے ان کا ردّ پیش کیا ہے، مثلا:

(أ) جمع کو جمع صوری پر محمول کرنا احادیث کے ظاہری مفہوم کے مخالف ہے۔

(ب) جمع کی غرض و غایت لوگوں کو آسانی فراہم کرنا اور ان سے تنگی کو دور کرنا ہے، جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ آپ ﷺ کی جمع کا مقصد امت سے حرج اور تنگی کو دور کرنا تھا۔

(ج) بعض احادیث میں جمع حقیقی کی وضاحت احناف کی تاویل کو باطل کر دیتی ہے، مثلا سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: آپ ﷺ نے نمازِ ظہر اتنی مؤخر کی کہ عصر کا ابتدائی وقت ہو گیا، پھر ان دونوں کو جمع کر کے ادا کیا۔ (مسلم)

(د) اس باب کی حدیث بھی احناف کی تاویل کو ردّ کرتی ہے، جس میں یہ وضاحت کر دی گئی ہے کہ آپ ﷺ کے سفر کا آغاز زوالِ آفتاب کے بعد ہوتا تو آپ ﷺ عصر کو جلدی کر کے ظہر کے ساتھ پڑھ لیتے، اسی طرح اگر آپ اپنے مقام سے مغرب کے بعد کوچ کرتے تو عشاء کو جلدی کر کے مغرب کے ساتھ ادا کر لیتے۔

(۲) سفر میں جمع تقدیم اور جمع تاخیر دونوں جائز ہیں، جیسا کہ امام شافعی نے (الأم: ۱/ ٦٧) میں کہا اور اسی طرح امام احمد اور امام اسحاق بھی ان دونوں صورتوں کے قائل ہے، ان کے بارے میں امام ترمذی نے وضاحت کی ہے۔

(۳) پڑاؤ کی حالت میں نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے، جیسا کہ چلنے میں جلدی ہونے کی صورت میں اس کا جواز ملتا ہے۔ امام شافعی نے (الأم) میں امام مالک کی سند سے حدیث بیان کرنے کے بعد کہا: اس صورت میں آپ ﷺ پڑاؤ کی حالت میں تھے، نہ کہ چلنے کی حالت میں، کیونکہ حدیث کے الفاظ (دَخَلَ ...... ثُمَّ خَرَجَ۔ یعنی: آپ داخل ہوئے ...... پھر نکلے) سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کسی مقام پر اترے ہوئے تھے، لہٰذا مسافر چل رہا ہو یا اس نے کسی مقام پر پڑاؤ ڈالا ہوا ہو، اس کے لیے جمع کرنا جائز ہے۔ (پڑاؤ کی حالت کی مثال یوں سمجھیں کہ ایک مسافر کسی مقام پر ظہر سے پہلے اترتا ہے اور عصر کے وقت کے بعد تک وہیں ٹھہرا رہتا ہے، ایسی صورت میں بھی اس کے لیے نمازوں کو تقدیم و تاخیر دونوں طرح جمع کرنا جائز ہے.)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ نے (مجموعة الرسائل والمسائل: ۲/ ۲٦، ۲۷) میں اس باب والی سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعد کہا: جمع، تین درجات پر مشتمل ہے: (۱) جب مسافر پہلی نماز کے وقت میں سفر کر رہا ہو تو

دوسری نماز کے وقت میں اتر کر دونوں نمازیں ادا کرے گا، بخاری و مسلم کی احادیث میں سیّدنا انس اور سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہی صورت مروی ہے، حج کے موقع پر مزدلفہ میں نمازیں جمع کرنا اسی قبیل سے ہیں۔ (۲) جب مسافر نے دوسری نماز کے وقت میں سفر کرنا ہو تو پہلی نماز کے وقت میں دونوں نمازیں جمع کر لے، عرفہ کے مقام پر جمع کرنے کا تعلق اسی صورت سے ہے، سنن میں اس صورت پر دلالت کرنے والی روایات موجود ہیں۔ (۳) رہا مسئلہ اس صورت کا کہ مسافر ایک مقام پر پہلی نماز کے وقت میں اترا اور دوسری نماز تک اس کا پڑاؤ جاری رہا، میرے علم کے مطابق اس صورت کا ذکر صرف سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، اس حدیث کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنے خیمے میں اترے، ظہر کو مؤخر کیا، پھر باہر تشریف لائے اور ظہر و عصر کو جمع کر کے ادا کیا، پھر اپنے خیمے میں داخل ہو گئے، پھر باہر تشریف لائے اور مغرب و عشا کو جمع کر کے ادا کیا، کیونکہ دخول و خروج کا تقاضا ہے کہ آپ ﷺ کسی منزل میں اترے ہوئے تھے، جب مسافر چل رہا ہو تو اس کے ٹھہرنے اور چلنے کو عربی زبان میں "نَـزَلَ وَرَكِـبَ" (یعنی اترے اور سوار ہوئے) کے الفاظ سے بیان کیا جاتا ہے، نہ کہ "دَخَلَ وَخَرَجَ" کے ساتھ۔

نبی کریم ﷺ کا آخری غزوہ، غزوۂ تبوک تھا، اس کے بعد آپ ﷺ نے صرف حجۃ الوداع کے لیے سفر کیا اور حج کے موقع پر روایات کے مطابق صرف عرفہ اور مزدلفہ میں نمازیں جمع کر کے ادا کی گئیں، منیٰ کے مقام پر نمازیں کیسے ادا کی گئیں؟ احادیث میں صرف قصر کا ذکر ہے، جمع کا نہیں۔ اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے آپ ﷺ بعض اوقات جمع کرتے تھے اور بسا اوقات نہیں کرتے تھے، بلکہ غالب عمل جمع نہ کرنا تھا۔

اس بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ قصر کی طرح جمع بھی سفر کی سنتوں میں سے ہے، بہر حال یہ عمل ضرورت کے مطابق ہونا چاہیے، وہ ضرورت سفر میں ہو یا حضر میں، کیونکہ آپ ﷺ نے اپنی امت سے تنگی اور حرج کو دور کرنے کے لیے حضر میں بھی نمازیں جمع کر کے ادا کی ہیں۔ خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ اگر مسافر ضرورت محسوس کرے تو جمع تقدیم یا جمع تاخیر کے ساتھ نمازیں جمع کر کے ادا کر سکتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر مسافر بوقتِ ظہر پڑاؤ ڈالتا ہے اور راحت و آرام، خورد و نوش اور نیند کی ضرورت محسوس کرتا ہے، تو وہ ظہر کو مؤخر کر کے عصر کے ساتھ ادا کر لے۔ علی ہذا القیاس۔

جو مسافر کسی گاؤں یا شہر میں کچھ ایام کے لیے ٹھہرا ہوا ہے، تو وہ قصر نماز ادا کرے، لیکن جمع کرنے سے بچنا چاہیے، جیسا کہ وہ مسافر ہونے کے باوجود سواری پر نماز نہیں پڑتا اور تیمم نہیں کرتا، کیونکہ اس کو ان رخصتوں کی ضرورت ہی نہیں ہے، یہی معاملہ جمع کا ہے، رہا مسئلہ قصر نماز کا، تو وہ تو سفری نماز کی سنت ہے۔ (صحیحہ: ١٦٤)

حافظ ابن حجر نے کہا: صحابہ کرام اور تابعین عظام کی کثیر تعداد اور فقہاء میں سے امام شافعی، امام احمد، امام ثوری اور امام اسحق وغیرہ مطلق طور پر دو نمازوں کو جمع کرنے کے قائل ہیں، لیکن کچھ لوگوں نے کہا کہ عرفہ اور مزدلفہ کے علاوہ جمع کرنا درست نہیں ہے، یہ امام حسن، امام نخعی، امام ابو حنیفہ اور صاحبین کی رائے ہے۔ (فتح الباری: ٢/ ٧٣٨)

قارئین توجہ فرمائیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا﴾ (سورۂ

نساء: ۱۰۳) یعنی: ''بیشک نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے''۔ اس آیت کی رو سے یہ کہنا کہ ہر نماز کا وقت مقرر کر دیا گیا ہے، اس لیے دو نمازوں کو جمع حقیقی کی صورت میں ادا کرنا ناجائز ہے، یہ استدلال درست نہیں ہے، کیونکہ یہ آیت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی، آپ ﷺ ہی نے نمازوں کے اوقات مقرر کیے اور آپ ہی اس کا مفہوم سب سے بہتر جاننے والے تھے، اگر آپ ﷺ ہی اپنی سہولت آمیز شریعت کی روشنی میں فرزندانِ امت سے تنگی دور کرنے کے لیے بعض صورتوں میں ظہر و عصر اور مغرب و عشاء میں جمع تقدیم یا جمع تاخیر کی اجازت دے دیں، تو ہمارے پاس تسلیم کرنے کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہیں رہنا چاہیے۔ جمع بین الصلاتین کے مزید دلائل کا ذکر اگلے ابواب میں آ رہا ہے۔ ان شاء اللہ تعالٰی

2 ..... بَابُ جَوَازِ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ فِي وَقْتِ أُحُدَاهُمَا

سفر میں دو نمازوں کو کسی ایک کے وقت میں جمع کرنے کا بیان

وَفِيْهِ فُصُوْلٌ

اس میں کئی فصلیں ہیں

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ: فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ تَقْدِيْمًا وَتَأْخِيْرًا

فصل اول: ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو تقدیم و تاخیر کے ساتھ جمع کر کے ادا کرنا

(٢٣٨٢) عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه قَالَ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي السَّفَرِ، قَالَ: قُلْنَا: بَلٰى، قَالَ: كَانَ إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ فِي مَنْزِلِهِ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ يَرْكَبَ وَإِذَا لَمْ تَزِغْ لَهُ فِي مَنْزِلِهِ سَارَ حَتّٰى إِذَا حَانَتِ الْعَصْرُ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَإِذَا حَانَتِ الْمَغْرِبُ فِي مَنْزِلِهِ جَمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ، وَإِذَا لَمْ تَحِنْ فِي مَنْزِلِهِ رَكِبَ حَتّٰى إِذَا حَانَتِ الْعِشَاءُ نَزَلَ فَجَمَعَ

''سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تم کو رسول اللہ ﷺ کی سفر والی نماز کے بارے میں بیان نہ کروں؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: (آپ ﷺ جہاں پڑاؤ ڈالتے) اگر وہیں سورج ڈھل جاتا تو سوار ہونے سے پہلے ظہر و عصر کو جمع کر لیتے، اگر سورج کے ڈھلنے سے پہلے وہاں سے چل پڑتے تو سفر جاری رکھتے، حتی کہ عصر کا وقت ہو جاتا، پھر آپ ﷺ اترتے اور ظہر و عصر کو اکٹھا ادا کرتے۔ اسی طرح جب مغرب کا وقت (پڑاؤ والے) مقام میں ہی ہو جاتا تو مغرب و عشاء کو جمع کر لیتے اور اگر اس مقام پر مغرب کا وقت نہ ہوتا تو سوار ہو جاتے (اور چلتے

(٢٣٨٢) تخريج: ......حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف لضعف حسين بن عبد الله أخرجه الترمذي كما في "تحفة الاشراف": ٥/ ١٢٠، والطبراني: ١١٥٢٢، والبيهقي: ٣/ ١٦٤، والدارقطني: ١/ ٣٨٨، وعبد الرزاق: ٤٤٠٥ (انظر: ٣٤٨٠)

بَيْنَهُمَا۔ (مسند احمد: ٣٤٨٠)

رہتے) حتی کہ عشاء کا وقت ہو جاتا، پھر آپ ﷺ اترتے اور دو نمازیں جمع کر کے ادا کرتے۔''

شرح:...... آپ ﷺ نے اس سفر میں تقدیم و تاخیر کی صورت میں نمازوں کو جمع حقیقی کے ساتھ ادا کیا ہے۔

(٢٣٨٣) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ زَيْغِ الشَّمْسِ أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتَّى يَجْمَعَهَا إِلَى الْعَصْرِ يُصَلِّيهِمَا جَمِيْعًا وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ زَيْغِ الشَّمْسِ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا ثُمَّ سَارَ، وَكَانَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْعِشَاءِ، وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ عَجَّلَ الْعِشَاءَ فَصَلَّاهَا مَعَ الْمَغْرِبِ۔ (مسند احمد: ٢٢٤٤٥)

''سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ غزوہ تبوک (کے سفر) میں جب آپ ﷺ سورج ڈھلنے سے قبل (اپنے مقام سے) کوچ کر جاتے تو ظہر کو مؤخر کر کے اس کو عصر کے ساتھ جمع کر کے ادا کرتے، اور اگر سورج ڈھلنے کے بعد روانہ ہوتے تو ظہر و عصر کو جمع کر کے ادا کر لیتے، پھر سفر شروع کرتے۔ اسی طرح جب آپ ﷺ مغرب سے پہلے سفر شروع کرتے تو مغرب کو مؤخر کرتے یہاں تک کہ اس کو عشاء کے ساتھ پڑھتے اور اگر مغرب کے بعد کوچ کرتے تو عشاء کو جلدی کر لیتے اور اس کو مغرب کے ساتھ ادا کر لیتے۔''

شرح:...... یہ حدیث بھی جمع حقیقی کی واضح دلیل ہے۔

(٢٣٨٤) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ وَيُعَجِّلُ الْعَصْرَ وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَيُعَجِّلُ الْعِشَاءَ فِي السَّفَرِ۔

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سفر میں ظہر کو مؤخر کر کے اور عصر کو جلدی کر کے اور اسی طرح مغرب کو مؤخر کر کے اور عشاء کو جلدی کر کے ادا کر لیتے تھے۔''

اَلْفَصْلُ الثَّانِيُ: فِيْمَا رُوِيَ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ
فصل دوم: ظہر و عصر کو جمع کر کے ادا کرنے کا بیان

(٢٣٨٥) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيْغَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلَى وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا فَإِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سورج کے ڈھل جانے سے پہلے کوچ کر جاتے تو ظہر کو عصر کے وقت تک مؤخر کرتے، پھر اترتے اور ان دونوں کو جمع کرتے، لیکن اگر سفر شروع کرنے سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو

(٢٣٨٣) تخريج:...... رجاله ثقات رجال الشيخين، وهو صحيح ان شاء الله أخرجه الترمذي: ٥٥٣، ٥٥٤، وابوداود: ١٢٢٠ (انظر: ٢٢٠٩٤، وانظر الكلام المفصل على هذا الحديث في: ١٣٥٨٤)

(٢٣٨٥) تخريج:...... أخرجه البخاري: ١١١١، ١١١٢، ومسلم: ٧٠٤، وابوداود: ١٢١٨، والنسائي: ١/ ٢٨٤ (انظر: ١٣٥٨٤)

أَنْ يَـرْتَحِلَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ۔ (مسند احمد: ١٣٦١٩)

نمازِ ظہر ادا کر کے سواری پر سوار ہو جاتے۔''

شرح: ...... صحیح مسلم (٧٠٤) کی ایک روایت میں اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَـجْـمَـعَ بَيْـنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتّٰى يَدْخُلَ أَوَّلُ وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا۔ یعنی: جب نبی کریم ﷺ سفر میں دو نمازیں جمع کرنے کا ارادہ کرتے تو ظہر کو مؤخر کرتے، حتی کہ عصر کا ابتدائی وقت داخل ہو جاتا، پھر آپ ﷺ دونوں نمازیں جمع کر کے ادا کرتے۔ یہ حدیث بھی جمع حقیقی کی واضح دلیل ہے۔

(٢٣٨٦) عَـنْ أَبِـي قِلَابَةَ عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَـالَ: لَا أَعْـلَـمُهُ إِلَّا قَدْ رَفَعَهُ، قَالَ: كَانَ إِذَا نَـزَلَ مَنْزِلًا (وَفِي رِوَايَةٍ كَانَ إِذَا سَافَرَ فَنَزَلَ مَـنْـزِلًا) فَأَعْجَبَهُ الْمَنْزِلُ أَقَامَ فِيهِ حَتّٰى يَجْمَعَ بَيْـنَ الـظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَإِذَا سَارَ وَلَمْ يَتَهَيَّأْ لَهُ الْمَنْزِلُ أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتّٰى يَأْتِيَ الْمَنْزِلَ فَيَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ۔ (مسند احمد: ٢١٩١)

''ابوقلابہ کہتے ہیں: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اور میرے علم کے مطابق وہ مرفوع روایت بیان کر رہے تھے: جب رسول اللہ ﷺ دورانِ سفر کسی مقام پر پڑاؤ ڈالتے اور وہ مقام آپ کو اچھا لگتا تو آپ ﷺ وہاں قیام کرتے اور ظہر و عصر کو جمع کر کے ادا کر لیتے، اور جب آپ چل رہے ہوتے اور (ٹھہرنے کے لیے) کوئی اچھا مقام نہ پاتے تو چلتے رہے اور ظہر کو مؤخر کر دیتے، یہاں تک کہ کسی مقام پر پہنچ کر ظہر و عصر کو جمع کر لیتے۔''

شرح: ...... ہم نے مذکورہ بالا حدیث کو سنن بیہقی کی روایت کے واضح الفاظ کے ساتھ قلم بند کیا ہے، تا کہ ابہام و اشکال ختم ہو جائے۔ مسند احمد کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: فَـأَعْـجَبَـهُ الْمَنْزِلُ أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتّٰى يَجْمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ۔

(٢٣٨٧) عَـنْ حَمْزَةَ الضَّبِّيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَـسَ بْـنَ مَالِكٍ رضي الله عنه يَـقُـوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا نَـزَلَ مَـنْـزِلًا لَمْ يَرْتَحِلْ حَتّٰى يُـصَلِّيَ الظُّهْرَ، قَالَ: فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ لِأَنَـسٍ: يَـا أَبَـا حَـمْـزَةَ وَإِنْ كَانَ بِنِصْفِ الـنَّـهَـارِ؟ قَـالَ وَإِنْ كَـانَ بِنِصْفِ النَّهَـارِ۔ (مسند احمد: ١٢٢٢٨)

''حمزہ ضبی کہتے ہیں: میں نے سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی منزل پر اترتے تو نمازِ ظہر ادا کیے بغیر وہاں سے روانہ نہ ہوتے۔ محمد بن عمر نے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کو کہا: اے ابوحمزہ! اگرچہ نصف النہار کا وقت ہوتا؟ انھوں نے کہا: (جی ہاں) اگرچہ نصف النہار کا وقت ہوتا۔''

(٢٣٨٦) تخريج: ...... رجاله ثقات رجال الشيخين، لكن قال الحافظ في "الفتح": ٢/ ٥٨٣: ألا أنه مشكوك في رفعه، والمحفوظ أنه موقوف أخرجه البيهقي: ٣/ ١٦٤ (انظر: ٢١٩١)

(٢٣٨٧) تخريج: ...... اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ١٢٠٥ (انظر: ١٢٢٠٤)

شرح: ...... ''نصف النہار'' سے مراد دن کا نصف ہے اور وہ تو زوال کا وقت ہوتا ہے، اس مقام پر راویٔ حدیث آپ ﷺ کے جلدی نماز پڑھ لینے کو ان الفاظ کے ساتھ تعبیر کر رہے ہیں، وگرنہ آپ ﷺ نماز ظہر زوال ڈھلنے کے بعد ہی ادا کرتے تھے، سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی دوسری احادیث میں وضاحت ہے کہ آپ ﷺ دوران سفر یہ نماز سورج ڈھلنے کے بعد پڑھا کرتے تھے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ: فِيْمَا رُوِیَ فِی الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ
فصل سوم: مغرب اور عشاء کو جمع کر کے ادا کرنے کا بیان

(۲۳۸۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ عِنْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَلَمْ يُصَلِّ حَتّٰی أَتٰی سَرِفَ وَهِیَ تِسْعَةُ أَمْيَالٍ مِنْ مَكَّةَ۔ (مسند احمد: ۱٤۳۲٥)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غروب آفتاب کے وقت مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے اور نماز نہ پڑھی، یہاں تک کہ سرف مقام پر پہنچ گئے اور وہ مکہ سے نو میل کی مسافت پر ہے۔''

(۲۳۸۹)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ غَابَتْ لَهُ الشَّمْسُ بِسَرِفَ فَلَمْ يُصَلِّ الْمَغْرِبَ حَتّٰی أَتٰی مَكَّةَ۔ (مسند احمد: ۱٥۱٤۰)

''(دوسری سند) بے شک نبی کریم ﷺ کو سرف مقام پر سورج غروب ہوگیا، لیکن آپ ﷺ نے نماز مغرب نہ پڑھی، یہاں تک کہ مکہ پہنچ گئے۔''

شرح: ......اس حدیث سے پتہ چلا ہے کہ نمازِ مغرب کو عشاء کے وقت تک مؤخر کیا جا سکتا ہے، کیونکہ عادۃً یہ ناممکن ہے کہ آپ ﷺ سرف مقام پر مغرب کے وقت میں ہی پہنچ گئے ہوں۔ اس حدیث کے پہلے طریق پر بھی نقد کیا گیا ہے، بہرحال جمع حقیقی دوسری احادیث سے بھی ثابت ہے۔

(۲۳۹۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ كَانَ يَسِيْرُ حَتّٰی إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَأَظْلَمَ نَزَلَ فَصَلَّی الْمَغْرِبَ ثُمَّ صَلَّی الْعِشَاءَ عَلٰی أَثَرِهَا ثُمَّ يَقُوْلُ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

''عمر بن علی کہتے ہیں: (ایک موقع پر) سیّدنا علی رضی اللہ عنہ چلتے رہے، یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا اور اندھیرا ہو گیا، پھر وہ اترے، نماز مغرب پڑھی اور اس کے بعد ہی نمازِ عشا ادا کی اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی کرتے دیکھا تھا۔''

(۲۳۸۸) تخريج: ......رجاله ثقات رجال الصحيح غير الأجلح وهو صدوق، وأبو الزبير مدلس، ولم يصرح بسماعه من جابر أخرجه ابوداود: ۱۲۱٥، والنسائی: ۱/ ۲۸۷(انظر: ۱٤۲۷٤)

(۲۳۸۹)تخريج: ......اسناده ضعيف، الحجاج بن ارطاة و أبو الزبير مدلسان، وقد عنعنا، وقد خالف الحجاج فی متن هذا الحديث، فرواه مقلوبا، وصوابه الحديث بالطريق الاول وانظر الحديث بالطريق الأول (انظر: ۱٥۰۷٤)

(۲۳۹۰) تخريج: ......اسناده جيّد۔ أخرجه ابوداود: ۱۲۳٤(انظر: ۱۱٤۳)

يَصْنَعُ۔ (مسند احمد: ۱۱٤۳)

(۲۳۹۱) عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا هَلْ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ؟ قَالَ نَعَمْ، زَمَانَ غَزَوْنَا بَنِي الْمُصْطَلِقِ۔ (مسند احمد: ۱٤۸۰۸)

''ابوزبیر کہتے ہیں کہ میں نے سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے مغرب وعشاء کو جمع کر کے ادا کیا ہے، انہوں نے کہا: جی ہاں، غزوۂ بنی مصطلق کے موقع پر۔''

شرح:...... اگلی حدیث سے اس روایت کی تائید ہوتی ہے۔

(۲۳۹۲) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: جَمَعَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ يَوْمَ غَزَا بَنِي الْمُصْطَلِقِ۔ (مسند احمد: ٦۹۰٦)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ بنی مصطلق والے دن دو نمازوں کو جمع کر کے ادا کیا۔''

شرح: ...... دو نمازوں کو جمع کرنے سے مراد ظہر وعصر کو اور مغرب وعشاء کو جمع کرنا ہے، جیسا کہ دوسری روایات سے واضح ہوتا ہے۔

(۲۳۹۳) عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ: الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ إِذَا غَابَ الشَّفَقُ، قَالَ: وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ، وَفِي رِوَايَةٍ: إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ إِلَى رُبُعِ اللَّيْلِ أَخَّرَهُمَا جَمِيْعًا۔ (مسند احمد: ٤٤٧۲)

''امام نافع کہتے ہیں: جب سرخی غائب ہو جاتی تو سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مغرب وعشاء کو جمع کر کے ادا کرتے اور کہتے: جب رسول اللہ ﷺ کو چلنے میں جلدی ہوتی تو ان دو نمازوں کو جمع کر لیتے تھے۔ ایک روایت میں ہے: جب آپ ﷺ کو رات کے چوتھائی حصے تک چلنے میں جلدی ہوتی تو ان دو نمازوں کو مؤخر کر لیتے۔''

شرح:...... اس حدیث سے بھی جمع حقیقی کی حقانیت ثابت ہو رہی ہے۔

(۲۳۹٤) عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ ذُؤَيْبٍ مِنْ بَنِي أَسَدِ بْنِ عَبْدِالْعُزّٰى قَالَ خَرَجْنَا مَعَ ابْنِ عُمَرَ إِلَى الْحِمَى، فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ هِبْنَا أَنْ نَقُوْلَ لَهُ الصَّلَاةَ

''اسماعیل بن عبد الرحمن کہتے ہیں: ہم سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ چراگاہ کی طرف نکلے، سورج غروب ہو گیا، لیکن ہم ان کی ہیبت کی وجہ سے نماز کا نہ کہہ سکے، حتی کہ افق کی سفیدی بھی غائب ہو گئی اور رات کا ابتدائی اندھیرا بھی ختم ہو

(۲۳۹۱) تخريج: ......اسناده ضعيف لسوء حفظ ابن لهيعة (انظر: ۱٤۷٤۹)

(۲۳۹۲) تخريج: ......حسن لغيره۔ أخرجه ابن ابى شيبة: ۲/ ٤٥۸، ۱٤/ ۱٦٦ (انظر: ٦٦۸۲، ٦٦۹٤، ٦۹۰٦)

(۲۳۹۳) تخريج: ......أخرجه البخارى: ۱۸۰٥، ۳۰۰۰، ومسلم: ۷۰۳ (انظر: ٤٤۷۲، ٤٥٤۲، ٥۱۲۰)

(۲۳۹٤) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه الشافعى فى "الأم": ۱/ ۷۷، والطحاوى فى "شرح معانى الآثار": ۱/ ۱٦۱، والبيهقى: ۳/ ۱٦۱، وانظر الحديث السابق: ۱۲٤٥ (انظر: ٤٥۹۸)

حَتّٰى ذَهَبَ بَيَاضُ الْأُفُقِ وَذَهَبَتْ فَحمَةُ الْعِشَاءِ نَزَلَ فَصَلّٰى بِنَا ثَلَاثًا وَاثْنَتَيْنِ فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا وَقَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَ ۔ (مسند احمد: ٤٥٩٨)

گیا، پھر وہ (بالآخر) اترے اور ہمیں تین اور دو رکعتیں (یعنی مغرب و عشاء کی نمازیں) پڑھائیں، پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی کرتے دیکھا تھا۔''

شرح:...... مغرب کے آخری اور عشاء کے پہلے وقت کے بارے میں اختلاف ہے، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک شفق کی سرخی کا غائب ہونا اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک شفق کی سفیدی کا غروب ہونا حد فاصل ہے۔ دلائل کی روشنی میں اول الذکر مسلک راجح ہے، بہر حال اس مقام پر جس وقت کو مرضی حد فاصل قرار دیا جائے، اس حدیث سے بھی جمع حقیقی ہی کا ثبوت ملتا ہے۔

(٢٣٩٥) عَنْ نَافِعٍ قَالَ: جَمَعَ ابْنُ عُمَرَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ مَرَّةً وَاحِدَةً، جَاءَهُ خَبَرٌ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ أَنَّهَا وَجِعَةٌ، فَارْتَحَلَ بَعْدَ أَنْ صَلَّى الْعَصْرَ وَتَرَكَ الْأَثْقَالَ، ثُمَّ أَسْرَعَ السَّيْرَ فَسَارَ حَتّٰى حَانَتْ صَلَاةُ الْمَغْرِبِ فَكَلَّمَهُ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: اَلصَّلَاةَ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ شَيْئًا، ثُمَّ كَلَّمَهُ آخَرُ، فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ شَيْئًا، ثُمَّ كَلَّمَهُ آخَرُ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اسْتَعْجَلَ بِهِ السَّيْرُ أَخَّرَ هٰذِهِ الصَّلَاةَ حَتّٰى يَجْمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ ۔ (مسند احمد: ٦٣٧٥)

''امام نافع کہتے ہیں: سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ دو نمازوں کو جمع کر کے ادا کیا، (تفصیل یہ ہے کہ) ان کو (اپنی بیوی) صفیہ بنت ابی عبید کے متعلق یہ خبر موصول ہوئی کہ وہ بیمار ہے، پس وہ نماز عصر ادا کر کے روانہ ہوئے اور سامان وغیرہ وہیں چھوڑ دیا، انھوں نے تیزی کے ساتھ چلنا شروع کیا، سفر جاری رکھا، یہاں تک کہ مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا، ایک ساتھی نے کہا: نماز پڑھو۔ لیکن سیّدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اس کو کوئی جواب نہ دیا، پھر دوسرے بندے نے یہی بات کی، لیکن اس کو بھی کوئی جواب نہ دیا، جب تیسرے بندے نے یہی بات کی تو انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ جب آپ ﷺ کو جلدی چلنا ہوتا تو اس نماز کو مؤخر کر دیتے، یہاں تک کہ دونوں نمازوں کو جمع کر کے ادا کرتے۔''

(٢٣٩٦) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اُسْتُصْرِخَ عَلٰى صَفِيَّةَ فَسَارَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ مَسِيْرَةَ ثَلَاثِ لَيَالٍ سَارَ حَتّٰى

''(دوسری سند) جناب نافع کہتے ہیں: جب سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو (ان کی بیوی) صفیہ کی مدد کے بارے میں خبر دی گئی، تو وہ اس ایک رات میں تین راتوں کی مسافت کے برابر

(٢٣٩٥) تخريج: ...... اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه ابوداود: ١٢٠٧، وانظر الحديث: ١٢٤٥ (انظر: ٦٣٧٥)

(٢٣٩٦) تخريج: ...... اسناده صحيح على شرط الشيخين، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٥١٢٠)

أَمْسٰى، فَقُلْتُ: اَلصَّلَاةَ، فَسَارَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ، فَسَارَ حَتّٰى أَظْلَمَ فَقَالَ لَهُ سَالِمٌ أَوْ رَجُلٌ: اَلصَّلَاةَ وَقَدْ أَمْسَيْتَ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا عَجِلَ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ، وَإِنِّي أُرِيْدُ أَنْ أَجْمَعَ بَيْنَهُمَا فَسِيْرُوا، فَسَارَ حَتّٰى غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا۔ (مسند احمد: ٥١٢٠)

چلے، چلتے رہے، حتیٰ کہ شام ہوگئی، میں نے کہا: نماز پڑھ لیں، لیکن وہ چلتے رہے اور میری طرف کوئی توجہ نہ کی، حتیٰ کہ اندھیرا ہوگیا، پھر ان کو جناب سالم یا کسی اور آدمی نے کہا: نماز پڑھ لیں، آپ نے تو شام کردی ہے۔ (اب کی بار) انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کو جب جلدی چلنا ہوتا تو آپ ان دونوں نمازوں کو جمع کرلیا کرتے تھے، اور میں بھی ان کو جمع کر کے ادا کرنا چاہتا ہوں، اس لیے تم چلتے رہو، پھر انھوں نے سفر جاری رکھا، یہاں تک کہ شفق غائب ہوگئی، پھر اترے اور (مغرب و عشا) کو جمع کر کے ادا کیا۔''

شرح: ......اس حدیث کے مطابق بھی نماز مغرب کو نماز عشاء کے وقت میں ادا کیا گیا۔

(٢٣٩٧) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى صَلَاةً إِلَّا لِمِيْقَاتِهَا إِلَّا صَلَاتَيْنِ: صَلَاةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ وَصَلَاةَ الْفَجْرِ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيْقَاتِهَا (وَفِي لَفْظٍ) قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ الْعِشَاءَيْنِ، أَيْ بَدَلَ قَوْلِهِ صَلَاتَيْنِ" فَإِنَّهُ صَلَّاهُمَا بِجَمْعٍ جَمِيْعًا۔ (مسند احمد: ٤٠٤٦)

''سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے تو یہی دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر نماز اس کے وقت پر ادا کی، سوائے دو نمازوں کے، مغرب و عشاء کو مزدلفہ کے مقام پر جمع کیا اور اس دن نماز فجر کو اس کے وقت سے پہلے ادا کیا۔ ابن نمیر کی روایت میں "صَلَاتَيْن" کے بجائے "الْعِشَائَيْنِ" کے الفاظ ہیں، آپ ﷺ نے ان دو نمازوں کو مزدلفہ میں جمع کر کے ادا کیا تھا۔''

شرح: ......نماز فجر وقت سے پہلے ادا کر لی، اس کا یہ مفہوم نہیں کہ یہ نماز طلوع فجر سے پہلے ادا کر لی گئی تھی، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس نماز کو اس کے معتاد وقت سے پہلے ادا کر لیا تھا۔ یہ سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اپنے علم کی بات کر رہے ہیں، وگرنہ دیگر صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے بارے میں خبر دی ہے کہ آپ ﷺ نے دوسرے مقامات پر بھی جمع حقیقی کی ہے۔

شرح: ......اللہ تعالیٰ امام احمد پر رحم فرمائے، جنہوں نے ایک موضوع پر اتنی ساری روایات جمع کر دیں، بہرحال اِن اور دیگر احادیث سے یہ مسئلہ واضح ہو جاتا ہے کہ سفر میں ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع تقدیم یا جمع تاخیر کے ساتھ ادا کیا جا سکتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے، جو اس زمانے میں زیادہ محسوس کیا جا رہا ہے۔ اس لیے جہاں بھی طویل یا ہوائی سفر کی وجہ سے نماز کا مسئلہ پیدا ہو تو سواریوں کو اس رخصت سے فائدہ اٹھا کر نمازیں جمع کر لینی چاہئیں۔

(٢٣٩٧) تخريج: ......أخرجه مسلم: ١٢٨٩، وابوداود: ١٩٣٤ (انظر: ٣٦٣٨، ٤٠٤٦)

3 ..... بَابُ جَمْعِ الْمُقِيمِ لِمَطَرٍ أَوْ غَيْرِهِ

مقیم آدمی کا بارش وغیرہ کی وجہ سے نمازوں کو جمع کرنے کا بیان

(۲۳۹۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمَدِيْنَةِ مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا مَطَرٍ، قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: وَمَا أَرَادَ لِغَيْرِ ذٰلِكَ؟ قَالَ: أَرَادَ أَنْ لَا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ۔ (مسند احمد: ۱۹۵۳)

''سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو مدینہ میں جمع کر کے ادا کیا، جبکہ نہ کوئی خوف تھا اور نہ بارش۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ (بارش اور خوف کے بغیر) ایسا کرنے سے آپ ﷺ کا مقصود کیا تھا؟ انھوں نے جواب دیا کہ آپ ﷺ کا ارادہ یہ تھا کہ امت کو تنگی میں نہ ڈالیں۔''

شرح: ......اس مضمون سے متعلقہ مزید ایک دلیل یہ ہے، جس میں تنگی کو رفع کرنے کے الفاظ نبی کریم ﷺ کے ہیں۔ ''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ الْأُوْلٰى وَالْعَصْرِ وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فَقِيْلَ لَهُ، فَقَالَ: ((صَنَعْتُ هٰذَا لِكَيْ لَا تُحْرَجَ أُمَّتِيْ.)) (المعجم الكبير للطبراني: ۱۰/۲۶۹/۱۰۵۲۵، و المعجم الأوسط: ۱/ ۴۶/ ۱، الصحيحة: ۲۸۳۷) ''رسول اللہ ﷺ نے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع کر کے ادا کیا۔ جب آپ ﷺ سے وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: ''میں نے یہ نمازیں اس انداز میں اس لیے پڑھی ہیں تاکہ میری امت تنگی میں نہ پڑے۔''

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: حقیقت یہ ہے کہ میرے علم میں کوئی ایسی واضح حدیث نہیں ہے، جو بارش میں نمازیں جمع کرنے پر دلالت کرے، البتہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ان الفاظ (مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا مَطَرٍ) (یعنی بغیر کسی خوف اور بارش کے نمازیں کرنا) سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے زمانے میں بارش کی وجہ سے نمازیں جمع کرنا معروف تھا اور اسی وجہ سے اس رخصت پر سلف کا عمل جاری رہا، جیسا کہ مصنف عبد الرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں بہت سے آثار منقول ہیں۔ امام نافع کہتے ہیں: ہمارے حکمرانوں کی یہ عادت تھی کہ وہ بارش والی رات کو مغرب مؤخر کر کے اور عشاء کو جلدی کر کے دونوں نمازیں سرخی کے غائب ہونے سے پہلے ادا کر لیتے تھے، سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور اس جمع میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تھے۔ عبید اللہ کہتے ہیں: میں نے قاسم اور سالم کو دیکھا کہ وہ بھی بارش کے موسم میں اِن امراء کے ساتھ نماز پڑھ لیتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ۔ صحیحہ: ۲۷۹۵)

امام البانی رحمہ اللہ ایک اور مقام پر رقمطراز ہیں: امام شوکانی رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ اس حدیث کو جمع صوری پر محمول کیا جائے گا، یعنی ظہر کو اس کے آخری وقت میں اور عصر کو اس کے پہلے وقت میں ادا کیا گیا۔ اس خیال کو ثابت کرنے کے لیے انھوں نے طویل بحث کی، حدیث کی تاویل کرنے میں تکلف برتا، مختلف امور سے اپنے مسلک کا استدلال کرتے

(۲۳۹۸) تخريج: ......أخرجه مسلم: ۷۰۵، وابوداود: ۱۲۱۱، والترمذي: ۱۸۷، والنسائي: ۱/ ۲۹۰ (انظر: ۱۹۵۳)

رہے اور اس سے جمع حقیقی کو ثابت نہ کیا، جو کہ سفر والی احادیث سے صراحت کے ساتھ ثابت ہے۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ قارئین کی توجہ اس نقطے کی طرف مبذول کراؤں کہ امام شوکانی آپ ﷺ کی حدیث کے اس حصے کو ذہن نشین نہ کر سکے: ((صَنَعْتُ هٰذَا لِكَيْ لَا تُحْرَجَ أُمَّتِي.)) یعنی ''میں نے یہ نمازیں اس انداز میں اس لیے پڑھی ہیں تاکہ میری امت تنگی میں نہ پڑے۔''

یہ الفاظ جمع حقیقی کے حق میں واضح نص ہیں، کیونکہ شریعت کی اصطلاح میں امت سے گناہ اور حرام کام کا اثر ختم کرنے کیلئے (رفع الحرج) کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے، جیسا کہ دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے، مزید اس کو یوں سمجھیں کہ حرج اور تنگی نہ ہونے کی صورت میں مؤاخذہ کیا جائے گا، جیسا کہ بارش اور سردی کی وجہ سے نمازِ جمعہ اور نمازِ باجماعت ترک کرنے کی رخصت دی گئی ہے، جب سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مؤذن کو جمعہ کے دن اذان میں "اَلصَّلَاةُ فِی الرِّحَالِ" (نماز گھروں میں ادا کرلو) کہنے کا حکم دیا تو بعض لوگوں نے اس کلمہ پر انکار کیا، اس پر سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ایسے لگتا ہے کہ تم لوگ اس جملے کا انکار کر رہے ہو، حالانکہ اس ہستی نے یہ الفاظ کہلوائے تھے، جو مجھ سے بہتر ہے، ان کی مراد نبی کریم ﷺ تھے۔ ایسے موسم میں نمازِ جمعہ ادا کرنا عزیمت ہے، لیکن میں ناپسند کرتا ہوں کہ تم لوگوں کو تنگی میں ڈال دوں۔ (بخاری: ٦١٦، ٦٦٨، ٩٠١، موقوف الفاظ ابن ابی شیبہ (٢/ ١٥٣) کے ہیں)

نعیم بن نحام کہتے ہیں: سخت سردی تھی، صبح کی اذان ہونے لگی، میں اپنی بیوی کی چادر میں لیٹا ہوا تھا، میں نے کہا: کاش مؤذن "وَمَنْ قَعَدَ فَلَا حَرَجَ" کہہ دے، یعنی: اگر کوئی نہ آئے تو اس پر کوئی حرج نہیں۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ کے مؤذن نے ''وَمَنْ قَعَدَ فَلَا حَرَجَ'' کہہ دیا۔ (مسند احمد: ٤/ ٣٢٠)

ہر کوئی جانتا ہے کہ جمعہ کی نماز اور نماز باجماعت ادا کرنا واجب ہے۔ جب شریعت بارش کے دوران نہ آنے والوں سے حرج اور تنگی کی نفی کرے گی، تو یہ ایک نیا حکم قرار پائے گا۔ جب بارش والا عذر نہیں ہوگا تو نمازیوں کو بلانے کے لیے عام اذان ہوگی، جس میں کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں: ہر نمانا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے غلام امام نافع اس کے بارے میں ہمیں بتلائیں گے، وہ کہتے ہیں: بارش والی رات کو ہمارے امراء مغرب کو مؤخر کر کے اور عشا کو جلدی کر کے دونوں کو سرخی کے غروب سے پہلے ادا کر لیتے تھے۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور ایسا کرنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تھے۔ عبید اللہ، جو نافع سے یہ روایت بیان کرتے ہیں، کہتے ہیں: میں نے سالم اور قاسم کو بھی ان کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ٢/ ٢٣٤ بسند صحیح غایۃ)

میں (البانی) کہتا ہوں: ''سرخی کے غائب ہونے سے پہلے نمازوں کو ادا کر لینا'' اس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ جمع حقیقی تھی، کیونکہ نمازِ مغرب کا وقت غروبِ شفق تک جاری رہتا ہے، جیسا کہ صحیح مسلم کی سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے، میں نے اس کی (صحیح أبی داود: ٤٢٥) میں اس کی تخریج کی ہے۔

(دوم) سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ کی حدیث میں نمازوں کو جمع کرنے کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے: ((صَنَعْتُ

هٰذَا لِكَيْ لا تُحْرِجَ أُمَّتِي .)) یعنی ''میں نے یہ نمازیں اس انداز میں اس لیے پڑھی ہیں تا کہ میری امت تنگی میں نہ پڑے۔'' سفر میں نمازیں جمع کرنے کی بھی یہی وجہ بیان کی گئی ہے، جیسا کہ سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ تبوک کے دوران ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع کر کے ادا کیا۔ ابو طفیل کہتے ہیں: میں نے پوچھا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس چیز نے جمع کرنے پر آمادہ کیا؟ انھوں نے جواب دیا: أَرَادَ أَنْ لَا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ. یعنی: آپ کا ارادہ یہ تھا کہ آپ امت کو تنگی میں نہ ڈالیں۔ (صحیح مسلم) میں نے (ارواء الغلیل: ۳/ ۳۱) میں اس کی تخریج کی ہے۔ ابوداود وغیرہ کی روایت میں ہے: یہ جمع تقدیم و تاخیر کے ساتھ تھی، یہی بات سیّدنا انس رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث سے بھی ثابت ہے۔ (دیکھئے: ارواء الغلیل: ۵۷۸، ۵۷۹)

میں کہتا ہوں: اگر آپ سابقہ بحث ذہن نشین کر لیں تو آپ کو یقین ہو جائے گا کہ اس حدیث کی صحیح مراد جمع حقیقی ہی ہے، جس کے ذریعے امت کو بسا اوقات لاحق ہونے والی تنگی کو دور کیا جا سکتا ہے۔ رہا مسئلہ جمع صوری کا، تو سفر ہو یا حضر ہو، اس میں سرے سے کوئی حرج ہی نہیں ہے، (کیونکہ ہر نماز کو اس کے وقت پر ادا کیا جاتا ہے)۔ احناف نے اس حدیث کی تاویل کرتے ہوئے جمع حقیقی کو ناجائز قرار دیا، لیکن جمہور علماء و فقہاء جمع حقیقی کے قائل ہیں، جمہور نے جتنے دلائل پیش کیے، ان میں جمع تقدیم کی بھی وضاحت ہے، یہ دلائل حنفیوں کی تاویلات کو باطل کرتے ہیں۔ بعض احادیث میں جمع تاخیر کا ذکر بھی ہے، جیسا کہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: إِذَا عَجِلَ عَلَيْهِ السَّفَرُ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ إِلٰى أَوَّلِ وَقْتِ الْعَصْرِ، فَيَجْمَعُ بَيْنَهُمَا وَ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتّٰى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ حِيْنَ يَغِيْبُ الشَّفَقُ. یعنی: اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سفر میں جلدی ہوتی ہے تو ظہر کو عصر کے ابتدائی وقت تک مؤخر کر کے دونوں کو اکٹھا (کر کے عصر کے وقت میں) ادا کرتے اور مغرب کو مؤخر کر کے عشاء کے ساتھ اس وقت جمع کرتے، جب سرخی غروب ہو چکی ہوتی تھی۔ (بخاری، مسلم)

میں یہ کہنا مناسب سمجھوں گا کہ سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمع کی یہ علت بیان کی ہے: ((صَنَعْتُ هٰذَا لِكَيْ لا تُحْرِجَ أُمَّتِي .)) یعنی: ''میں نے یہ نمازیں اس انداز میں اس لیے پڑھی ہیں تا کہ میری امت تنگی میں نہ پڑے۔'' اس وجہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی عذر، تنگی اور حرج ہو تو نمازوں کو جمع کر لینا جائز ہے، وگرنہ نہیں۔ افراد، حالات اور مقامات کو دیکھ کر عذر کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ سلف صالحین میں سے جن علماء و فقہاء نے ان احادیث سے استدلال کرتے ہوئے نمازوں کو علی الاطلاق جمع کرنے کی اجازت دی ہے، انھوں نے یہ شرط بھی لگائی ہے کہ اس کو عادت اور رواج نہ بنا لیا جائے، جیسا کہ شیعہ لوگوں نے کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ جو آدمی مساجد میں پانچوں نمازیں ان کے مقررہ اوقات میں با جماعت کرنے کا حریص ہو گا، وہ عذر کے بغیر اس حدیث پر عمل نہیں کرے گا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (صحیحہ: ۲۸۳۷) رحم اللہ الالبانی رحمۃ واسعۃ)

(٢٣٩٩) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَدِيْنَةِ مُقِيْمًا غَيْرَ مُسَافِرٍ سَبْعًا وَثَمَانِيًا۔ (مسند احمد: ١٩٢٩)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے (مغرب وعشاء کو جمع کر کے ان کی) سات اور (ظہر وعصر کو جمع کر کے ان کی) آٹھ رکعتیں ادا کیں، جبکہ آپ ﷺ مدینہ میں مقیم تھے اور مسافر نہ تھے۔''

(٢٤٠٠) حدثنا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو: أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثَمَانِيًا جَمِيْعًا وَسَبْعًا جَمِيْعًا۔ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا الشَّعْثَاءِ! أَظُنُّهُ أَخَّرَ الظُّهْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ وَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَعَجَّلَ الْعِشَاءَ، قَالَ وَأَنَا أَظُنُّ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ١٩١٨)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آٹھ رکعات جمع کر کے اور سات رکعات جمع کر کے پڑھیں۔عمرو کہتے ہیں: میں نے جابر بن زید سے کہا: اے ابوشعثاء! میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے ظہر کو مؤخر کر کے اور عصر کو جلدی کر کے اور مغرب کو مؤخر کر کے اور عشاء کو جلدی کر کے پڑھا ہوگا۔انہوں نے کہا: میرا بھی یہی خیال ہے۔''

شرح: ...... درج بالا بحث سے ساری تفصیل کا پتہ چل رہا ہے، کسی راوی کے وہم وگمان سے اصل مفہوم یا حکم متاثر نہیں ہوتا۔اس بحث میں درج ذیل روایت اور اس کا حکم ذہن نشین کر لینا چاہیے: سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ ثَمَانِيًا جَمِيْعًا وَسَبْعًا جَمِيْعًا، أَخَّرَ الظُّهْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ وَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَعَجَّلَ الْعِشَاءَ۔ (سنن نسائی: ٥٩٠) ''میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ میں (مغرب وعشاء کی) سات اور (ظہر وعصر) آٹھ رکعتیں اکٹھی پڑھی تھیں، (اس کی صورت یہ تھی کہ) آپ ﷺ نے ظہر کو مؤخر کر کے اور عصر کو معجّل کر کے اور مغرب کو مؤخر کر کے اور عشاء کو معجّل کر کے ادا کیا۔'' یہ راویٔ حدیث قتیبہ کی خطا ہے کہ انھوں نے ان الفاظ ''أَخَّرَ الظُّهْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ وَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَعَجَّلَ الْعِشَاءَ'' کو سیّدنا عبد اللہ بن عباس کی طرف منسوب کر دیا، حالانکہ یہ ابوشعثاء کے الفاظ ہیں۔

(۴) بَابُ الْجَمْعِ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ مِنْ غَيْرِ صَلَاةِ تَطَوُّعٍ بَيْنَ الْمَجْمُوْعَتَيْنِ

دو نمازوں کے درمیان نفلی نماز کے بغیر ایک اذان اور اقامت سے جمع کرنے کا بیان

(٢٤٠١) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ:

''عبدالرحمن بن یزید کہتے ہیں: میں سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

(٢٣٩٩) تخريج: ......هذا حديث صحيح لغيره۔ أخرجه البخاري: ٥٤٣، ١١٧٤، ومسلم: ٧٠٥ (انظر: ١٩١٨، ١٩٢٩)

(٢٤٠٠) تخريج: ......انظر الحديث السابق: ١٢٥٠ (انظر: ١٩١٨)

(٢٤٠١) تخريج: ......أخرجه البخاري: ١٦٨٣، وسلف مختصرا: ١٢٤٨ (انظر: ٣٩٦٩)

كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ بِجَمْعٍ فَصَلَّى الصَّلَاتَيْنِ كُلَّ صَلَاةٍ وَحْدَهَا بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ وَالْعَشَاءُ بَيْنَهُمَا وَصَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ سَطَعَ الْفَجْرُ أَوْ قَالَ: حِيْنَ قَالَ قَائِلٌ طَلَعَ الْفَجْرُ، وَقَالَ قَائِلٌ لَمْ يَطْلُعْ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ تُحَوَّلَانِ عَنْ وَقْتِهِمَا فِي هٰذَا الْمَكَانِ لَا يَقْدَمُ النَّاسُ جَمْعًا حَتّٰى يُعْتِمُوا وَصَلَاةَ الْفَجْرِ هٰذِهِ السَّاعَةَ)) (مسند احمد: ٣٩٦٩)

کے ساتھ مزدلفہ میں تھا، انھوں نے دو نمازیں پڑھیں، ہر نماز اکیلی اذان اور اقامت کے ساتھ ادا کی اور ان کے درمیان کھانا بھی کھایا، فجر کی نماز اس وقت پڑھی جب فجر طلوع ہو چکی تھی، یا یہ کہا کہ یہ نماز اس وقت پڑھی، جب کوئی کہتا کہ فجر طلوع ہو گئی اور کوئی کہتا کہ طلوع نہیں ہوئی، پھر کہا: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اس مقام پر ان دو نمازوں کو ان کے اوقات سے پھیر دیا جاتا ہے، کیونکہ لوگ مزدلفہ میں اس وقت پہنچتے ہیں جب (غروبِ شفق کے بعد والا) اندھیرا ہو چکا ہوتا ہے اور فجر کی نماز اس وقت پڑھتے ہیں۔''

شرح: ...... مزدلفہ میں مغرب وعشاء کو عشاء کے وقت میں ادا کیا جاتا ہے اور نماز فجر کو اس کے معروف وقت سے پہلے ادا کیا جاتا ہے، یقیناً آپ ﷺ نے نماز فجر کو طلوع فجر کے بعد ہی ادا کیا تھا، اگرچہ بعض لوگوں کے لیے فجر کا طلوع ہونا واضح نہیں ہو رہا تھا۔

(٢٤٠٢) عَنِ الْحَكَمِ قَالَ: صَلّٰى بِنَا سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ بِجَمْعٍ الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا بِإِقَامَةٍ، قَالَ: ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ ذَكَرَ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَعَلَ ذٰلِكَ وَذَكَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ٢٥٣٤)

''حکم کہتے ہیں کہ سعید بن جبیر نے ہمیں مزدلفہ میں مغرب کی تین رکعات ایک اقامت کے ساتھ پڑھائیں، اس سے سلام پھیرنے کے بعد نماز عشاء کی دو رکعتیں پڑھائیں، پھر انھوں نے ذکر کیا کہ سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ عمل کیا تھا اور انھوں نے کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے کیا تھا۔''

شرح: ...... یہ روایت مختصر ہے، اس کو پچھلی حدیث کی روشنی میں سمجھ لینا چاہیے۔

(٢٤٠٣) عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ

''سیّدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ

(٢٤٠٢) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط الشخين أخرجه النسائى: ١/ ٢٣٩۔ وهذا الحديث من مسند عبد الله بن عمر أخرجه مسلم: ١٢٨٨ (انظر: ٢٥٣٤، ٥٢٤١)

(٢٤٠٣) تخريج: ......حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف لضعف جابر بن يزيد الجعفى۔ وأما قوله: "باقامة" فانه تفرد به جابر الجعفى فى حديث ابى ايوب الانصارى، وغيره لم يذكر الاقامة فيه، ويشهد له حديث ابن عمر الآتى بعده، لكن خالفه حديث اسامة بن زيد عند البخارى (١٦٧٢) ومسلم: ١٢٨٠، وحديث جابر عند مسلم (١٢١٨)، ففيهما: انه اقام لكل صلاة، وفى المسألة خلاف بين اهل العلم والقول الثانى هو المشهور۔أخرج بنحوه الطبرانى: ٣٨٧٠ (انظر: ٢٣٥٧٣)

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِإِقَامَةٍ۔ (مسند احمد: ۲۳۹۷۰)

نے مغرب و عشاء کو ایک اقامت کے ساتھ ادا کیا۔"

(۲٤۰٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ، صَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا وَالْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ۔ (مسند احمد: ٤٨٩٤)

"۱۲۵۵۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز کو جمع فرمایا: آپ ﷺ نے مغرب کی تین رکعات اور عشاء کی دو رکعات ایک اقامت کے ساتھ پڑھائیں تھیں۔"

(۲٤۰٥) عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ بِإِقَامَةٍ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا وَلَا عَلَى أَثَرِ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا۔ (مسند احمد: ٥١٨٦)

"سالم اپنے باپ (سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب و عشاء کو ایک اقامت کے ساتھ جمع کیا اور نہ ان دونوں کے درمیان نفلی نماز پڑھی اور نہ ان میں سے ہر ایک کے بعد۔"

(۲٤۰٦) عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا جَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ نَزَلَ فَتَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَنَاخَ كُلُّ إِنْسَانٍ بَعِيرَهُ فِي مَنْزِلِهِ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّاهَا وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا۔ (مسند احمد: ۲۲۱۵۷)

"سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مزدلفہ تشریف لائے تو اترے، وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا، پھر نماز کے لیے اقامت کہی گئی، آپ ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھائی، پھر ہر آدمی نے اپنے اونٹ کو اپنے مقام پر بٹھایا، پھر نماز کے لیے اقامت کہی گئی، آپ ﷺ نے نماز پڑھائی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی (نفلی) نماز نہیں پڑھی۔"

(۲٤۰۷)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيهِ) قَالَ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى قَدِمَ الْمُزْدَلِفَةَ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَنَاخَ النَّاسُ فِي مَنَازِلِهِمْ وَلَمْ يَحُلُّوا حَتَّى أَقَامَ الْعِشَاءَ فَصَلَّى ثُمَّ حَلَّ النَّاسُ۔ (مسند احمد: ۲۲۰۸٥)

"(دوسری سند) انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے اور مزدلفہ پہنچ گئے اور نماز مغرب قائم کی، پھر لوگوں نے (اپنی سواریاں) اپنی منازل میں بٹھائیں، لیکن ابھی تک ان سے سامان نہیں اتارا تھا کہ آپ ﷺ نے نماز عشاء کھڑی کر دی، آپ ﷺ نے نماز پڑھائی، پھر لوگوں نے سامان وغیرہ اتارا۔"

(۲٤۰٤) تخریج: ......أخرجه مسلم: ۱۲۸۸، وأخرجه البخاري: ۱٦۷۳ بلفظ: كل واحدة منهما باقامة (انظر: ٤٨٩٤)

(۲٤۰٥) تخریج: ......انظر الحديث السابق: ۱۲٥٦ (انظر: ٥١٨٦)

(۲٤۰٦) تخریج: ......أخرجه البخاري: ۱۳۹، ۱٦٦۹، ۱٦۷۲، ومسلم: ص ۹۳٤ (انظر: ۲۱۸۱٤)

(۲٤۰۷) تخریج: ......انظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۲۱۷٤۲)

(٢٤٠٨) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ) قَالَ أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلَّوُا الْمَغْرِبَ ثُمَّ حَلُّوا رِحَالَهُمْ وَأَعَنْتُهُ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ. (مسند احمد: ٢٢٠٩٢)

''(تیسری سند) سیّدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ ﷺ مزدلفہ پہنچے، لوگوں نے نماز مغرب ادا کی، پھر انھوں کجاوے اتارے اور میں نے نبی کریم ﷺ کی مدد کی تھی، پھر آپ ﷺ نے نمازِ عشاء پڑھائی۔''

شرح: ......آخری حدیث تین اسانید کے ساتھ مروی ہے، اس روایت میں کچھ تناقض نظر آ رہا ہے اور وہ اس طرح کہ دوسری سند سے مروی روایت میں ہے کہ لوگوں نے عشاء سے پہلے سامانا وغیرہ نہیں اتارا تھا، جبکہ تیسری سند کے ساتھ مروی حدیث میں ہے کہ انھوں نے عشاء سے پہلے ہی کجاوے وغیرہ اتار دیئے تھے۔ اگر ان میں جمع و تطبیق کی یہ صورت ممکن ہو کہ بعض لوگوں نے عشاء سے پہلے اپنے سواریوں سے سامان اتار دیا تھا اور بعض نے نہیں اتارا تھا تو ٹھیک ہے، وگرنہ دوسری روایت کو ترجیح دی جائے گی، کیونکہ وہ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ مزدلفہ کے مقام پر مغرب و عشاء کو جمع کرتے وقت دو اقامتیں کہیں گئیں یا ایک؟ اسی باب میں مذکورہ احادیث میں دونوں چیزوں کا ذکر کر دیا گیا ہے، دو اقامتوں کا ذکر زیادہ تفصیل، وضاحت اور زیادتیٔ علم پر مشتمل ہے، صحیح مسلم اور سنن نسائی کی سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ والی تفصیلی روایت میں بھی دو اقامتوں کا ذکر ہے، چونکہ واقعہ ایک ہے اور دو اقامتوں والی بات زیادہ علم والی ہے، اس لیے اسی کو ترجیح دی جائے گی۔

5 ..... بَابُ حُكْمِ صَلَاةِ الرَّوَاتِبِ فِيْ السَّفَرِ

سفر میں سنن مؤکدہ کا حکم

وَفِيْهِ فُصُوْلٌ

اور اس کئی فصلیں ہیں

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ: فِيْمَا رُوِىَ فِعْلُهَا فِيْ السَّفَرِ

فصل اول: سفر میں ان کی ادائیگی کے بارے میں روایات

(٢٤٠٩) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِى الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَصَلَّى الظُّهْرَ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا

''سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر و حضر میں نماز پڑھی ہے، آپ ﷺ نے حضر میں ظہر کی نماز چار رکعات پڑھی اور اس کے بعد بھی دو رکعتیں ادا

(٢٤٠٨) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه الحميدى: ٥٤٨، والنسائى: ١/ ٢٩٢، وابن خزيمة: ٦٤، ٢٨٤٧ (انظر: ٢٢٧٤٩)

(٢٤٠٩) تخريج: ......اسناده ضعيف لضعف عطية بن سعد العوفى ومتابعة نافع لا تشدّه فان الراوى عن نافع، وهو ابن ابى ليلى، ضعيف لسوء حفظه أخرجه الترمذى: ٥٥١، ٥٥٢ (انظر: ٥٦٣٤)

رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّى الْعَصْرِ أَرْبَعًا وَلَيْسَ بَعْدَهَا شَيْءٌ، وَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّى الْعِشَاءَ أَرْبَعًا، وَصَلَّى فِي السَّفَرِ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَلَيْسَ بَعْدَهَا شَيْءٌ، وَالْمَغْرِبَ ثَلَاثًا وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَالْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ٥٦٣٤)

کیں، نمازِ عصر چار رکعات ادا کی اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی، نمازِ مغرب کی تین رکعات اور اس کے بعد دو رکعات ادا کیں اور عشاء کی چار رکعات پڑھیں۔ آپ ﷺ نے سفر میں ظہر دو اور اس کے بعد بھی دو رکعات پڑھیں، عصر کی نماز دو رکعات ادا کیں اور اس کے بعد مزید کوئی نماز نہیں پڑھی، نماز مغرب کی تین رکعات اور اس کے بعد دو رکعتیں ادا کیں اور عشاء کی دو اور اس کے بعد مزید دو رکعات پڑھیں۔‘‘

(٢٤١٠) عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَأَلْتُ طَاوُسًا عَنِ السُّبْحَةِ فِي السَّفَرِ؟ قَالَ: وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ يَنَّاقٍ جَالِسًا، فَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ وَطَاوُسٌ يَسْمَعُ: حَدَّثَنَا طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَكَمَا تُصَلِّي فِي الْحَضَرِ قَبْلَهَا وَبَعْدَهَا فَصَلِّ فِي السَّفَرِ قَبْلَهَا وَبَعْدَهَا، قَالَ وَكِيعٌ مَرَّةً: وَصَلِّهَا فِي السَّفَرِ۔ (مسند احمد: ٢٠٦٤)

’’اسامہ بن زید کہتے ہیں: میں نے طاؤس سے سفر میں نفلی نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا، جبکہ حسن بن مسلم بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے، تو حسن بن مسلم نے کہا اور طاؤس سن رہے تھے، کہ ہمیں طاؤس نے سیّدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے بیان کیا ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضر و سفر کی نماز فرض کی ہے، اس لیے جس طرح تو حضر میں فرضی نماز سے پہلے اور بعد میں (نفلی) نماز پڑھتا ہے، اسی طرح سفر میں بھی پہلے اور بعد والی (سنتیں) پڑھا کرو۔‘‘

شرح: …… یہ سیّدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کا ذاتی اجتہاد ہے، وگرنہ نبی کریم سے واضح طور پر ثابت ہے کہ آپ ﷺ سفر میں سنن رواتب کا اہتمام نہیں کرتے تھے۔

(٢٤١١) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ؓ قَالَ: سَافَرْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَفَرًا فَلَمْ أَرَهُ تَرَكَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ۔ (مسند احمد: ١٨٧٨٤)

’’سیّدنا براء بن عازب ؓ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ اٹھارہ سفر کئے، میں نے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے ظہر سے پہلی دو رکعتیں ترک کی ہوں۔‘‘

(٢٤١٠) تخريج: ……اسناده حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ١٠٧٢ (انظر: ٢٠٦٤)

(٢٤١١) تخريج: ……اسناده ضعيف لجهالة أبي بسرة الغفاري، فقد تفرد بالرواية عنه صفوان بن سليم، قال الذهبي: لايعرف، ولم يؤثر توثيقه عن غير العجلي وابن حبان أخرجه ابوداود: ١٢٢٢، والترمذي: ٥٥٠ (انظر: ١٨٥٨٣)

شرح: ......سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ کے راستے میں کچھ لوگوں کو نماز ظہر کے بعد مزید نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ یہ لوگ کون سی نماز ادا کر رہے ہیں، جواب ملا کہ یہ (ظہر والی) سنتیں پڑھ رہے ہیں۔ یہ سن کر انھوں نے کہا: اگر میں نے سنتیں ہی پڑھنی ہوتیں تو سرے سے فرضی نماز ہی پوری پڑھ لیتا، جبکہ صورتحال یہ ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں رہا، آپ ﷺ نے وفات تک (فرض نماز کی) دو رکعتوں سے زیادہ کچھ نہ پڑھا، پھر میں نے سیّدنا ابو بکر، سیّدنا عمر اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہم کی صحبت میں سفر کیے، انھوں نے بھی دو رکعتوں سے زیادہ کچھ نہ پڑھا، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ یعنی: ''یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ میں بہترین نمونہ ہے۔'' (صحیح مسلم: ٦٨٩)

امام البانی رحمہ اللہ نے سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہی حدیث بالاختصار ذکر کرنے کے بعد کہا: دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس باب کی حدیث کو اس مسئلہ میں مطلق طور پر سامنے نہ رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ سفر و حضر میں فجر کی دو سنتوں اور نماز وتر کا اہتمام کرتے تھے۔ (دیکھیں: فتح الباری: ۲/ ۵۷۸، ۵۷۹) (صحیحہ: ۲۸۱٦)

علماء و محدثین کا اتفاق ہے کہ سفر میں عام نوافل پڑھنا مستحب ہیں اور آپ ﷺ سے عملاً ثابت بھی ہیں، اسی طرح اگلے باب سے معلوم ہوگا کہ سفر میں نماز تہجد کا اہتمام بھی ہونا چاہیے۔ رہا مسئلہ فرضی نمازوں سے پہلے اور بعد والی سنتوں کا تو آپ ﷺ سفر میں نماز فجر سے پہلے والی دو سنتیں تو باقاعدگی کے ساتھ پڑھا کرتے تھے، اس کے علاوہ باقی سنن رواتب کی ادائیگی صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں ہے۔ اگر کسی مسافر کے پاس فرضی نمازوں کے بعد مزید نفل نماز پڑھنے کی گنجائش ہو تو اسے چاہیے کہ وہ عام نفل پڑھتا رہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا معمول تھا۔ یہی رائے شریعت کے مزاج سے زیادہ موافق معلوم ہو رہی ہے، کیونکہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ از راہِ تخفیف مسافر کی فرض نماز سے بھی دو دو رکعتیں کم کر دی جائیں، لیکن اسے سنن رواتب کی ادائیگی کا پابند بنا دیا جائے، رہا مسئلہ عام نوافل کا، تو اس کا انحصار رضا کار کی منشا پر ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے نماز چاشت کی آٹھ رکعات بھی ادا کی تھیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ فِيْ اِسْتِحْبَابِ صَلَاةِ الْوِتْرِ وَالتَّهَجُّدِ بِاللَّيْلِ فِي السَّفَرِ
فصل دوم: سفر میں رات کو وتر اور تہجد کی نماز مستحب ہونے کا بیان

(۲٤۱۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصَّلَاةَ فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَهِيَ تَمَامٌ وَالْوِتْرُ فِي السَّفَرِ سُنَّةٌ۔ (مسند احمد: ۲۱۵٦)

''عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے سفر میں دو رکعت نماز مقرر کی ہے اور یہ پوری نماز ہے اور سفر میں وتر پڑھنا سنت ہے۔''

شرح: ......''سفر میں وتر پڑھنا سنت ہے'' اس کا مفہوم یہ ہے کہ سفر کی وجہ سے رات کی نماز ساقط نہیں ہوتی، بلکہ

(۲٤۱۲) تخریج: ......اسناده ضعیف لضعف جابر الجعفی أخرجه ابن ماجه: ۱۱۹٤ (انظر: ۲۱۵٦)

حضر کی طرح اس کا سنت ہونا باقی رہتا ہے۔

(۲۴۱۳) عَنْ جَابِرٍ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لا يُصَلِّيْ فِي السَّفَرِ إِلَّا رَكْعَتَيْنِ غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يَتَهَجَّدُ مِنَ اللَّيْلِ، قَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ لِسَالِمٍ: كَانَا يُوْتِرَانِ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ (مسند احمد: ۵۵۹۰)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں صرف دو رکعت نماز پڑھتے تھے، البتہ رات کو تہجد پڑھتے تھے۔ جابر نے سالم سے پوچھا: کیا (نبی کریم ﷺ اور سیّدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ) سفر میں وتر پڑھتے تھے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔''

شرح:...... نماز وتر اور تہجد کا اہتمام سفر میں بھی ہونا چاہیے، اگر سفر میں تھکاوٹ یا کسی اور عذر کی وجہ سے قیام نہ کیا جا سکے تو حدیث نمبر (۱۲۶۴) اور اس مفہوم کی دیگر احادیث کی روشنی میں اسے ثواب مل جائے گا۔ سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ هٰذَا السَّفَرَ جَهْدٌ وَثِقْلٌ، فَإِذَا أَوْتَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ، فَإِنِ اسْتَيْقَظَ وَإِلَّا كَانَتَا لَهُ.)) (دارمی: ۱/ ۳۷۴، ابن خزیمہ: ۲/ ۱۵۹/ ۱۱۰۳، وابن حبان: ۶۸۳، صحیحہ: ۱۹۹۳) یعنی: ''چونکہ یہ سفر باعث مشقت و زحمت ہے، اس لیے ہر کوئی وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھ لے، اگر (قیام کرنے کے لیے) جاگ آ گئی تو ٹھیک، وگرنہ یہی دو رکعتیں اسے کفایت کر جائیں گی۔''

ثابت ہوا کہ سفر کے دوران حسب استطاعت نماز تہجد کا اہتمام کرنا چاہئے، نیز یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ نمازِ وتر کے بعد نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ عادت کے ساتھ نمازِ تہجد پڑھنے والے کو چاہیے کہ وہ آخر میں نمازِ وتر ادا کیا کرے، نیز وہ وتروں کے بعد مزید دو رکعات پڑھ سکتا ہے اور جو آدمی کسی عذر کی وجہ سے رات کے شروع میں ہی وتر سمیت نماز تہجد پڑھ لینا چاہتا ہو، تو وہ پڑھ لے، لیکن اگر وہ رات کے آخری حصے میں بیدار ہو جائے تو وتر توڑے بغیر مزید نفلی نماز پڑھ سکتا ہے۔ اسی طرح وہ آدمی جو نماز وتر پڑھ کر سو جاتا ہو، لیکن کسی رات کو اتفاقی طور پر کھڑا ہو کر نفلی نماز ادا کرنا چاہتا ہو تو وہ پڑھ سکتا ہے، اسے وتر توڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی اس قولی حدیث سے نمازِ وتر کے بعد نفلی نماز کی ادائیگی کی رخصت ثابت ہوتی ہے، نیز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے نمازِ وتر کے بعد خود بھی دو رکعت نماز ادا کی۔ (مسلم)

دیگر احادیث سے بھی سفر میں نماز تہجد ادا کرنے کی مخصوص فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

(۲۴۱۳) تخریج:...... حدیث صحیح، وهذا اسناد ضعیف لضعف جابر بن یزید الجعفی أخرجه ابن ماجه: ۱۱۹۳ (انظر: ۵۵۹۰)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ: فِيمَا رُوِيَ عَدَمُ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ فِي السَّفَرِ

فصل سوم: ان روایات کے بارے میں، جن میں سفر میں نفلی نماز نہ پڑھنا روایت کیا گیا ہے

(۲٤۱٤) عَنْ عِيسَى بْنِ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ ابْنِ عُمَرَ فَصَلَّيْنَا الْفَرِيضَةَ فَرَأَى بَعْضَ وَلَدِهِ يَتَطَوَّعُ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فِي السَّفَرِ فَلَمْ يُصَلُّوا قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَلَوْ تَطَوَّعْتُ لَأَتْمَمْتُ۔ (مسند احمد: ٤٧٦١)

''حفص بن عاصم کہتے ہیں: ہم سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے اور (ایک مقام پر) فرض نماز ادا کی، پھر سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان کے بعض لڑکے سنتیں ادا کر رہے تھے تو کہا: میں نے نبی کریم ﷺ، سیّدنا ابو بکر، سیّدنا عمر اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ نمازیں پڑھیں، انھوں نے تو پہلے والی اور بعد والی سنتیں ادا نہیں کیں۔ پھر انھوں نے کہا: اگر میں نے یہ نفلی نماز پڑھنی ہی ہوتی تو (فرضی نماز کو بھی) پورا پڑھ لیتا۔''

(۲٤۱٥) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِي سَفَرٍ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ إِلَى طِنْفِسَةٍ لَهُ، فَرَأَى نَاسًا يُسَبِّحُونَ بَعْدَهَا، فَقَالَ: مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ؟ قُلْتُ: يُسَبِّحُونَ، قَالَ: لَوْ كُنْتُ مُصَلِّيًا قَبْلَهَا أَوْ بَعْدَهَا لَأَتْمَمْتُهَا، صَحِبْتُ النَّبِيَّ ﷺ حَتّٰى قُبِضَ فَكَانَ لَا يَزِيدُ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ، وَأَبَا بَكْرٍ رضي الله عنه حَتّٰى قُبِضَ فَكَانَ لَا يَزِيدُ عَلَيْهِمَا، وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ٥١٨٥)

''(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: میں ایک سفر میں سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، انہوں نے ظہر و عصر کی دو دو رکعتیں ادا کیں، پھر وہ اپنی ایک چٹائی کے لیے کھڑے ہوئے اور یہ دیکھ کر کہ لوگ اس کے بعد نفلی نماز پڑھ رہے ہیں، پوچھا: یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا: نوافل پڑھ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: اگر میں نے فرض نمازوں سے پہلے یا بعد میں کوئی نفلی نماز پڑھنی ہوتی تو فرائض کو ہی پورا پڑھ لیتا۔ میں نبی کریم ﷺ کی وفات تک ان کی صحبت میں رہا، آپ ﷺ دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، پھر سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات تک ان کے ساتھ بھی رہا، وہ بھی دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، پھر سیّدنا عمر اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہما بھی ایسے ہی کرتے تھے۔''

شرح:...... ان احادیث مبارکہ میں صرف سنن رواتب کی نفی کی گئی ہے، کیونکہ آپ ﷺ کے اقوال و افعال سے نماز وتر، نماز تہجد اور عام نوافل پڑھنا ثابت ہیں، اسی طرح آپ ﷺ فجر کی دو سنتوں کا بھی سفر و حضر میں اہتمام کرتے تھے۔

(۲٤۱٤) تخريج:...... أخرجه مسلم: ٦٨٩، وأخرجه البخاري: ۱۱۰۱، ومسلم: ٦٨٩ مختصرا (انظر: ٤٧٦١)

(۲٤۱٥) تخريج:...... اسناده صحيح۔ أخرجه البخاري: ۱۱۰۲، والنسائي: ۳/ ۱۲۳، وابن خزيمة: ۱۲٥۷، ورواية البخاري مختصرة، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٥١٨٥)

أَبْوَابُ صَلَاةِ الْمَرِيْضِ وَصَلَاةِ الْقَاعِدِ

مریض کی نماز اور بیٹھ کر نماز پڑھنے کے بارے میں ابواب

1 ..... بَابُ مَنْ لَّمْ يَقْدِرْ لِمَرَضٍ اَوْ نَحْوِهِ يُصَلِّيْ كَيْفَمَا يَسْتَطِيْعُ وَلَهُ مِثْلُ اَجْرِ الْقَائِمِ

یہ باب اس شخص کے بارے میں ہے جو بیماری وغیرہ کی وجہ سے کھڑے ہونے پر قدرت نہیں رکھتا، وہ جیسے ممکن ہو نماز پڑھ لے، اس کو کھڑا ہو کر نماز پڑھنے والے کی طرح اجر ملے گا

(٢٤١٦) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يُصَابُ بِبَلَاءٍ فِي جَسَدِهِ إِلَّا أَمَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْمَلَائِكَةَ الَّذِيْنَ يَحْفَظُوْنَهُ فَقَالَ: اُكْتُبُوا لِعَبْدِي كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ مَا كَانَ يَعْمَلُ مِنْ خَيْرٍ مَا كَانَ فِي وِثَاقِي - (مسند احمد: ٦٤٨٢)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں سے جس کو بھی کوئی جسمانی تکلیف لاحق ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرنے والے فرشتوں سے کہتا ہے: میرا بندہ دن اور رات میں خیر و بھلائی کے جو کام کرتا تھا، تم وہ لکھتے جاؤ، جب تک یہ میری بندھن میں رہے۔''

شرح: ......ان معمولات کا تعلق فرائض و نوافل دونوں کے ساتھ ہے، نوافل کا معاملہ تو واضح ہے کہ مریض بیماری کی وجہ سے بعض نوافل سرے سے ادا نہیں کر سکتا، فرائض میں کمی بیشی کی صورت یہ ہے کہ کامل ہیئت کے ساتھ ان کی ادائیگی نہ ہو سکے، مثلا بیٹھ کر یا لیٹ کر فرضی نماز ادا کرنا۔ نفلی عبادتوں میں بھی ایسی صورت ممکن ہے۔

(٢٤١٧) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ﷺ قَالَ: كَانَ بِيَ النَّاصُوْرُ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ: ((صَلِّ قَائِمًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ.)) (مسند احمد: ٢٠٠٥٧)

''سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے ناسور کی بیماری تھی، اس لیے میں نے نبی کریم ﷺ سے نماز کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھڑے ہو کر نماز پڑھ، اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھ لے اور اگر بیٹھ کر بھی استطاعت نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر پڑھ لیا کر۔''

شرح: ......صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ ان کو بواسیر کی بیماری تھی۔ جمہور اہل علم کا خیال ہے کہ پہلو پر لیٹنے کا مطلب یہ ہے کہ نماز پڑھنے کے لیے اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جائے۔ اس موضوع سے متعلقہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں: ((فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُّصَلِّيَ عَلٰى جَنْبِهِ الْأَيْمَنِ صَلّٰى مُسْتَلْقِيًا رِجْلَاهُ

(٢٤١٦) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه ابن ابى شيبة: ٣/ ٢٣٠، والدارمى: ٢/ ٣١٦، والبخارى فى "الادب المفرد": ٥٠٠، والحاكم: ١/ ٣٤٨، والبيهقى فى "شعب الايمان": ٩٩٢٩ (انظر: ٦٤٨٢)

(٢٤١٧) تخريج: ......أخرجه البخارى: ١١١٧، وابوداود: ٩٥٢، وابن ماجه: ١٢٢٣، والترمذى: ٣٧٢ (انظر: ١٩٨١٩)

مِـمَّا يَلِيْ الْقِبْلَةَ .)) یعنی: ''اگر اسے دائیں پہلو پر لیٹ کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو وہ چت لیٹ جائے اور اپنے قدم قبلہ رخ کر کے نماز پڑھ لے۔'' (دارقطنی : ۲/ ۴۲، لیکن حافظ ابن حجر نے اس کی سند کے راوی حسن بن حسین عرنی کو متروک قرار دیا ہے، تلخیص الحبیر: ۱/ ۴۱۰)

اگر مریض پہلو کے بل لیٹ کر قبلہ رخ نہیں ہوسکتا تو وہ کسی قید کے بغیر چت لیٹ کر نماز پڑھ لے، قبلہ رخ ہونے کی شرط اس سے ساقط ہو جاتی ہے، کیونکہ ﴿لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (سورۂ بقرہ: ۲۸۶) یعنی: ''اللہ تعالیٰ کسی نفس کو بھی اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف میں نہیں ڈالتے۔''

(٢٤١٨) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعَهُ مِنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَقَطَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُوْدُهُ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلّٰى قَاعِدًا وَصَلَّيْنَا قُعُوْدًا، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ، قَالَ: ((إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً، فَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُوْدًا أَجْمَعُوْنَ .)) (مسند احمد: ۱۲۰۹۸)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ گھوڑے سے گر پڑے، آپ کی دائیں جانب زخمی ہوگئی، ہم آپ ﷺ کی عیادت کرنے کے لیے آپ کے پاس آئے، اتنے میں نماز کا وقت ہوگیا، آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور ہم نے بھی (آپ کی اقتداء میں) نماز بیٹھ کر پڑھی، آپ ﷺ نے جب نماز پوری کی تو فرمایا: ''امام اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے، اس لیے جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو، جب وہ رکوع کرے، تب تم رکوع کرو، جب وہ سجدہ کرے تب تم سجدہ کرو، جب وہ ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَہ'' کہے، تو تم ''رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ'' کہو اور اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔''

(٢٤١٩) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: صُرِعَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ فَرَسٍ عَلٰى جِذْعِ نَخْلَةٍ فَانْفَكَّتْ قَدَمُهُ، فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُوْدُهُ فَوَجَدْنَاهُ يُصَلِّي، فَصَلَّيْنَا بِصَلَاتِهِ وَنَحْنُ قِيَامٌ فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ: ((إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ گھوڑے سے کھجور کے ایک تنے پر گر پڑے، آپ ﷺ کے قدم کا جوڑ اتر گیا، ہم آپ ﷺ کی تیمارداری کرنے کے لیے آپ کے پاس گئے، لیکن آپ ﷺ (بیٹھ کر) نماز پڑھ رہے تھے، ہم بھی آپ ﷺ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھنے لگ

(٢٤١٨) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٨٠٥، ١١١٤، ومسلم: ٤١١ (انظر: ١٢٠٧٤)

(٢٤١٩) تخريج: ......اسناده قوى على شرط مسلم أخرجه مسلم: ٤١٣، ابوداود: ٦٠٢، ٦٠٦ (انظر: ١٤٢٠٥، ١٤٥٩٠)

لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِنْ صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا، وَإِنْ صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا، وَلَا تَقُومُوا وَهُوَ جَالِسٌ كَمَا يَفْعَلُ أَهْلُ فَارِسَ بِعُظَمَائِهَا.)) (مسند احمد: ١٤٢٥٤)

گئے، جبکہ ہم کھڑے تھے، جب آپ ﷺ نے نماز پڑھ لی تو فرمایا: ''بے شک امام اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے، اس لیے اگر وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر وہ بیٹھ کر پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو، جب وہ بیٹھا ہو تو تم کھڑے نہ ہوا کرو، جیسے فارسی لوگ اپنے بڑوں (کی تعظیم کرتے ہوئے ان) کے ساتھ کرتے ہیں۔''

شرح: ......دوسری سند کے ساتھ اس حدیث کے یہ الفاظ مروی ہے: آپ ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا: ((إِنْ كِدْتُمْ آنِفًا تَفْعَلُوْنَ فِعْلَ فَارِسَ وَالرُّوْمِ، يَقُوْمُوْنَ عَلٰى مُلُوْكِهِمْ وَهُمْ قُعُوْدٌ، فَلَا تَفْعَلُوْا، اِئْتَمُّوْا بِأَئِمَّتِكُمْ، ....)) یعنی: ''قریب تھا کہ تم وہ کام کرو جو فارسی اور رومی کرتے ہیں، وہ اس طرح کہ ان کے بادشاہ بیٹھے ہوتے ہیں اور وہ ان کے پاس کھڑے ہوتے ہیں، سو تم ایسا نہ کرو اور اپنے ائمہ کی اقتداء کیا کرو۔'' (مسند احمد: ١٤٥٩٠، مسلم: ٤١٣)

یہ روایت انتہائی قابل غور ہے کہ اس واقعہ میں آپ ﷺ نے اہل فارس اور اہل روم سے مشابہت کی وجہ سے مقتدیوں کو بیٹھنے کا حکم دیا، جبکہ بعد میں آپ ﷺ نے بیٹھ کر امامت کروائی اور مقتدی لوگ کھڑے تھے۔

(٢٤٢٠) عَنْ عَائِشَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّاسُ فِي مَرَضِهِ يَعُوْدُوْنَهُ فَصَلّٰى بِهِمْ جَالِسًا فَجَعَلُوْا يُصَلُّوْنَ قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوْا، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: ((إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا، وَإِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا.)) (مسند احمد: ٢٤٧٥٤)

''سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے دوران لوگ آپ عیادت کے لیے آپ ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے ان کو بیٹھ کر نماز پڑھائی، جبکہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے، آپ ﷺ نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ وہ بیٹھ جائیں، جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا: ''بے شک امام اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے، اس لیے جب وہ رکوع کرے تو تب تم رکوع کرو، جب وہ رکوع سے سر اٹھائے تو تم رکوع سے سر اٹھاؤ اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔''

شرح: ......ان روایات سے پتہ چلتا ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھانے والے امام کے مقتدی بھی بیٹھ کر نماز پڑھیں، لیکن درج ذیل حدیث کا مفہوم اس کے برعکس ہے: سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے مرض الموت کے دوران شدتِ تکلیف کی بنا پر سیّدنا ابو بکر صدیق ؓ کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ انھوں نے

(٢٤٢٠) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٥٦٥٨، ومسلم: ٤١٢ (انظر: ٢٤٢٥٠)

ایسے ہی کیا، لیکن تھوڑی دیر کے بعد نبی کریم ﷺ کو افاقہ ہوا اور آپ ﷺ دو صحابہ کے سہارے مسجد کی طرف چل پڑے اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بائیں جانب آکر بیٹھ گئے۔ اب آپ ﷺ امام تھے اور ابو بکر صدیق آپ ﷺ کی اور لوگ ابو بکر صدیق کی اقتداء کر رہے تھے۔ اس واقعہ میں نبی کریم ﷺ بیٹھے تھے اور مقتدی کھڑے تھے۔ (بخاری، مسلم) (روایت کا مفہوم پیش کیا گیا)۔

ثابت ہوا کہ شروع میں نبی کریم ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی، اس حال میں کہ لوگ بھی بیٹھے تھے، لیکن وفات سے قبل جو عمل پیش کیا، اس میں آپ ﷺ بیٹھے تھے اور تمام مقتدی کھڑے تھے۔ ان دو احادیث میں بظاہر تضاد اور تناقض ہے، مختلف ائمۂ اسلام نے جمع و تطبیق کی مختلف صورتیں پیش کی ہیں، چند ایک اہم صورتوں کا تذکرہ کر کے راجح مسلک کی نشاندہی کی جائے گی۔

(۱) مقتدیوں کے بیٹھ کر نماز ادا کرنے کی صورت منسوخ ہو گئی ہے، اب صرف وہی صورت باقی ہے، جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں بیان کی گئی ہے کہ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں گے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث نمبر (۶۸۹) کے بعد کہا کہ امام حمیدی نے کہتے ہیں: آپ ﷺ نے پہلے کسی بیماری میں یہ فرمایا تھا کہ ''جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھا کرو''۔ بعد میں آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی تھی، جبکہ مقتدی پیچھے کھڑے ہو کر اقتدا کر رہے تھے اور آپ ﷺ نے ان کو بیٹھنے کا بھی حکم نہیں دیا، ظاہر بات ہے کہ آپ ﷺ کے آخری فعل پر عمل ہو گا۔

(۲) بیٹھ کر نماز پڑھانا نبی کریم ﷺ کا خاصہ ہے، آپ ﷺ کے بعد کوئی امام بھی بیٹھ کر نماز نہیں پڑھا سکتا، یہ رائے بے وزن اور بلا دلیل ہے۔

(۳) اگر مقتدی حضرات نماز کا آغاز ایسے امام کی اقتداء میں کریں جو شروع سے بیٹھا ہو تو سارے بیٹھ کر نماز پڑھیں گے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بیان کیا گیا ہے اور اگر مقتدی، کھڑے ہونے والے امام کے پیچھے نماز کی ابتداء کریں لیکن بعد میں کسی عذر کی بنا پر امام کی کیفیت بدل جائے تو مقتدی کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھیں گے، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا تقاضا ہے۔

(۴) دونوں احادیث پر عمل کرنا درست ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں جواز پیش کیا گیا ہے، وگرنہ افضل یہی ہے کہ امام کی اقتدا میں مقتدی بیٹھ کر نماز ادا کریں، کیونکہ آپ ﷺ نے اس صورت کا واضح طور پر حکم دیا ہے۔

ان چاروں صورتوں میں چوتھی صورت راجح معلوم ہوتی ہے (ان شاء اللہ تعالی)، کیونکہ اس طرح دونوں پر عمل کرنا ممکن ہو جائے گا، وگرنہ پہلی صورت کو ترجیح دی جائے گی۔

(۲۴۲۱) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: ''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۲٤۲۱) تخریج: ......حدیث صحیح۔ أخرجه الضیاء فی "المختارة": ۱۹٦٦ (انظر: ۱۳۲٦۰)

آخِرُ صَلَاةٍ صَلَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْهِ بُرْدٌ مُتَوَشِّحًا بِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ۔ (مسند احمد: ۱۳۲۹۳)

آخری نماز اس حال میں پڑھی کہ آپ ﷺ پر ایک دھاری دار چادر تھی اور آپ ﷺ نے اس سے توشیح کر رکھی تھی اور آپ بیٹھے ہوئے تھے۔''

شرح: ......اس سے مراد وہ نماز ہے جو آپ ﷺ نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں پڑھی تھی، جیسا کہ مسند احمد کی دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ توشیح: توشیح یہ ہے کہ کپڑے کا ایک کنارہ بائیں ہاتھ کے نیچے سے لے جا کر داہنے کندھے پر ڈالنا اور دوسرا کنارہ داہنے کے تلے سے بائیں کندھے پر ڈالنا، پھر دونوں کناروں کو ملا کر سینہ پر گرہ دے دینا۔

(۲۴۲۳) عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسًا عَنْ صَلَاةِ الْمَرِيْضِ، فَقَالَ: يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ قَاعِدًا فِي الْمَكْتُوْبَةِ۔ (مسند احمد: ۱۲۳۰۱)

مختار بن فلفل نے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مریض کی نماز کے بارے میں سوال کیا، انہوں نے کہا: (مریض آدمی) فرض نماز میں بیٹھ کر رکوع و سجود کرے گا۔

(۲۴۲۳) عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ: ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ.)) قَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيْفٌ فَمَتٰى يَقُوْمُ مَقَامَكَ تُدْرِكُهُ الرِّقَّةُ۔ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ، مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ.)) فَصَلّٰى أَبُوْبَكْرٍ وَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ خَلْفَهُ قَاعِدًا۔ (مسند احمد: ۲۵۷۷۲)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جس بیماری میں وفات پا گئے تھے، اس میں فرمایا: ''ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔'' سیّدنا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ابوبکر بڑے نرم دل (اور جلد رونے والے) آدمی ہیں، جب وہ آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو ان پر رقت طاری ہو جائے گی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم بھی یوسف علیہ السلام کی صاحبات ہو، ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔'' پھر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور نبی کریم ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔''

(۲۴۲۴) عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: مَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مُرُوا أَبَا

''سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز

(۲۴۲۳) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط مسلم أخرجه ابوعوانة: ۲/ ۱۳۶، وهو حديث طويل وأخرجه ابوداود: ۶۲۴ دون اللفظة المذكورة (انظر: ۱۲۲۷۶)

(۲۴۲۳) تخريج: ......أخرجه البخاري: ۳۳۸۴، ومسلم: ۴۱۸ (انظر: ۲۴۰۶۱، ۲۵۲۵۸)

(۲۴۲۴) تخريج: ......حديث صحيح، لكن عن ابن بريدة عن ابيه خطأ من الامام احمد او من دونه والصحيح ما في رواية ابي عوانة أخرجه ابوعوانة في "صحيحه": ۱۶۵۳ عن ابي بردة، وهو ابن ابي موسى الاشعري، عن ابيه ابي موسى الاشعري عبد الله بن قيس، وهو الصحيح، (انظر: ۲۳۰۶۰)

بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ .)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ أَبِي رَجُلٌ رَقِيقٌ ، فَقَالَ: مُرُوْا أَبَابَكْرٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبَاتُ يُوْسُفَ .)) فَأَمَّ أَبُوْبَكْرٍ النَّاسَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَيٌّ۔ (مسند احمد: ۲۳۴۴۸)

پڑھائے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! بے شک میرے ابو جان تو بڑے نرم دل آدمی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، تم بھی یوسف کی صاحبات ہو۔'' پس سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو امامت کروائی اور رسول اللہ ﷺ زندہ تھے۔''

شرح: ......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ نہیں تھا کہ آپ ﷺ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بجائے کسی اور صحابی کا تعین کر دیں، بلکہ وہ اپنے باپ کے حق میں مزید تاکید چاہتی تھیں کہ آپ ﷺ پھر ابوبکر کا ہی نام لیں گے، اس سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں اور اضافہ ہوگا، حضرت یوسف علیہ السلام کی صاحبات سے مراد ''زلیخا'' ہے، جس نے مختلف خواتین کو بلایا تو دعوت کے لیے تھا، لیکن اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ یوسف کا حسن کا اندازہ کر لیں اور اسے یوسف کی محبت میں معذور سمجھیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ وہ بھی کہہ تو کچھ اور رہی تھیں، لیکن ان کا مقصد کچھ اور تھا۔ حدیث میں لفظ تو جمع استعمال کیے گئے ہیں، لیکن ان سے مراد ایک ایک خاتون ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور زلیخا۔ (فتح الباری: ۲/ ۱۹۵)

2 ..... بَابُ مَنْ قَدَرَ عَلَى الْقِيَامِ بِمَشَقَّةٍ فِي الْفَرْضِ اَوِ النَّفْلِ وَصَلَّى قَاعِدًا فَصَلَاتُهُ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ

جو شخص فرض یا نفل نماز میں مشقت کے ساتھ کھڑے ہونے پر قادر ہو اور بیٹھ کر نماز پڑھے تو اس کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کی بہ نسبت آدھا اجر ملے گا

(۲۴۲۵) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَهِيَ مَحَمَّةٌ فَحُمَّ النَّاسُ ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ قُعُوْدٌ يُصَلُّوْنَ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((صَلَاةُ الْقَاعِدِ نِصْفُ صَلَاةِ الْقَائِمِ .)) فَتَجَشَّمَ النَّاسُ الصَّلَاةَ قِيَامًا۔ (مسند احمد: ۱۲۴۲۲)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مدینہ میں آئے، جبکہ یہ بخار والی جگہ تھی، اس لیے لوگ بیمار ہو گئے، جب نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور دیکھا کہ لوگ مسجد میں بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''(اجر کے لحاظ سے) بیٹھنے والے کی نماز کھڑے ہونے والے کی نماز کی نصف ہے۔'' پس لوگوں نے مشقت کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھنی شروع کر دی۔''

(۲۴۲۶) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى نَاسٍ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ قُعُوْدًا مِنْ

''اور انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے پاس تشریف لائے، جبکہ وہ بیماری کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھ رہے

(۲۴۲۵) تخریج: ......حدیث صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۲۳۰ (انظر: ۱۲۳۹۵، ۱۳۲۳۶)

(۲۴۲۶) تخریج: ......انظر الحدیث السابق: ۱۲۷۳

مَرَضٍ، فَقَالَ: ((إِنَّ صَلَاةَ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ)) (مسند احمد: ۱۳۲۶۹)

تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کے مقابلے میں آدھا اجر ملے گا۔''

(۲٤۲۷) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا ذَا أَسْقَامٍ كَثِيرَةٍ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ صَلَاتِي قَاعِدًا، قَالَ: ((صَلَاتُكَ قَاعِدًا عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاتِكَ قَائِمًا، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مُضْطَجِعًا عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاتِهِ قَاعِدًا.)) (مسند احمد: ۲۰۱۲۸)

''سیدنا عمران بن حصین ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کہتے ہیں: میں کافی ساری بیماریوں والا آدمی تھا، اس لیے میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیٹھ کر نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری بیٹھ کر پڑھی ہوئی نماز کھڑے ہو کر پڑھی ہوئی نماز سے نصف ہے اور اسی طرح آدمی کی لیٹ کر پڑھی ہوئی نماز اس کی بیٹھ کر پڑھی ہوئی نماز سے آدھی ہے۔'' یعنی اجر و ثواب کے لحاظ سے۔''

شرح: ......اگر کسی آدمی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت ہی نہ ہو یا قیام کی صورت میں بیماری کے بڑھ جانے کا یا زیادہ تکلیف ہونے کا خطرہ ہو تو اسے چاہیے کہ بیٹھ کر نماز پڑھ لے، اسے پورا اجر و ثواب ملے گا، جیسا کہ حدیث نمبر (۲۴۲۶) اور دیگر نصوص سے معلوم ہوتا ہے۔ بیٹھنے کی وجہ سے نصف اجر ملنا، اس موضوع کی احادیث مبارکہ کا مصداق وہ نمازی ہے جسے کسی بیماری کی وجہ سے نماز میں قیام کرنے سے مشقت تو ضرور ہوتی ہے، لیکن بیماری کے بڑھ جانے یا نماز میں خلل وغیرہ آجانے کا کوئی خدشہ نہیں ہوتا، ایسے نمازی کو نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی ترغیب دلائی ہے۔ (دیکھیں: فتح الباری: ۱۱۱۵ حدیث کے تحت)

(۲٤۲۸) عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: كُنْتُ شَاكِيًا بِفَارِسَ فَكُنْتُ أُصَلِّي قَاعِدًا، فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ عَائِشَةَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہا، فَقَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا وَلَيْلًا طَوِيلًا قَاعِدًا، فَإِذَا قَرَأَ قَائِمًا رَكَعَ أَوْ خَشَعَ قَائِمًا، وَإِذَا قَرَأَ قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا۔ (مسند احمد: ۲۵۱۹۵)

''عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں: میں فارس میں بیمار ہو گیا تھا، اس لیے میں بیٹھ کر نماز پڑھا کرتا تھا، جب میں نے اس کے متعلق سیدہ عائشہ صدیقہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہا سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ لمبی رات تک کھڑے ہو کر اور لمبی رات تک بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے، جب آپ کھڑے ہو کر قراءت کرتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر ہی کرتے اور جب بیٹھ کر قراءت کرتے تو رکوع بھی بیٹھ کر کرتے تھے۔''

شرح: ...... یہ بھی آپ ﷺ کا عمل تھا کہ ایک رکعت کا آغاز بیٹھ کر کرتے، لیکن رکوع سے پہلے کھڑے ہو

(۲٤۲۷) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۱۱۱۵ (انظر: ۱۹۸۸۷)

(۲٤۲۸) تخریج: ......أخرجه مسلم: ۷۳۰ (انظر: ۲٤٦۸۸)

جاتے، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بھی رات کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا تھا، حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمر رسیدہ ہو گئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر قراءت کرتے، جب رکوع کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہو جاتے اور تیس چالیس آیتوں کی تلاوت کر کے رکوع کرتے۔ (بخاری: ۱۱۱۹، مسلم: ۷۳۱)

(۲۴۲۹) عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّ السَّائِبَ سَأَلَ عَائِشَةَ فَقَالَ: إِنِّي لَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أُصَلِّيَ إِلَّا جَالِسًا، فَكَيْفَ تَرَيْنَ؟ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((صَلَاةُ الرَّجُلِ جَالِسًا مِثْلُ نِصْفِ صَلَاتِهِ قَائِمًا.)) (مسند احمد: ۲٦٤۲۸)

''سائب نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ میں بیٹھ کر ہی نماز پڑھنے کی طاقت رکھتا ہوں اب آپ کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''آدمی کی بیٹھ کر پڑھی ہوئی نماز کھڑے ہو کر پڑھی ہوئی نماز سے آدھی ہوتی ہے۔'' یعنی اجر وثواب کے لحاظ سے۔''

3 ..... بَابُ جَوَازِ التَّطَوُّعِ مِنْ جُلُوسٍ لِغَيْرِ عُذْرٍ وَتَنْصِيفِ اَجْرِهِ لِغَيْرِ النَّبِيِّ ﷺ

بغیر کسی عذر کے بیٹھ کر نماز پڑھنے کے جواز کا بیان

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کے لیے نماز کے اجر کا آدھا ہونے کا بیان

(۲۴۳۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي جَالِسًا، قُلْتُ لَهُ: حُدِّثْتُ أَنَّكَ تَقُولُ صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى نِصْفِ صَلَاةِ الْقَائِمِ؟ قَالَ: ((إِنِّي لَسْتُ كَمِثْلِكُمْ.)) (مسند احمد: ٦٥١٢)

''سیدنا عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں: جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: مجھے تو بیان کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہے کہ بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نماز کی بہ نسبت آدھی ہوتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تمہاری طرح کا نہیں ہوں۔''

شرح: ......معلوم ہوا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھتے تو آپ کو پورا اجر ملتا تھا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کو نصف اجر ملتا ہے۔

(۲۴۳۱) عَنِ السَّائِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى

''سیدنا سائب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے

(۲۴۲۹) تخریج: ......حديث صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف، ابراهيم بن مهاجر فيه ضعف خفيف، وقد اختلف عليه فيه أخرجه ابن ابي شيبة: ۲/ ۵۲، والنسائي في "الكبرى": ۱۳٦٦، وابو يعلى: ٤٩٤١ (انظر: ۲۵۹۰۳)

(۲۴۳۰) تخریج: ......أخرجه مسلم: ۷۳۵ (انظر: ٦٥١٢)

(۲۴۳۱) تخریج: ......حديث صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف، ابراهيم بن مهاجر البجلي ليس بذاك القوي، وقائد السائب مجهول أخرجه النسائي في "الكبرى": ۱۳٦۷ (انظر: ۱۵۵۰۱)

النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ .)) (مسند احمد: ١٥٥٨٦) والے کی نماز سے (اجر وثواب میں) آدھی ہوتی ہے۔''

(٢٤٣٢) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ ؓ فَحَدَّثَتْنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ .)) (مسند احمد: ٢٤٨٢٩) ''سیّدنا سائب ؓ سے یہ بھی مروی ہے وہ کہتے ہیں: میں سیدہ عائشہ ؓ کے پاس گیا، انہوں نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نماز سے آدھی ہے''۔

فوائد: ...... ان احادیثِ مبارکہ میں فی نفس الامر کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر نماز پڑھنے کے فرق کو ظاہر کیا جا رہا ہے، وگرنہ جو شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا عادی ہو اور کسی عذر کی وجہ سے اسے بیٹھ کر نماز ادا کرنا پڑ جائے تو وہ مکمل اجر کا مستحق ہوگا، جیسا کہ دوسری احادیث سے پتہ چلتا ہے۔ واللہ اعلم

۴ ..... بَابُ تَطَوُّعِ النَّبِيِّ ﷺ قَاعِدًا
نبی کریم ﷺ کا بیٹھ کر نفلی نماز ادا کرنا

(٢٤٣٣) عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي كَثِيْرًا مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ جَالِسٌ۔ (مسند احمد: ٢٥٣٤٤) ''سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زیادہ تر بیٹھ کر نماز پڑھا کرتے تھے۔''

شرح: ...... یہ حدیث درج ذیل مقید الفاظ سے بھی مروی ہے، ان سے مسئلہ کی وضاحت ہو جاتی ہے: سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اس وقت تک فوت نہیں ہوئے تھے، یہاں تک کہ زیادہ تر آپ ﷺ بیٹھ کر نماز ادا کرنے لگے تھے۔ (مسند احمد: ٢٥٣٦١) حدیث نمبر (١٢٨٤) میں بھی اسی تفصیل کا بیان ہے۔ اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کا یہ عمل بڑھاپے کی وجہ سے تھے، ویسے بھی یہ آپ ﷺ کا خاصہ تھا کہ بیٹھ کی نماز پڑھنے کی وجہ سے آپ کے اجر وثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی تھی۔

(٢٤٣٤) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ؓ قَالَتْ: وَالَّذِي تَوَفّٰى نَفْسَهُ! تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ مَا تُوُفِّيَ حَتّٰى ''سیدہ ام سلمہ ؓ کہتی ہیں: اس ذات کی قسم جس نے نبی کریم ﷺ کو فوت کیا! آپ ﷺ اس وقت تک فوت

(٢٤٣٢) تخريج: ...... حديث صحيح لغيره، وهو نفس الحديث السابق، اختلف فيه على الثوري، ثم اختلف فيه على ابراهيم بن مهاجر أخرجه النسائي في "الكبرى": ١٣٦٥، والطبراني في "الصغير": ١١٦٥، وابن ابي شيبة: ٢/ ٥٢، والدارقطني: ١/ ٣٩٧ (انظر: ٢٤٣٢٥، ٢٤٣٢٧، ٢٥٩٠٣، ٢٥٨٥١)

(٢٤٣٣) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ٥٩٠، ومسلم: ٧٣٢ (انظر: ٢٤٨٣٣، ٢٥٣٦١)

(٢٤٣٤) تخريج: ...... اسناده صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ١٢٢٥، ٤٢٣٧، وأخرجه جزء ه الاول النسائي: ٣/ ٢٢٢ (انظر: ٢٦٥٩٩، ٢٦٧٠٩، ٢٦٧٢٦)

كَانَتْ أَكْثَرُ صَلَاتِهِ قَاعِدًا إِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ، وَكَانَ أَعْجَبُ الْعَمَلِ إِلَيْهِ الَّذِي يَدُوْمُ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَإِنْ كَانَ يَسِيْرًا۔ (مسند احمد: ٢٧١٣٤)

ہوئے یہاں تک کہ آپ ﷺ زیادہ تر نماز بیٹھ کر پڑھنے لگ گئے تھے، سوائے فرضی نماز کے اور آپ ﷺ کو وہ عمل بہت اچھا لگتا تھا جس پر بندہ ہمیشگی کرے، اگرچہ وہ تھوڑا سا عمل ہی ہو۔''

(٢٤٣٥) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي قَائِمًا وَقَاعِدًا وَحَافِيًا وَمُنْتَعِلًا (زَادَ فِي رِوَايَةٍ) وَيَنْفَتِلُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ۔ (مسند احمد: ٧٣٧٨)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوکر اور بیٹھ کر نماز پڑھتے اور اسی طرح ننگے پاؤں بھی نماز پڑھتے اور جوتیاں پہن کر بھی اور (نماز سے فارغ ہوکر) دائیں جانب بھی پھر جاتے اور بائیں جانب بھی۔''

فَصْلٌ مِّنْهُ فِيْ صِفَةِ تَطَوُّعِهِ ﷺ قَاعِدًا

اسی باب کی فصل: نبی کریم ﷺ کا بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صفت

(٢٤٣٦) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَضِيَ عَنْهَا أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا لَمْ تَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي صَلَاةَ اللَّيْلِ قَاعِدًا حَتّٰى أَسَنَّ، فَكَانَ يَقْرَأُ قَاعِدًا حَتّٰى إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَقَرَأَ نَحْوًا مِنْ ثَلَاثِيْنَ أَوْ أَرْبَعِيْنَ آيَةً ثُمَّ رَكَعَ۔ (مسند احمد: ٢٥٩٦٢)

''زوجۂ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو کبھی بھی رات کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا تھا، حتیٰ کہ آپ ﷺ عمر رسیدہ ہوگئے، پھر آپ ﷺ بیٹھ کر قراءت کرتے، جب رکوع کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہوجاتے اور تیس چالیس یا آیتوں کی تلاوت کر کے رکوع کرتے۔''

(٢٤٣٧) (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ، فَإِذَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ قِرَاءَتِهِ مَا يَكُوْنُ ثَلَاثِيْنَ أَوْ أَرْبَعِيْنَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ٢٥٩٦٣)

''(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھتے، آپ ﷺ بیٹھ کر قراءت کرتے رہتے، جب تیس یا چالیس آیتیں باقی رہ جاتیں تو کھڑے ہو جاتے، پھر یہ قراءت کرکے رکوع و سجود کرتے، پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے۔''

(٢٤٣٥) تخريج: ......صحيح لغيره۔ أخرجه الحميدي: ٩٩٧، والبيهقي: ٨٨٩٩ (انظر: ٧٣٨٤)

(٢٤٣٦) تخريج: ......أخرجه البخاري: ١١١٨ (انظر: ٢٥٤٤٨)

(٢٤٣٧) تخريج: ......أخرجه البخاري: ١١١٩، ومسلم: ٧٣١ (انظر: ٢٥٤٤٩)

(۲٤۳۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَـالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلّٰى قَـائِـمًا رَكَعَ قَائِمًا، وَإِذَا صَلّٰى قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا۔ (مسند احمد: ۲٥۳۲۰)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر کرتے اور جب بیٹھ کر نماز پڑھتے تو رکوع بھی بیٹھ کر کرتے تھے۔''

(۲٤۳۹) عَـنْ حَـفْـصَةَ زَوْجِ الـنَّبِـيِّ ﷺ وَرَضِـيَ عَـنْهَـا أَنَّهَـا قَـالَـتْ: لَمْ أَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِي سُبْحَتِهِ جَالِسًا قَطُّ حَتّٰى إِذَا كَـانَ قَبْـلَ مَـوْتِـهِ بِعَامٍ أَوْ بِعَامَيْنِ فَكَانَ يُـصَـلِّـي فِـي سُبْحَتِهِ جَالِسًا وَيَقْرَأُ السُّوْرَةَ فَيُـرَتِّلُهَا حَتّٰى تَكُوْنَ أَطْوَلَ مِنْ أَطْوَلَ مِنْهَا۔ (مسند احمد: ۲٦۹۷۳)

''زوجۂ رسول سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے کبھی بھی رسول اللہ ﷺ کو بیٹھ کر نفلی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا تھا، البتہ وفات سے ایک یا دو سال پہلے آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھنا شروع کر دی تھی، آپ ﷺ ایک سورت کی تلاوت کرتے اور اس کو اتنا ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے کہ وہ لمبی سے لمبی تر ہو جاتی تھی۔''

شرح: ......اس باب کی احادیث کا مفہوم واضح ہے کہ آپ ﷺ کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھنے کا اہتمام کرتے تھے، البتہ عمر کے آخری حصے میں آپ ﷺ بیٹھ کر نماز ادا کرتے تھے، اس میں بھی رکعت کے بعض حصے میں کھڑے ہو جاتے تھے۔

❁❁❁❁

(۲٤۳۸) تخریج: ......أخرجه مسلم: ۷۳۰ (انظر: ۲٤۰۱۹، ۲٤۸۲۲)

(۲٤۳۹) تخریج: ......أخرجه مسلم: ۷۳۳ (انظر: ۲٦٤٤۱)

اَبْوَابُ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ

نماز باجماعت کے بارے میں ابواب

1 ..... بَابُ مَا وَرَدَ فِيْ فَضْلِهَا

اس کی فضیلت کے بارے میں منقول احادیث کا بیان

(٢٤٤٠) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم: ((صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيْدُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَصَلَاتِهِ فِي سُوقِهِ بِضْعًا وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً، وَذٰلِكَ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيْدُ إِلَّا الصَّلَاةَ، لَا يَنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ بِهَا عَنْهُ خَطِيْئَةٌ حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَتِ الصَّلَاةُ هِيَ تَحْبِسُهُ وَالْمَلَائِكَةُ يُصَلُّوْنَ عَلَى أَحَدِهِمْ مَادَامَ فِي مَجْلِسِهِ الَّذِي صَلَّى فِيْهِ يَقُوْلُوْنَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ، مَالَمْ يُؤْذِ فِيْهِ، مَالَمْ يُحْدِثْ فِيْهِ. (مسند احمد: ٧٤٢٤)

''سیّدنا ابو ہریرہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے فرمایا: ''آدمی کی جماعت کے ساتھ نماز اس کی گھر والی اور بازار والی نماز سے پچیس چھبیس گنا زیادہ ہوتی ہے اور وہ اس لیے کہ جب تم میں سے کوئی وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر وہ مسجد میں آتا ہے، اس کا نماز کے علاوہ اور کوئی ارادہ نہ ہوتا، اس کو کھڑا کرنے والی نماز ہی ہوتی ہے، تو وہ جو قدم بھی اٹھاتا ہے، اس کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے اور ایک غلطی کو مٹا دیا جاتا ہے، حتیٰ کہ وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے۔ جب وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے تو وہ نماز میں ہی رہتا ہے، جب تک نماز اس کو مسجد میں روکے رکھتی ہے اور جب تک آدمی اس جگہ میں رہتا ہے، جس میں اس نے نماز پڑھی ہوتی ہے تو فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہوئے یوں کہتے ہیں: اے اللہ! اس کو بخش دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما، اے اللہ! اس کی توبہ قبول کر۔ (دعا کا یہ سلسلہ جاری رہتا ہے) جب تک وہ شخص کسی تکلیف نہیں دیتا یا جب تک بے وضوء نہیں ہو جاتا۔''

(٢٤٤٠) تخريـج: ..... أخرجه البخاري: ٤٧٧، ٦٤٧، ٢١١٩، ومسلم: ص ٤٥٩ (انظر: ٧٤٣٠)

شرح: ......راجح قول کے مطابق "بِضْع" کا اطلاق تین سے دس تک ہوتا ہے، اس لحاظ سے "بِضْعًا وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً" کے معانی یہ بنتے ہیں: تیئس سے تیس تک۔ اور اس تعداد کو عام طور پر اردو میں پچیس چھبیس کا عدد بول کا ظاہر کیا جاتا ہے۔حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے، نمازی لوگوں کی توجہ کرنی چاہیے، بہرحال آخری بات بڑی قابل غور ہے کہ فرشتے کی دعاؤں کا سلسلہ اس وقت ختم ہو جاتا ہے، جب نمازی اپنے قول وفعل سے کسی شخص کو تکلیف دیتا ہے، یا اس کا وضوٹوٹ جاتا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ فرشتوں کے ہاں ہمارے دکھ درد اور طہارت کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

(٢٤٤١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ) رضی اللہ عنہ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَلْقَى اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ غَدًا مُسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ فَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ سُنَنَ الْهُدٰى، وَمَا مِنْكُمْ إِلَّا وَلَهُ مَسْجِدٌ فِي بَيْتِهِ، وَلَوْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوْتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِي بَيْتِهِ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ، وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ وَلَقَدْ رَأَيْتُنِي وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُوْمٌ نِفَاقُهُ وَلَقَدْ رَأَيْتُ الرَّجُلَ يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِي الصَّفِّ، وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ رَجُلٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يَأْتِي مَسْجِدًا مِنَ الْمَسَاجِدِ، فَيَخْطُوْ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَ بِهَا دَرَجَةً أَوْ حُطَّ بِهَا عَنْهُ خَطِيْئَةٌ وَكُتِبَتْ لَهُ بِهَا حَسَنَةٌ، حَتّٰى أَنْ كُنَّا لَنُقَارِبُ

''سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جس کو یہ بات خوش کرتی ہے کہ وہ کل اللہ تعالیٰ کو بحیثیت مسلمان ملے تو اس کو چاہیے کہ وہ فرض نمازوں کی حفاظت اس مقام پر کرے جہاں ان کے لیے بلایا جاتا ہے، کیونکہ یہ ہدایت کے طریقوں میں سے ہیں اور بے شک اللہ نے اپنے نبی کے لیے ہدایت کے طریقے مقرر کیے ہیں۔تم میں سے ہر ایک کی اس کے گھر میں مسجد ہونی چاہیے اور اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھنا شروع کر دو گے، جیسا کہ یہ پیچھے رہنے والا گھر میں نماز ادا کرتا ہے تو تم اپنے نبی کی سنت کو ترک کر دو گے اور اگر تم نے اپنے نبی کی سنت چھوڑ دی تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ میں نے دیکھا کہ نماز سے وہی پیچھے رہتا تھا جس کا نفاق واضح ہوتا تھا اور میں نے دیکھا کہ ایک آدمی کو دو آدمیوں کا سہارا دے کر (مسجد کی طرف) لایا جاتا، یہاں تک کہ اس کو صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر مسجد کی طرف آتا ہے تو وہ جو قدم اٹھاتا ہے، اس کے عوض اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے یا اس کا ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے اور اس کے لیے ایک نیکی لکھ

(٢٤٤١) تخريج: ......صحيح، وهذا اسناد فيه ابراهيم بن مسلم الهجري، وفيه لين أخرجه دون قوله: ((وان فضل صلاة الرجل......)) ابن ماجه: ٧٧٧، وعبد الرزاق: ١٩٧٩، وأما قوله: ((وان فضل صلاة الرجل......)) أخرجه ابن ابى شيبة: ٢/ ٤٧٩، والبزار: ٤٥٨، وابويعلى: ٤٩٩٥، والطبراني فى "الكبير" ١٠١٠٣ (انظر: ٣٥٦٤، ٣٦٢٣)

بَيْنَ الْخُطَا وَإِنْ فَضْلَ صَلَاةِ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ عَلٰى صَلَاتِهِ وَحْدَهُ بِخَمْسٍ وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً.)) (مسند احمد: ٣٦٢٣)

دی جاتی ہے۔'' (ہماری صورتحال تو یہ تھی کہ ہم مسجد کی طرف آتے وقت) قریب قریب قدم رکھتے تھے (تاکہ کثرتِ قدم کی وجہ سے نیکیاں زیادہ ہوجائیں)'' اور بے شک آدمی کی جماعت کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز اکیلے پڑھی ہوئے نماز سے پچیس گنا زیادہ فضیلت والی ہوتی ہے۔''

(٢٤٤٢) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((تَفْضُلُ الصَّلَاةُ فِي الْجَمِيْعِ صَلَاةَ الرَّجُلِ وَحْدَهُ خَمْسًا وَعِشْرِيْنَ وَيَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ.)) ثُمَّ يَقُوْلُ أَبُو هُرَيْرَةَ: اِقْرَءُ وا إِنْ شِئْتُمْ ﴿وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا﴾۔ (مسند احمد: ٧١٨٥)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جماعت میں پڑھی ہوئی نماز آدمی کے اکیلی ادا کی ہوئی نماز سے پچیس گنا زیادہ فضیلت والی ہوتی ہے اور دن رات کے فرشتے فجر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں۔'' پھر سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھو: ﴿وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا﴾ یعنی: ''اور فجر کا قرآن، بے شک فجر کا قرآن حاضر کیا گیا ہے۔''

شرح: ......سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث کے مصداق کو قرآن مجید سے بھی ثابت کر رہے ہیں۔ انسان کی نیکیوں اور برائیوں کو نوٹ کرنے والے دو دو فرشتے فجر اور عصر کی نمازوں میں اپنی باریاں تبدیل کرتے ہیں، یعنی دن کو اپنا فریضہ سر انجام دینے والے فرشتے نمازِ فجر کی ادائیگی سے پہلے آتے ہیں اور نماز عصر کے بعد واپس جاتے ہیں اور رات والے نماز عصر سے پہلے آتے ہیں اور نمازِ فجر کے بعد واپس جاتے ہیں اور نماز باجماعت ادا کرنے والے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو اس کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں: جب ہم گئے تھے تو تیرے بندے نماز پڑھ رہے تھے اور ابھی جب ہم آئے ہیں تو تیرے بندے نماز پڑھ رہے تھے۔

(٢٤٤٣) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ يَعْلَمُ أَنَّهُ إِذَا شَهِدَ الصَّلَاةَ مَعِي كَانَتْ لَهُ أَعْظَمَ مِنْ شَاةٍ سَمِيْنَةٍ أَوْ شَاتَيْنِ لَفَعَلَ، فَمَا يُصِيْبُ مِنَ الْأَجْرِ أَفْضَلُ.)) (مسند احمد: ٧٩٧١)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کوئی جان لے کہ جب وہ میرے ساتھ نماز میں حاضر ہوگا تو یہ نماز اس کے حق میں ایک یا دو موٹی موٹی بکریوں سے بہتر ہوگی تو وہ ضرور حاضر ہوگا، (یاد رکھو کہ اِس نماز میں) اسے جو اجر ملے گا، وہ اس سے بھی زیادہ ہے۔''

(٢٤٤٢) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٦٤٨، ٤٧١٧، ومسلم: ٦٤٩ (انظر: ٧١٨٥)

(٢٤٤٣) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٦٤٤، ٢٤٢٠، ٧٢٢٤، ومسلم: ٦٥١ (انظر: ٧٣٢٨، ٧٩٨٤)

(٢٤٤٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((صَلَاةٌ فِي الْجَمِيعِ تَزِيدُ عَلَى صَلَاةِ الرَّجُلِ وَحْدَهُ سَبْعًا وَعِشْرِينَ)) (مسند احمد: ٤٦٧٠)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کی باجماعت نماز، اس کی اکیلی نماز سے ستائیس گنا زیادہ افضل ہے۔''

(٢٤٤٥) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً .)) (مسند احمد: ٥٧٧٩)

''(دوسری سند) وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جماعت کی نماز تم میں سے کسی ایک کی نماز سے ستائیس گنا زیادہ فضیلت والی ہے۔''

(٢٤٤٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَفْضُلُ صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ عَلَى الْوَحْدَةِ سَبْعًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً أَوْ خَمْسًا وَعِشْرِينَ)) (مسند احمد: ٩٨٦٠)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''باجماعت نماز، اکیلے کی نماز پر ستائیس یا پچیس درجہ زیادہ فضیلت والی ہوتی ہے۔''

(٢٤٤٧) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((فُضِّلَتِ الْجَمَاعَةُ عَلَى صَلَاةِ الْفَذِّ خَمْسًا وَعِشْرِينَ)) (مسند احمد: ٢٤٧٢٥)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اکیلے کی نماز پر جماعت کو پچیس گنا زیادہ فضیلت دی گئی ہے۔''

(٢٤٤٨) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَضْلُ صَلَاةِ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ عَلَى صَلَاتِهِ وَحْدَهُ بِضْعٌ وَعِشْرُونَ دَرَجَةً)) (مسند احمد: ٣٥٦٤)

''سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کی جماعت میں نماز اس کے اکیلے نماز سے پچیس چھبیس گنا زیادہ فضیلت والی ہوتی ہے۔''

(٢٤٤٩) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) أَنَّ

''(دوسری سند) بے شک اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

(٢٤٤٤) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٦٤٥، ومسلم: ٦٥٠ (انظر: ٤٦٧٠، ٥٣٣٢)

(٢٤٤٥) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

(٢٤٤٦) تخريج: ......حديث صحيح۔ انظر: ١٢٨٩ (٢٤٤٧) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه النسائي: ٢/ ١٠٣ (انظر: ٢٤٢٢١)

(٢٤٤٨) تخريج: ......صحيح لغيره، عطاء بن السائب قد اختلط، لكنه قد توبع أخرجه ابن ابي شيبة: ٢/ ٤٧٩، والبزار: ٤٥٨، وابويعلى: ٤٩٩٥، والطبراني في "الكبير": ١٠١٠٣ (انظر: ٣٥٦٤)

(٢٤٤٩) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

نَبِیَّ اللّٰہِ ﷺ قَالَ صَلَاۃُ الْجَمْعِ تَفْضُلُ عَلٰی صَلَاۃِ الرَّجُلِ وَحْدَہُ خَمْسَۃً وَعِشْرِیْنَ ضِعْفًا کُلُّھَا مِثْلُ صَلَاتِہِ ۔ (مسند احمد: ۳۵۶۷)

''جماعت کی نماز، اکیلے کی نماز سے پچیس گنا زیادہ فضیلت والی ہوتی ہے، ان میں سے ہر ایک اس اکیلے کی نماز کی طرح ہوتی ہے۔''

(۲۴۵۰) عَنْ أَبِی ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((صَلَاۃُ الْجَمَاعَۃِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاۃِ أَحَدِکُمْ وَحْدَہُ بِخَمْسَۃٍ وَعِشْرِیْنَ جُزْءًا۔)) (مسند احمد: ۱۰۳۱۰)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جماعت کی نماز تم میں سے اکیلے کی نماز سے پچیس حصے زیادہ فضیلت والی ہوتی ہے۔''

شرح: ......نماز با جماعت سے روح کو جلا ملتی ہے، جماعت کے بہانے نمازی کا زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں گزرتا ہے اور سب سے بڑی سعادت ہے کہ ایک نماز پر ستائیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ نماز کی ادائیگی کے لیے جماعت کی پروانہ کرنا، انتہا قسم کی غفلت، سستی اور کاہلی ہے، بلکہ یوں کہیں کہ وہ آدمی شیطان کے نرغے میں ہے، ممکن ہے کہ وہ اسے جلد ہی نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو جائے اور اس سے بڑا نقصان کیا ہو سکتا ہے کہ وہ کئی سعادتوں سے محروم ہو جاتا ہے، سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَا مِنْ ثَلَاثَۃٍ فِی قَرْیَۃٍ وَلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِیْھِمُ الصَّلٰوۃُ إِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَیْھِمُ الشَّیْطَانُ فَعَلَیْکَ بِالْجَمَاعَۃِ فَإِنَّمَا یَأْکُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِیَۃَ۔)) (ابو داود، نسائی) یعنی: ''جس گاؤں یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور وہاں نماز باجماعت کا اہتمام نہ کیا جاتا ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان ان پر غالب آ چکا ہے۔ آپ جماعت کا التزام کریں، (وگرنہ ذہن نشین کر لیں کہ) بھیڑیا (ریوڑ سے) دور چلی جانے والی بکری کو کھا جاتا ہے۔''

نمازِ باجماعت اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی و انکساری کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، جیسا کہ سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((یَعْجَبُ رَبُّکَ مِنْ رَاعِیْ غَنَمٍ فِیْ رَأْسِ شَظِیَّۃٍ بِجَبَلٍ یُؤَذِّنُ لِلصَّلَاۃِ وَیُصَلِّیْ، فَیَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ: أُنْظُرُوْا إِلٰی عَبْدِیْ ھٰذَا یُؤَذِّنُ وَیُقِیْمُ الصَّلَاۃَ، یَخَافُ مِنِّیْ، قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ وَأَدْخَلْتُہُ الْجَنَّۃَ۔)) (ابو داود، نسائی) یعنی: ''تمہارا رب بکریوں کے اس چرواہے پر تعجب کرتا ہے، جو پہاڑ کی چوٹی پر (بکریاں چرا رہا ہوتا ہے، جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو) وہ اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ (اس کے اس عمل کو دیکھ کر) کہتے ہیں: میرے بندے کی طرف دیکھو، اذان دیتا ہے اور نماز کے لیے اقامت کہتا ہے (پھر نماز ادا کرتا ہے) یہ مجھ سے ڈرتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اور اسے جنت میں داخل کر دیا''۔ ان احادیث میں ایک اشکال پایا جاتا ہے کہ بعض احادیث میں ستائیس گنا کا ذکر ہے اور بعض میں پچیس کا؟ امام نووی نے درج ذیل تین وجوہات پیش کی ہیں:

(۲۴۵۰) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٦٤٩، وانظر الحديث: ١٢٨٩ (انظر: ١٠١٢١)

(۱) ان دو روایات میں سرے سے کوئی منافاۃ اور تضاد نہیں ہے، کیونکہ کم عدد سے بڑے عدد کی نفی نہیں ہوتی اور اصولیوں کے نزدیک مفہوم العدد باطل ہے۔

(۲) آپ ﷺ نے پہلے پچیس گنا کی خبر دی، پھر اللہ تعالیٰ نے مزید اضافہ کر دیا اور بات ستائیس گنا ثواب تک جا پہنچی۔

(۳) دونوں روایات محکم ہیں، کسی کو پچیس گنا ثواب ملتا ہے اور کسی کو ستائیس گنا، نمازیوں کے مختلف حالات سے ان کا تعلق ہے، مثلا خوب مکمل انداز میں نماز ادا کرنا یا اس کی ہیئت وخشوع کا خیال رکھنا، یا نمازیوں کی تعداد کا زیادہ ہونا، یا افضل لوگوں کا ایک جماعت میں شریک ہونا، یا اس جگہ کا بابرکت ہونا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۲٤٥١) وَعَنْـهُ أَيْـضًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ رَاحَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا أَعْطَاهُ اللّٰهُ مِثْلَ أَجْرِ مَـنْ صَلَّاهَا أَوْ حَضَرَهَا لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا .)) (مسند احمد: ۸۹۳٤)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اچھی طرح مکمل وضو کیا، پھر وہ مسجد گیا، لیکن اس نے دیکھا کہ لوگ تو نماز پڑھ چکے ہیں، اللہ اس کو اتنا اجر عطا کرے گا، جتنا کہ ان لوگوں کو دیا جو اس نماز میں حاضر ہوئے، جبکہ ان کے اجر میں کوئی کمی بھی نہیں آئے گی''۔

شرح: ...... یہ پاکیزہ عزائم کے نتائج ہیں، چونکہ یہ آدمی نماز با جماعت ادا کرنے کی نیت سے مسجد پہنچا، لیکن لوگ اس کے پہنچنے سے پہلے نماز ادا کر چکے تھے۔

2 ..... بَابُ التَّرْغِيْبِ فِيْ حُضُوْرِ الْجَمَاعَةِ فِي الْعِشَاءِ وَالْفَجْرِ

فجر اور عشاء کی جماعتوں میں حاضر ہونے کی ترغیب کا بیان

(۲٤٥۲) عَـنْ عُثْـمَـانَ بْـنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ أَنَّ الـنَّبِيَّ ﷺ قَـالَ: ((مَـنْ صَـلَّـى الْعِشَاءَ فِي جَـمَاعَةٍ فَهُوَ كَمَنْ قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ ، وَمَنْ صَـلَّـى الـصُّبْـحَ فِي جَمَاعَةٍ فَهُوَ كَمَنْ قَامَ اللَّيْلَ كُلَّهُ .)) (مسند احمد: ٤٠٩)

''سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے عشاء کی نماز با جماعت ادا کی، پس وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے آدھی رات قیام کیا اور جس نے صبح کی نماز با جماعت پڑھی، وہ اس شخص کی طرح ہے، جس نے ساری رات قیام کیا۔''

شرح: ...... سبحان اللہ! نماز با جماعت کتنا بابرکت عمل ہے کہ بارہ تیرہ منٹوں کی عبادت کی وجہ سے پانچ چھ گھنٹے کی نفلی عبادت کا ثواب مل جائے۔ لیکن اتنی عظمت کے باوجود اکثر نمازی لوگ نماز با جماعت کا اہتمام نہیں کرتے۔

قارئین کرام! یہ حقیقت ذہن نشین کر لیں کہ جو آدمی جماعت کے ساتھ نماز ادا نہ کر سکے اور پھر اسے جماعت رہ

(۲٤٥۱) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٥٦٤ (انظر: ۸۹٤۷)

(۲٤٥۲) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٦٥٦ (انظر: ٤٠٨، ٤٠٩)

جانے کا کوئی افسوس بھی نہ ہو تو اسے سمجھ لینا چاہیے کہ اس کا ایمان کمزور پڑ چکا ہے، اس کے پاس اتنی تمیز بھی نہیں رہی کہ اتنے عظیم فائدے سے محروم ہونے کے باوجود وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ (اللہ کی پناہ)

(٢٤٥٣) عَنْ عَائِشَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ أَنَّ النَّاسَ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي صَلَاةِ الْعَتَمَةِ وَصَلَاةِ الصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا.)) (مسند احمد: ٢٥٠١١)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو پتہ چل جائے کہ عشاء اور صبح کی نمازوں میں کتنا (اجر وثواب) ہے، تو وہ ان کو ادا کرنے کے لیے ضرور آئیں، اگرچہ انھیں سرین کے بل گھسٹ کر آنا پڑے''۔

(٢٤٥٤) عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ؓ أَنَّهُ قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصُّبْحَ فَقَالَ: ((شَاهِدٌ فُلَانٌ؟)) فَقَالُوْا: لَا، فَقَالَ: ((شَاهِدٌ فُلَانٌ؟)) فَقَالُوْا: لَا، فَقَالَ: ((شَاهِدٌ فُلَانٌ؟)) فَقَالُوْا: لَا، فَقَالَ: ((إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ مِنْ أَثْقَلِ الصَّلَوَاتِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا، وَالصَّفُّ الْمُقَدَّمُ عَلٰى مِثْلِ صَفِّ الْمَلَائِكَةِ وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ فَضِيْلَتَهُ لَابْتَدَرْتُمُوْهُ وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكٰى مِنْ صَلَاتِهِ مَعَ رَجُلٍ، وَمَا كَانَ أَكْثَرَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى.)) (مسند احمد: ٢١٥٨٧)

''سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی اور پھر فرمایا: ''فلاں آدمی حاضر ہے؟'' لوگوں نے کہا: نہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''فلاں آدمی حاضر ہے؟'' لوگوں نے کہا: نہیں، پھر آپ ﷺ فرمایا: ''فلاں آدمی موجود ہے؟'' لوگوں نے کہا: نہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک یہ دو (عشا اور فجر کی) نمازیں منافقین پر بڑی بوجھل ہیں، اگر وہ جان لیں ان دونوں کا اجر کیا ہے تو وہ ان کی ادائیگی کے لیے ضرور آئیں، اگرچہ انھیں سرین کے بل گھسٹ کر آنا پڑے۔ اور پہلی صف فرشتوں کی صف کی طرح ہے اور اگر تم اس کی فضیلت کو جان لو تو تم ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو اور آدمی کی دو افراد کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز ایک آدمی کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز سے زیادہ پاکیزہ (یعنی زیادہ ثواب والی) ہے، اسی طرح جتنے آدمی زیادہ ہوں گے، وہ نماز اتنی زیادہ اللہ کو محبوب ہو گی''۔

(٢٤٥٥) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْفَجْرَ فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ:

''(دوسری سند) انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر پڑھائی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: ''فلاں شخص موجود

(٢٤٥٣) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ٧٩٦، والنسائي في "الكبرى": ٣٨٦، وابن ابي شيبة: ١/ ٣٣٢ (انظر: ٢٤٥٠٦)

(٢٤٥٤) تخريج: ......حديث حسن۔ أخرجه ابوداود: ٥٥٤، والنسائي: ٢/ ١٠٤ (انظر: ٢١٢٦٥)

(٢٤٥٥) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

((شَاهِدٌ فُلَانٌ؟)) فَسَكَتَ الْقَوْمُ، قَالُوا نَعَمْ، وَلَمْ يَحْضُرْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ أَثْقَلَ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ صَلَاةُ الْعِشَاءِ وَالْفَجْرِ (فَذَكَرَ نَحْوَ مَا تَقَدَّمَ وَفِيْهِ) اِنَّ صَلَاتَكَ مَعَ رَجُلَيْنِ أَزْكٰى مِنْ صَلَاتِكَ مَعَ رَجُلٍ، وَصَلَاتُكَ مَعَ رَجُلٍ أَزْكٰى مِنْ صَلَاتِكَ وَحْدَكَ، وَمَا كَثُرَ فَهُوَ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى.)) (مسند احمد: ۲۱۵۸۸)

ہے؟'' لوگ خاموش رہے، پھر بعض نے کہا: جی ہاں، وہ حاضر نہیں ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک منافقوں پر فجر اور عشاء سب سے بھاری نمازیں ہیں، (پھر سابقہ روایت کی طرح باتیں ذکر کیں)، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک تیری دو آدمیوں کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز ایک آدمی کے ساتھ ادا کی ہوئی نماز سے زیادہ پاکیزہ ہے اور تیری ایک آدمی کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز اکیلی ادا کی ہوئی نماز سے زیادہ پاکیزہ ہے، اور جتنے لوگ زیادہ ہوں گے، تو وہ اتنا ہی اللہ کو زیادہ محبوب ہے۔''

(۲۴۵٦) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْفَجْرِ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ رَأَى مِنْ أَهْلِ الْمَسْجِدِ قِلَّةً، فَقَالَ: ((شَاهِدٌ فُلَانٌ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ، حَتّٰى عَدَّ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ، فَقَالَ: ((اِنَّهُ لَيْسَ مِنْ صَلَاةٍ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ وَمِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ.)) وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهِ۔ (مسند احمد: ۲۱۵۹۵)

''(تیسری سند) انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ نمازیوں میں کچھ کمی ہے، پھر پوچھا: ''فلاں آدمی حاضر ہے؟'' ہم نے کہا: جی ہاں، حتیٰ کہ آپ ﷺ نے تین آدمیوں کے متعلق پوچھا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک منافقوں پر عشاء اور فجر کی نماز سے کوئی نماز زیادہ بھاری نہیں ہے۔'' (پھر اوپر والی پوری حدیث ذکر کی)۔''

شرح: ...... کتنی قابل غور بات ہے کہ اگر مدینہ منورہ کے تین چار نمازی غائب ہونے پر اتنی سخت دھمکی دے دی جائے کہ یہ منافق ہی ہو سکتے ہیں جو فجر کی نماز میں حاضر نہیں ہوتے، اور اگر مسلمانوں کی بستی ہو، لیکن سینکڑوں لوگ نماز پڑھنے کے لیے نہ آئیں تو کیا ان کو اہل اسلام سمجھا جائے گا؟

(۲۴۵۷) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ يَعْلَمُ الْمُتَخَلِّفُوْنَ عَنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَصَلَاةِ الْغَدَاةِ مَا لَهُمْ فِيْهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا)) (مسند احمد: ۱۲۵٦۱)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر فجر اور عشاء کی نمازوں سے پیچھے رہنے والے جان لیں کہ ان کے لیے ان دونوں میں کتنا اجر و ثواب ہے تو وہ مسجد میں ضرور آئیں اگرچہ ان کو سرینوں کے بل گھسٹ کر آنا پڑے۔''

(۲۴۵٦) تخریج: ...... انظر الحدیث بالطریق الاول

(۲۴۵۷) تخریج: ...... صحیح لغیرہ۔

شرح: ...... مشقت، اندھیرے، تھکاوٹ اور نیند کے غلبے جیسے اسباب کی بنا پر فجر اور عشاء کی نمازوں میں حاضر ہونا مشکل عمل ہے، لیکن رغبت رکھنے والے مسلمانوں کے لیے نہ صرف آسان ہے، بلکہ ان کو ان اسباب کا ذرا برابر احساس نہیں ہوتا، اس پر مستزاد یہ کہ اگر وہ یہ نمازیں باجماعت ادا نہ کر سکیں تو ان کی بے چینی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ان نمازوں کی ادائیگی ان منافقوں کے مشکل ہے، جو اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں، بلکہ لوگوں کی رضامندی کی خاطر مسجد میں آتے تھے۔ بے نماز مسلمان کے سوچنے کا مقام ہے۔

3 ..... بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَأْكِيْدِهَا وَالْحَثِّ عَلَيْهَا

جماعت کے بارے میں تاکید اور اس پر آمادہ کرنے کا بیان

(۲۴۵۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ قَالَ: أَتَى ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْزِلِي شَاسِعٌ وَأَنَا مَكْفُوْفُ الْبَصَرِ وَأَنَا أَسْمَعُ الْأَذَانَ، قَالَ: ((فَإِنْ سَمِعْتَ الْأَذَانَ فَأَجِبْ وَلَوْ حَبْوًا أَوْ زَحْفًا.)) (مسند احمد: ۱۵۰۱۱)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ ؓ کہتے ہیں: سیّدنا ابن ام مکتوم ؓ، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرا گھر مسجد سے دور ہے، جبکہ میں نابینا بھی ہوں اور اذان بھی سنتا ہوں (تو کیا میں گھر میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو اذان سنتا ہے تو اس کا جواب دیا کر، اگرچہ تجھے سرین کے بل گھسٹ کر یا کولہوں کے بل سرک کر آنا پڑے''۔

شرح: ...... یہ روایت تو ضعیف ہے، اگلی روایت پر غور کریں۔

(۲۴۵۹) عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمِّ مَكْتُوْمٍ ؓ قَالَ: جِئْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كُنْتُ ضَرِيْرًا شَاسِعَ الدَّارِ وَلِي قَائِدٌ لَا يُلَائِمُنِيْ فَهَلْ تَجِدُ لِي رُخْصَةً أَنْ أُصَلِّيَ فِي بَيْتِي؟ قَالَ: ((أَتَسْمَعُ النِّدَاءَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((مَا أَجِدُ لَكَ رُخْصَةً.)) (مسند احمد: ۱۵۵۷۱)

''سیّدنا عمرو بن ام مکتوم ؓ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نابینا ہوں اور میرا گھر بھی مسجد سے دور ہے اور میرا ایک قائد تو ہے لیکن وہ میری موافقت نہیں کرتا تو کیا مجھے گھر میں نماز پڑھنے کی رخصت دیں گے؟ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تم اذان کی آواز سنتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تب میں تیرے لیے کوئی رخصت نہیں پاتا''۔

(۲۴۵۸) تخریج: ...... اسناده ضعيف، عيسى بن جارية، قال ابن معين: ليس بذاك عنده مناكير، وقال ابوداود: منكر الحديث أخرجه عبد بن حميد: ۱۱۴۸، وابويعلى: ۱۸۰۳، وابن حبان: ۲۰۶۳، والطبراني في "الاوسط": ۳۷۳۸ ـ وقد روى هذا الحديث عن ابن ام مكتوم نفسه، سيأتي برقم: ۱۳۰۲ (انظر: ۱۴۹۴۸)

(۲۴۵۹) تخريج: ...... حديث صحيح لغيره، وهذا اسناد منقطع، ابو رزين مسعود بن مالك لم يسمع من ابن ام مكتوم أخرجه ابوداود: ۵۵۲، وابن ماجه: ۷۹۲ (انظر: ۱۵۴۹۰)

(٢٤٦٠) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ فَسُئِلَ سُفْيَانُ عَمَّنْ؟ قَالَ: هُوَ مَحْمُوْدٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ رَجُلًا مَحْجُوبَ الْبَصَرِ وَإِنَّهُ ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ اَلتَّخَلُّفَ عَنِ الصَّلَاةِ، قَالَ: ((هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُ۔ (مسند احمد: ١٦٥٩٤)

''محمود بن ربیع کہتے ہیں: سیّدنا عتبان بن مالک رضی اللہ عنہا یک نابینا آدمی تھا، اس لیے اس نے نبی کریم ﷺ سے نماز سے پیچھے رہ جانے کا ذکر کیا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو اذان کی آواز سنتا ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، پھر آپ ﷺ نے اس کو رخصت نہیں دی۔''

شرح: ......ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت میں حاضر ہونے یا اس سے پیچھے ہونے کا تعلق بینائی یا عدم بینائی سے نہیں ہے، بلکہ نمازی کی استطاعت اور اہلیت پر ہے، ہم نے دیکھا کہ کئی نابینے لوگ مشکل راستے کو بھی عبور کر جاتے ہیں اور بعض بینائی سے محروم لوگ آسان راستے سے بھی نہیں گزر سکتے۔ اس لیے جو نابینا خود بخود یا کسی قائد وغیرہ کی رہنمائی میں مسجد میں بآسانی پہنچ سکتا ہے تو اس کے لیے اس کا اندھا پن عذر نہیں بن سکتا۔ حدیث نمبر (۱۳۷۳) سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے سیّدنا عتبان رضی اللہ عنہ کو گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دی تھی، جبکہ اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ اِس صحابی کو آپ ﷺ نے اجازت نہیں دی تھی۔

جمع و تطبیق کی یہی صورت ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے اِس ظن کی روشنی میں اسے اجازت نہیں دی ہو گی کہ یہ شخص بلا مشقت مسجد میں پہنچ سکتا ہے، لیکن جب اس نے بعد میں مشقت کا ذکر کیا اور آپ ﷺ کو ساری تفصیل کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے اسے اجازت دے دی۔ اس وقت مسلمانوں کی کثرت نماز با جماعت سے یا سرے سے نماز سے غافل ہے، ایسے ناعاقبت اندیشوں کو ان احادیث پر غور کرنا چاہیے۔

(٢٤٦١) عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلَاةِ فَلْيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ، وَاِذَا قَرَأَ الْاِمَامُ فَأَنْصِتُوا)) (مسند احمد: ١٩٩٦١)

''سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (بعض امور کی) تعلیم دی، بیچ میں یہ بھی فرمایا تھا: ''جب تم نماز کے لیے اٹھو تو تم میں سے ایک آدمی امامت کروایا کرے اور جب امام قراءت کرے تو تم خاموش رہا کرو''۔

شرح: ......امام، مقتدی اور منفرد کے لیے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت فرض ہے، پہلے اس موضوع پر تفصیلی بحث ہو چکی ہے۔

(٢٤٦٠) تخريج: ......حديث ضعيف لشذوذه، فقد خالف فيه سفيان بن عيينة اصحابَ الزهري في روايته عن محمود بن الربيع، عن عتبان بن مالك من انه ﷺ أذن لعتبان ان يصلي في بيته لما انكر بصره، وكانت السيول تحول بينه وبين مسجد قومه۔

(٢٤٦١) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٤٠٤ (انظر: ١٩٧٢٣)

(۲٤٦۲) عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيِّ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ: أَيْنَ مَسْكَنُكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: فِي قَرْيَةٍ دُوْنَ حِمْصَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِي قَرْيَةٍ لَا يُؤَذَّنُ وَلَا تُقَامُ فِيْهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ، فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّ الذِّئْبَ يَأْكُلُ الْقَاصِيَةَ.)) (مسند احمد: ۲۲۰۵۳)

''معدان بن ابی طلحہ یعمری کہتے ہیں: سیّدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا: تیرا گھر کہاں ہے؟ میں نے کہا: حمص سے پیچھے ایک بستی میں۔ پھر انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: یعنی: ''جس بستی میں تین آدمی ہوں اور اس میں نہ اذان دی جاتی ہو اور نہ نماز قائم کی جاتی ہو تو وہاں شیطان غالب آ جاتا ہے، اس لیے تم جماعت کا التزام کرو، (وگرنہ ذہن نشین کر لو کہ) بھیڑیا (ریوڑ سے) دور چلی جانے والی بکری کو کھا جاتا ہے''۔

شرح: ...... جو آدمی نماز باجماعت کا اہتمام نہیں کرتا، شیطان کے لیے اس کو گمراہ کرنا انتہائی آسان ہو جاتا ہے، ایسے لوگوں کے مزاج میں اتنا فساد آ جاتا ہے کہ وہ سرے سے اہتمام کے ساتھ جماعت کا خیال ہی نہیں رکھتے، جس کا نتیجہ یہ نکلتا کہ بسا اوقات نماز ترک کر دینے کی نوبت آ جاتی ہے، نہیں تو کم از کم یہ نقصان تو ہوتا ہی ہے ان لوگوں کو زیادہ ذکر کرنے کا نہ موقع ملتا ہے اور نہ ان کا جی کرتا ہے۔

(۲٤٦۳) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ ذِئْبُ الْإِنْسَانِ كَذِئْبِ الْغَنَمِ يَأْخُذُ الشَّاةَ الْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ فَإِيَّاكُمْ وَالشِّعَابَ وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ وَالْمَسْجِدِ)) (مسند احمد: ۲۲۳۷۹)

''سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک شیطان انسان کے لیے اسی طرح کا بھیڑیا ہے، جیسے بکریوں کا بھیڑیا ہوتا ہے، جو دور جانے والی اور علیحدہ رہنے والی بکری کو پکڑ لیتا ہے، پس تم گھاٹیوں سے بچو اور جماعت، عام مسلمانوں اور مسجد کو لازم پکڑو''۔

شرح: ...... جو بندہ نماز باجماعت کا اہتمام نہیں کرتا، اسے سمجھ لینا چاہیے کہ وہ گھاٹیوں میں پھر رہا ہے اور اس کا بھیڑیا اس کو قابو کرنے میں جلدی کامیاب ہو جائے گا۔

4 ...... بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيْدِ عَلٰى مَنْ تَخَلَّفَ عَنِ الْجَمَاعَةِ خُصُوْصًا الْعِشَاءِ وَالْفَجْرِ

جماعت بالخصوص عشاء اور فجر سے پیچھے رہ جانے پر سختی کا بیان

(۲٤٦٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۲٤٦۲) تخریج: ...... اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٥٤٧، والنسائی: ۲/ ۱۰٦ (انظر: ۲۱۷۱۰)

(۲٤٦۳) تخریج: ...... حسن لغيره، وهذا سند منقطع، العلاء بن زياد لم يسمع من معاذ أخرجه الطبرانی: ۲۰/ (۳٤٥)، وعبد بن حميد: ۱۱٤، وابونعيم فی "الحلية": ۲/ ۲٥۷ (انظر: ۲۲۰۲۹)

(۲٤٦٤) تخریج: ...... أخرجه البخاری: ٦٤٤، ۲٤۲۰، ۷۲۲٤، ومسلم: ٦٥۱ (انظر: ۷۳۲۸، ۷۹۱٦، ۷۹۸٤)

رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((لَیَنْتَهِیَنَّ رِجَالٌ مِمَّنْ حَوْلَ الْمَسْجِدِ لَا یَشْهَدُوْنَ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ فِی الْجَمِیْعِ أَوْ لَأُحَرِّقَنَّ حَوْلَ بُیُوْتِهِمْ بِحُزَمِ الْحَطَبِ.)) (مسند احمد: ۷۹۰۳)

فرمایا: ''مسجد کے اردگرد والے لوگ ضرور ضرور اس چیز سے باز آ جائیں کہ نمازِ عشاء کی جماعت میں حاضر نہ ہوں، وگرنہ میں ان کے گھروں کو جلانے کی لکڑیوں کی گٹھڑیوں کے ساتھ ضرور ضرور جلا دوں گا۔''

شرح: ......صحیح مسلم کی روایت میں ہے: ((فَأُحَرِّقُ بُیُوْتًا عَلٰی مَنْ فِیْهَا)) یعنی: ''میں ان گھروں کو ان لوگوں سمیت جلا دوں۔''

(۲٤٦٥) وَعَنْهُ أَیْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((لَوْلَا مَا فِی الْبُیُوْتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالذُّرِّیَّةِ لَأَقَمْتُ صَلَاةَ الْعِشَاءِ وَأَمَرْتُ فِتْیَانِیْ یُحَرِّقُوْنَ مَا فِی الْبُیُوْتِ بِالنَّارِ.)) (مسند احمد: ۸۷۸۲)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں نمازِ عشاء کھڑی کرتا اور اپنے نوجوانوں کو حکم دیتا کہ وہ گھروں میں جو کچھ ہے، اسے جلا دیں''۔

(۲٤٦٦) وَعَنْهُ أَیْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((أَثْقَلُ الصَّلَاةِ عَلَی الْمُنَافِقِیْنَ صَلَاةُ الْعِشَاءِ وَصَلَاةُ الْفَجْرِ، وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِیْهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ الْمُؤَذِّنَ فَیُؤَذِّنَ ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا یُصَلِّی بِالنَّاسِ ثُمَّ أَنْطَلِقَ مَعِی بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمُ الْحَطَبِ إِلٰی قَوْمٍ یَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الصَّلَاةِ فَأُحَرِّقَ عَلَیْهِمْ بُیُوْتَهُمْ بِالنَّارِ.)) (مسند احمد: ۹٤۸۲)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہیکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عشاء اور فجر کی نمازیں منافقوں پر سب سے بھاری ہیں اور اگر یہ لوگ جان لیں کہ ان میں کتنا اجر وثواب ہے تو یہ ضرور آئیں، اگرچہ ان کو سرینوں کے بل گھسٹ کر آنا پڑے۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ مؤذن کو حکم دوں کہ وہ اذان کہے، پھر کسی آدمی کا حکم دوں کہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں خود نماز سے پیچھے رہ جانے والے لوگوں کی طرف ایسے افراد کو لے کر چلوں، جنھوں نے جلنے والی لکڑیوں کی گٹھڑیاں اٹھا رکھی ہوں، اور پھر ان کے گھروں کو آگ سے جلا دوں۔''

شرح: ...... کتنی بڑی وعید ہے کہ نبی کریم ﷺ ایسے لوگوں سمیت ان کے گھروں کو جلا دینے کا عزم رکھتے ہیں، جو نمازوں سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ کاش ہم ایسے مزاج کے بندے ہوتے کہ جن کے لیے مہربان نبی کے اشارے ہی کافی ہو جاتے۔ اس گھر میں خیر و برکت کہاں سے گھسے گی، جس کے بارے میں آپ ﷺ کا عزم یہ ہو کہ اسے جلا دیا جائے۔

(۲٤٦٥) تخریج: ......حدیث صحیح، وهذا اسناد ضعیف لضعف ابی معشر انظر الحدیث السابق: ۱۳۰۷ (انظر: ۸۷۹٦)

(۲٤٦٦) تخریج: ..... أخرجه البخاری: ٦٥٧، ومسلم: ٦٥۱ (انظر: ۹٤۸٦)

(٢٤٦٧) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ عَنِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُوْمٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتَى الْمَسْجِدَ فَرَأَى فِي الْقَوْمِ رِقَّةً، فَقَالَ: ((إِنِّي لَأَهُمُّ أَنْ أَجْعَلَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ثُمَّ أَخْرُجَ فَلَا أَقْدِرُ عَلٰى إِنْسَانٍ يَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلَاةِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا أَحْرَقْتُهُ عَلَيْهِ.)) فَقَالَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ بَيْنِي وَبَيْنَ الْمَسْجِدِ نَخْلًا وَشَجَرًا وَلَا أَقْدِرُ عَلٰى قَائِدٍ كُلَّ سَاعَةٍ، أَيَسَعُنِي أَنْ أُصَلِّيَ فِي بَيْتِي؟ قَالَ: ((أَتَسْمَعُ الْإِقَامَةَ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَأْتِهَا.)) (مسند احمد: ١٥٥٧٢)

''سیّدنا عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں آئے اور دیکھا کہ نمازیوں میں قلت ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک میرا ارادہ یہ ہے کہ میں لوگوں کے لیے ایک امام مقرر کروں، پھر میں خود نکل جاؤں اور نماز سے پیچھے رہ جانے والے جس جس انسان پر قدرت پاؤں، اس کو اس کے گھر سمیت جلا دوں۔'' سیّدنا عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے اور مسجد کے درمیان کھجوریں اور درخت ہیں اور میں ہر وقت قائد بھی نہیں ہوتا (جو مسجد میں لے آئے)، تو کیا مجھے گھر میں نماز پڑھ لینے کی رخصت ہے؟ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تو اذان سنتا ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تو نماز کے لیے آنا پڑے گا۔''

(٢٤٦٨) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ فِتْيَانِي فَيَجْمَعُوْا حَطَبًا، ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا يَؤُمُّ النَّاسَ ثُمَّ أُخَالِفَ إِلٰى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الصَّلَاةِ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَايْمُ اللّٰهِ! لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ أَنَّ لَهُ بِشُهُوْدِهَا عَرْقًا سَمِينًا أَوْ مِرْمَاتَيْنِ لَشَهِدَهَا وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهَا لَأَتَوْهَا وَلَوْ حَبْوًا.)) (مسند احمد: ٨٨٧٧)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا یہ ارادہ ہے کہ میں جوانوں کو جلنے والی لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں، پھر میں ایک آدمی کو حکم دوں وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، اور خود نماز سے پیچھے رہ جانے والے لوگوں کے پیچھے چلا جاؤں اور ان سمیت ان کے گھروں کو جلا دوں۔ اللہ کی قسم! اگر ان میں سے کسی کو یہ پتہ چل جائے کہ اسے نماز میں حاضر ہونے پر گوشت والی اچھی سی ہڈی یا دو کھر ملیں گے تو وہ ضرور آئے گی، اور اگر ان کو پتہ چل جائے کہ اس نماز میں کتنا اجر وثواب ہے تو یہ ضرور حاضر ہوں، اگرچہ ان کو سرینوں کے بل گھسٹ کر آنا پڑے''۔

شرح: ...... ''عَــرْق'': وہ ہڈی جس کا اکثر گوشت اتار لیا گیا ہو اور تھوڑا عمدہ باریک گوشت لگا رہ گیا ہو۔

(٢٤٦٧) تخريج: ...... حديث صحيح لغيره۔ أخرجه ابن خزيمة: ١٤٧٩، والحاكم: ١/ ٢٤٧، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار": ٥٠٨٧ (انظر: ١٥٤٩١)

(٢٤٦٨) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٦٤٤، ٢٤٢٠، ٧٢٢٤، ومسلم: ٦٥١ (انظر: ٧٣٢٨، ٧٩٨٤، ٨٨٩٠)

اکثر و بیشتر لوگوں کی یہ صورتحال ہے کہ تجارت، ملازمت، مزدوری وغیرہ کی صورت میں جو ڈیوٹی ان کے رزق کا سبب ہوتی ہے، تو وہ اپنی تنخواہ کی خاطر وقت پر پہنچتے ہیں، زائد وقت دینے کے لیے بھی تیار ہو جاتے ہیں اور اس ضمن میں ان کو کئی لوگوں کی اوٹ پٹانگ باتیں بھی سننا پڑتی ہیں، اس پر مستزاد یہ کہ اپنی نوکری کو بچانے کی خاطر کئی نمازوں اور اسلامی شعائر کو داؤ پر لگا دیتے ہیں۔ جن ہوٹلوں پر مخصوص اوقات میں غریب لوگوں کے مفت کھانا تقسیم ہوتا ہے، وہاں لوگ ایک ایک روٹی کی خاطر قطاروں میں لگے ہوئے نظر آتے ہیں۔

لیکن گنجان آباد علاقوں میں واقع مساجد کی غربت کے شکوے کو زائل کرنا اِن مسلمانوں کے بس کی بات نہیں رہی، جس اسلامی معاشرے کے افراد میں اللہ تعالیٰ کے گھروں کو آباد کرنے کا شعور باقی نہ رہا، اسے سمجھ لینا چاہیے کہ وہ خیر و بھلائی سے کوسوں دور ہو گئے ہیں، لیکن اگر پھر بھی وہ اپنی زندگی کو اطمینان والا سمجھتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ان کے دماغ اتنے نا اہل ہو چکے ہیں کہ وہ سکون اور عدم سکون میں تمیز ہی نہیں کر سکتے۔

(٢٤٦٩) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَفِي رِوَايَةٍ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْجِدَ صَلَاةَ الْعِشَاءِ، فَرَآهُمْ عِزِيْنَ مُتَفَرِّقِيْنَ، قَالَ: فَغَضِبَ غَضَبًا شَدِيْدًا مَا رَأَيْنَاهُ غَضِبَ غَضَبًا أَشَدَّ مِنْهُ، قَالَ: ((وَاللّٰهِ! لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا يَؤُمُّ النَّاسَ ثُمَّ أَتَتَبَّعَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي دُوْرِهِمْ فَأُحَرِّقَهَا عَلَيْهِمْ.)) (مسند احمد: ٨٨٩٠)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نماز عشاء کے وقت مسجد میں تشریف لائے اور لوگوں کو علیحدہ علیحدہ گروہوں میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ سخت غصے میں آ گئے، ہم نے کبھی بھی آپ ﷺ کو اتنی سخت ناراضگی میں نہیں دیکھا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں کسی آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، پھر میں ان لوگوں کے پیچھے جاؤں جو نماز سے پیچھے رہ جاتے ہیں اور ان سمیت ان کے گھروں کو جلا دوں''۔

(٢٤٧٠) وَعَنْهُ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَخَّرَ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتّٰى كَادَ يَذْهَبُ ثُلُثُ اللَّيْلِ أَوْ قُرَابُهُ، قَالَ: ثُمَّ جَاءَ وَفِي النَّاسِ رِقَّةٌ وَهُمْ عِزُوْنَ فَغَضِبَ غَضَبًا شَدِيْدًا، ثُمَّ قَالَ: ((لَوْ أَنَّ رَجُلًا بَدَا النَّاسَ إِلَى عَرْقٍ أَوْ مِرْمَاتَيْنِ لَأَجَابُوا لَهُ، وَهُمْ

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز کو مؤخر کیا، حتیٰ کہ رات کا تیسرا حصہ یا اس کے قریب قریب وقت گزر گیا، پھر جب آپ ﷺ تشریف لائے تو لوگوں میں قلت تھی اور وہ ٹولیوں کی صورت میں بیٹھے ہوئے تھے، پس آپ ﷺ شدید غصے میں آ گئے اور پھر فرمایا: ''اگر کوئی آدمی اِن لوگوں کو گوشت والی

(٢٤٦٩) تخريج: ......انظر الحديث السابق: ٢٤٦٨ (انظر: ٨٩٠٣)
(٢٤٧٠) تخريج: ......انظر الحديث السابق: ١٣١٢ (انظر: ٩٣٨٣)

يَتَخَلَّفُوْنَ عَنْ هٰذِهِ الصَّلَاةِ، لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا فَيَتَخَلَّفَ عَلٰى أَهْلِ هٰذِهِ الدُّوْرِ الَّذِيْنَ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنْ هٰذِهِ الصَّلَاةِ فَأُحَرِّقَهَا عَلَيْهِمْ بِالنِّيْرَانِ .)) (مسند احمد: ٩٣٧٢)

ہڈی یا دو کھروں کی طرف اپنی بستی میں بلائے تو وہ اس کی بات کو ضرور قبول کریں گے۔ یہ لوگ اِس نماز سے بھی پیچھے رہ جاتے ہیں، البتہ تحقیق میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ پیچھے رہ (نماز پڑھائے) اور میں ان گھر والوں کی طرف جاؤں جو اس نماز سے پیچھے رہ جاتے ہیں اور ان سمیت ان کے گھروں کو آگ کے ساتھ جلا دوں‘‘۔

شرح: ...... جب لوگوں کو کھانے کی دعوت ملتی ہے تو کوئی لالچ کی بنا پر اور کسی کی رو رعایت رکھتے ہوئے دعوت قبول کرتا ہے، لیکن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذان کے ذریعے نماز کی دعوت دی جاتی ہے، تو ان منحوس مزاج اور بد باطن لوگوں کو ٹس سے مس نہیں ہوتا، حالانکہ اس دعوت کی قبولیت میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی و رضامندی اور دنیا و آخرت کی کامیابی و کامرانی پنہاں ہے۔

(٢٤٧١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ) ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا فَيُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، ثُمَّ آمُرَ بِالنَّاسِ لَا يُصَلُّوْنَ مَعَنَا فَتُحَرَّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتُهُمْ .)) (مسند احمد: ٣٧٤٣)

’’سیدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’یقیناً میں نے ارادہ کیا ہے کہ ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، پھر ان لوگوں سمیت ان کے گھر جلا دینے کا حکم دوں، جو ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھتے‘‘۔

شرح: ...... ان احادیث میں نماز باجماعت کا اہتمام نہ کرنے والوں کے بارے میں سخت وعید کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے گھروں کو ان لوگوں سے سمیت جلانے کا عزم رکھتے ہیں۔ لیکن صورتحال یہ ہے کہ اس قسم کی روایات سن کر بھی نماز ادا کرنے کی یا جماعت کا اہتمام کرنے کی ہمت ہی پیدا نہیں ہوتی۔ (یا اللہ! ہمارے حالات پہ رحم فرما)۔ جہاں نماز باجماعت عظیم کارِ ثواب ہے، وہاں اس کا اہتمام کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے، جیسا ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوٓا أَسْلِحَتَهُمْ﴾ (سورۂ نساء: ١٠٢) یعنی: ’’(اے محمد!) جب آپ ان میں ہوں اور ان کے لیے نماز کھڑی کرو تو چاہئے کہ ان (مجاہدین صحابہ) کی ایک جماعت آپ کے ساتھ اپنے ہتھیار لیے کھڑی ہو‘‘۔

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ حالتِ جنگ میں بھی نماز باجماعت کا حکم دیا جا رہا ہے، امن کی حالت میں جماعت کی اہمیت کا خود اندازہ لگا لیں جو پیغمبر مومنوں کے حق میں ان کے نفسوں سے بڑھ کر خیر خواہ ہے، جس پر مومنوں کی تکلیف اور مشقت بڑی گراں گزرتی ہے، جو اپنے امتیوں کی دنیوی خیریت اور اخروی عافیت کا سب سے زیادہ حریص ہے، وہی

(٢٤٧١) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ٦٥٢ (انظر: ٣٧٥٣، ٣٨١٦)

پیغمبر اپنے پیروکاروں کے گھروں کو جلا ڈالنے کا ارادہ کرتا ہے۔ آخر ایسا کیوں ہے؟ صرف جماعت کے ساتھ حاضری نہ دینے کی وجہ سے۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَأْتِ فَلَا صَلَاةَ لَهُ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ .)) (ابو داود، ابن ماجه) یعنی: ''جو آدمی اذان سننے کے باوجود نماز جماعت کے ساتھ ادا نہ کرے تو اس کی کوئی نماز نہیں، الا یہ کہ کوئی عذر ہو''۔

قارئین کرام! شاید آپ بھی اس حقیقت کے قائل ہوں کہ جو روحانی تسکین نماز باجماعت سے حاصل ہوتی ہے، اکیلے نماز پڑھنے والا آدمی اس سے کوسوں دور ہے، جماعت کے بہانے مسلمان کا زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں گزر جاتا ہے، فجر کی نماز کی مثال آپ کے سامنے ہے کہ آپ باوضو ہو کر گھر میں یا مسجد میں سنتیں ادا کر کے جماعت کے انتظار میں ذکر میں مصروف ہو کر بیٹھ جاتے ہیں، پھر جماعت میں تقریبا چالیس، پچاس یا اس سے بھی زیادہ آیات کی تلاوت کی جاتی ہے، سلام پھرنے کے بعد اذکار کرنے کا موقع ملتا ہے، اس طرح تقریباً گھنٹہ، پون گھنٹہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں گزرتا ہے اور دن کی حسین انداز میں ابتدا ہو جاتی ہے اور دل میں مخصوص قسم کا سکون محسوس ہوتا ہے۔ اس کے برعکس منفرد آدمی کیسے نماز پڑھتا ہے، اس کا کتنا وقت صرف ہوتا ہے، اس کو کتنی تسکین نصیب ہوتی ہے؟ آپ خود بہتر اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی روحانی طور پر اکیلے اور باجماعت نماز ادا کرنے میں کوئی فرق محسوس نہیں کرتا، یا جماعت رہ جانے کی وجہ سے اسے کسی قسم کی ندامت اور افسوس نہیں ہوتا، تو اسے اس حقیقت کا قائل ہونا پڑے گا کہ ایسا ایک شخص ایمان کی شیرینی اور اسلام کی مٹھاس سے محروم ہے۔ کہاں ستائیس نمازوں کا ثواب اور کہاں ایک نماز کا اجر! کہاں آدھ پون گھنٹہ کی عبادت اور کہاں تین چار منٹوں کی عبادت!

قارئینِ کرام! ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ فلاں باورچی یا ہوٹل کا کھانا مزیدار ہوتا ہے، فلاں دوکان کے جوتے معیاری ہوتے ہیں، فلاں درزی کا سلائی کیا ہوا سوٹ خوبصورت ہوتا ہے، فلاں سبزی فروش اور دوکاندار کا سودا معیاری اور کم قیمت والا ہوتا ہے اور پھر جیب اجازت دے تو ہم ان ہی دوکانوں اور دوکانداروں کا رخ کرتے ہیں۔ لیکن ہم یہ کیوں نہیں کہہ سکتے ہیں نمازِ باجماعت میں زیادہ سکون نصیب ہوتا ہے، مسجد میں نماز کی ادائیگی کا لطف ہی انوکھا ہے؟ (اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔ آمین)

(٢٤٧٢) عَنْ سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ (يَعْنِي مُعَاذَ بْنَ أَنَسٍ الْجُهَنِيَّ رضی اللہ عنہ) عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((اَلْجَفَاءُ كُلُّ الْجَفَاءِ وَالْكُفْرُ وَالنِّفَاقُ مَنْ سَمِعَ مُنَادِيَ اللهِ

''سیّدنا معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(اللہ کی رحمت سے) دوری ہے، بہت دوری ہے، کفر ہے اور نفاق ہے، اس شخص میں جو اللہ تعالیٰ کے مُنادی کو نماز کے اذان دیتے ہوئے اور کامیابی کی طرف دعوت

(٢٤٧٢) تخريج: ......اسناده ضعيف لضعف زبان بن فائد، وسهل بن معاذ فی رواية زبان عنه، وابن لهيعة ضعيف أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ٢٠/ (٣٩٤) (انظر: ١٥٦٢٧)

يُنَادِي بِالصَّلَاةِ يَدْعُوا إِلَى الْفَلَاحِ وَلَا يُجِيبُهُ.)) (مسند احمد: ١٥٧١٢)

دیتے ہوئے سنتا ہے، لیکن اس کی بات قبول نہیں کرتا (اور نماز باجماعت کے لیے نہیں آتا)۔''

5 ..... بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَعْذَارِ الَّتِي تُبِيحُ التَّخَلُّفَ عَنِ الْجَمَاعَةِ

ان عذروں کا بیان جو جماعت سے پیچھے رہنے کو جائز کر دیتے ہیں

(٢٤٧٣) عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ ﷺ نَادٰى بِالصَّلَاةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ، ثُمَّ قَالَ فِي آخِرِ نِدَائِهِ: أَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ أَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ، أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ أَوْ ذَاتُ رِيحٍ فِي السَّفَرِ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ۔ (مسند احمد: ٥٨٠٠)

''جناب نافع کہتے ہیں: سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے سردی اور ہوا والی ایک رات کو نماز کے لیے اذان کہی، اور انہوں نے اذان کے آخر میں کہا: خبر دار! اپنے خیموں میں ہی نماز پڑھ لو، خبر دار! اپنے خیموں میں ہی نماز پڑھ لو، خبر دار! اپنے خیموں میں ہی نماز پڑھ لو۔ پھر انھوں نے بیان کیا کہ جب سفر میں رات ٹھنڈی یا ہوا والی ہوتی تو رسول اللہ ﷺ مؤذن کو حکم دیتے کہ وہ یہ بھی کہا کرے: خبردار! اپنے اپنے خیموں میں ہی نماز پڑھ لو۔''

(٢٤٧٤) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: نَادٰى ابْنُ عُمَرَ بِالصَّلَاةِ بِضَجْنَانَ ثُمَّ نَادٰى أَنْ صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ، ثُمَّ حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ الْمُنَادِيَ فَيُنَادِي بِالصَّلَاةِ، ثُمَّ يُنَادِي أَنْ صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ وَفِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ فِي السَّفَرِ۔ (مسند احمد: ٤٤٧٨)

''(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ضجنان (نامی مقام یا پہاڑ) پر نماز کے لیے اذان کہی، پھر یہ آواز دی: اپنے خیموں میں نماز پڑھ لو۔ پھر انھوں نے بیان کیا کہ جب سفر میں سردی یا بارش والی رات ہوتی تو آپ ﷺ مؤذن کو حکم دیتے کہ وہ اذان دے اور پھر یہ آواز دے: اپنے اپنے خیموں میں ہی نماز پڑھ لو۔''

(٢٤٧٥) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَمُطِرْنَا، قَالَ: ((لِيُصَلِّ مَنْ شَاءَ مِنْكُمْ فِي رَحْلِهِ.)) (مسند احمد: ١٤٣٩٩)

''سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں نکلے، (راستے میں) بارش برسنے لگی، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو چاہتا ہے، اپنے خیمے میں نماز پڑھ لے''۔

(٢٤٧٣) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٦٣٢، ومسلم: ٦٩٧ (انظر: ٥١٥١، ٥٨٠٠)
(٢٤٧٤) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٤٤٧٨)
(٢٤٧٥) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٦٩٨ (انظر: ١٤٣٤٧)

(٢٤٧٦) عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ عَنْ رَجُلٍ حَدَّثَهُ مُؤَذِّنُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: نَادٰى مُنَادِيْ النَّبِيِّ ﷺ فِي يَوْمٍ مَطِيْرٍ: أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ۔ (مسند احمد: ١٩٢٥٠)

''ایک مؤذنِ رسول رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے مؤذن نے بارش والے دن یہ آواز بھی دی: خبر دار! اپنے اپنے خیموں میں ہی نماز پڑھ لو۔''

(٢٤٧٧) عَنْ نُعَيْمِ بْنِ النَّحَّامِ رضی اللہ عنہ قَالَ: نُودِيَ بِالصُّبْحِ فِي يَوْمٍ بَارِدٍ وَأَنَا فِي مِرْطِ امْرَأَتِي، فَقُلْتُ: لَيْتَ الْمُنَادِيَ قَالَ: مَنْ قَعَدَ فَلَا حَرَجَ عَلَيْهِ، فَنَادٰى مُنَادِيْ النَّبِيِّ ﷺ فِي آخِرِ أَذَانِهِ: وَمَنْ قَعَدَ فَلَا حَرَجَ عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ١٨٠٩٩)

''سیّدنا نعیم بن نحام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سردی والا دن تھا اور میں اپنی بیوی کی چادر میں لیٹا ہوا تھا، اتنے میں فجر کی اذان ہونے لگی، میں نے کہا: کاش اذان کہنے والا یہ بھی کہہ دے: جو (نماز کے لیے) نہ آئے اس پر کوئی حرج نہیں ہے۔ ایسے ہی ہوا اور نبی کریم ﷺ کے مؤذن نے اذان کے آخر میں کہا: جو نہ آئے، اس پر کوئی حرج نہیں ہے۔''

(٢٤٧٨) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: سَمِعْتُ مُؤَذِّنَ النَّبِيِّ ﷺ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ وَأَنَا فِي لِحَافِي فَتَمَنَّيْتُ أَنْ يَقُوْلَ: صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ، فَلَمَّا بَلَغَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَالَ: صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ، ثُمَّ سَأَلْتُ عَنْهَا فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ قَدْ أَمَرَهُ بِذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ١٨٠٩٨)

''(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: ایک ٹھنڈی رات تھی اور میں اپنے لحاف میں لیٹا ہوا تھا، اتنے میں میں نے نبی کریم ﷺ کے مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنا، مجھ میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ کاش مؤذن یہ کہہ دے: اپنے خیموں میں نماز پڑھ لو۔ (ایسے ہی ہوا اور جب) ''حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ'' تک پہنچا تو اس نے کہا: اپنی رہائش گاہوں پر ہی نماز پڑھ لو، پھر جب میں نے ان (زائد) الفاظ کے بارے میں دریافت کیا تو پتہ چلا کہ نبی کریم ﷺ نے اسے حکم دیا تھا۔''

(٢٤٧٩) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ

''سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ

(٢٤٧٦) تخريج: ......أخرجه النسائي: ٢/ ١٤ (انظر: ١٥٤٣٣، ١٩٠٤١)

(٢٤٧٧) تخريج: ......اسناده ضعيف، اسماعيل بن عياش ضعيف في روايته عن غير الشاميين، وشيخه هنا يحيى بن سعيد الانصاري مدني أخرجه البيهقي: ١/ ٣٩٨، وابن ابي عاصم: ٧٥٩، وابن قانع: ٣/ ١٥٢ (انظر: ١٧٩٣٤)

(٢٤٧٨) تخريج: ......حديث حسن، وهذا اسناد ضعيف لابهام الراوي عن نعيم بن النحام أخرجه عبد الرزاق: ١٩٢٧ (انظر: ١٧٩٣٣)

(٢٤٧٩) تخريج: ......صحيح لغيره۔ أخرجه الطبراني: ٦٩٩٩، والطيالسي: ٩٠٧، والبزار: ٤٦٥ (انظر: ٢٠٠٩٢، ٢٠١٧٠)

1/3

النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فِي يَوْمٍ مَطِيرٍ: ((الصَّلَاةُ فِي الرِّجَالِ)) (مسند احمد: ٢٠٣٥٢)

نے حنین والے روز، بارش والے دن فرمایا: ''خیموں میں ہی نماز پڑھ لو۔''

(٢٤٨٠) عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ بْنِ أُسَامَةَ قَالَ: خَرَجْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فِي لَيْلَةٍ مَطِيرَةٍ، فَلَمَّا رَجَعْتُ اسْتَفْتَحْتُ، فَقَالَ أَبِي: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: أَبُو الْمَلِيحِ، قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ وَأَصَابَتْنَا سَمَاءٌ لَمْ تَبُلَّ أَسَافِلَ نِعَالِنَا، فَنَادَى مُنَادِي رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنْ صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ۔ (مسند احمد: ٢٠٩٨٣)

''ابوملیح بن اسامہ کہتے ہیں: بارش والی رات کو میں مسجد کی طرف گیا، (نماز عشاء پڑھ کر) واپس آیا اور دروازہ کھولنے کو کہا۔ میرے ابو جان نے کہا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ ابو ملیح ہے۔ انھوں نے کہا: ہم حدیبیہ کے موقع رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، ہم نے دیکھا کہ (ہلکی سی) بارش ہوئی، اس سے ہمارے جوتوں کے نچلے والے حصے بھی نہیں بھیگے تھے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے کہا: اپنے خیموں میں ہی نماز پڑھ لو۔''

(٢٤٨١)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ)عَنْ أَبِيهِ أَنَّ يَوْمَ حُنَيْنٍ كَانَ مَطِيرًا، قَالَ: فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ مُنَادِيَهُ أَنِ الصَّلَاةُ فِي الرِّحَالِ۔ (مسند احمد: ٢٠٩٧٦)

''(دوسری سند) وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں: کہ حنین کے دن بارش تھی، اس لیے نبی کریم ﷺ نے اپنے مؤذن کو حکم دیا کہ وہ یہ کہے کہ خیموں میں ہی نماز ہوگی۔''

(٢٤٨٢) حدثنا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ ابْنُ عَوْنٍ أَظُنُّهُ رَفَعَهُ قَالَ: أَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى فِي يَوْمٍ مَطِيرٍ أَنْ صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ۔ (مسند احمد: ٢٥٠٣)

''سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے بارش والے دن مؤذن کو حکم دیا کہ وہ کہے: اپنے خیموں میں ہی نماز پڑھ لو۔''

شرح: ...... بخاری ومسلم کی روایات میں یہ تفصیل بیان کی گئی ہے: سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مؤذن سے کہا: تو نے ''أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ'' کے بعد ''حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ'' نہیں کہنا، بلکہ ''صَلُّوْا فِي بُيُوْتِكُمْ'' کہنا ہے۔ پھر انھوں نے اس عمل کو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کیا۔ ''إِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ'' (دین آسان ہے) کا یہی مفہوم ہے جو اس حدیث میں بیان کیا گیا کہ جہاں شریعت نے عام حالات میں مسجد میں نماز باجماعت کو

(٢٤٨٠) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ٩٣٦ (انظر: ٢٠٧٠٧)
(٢٤٨١) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ١٠٥٧ (انظر: ٢٠٧٠٠)
(٢٤٨٢) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٦١٦، ٦٦٨، ٩٠١، ومسلم: ٦٩٩ (انظر: ٢٥٠٣)

ضروری قرار دیا، وہاں کسی عذر کی وجہ سے رخصت بھی دے دی۔ اِن اور دیگر احادیث سے معلوم ہوا کہ بارش اور سردی کے موسم میں مؤذن اذان میں مذکورہ الفاظ کہا کرے۔

اذان میں "اَلَا صَلُّوْا فِی الرِّحَالِ" وغیرہ کے الفاظ کہنے کے تین طریقے ہیں:

(۱) "حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ" اور "حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ" کے بجائے "صَلُّوْا فِیْ بُیُوْتِکُمْ" کے الفاظ کہے جائیں۔ (بخاری، مسلم)

(۲) اذان کے آخر میں "اَلَا صَلُّوْا فِی الرِّحَالِ" کہا جائے۔ (بخاری، مسلم)

(۳) حدیث نمبر (۱۳۱۹) میں گزرا ہے کہ "حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ" کے بعد یہ الفاظ کہے جائیں۔

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث اس آیت کا مصداق ہے: ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾ (سورۂ حج: ۷۸) یعنی: "اللہ تعالیٰ نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔" لیکن بڑا افسوس ہے کہ اکثر و بیشتر مؤذنوں نے اس حدیث میں بیان کردہ سنت کو ترک کر دیا ہے۔ جب مؤذن اذان میں "حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ" (آؤ نماز کی طرف) کہتا ہے تو عملی طور پر اس کا جواب دینا یعنی مسجد کی طرف جانا اور مسلمانوں کے ساتھ باجماعت نماز پڑھنا ضروری ہو جاتا ہے، ہاں اگر سخت سردی ہو یا بارش ہو رہی ہو تو مؤذن کو چاہیے کہ وہ اذان کے بعد "وَمَنْ قَعَدَ فَلَا حَرَجَ" (اگر کوئی نہ آئے تو کوئی حرج نہیں) کہہ دے، ....۔ (صحیحہ: ۲۶۰۵)

(۲٤۸۳) عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا تَبْلُغُ بِهِ النَّبِیَّ ﷺ: ((اِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَأُقِیْمَتِ الصَّلَاۃُ فَابْدَؤُوْا بِالْعَشَاءِ۔)) (مسند احمد: ۲٤۶۲۱)

"سیدہ" عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب شام کا کھانا پیش کر دیا جائے اور اُدھر نماز کی اقامت بھی کہہ دی جائے تو پہلے کھانا کھا لیا کرو"۔

(۲٤۸٤) عَنْ أُمِّ سَلَمَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ وَحَضَرَتِ الصَّلَاۃُ فَابْدَؤُوْا بِالْعَشَاءِ۔)) (مسند احمد: ۲۷۰۳۲)

"سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب رات کا کھانا پیش کر دیا جائے اور نماز کا وقت بھی ہو جائے تو پہلے کھانا کھا لیا کرو"۔

(۲٤۸۵) عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَأُقِیْمَتِ

"سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب شام کا کھانا رکھ دیا جائے اور اُدھر نماز بھی

(۲٤۸۳) تخریج: ...... أخرجه البخاری: ۵٤۶۵، ومسلم: ۵۵۸ (انظر: ۲٤۱۲۰)

(۲٤۸٤) تخریج: ...... حدیث صحیح لغیره۔ أخرجه ابن ابی شیبة: ۲/ ٤۲۰، وابویعلی: ۶۹۹۳، والطبرانی فی "الکبیر": ۲۳/ (۶۶۰)، والطحاوی فی "شرح مشکل الآثار": ۱۹۸۵ (انظر: ۲۶٤۹۹)

(۲٤۸۵) تخریج: ...... أخرجه البخاری: ۵٤۶٤، ومسلم: ۵۵۹ (انظر: ۵۸۰۶)

الصَّلَاةُ فَابْدَءُ وْا بِالْعَشَاءِ.)) قَالَ: وَلَقَدْ تَعَشّٰی ابْنُ عُمَرَ مَرَّةً وَهُوَ يَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ۔ (مسند احمد: ٥٨٠٦)

کھڑی کردی جائے تو پہلے کھانا کھالیا کرو۔'' نافع کہتے ہیں: ایک دفعہ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ شام کا کھانا کھا رہے تھے اور وہ امام کی قراءت سن رہے تھے۔''

شرح: ......ان احادیث سے یہ نقطہ بڑا واضح طور پر سمجھ آتا ہے کہ نماز کے اندر کتنی توجہ کی ضرورت ہے کہ کھانے کو نماز پر ترجیح دی جارہی ہے، تاکہ نمازی کا دھیان کھانے کی طرف نہ رہے۔

(٢٤٨٦) عَنْ مَوْهُوبِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَزْهَرَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ كَانَ يُخَالِفُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيْزِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: مَا يَحْمِلُكَ عَلٰى هٰذَا؟ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي صَلَاةً مَتٰى تُوَافِقُهَا أُصَلِّيْ مَعَكَ وَمَتٰى تُخَالِفُهَا أُصَلِّي وَأَنْقَلِبُ إِلٰى أَهْلِي۔ (مسند احمد: ١٢٥١٣)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ، عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ (کی نماز سے) پیچھے رہتے تھے، (یعنی وہ ان کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے تھے، ایک دن) عمر بن عبد العزیز نے ان سے پوچھا: تجھے کون سی چیز ایسا کرنے پر آمادہ کرتی ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، جب تم اس نماز کی موافقت کرتے ہو تو میں تمہارے ساتھ پڑھ لیتا ہوں، لیکن جب تم اس کی مخالفت کرتے ہو تو میں (وقت پر) نماز ادا کر کے اپنے گھر چلا جاتا ہوں۔''

شرح: ...... یہ اس وقت کی بات ہے جب ولید بن عبد الملک کی خلافت میں عمر بن عبد العزیز مدینہ کے امیر تھے، اس وقت بنو امیہ کے لوگ نماز کو تاخیر کے ساتھ ادا کرتے تھے، عمر بن عبد العزیز شروع میں تو ان کی پیروی کرتے رہے، لیکن بعد میں انھوں نے اس سے رجوع کر کے وقت پر نماز ادا کرنا شروع کر دیا تھا۔ ان احادیث میں تمام عذروں کا احاطہ نہیں کیا گیا، لوگوں کو یہ عام حکم دیا گیا ہے کہ وہ نماز با جماعت ادا کریں، اس کے بعد شریعت نے یہ قانون پیش کیا ہے کہ ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (سورۂ بقرہ: ٢٨٦) یعنی: ''اللہ تعالیٰ کسی نفس کو بھی اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف میں نہیں ڈالتے۔''

اس قانون کے مطابق ہر انسان فیصلہ کرسکتا ہے کہ وہ کس قدر بیمار ہے، اس کے بیوی بچوں کی کیا صورتحال ہے، اس کو دشمن وغیرہ کا کتنا ڈر ہے، اس کے راستے میں کتنی رکاوٹیں ہے، علی ہذا القیاس۔ ہاں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ محض اپنی ذات کو سامنے رکھ کر عذر نہیں بنا لینا چاہیے، بلکہ معقول عذر ہونا چاہیے، کیونکہ ہر ایک نے اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دہ ہونا ہے۔

(٢٤٨٦) تخريج: ......اسناده ضعيف، موهوب بن عبد الرحمن بن ازهر القرشي في عداد المجهولين (انظر: ١٢٤٨٥)

اَبْوَابُ خُرُوْجِ النِّسَاءِ اِلَی الْمَسَاجِدِ لِلْجَمَاعَةِ
عورتوں کے جماعت کے لیے مسجدوں کی طرف نکلنے کے بیانات

1 ..... بَابُ الْاِذْنِ لَهُنَّ بِالْخُرُوْجِ لِذٰلِكَ
عورتوں کو مسجد میں جانے کے لیے اجازت کا بیان

(۲۴۸۷) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَمْنَعُوا اِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ.)) (مسند احمد: ۴۶۵۵)

''سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی باندیوں کو اللہ کی مسجدوں میں جانے سے نہ روکو''۔

(۲۴۸۸) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَمْنَعُوا اِمَاءَ اللّٰهِ أَنْ يُصَلِّيْنَ فِي الْمَسْجِدِ)) (مسند احمد: ۶۳۸۷)

''(دوسری سند) وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی بندیوں کو مسجد میں نماز پڑھنے سے نہ روکو''۔

(۲۴۸۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تَمْنَعُوا اِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ وَلْيَخْرُجْنَ تَفِلَاتٍ. (مسند احمد: ۱۰۱۴۹)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی لونڈیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو اور عورتوں کو چاہیے کہ وہ خوشبو استعمال کیے بغیر مسجد میں جایا کریں''۔

(۲۴۹۰) عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ. (مسند احمد: ۲۲۰۱۴)

''سیّدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بھی نبی کریم ﷺ سے اسی طرح کی روایت بیان کرتے ہیں''۔

(۲۴۸۷) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۹۰۰، ومسلم: ۴۴۲ (انظر: ۴۶۵۵)

(۲۴۸۸) تخریج: ......انظر الحدیث بالطریق الاول (انظر: ۶۳۸۷)

(۲۴۸۹) تخریج: ......صحیح لغیره۔ أخرجه ابوداود: ۵۶۵ (انظر: ۹۶۴۵)

(۲۴۹۰) تخریج: ......صحیح لغیره۔ أخرجه ابن حبان: ۲۲۱۱، والبزار فی "مسنده": ۲۷۷۲، والطبرانی فی "الکبیر": ۵۲۳۹ (انظر: ۲۱۶۷۴)

(٢٤٩١) عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ائْذَنُوا لِلنِّسَاءِ بِاللَّيْلِ تَفِلَاتٍ.)) لَيْثٌ الَّذِي ذَكَرَ: ((تَفِلَاتٍ)) (مسند احمد: ٥٧٢٥)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں کو رات کے وقت (مسجد میں جانے کی) اجازت دے دیا کرو، اس حال میں کہ انھوں نے خوشبو استعمال نہ کی ہوئی ہو۔'' صرف لیث راوی نے ''تَفِلَات'' کے الفاظ کا ذکر کیا ہے۔''

(٢٤٩٢) وَعَنْهُ أَيْضًا عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَمْنَعَنَّ رَجُلٌ أَهْلَهُ أَنْ يَأْتُوا الْمَسَاجِدَ.)) فَقَالَ ابْنٌ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: فَإِنَّا نَمْنَعُهُنَّ، فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُوْلُ هٰذَا، فَمَا كَلَّمَهُ عَبْدُاللّٰهِ حَتّٰى مَاتَ۔ (مسند احمد: ٤٩٣٣)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی اپنے گھر والوں کو مسجدوں میں آنے سے ہرگز نہ روکے۔'' سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے نے کہا: ہم تو ان کو روکیں گے۔ یہ سن کر سیّدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کر رہا ہوں اور تو (ان کو منع کرنے کی) بات کرتا ہے۔ اس کے بعد سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات تک اُس بیٹے سے کلام نہیں کیا۔''

(٢٤٩٣) وَعَنْ مُجَاهِدٍ أَيْضًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَا تَمْنَعُوْا نِسَاءَكُمُ الْمَسَاجِدَ بِاللَّيْلِ.)) فَقَالَ سَالِمٌ أَوْ بَعْضُ بَنِيْهِ: وَاللّٰهِ! لَا نَدَعُهُنَّ يَتَّخِذْنَهُ دَغَلًا، قَالَ: فَلَطَمَ صَدْرَهُ وَقَالَ أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُوْلُ هٰذَا۔ (مسند احمد: ٥٠٢١)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اپنی عورتوں کو رات کے وقت مسجدوں میں جانے سے نہ روکا کرو۔'' سالم یا کسی اور بیٹے نے آگے سے کہا: اللہ کی قسم! ہم ان کو نہیں جانے دیں گے، کیونکہ یہ تو اس کو دھوکے کا ذریعہ بنالیں گی۔ سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے سینے پر تھپڑ مارا اور کہا: میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کر رہا ہوں اور تو یہ کہتا ہے۔''

(٢٤٩٤) عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں کو مسجدوں میں جانے سے نہ روکا کرو،

(٢٤٩١) تخريج: ......حديث صحيح لغيره۔ أخرجه الطيالسي: ١٨٩٢، والطبراني في "الكبير": ١٣٥٦٥ (انظر: ٥٧٢٥)

(٢٤٩٢) تخريج: ......اسناده صحيح۔ انظر الحديث: ١٣٢٧ (انظر: ٤٩٣٣)

(٢٤٩٣) تخريج: ......انظر الحديث السابق: ١٣٣١ (انظر: ٥٠٢١)

(٢٤٩٤) تخريج: ......حديث صحيح، وهذا سند ضعيف، انظر الحديث السابق: ١٣٣٢، أما قوله: ((وبيوتهن خير لهن)) له شاهد من حديث ابن مسعود أخرجه ابوداود: ٥٧٠ (انظر: ٥٤٦٨)

تَمْنَعُوا نِسَاءَ كُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُيُوتُهُنَّ خَيْرٌ لَهُنَّ.)) قَالَ: فَقَالَ ابْنٌ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: بَلٰى وَاللّٰهِ! لَنَمْنَعُهُنَّ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: تَسْمَعُنِي أُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُوْلُ مَا تَقُوْلُ۔ (مسند احمد: ٥٤٦٨)

بہر حال ان کے گھر ان کے لیے بہتر ہیں۔'' سیّدنا عبد اللہ بن عمر کے کسی بیٹے نے کہا: کیوں نہیں، اللہ کی قسم! ہم ان کو ضرور روکیں گے۔ سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: تو سن رہا ہے کہ میں رسول اللہ کی حدیث بیان کر رہا ہوں اور تو یہ بول بولتا ہے۔''

(٢٤٩٥) عَنْ كَعْبِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ بِلَالِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَمْنَعُوا النِّسَاءِ حُظُوظَهُنَّ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِذَا اسْتَأْذَنَّكُمْ.)) فَقَالَ بِلَالٌ: وَاللّٰهِ! لَنَمْنَعُهُنَّ، فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: أَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَتَقُوْلُ: لَنَمْنَعُهُنَّ۔ (مسند احمد: ٥٦٤٠)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب عورتیں تم سے اجازت مانگیں تو ان کے حق کو مساجد سے نہ روکو۔'' بلال بن عبد اللہ کہنے لگے: اللہ کی قسم! ہم تو ان کو ضرور روکیں گے۔ سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں کہہ رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح فرمایا ہے اور تو یہ بات کہتا ہے کہ ہم ان کو روکیں گے۔''

(٢٤٩٦) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ) قَالَ: كَانَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ رَجُلًا غَيُوْرًا، فَكَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ اِتَّبَعَتْهُ عَاتِكَةُ ابْنَةُ زَيْدٍ فَكَانَ يَكْرَهُ خُرُوْجَهَا وَيَكْرَهُ مَنْعَهَا وَكَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا اسْتَأْذَنَتْكُمْ نِسَاؤُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا تَمْنَعُوْهُنَّ.)) (مسند احمد: ٢٨٣)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بڑے غیرت مند آدمی تھے، جب وہ نماز کے لیے نکلتے تو (ان کی بیوی) سیدہ عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا بھی ان کے پیچھے چلی جاتیں، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اس کے نکلنے کو ناپسند بھی کرتے، لیکن اس کو روکنا بھی ان کو گوارا نہ تھا، پھر وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تمہاری عورتیں تم سے مسجد میں جانے کے لیے اجازت مانگیں تو ان کو نہ روکا کرو۔''

شرح: ...... سیدہ عاتکہ رضی اللہ عنہا، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔

(٢٤٩٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(٢٤٩٥) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط مسلم انظر الحديث السابق: ١٣٣٣ (انظر: ٥٦٤٠)

(٢٤٩٦) تخريج: ......صحيح، الا ان سالم بن عبد الله لم يدرك جده ولم يسمع منه، لكن فى الباب احاديث صحيحة ثابتة (انظر: ٢٨٣)

(٢٤٩٧) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه البخارى: ٨٧٣ دون قصة امرأة عمر، وأخرج بنحوه مسلم: ٤٤٢ (انظر: ٤٥٢٢)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا اسْتَأْذَنَتْ أَحَدَكُمْ امْرَأَتُهُ أَنْ تَأْتِيَ الْمَسْجِدَ فَلَا يَمْنَعْهَا.)) قَالَ: وَكَانَتْ امْرَأَةُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ تُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ لَهَا: إِنَّكِ لَتَعْلَمِينَ مَا أُحِبُّ، فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ! لَا أَنْتَهِي حَتّٰى تَنْهَانِي، قَالَ: فَطُعِنَ عُمَرُ وَإِنَّهَا لَفِي الْمَسْجِدِ۔ (مسند احمد: ٤٥٢٢)

''جب تم میں سے کسی کی بیوی اس سے مسجد میں جانے کے لیے اجازت مانگے، تو وہ اس کو نہ روکے۔'' سیّدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی بیوی بھی مسجد میں نماز پڑھتی تھی، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا: تو جانتی تو ہے کہ میں کیا پسند کرتا ہوں۔ لیکن اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس وقت تک باز نہیں آؤں گی، جب تک آپ مجھے منع نہیں کر دیتے۔ پھر جب سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو ان کی بیوی مسجد میں ہی تھی۔''

شرح: ...... صحیح بخاری (۹۰۰) میں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی کے حوالے سے درج ذیل تفصیل بیان کی گئی ہے: سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی نماز فجر اور نماز عشاء مسجد میں باجماعت ادا کرتی تھی۔ اس پر یہ اعتراض کیا گیا کہ وہ مسجد میں کیوں آتی تھی، جبکہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما اس عمل کو ناپسند کرتے تھے اور غیرت بھی کرتے تھے؟ اور خود ان کی اہلیہ نے بھی یہ سوال کیا کہ کون سی چیز ہے جو عمر کو مجھے منع کرنے سے روکتی تھی؟ اس پر سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ان کو روکنے والی چیز آپ ﷺ کا یہ فرمان تھا: ''اللہ تعالیٰ کی باندیوں کو اس کی مساجد سے نہ روکا کرو''۔

کتنی سبق آموز بات ہے کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما اپنی طبعی غیرت کی بنا پر یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ ان کی بیوی مسجد میں جائے، لیکن رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو سامنے رکھتے ہوئے وہ منع بھی نہیں کر سکتے تھے اور نہ منع کیا۔ کاش! ہمارا مزاج بھی شریعت کے اس قدر تابع ہو جاتا کہ ہم اپنی ذاتی یا بڑوں کی آراء کو ترجیح دینے کے درپے نہ ہو جاتے۔ بلاشبہ عورتوں کا گھر میں نماز ادا کرنا افضل ہے، لیکن نبی کریم ﷺ نے انھیں مسجد میں آ کر نماز ادا کرنے کی رخصت دی ہے اور آپ ﷺ کے زمانے وہ مسجد میں آیا کرتی تھیں۔ معلوم ہوا کہ اگر کوئی عورت مسجد میں نماز ادا کرنے کی رخصت پر عمل کرنا چاہتی ہے تو اسے گھر والوں کی طرف سے اجازت ہونی چاہیے، ہاں عورت کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ مسجد میں جانے کے آداب کا خیال رکھے۔

قارئین کرام! میرے ذاتی مشاہدے کی بات ہے کہ عصر حاضر کی بعض عورتیں طبعی طور پر مسجد میں جا کر نماز پڑھنے، جمعہ ادا کرنے، کوئی تبلیغی و اصلاحی پروگرام سننے اور تراویح پڑھنے کا شوق اور رغبت نہیں رکھتیں، بسا اوقات ایسے بھی ہوتا ہے کہ اس مزاج کی عورتیں مسجد میں جانے والی عورتوں پر دبے انداز میں طعن بھی کر دیتی ہیں۔ لیکن یہی عورتیں بازاروں میں کھلے عام خریداری کرتے ہوئے، مکمل میک اپ کر کے لوگوں کی خوشی اور بعض اجتماعات میں شریک پائی جاتی ہیں۔ آخر کیوں؟ ایسی بیچاریاں احادیثِ مبارکہ کی روح کو سمجھنے سے قاصر ہیں، آخر کیا وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کے لیے گھر میں نماز ادا کرنا افضل قرار دیا ہے؟ کیا یہی سبب نہیں کہ وہ عورت ہیں؟ اور اس کے لیے گھر سے باہر نکلنا مناسب نہیں ہے؟

ایسی عورتوں سے میرا سوال یہ ہے کہ وہ بناؤ سنگھار کر کے ''شاپنگ'' کا ڈھونگ رچا کر بازاروں میں کیوں گھس جاتی ہیں؟ کون بتلائے کہ وہ شادی شدہ ہونے کے باوجود کس کے سامنے اپنی زینت و آرائش کا اظہار کرنا چاہتی ہیں؟ اگر اللہ تعالیٰ نے عورت کو جائز دائرے میں رہ کر انتہائی زینت اختیار کرنے کی اجازت دی ہے تو صرف خاوند کے لیے، تاکہ خاوند کے دل میں اس کی محبت میں اضافہ ہو سکے۔ لیکن ہائے افسوس! گھر میں عورتیں 'سلیپنگ ڈریس' یا کام کاج کے ملبوسات میں گزارا کرتی ہیں اور بھیڑیا صفت بازاری انسانوں کے سامنے مکمل میک اپ کر کے۔ یہی معاملہ مہندی، شادی اور ولیمہ کے ''فنکشنز'' کا ہے۔ میرا ارادہ رنگ میں بھنگ ڈالنے کا نہیں ہے، لیکن آخر کیا وجہ ہے کہ جس مجلس میں غیر محرموں کے ساتھ اختلاط کا خطرہ ہو، نامکمل ملبوسات کی وجہ سے جسم کے بعض حصوں پر غیر ارادی طور پر نگاہ پڑنے کا بھی اندیشہ ہو، ایسی عورتوں نے ان محفلوں میں بھی جانے کے بارے میں کبھی نبی کریم ﷺ کی ارشاداتِ عالیہ کا سہارا لیا ہے؟

عصر حاضر کی ایک بڑی مصیبت دلہن کی تیاری اور اس کی نمائش ہے، عورت اپنی زندگی میں سب سے زیادہ حسن دلہن کی صورت میں پیش کرتی ہے، لیکن اس دن فلم میکر کیا، ویٹر کیا، غیر محرم کیا، ایرا غیرا کیا، نتھو پھتو کیا، ہر کسی کو اسے بغور دیکھنے کا موقع فراہم کیا جاتا ہے اور عورتوں کے لیے مساجد میں نہ جانے کو مناسب سمجھنے والے غیرت مند سربراہانِ خاندان بھی وہاں موجود ہوتے ہیں، لیکن چپ سادھ کر بیٹھے رہتے ہیں۔ (ہائے شریعتِ مطہرہ کی مظلومیت!) ایسے لگتا ہے کہ اگر انھوں نے اس رواج کی مخالفت کی تو زمین و آسمان کی ترتیب بدل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی عزتیں محفوظ کرنے کی توفیق دے اور ہماری حرمتوں کی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

حکمت و دانائی سے بدرجۂ اتم متصف محمد ﷺ ایسی شریعت لے کر آئے، جس میں اعتدال اور میانہ روی ہے۔ اگر اس شریعت نے نمازِ باجماعت کے ثواب کو دیکھ کر، جماعت کے بہانے زیادہ ذکر کر لینے کو مدنظر رکھ کر، مسجد کی طرف چل کر جانے کے اجر کو ملحوظِ خاطر رکھ کر اور کئی دوسرے امور کی وجہ سے عورتوں کے لیے مساجد میں جانے کو برداشت کیا ہے تو اسی شریعت نے ان کی پردہ نشینی کو سامنے رکھتے ہوئے اور ان کے لیے گھر کی چار دیواری کو بہتر سمجھ کر گھروں میں ہی نماز پڑھنے کو بھی افضل قرار دیا ہے۔ جس پیغمبر نے اپنے خیر و برکت والے زمانے میں عورتوں کو گھروں کے مخفی حصوں میں نماز پڑھنے کی تلقین کی ہے، اسی نبی کے عہدِ مبارک میں اور اسی کی اقتدا میں فجر و عشاء سمیت تمام نمازیں پڑھنے کے لیے عورتیں بکثرت مسجد میں آیا کرتی تھیں۔

میری گزارش یہ ہے کہ کوئی مسلک اس مسئلے کو اپنا امتیاز نہ سمجھے کہ عورتوں کو ہر صورت میں مسجد میں جانا چاہیے یا ان پر اس سلسلے میں سخت پابندی لگا دینی چاہیے۔ شریعت نے دونوں راہیں ہمارے سامنے رکھ دی ہیں، حالات کو ملحوظِ خاطر رکھ کر کسی ایک صورت کی مخالفت کیے بغیر دوسری صورت کو وقتی طور پر زیادہ مناسب سمجھا جا سکتا ہے۔ مسجد میں ان کو جگہ فراہم کرنی چاہیے کہ اگر وہ اس رخصت پر عمل کرنا چاہیں تو آسانی کے ساتھ کر سکیں۔ اسی طرح مخصوص مسلک والے لوگ

بھی مختلف وجوہات پیش کر کے عورتوں کو مسجد میں نماز ادا کرنے سے سختی سے روکتے ہیں۔ کیا ایسے لوگوں کے گھروں میں بسنے والی عورتیں حج وعمرہ کے لیے سفر نہیں کرتیں؟ شادی کی دعوتوں کے لیے دور دور کے سفر نہیں کرتیں؟ کیا وہ دوسرے لوگوں کے غموں میں شریک نہیں ہوتیں؟ کیا وہ خریداری کے لیے بازار نہیں جاتیں؟ کیا وہ آج کل درس و تدریس اور تعلیم وتعلم کے سلسلے میں مدارس و مساجد اور پارکوں میں نہیں جاتیں، کیا وہ کھیتوں، سکولوں اور دوسرے اداروں میں کام نہیں کرتیں؟

6 ..... بَابُ مَنْعِهِنَّ مِنَ الْخُرُوْجِ إِذَا خَشِيَ مِنْهُ الْفِتَنَ

جب فتنوں کا اندیشہ ہو تو عورتوں کو مسجد میں نہ جانے دینے کا بیان

وَفَضْلِ صَلَاتِهِنَّ فِيْ بُيُوْتِهِنَّ

اور گھروں میں ان کی نماز کی فضیلت کا بیان

(٢٤٩٨) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سُوَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَمَّتِهِ أُمِّ حُمَيْدٍ امْرَأَةِ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ ﷺ أَنَّهَا جَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي أُحِبُّ الصَّلَاةَ مَعَكَ، قَالَ: ((قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكَ تُحِبِّيْنَ الصَّلَاةَ مَعِي، وَصَلَاتُكِ فِي بَيْتِكِ خَيْرٌ لَكِ مِنْ صَلَاتِكِ فِي حُجْرَتِكَ، وَصَلَاتُكِ فِي حُجْرَتِكِ خَيْرٌ لَكِ مِنْ صَلَاتِكِ فِي دَارِكِ، وَصَلَاتُكِ فِي دَارِكِ خَيْرٌ لَكِ مِنْ صَلَاتِكِ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكِ، وَصَلَاتُكِ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكِ خَيْرٌ لَكِ مِنْ صَلَاتِكِ فِي مَسْجِدِي.)) قَالَ: فَأَمَرَتْ، فَبُنِيَ لَهَا مَسْجِدٌ فِي أَقْصَى شَيْءٍ مِنْ بَيْتِهَا وَأَظْلَمِهِ فَكَانَتْ تُصَلِّي فِيهِ حَتّٰى لَقِيَتِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ۔ (مسند احمد: ٢٧٦٣٠)

''سیّدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ ام حمید نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! بے شک میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''میں جانتا ہوں کہ تو میرے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہے، لیکن تیرا (اپنی مخصوص) اقامت گاہ میں نماز پڑھنا (عام) کمرے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور (عام) کمرے میں نماز پڑھنا گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور گھر کے صحن میں نماز پڑھنا اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھنا میری اس مسجد (نبوی) میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔'' پھر اس عورت نے حکم دیا اور گھر کے ایک دور والے کونے اور اندھیرے والی جگہ میں ایک مسجد بنائی گئی، وہ اسی میں نماز پڑھتی تھی، یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جا ملی۔''

(٢٤٩٨) تخريج: ......حديث حسن۔ أخرجه ابن حبان: ٢٢١٧، وابن خزيمة: ١٦٨٩، وابن ابى شيبة: ٢/ ٣٨٤ (انظر: ٢٧٦٣٠)

(٢٤٩٩) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((خَيْرُ مَسَاجِدِ النِّسَاءِ قَعْرُ بُيُوْتِهِنَّ.)) (مسند احمد: ٢٧٠٧٧)

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں کی بہترین مسجدیں ان کے گھروں کی مخفی ترین جگہ ہے''۔

(٢٥٠٠) عَنْ عُبَيْدٍ مَوْلًى لِأَبِي رُهْمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ لَقِيَ امْرَأَةً فَوَجَدَ مِنْهَا رِيْحَ إِعْصَارٍ طَيِّبَةً، فَقَالَ لَهَا أَبُو هُرَيْرَةَ: اَلْمَسْجِدَ تُرِيْدِيْنَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: وَلَهُ تَطَيَّبْتِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنَ امْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ لِلْمَسْجِدِ فَيَقْبَلُ اللّٰهُ لَهَا صَلَاةً حَتّٰى تَغْتَسِلَ مِنْهُ اِغْتِسَالَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ.)) فَاذْهَبِي فَاغْتَسِلِي۔ (مسند احمد: ٧٩٤٦)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک عورت کو ملے اوراس سے بڑی اچھی اور تیز اڑنے والی خوشبو محسوس کی، سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: کیا تو مسجد میں جانے کا ارادہ رکھتی ہے؟اس نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے کہا: تو نے اسی لیے خوشبو استعمال کی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت مسجد کے لیے خوشبو لگاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرتا، یہاں تک کہ وہ غسلِ جنابت کی طرح کا غسل نہ کر لے۔'' اس لیے تو چلی جا اور غسل کر۔''

(٢٥٠١)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ يَرْفَعُهُ) ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ خَرَجَتْ مِنْ بَيْتِهَا مُتَطَيِّبَةً تُرِيْدُ الْمَسْجِدَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهَا صَلَاةً حَتّٰى تَرْجِعَ فَتَغْتَسِلَ مِنْهُ غُسْلَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ.)) (مسند احمد: ٧٣٥٠)

(دوسری سند) آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت مسجد جانے کے لیے خوشبو لگاتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کی نماز اس وقت تک قبول نہیں کرتا، جب تک وہ لوٹ کر غسلِ جنابت کی طرح کا غسل نہیں کر لیتی''۔

(٢٥٠٢) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بَخُوْرًا فَلَا تَشْهَدَنَّ عِشَاءَ الْآخِرَةِ)) (مسند احمد: ٨٠٢٢)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت بخور استعمال کرے تو وہ عشاء کی نماز میں حاضر نہ ہو''۔

شرح:......خوشبو والی دھونی کو بخور کہتے ہیں۔

(٢٤٩٩) تخريج: ...... حديث حسن بشواهده أخرجه ابن خزيمة: ١٦٨٣، والحاكم: ١/ ٢٠٩، والبيهقي: ٣/ ١٣١، والطبراني في "الكبير": ٢٣/ (٧٠٩) (انظر: ٢٦٥٤٢، ٢٧١٠٥)

تخريج: ...... حديث حسن، وهذا سند ضعيف لضعف عاصم بن عبيد الله أخرجه ابوداود: ٤١٧٤، وابن ماجه: ٤٠٠٢، والطيالسي: ٢٥٥٧ (انظر: ٧٣٥٦، ٧٩٥٩، ٩٧٢٧)

(٢٥٠١) تخريج: ...... انظر الحديث بالطريق الاول

(٢٥٠٢) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ٤٤٤ (انظر: ٨٠٣٥)

(٢٥٠٣) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ وَلْيَخْرُجْنَ تَفِلَاتٍ.)) قَالَتْ عَائِشَةُ: وَلَوْ رَأٰى حَالَهُنَّ الْيَوْمَ مَنَعَهُنَّ۔ (مسند احمد: ٢٤٩١٠)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکا کرو، اور انھیں بھی چاہیے کہ وہ خوشبو استعمال کئے بغیر جائیں۔ ،سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ''اگر آپ ﷺ عورتوں کے آج کے حالات دیکھتے تو ان کو منع کر دیتے۔''

(٢٥٠٤) عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: لَوْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأٰى مِنَ النِّسَاءِ مَا رَأَيْنَا لَمَنَعَهُنَّ مِنَ الْمَسَاجِدِ كَمَا مَنَعَتْ بَنُوا إِسْرَائِيلَ نِسَاءَهَا۔ قُلْتُ لِعَمْرَةَ: وَمَنَعَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ نِسَاءَهَا؟ قَالَتْ: نَعَمْ۔ (مسند احمد: ٢٥١٠٩)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: اگر رسول اللہ ﷺ عورتوں کے وہ حالات دیکھ لیتے جو آج ہم دیکھ رہے ہیں تو ان کو مسجدوں سے منع کر دیتے، جیسا کہ بنو اسرائیل نے اپنی عورتوں کو روک دیا تھا۔ یحیی کہتے ہیں: میں عمرہ سے پوچھا کہ کیا واقعی بنو اسرائیل نے اپنی عورتوں کو منع کیا تھا۔ انھوں نے کہا: جی ہاں۔''

شرح: ......ہم پہلے یہ گزارش کر چکے ہیں کہ اگر کسی مخصوص علاقے میں عورتوں کے لیے حالات انتہائی ناسازگار ہوں تو اس مسئلے میں ان کے ساتھ مصالحت اختیار کی جا سکتی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد یہ ہے کہ اس وقت کی عورتیں بناؤ سنگھار، عمدہ کپڑوں اور خوشبو وغیرہ کا استعمال کرنے لگ گئی تھیں۔ بہرحال جب رسول اللہ ﷺ اپنے عہد میں مساجد میں آتا ہوا دیکھ رہے تھے اور ان کو اجازت بھی دے رہے تھے، اس وقت اللہ تعالیٰ کو مستقبل کے حالات کا علم تھا، لیکن اس کے باوجود منع نہیں کیا گیا، البتہ اس ضمن میں سارے قواعد وضوابط اور شروط و قیود کا تعین کر دیا گیا۔

قارئین کرام! شریعت نے جن پابندیوں کے ساتھ عورتوں کو مساجد میں آنے کی اجازت دی ہے، ان کے لیے ان کی پاسداری ضروری ہے، وگرنہ وہ اللہ تعالیٰ کے گھروں میں آنے کی مستحق نہیں رہیں گے۔ اس ضمن میں میں بھی یہ وضاحت کرنا چاہتا ہے کہ بڑے عرصے سے مساجد کی امامت و خطابت کے ساتھ میرا تعلق ہے، میرے علم کے مطابق مسجد میں آنے کی وجہ سے کسی عورت کے ساتھ کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا، جس کی وجہ سے اس پر پابندی لگانے کا سوچا جا سکے۔ بہرحال عورتوں کا گھروں میں نماز پڑھنا افضل ہے، جیسا کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے وضاحت کر دی ہے۔

(٢٥٠٣) تخريج: ......مرفوعه صحيح لغيره، وقول عائشة صحيح أخرجه اسحاق بن راهويه: ١٧٥١، وقول عائشة أخرجه البخاري: ٨٦٩، ومسلم: ٤٤٥ (انظر: ٢٤٤٠٦، ٢٤٦٠٢)

(٢٥٠٤) تخريج: ......انظر الحديث السابق (انظر: ٢٤٦٠٢)

3 ..... بَابٌ فِیْ آدَابٍ تَتَعَلَّقُ بِخُرُوْجِهِنَّ وَصَلَاتِهِنَّ فِی الْمَسْجِدِ

عورتوں کے مسجد کے لیے نکلنے اور اس میں نماز پڑھنے کے آداب کا بیان

(٢٠٠٥) عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي زَيْنَبُ الثَّقَفِيَّةُ امْرَأَةُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهَا: ((إِذَا خَرَجَتْ إِحْدَاكُنَّ إِلَى الْعِشَاءِ فَلَا تَمَسَّ طِيبًا.)) (مسند احمد: ٢٧٥٨٧)

''سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی عشاء کے لیے جائے تو وہ خوشبو نہ لگائے''۔

(٢٠٠٦) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كُنَّ النِّسَاءُ يُصَلِّيْنَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْغَدَاةَ ثُمَّ يَخْرُجْنَ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ لَا يُعْرَفْنَ۔ (مسند احمد: ٢٤٥٥٢)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: عورتیں نبی کریم ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھتی تھی، جب وہ واپس جاتیں تو اپنی چادروں میں اس قدر لپٹی ہوتی تھیں کہ ان کو پہچانا نہیں جا سکتا تھا۔''

(٢٠٠٧) (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ نِسَاءً مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ كُنَّ يُصَلِّيْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الصُّبْحَ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ ثُمَّ يَرْجِعْنَ إِلٰى أَهْلِهِنَّ وَمَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ۔ (مسند احمد: ٢٤٥٩٧)

''(دوسری سند) وہ کہتی ہیں: بے شک مؤمن عورتیں نبی کریم ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھتیں تھیں، وہ اپنی چادروں میں لپٹی ہوتی تھیں، جب وہ اپنے گھروں کو لوٹتیں تو اندھیرے کی وجہ سے کوئی بھی ان کو پہچان نہیں سکتا تھا۔''

(٢٠٠٨) عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ ذَوِي حَاجَةٍ يَأْتَزِرُوْنَ بِهٰذِهِ النَّمِرَةِ فَكَانَتْ إِنَّمَا تَبْلُغُ أَنْصَافَ سُوْقِهِمْ أَوْ نَحْوَ ذَالِكَ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يَعْنِي النِّسَاءَ فَلَا تَرْفَعْ

''سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ چونکہ مسلمان حاجت مند تھے، اس لیے وہ اس قسم کی (چھوٹی سی) دھاری دار چادر کا ازار باندھ لیتے تھے، جو تقریبا ان کی نصف پنڈلیوں تک پہنچتی تھی، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے، وہ اس وقت تک (سجدے سے) سر نہ اٹھائے جب تک ہم مرد لوگ اپنے سر نہ

(٢٠٠٥) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٤٤٣ (انظر: ٢٧٠٤٦، ٢٧٠٤٧)

(٢٠٠٦) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٣٧٢، ومسلم: ٦٤٥ (انظر: ٢٤٠٥١، ٢٤٠٩٦)

(٢٠٠٧) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

(٢٠٠٨) تخريج: ......حديث صحيح لغيره۔ أخرجه ابو داود: ٨٥١ (انظر: ٢٦٩٤٧، ٢٦٩٤٨)

رَأْسَهَا حَتّٰی نَرْفَعَ رُؤُوْسَنَا كَرَاهِيَةَ أَنْ تَنْظُرَ إِلٰى عَوْرَاتِ الرِّجَالِ مِنْ صِغَرِ أُزُرِهِمْ .)) (مسند احمد: ٢٧٤٨٧)

اٹھالیں، (اس حکم کی یہ وجہ تھی کہ) آپ ﷺ کو یہ ناپسند تھا کہ عورتوں کی نگاہ مردوں کے ازار چھوٹے ہونے کی وجہ سے ان کی شرمگاہوں پر پڑھ جائے گی۔''

(٢٥٠٩) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ ﷺ قَالَ: كَانَ رِجَالٌ يُصَلُّوْنَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَاقِدِيْ أُزُرِهِمْ عَلٰى رِقَابِهِمْ كَهَيْئَةِ الصِّبْيَانِ، فَيُقَالُ لِلنِّسَاءِ: لَا تَرْفَعْنَ رُؤُوْسَكُنَّ حَتّٰى يَسْتَوِيَ الرِّجَالُ جُلُوْسًا۔ (مسند احمد: ٢٣١٩٨)

''سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مرد حضرات نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، انھوں نے بچوں کی طرح اپنے ازار گردنوں پر باندھے ہوئے ہوتے تھے، اس لیے عورتوں کو کہا جاتا کہ وہ (سجدوں سے) سروں کو نہ اٹھایا کریں، جب تک مرد سیدھے ہوکر بیٹھ نہ جائیں۔''

شرح: ...... قارئین کرام! کتنی اہم بات ہے کہ یہ خدشہ بھی تھا کہ عورت کی نگاہ مرد کی شرمگاہ پر پڑھ سکتی ہے، لیکن اس کے باوجود ان کے وجود کو برداشت کیا گیا، البتہ ان کو اس وجہ سے ایک نئے حکم کا پابند رہنے کا کہا گیا۔

(٢٥١٠) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ﷺ أَنَّ النِّسَاءَ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ قُمْنَ وَثَبَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَثَبَتَ مَنْ صَلّٰى مِنَ الرِّجَالِ مَا شَاءَ اللّٰهُ، فَإِذَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ الرِّجَالُ۔ (مسند احمد: ٢٧٢٢٣)

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جب عورتیں فرض نمازوں سے سلام پھیرتیں تو (واپسی کے لیے) اٹھ کھڑی ہوتیں، لیکن رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ نماز پڑھنے والے مرد حضرات، جب تک اللہ چاہتا، بیٹھے رہتے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوتے تو وہ سارے کھڑے ہوجاتے تھے۔''

شرح: ...... صحیح بخاری کی روایت میں امام زہری نے اس بیٹھک کا مقصد بیان کرتے ہوئے کہا: اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے، بہرحال میرا خیال یہ ہے کہ اس بیٹھک کی وجہ یہ ہے کہ عورتیں، مردوں سے پہلے چلی جائیں اور مرد ان کو نہ دیکھ سکیں۔ دیکھیں کہ آپ ﷺ نے مرد وزن کے اختلاط کو روکنے کے لیے کیسی تدبیر کی ہے، ہمیں بھی چاہیے کہ مسلم خواتین کو ہر قسم کا تحفظ فراہم کریں۔ اس حدیث سے یہ استدلال کرنا درست ہے کہ مخلوط نظام تعلیم درست ہے، لیکن اس ضمن میں آپ ﷺ نے عورتوں کو تحفظ دینے کے لیے جو قواعد وضع کیے ہیں، ان کی پابندی نہایت ضروری ہے، وگرنہ اس اختلاط کی وجہ سے مسلم قوم میں جو فساد اور تعلیم کا جو ستیاناس ہوگا، وہ اب غیرت مند اور سمجھدار لوگوں سے اوجھل نہیں رہا۔

(٢٥٠٩) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٣٦٢، ٨١٤، ١٢١٥، ومسلم: ٤٤١ (انظر: ١٥٥٦٢، ٢٢٨١٠)
(٢٥١٠) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٨٦٦ (انظر: ٢٦٦٨٨)

4 ..... بَابُ فَضْلِ الْمَسْجِدِ الْاَبْعَدِ وَكَثْرَةِ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ

دور والی مسجد کی اور مسجدوں کی طرف زیادہ قدم چلنے کی فضیلت کا بیان

(٢٥١١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْأَبْعَدُ فَالْأَبْعَدُ مِنَ الْمَسْجِدِ أَفْضَلُ أَجْرًا)) (مسند احمد: ٨٦٠٣)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسجد سے سب سے زیادہ دُور والے، پس سب سے زیادہ دور والے اجر وثواب میں سب سے زیادہ فضیلت والے ہیں''۔

(٢٥١٢) عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرًا سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ فِي كَثْرَةِ خُطَا الرَّجُلِ اِلَى الْمَسْجِدِ شَيْئًا؟ فَقَالَ: هَمَمْنَا أَنْ نَنْتَقِلَ مِنْ دُوْرِنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لِقُرْبِ الْمَسْجِدِ فَزَجَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، وَقَالَ: ((لَا تُعْرُوْا الْمَدِيْنَةَ، فَاِنَّ لَكُمْ فَضِيْلَةً عَلٰى مَنْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ بِكُلِّ خَطْوَةٍ دَرَجَةٌ.)) (مسند احمد: ١٤٦٦٦)

''ابوزبیر کہتے ہیں: میں نے سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے نبی کریم ﷺ کو مسجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانے والے آدمی کے بارے میں کچھ فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انھوں نے کہا: ہم نے خود مسجد کے قرب کی خاطر اپنے گھروں سے مدینہ میں منتقل ہونا چاہا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ڈانٹا اور فرمایا: ''مدینہ (کی اطراف) کو خالی نہ چھوڑو، بے شک مسجد کے پاس رہنے والوں کی بہ نسبت ہر ایک قدم کے بدلے تمہارے لیے ایک ایک درجہ کی فضیلت ہے۔''

(٢٥١٣)(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: خَلَتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَأَرَادَ بَنُو سَلِمَةَ أَنْ يَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ: ((اِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكُمْ تُرِيْدُوْنَ أَنْ تَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ؟)) قَالُوا: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَدْنَا ذٰلِكَ، فَقَالَ: ((يَا بَنِي سَلِمَةَ! دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ، دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ.)) (مسند احمد: ١٤٦٢٠)

''(دوسری سند) سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مسجد کے اردگرد کچھ جگہ خالی ہوگئی، اس لیے بنوسلمہ نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا، جب یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو موصول ہوئی تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: ''مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو؟'' انہوں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! ہم یہ ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بنوسلمہ! اپنے گھروں کو لازم پکڑو، تمہارے قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں، اپنے گھروں کو لازم پکڑو تمہارے قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں۔''

(٢٥١١) تخريج: ......حسن لغيره، وهذا اسناد ضعيف، عبد الرحمن بن مهران فى عداد المجهولين أخرجه ابوداود: ٥٥٦، وابن ماجه: ٧٨٢ (انظر: ٨٦١٨، ٩٥٣١)

(٢٥١٢) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٦٦٥ (انظر: ١٤٥٦٦، ١٤٦١١)

(٢٥١٣) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

(٢٥١٤) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ فَبَلَغَ ذَالِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَكَرِهَ أَنْ تُعْرَى الْمَدِيْنَةُ، فَقَالَ: ((يَا بَنِي سَلِمَةَ! أَلَا تَحْتَسِبُوْنَ آثَارَكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ؟)) قَالُوا: بَلَى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَأَقَامُوا۔ (مسند احمد: ١٢٠٥٦)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کی حدیث مروی ہے، اس میں اس طرح کے الفاظ ہیں: جب یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی، جبکہ آپ نے مدینہ (کی اطراف) کے خالی ہو جانے کو ناپسند کیا، تو ان کو فرمایا: ''بنوسلمہ! کیا تم مسجد کی طرف اپنے (قدموں کے) نشانات میں (اللہ تعالیٰ سے) ثواب کی امید نہیں رکھتے؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں۔ پھر وہ اسی جگہ پر ٹھہرے رہے۔''

(٢٥١٥) عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَجُلٌ بِالْمَدِيْنَةِ لَاأَعْلَمُ رَجُلًا كَانَ أَبْعَدَ مِنْهُ مَنْزِلًا أَوْ قَالَ: دَارًا مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ: قَالَ: فَكَانَ يَحْضُرُ الصَّلَوَاتِ كُلَّهُنَّ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ) فَقِيْلَ لَهُ: لَوِ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا فَرَكِبْتَهُ فِي الرَّمْضَاءِ وَالظُّلُمَاتِ؟ فَقَالَ: مَا يَسُرُّنِي أَنَّ دَارِي أَوْ قَالَ مَنْزِلِي إِلَى جَنْبِ الْمَسْجِدِ، فَنُمِيَ الْحَدِيْثُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((مَا أَرَدْتَ بِقَوْلِكَ مَا يَسُرُّنِي أَنْ مَنْزِلِي أَوْ قَالَ دَارِي إِلَى جَنْبِ الْمَسْجِدِ؟)) قَالَ: أَرَدْتُّ أَنْ يُكْتَبَ إِقْبَالِي إِذَا أَقْبَلْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَرُجُوْعِي إِذَا رَجَعْتُ إِلَى أَهْلِي۔ قَالَ: ((أَعْطَاكَ اللّٰهُ ذٰلِكَ كُلَّهُ، أَوْ أَنْطَاكَ اللّٰهُ مَا احْتَسَبْتَ أَجْمَعَ.)) (مسند احمد: ٢١٥٣٣)

''سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مدینہ میں ایک آدمی تھا، میرے علم کے مطابق اس کا گھر مسجد سے سب سے زیادہ دور تھا، لیکن وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تمام نمازوں میں حاضر ہوتا تھا، اس سے کسی نے کہا: اگر تم گدھا خرید لو اور سخت گرمی اور اندھیرے میں اس پر سوار ہو کر آ جایا کرو؟ لیکن اس نے کہا: میں تو اس چیز پر خوش نہیں ہوں کہ میرا گھر مسجد کے پہلو میں ہو۔ جب یہ ساری بات کا رسول اللہ ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''یہ تو نے کہا کہ میں تو اس چیز پر بھی خوش نہیں ہوں کہ میرا گھر مسجد کے پہلو میں ہو، اس سے تیری مراد کیا ہے؟'' اس نے کہا: جی میرا مقصد یہ ہے کہ جب میں مسجد کی طرف آؤں تو میرا آنا اور جب میں اپنے گھر کی طرف واپس جاؤں تو میرا واپس جانا لکھا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے یہ سارا کچھ تجھے عطا کر دیا۔'' یہ فرمایا: ''تجھے جس ثواب کی امید تھی، اللہ تعالیٰ نے وہ سارا تجھے عطا کر دیا''۔

شرح:...... ''أَبْوَابُ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ'' (نماز با جماعت کے بارے میں ابواب) کے پہلے باب میں مسجد کی

(٢٥١٤) تخريج:......أخرجه البخاري: ٦٥٥، ٦٥٦، ١٨٨٧ (انظر: ١٢٠٣٣)
(٢٥١٥) تخريج:......أخرجه مسلم: ٦٦٣ (انظر: ٢١٢١٤)

طرف چل کر آنے کی فضیلت پر دلالت کرنے والی احادیث بھی گزر چکی ہیں، یہ صحابۂ کرام کی رغبت تھی کہ نماز باجماعت کی خاطر مسجدوں کے قریب منتقل ہونے کو پسند کرتے تھے، اور بلندیٔ درجات کی خاطر مسجد کی طرف آتے وقت عام معمول سے ہٹ کر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے تھے۔ آج کل لوگوں کے پاس سائیکل، موٹر سائیکل اور موٹر کار وغیرہ کی شکل میں آمد و رفت کے مختلف اور تیز ذرائع موجود ہیں، لیکن مجال نہیں کہ ہم اِن کو استعمال کر کے بروقت مسجدوں میں پہنچ جائیں اور نماز باجماعت کا اہتمام کریں۔

قارئین کرام! اصل مسئلہ پاکیزہ عزم کا ہے، نہ کہ وسائل و ذرائع کا، جس کے عزم میں پاکیزگی اور خلوص ہے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ ہر عمل کو اتنا آسان کر دیتے ہیں کہ اس عمل کو ترک کرنے میں اسے تکلیف اور بے چینی محسوس ہوتی ہے۔

5 ..... بَابُ فَضْلِ الْمَشْيِ اِلَى الْجَمَاعَةِ بِالسَّكِيْنَةِ
سکون کے ساتھ جماعت کی طرف چلنے کی فضیلت

(٢٥١٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَأْتُوْهَا تَسْعَوْنَ وَلٰكِنِ ائْتُوْهَا وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا۔ (وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرٰى) ((فَاقْضُوا)) بَدَلَ قَوْلِهِ ((فَأَتِمُّوا)) (مسند احمد: ٧٢٤٩)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کھڑی کر دی جائے تو دوڑ کر نہ آیا کرو، بلکہ اس حال میں آؤ کہ تم پر سکون اور وقار ہو اور (امام کے ساتھ) جتنی نماز مل جاؤ، وہ پڑھ لو اور جتنی رہ جائے، وہ بعد میں پوری کرلو۔'' ایک روایت میں ((فَأَتِمُّوا)) کی بجائے ((فَاقْضُوا)) کے الفاظ ہیں، (دونوں کا معنی ایک ہی ہے)۔''

شرح: ..... اکثر روایات میں کے ((فَأَتِمُّوا)) کے اور کم روایات میں ((فَاقْضُوا)) کے الفاظ ہیں، اور مؤخر الذکر لفظ کا ایک معنی ادا کرنے کے بھی ہیں، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ﴾ (سورۂ جمعہ: ١٠) (اور جب نماز ادا کر لی جائے تو تم زمین میں پھیل جاؤ)، دوسری بات یہ ہے کہ دونوں احادیث کا مخرج ایک ہے، اس لیے ((فَاقْضُوا)) کے الفاظ سے یہ استدلال کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ تاخیر سے آنے والا مقتدی، امام کے ساتھ جو نماز پائے گا، وہ امام کی ترتیب کے مطابق اس کی آخری رکعات ہی ہوں اور جماعت ختم ہونے کے بعد وہ پہلی رکعات ادا کرے گا۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ امام کی دوسری یا تیسری یا چوتھی رکعت میں ملنے والا مقتدی شروع سے ہی اپنی رکعات کی ترتیب کا خیال رکھے گا، درج ذیل تین نکات کا یہی تقاضا ہے:

(١) اصل قانون یہی ہے کہ ہر کوئی شروع سے اپنی رکعات کو شمار کرے، اس کی مخالفت کرنے والا واضح دلیل پیش کرے، جبکہ امام اور مقتدی کی نیت میں فرق بھی ہو سکتا ہے۔

(٢) تاخیر سے آنے والے پر واجب ہے کہ وہ رہ جانے والی رکعتیں پوری کرنے کے بعد آخری تشہد پڑھے، اگر

(٢٥١٦) تخریج: ..... أخرجه مسلم: ٦٠٢ (انظر: ٧٢٥٠، ٨٩٦٤)

امام کی آخری رکعات اِس کی بھی آخری نماز ہوتی تو تشہد پڑھنے کی ضرورت نہیں تھی۔

(۳) ابن منذر نے یہ دعوی کیا ہے کہ علمائے امت کا اس حقیقت پر اجماع و اتفاق ہے کہ تکبیر تحریمہ پہلی رکعت میں ہی ہوگی، اس لیے ضروری ہے کہ تاخیر سے آنے والا مقتدی پہلی رکعت سے ہی اپنی نماز کا آغاز کرے۔ معلوم ہوا کہ تاخیر سے آنے والا مقتدی پہلی رکعت سے ہی اپنی نماز کا آغاز کرے گا، اگرچہ وہ امام کی تیسری یا چوتھی رکعت ہو، جمہور اہل علم کی بھی یہی رائے ہے۔

(۲۰۱۷) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيهِ) فَصَلُّوا مَا أَدْرَكْتُمْ وَاقْضُوا مَا سَبَقَكُمْ. (مسند احمد: ۸۹۵۱)

''(دوسری سند) اسی قسم کی حدیث مروی ہے، البتہ آخری الفاظ اس طرح ہیں: ''جو پالو اسے پڑھ لو اور جو تم سے سبقت لے جائے اس کو بعد میں پورا کرلو''۔

(۲۰۱۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ سَمِعَ جَلَبَةَ رِجَالٍ، فَلَمَّا صَلّٰى دَعَاهُمْ فَقَالَ: ((مَا شَأْنُكُمْ؟)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اسْتَعْجَلْنَا اِلَى الصَّلَاةِ، قَالَ: ((فَلَا تَفْعَلُوْا، اِذَا أَتَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةَ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا سُبِقْتُمْ فَأَتِمُّوْا.)) (مسند احمد: ۲۲۹۸۲)

''سیّدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے، آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کے حرکت کرنے کی آواز سنی، جب آپ ﷺ نے نماز پڑھ لی تو ان کو بلایا اور پوچھا: ''تم کو کیا ہو گیا تھا؟'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے نماز کی طرف جلدی کی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس طرح نہ کیا کرو، جب تم نماز کی طرف آؤ تو سکون اور وقار کو لازم پکڑو، جو حصہ (با جماعت) پالو اسے پڑھ لو اور جو رہ جائے، اسے (بعد میں) پورا کرلو''۔

(۲۰۱۹) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْعٰى فَانْتَهٰى وَقَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ أَوِ انْبَهَرَ فَلَمَّا انْتَهٰى اِلَى الصَّفِّ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ، فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاتَهُ قَالَ: ((أَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ؟)) فَسَكَتَ

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نماز کھڑی کردی گئی، ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا، جب وہ مسجد میں پہنچا، تو اس کا سانس پھولا ہوا تھا، جب وہ صف میں کھڑا ہوا تو اس نے کہا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ'' (ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، بہت زیادہ، پاکیزہ اور بابرکت تعریف)۔ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز پوری کی تو پوچھا:

(۲۰۱۷) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

(۲۰۱۸) تخريج: ......أخرجه البخارى: ٦٣٥، ومسلم: ٦٠٣ (انظر: ٢٢٦٠٨)

(۲۰۱۹) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه مسلم: ٦٠٠ دون قوله: ((اذا جاء احدكم ......)) وأخرجه ابوداود: ٧٦٣، والنسائى: ٢/ ١٣٢ (انظر: ١٢٠٣٤، ١٢٧١٣، ١٣٦٤٥)

الْقَوْمُ، فَقَالَ: ((أَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ؟ فَإِنَّهُ قَالَ خَيْرًا أَوْ لَمْ يَقُلْ بَأْسًا .)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَا أَسْرَعْتُ الْمَشْيَ فَانْتَهَيْتُ إِلَى الصَّفِّ فَقُلْتُ الَّذِيْ قُلْتُ، قَالَ: ((لَقَدْ رَأَيْتُ اثْنَيْ عَشَرَ مَلَكًا يَبْتَدِرُوْنَهَا أَيُّهُمْ يَرْفَعُهَا .)) ثُمَّ قَالَ: ((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلْيَمْشِ عَلٰى هِيْنَتِهِ فَلْيُصَلِّ مَا أَدْرَكَ وَلْيَقْضِ مَا سَبَقَهُ .)) (مسند احمد: ۱۲۰۵۷)

''کون تھا تم میں کلام کرنے والا؟'' لوگ خاموش رہے، آپ ﷺ نے پھر پوچھا: ''کون تھا یہ کلام کرنے والا؟ اس نے اچھی بات ہی کہی ہے، کوئی حرج والی بات نہیں تھی۔'' اس آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تیزی سے چل کر آیا تھا، جب صف میں کھڑا ہوا تو میں نے یہ کلمات کہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے بارہ فرشتے دیکھے، وہ اس کی طرف لپک رہے تھے کہ کون ان کلمات کو (پہلے) اوپر لے کر جائے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز کی طرف آئے تو اپنی عادت کے مطابق چل کر آئے، جو نماز پا لے اسے پڑھ لے اور جو رہ جائے، اس کو (بعد میں) ادا کر لے۔''

(۲۵۲۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ) رضی اللہ عنہ قَالَ: اِمْشُوا إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُ مِنَ الْهُدٰى وَسُنَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ۔ (مسند احمد: ۴۲۴۲)

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: مسجد کی طرف چل کر آیا کرو، یہی عمل آپ ﷺ کی سیرت اور سنت ہے۔''

(۲۵۲۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ رَاحَ إِلَى مَسْجِدِ الْجَمَاعَةِ فَخَطْوَةٌ تَمْحُوْ سَيِّئَةً وَخَطْوَةٌ تُكْتَبُ حَسَنَةً ذَاهِبًا وَرَاجِعًا۔ (مسند احمد: ۶۵۹۹)

''سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جماعت والی مسجد کی طرف جاتا ہے تو اس کا ایک قدم ایک برائی کو مٹا دیتا ہے اور ایک قدم نیکی لکھ دیا جاتا ہے، (مسجد کی طرف) جاتے ہوئے بھی اور واپس لوٹتے ہوئے بھی۔''

(۲۵۲۲) عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَعْجَلْ أَحَدُكُمْ عَنْ طَعَامِهِ لِلصَّلَاةِ .)) قَالَ: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَسْمَعُ الْإِقَامَةَ وَهُوَ يَتَعَشّٰى فَلَا

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی آدمی نماز کے لیے اپنے کھانے سے جلدی نہ کرے۔'' نافع کہتے ہیں: جب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس حال میں اقامت سنتے کہ وہ رات کا کھانا کھا

(۲۵۲۰) تخریج: ......اسناده ضعيف لابهام شيخ الاعمش (انظر: ۴۲۴۲)

(۲۵۲۱) تخريج: ......صحيح لغيره، وهذا سند ضعيف لضعف ابن لهيعة، وحيي بن عبد الله مختلف فيه أخرجه ابن حبان: ۲۰۳۹ (انظر: ۶۵۹۹)

(۲۵۲۲) تخريج: ......أخرج بنحوه البخاري: ۶۴۶۳، ۵۴۶۴، ومسلم: ۵۵۹ (انظر: ۴۷۸۰، ۵۸۰۶)

يَعْجَلُ۔ (مسند احمد: ٤٧٨٠) رہے ہوتے تو وہ (کھانے سے) جلدی نہیں کرتے تھے۔"

شـــرح: ......اس میں شریعت کا کیا مقصود ہے کہ ہم سکون، وقار، سنجیدگی اور ٹھہراؤ کے ساتھ مسجد کی طرف چل کر جائیں؟ جب تک ہم روحِ نماز کو نہیں سمجھیں گے، اس وقت تک ہم اِس حکم کا مقصد نہیں سمجھ سکتے۔ قارئین کرام! کتنی حیرانی کی بات ہے کہ کھانے پینے اور قضائے حاجت جیسی جسم کی ضروریات کو نماز پر مقدم کیا گیا، کیا اس کی وجہ یہی نہیں کہ جب بندہ نماز میں داخل ہو تو وہ اپنے تصورات و خیالات کو یکجا کر کے ساری صلاحیتیں نماز کے حسن پر صرف کر دے۔ تاخیر سے آنے والے لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ جب وہ یہ سمجھتے ہیں کہ امام رکوع کرنے والا ہے تو وہ دوڑ کر یا تیز چل کر نماز میں شامل ہوتے ہیں اور جلدی سے فاتحہ شریف کی تلاوت یوں مکمل کر کے رکوع میں شریک ہونے کی کوشش کرتے ہیں، جیسے ان کے منہ میں انتہائی گرم کھانے کا بڑا سا لقمہ آ گیا ہے۔ اسی طرح جن لوگوں کے نزدیک رکوع ملنے سے رکعت پوری ہو جاتی ہے، وہ مسجد میں داخل ہو رہے ہوتے ہیں اور امام رکوع کے لیے "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہہ رہا ہوتا ہے، وہاں سے یہ نیت کے بناوٹی کلمات کہتے ہوئے دوڑ لگا کر رکوع میں شامل ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان لوگوں کی نظر صرف نماز کی مقدار پر ہوتی ہے کہ ایک رکعت بچ جائے، یہ بیچارے معیار کی فکر کرنے سے کوسوں دور ہوتے ہیں۔

کیا اِن جلد بازوں کو یہ علم نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں کھڑے ہو کر عظیم ہستی سے ہم کلام ہو رہے ہیں، کیا یہ لوگ کائنات کے پالنہار سے گفتگو کے آداب سے غافل ہیں، جب یہی لوگ کسی بڑے چودھری صاحب سے ہم کلام ہوتے ہیں تو ان کی گفتگو بڑی جچی تلی ہوتی ہے، سنجیدگی نظر آتی ہے، باتوں میں ٹھہراؤ ہوتا ہے، منہ کا ایک سٹائل ہوتا ہے، شخصیت پر تکلف نظر آتی ہے۔ لیکن جب محسنِ عظیم کے دربار میں جھکنے کی باری آتی ہے تو جلد بازی اور بے توجہی، ایسا کیوں؟

4 ..... بَابُ مَنْ مَشٰى اِلَى الْجَمَاعَةِ كَمَا اُمِرَ فَسُبِقَ بِهَا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ أَدْرَكَهَا

جو شخص شرعی حکم کے مطابق جماعت کے لیے نکلا، لیکن اس سے پہلے نماز پڑھ لی گئی تو اس کے لیے اتنا ہی اجر ہوگا، جتنا اس جماعت کو پانے والے کو ملے گا

(٢٥٢٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وُضُوْءَهُ ثُمَّ رَاحَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا أَعْطَاهُ اللّٰهُ مِثْلَ أَجْرِ مَنْ صَلَّاهَا أَوْ حَضَرَهَا لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا.)) (مسند احمد: ٨٩٣٤)

"سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا، پھر وہ (مسجد کی طرف) گیا، لیکن اس نے لوگوں کو پایا کہ وہ تو نماز پڑھ چکے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کو اس نماز میں حاضر ہونے والے کے برابر اجر عطا کرے گا اور یہ ان کے اجروں میں سے کچھ کم نہیں کرے گا۔"

(٢٥٢٣) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٥٦٤ (انظر: ٨٩٤٧)

شرح: ...... بلا شک وشبہ اس حدیث کا تعلق پاکیزہ عزم سے ہے، اس سے مراد وہ نمازی ہے، جو کسی غفلت کے بغیر نماز کے لیے اچھی تیاری کرتا ہے اور اس کے ذہن میں یہ ہوتا ہے کہ وہ نماز باجماعت کو پالے گا، لیکن صورتحال اس کے برعکس ہوتی ہے۔ ﴿وَفَضْلُ اللّٰهِ وَاسِعٌ﴾

(٢٥٢٤) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ فَلَا تَأْتُوْهَا وَأَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَأْتُوْهَا وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا، وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوْا، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ فِي صَلَاةٍ إِذَا مَا كَانَ يَعْمِدُ إِلَى الصَّلَاةِ.)) (مسند احمد: ٩٩٣٢)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے، تو نماز کے لیے دوڑتے ہوئے نہ آؤ، بلکہ اس حال میں آؤ کہ تم پر سکون اور وقار ہو، پھر جو پالو وہ پڑھ لو اور جو رہ جائے اسے بعد میں پورا کرلو، کیونکہ جب تم میں سے کوئی نماز کا ارادہ کر لیتا ہے تو وہ نماز میں ہی ہوتا ہے''۔

شرح: ......آپ ﷺ نے وقار سے آنے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ نماز کے ارادے سے آنے والے کو بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں یوں سمجھا جاتا ہے کہ گویا وہ نماز میں ہی ہے۔

❁❁❁❁

(٢٥٢٤) تخریج: ......أخرجه مسلم: ٦٠٢ (انظر: ٧٢٣٠، ٩٩٣٠)

أَبْوَابُ الْأُمَامَةِ وَصِفَةِ الْأَئِمَّةِ وَأَحْكَامٍ تَتَعَلَّقُ بِهِمْ

امامت کا بیان، اماموں کی صفات اور ان سے متعلقہ مزید احکام

1 ..... بَابُ الْأُمَامُ ضَامِنٌ وَمَا جَاءَ فِيْ أُمَامَةِ الْفَاسِقِ

امام کے ضامن ہونے اور فاسق کی امامت کا بیان

(٢٥٢٥) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْإِمَامُ ضَامِنٌ وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ (وَفِي لَفْظٍ أَمِيْنٌ)، اَللّٰهُمَّ أَرْشِدِ الْأَئِمَّةَ وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِيْنَ)) (مسند احمد: ٧١٦٩)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام ضامن ہوتا ہے اور مؤذن امین ہوتا ہے، اے اللہ! تو اماموں کو ہدایت دے (یعنی ان کو اپنی ذمہ داری ادا کرنے کی توفیق دے) اور مؤذنوں (سے ہو جانے والی کمی بیشی) کو معاف فرما دے''۔

شرح: ......''امام ضامن ہوتا ہے۔'' اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس نے لوگوں کی نماز اور ان کے لیے رکعات کی تعداد کی حفاظت کرنی ہوتی ہے، ایک رائے کے مطابق وہ اجتماعی دعا میں صرف اپنی ذات کو مخصوص نہیں کر سکتا، بلکہ اس نے اس میں لوگوں کو بھی شامل کرنا ہوتا ہے۔ ''مؤذن امین ہوتا ہے۔'' اس کا مفہوم واضح ہے کہ لوگوں کا نمازوں اور روزوں کے اوقات کے سلسلے میں سارا اعتماد مؤذن پر ہوتا ہے، مؤذن لوگوں کو چاہیے کہ وہ اپنے منصب اور امانت سے غفلت مت برتیں۔

نماز، دین اسلام کا اہم ترین رکن ہے، اس کی قبولیت اور عدمِ قبولیت یا اجر و ثواب میں کمی بیشی کا امام کے ساتھ گہرا تعلق ہے، یہی وجہ ہے کہ شریعت نے عوام کے محبوب آدمی کو امامت کے لیے منتخب کرنے کی تلقین کی ہے۔ کیونکہ لوگ امام کی جس قدر زیادہ عزت کریں گے، اسی قدر ان کو اس کی اقتدا میں نماز میں لطف محسوس ہو گا۔ یاد رہے کہ امامت و خطابت بنیادی طور پر کمائی کے ذرائع نہیں، بلکہ لوگوں کی خیر و فلاح کے اسباب ہیں، معاشرے میں بگاڑ اس وقت پیدا ہو گا

(٢٥٢٥) تخريج: ......حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف لجهالة الرجل الذى روى عنه الاعمش أخرجه ابوداود: ٥١٧، والترمذى: ٢٠٧ (انظر: ٧١٦٩، ٧٨١٨)

جب مسجد کے وڈیرے امام کو اپنا ملازم اور امام اپنے آپ کو تنخواہ دار مولوی سمجھنے لگے گا۔ معاشرے کے افراد اس نکتے سے غفلت مت برتیں کہ ان کی نمازوں کا تعلق مسجد کے امام سے ہے اور امام اپنے اس عظیم منصب سے غافل نہ ہو جائے کہ وہ مسجد والوں کے لیے حق و باطل کا معیار اور ان کا ہادی و رہبر ہے۔ نمازوں کے اوقات کا تحفظ کرنا، مقتدیوں کی صورتحال کو سامنے رکھنا اور امام کا اپنے آپ کو عوام کے لیے ان کی محبوب شخصیت ثابت کرنا، وغیرہ وغیرہ۔ یہ ایسے امور ہیں، جن کی پاسداری کرنا صرف اور صرف امام کے ذمے ہے۔ امام کو چاہئے کہ وہ عصبیت اور بے جا طرفداری میں آکر تفرقہ بازی کا درس نہ دے، بلکہ تمام نمازی بھائیوں کی خوشی غمی میں شریک ہو اور اہل مسجد کے مابین کوئی جھگڑا پیدا ہونے کی صورت میں مصلح کی حیثیت سے سامنے آئے اور کسی ایک فریق کی بے جا طرفداری نہ کرے۔

(٢٥٢٦) عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الْهَمَدَانِيِّ قَالَ: خَرَجْتُ فِي سَفَرٍ وَمَعَنَا عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ ﷺ قَالَ: فَقُلْنَا لَهُ: إِنَّكَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأُمَّنَا، فَقَالَ: لَا، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ أَمَّ النَّاسَ فَأَصَابَ الْوَقْتَ وَأَتَمَّ الصَّلَاةَ فَلَهُ وَلَهُمْ، وَمَنِ انْتَقَصَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعَلَيْهِ وَلَا عَلَيْهِمْ.)) (مسند احمد: ١٧٤٣٨)

''ابو علی ہمدانی کہتے ہیں: میں ایک سفر میں نکلا، ہمارے ساتھ سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بھی تھے، ہم نے ان سے کہا کہ آپ پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے، آپ اصحاب رسول میں سے ہیں، اس لیے آپ ہمیں امامت کرائیں، لیکن انھوں نے کہا: نہیں، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''جس نے لوگوں کی امامت کروائی اور صحیح وقت کا اہتمام کیا اور نماز کو مکمل طور پر ادا کیا، تو اس کو بھی ثواب ملے گا اور مقتدیوں کو بھی، اور جس نے ان امور میں کسی چیز کی کمی کی، تو اس کا گناہ اس امام پر ہوگا، نہ کہ مقتدیوں پر''۔

(٢٥٢٧) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُصَلُّوْنَ بِكُمْ، فَإِنْ أَصَابُوا فَلَكُمْ وَلَهُمْ وَإِنْ أَخْطَئُوْا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ.)) (مسند احمد: ٨٦٤٨)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تم کو نماز پڑھائیں گے، اگر انھوں نے درست انداز میں نماز پڑھی تو تمہیں بھی ثواب ملے گا اور ان کو بھی، اور اگر انھوں نے غلطی کی تو تمہیں تو ثواب ملے گا اور ان پر گناہ ہوگا''۔

(٢٥٢٨) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَعَلَّكُمْ

''سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شاید تم ایسے لوگوں کو پا لو جو نماز کو اس کے وقت

(٢٥٢٦) تخريج: ......حديث حسن۔ أخرجه ابوداود: ٥٨٠ (انظر: ١٧٣٠٥)

(٢٥٢٧) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٦٩٤ (انظر: ٨٦٦٣)

(٢٥٢٨) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه النسائي: ٢/ ٧٥، وابن ماجه: ١٢٥٥، وأخرج بنحوه مسلم: ٥٣٤ (انظر: ٣٦٠١)

سَتُدْرِكُونَ أَقْوَامًا يُصَلُّونَ صَلَاةً لِغَيْرِ وَقْتِهَا فَإِذَا أَدْرَكْتُمُوهُمْ فَصَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ فِي الْوَقْتِ الَّذِي تَعْرِفُونَ ثُمَّ صَلُّوا مَعَهُمْ وَاجْعَلُوهَا سُبْحَةً)) (مسند احمد: ۳۶۰۱)

سے ٹال کر پڑھیں گے، اگر واقعی ان کو پالو تو گھروں میں ہی اپنی پہچان کے مطابق وقت پر نماز پڑھ لینا، پھر ان کے ساتھ بھی ادا کر لینا اور اس کو نفل سمجھ لینا۔''

شــــرح: ......صحابۂ کرام کے دور میں ہی صاحبِ اقتدار لوگوں کی ایسی مثالیں موجود ہیں کہ انھوں نے بعض نمازیں ان کا مکمل وقت نکل جانے کے بعد ادا کیں۔ ایسی صورت میں گھر میں ہی یا کہیں مخفی مقام پر وقت پر نماز ادا کر لی جائے اور اگر ایسے اماموں کی جماعت مل جائے تو نفلی نماز کی نیت سے اس میں بھی شرکت کر لی جائے، وگرنہ اہل حق کے لیے بڑا فتنہ کھڑا ہو سکتا ہے۔

(۲۵۲۹) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهُ سَيَلِي أَمْرَكُمْ مِنْ بَعْدِي رِجَالٌ يُطْفِئُوْنَ السُّنَّةَ وَيُحْدِثُوْنَ بِدْعَةً وَيُؤَخِّرُوْنَ الصَّلَاةَ عَنْ مَوَاقِيْتِهَا.)) قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ بِي إِذَا أَدْرَكْتُهُمْ؟ قَالَ: ((لَيْسَ يَا ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ! طَاعَةٌ لِمَنْ عَصَى اللّٰهَ.)) قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَسَمِعْتُ أَنَا مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ مِثْلَهُ. (مسند احمد: ۳۷۹۰)

''سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک قریب ہے کہ تمہارے امور کے والی ایسے لوگ بن جائیں، جو سنت کو مٹائیں گے، بدعتوں کو زندہ کریں گے اور نماز کو اس کے وقت سے لیٹ کر دیں گے۔'' عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب میں ان کو پالوں تو کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ام عبد کے بیٹے! اللہ کی نافرمانی کرنے والے شخص کی کوئی اطاعت نہیں ہے۔'' آپ ﷺ نے یہ بات تین دفعہ ارشاد فرمائی۔''

شــــرح: ......سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ماں کا نام زہرہ بنت عبد ود تھا، ان کی کنیت ام عبد تھی۔ اصل قانون یہی ہے کہ اگر اللہ اور رسول کی نافرمانی ہو رہی ہو تو کسی کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ پچھلی حدیث میں آپ ﷺ نے اس نافرمانی سے بچنے کی ایک تدبیر بیان کر دی ہے کہ خفیہ طور پر وقت پر نماز ادا کر لی جائے، تاکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو، پھر ظالم حکمرانوں کے فتنہ سے بچنے کے لیے نفلی نماز کی نیت سے ان کے ساتھ شرکت کر لی جائے۔

(۲۵۲۹) تخریج: ...... اسناده حسن عند من يصحح سماع عبد الرحمن من ابيه عبد الله، وضعيف عند من يقول: انه لم يسمع من ابيه الا اليسير، فقد توفي ابوه وعمره ست سنوات أخرجه ابن ماجه: ۲۸۶۵ (انظر: ۳۷۹۰)

2 ..... بَابُ مَنْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ

اس کا بیان کہ امامت کا زیادہ حق دار کون ہے

(۲۵۳۰) عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ الْبَدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى وَأَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً فَإِنْ كَانَتْ قِرَاءَتُهُمْ سَوَاءً فَلْيَؤُمَّهُمْ أَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَإِنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُمْ سَوَاءً فَلْيَؤُمَّهُمْ أَكْبَرُهُمْ سِنًّا وَلَا يَؤُمَّ الرَّجُلُ فِي أَهْلِهِ وَلَا فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يُجْلَسْ عَلَى تَكْرِمَتِهِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ)) (مسند احمد: ۱۷۲۲۷)

''ابومسعود انصاری بدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قوم کی امامت وہ آدمی کروائے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب زیادہ پڑھا ہوا ہو، اگر وہ قراءت میں برابر ہوں، تو وہ شخص امامت کروائے جو ہجرت میں مقدم ہو، اگر وہ ہجرت میں برابر ہوں تو وہ امامت کرائے جو عمر میں بڑا ہو، اور آدمی کے گھر میں اور اس کے اقتدار میں اس کی امامت نہ کروائی جائے اور اس کے گھر میں اس کی عزت والی جگہ میں نہ بیٹھا جائے، مگر اس کی اجازت کے ساتھ۔''

(۲۵۳۱) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيهِ) فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ۔ (مسند احمد: ۲۲۶۹۶)

''(دوسری سند) اس میں یہ یہ زائد ہے: ''اگر وہ قراءت میں برابر ہوں تو سنت کو زیادہ جاننے والا امام کروائے''۔

(۲۵۳۲) (وَفِيهِ أَيْضًا) وَلَا تَجْلِسْ عَلَى تَكْرِمَتِهِ فِي بَيْتِهِ حَتّٰى يَأْذَنَ لَكَ۔ (مسند احمد: ۱۷۲۲۷)

''(اور اس کے الفاظ یہ ہیں:) ''اور تو اس کے گھر میں اس کی عزت والی جگہ میں نہ بیٹھ، الا یہ کہ وہ اجازت دے دے۔''

شرح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں یا جہاں بھی ایک امام کی اقتدا میں جماعت کا سلسلہ جاری ہو تو مختلف اور اہل علم مہمانوں کی موجودگی میں بھی وہی امام جماعت کرانے کا مستحق ہو گا، الا یہ کہ وہ کسی کو اجازت دے دے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب زیادہ پڑھا ہوا ہو، اس سے مراد وہ آدمی ہے جس کو زیادہ قرآن مجید یاد ہو، جیسا کہ حدیث نمبر (۱۳۶۸) اور (۱۳۷۴) سے معلوم ہوتا ہے۔

(۲۵۳۳) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً فَلْيَؤُمَّهُمْ

''سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تین افراد ہوں تو ان میں سے ایک امامت

(۲۵۳۰) تخریج: ......أخرجه مسلم: ٦٧٣ (انظر: ١٧٠٩٢)
(۲۵۳۱) تخریج: ......انظر الحديث بالطريق الاول
(۲۵۳۲) تخریج: ......انظر الحديث بالطريق الاول
(۲۵۳۳) تخریج: ......أخرجه مسلم: ٦٧٢ (انظر: ١١١٩٠)

أَحَـدُهُـمْ، وَأَحَقُّهُمْ بِالْإِمَامَةِ أَقْرَؤُهُمْ.)) (مسند احمد: ١١٤٧٤)

کروائے اور ان میں زیادہ قراءت والا امامت کا زیادہ مستحق ہوگا۔"

(٢٥٣٤) عَـنْ أَنَـسِ بْنِ مَـالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَـالَ: ((يَـؤُمُّ الْـقَـوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِلْقُرْآنِ.)) (مسند احمد: ١٢٦٩٤)

"سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "قوم کی امامت وہ شخص کرائے گا، جو ان میں قرآن کو زیادہ پڑھنے والا ہوگا۔"

(٢٥٣٥) عَـنْ عَمْرِو بْنِ سَلِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَـانَـتْ تَـأْتِيْـنَـا الـرُّكْبَـانُ مِنْ قِبَلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَـنَسْتَـقْرِئُهُمْ فَيُحَدِّثُوْنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: ((لِيَؤُمَّكُمْ أَكْثَرُكُمْ قُرْآنًا.)) (مسند احمد: ٢٠٩٦٣)

"سیّدنا عمرو بن سلمۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہمارے پاس قافلے آتے تھے، پس ہم ان سے پڑھتے تھے، انھوں نے ہمیں یہ بھی بیان کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا: "تمہاری امامت وہ کرائے تو تم میں قرآن مجید کو زیادہ پڑھنے والا ہو۔"

(٢٥٣٦) حـدثـنـا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِي ثَنَا سُرَيْجٌ وَيُوْنُسُ قَالَا ثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ عَـنْ أَبِـي قِلَابَةَ عَـنْ مَـالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ اللَّيْثِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَـالَ: قَـدِمْـنَـا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَنَـحْـنُ شَبَبَةٌ، قَالَ: فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ نَحْوًا مِنْ عِشْـرِيْـنَ لَيْلَةً، فَقَالَ لَنَا: ((لَوْ رَجَعْتُمْ إِلَى بِلَادِكُـمْ)) وَكَـانَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَحِيْـمًا ((فَعَلَّمْتُمُوْهُمْ.)) قَالَ سُرَيْجٌ وَأَمَرْتُمُوْهُمْ أَنْ يُـصَلُّوْا صَلَاةَ كَذَا حِيْنَ كَذَا قَالَ يُوْنُسُ وَمُرُوْهُـمْ فَلْيُصَلُّوْا صَلَاةَ كَذَا فِي حِيْنِ كَذَا وَصَلَاةَ كَـذَا فِي حِيْنِ كَذَا، فَإِذَا حَضَرَتِ الـصَّلَاةُ فَـلْيُـؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ۔ (مسند احمد: ٢٠٨٠٣)

"سیّدنا مالک بن حویرث سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نوجوان لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور تقریبا بیس راتیں قیام کیا، چونکہ آپ ﷺ رحم دل تھے، اس لیے آپ ﷺ نے ہمیں فرمایا: "اگر تم اپنے شہروں کی طرف لوٹ جاؤ اور ان کو تعلیم دو اور انھیں حکم دو کہ وہ فلاں فلاں نماز فلاں فلاں وقت میں پڑھیں، جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک آدمی اذان کہے اور وہ آدمی تمہاری امامت کرائے، جو تم میں بڑا ہو۔"

(٢٥٣٤) تـخـريـج: ......صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة عبد الملك شيخ ابن جريج أخرجه عبد الرزاق: ٣٨١٠ (انظر: ١٢٦٦٥)

(٢٥٣٥) تخريـج: ......أخرجه مطولا البخارى: ٤٣٠٢ (انظر: ١٥٩٠٢)

(٢٥٣٦) تخريـج: ......أخرجه البخارى: ٦٣٠، ٦٥٨، ٦٨٥، ٨١٩، ومسلم: ٦٧٤ (انظر: ١٥٦٠١، ٢٠٥٢٩)

(۲۰۳۷، ۲۰۳۸)(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ وَلِصَاحِبٍ لَهُ: ((إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَأَذِّنَا وَأَقِيمَا وَقَالَ مَرَّةً فَأَقِيمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا.)) قَالَ خَالِدٌ: فَقُلْتُ لِأَبِي قِلَابَةَ: فَأَيْنَ الْقِرَاءَةُ؟ قَالَ: إِنَّهُمَا كَانَا مُتَقَارِبَيْنِ۔ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ:) ((صَلُّوا كَمَا تَرَوْنِي أُصَلِّي)) (مسند احمد: ١٥٦٨٦)

”(دوسری سند) سیّدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو اور اس کے ساتھی کو فرمایا: ”جب نماز کا وقت آجائے، تو تم اذان دینا، پھر اقامت کہنا اور جو تم میں بڑا ہے، وہ جماعت کروائے گا۔ خالد کہتے ہیں: میں نے ابوقلابہ سے کہا: قراءت (کی بنا پر امام بنانے کا) مسئلہ کہاں گیا انہوں نے کہا: بیشک وہ دونوں (قراءت اور باقی علم میں) قریب قریب تھے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: ”نماز اس طرح پڑھنا، جس طرح تم نے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔“

شرح: ...... چونکہ یہ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس اکٹھے آئے اور بیس دن تک قیام کیا، اس لیے ان کا قراءت و سنت کا علم برابر تھا، لہٰذا عمر میں بڑے آدمی کو امامت کے لیے منتخب کرنے کا حکم دیا گیا۔

(۲۰۳۹) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ أَتَى أَبَا مُوْسَى الْأَشْعَرِيَّ فِي مَنْزِلِهِ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَقَالَ أَبُوْ مُوْسَى: تَقَدَّمْ يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! فَإِنَّكَ أَقْدَمُ سِنًّا وَأَعْلَمُ، قَالَ: لَا، بَلْ تَقَدَّمْ أَنْتَ فَإِنَّمَا أَتَيْنَاكَ فِي مَنْزِلِكَ وَمَسْجِدِكَ فَأَنْتَ أَحَقُّ، قَالَ: فَتَقَدَّمَ أَبُوْ مُوْسَى فَخَلَعَ نَعْلَيْهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: مَا أَرَدْتَ إِلَى خَلْعِهِمَا؟ أَبِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ أَنْتَ؟ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِي الْخُفَّيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ۔ (مسند احمد: ٤٣٩٧)

”سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے گھر گیا، اتنے میں نماز کا وقت ہوگیا، انھوں نے مجھے کہا: ابوعبد الرحمٰن! آگے بڑھو (اور نماز پڑھاؤ) کیونکہ تم زیادہ عمر والے اور زیادہ علم والے ہو، لیکن میں نے کہا: نہیں، بلکہ آپ خود آگے بڑھیں، کیونکہ ہم آپ کے پاس، آپ کے گھر اور آپ کی مسجد میں آئے ہیں، اس لیے آپ زیادہ حقدار ہیں، پس سیّدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور انھوں نے اپنے جوتے اتار دیے، جب انھوں نے سلام پھیرا تو میں نے کہا: آپ نے جوتے کیوں اتارے ہیں؟ کیا آپ وادیٔ مقدس میں ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ موزے اور جوتے پہن کر نماز پڑھتے تھے۔“

(۲۰۳۷، ۲۰۳۸) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

(۲۰۳۹) تخريج: ......صحيح، لم يسمع ابو اسحاق السبيعي من علقمة، لكن تابعه ابو الاحوص، وسماع زهير من ابي اسحاق السبيعي بعد الاختلاط، لكنه متابع ايضا أخرجه مطولا ومختصرا ابن ماجه: ١٠٣٩، وابن ابي شيبة: ٢/ ٤١٧، والطبراني في "الكبير": ٩٢٦٢، وأخرجه مختصرا الطيالسي: ٣٩٥ (انظر: ٤٣٩٧)

شــــرح:...... ''کیا آپ وادیٔ مقدس میں ہیں؟'' اس سے سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقصود اس آیت کی طرف اشارہ کرنا ہے: ﴿فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ فَإِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى﴾ (سورۂ طٰہٰ: ۱۲) یعنی: ''پس تو اپنی جوتیاں اتار دے، کیونکہ تو پاک میدان طوی میں ہے۔'' موسی علیہ السلام کو جوتیاں اتارنے کا حکم اس لیے دیا گیا کہ اس میں تواضع کا اظہار اور شرف وتکریم کا پہلو زیادہ ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وادی کی پاکیزگی اس کا سبب ہو، جیسا کہ قرآن کے الفاظ سے واضح ہو رہا ہے، تاہم اس کے دو پہلو ہیں۔ یہ حکم وادی کی تعظیم کے لیے تھا یا اس لیے کہ وادی کی پاکیزگی کے اثرات ننگے پاؤں ہونے کی صورت میں موسی علیہ السلام کے اندر زیادہ جذب ہو سکیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس وقت ان کے جوتے میں کسی گندگی کا اثر ہو، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کے دوران جوتوں کے نجس ہونے کی وجہ سے انہیں اتار دیا تھا۔ رہا مسئلہ ہماری شریعت کا تو اس مسئلہ میں کثیر احادیث تواتر کی حد تک پہنچتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جوتوں میں نماز پڑھی ہے، بعض احادیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہیں۔ بلکہ درج ذیل حدیث کی روشنی میں ایسے کرنے کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکم کی تعمیل سمجھنا چاہیے۔

سیّدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((خَالِفُوْا الْيَهُوْدَ، فَإِنَّهُمْ لَا يُصَلُّوْنَ فِيْ نِعَالِهِمْ وَلَا خِفَافِهِمْ.)) یعنی: ''یہودی لوگ اپنے جوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے، لہٰذا تم ان کی مخالفت کرو۔'' (ابوداود: ٦٥٢)

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ وضاحت کرنا چاہتے تھے کہ سیّدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ کے جوتے اتارنے کی کوئی وجہ نہیں تھی، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جوتوں میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

(۲۰٤۰) عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ الْعُقَيْلِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ يُكْنَى أَبَا عَطِيَّةَ قَالَ: كَانَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ رضی اللہ عنہ يَأْتِيْنَا فِي مُصَلَّانَا يَتَحَدَّثُ، قَالَ: فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ يَوْمًا فَقُلْنَا: تَقَدَّمْ، فَقَالَ: لَا، لِيَتَقَدَّمْ بَعْضُكُمْ حَتّٰى أُحَدِّثَكُمْ لِمَ لَا أَتَقَدَّمُ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ: ((إِنَّ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَا يَؤُمَّهُمْ، وَلْيَؤُمَّهُمْ رَجُلٌ مِنْهُمْ.)) (مسند احمد: ۲۰۸۰٦)

''ابوعطیہ کہتے ہیں: سیّدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہمارے پاس ہماری جائے نماز میں آتے تھے اور باتیں کرتے تھے، ایک دن نماز کا وقت ہو گیا، ہم نے ان سے کہا: آگے بڑھو اور (نماز پڑھاؤ)، لیکن انھوں نے کہا: نہیں، تمہارا اپنا کوئی آدمی آگے بڑھے، میں تم کو بیان کرتا ہوں کہ میں آگے کیوں نہیں بڑھ رہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا: ''جو آدمی دوسروں کی ملاقات اور زیارت کرنے کے لیے ان کے پاس آئے، وہ ان کو امامت نہ کرائے، بلکہ ان کا اپنا کوئی آدمی جماعت کرائے۔''

(۲۰٤۰) تخريج:......المرفوع منه حسن لغيره، وهذا إسناد ضعيف لجهالة ابى عطية أخرجه الترمذي: ٣٥٦ (انظر: ۲۰۵۳۲)

شرح: ...... حدیث نمبر (۲۵۳۰) سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر میزبان امام اجازت دے دے تو مہمان بھی جماعت کروا سکتا ہے۔ درج بالا روایات کا خلاصہ یہ ہے امامت کا اولین مستحق حکمران اور پھر گھر کا مالک ہے، اگر یہ اجازت دے دیں تو دوسرا آدمی بھی جماعت کروا سکتا ہے۔ ان کے بعد یہ درج ذیل ترتیب کا خیال رکھا جائے گا: جسے قرآن زیادہ یاد ہو، اس وصف میں برابری کی صورت میں جسے سنت کا علم زیادہ ہو، اس میں برابری کی صورت میں جس نے ہجرت پہلے کی ہو اور اگر لوگ اس صفت میں بھی برابر ہوں تو جو عمر میں بڑا ہو۔ کسی گنہگار مسلمان کی اقتداء میں نماز پڑھنا درست ہے، بہرحال حسبِ استطاعت ایسے شخص کو مستقل امام نہیں بنانا چاہیے۔ درج ذیل حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ امام پسندیدہ شخصیت کا حامل ہونا چاہیے، اس روایت سے امام کو اپنی حیثیت کا اندازہ لگا لینا چاہیے:

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((ثَلَاثَةٌ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُمْ صَلَاةً، مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُوْنَ، ....)) یعنی: ''اللہ تعالیٰ تین آدمیوں کی نماز قبول نہیں فرماتے، ((ان میں سے ایک وہ شخص ہے)) جو (امامت کے لیے) کسی قوم کے آگے ہوتا ہے، لیکن وہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہیں۔'' (ابو داود: ۵۹۳)

شرعی اعتبار سے امام کو چاہیے کہ وہ محبوب شخصیت کا حامل ہو، میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ مقتدیوں کی نماز کی قبولیت اور عدم قبولیت کے ساتھ امام کا گہرا تعلق ہے، اسے چاہئے کہ وہ لوگوں کے اعتراضات سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرے۔ غور فرمائیں کہ نبی کریم ﷺ اعتکاف کی حالت میں تھے، آپ کی بیوی سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی زیارت کرنے کے لیے آئی، وہ کچھ دیر تک آپ ﷺ کے ساتھ گفتگو کرتی رہی، جب وہ واپس جانے لگی تو آپ ﷺ مسجد کے دروازے تک اس کے ساتھ آئے، وہاں سے دو انصاریوں کا گزر ہوا، انھوں نے آپ ﷺ کو سلام کہا اور (چل دیئے)، لیکن آپ ﷺ نے (اپنی صفائی بیان کرنے کے لیے) فرمایا: ''ذرا ٹھیرو، یہ (میری بیوی) صفیہ ہے۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! سبحان اللہ (بڑا تعجب ہے)، یہ بات ان پر بڑی گراں گزری۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک شیطان ابن آدم کے خون کے مقامات تک پہنچ جاتا ہے، مجھے یہ خطرہ لاحق ہونے لگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے دل میں کوئی خیال ڈال دے۔'' (بخاری، مسلم)

یہ نبی کریم ﷺ تھے، جو صحابہ کرام کے حسنِ ظن کو برقرار رکھنے کے لیے اصل صورتحال کی وضاحت کر رہے ہیں۔ اس لیے قوموں کے مذہبی رہنماؤں کو چاہیے کہ وہ شکوک و شبہات سے دور رہیں اور معصیت و نافرمانی سے باز رہیں، تاکہ عوام الناس کو کسی قسم کا سوئے ظن نہ ہو۔ نبی کریم ﷺ نے ایک امام کو صرف اس وجہ سے معزول کر دیا تھا کہ اس نے قبلہ رخ تھوک کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو تکلیف دی۔ (ابو داود)

3 ..... بَابُ أُمَامَةِ الْأَعْمٰى وَالصَّبِيِّ وَالْمَرْأَةِ بِمِثْلِهَا

نابینا آدمی اور بچے کی اور عورت کی عورتوں کی امامت کا بیان

(۲۵٤۱) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَخْلَفَ ابْنَ أُمِّ مَكْتُوْمٍ عَلَى الْمَدِيْنَةِ مَرَّتَيْنِ يُصَلِّي بِهِمْ وَهُوَ أَعْمٰى۔ (مسند احمد: ۱۳۰۳۱)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینے پر دو دفعہ اپنا نائب مقرر کیا، وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے، جبکہ وہ نابینا تھے۔''

(۲۵٤۲) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ذَهَبَ بَصَرُهُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْ جِئْتَ صَلَّيْتَ فِي دَارِيْ أَوْ قَالَ: فِي بَيْتِيْ لَاتَّخَذْتُ مُصَلَّاكَ مَسْجِدًا، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلّٰى فِي دَارِهِ أَوْ قَالَ فِي بَيْتِهِ "الحديث"۔ (مسند احمد: ۱۲۸۱۹)

''سیّدنا انس سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: سیّدنا عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کی نظر ختم ہو گئی تھی، اس لیے انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ تشریف لائیں اور میرے گھر میں نماز پڑھیں، تو میں اس جگہ کو مسجد بنالوں۔ پس نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور اس کے گھر میں نماز پڑھی۔''

شرح: ...... صحیح بخاری اور سنن نسائی کی روایت میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ سیّدنا عتبان رضی اللہ عنہ اپنی قوم کی امامت کرواتے تھے، جبکہ وہ نابینا تھے۔

(۲۵٤۳) عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلِمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا عَلٰى حَاضِرٍ فَكَانَ الرُّكْبَانُ (وَفِي رِوَايَةٍ فَكَانَ النَّاسُ) يَمُرُّوْنَ بِنَا رَاجِعِيْنَ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَدْنُوْ مِنْهُمْ فَأَسْمَعُ حَتّٰى حَفِظْتُ قُرْآنًا، وَكَانَ النَّاسُ يَنْتَظِرُوْنَ بِإِسْلَامِهِمْ فَتْحَ مَكَّةَ، فَلَمَّا فُتِحَتْ جَعَلَ الرَّجُلُ يَأْتِيْهِ فَيَقُوْلُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَا وَافِدُ بَنِيْ فُلَانٍ، وَجِئْتُكَ بِإِسْلَامِهِمْ، فَانْطَلَقَ أَبِيْ بِإِسْلَامِ قَوْمِهِ، فَرَجَعَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ:

''سیّدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم ایسی جگہ پر سکونت پذیر تھے، جہاں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس سے لوٹنے والے لوگ گزرتے تھے، میں ان کے قریب ہوتا اور ان سے سنتا تھا، حتیٰ کہ قرآن کا کافی حصہ مجھے یاد ہو گیا، اُدھر لوگ اسلام لانے کے لیے فتح مکہ کا انتظار کر رہے۔ جب مکہ فتح ہو گیا تو لوگ آپ ﷺ کے پاس آنے شروع ہو گئے، ایک آدمی آتا اور کہتا: میں بنو فلاں کا نمائندہ ہوں اور ان کے اسلام کی اطلاع دینے کے لیے آیا ہوں۔ میرے باپ بھی اپنی قوم کے اسلام کی خبر لے کر گئے، جب وہ اُن کی طرف لوٹے تو کہا کہ

(۲۵٤۱) تخريج: ...... اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ۵۹۵، ۲۹۳۱ (انظر: ۱۲۳٤٤، ۱۳۰۰۰)

(۲۵٤۲) تخريج: ...... حديث صحيح (انظر: ۱۲۳۸٤، ۱۲۷۸۸)

(۲۵٤۳) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ٤۳۰۲ (انظر: ۲۰۳۳۳)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَدِّمُوْا أَكْثَرَكُمْ قُرْآنًا۔)) قَالَ: فَنَظَرُوْا، وَإِنَّا لَعَلٰى حِوَاءٍ عَظِيْمٍ، فَمَا وَجَدُوْا فِيْهِمْ أَحَدًا أَكْثَرَ قُرْآنًا مِنِّي، فَقَدَّمُوْنِي وَأَنَا غُلَامٌ فَصَلَّيْتُ بِهِمْ وَعَلَيَّ بُرْدَةٌ وَكُنْتُ إِذَا رَكَعْتُ أَوْ سَجَدْتُ قَلَصَتْ فَتَبْدُوْا عَوْرَتِي، فَلَمَّا صَلَّيْنَا، تَقُوْلُ عَجُوْزٌ لَنَا دُهْرِيَّةٌ: غَطُّوْا عَنَّا إِسْتَ قَارِئِكُمْ، قَالَ: فَقَطَعُوْا لِي قَمِيصًا، فَذَكَرَ أَنَّهُ فَرِحَ بِهِ فَرَحًا شَدِيْدًا۔ (مسند احمد: ۲۰۵۹۹)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو تم میں قرآن زیادہ پڑھا ہوا ہو اس کو امامت کے لیے آگے کرنا۔'' پس انھوں نے دیکھا (کہ کس کو امام بنانا چاہیے) جبکہ وہاں لوگوں کی تعداد بہت زیادہ تھی، لیکن وہ ایسا آدمی نہ پا سکے، جو مجھ سے زیادہ قرآن پڑھا ہوا ہوتا، اس لیے انہوں نے مجھے امامت کے لیے آگے کر دیا اور میں ابھی لڑکا تھا۔ میں نے ان کو نماز پڑھائی اور مجھ پر ایک چادر تھی، جب میں رکوع یا سجدہ کرتا تو کپڑا اوپر اٹھ جاتا تو میری شرمگاہ ننگی ہونے لگتی، جب ہم نے نماز پڑھ لی تو بہت زیادہ عمر والی ایک بوڑھی عورت کہتی ہے: اپنے قاری کا سرین تو ہم سے ڈھانپ لو۔ پھر انہوں نے ایک کپڑا کاٹ کر میرے لیے قمیص بنائی، جس کی وجہ سے مجھے بہت خوشی ہوئی۔''

(۲۵٤٤) (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُمْ وَفَدُوْا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا أَرَادُوْا أَنْ يَنْصَرِفُوْا، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ يَؤُمُّنَا؟ قَالَ: ((أَكْثَرُكُمْ جَمْعًا لِلْقُرْآنِ أَوْ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ۔)) قَالَ: فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ جَمَعَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا جَمَعْتُ، قَالَ: فَقَدَّمُوْنِي وَأَنَا غُلَامٌ، فَكُنْتُ أَؤُمُّهُمْ وَعَلَيَّ شَمْلَةٌ لِي، قَالَ: فَمَا شَهِدْتُ مَجْمَعًا مِنْ جَرْمٍ إِلَّا كُنْتُ إِمَامَهُمْ وَأُصَلِّي عَلٰى جَنَائِزِهِمْ إِلٰى يَوْمِي هٰذَا۔ (مسند احمد: ۲۰۵۹۸)

''(دوسری سند) ان کے باپ کہتے ہیں: ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس گئے، جب ہم نے واپس لوٹنے کا ارادہ کیا تو کہا: اے اللہ کے رسول! ہماری امامت کون کرائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو تم میں زیادہ قرآن یاد کرنے والا ہے۔'' سیدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہماری قوم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جس کو اتنا قرآن یاد ہوتا، جتنا مجھے تھا۔ اس لیے انھوں نے مجھے آگے کر دیا، جبکہ میں ابھی لڑکا تھا، میں ان کی امامت کرواتا اور مجھ پر ایک چھوٹی سی چادر ہوتی تھی۔ میں جرم (ایک علاقہ کا نام) میں جس مجمع میں حاضر ہوتا تھا، تو ان کا امام ہوتا اور آج تک میں ہی ان کے جنازے پڑھاتا رہا ہوں۔''

شرح: ...... بخاری، نسائی اور ابوداود کی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ جب سیدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے امامت شروع کی تو ان کی عمر سات آٹھ برس تھی۔ یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ سن تمیز تک پہنچ جانے والا نابالغ بچہ امامت کروا سکتا ہے۔ بہرحال اس حقیقت کو وہی لوگ تسلیم کریں گے، جو آراء کو قرآن و حدیث پر مقدم نہ کرتے ہوں۔

(۲۵٤٤) تخریج: ......اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابوداود: ٥٨٧، وانظر الحدیث بالطریق الاول (انظر: ۲۰۳۳۲)

(٢٥٤٥) عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي عَنْ أُمِّ وَرَقَةَ بِنْتِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَتْ قَدْ جَمَعَتِ الْقُرْآنَ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ أَمَرَهَا أَنْ تَؤُمَّ أَهْلَ دَارِهَا وَكَانَ لَهَا مُؤَذِّنٌ وَكَانَتْ تَؤُمُّ أَهْلَ دَارِهَا۔ (مسند احمد: ٢٧٨٢٦)

''سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اس نے قرآن مجید یاد کیا ہوا تھا، اس لیے نبی کریم ﷺ نے اس کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت کروایا کرے، پس اس کا ایک مؤذن تھا اور وہ اپنے گھر والوں کی امامت کرواتی تھی۔''

شرح: ......عورتوں کا عورتوں کو جماعت کروانا درست ہے۔ سیدہ ام ورقہ بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس کو ملنے کے لیے اس کے گھر تشریف لاتے تھے، آپ ﷺ نے اس کے لیے اذان دینے کے لیے ایک مؤذن مقرر کیا تھا، وَأَمَرَهَا أَنْ تَؤُمَّ أَهْلَ دَارِهَا۔ اور اسے حکم دیا تھا کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت کروایا کرے۔ (ابو داود: ٥٩٢)

دارقطنی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''وَتَؤُمَّ نِسَاءَ هَا'' (اور وہ اپنی عورتوں کی امامت کروایا کرے) اس حدیث کی شرح میں علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ثبت من هذا الحديث ان امامة النساءِ وجماعتهن صحيحة ثابتة من امر رسول الله ﷺ وقد أمت النساءَ عائشةُ رضی اللہ عنہا وأُمُّ سلمة رضی اللہ عنہا في الفرض والتراويح۔ یعنی: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کی امامت اور جماعت کروانا صحیح ہے اور رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ثابت ہے، سیدہ عائشہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا عورتوں کی فرض اور تراویح میں امامت کرواتی تھیں۔

تنبیہ: اس حدیث سے یہ بات ثابت نہیں ہو رہی کہ عورت، مردوں کی بھی امامت کرواسکتی ہے، کیونکہ ضروری نہیں کہ مؤذن جماعت میں بھی شریک ہوتا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ أَمَّتِ النِّسَاءَ فَتَقُوْمُ مِنْهُنَّ فِي الصَّفِّ۔ (ابن ابی شیبة: ٢/ ٨٩، حاکم: ١/ ٢٠٣)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا عورتوں کی امامت کرواتی تھیں اور ان کے ساتھ ہی صف میں کھڑی ہوتی تھیں۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے یہ الفاظ ہیں:

إِنَّهَا أَمَّتِ النِّسَاءَ فَقَامَتْ وَسْطَهُنَّ۔ (ابن ابی شیبة: ٢/ ٨٨)

انھوں نے عورتوں کی امامت کروائی اور ان کے ساتھ وسط میں کھڑی ہوئیں۔

المغنی (٣/ ٣٧) کے مصنف لکھتے ہیں: عورت کا دوسری عورتوں کو جماعت کروانا، اس کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں مختلف اقوال ہیں: سیدہ عائشہ، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا، امام عطاء، امام ثوری، امام اوزاعی، امام شافعی، امام اسحاق

(٢٥٤٥) تخريج: ......اسناده ضعيفة لجهالة جدة الوليد، شرح میں مذکورہ ابوداود کی روایت کی سند میں یہ راویہ نہیں ہے۔ أخرجه الدارقطني: ١/ ٤٠٣، والبيهقي في "معرفة السنن والآثار": ٤/ ٢٣٠ (انظر: ٢٧٢٨٣)

اور امام ابوثور کا خیال یہ ہے کہ یہ مستحب عمل ہے، امام احمد اس رائے کے قائل ہیں کہ یہ جماعت مستحب نہیں ہے، جبکہ اہل الرائے نے اِس کو مکروہ سمجھا ہے، لیکن یہ بھی کہا کہ عورت اگر اس طرح جماعت کے ساتھ نماز پڑھتی ہے تو وہ نماز اسے کفایت کرے گی۔ اور امام شعبی، امام نخعی اور امام قتادہ کا خیال ہے کہ عورت نفلی نماز کی جماعت کرواسکتی ہے، نہ کہ فرضی نمازوں میں۔ درج بالا دلائل کی روشنی میں پہلی رائے درست معلوم ہوتی ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

4 ..... بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهِ الْإِمَامُ مِنَ التَّخْفِيفِ

اس تخفیف کا بیان جس کا امام کو حکم دیا گیا ہے

تنبیه: ......قارئین کرام! آپ غور کے ساتھ نماز کی تخفیف پر مشتمل درج روایات کا مطالعہ کریں، یہاں فقاہت کی ضرورت ہے، ہم حدیث نمبر (۱۳۹۷) کے بعد فقہی بحث پیش کریں گے۔

(٢٥٤٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالسَّقِيمَ وَالْكَبِيرَ (وَفِي رِوَايَةٍ وَالصَّغِيرَ بَدَلَ السَّقِيمِ) وَإِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ .)) (مسند احمد: ١٠٣١١)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو وہ تخفیف کرے، کیونکہ ان میں کمزور، بیمار اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں، ہاں جب کوئی آدمی اپنی علیحدہ نماز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی کرے۔'' ایک روایت میں ''کمزور'' کی بجائے ''چھوٹے'' کا لفظ ہے۔''

(٢٥٤٧) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيهِ) فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالشَّيْخَ الْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ ۔ (مسند احمد: ٧٦٥٤)

''(دوسری سند) یہ بھی اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: ''پس بے شک ان میں کمزور، بڑی عمر والے اور ضرورت مند ہوتے ہیں۔''

(٢٥٤٨) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ ﷺ قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عُثْمَانُ! أُمَّ قَوْمَكَ، وَمَنْ أَمَّ الْقَوْمَ فَلْيُخَفِّفْ، فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ، فَإِذَا صَلَّيْتَ لِنَفْسِكَ فَصَلِّ كَيْفَ شِئْتَ)) (مسند احمد: ١٦٣٨٥)

''سیّدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے عثمان! اپنی قوم کی امامت کرواؤ، (لیکن یاد رکھو کہ) جو کسی قوم کی امامت کروائے اسے چاہیے کہ وہ تخفیف کرے، کیونکہ ان میں کمزور، بوڑھے اور ضرورت مند ہوتے ہیں، ہاں جب تو علیحدہ اپنی نماز پڑھے تو جیسے چاہے نماز پڑھ۔''

(٢٥٤٦) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٧٠٣، ومسلم: ٤٦٧ (انظر: ١٠٣٠٦)

(٢٥٤٧) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

(٢٥٤٨) تخريج: ......أخرجه مطولا ومختصرا مسلم: ٤٦٨ (انظر: ١٦٢٧٦)

13/3

(۲۵۴۹)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: كَانَ آخِرُ شَيْءٍ عَهِدَهُ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيَّ أَنْ قَالَ: ((تَجَوَّزْ فِي صَلَاتِكَ وَاقْدُرِ النَّاسَ بِأَضْعَفِهِمْ، فَإِنَّ مِنْهُمُ الصَّغِيْرَ وَالْكَبِيْرَ وَالضَّعِيْفَ وَذَا الْحَاجَةِ)) (مسند احمد: ۱۸۰۷۱)

''(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: آخری چیز، جس کا رسول اللہ ﷺ نے مجھے پابند کیا، یہ تھی کہ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''(امامت کے دوران) نماز میں تخفیف کر اور لوگوں میں اس بندے کا خیال رکھ جو سب سے زیادہ کمزور ہے، کیونکہ ان میں چھوٹے، بڑی عمر والے، کمزور اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں۔''

(۲۵۵۰)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) أَنَّ آخِرَ كَلَامٍ كَلَّمَنِي بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اسْتَعْمَلَنِي عَلَى الطَّائِفِ فَقَالَ: ((خَفِّفِ الصَّلَاةَ عَلَى النَّاسِ حَتّٰى وَقَّتَ لِي ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ وَأَشْبَاهَهَا مِنَ الْقُرْآنِ۔ (مسند احمد: ۱۸۰۷۹)

''(تیسری سند) وہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو طائف کا عامل بنایا تو سب سے آخر میں مجھے یہ بات ارشاد فرمائی: ''نماز کے معاملے میں لوگوں پر تخفیف کرنا، حتیٰ کہ آپ ﷺ نے میرے لیے سورۂ علق اور اس جیسی سورتوں کا تقرر کر دیا۔''

(۲۵۵۱) عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي لَأَتَأَخَّرُ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ مَخَافَةَ فُلَانٍ يَعْنِي إِمَامَهُمْ قَالَ: فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَشَدَّ غَضَبًا فِي مَوْعِظَةٍ مِنْهُ يَوْمَئِذٍ، فَقَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَأَيُّكُمْ مَا صَلّٰى بِالنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَذَا الْحَاجَةِ .)) (مسند احمد: ۱۷۱۹۲)

''سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے فلاں امام (کی لمبی قراءت کے) ڈر سے نماز فجر سے لیٹ ہوتا ہوں۔ میں نے اس دن رسول اللہ ﷺ کو وعظ و نصیحت کرتے ہوئے سخت غصے کی حالت میں دیکھا، آپ نے فرمایا: ''لوگو! تم میں سے بعض لوگ دوسروں کو متنفر کرنے والے ہیں، تم میں سے جو بھی لوگوں کو نماز پڑھائے تو وہ تخفیف کرے، کیونکہ ان میں کمزور، بوڑھے اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں۔''

(۲۵۵۲) عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ (الطَّائِيِّ) رضی اللہ عنہ قَالَ: مَنْ أَمَّنَا فَلْيُتِمَّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ، فَإِنَّ

''سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جو شخص ہمیں امامت کرائے تو وہ رکوع و سجود کو مکمل کیا کرے، کیونکہ ہم میں کمزور،

(۲۵۴۹) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۱۷۹۱۰)
(۲۵۵۰) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول، وقد روى هذا الحديث بالفاظ مختلفة متقاربة (انظر: ۱۷۹۱٦)
(۲۵۵۱) تخريج: ......أخرجه البخارى: ۹۰، ۷۰۲، ۷۰٤، ۷۱۵۹، ومسلم: ٤٦٦ (انظر: ۱۷۰٦۵)
(۲۵۵۲) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه ابن ابى شيبة: ۲/ ۵۵، والطبرانى فى "الكبير": ۱۷/ (۲۲۲) (انظر: ۱۸۲٦۱)

مِنَّا الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَالْمَرِيضَ وَالْعَابِرَ سَبِيلٍ وَذَا الْحَاجَةِ، هٰكَذَا كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٨٤٥٠)

بوڑھے، مریض، مسافر اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں، ہم اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے۔''

شرح: ......آخری حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نماز باجماعت مختصر ہونی چاہیے، لیکن اس اختصار کی وجہ سے رکوع و سجود میں کوئی نقص پیدا نہیں ہونا چاہیے۔

5 ..... بَابُ قِصَّةِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ فِي تَطْوِيلِ الصَّلَاةِ بِالْمَأْمُوْمِيْنَ وَفِيْهَا جَوَازُ إِنْفِرَادِ الْمَأْمُوْمِ لِعُذْرٍ

مقتدیوں کو لمبی نماز پڑھانے کے بارے میں سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا قصہ اور عذر کی وجہ سے مقتدی کا اکیلے نماز پڑھنے کا جواز

(٢٥٥٣) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ يَؤُمُّ قَوْمَهُ فَدَخَلَ حَرَامٌ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَسْقِيَ نَخْلَهُ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ لِيُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ، فَلَمَّا رَأَى مُعَاذًا طَوَّلَ تَجَوَّزَ فِي صَلَاتِهِ وَلَحِقَ بِنَخْلِهِ يَسْقِيهِ، فَلَمَّا قَضَى مُعَاذُ الصَّلَاةَ قِيلَ لَهُ: إِنَّ حَرَامًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمَّا رَآكَ طَوَّلْتَ تَجَوَّزَ فِي صَلَاتِهِ وَلَحِقَ بِنَخْلِهِ يَسْقِيهِ، قَالَ: إِنَّهُ لَمُنَافِقٌ أَيَعْجَلُ عَنِ الصَّلَاةِ مِنْ أَجْلِ سَقْيِ نَخْلِهِ؟ قَالَ: فَجَاءَ حَرَامٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَمُعَاذٌ عِنْدَهُ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أَسْقِيَ نَخْلًا لِي فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ لِأُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ، فَلَمَّا طَوَّلَ تَجَوَّزْتُ فِي صَلَاتِي وَلَحِقْتُ بِنَخْلِي أَسْقِيهِ فَزَعَمَ أَنِّي مُنَافِقٌ فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اپنی قوم کی امامت کرواتے تھے، ایک دن حرام (بن ملحان) رضی اللہ عنہ (مسجد میں) داخل ہوئے، جبکہ وہ اپنی کھجوروں کو سیراب کرنے کا ارادہ بھی رکھتے تھے، وہ لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں داخل ہوئے، لیکن جب انھوں نے دیکھا کہ سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ نماز کو لمبا کر رہے ہیں تو انھوں نے مختصر سی نماز پڑھی اور اپنی کھجوروں میں جا کر ان کو پانی دینے لگ گئے۔ جب سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے نماز پوری کی تو ان کو بتلایا گیا کہ حرام رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تھے، لیکن جب انہوں نے آپ کی طویل نماز دیکھی تو انہوں نے اختصار کے ساتھ اپنی نماز پڑھ لی اور کھجوروں کو پانی دینے کے لیے وہاں چلے گئے ہیں۔ سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: بیشک وہ منافق ہے، کیا وہ کھجوروں کو پانی دینے کی خاطر نماز سے جلدی کرتا ہے! سیّدنا حرام رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے جبکہ سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی!

(٢٥٥٣) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه البزار: ٤٨١، والنسائي في "الكبرى": ١١٦٧٤، والضياء في "المختارة": ٢٢٩٢ (انظر: ١٢٢٤٧)

عَلٰی مُعَاذٍ فَقَالَ: ((أَفَتَّانٌ أَنْتَ، أَفَتَّانٌ أَنْتَ، لَا تُطَوِّلْ بِهِمْ، اِقْرَأْ بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی، وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا﴾ وَنَحْوِهِمَا۔ (مسند احمد: ۱۲۲۷۲)

میرا ارادہ کھجوروں کو پانی دینے کا تھا، لیکن میں پہلے مسجد میں آ گیا تا کہ لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ لوں۔ لیکن جب میں نے اِن کو دیکھا کہ یہ تو طویل نماز پڑھا رہے ہیں تو میں نے اختصار کے ساتھ نماز پڑھی اور اپنی کھجوروں کو پانی دینے کے لیے وہاں چلا گیا، تو سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ میں منافق ہوں۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ پر متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''کیا تو فتنہ باز ہے! کیا تو فتنہ باز ہے، ان کو لمبی نماز نہ پڑھایا کر اور سورۂ اعلی، سورۂ شمس اور ان جیسی سورتیں پڑھ لیا کر۔''

(۲۵۵٤) حدثنا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِی أَبِی ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَهُ مِنْ جَابِرٍ كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّنَا وَقَالَ مَرَّةً ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُصَلِّي بِقَوْمِهِ فَأَخَّرَ النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَةً الصَّلَاةَ وَقَالَ مَرَّةً الْعِشَاءَ، فَصَلّٰى مُعَاذٌ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ جَاءَ قَوْمَهُ، فَقَرَأَ الْبَقَرَةَ، فَاعْتَزَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَصَلّٰى، فَقِيْلَ: نَافَقْتَ يَا فُلَانُ، قَالَ: مَا نَافَقْتُ، فَأَتَی النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ مُعَاذًا يُصَلِّي مَعَكَ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّمَا نَحْنُ أَصْحَابُ نَوَاضِحَ وَنَعْمَلُ بِأَيْدِيْنَا، وَإِنَّهُ جَاءَ يَؤُمُّنَا فَقَرَأَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَسَأَلَ: ((يَا مُعَاذُ! أَفَتَّانٌ أَنْتَ؟ أَفَتَّانٌ أَنْتَ؟ اِقْرَأْ بِكَذَ وَكَذَا قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى۔ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى﴾ فَذَكَرْنَا لِعَمْرٍو فَقَالَ أُرَاهُ قَدْ ذَكَرَهُ۔ (مسند احمد: ١٤٣٥٨)

''سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے، پھر وہاں سے لوٹتے اور ہمیں نماز پڑھاتے تھے، ایک روایت میں ہے: پھر وہ لوٹتے اور اپنی قوم کو نماز پڑھاتے تھے، ایک رات نبی کریم ﷺ نے نمازِ عشاء کو مؤخر کر دیا۔ سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے ساتھ (عام عادت کے مطابق) نماز پڑھی، پھر وہ اپنی قوم کی طرف گئے اور نماز میں سورۂ بقرہ کی تلاوت شروع کر دی، (اِس طویل قیام کی وجہ سے) ایک آدمی نے علیحدہ ہو کر نماز پڑھ لی۔ اس کہا گیا: او فلاں! تو تو منافق ہو گیا ہے، لیکن اس نے کہا: میں منافق نہیں ہوا۔ پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! بیشک سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، پھر وہ یہاں سے واپس جا کر ہماری امامت کرواتے ہیں، ہم اونٹوں والے لوگ ہیں اور اپنے ہاتھ سے کام کرتے ہیں، لیکن جب سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ ہمیں نماز پڑھانے لگے تو انھوں نے سورۂ بقرہ کی تلاوت شروع کر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''معاذ! کیا تو فتنہ باز ہے؟ کیا تو لوگوں کو فتنے میں مبتلا کرنا چاہتا ہے؟

(٢٥٥٤) تخريـــج: ...أخرجه مطولا ومختصرا البخاري: ٧٠٥، ٧١١، ٦١٠٦، ومسلم: ٤٦٥، وابوداود: ٦٠٠، ٧٩٠، والنسائي: ٢/ ١٠٢ (انظر: ١٤١٩٠، ١٤٣٠٧)

فلاں فلاں سورت پڑھ لیا کر۔'' ابوزبیر ((حدیث بیان کرتے ہوئے)) کہتے ہیں: تو سورۂ اعلی اور سورۂ لیل پڑھا کر۔ پھر ہم نے یہ بات عمرو بن دینار کے لیے ذکر کی، تو انہوں نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے اس کو ذکر کیا تھا۔''

شرح: ...... یہ حدیث اس حقیقت کی واضح دلیل ہے کہ نفلی نماز پڑھنے والے امام کی اقتدا میں فرضی نماز پڑھی جا سکتی ہے، کیونکہ جب سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی قوم ان کی اقتدا میں نمازِ عشاء پڑھتی تو وہ نفلی نماز کی نیت سے نماز پڑھا رہے ہوتے تھے۔

(۲۵۵۵)(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَحَجَّاجُ قَالَا ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ: أَقْبَلَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَمَعَهُ نَاضِحَانِ لَهُ وَقَدْ جَنَحَتِ الشَّمْسُ وَمُعَاذٌ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ فَدَخَلَ مَعَهُ الصَّلَاةَ فَاسْتَفْتَحَ مُعَاذٌ الْبَقَرَةَ أَوِ النِّسَاءَ، مُحَارِبٌ الَّذِي يَشُكُّ، فَلَمَّا رَأَى الرَّجُلُ ذٰلِكَ صَلّٰى ثُمَّ خَرَجَ، قَالَ: فَبَلَغَهُ أَنَّ مُعَاذًا نَالَ مِنْهُ، قَالَ حَجَّاجٌ يَنَالُ مِنْهُ، قَالَ: فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((أَفَتَّانٌ أَنْتَ يَا مُعَاذُ؟ أَفَتَّانٌ أَنْتَ يَا مُعَاذُ؟ أَوْ فَاتِنٌ فَاتِنٌ فَاتِنٌ!؟)) وَقَالَ حَجَّاجٌ: ((أَفَاتِنٌ أَفَاتِنٌ أَفَاتِنٌ، فَلَوْلَا قَرَأْتَ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى، وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا﴾ فَصَلّٰى وَرَاءَكَ الْكَبِيْرُ وَذُوا لْحَاجَةِ وَالضَّعِيفُ، أَحْسِبُ مُحَارِبًا الَّذِي يَشُكُّ فِي الضَّعِيفِ۔ (مسند احمد: ۱۴۲۳۹)

''(دوسری سند) سیّدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک انصاری آدمی آیا، اس کے ساتھ دو اونٹنیاں بھی تھیں، اُدھر سورج غروب ہو چکا تھا اور سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے، اس لیے وہ بھی نماز میں شامل ہو گیا، سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے سورۂ بقرہ یا سورۂ نساء کی تلاوت شروع کر دی، جب اس آدمی نے یہ صورتحال دیکھی تو اس نے علیحدہ نماز پڑھ لی اور چلا گیا۔ جب اسے پتہ چلا کہ سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے تو اس کی عیب جوئی کی (کہ وہ منافق ہے) تو اس نے یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے معاذ! کیا تو فتنہ باز ہے؟ معاذ! کیا تو فتنہ باز ہے؟'' تو نے ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ اور ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا﴾ جیسی سورتیں کیوں نہیں پڑھیں، وجہ یہ ہے کہ تیرے پیچھے بوڑھے، حاجت مند اور کمزور لوگ بھی نماز پڑھتے ہیں۔''

(۲۵۵۵) تخريج: ...... انظر الحديث بالطريق الاول

شـــرح: ......محارب راوی پر یہ اختلاف ہو رہا ہے کہ یہ عشاء کی نماز تھی یا مغرب کی، بہرحال صحیح یہی ہے کہ یہ عشاء کی نماز تھی۔ اور یہ تاویل بھی ممکن ہے عشاء کی نماز پر مجازی طور پر مغرب کا اطلاق کیا گیا ہے، لیکن ''سورج غروب ہو چکا تھا'' کے الفاظ اس تاویل کی اجازت نہیں دیتے۔

(٢٥٥٦) عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ يُقَالُ لَهُ سُلَيْمٌ أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ يَأْتِيْنَا بَعْدَ مَا نَنَامُ وَنَكُوْنُ فِي أَعْمَالِنَا بِالنَّهَارِ فَيُنَادِي بِالصَّلَاةِ فَنَخْرُجُ إِلَيْهِ فَيُطَوِّلُ عَلَيْنَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ! لَا تَكُنْ فَتَّانًا، إِمَّا أَنْ تُصَلِّيَ مَعِيَ وَإِمَّا أَنْ تُخَفِّفَ عَلَى قَوْمِكَ.)) ثُمَّ قَالَ: ((يَا سُلَيْمُ! مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟)) قَالَ: إِنِّي أَسْأَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَأَعُوْذُ بِهِ مِنَ النَّارِ، وَاللّٰهِ مَا أُحْسِنُ دَنْدَنَتَكَ وَلَا دَنْدَنَةَ مُعَاذٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَهَلْ تَصِيْرُ دَنْدَنَتِي وَدَنْدَنَةُ مُعَاذٍ إِلَّا أَنْ نَسْأَلَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذَ بِهِ مِنَ النَّارِ، ثُمَّ قَالَ سُلَيْمٌ: سَتَرَوْنَ غَدًا إِذَا التَقَى الْقَوْمُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، قَالَ: وَالنَّاسُ يَتَجَهَّزُوْنَ إِلَى أُحُدٍ فَخَرَجَ وَكَانَ فِي الشُّهَدَاءِ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَرِضْوَانُهُ عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ٢٠٩٧٥)

''معاذ بن رفاعہ انصاری، بنو سلمہ کے ایک سُلَیم نامی آدمی سے بیان کرتا ہے، وہ کہتا ہے: اے اللہ کے رسول! سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہمارے پاس (نمازِ عشاء پڑھانے کے لیے) اس وقت آتے ہیں، جب ہم سو چکے ہوتے ہیں، جبکہ دن میں ہم کاموں میں مصروف رہتے ہیں، پھر وہ اذان دیتے ہیں اور جب ہم نماز پڑھنے کے لیے جاتے ہیں تو وہ لمبی نماز پڑھاتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ! تو فتنہ پیدا کرنے والا نہ بن، یا تو میرے ساتھ نماز پڑھ ((اور واپس جا کر لوگوں کو نماز نہ پڑھا)) اور یا پھر اپنی قوم پر تخفیف کر۔'' پھر فرمایا: ''اے سلیم! تجھے کتنا قرآن یاد ہے؟'' اس نے کہا: میں اللہ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور آگ سے اس کی پناہ مانگتا ہوں، اللہ کی قسم! میں آپ اور معاذ کے گنگنانے کی طرح نہیں گنگنا سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرا اور معاذ کی گنگناہٹ بھی یہی ہوتی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرتے ہیں اور آگ سے اس کی پناہ طلب کرتے ہیں۔'' پھر سلیم رضی اللہ عنہ نے کہا: تم کل دیکھ لوگے جب ان شاء اللہ قوم دشمن سے ملے گی۔ اس وقت لوگ جنگِ احد کی تیاری کر رہے تھے۔ پھر وہ نکلا اور (اس دن کے) شہداء میں ہو گیا، اس پر اللہ کی رحمت اور اس کی رضا مندی ہو۔''

(٢٥٥٦) تخريج: ......صحيح لغيره، وهذا اسناد منقطع، معاذ بن رفاعة لم يسمع هذا الحديث من سليم أخرجه البخاري في "التاريخ الكبير": ٣/ ١١٠، والطحاوي في "شرح معاني الآثار": ١/ ٤٠٩، والطبراني في "الكبير": ٦٣٩١ (انظر: ٢٠٦٩٩)

(٢٥٥٧) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: اِنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ صَلّٰى بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فَقَرَأَ فِيْهَا ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ﴾ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَفْرُغَ فَصَلّٰى وَذَهَبَ، فَقَالَ لَهُ مُعَاذٌ قَوْلًا شَدِيْدًا، فَأَتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ ﷺ فَاعْتَذَرَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: إِنِّي كُنْتُ أَعْمَلُ عَلَى الْمَاءِ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلِّ بِالشَّمْسِ وَضُحَاهَا وَنَحْوِهَا مِنَ السُّوَرِ.)) (مسند احمد: ٢٣٣٩٦)

''سیّدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بیشک سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو عشاء کی نماز پڑھائی، اوراس میں ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ﴾ سورت کی تلاوت کی، ایک آدمی نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ہی کھڑا ہو گیا اور علیحدہ نماز پڑھ کر چلا گیا، سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق بڑی سخت بات کی۔ وہ آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور آپ سے معذرت کرتے ہوئے کہا: میں نے پانی ڈھونے کا کام کیا، (اس لیے تھکا ہوا تھا اور اس طرح نماز پڑھ لی)۔ رسول اللہ ﷺ نے (سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو) فرمایا: ''تم سورۂ شمس جیسی سورتوں کے ساتھ امامت کروایا کرو۔''

شرح: ...... اِن اور دیگر روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ پہلے عشاء کی نماز نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں پڑھتے تھے، پھر اپنی قوم کو جا کر نماز پڑھاتے تھے، ایک دن انھوں نے واپس جا کر نماز میں سورۂ بقرہ کی تلاوت شروع کر دی، ایک صحابی اس طوالت کو برداشت نہ کر سکا اور علیحدہ نماز پڑھ کر چلا گیا، آپ ﷺ نے اس آدمی کو معذور قرار دیا اور سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو درج ذیل سورتیں پڑھنے کی تلقین کی:

سورۂ اعلی، سورۂ لیل، سورۂ شمس، سورۂ علق، سورۂ ضحیٰ، سورۂ بروج، سورۂ طارق

6 ..... بَابُ تَخْفِيْفِ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ مَعَ اِتْمَامِهَا

رسول اللہ ﷺ کا باوجود نماز مکمل کرنے کے لوگوں کو ہلکی نماز پڑھانے کا بیان

(٢٥٥٨) عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَتَمِّ النَّاسِ صَلَاةً وَأَوْجَزِهِ۔ (مسند احمد: ١١٩٨٩)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں نماز کو سب سے زیادہ مکمل کرنے والے بھی تھے اور اس میں تخفیف کرنے والے بھی تھے۔''

(٢٥٥٩) (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِن

''(دوسری سند) سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں لوگوں میں سب سے زیادہ تخفیف کرنے

(٢٥٥٧) تخريج: ......صحيح لغيره، لكن لفظة: "فقرأ فيها: اقتربت الساعة" شاذ فى حديث بريدة الاسلمي، والمحفوظ انه قرأ فيها سورة البقرة (انظر: ٢٣٠٠٨)

(٢٥٥٨) تخريج: ......أخرجه البخارى: ٧٠٦، ومسلم: ٤٦٩ (انظر: ١١٩٦٧، ١١٩٩٠)

(٢٥٥٩) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

أَخَفِّ النَّاسِ صَلَاةً فِي تَمَامٍ۔ (مسند احمد: ۱۳۱۵۷)

والے تھے، لیکن آپ کی نماز مکمل بھی ہوتی تھی۔''

شرح: ……اس حدیثِ مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ نماز کے ارکان میں اعتدال کے ساتھ تخفیف کرتے تھے۔

(۲۵۶۰) عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا صَلَّيْتُ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةً أَخَفَّ مِنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي تَمَامِ رُكُوْعٍ وَسُجُوْدٍ۔ (مسند احمد: ۱۲۶۸۳)

''سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد (کسی ایسے شخص کے پیچھے) نماز نہیں پڑھی جو رکوع و سجود کی تکمیل کے ساتھ ساتھ زیادہ تخفیف کرنے والا ہو۔''

(۲۵۶۱) عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنِّي لَأَدْخُلُ الصَّلَاةَ وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أُطِيْلَهَا فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَاوَزُ فِي صَلَاتِي مِمَّا أَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ أُمِّهِ مِنْ بُكَائِهِ.)) (مسند احمد: ۱۲۰۹۰)

''سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک میں نماز میں داخل ہوتا ہوں اور میرا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ میں اس کو لمبا کروں گا، لیکن جب میں کسی بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اس میں تخفیف کر دیتا ہوں، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اس کی ماں اس کے رونے سے بہت زیادہ تکلیف محسوس کرے گی۔''

(۲۵۶۲) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُهُ۔ (مسند احمد: ۲۲۹۷٤)

''سیّدنا ابی قتادہ رضی اللہ عنہ بھی نبی کریم ﷺ اس قسم کی حدیث بیان کرتے ہیں۔''

شرح: ……ائمہ کو اس قسم کے حکمت بھرے احکام کا علم ہونا چاہیے۔

(۲۵۶۳) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا عَفَّانُ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ أَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ وَحُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَوَّزَ ذَاتَ يَوْمٍ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ، فَقِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لِمَ جَوَّزْتَ؟ قَالَ: ((سَمِعْتُ بُكَاءَ صَبِيٍّ فَظَنَنْتُ أَنَّ أُمَّهُ مَعَنَا

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن نمازِ فجر کو مختصر کر کے پڑھا، (جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو) کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے نماز میں اتنی تخفیف کیوں کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے بچے کے رونے کی آواز سنی، جبکہ مجھے یہ گمان بھی تھا کہ اس کی ماں ہمارے ساتھ نماز پڑھ رہی ہوگی، اس لیے میں نے

(۲۵۶۰) تخريج: ……انظر الحديث السابق: ۱۳۸۵

(۲۵۶۱) تخريج: ……أخرجه البخاري: ۷۰۹، ۷۱۰، ومسلم: ٤۷۰ (انظر: ۱۲۰۶۷)

(۲۵۶۲) تخريج: ……أخرجه البخاري: ۷۰۷، ۸٦۸ (انظر: ۲۲٦۰۲)

(۲۵۶۳) تخريج: ……أخرجه مسلم: ٤۷۰ (انظر: ۱۲٥٤۷، ۱۳۷۰۱)

تُصَلِّي، فَأَرَدْتُ أَنْ أُفْرِغَ لَهُ أُمَّهُ، وَقَدْ قَالَ حَمَّادٌ أَيْضًا فَظَنَنْتُ أَنَّ أُمَّهُ تُصَلِّي مَعَنَا فَأَرَدْتُ أَنْ أُفْرِغَ لَهُ أُمَّهُ)) (مسند احمد: ١٣٧٣٦)

چاہا کہ اس بچے کے لیے اس کو جلدی فارغ کر دوں۔''

(٢٥٦٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ صَوْتَ صَبِيٍّ فِي الصَّلَاةِ فَخَفَّفَ الصَّلَاةَ۔ (مسند احمد: ٩٥٧٨)

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) نبی کریم ﷺ نے نماز میں بچے (کے رونے) کی آواز سنی، اس وجہ سے نماز کو مختصر کر دیا۔''

(٢٥٦٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا رَأَيْتُ إِمَامًا أَشْبَهَ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ إِمَامِكُمْ هٰذَا لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ، وَهُوَ بِالْمَدِيْنَةِ يَوْمَئِذٍ، وَكَانَ عُمَرُ لَا يُطِيْلُ الْقِرَاءَةَ۔ (مسند احمد: ١٢٤٩٢)

''سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے تمہارے اس امام کو نبی کریم ﷺ کی نماز کے سب سے زیادہ مشابہ پایا ہے، انھوں نے یہ بات عمر بن عبد العزیز کے حق میں کہی تھی، وہ اس وقت مدینہ منورہ میں تھے اور وہ لمبی قراءت نہیں کیا کرتے تھے۔''

(٢٥٦٦) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي بِنَا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَلَا يُطِيْلُ فِيهَا وَلَا يُخَفِّفُ، وَسَطًا مِنْ ذٰلِكَ، وَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَتَمَةَ۔ (مسند احمد: ٢١١١١)

''سیّدنا جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمیں فرض نماز پڑھاتے تھے، آپ ﷺ نہ تو اس کو لمبا کرتے تھے اور نہ بالکل تخفیف کرتے تھے۔ بلکہ اس کے درمیان درمیان (پڑھاتے تھے)۔ آپ ﷺ نمازِ عشاء کو تاخیر سے ادا کرتے تھے۔''

(٢٥٦٧) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ قَعَدَ فِي مُصَلَّاهُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، قَالَ: وَكَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ بِـ﴿ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ﴾ وَكَانَتْ صَلَاتُهُ بَعْدُ تَخْفِيفًا۔ (مسند احمد: ٢١١٣٤)

''سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نمازِ فجر پڑھاتے تو طلوع آفتاب تک اپنی جائے نماز میں بیٹھے رہتے، آپ ﷺ فجر کی نماز میں سورۂ ق کی تلاوت کرتے تھے، اس کے بعد آپ ﷺ کی نماز مختصر ہوتی تھی۔''

(٢٥٦٤) تخريج: ...... أسناده جيد (انظر: ٩٥٨١)

(٢٥٦٥) تخريج: ...... حسن، وهذا اسناد ضعيف لجهالة محمد بن مساحق، وفليح بن سليمان حسن الحديث فى المتابعات والشواهد أخرجه البخارى فى "التاريخ الكبير": ١/ ٢٣٥، وأخرج قول انس منه الطبرانى فى "الاوسط": ٣٢٢، ٨٩٠٧ (انظر: ١٢٤٦٥)

(٢٥٦٦) تخريج: ...... حديث حسن، وايوب بن جابر بن سيار متابَع أخرجه مسلم: ٦٤٣ (انظر: ٢٠٨٢٦، ٢١٠٠٢)

(٢٥٦٧) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ٤٥٨، ٦٧٠ (انظر: ٢٠٨٢٠، ٢٠٨٤٥)

شرح: ......''اس کے بعد آپ ﷺ کی نماز مختصر ہوتی تھی۔'' اس سے مراد نماز فجر کے علاوہ دوسری نمازیں ہیں، یعنی آپ ﷺ کی فجر کی نماز کی بہ نسبت باقی نماز تخفیف کے ساتھ ہوتی تھیں۔

(۲۵۶۸) حدثنا عَبْدُالرَّزَّاقِ وَابنُ بَكْرٍ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ نَافِعِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ: عُدْنَا أَبَا وَاقِدٍ الْبَكْرِيَّ وَقَالَ ابْنُ بَكْرٍ الْبَدْرِيَّ، وَفِي رِوَايَةِ اللَّيْثِيِّ وَفِي أُخْرَى الْكِنْدِيَّ، فِي وَجَعِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، فَسَمِعَهُ يَقُوْلُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَخَفَّ النَّاسِ صَلَاةً عَلَى النَّاسِ وَأَطْوَلَ النَّاسِ صَلَاةً لِنَفْسِهِ۔ (مسند احمد: ۲۲۲٤٤)

''نافع بن سرجس کہتے ہیں: ہم نے سیّدنا ابو واقد بکری یا بدری یا کندی رضی اللہ عنہ کی مرض الموت میں ان کی عیادت کی، انھوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نماز میں لوگوں پر سب سے زیادہ تخفیف کرنے والے تھے، لیکن اپنی اکیلی نماز کو سب سے لمبا کرتے تھے۔''

(۲۵٦۹) عَنْ مَالِكِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ أُصَلِّ خَلْفَ إِمَامٍ كَانَ أَوْجَزَ مِنْهُ صَلَاةً فِي تَمَامِ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ۔ (مسند احمد: ۲۲۳۰۷)

''سیّدنا مالک بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوے میں شریک ہوا، میں نے آپ ﷺ کی بہ نسبت کسی ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جو نماز میں زیادہ تخفیف کرنے والا ہو، جبکہ اس کے رکوع و سجود بھی پورے ہوں۔''

(۲۵۷۰) عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ يَعْنِي عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُنَا بِالتَّخْفِيْفِ وَإِنْ كَانَ لَيَؤُمُّنَا بِالصَّافَّاتِ۔ (مسند احمد: ٤٦٧١)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز میں تخفیف کرنے کا حکم دیتے تھے اور آپ خود سورۂ صافات کی قراءت کر کے ہماری امامت کراتے تھے۔''

شرح: ......آپ ﷺ نماز فجر میں سورۂ صافات کی تلاوت کرتے تھے، جیسا کہ اس حدیث کے دوسرے طرق سے معلوم ہوتا ہے۔

(۲۵٦۸) تخریج: ......صحیح لغیرہ۔ أخرجه البیهقی: ۳/ ۱۱۸، وابن ابی شیبة: ۲/ ۵۵ وابویعلی: ۱٤٤۲، والطبرانی: ۳۳۱۲ (انظر: ۲۱۸۹۹)

(۲۵٦۹) تخریج: ......صحیح لغیرہ، وهذا اسناد ضعیف لجهالة سلیمان بن بشر الخزاعی أخرجه ابن ابی شیبة: ۲/ ٥٤، والطبرانی فی "الکبیر": ۱۹/ ٦٥۲، والبخاری فی "التاریخ الکبیر": ۷/ ۳۰۳ (انظر: ۲۱۹٦۱)

(۲۵۷۰) تخریج: ......اسناده حسن۔ أخرجه النسائی: ۲/ ۹۵ (انظر: ٤۷۹٦)

(٢٥٧١) عَنِ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ تَجَوَّزَ فِيْهَا، فَقُلْتُ لَهُ: هٰكَذَا كَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ وَأَوْجَزَ۔ (مسند احمد: ١٠٠٩٩)

''ابو خالد کہتے ہیں: میں نے سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے نماز پڑھائی اور اس میں کافی تخفیف کی، میں نے ان کو کہا: کیا رسول اللہ ﷺ کی نماز بھی اسی طرح ہوتی تھی؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، بلکہ اس سے بھی زیادہ مختصر ہوتی۔''

(٢٥٧٢)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: أَهٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي لَكُمْ؟ قَالَ: وَمَا أَنْكَرْتَ مِنْ صَلَاتِي؟ قَالَ: قُلْتُ: أَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ ذٰلِكَ، قَالَ: نَعَمْ وَأَوْجَزَ، قَالَ: وَكَانَ قِيَامُهُ قَدْرَ مَا يَنْزِلُ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الْمَنَارَةِ وَيَصِلُ إِلَى الصَّفِّ۔ (مسند احمد: ٨٤١٠)

''(دوسری سند) ان کا باپ کہتا ہے: میں نے سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ تم لوگوں کو اس طرح نماز پڑھاتے تھے۔ انھوں نے پوچھا: تو میری نماز میں سے کس چیز کا انکار کیا ہے؟ میں نے کہا: میں آپ سے اِس (تخفیف) کے بارے میں پوچھنا چاہ رہا ہوں، انھوں نے کہا: جی ہاں اور اس سے بھی زیادہ مختصر ہوتی تھی، (یوں سمجھیں کہ) آپ ﷺ کے قیام کی مقدار اتنی ہوتی تھی کہ جتنا مؤذن کو مینار سے اتر کر صف میں ملنے کا وقت لگتا ہے۔''

(٢٥٧٣)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) عَنْ أَبِيْهِ أَنْ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُصَلِّي بِهِمْ بِالْمَدِيْنَةِ نَحْوًا مِنْ صَلَاةِ قَيْسٍ وَكَانَ قَيْسٌ لَا يُطَوِّلُ، قَالَ: قُلْتُ: هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي؟ قَالَ: نَعَمْ وَأَوْجَزُ۔ (مسند احمد: ٩٦٣٥)

''(تیسری سند) اس کا باپ ابو خالد کہتا ہے: بے شک سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں ان کو اس طرح نماز پڑھاتے، جیسے قیس پڑھاتا تھا، جبکہ یہ قیس نماز کو لمبا نہیں کرتا تھا، تو میں پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ اس طرح نماز پڑھتے تھے؟ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں، بلکہ آپ کی نماز اس سے بھی زیادہ مختصر ہوتی تھی۔''

(٢٥٧٤) عَنْ حَيَّانَ (يَعْنِي الْبَارِقِيَّ) قَالَ: قِيْلَ لِابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما: إِنَّ إِمَامَنَا يُطِيْلُ الصَّلَاةَ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: رَكْعَتَانِ مِنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَخَفُّ أَوْ مِثْلُ رَكْعَةٍ مِنْ صَلَاةِ هٰذَا۔ (مسند احمد: ٥٠٤٤)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا: ہمارا امام تو لمبی نماز پڑھاتا ہے۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی نماز کی دو رکعتیں اس امام کی ایک رکعت کے برابر یا اِس سے بھی ہلکی ہوتی تھیں۔''

(٢٥٧١) تخريج: ......صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ابي شيبة: ٢/ ٥٦، والحميدي: ٩٨٧، والبيهقي: ٣/ ١١٦ (انظر: ١٠٠٩٧)

(٢٥٧٢)تخريج: ......انظر الحديث بانطريق الاول

(٢٥٧٣)تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

(٢٥٧٤) تخريج: ......رجاله موثقون أخرجه الطبراني في "الكبير" (انظر: ٥٠٤٤)

شرح: ...... مذکورہ بالا احادیث میں آپ ﷺ کی نماز کو تخفیف والا ثابت کیا گیا، نیز آپ ﷺ کے فرمودات کا بھی یہی خلاصہ ہے کہ امام کو تخفیف کرنی چاہیے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کے عمل مبارک کی درج ذیل چند مثالوں پر نظر دوڑائی جائے: نماز فجر میں سورۂ ق، سورۂ واقعہ، سورۂ تکویر، سورۂ سجدہ، سورۂ دہر، سورۂ زلزال اور ساٹھ سے سو آیات کی تلاوت۔ نماز ظہر میں سورۂ لیل، سورۂ اعلی، سورۂ غاشیہ، سورۂ بروج، سورۂ طارق اور پہلی دو رکعتوں میں تیس تیس آیتوں کے بقدر تلاوت، اور آپ ظہر کی پہلی رکعت کو اتنا لمبا کرتے کہ نماز کے کھڑا ہو جانے کے بعد ایک شخص بقیع جا کر قضائے حاجت کرتا، پھر گھر آ کر وضو کر کے جب مسجد میں پہنچتا تو آپ ﷺ ابھی تک پہلی رکعت میں ہوتے، دیکھیں: حدیث نمبر (١٤٠٨)

نماز جمعہ میں سورۂ جمعہ، سورۂ منافقون، سورۂ غاشیہ اور سورۂ اعلی کی تلاوت

نماز عصر میں سورۂ اعلی، سورۂ غاشیہ اور پہلی دو رکعتوں میں پندرہ پندرہ آیتوں کے بقدر تلاوت

نماز مغرب میں سورۂ مرسلات، سورۂ طور اور سورۂ اعراف کی تلاوت

نماز عشاء میں سورۂ تین کی تلاوت اور درج ذیل سورتیں پڑھنے کا حکم: سورۂ اعلی، سورۂ لیل، سورۂ شمس، سورۂ علق، سورۂ ضحی، سورۂ بروج، سورۂ طارق

عوام کو یہ سوچنا چاہئے کہ تخفیف کا مطلب یہ نہیں کہ وہ نماز میں جتنا اختصار چاہیں، اتنا ہی کر دیا جائے، دیکھنا چاہئے کہ نبی کریم ﷺ جب ہلکی نماز پڑھاتے تھے، تو اس کی مقدار کیا ہوتی تھی؟ جب آپ ﷺ نے نمازِ عشاء میں سورۂ بقرہ کی تلاوت شروع کر دینے والے صحابی سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو مختصر نماز پڑھانے کا حکم دیا تو اس کے ساتھ ساتھ سورۂ شمس، سورۂ اعلی، سورۂ لیل اور سورۂ علق کی تلاوت کرنے کی تعلیم بھی دی، یہ سورتیں بالترتیب (١٥)، (١٩)، (٢١)، اور (١٩) آیات پر مشتمل ہیں۔ نماز میں تلاوت کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ سے منقول عمل آپ کے سامنے ہے۔ یہ آپ ﷺ کی چند نمازوں کے نمونے ہیں، لیکن صحابہ کرام نے ان نمازوں کو خفیف کہا۔ معلوم ہوا کہ اس مقام پر ''خفیف'' کا لفظ عوام الناس کے فہم کے مطابق علی الاطلاق مستعمل نہیں ہوگا، بلکہ یہ ایک نسبتی لفظ ہے، یعنی اس کو آپ ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں سمجھا جائے گا۔ لہٰذا امام کو چاہئے کہ وہ مقتدیوں کی رو رعایت کرے اور مقتدی لوگوں کو اگر علم ہو جائے کہ جس نماز کو وہ طویل سمجھ رہے ہیں، نبی کریم ﷺ نے یہی نماز پڑھنے پڑھانے کی تعلیم دی ہے تو پھر انھیں بھی خاموشی اختیار کرنا چاہئے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ سب سے پہلے مقتدی حضرات نبی کریم ﷺ کی نماز کی کمیت اور کیفیت سے آگاہی حاصل کریں، اگر ان کا امام اس حد سے تجاوز کرے تو وہ اعتراض کر سکتے ہیں، وگرنہ ان کو صبر کے ساتھ خاموش رہنا چاہیے۔ ہاں اگر مقتدیوں میں معروف مریض لوگ ہوں تو ان کا خیال رکھنا چاہیے۔ اگر مقتدی لوگ اپنے اصرار پر برقرار رہیں اور آپ ﷺ کی احادیث نہ سمجھ پا رہے ہوں تو امام صاحب کو چاہئے کہ وہ حکمت و دانائی سے کام لے، نماز کے دوران

اختصار کرے اور درجہ بدرجہ مقتدیوں کی تربیت کرے اور ان کو اعلی قول و کردار کا مالک بنا کر احادیثِ رسول کا شائق بنانے کی کوشش کرے۔

7 ..... بَابُ حُكْمِ الْإِمَامِ إِذَا ذَكَرَ أَنَّهُ مُحْدِثٌ

اس امام کے حکم کا بیان، جس کو (دورانِ نماز) یہ یاد آجائے کہ وہ بے وضو ہے

(۲۵۷۵) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ؓ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نُصَلِّي إِذِ انْصَرَفَ وَنَحْنُ قِيَامٌ ثُمَّ أَقْبَلَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَصَلّٰى لَنَا الصَّلَاةَ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنِّي ذَكَرْتُ أَنِّي كُنْتُ جُنُبًا حِينَ قُمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ لَمْ أَغْتَسِلْ، فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ فِي بَطْنِهِ رِزًّا أَوْ كَانَ مِثْلَ مَا كُنْتُ عَلَيْهِ فَلْيَنْصَرِفْ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ حَاجَتِهِ أَوْ غُسْلِهِ ثُمَّ يَعُوْدُ إِلَى صَلَاتِهِ.)) (مسند احمد: ٦٦٨)

''سیّدنا علی بن ابی طالب ؓ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے، اچانک آپ ﷺ چلے گئے، جبکہ ہم قیام کی حالت میں تھے، جب آپ ﷺ واپس آئے تو آپ کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی اور (فراغت کے بعد) فرمایا: ''جب میں نماز کے لیے کھڑا ہوا تو مجھے یاد آیا کہ میں جنبی ہوں اور غسل نہیں کیا، (آئندہ تم یاد رکھو کہ) تم میں جو شخص اپنے پیٹ میں آواز وغیرہ محسوس کرے یا اس کے ساتھ میرا والا یہ معاملہ ہو جائے تو وہ چلا جائے اور اپنی حاجت سے یا غسل سے فارغ ہو کر اپنی نماز کی طرف لوٹے۔''

(۲۵۷٦) عَنْ أَبِي بَكْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ فَكَبَّرَ ثُمَّ أَوْمَأَ إِلَيْهِمْ أَنْ مَكَانَكُمْ ثُمَّ دَخَلَ فَخَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَصَلّٰى بِهِمْ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنِّي كُنْتُ جُنُبًا.)) (مسند احمد: ٢٠٦٩١)

''سیّدنا ابو بکرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز شروع کی، اللہ اکبر کہا، لیکن اچانک نمازیوں کی طرف اشارہ کیا کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر ٹھہرے رہیں، پھر آپ ﷺ گھر میں داخل ہو گئے، پھر جب آپ باہر آئے تو آپ کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے، پس آپ نے ان کی نماز پڑھائی اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا: ''بیشک میں بشر ہی ہوں، دراصل میں جنبی تھا۔''

(۲۵۷۵) تخريج: ......اسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة، لیکن اگلی حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ أخرجه البزار: ۸۹۰ (انظر: ٦٦٨)

(۲۵۷٦) تخريج: ......رجاله ثقات رجال الصحيح، لكن الحسن البصري مدلس وقد عنعن، امام البانی ؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ أخرجه ابوداود: ٢٣٤ (انظر: ٢٠٤٢٠)

(۲۵۷۷)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ۲۰۶۹۷)

''(دوسری سند) بے شک نبی کریم ﷺ فجر کی نماز میں داخل ہوئے اور پھر مذکورہ پوری حدیث بیان کی۔''

(۲۵۷۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَمَّا كَبَّرَ انْصَرَفَ وَأَوْمَأَ إِلَيْهِمْ أَيْ كَمَا أَنْتُمْ ثُمَّ خَرَجَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ جَاءَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَصَلَّى بِهِمْ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ: ((إِنِّي كُنْتُ جُنُبًا فَنَسِيْتُ أَنْ أَغْتَسِلَ.)) (مسند احمد: ۹۷۸۵)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز کے لیے آئے اور جب اللہ اکبر کہا تو (گھر کی طرف) چل دیئے اور لوگوں کی طرف اشارہ کیا کہ وہ اپنی حالت پر قائم رہیں، پھر آپ ﷺ گھر چلے گئے اور غسل کر کے تشریف لائے، آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا، پھر آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور جب نماز پڑھ لی تو فرمایا: ''میں جنبی تھا اور غسل کرنا یاد نہیں رہا تھا۔''

(۲۵۷۹)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ وَصَفَّ النَّاسُ صُفُوْفَهُمْ وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ مَقَامَهُ ثُمَّ أَوْمَأَ إِلَيْهِمْ بِيَدِهِ أَنْ مَكَانَكُمْ فَخَرَجَ وَقَدِ اغْتَسَلَ وَرَأْسُهُ يَنْطُفُ فَصَلَّى بِهِمْ۔ (مسند احمد: ۷۲۳۷)

''(دوسری سند) راوی کہتا ہے: نماز کے لیے اقامت کہی گئی اور لوگوں نے صفیں بنالیں، لیکن جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور اپنے مقام پر کھڑے ہوئے تو اپنے ہاتھ سے اُن کی طرف اشارہ کیا کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر ٹھہرے رہیں، پھر آپ ﷺ چلے گئے، غسل کیا اور جب دوبارہ آئے تو آپ ﷺ کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے، پھر لوگوں کو نماز پڑھائی۔''

شرح: ...... صحیح بخاری کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: حَتّٰى إِذَا قَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ انْتَظَرْنَا أَنْ يُكَبِّرَ فَانْصَرَفَ۔ (یہاں تک کہ آپ ﷺ اپنی جائے نماز میں کھڑے ہوئے، اب ہم آپ کی تکبیر کا انتظار کر رہے تھے کہ اچانک آپ چلے گئے) اور بخاری و مسلم کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: أُقِيْمَتِ الصُّفُوْفُ، وَعُدِّلَتِ الصُّفُوْفُ قِيَامًا فَخَرَجَ إِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا قَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ ذَكَرَ أَنَّهُ جُنُبٌ، فَقَالَ لَنَا: ((مَكَانَكُمْ))، ثُمَّ رَجَعَ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَكَبَّرَ فَصَلَّيْنَا مَعَهُ۔ (صفیں کھڑی اور

(۲۵۷۷) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

(۲۵۷۸) تخريج: ......حديث صحيح، لكن قوله: "فلما كبر انصرف" من اوهام اسامة بن زيد الليثى، وهو صدوق له اوهام، أما الطريق الثانى الصحيح الآتى بعده عن ابى هريرة، ففيه ان انصراف الرسول ﷺ من مقامه كان قبل ان يكبر ويدخل فى الصلاة أخرجه ابن ماجه: ۱۲۲۰ (انظر: ۹۷۸٦)

(۲۵۷۹) تخريج: ......أخرجه البخارى: ٦٤٠، ومسلم: ٦٠٥ (انظر: ۷۲۳۸)

برابر کر دی گئیں، رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، جب اپنے مصلے پر کھڑے ہوئے تو یاد آیا کہ آپ جنبی ہیں، اس لیے ہمیں فرمایا: ''تم اپنی اپنی جگہ پر ٹھہرو''، پھر آپ ﷺ واپس چلے گئے اور غسل کر کے تشریف لائے، جبکہ آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا، پھر آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہا اور ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔

سیّدنا علی، سیّدنا ابو بکرہ اور سیّدنا ابو ہریرہ ﷺ کی احادیث اس باب میں مذکور ہیں، اول الذکر دو احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے نماز شروع کر دی تھی، لیکن سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے ہی غسل کرنے کے لیے واپس چلے گئے تھے۔ آیا یہ دو مختلف واقعات ہیں یا ایک ہی واقعہ ہے، جس میں ترجیح کی ضرورت ہو گی۔ امام نووی اور امام ابن حبان کا خیال یہ ہے کہ یہ دو الگ الگ واقعات ہیں، بہر حال پہلی دو احادیث سے سابقہ نماز پر بنا کرنے کا استدلال نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ ان میں یہ وضاحت تو نہیں ہے کہ آپ ﷺ دوبارہ تکبیر تحریمہ نہیں کہی تھی، جبکہ یہ صریح اور واضح مسئلہ اپنی جگہ پر موجود ہے کہ نماز کے لیے طہارت شرط ہے، طہارت کے بغیر نماز باطل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: جب مقتدی لوگ ایک امام کی اقتداء میں نماز شروع کر لیتے ہیں، تو امام کو جو مسئلہ بھی پیش آ جائے اس سے مقتدیوں کی نماز متاثر نہیں ہوتی۔ اس کی کئی صورتیں ہیں، مثلا: وہی امام دوبارہ آ کر امامت سنبھال لے، جیسا کہ اس باب سے ثابت ہو رہا ہے، یا امام کے چلے جانے کے بعد کوئی مقتدی آگے ہو کر نماز پڑھانا شروع کر دے، جیسا کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر ہوا تھا، حدیث نمبر (۱۴۰۱) سے بھی تبدیلیٔ امام کا مسئلہ ثابت ہو رہا ہے، یا کوئی نیا آدمی امامت شروع کر دے، جیسے آپ ﷺ نے مرض الموت میں بعد میں آ کر امامت سنبھال لی تھی، جبکہ صحابہ کرام سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں نماز شروع کر چکے تھے، اگلی حدیث نمبر (۱۴۰۱) سے بھی یہی مسئلہ ثابت ہوتا ہے، آخری صورت سے اس امر کی بھی وضاحت ہو رہی ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ دوسرا امام پہلے سے نماز شروع کرنے والے مقتدیوں کے بعد نماز شروع کرے۔

اگر امامت کی کوئی صورت ممکن نہ ہو یا کم علمی کی وجہ دوسرے امام کا اہتمام نہ کیا جا سکے تو مقتدی اپنی نماز کو ہرگز نہ توڑیں اور اسی مقام سے علیحدہ علیحدہ نماز شروع کر دیں، جیسا کہ نماز خوف کی بعض صورتوں میں صحابہ کرام نے ایک رکعت نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں ادا کی اور دوسری رکعت اسی وقت خود ادا کر کے چلے گئے، جبکہ آپ ﷺ دوسری رکعت میں کھڑے ہو کر دوسرے گروہ کی انتظار کرتے رہے۔ دوسری رکعت ادا کرنے سے یہ لازم آتا ہے کہ صحابہ کرام آپ ﷺ کی اقتداء سے نکل گئے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ یہ تو مقتدی کے لیے ضروری ہے کہ وہ پہلے امام سے پہلے نماز شروع نہیں کر سکتا، لیکن جب وہ ایک امام کی اقتداء میں نماز شروع کر لیتا ہے تو امام کے بدل جانے سے یا نیا امام آ جانے سے اس کی نماز متاثر نہیں ہوتی۔

8 ..... بَابُ جَوَازِ الْاِسْتِخْلَافِ فِي الصَّلَاةِ وَجَوَازِ انْتِقَالِ الْخَلِيْفَةِ مَأْمُوْمًا اِذَا حَضَرَ مُسْتَخْلِفُهُ

نماز میں امام کا اپنا نائب بنانے کا اور نائب بنانے والے امام کے آنے کے بعد نائب کا مقتدی بن جانے کا جواز

(۲۵۸۰) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ؓ قَالَ: كَانَ قِتَالٌ بَيْنَ بَنِي عَمْرِو ابْنِ عَوْفٍ فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَتَاهُمْ بَعْدَ الظُّهْرِ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ وَقَالَ: ((يَا بِلَالُ! اِنْ حَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَمْ آتِ فَمُرْ أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّ بِالنَّاسِ.)) قَالَ: فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ أَقَامَ بِلَالٌ الصَّلَاةَ (وَفِي رِوَايَةٍ أَذَّنَ ثُمَّ أَقَامَ) ثُمَّ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ فَتَقَدَّمَ بِهِمْ وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ مَا دَخَلَ أَبُوْبَكْرٍ فِي الصَّلَاةِ فَلَمَّا رَأَوْهُ صَفَّحُوا وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَشُقُّ النَّاسَ حَتّٰى قَامَ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: وَكَانَ أَبُوْبَكْرٍ اِذَا دَخَلَ الصَّلَاةَ لَمْ يَلْتَفِتْ فَلَمَّا رَأَى التَّصْفِيحَ لَا يُمْسَكُ عَنْهُ، اِلْتَفَتَ فَرَأَى النَّبِيَّ ﷺ خَلْفَهُ فَأَوْمَأَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ أَنِ امْضِهْ فَقَامَ أَبُوْبَكْرٍ هُنَيَّةً، فَحَمِدَ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ ثُمَّ مَشَى الْقَهْقَرٰى، قَالَ: فَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ، فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاتَهُ قَالَ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ! مَا مَنَعَكَ اِذْ أَوْمَأْتُ اِلَيْكَ أَنْ لَا تَكُوْنَ مَضَيْتَ "وَفِي رِوَايَةٍ أَنْ تَمْضِيَ" فِي صَلَاتِكَ؟)) قَالَ:

''سیّدنا سہل بن سعد ؓ کہتے ہیں: بنی عمرو بن عوف قبیلے کے مابین کوئی لڑائی ہوگئی، جب نبی کریم ﷺ کو یہ بات موصول ہوئی تو آپ ﷺ ظہر کے بعد ان کے درمیان صلح کرانے کے لیے ان کے پاس گئے اور فرمایا: ''بلال، اگر نماز کا وقت ہوجائے اور میں نہ پہنچ سکوں تو ابوبکر کو حکم دینا کہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔'' جب عصر کا وقت ہوا تو سیّدنا بلال ؓ نے اذان دی ،پھر اقامت کہی اور سیّدنا ابوبکر کو حکم دیا کہ وہ نماز پڑھائیں۔ پس وہ آگے بڑھے (اور نماز شروع کی)، اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے آئے، جب لوگوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو تالیاں بجانا شروع کردیں، اُدھر رسول اللہ ﷺ لوگوں کو چیرتے ہوئے آئے اور سیّدنا ابوبکر ؓ کے پیچھے کھڑے ہوگئے۔ سیّدنا ابوبکر ؓ جب نماز میں داخل ہوتے تو کسی چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے، اس دفعہ جب انھوں نے سوچا کہ تالیاں رک نہیں رہیں تو وہ پیچھے متوجہ ہوئے اور نبی کریم ﷺ کو اپنے پیچھے دیکھا، لیکن آپ ﷺ نے ان کو اشارہ کیا کہ وہ نماز جاری رکھیں، سیّدنا ابوبکر ؓ تھوڑی دیر تو ٹھہرے رہے، لیکن پھر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے ہوئے الٹے پاؤں پیچھے آ گئے اور رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی، جب آپ ﷺ نے نماز مکمل کی تو فرمایا: ''اے ابوبکر! جب میں نے تم کو اشارہ کر دیا تھا تو تم کو نماز جاری رکھنے سے کس چیز نے روک دیا تھا؟'' سیّدنا ابوبکر ؓ

(۲۵۸۰) تخریج: ......أخرجه البخاري: ۷۱۹۰، ومسلم: ٤۲۱ (انظر: ۲۲۸۱٦، ۲۲۸۱۷)

فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: لَمْ يَكُنْ لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يَؤُمَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ۔ فَقَالَ لِلنَّاسِ: ((إِذَا نَابَكُمْ فِي صَلَاتِكُمْ شَيْءٌ فَلْيُسَبِّحِ الرِّجَالُ وَلْيُصَفِّحِ "وَفِي رِوَايَةٍ وَلْيُصَفِّقِ" النِّسَاءُ۔)) وَفِي رِوَايَةٍ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَأَنْتُمْ لِمَ صَفَّحْتُمْ؟)) قَالُوْا: لِنُعْلِمَ أَبَابَكْرٍ، قَالَ: ((إِنَّ التَّصْفِيحَ لِلنِّسَاءِ وَالتَّسْبِيحَ لِلرِّجَالِ)) (مسند احمد: ۲۳۲۰۵)

نے کہا: ابن ابی قحافہ کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی امامت کروائے۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: ''جب تم کو نماز میں کوئی امر لاحق ہو جائے تو مردوں کو سبحان اللہ کہنا چاہیے اور عورتوں کو تالی بجانا چاہیے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا تم نے تالیاں کیوں بجائی تھیں؟'' انہوں نے کہا: ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو (آپ کی آمد کا) بتانا چاہتے تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے اور سبحان اللہ کہنا مردوں کے لیے ہے۔''

شرح: ...... ''جب تم کو نماز میں کوئی امر لاحق ہو جائے تو......''۔ کا مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی حادثہ اور اہم کام پیش آ جائے یا کسی بھولنے والے اور غافل کو متنبہ کرنا ہو تو اس وقت سبحان اللہ کہنا یا تالیاں بجانا مشروع ہے۔ اگرچہ آپ ﷺ نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز جاری رکھنے کا حکم دیا تھا، لیکن ان کی طبیعت میں پایا جانے والا آپ ﷺ کا ادب ان پر غالب آ گیا اور وہ پیچھے ہٹ آئے۔ جب نبی کریم ﷺ کو یہ شبہ ہوا کہ شاید آپ نماز عصر تک نہ سکیں تو آپ ﷺ نے اپنے نائب کا اہتمام کیا، آج بھی ائمہ وخطبا کو اس ذمہ داری کا احساس کرنا چاہیے۔ نیز آپ ﷺ کا بنوعمرو کی صلح کروانے کے لیے جانا، اس میں بھی ذمہ دار حضرات کے لیے بہت بڑا سبق ہے کہ ان کو کسی ایک گروہ کے ساتھ مل کر جھگڑے کو مزید ہوا دینا شروع نہ کر دیں، بلکہ اپنے مقتدیوں میں اتحاد و یگانگت کی فضا عام کریں۔

(۲۵۸۱) عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي مَرَضِهِ: ((مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ۔)) فَخَرَجَ أَبُوْبَكْرٍ فَكَبَّرَ، وَوَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ رَاحَةً فَخَرَجَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ، فَلَمَّا رَآهُ أَبُوْبَكْرٍ تَأَخَّرَ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ مَكَانَكَ، ثُمَّ جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ

''سیّدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیماری میں فرمایا: ''ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔'' پس سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نکلے اور اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کی، اتنے میں نبی کریم ﷺ کو کچھ راحت محسوس ہوئی، اس لیے آپ ﷺ بھی نکلے اور دو آدمیوں کے سہارے تشریف لے آئے، جب سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو دیکھا تو وہ پیچھے ہٹنے لگے، لیکن آپ ﷺ نے

(۲۵۸۱) تخریج: ...... صحیح لغیرہ، قیس بن ربیع مختلف فیہ راوی ہے، اس کی حدیث شواہد میں حسن ہے اور یہ ان میں سے ایک ہے، لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ اس حدیث کے سند کے دو راوی قیس بن ربیع اور ارقم بن شرحبیل جمہور اہل علم کے نزدیک ضعیف ہیں، اس لیے اس حدیث کا آخری جملہ منکر ہی رہے گا، جو کہ یہ ہے: آپ ﷺ نے سورت کے اس مقام سے قراءت شروع کر دی، جہاں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہنچے تھے۔ أخرجه مختصرا البزار: ۱۵٦٦ (انظر: ۱۷۸٤)

فَاقْتَرَأَ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي بَلَغَ أَبُوبَكْرٍ رضي الله عنه مِنَ السُّوْرَةِ۔ (مسند احمد: ١٧٨٥)

ان کی طرف اشارہ کیا کہ وہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہیں، پھر آپ ﷺ آ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے (بائیں) پہلو میں بیٹھ گئے اور سورت کے اس مقام سے قراءت شروع کر دی، جہاں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہنچے تھے۔‘‘

شرح:...... واضح روایت کے مطابق یہ نمازِ ظہر تھی، جس کا مذکورہ بالا انداز میں قراءت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(٢٥٨٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه قَالَ: لَمَّا مَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، ثُمَّ وَجَدَ خِفَّةً فَخَرَجَ، فَلَمَّا أَحَسَّ بِهِ أَبُوبَكْرٍ أَرَادَ أَنْ يَنْكُصَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ يَسَارِهِ وَاسْتَفْتَحَ مِنَ الْآيَةِ الَّتِي انْتَهٰى إِلَيْهَا أَبُوبَكْرٍ۔ (مسند احمد: ٢٠٥٥)

’’سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھایا کریں، پھر ایک دن آپ ﷺ نے راحت محسوس کی، اس لیے (مسجد میں) تشریف لے آئے، جب سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی آمد کو محسوس کیا تو انھوں نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا، لیکن نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف اشارہ کیا (کہ وہ اپنے مقام پر ہی رہیں)۔ پھر آپ آئے اور سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بائیں جانب بیٹھ گئے اور اس آیت سے تلاوت شروع کر دی، جہاں سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ پہنچے تھے۔‘‘

(٢٥٨٣) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيهِ) فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى جَلَسَ، قَالَ وَقَامَ أَبُوبَكْرٍ عَنْ يَمِينِهِ وَكَانَ أَبُوبَكْرٍ يَأْتَمُّ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَالنَّاسُ يَأْتَمُّوْنَ بِأَبِي بَكْرٍ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْقِرَاءَةِ مِنْ حَيْثُ بَلَغَ أَبُوبَكْرٍ، وَمَاتَ فِي مَرَضِهِ ذَاكَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔ (مسند احمد: ٣٣٥٥)

’’(دوسری سند) پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور بیٹھ گئے اور سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی دائیں جانب کھڑے رہے، وہ نبی کریم ﷺ کی اور لوگ اُن کی اقتدا کرنے لگے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اور نبی کریم ﷺ نے وہاں سے قراءت شروع کی، جہاں سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ پہنچے تھے اور آپ ﷺ اسی بیماری میں فوت ہو گئے تھے۔‘‘

(٢٥٨٤) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

’’سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض

(٢٥٨٢) تخريج:...... صحيح۔ أخرجه ابن ماجه ضمن قصة مرض النبى ﷺ الذى توفى فيه: ١٢٣٥ (انظر: ٢٠٥٥، ٣٣٣٠)

(٢٥٨٣) تخريج:...... انظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٣٣٥٥)

(٢٥٨٤) تخريج:...... أخرجه مطوّلا و مفصلا و بالفاظ مختلفة متقاربة البخارى: ٦٦٤، ٦٨٧، ومسلم: ٤١٨ (انظر: ٢٥٧٦١، ٢٦١١٣، ٢٦١٣٧)

أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ يَدَيْ أَبِي بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ قَاعِدًا وَأَبُوْبَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ وَالنَّاسُ خَلْفَهُ (وَفِي لَفْظٍ) كَانَ أَبُوْبَكْرٍ يَأْتَمُّ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَالنَّاسُ يَأْتَمُّوْنَ بِأَبِي بَكْرٍ۔ (مسند احمد: انظر: ٢٦٦٤٢)

الموت میں سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھایا کریں، ایک دن رسول اللہ ﷺ، سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آگے بیٹھ کر لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے اور سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے اور لوگ اُن کے پیچھے تھے۔ایک روایت میں ہے: سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کی اور لوگ اُن کی اقتداء کر رہے تھے۔''

شرح: ......مفصل روایات میں یہ وضاحت ہے کہ آپ ﷺ کے حکم کے مطابق سیّدنا ابوبکر صدیق لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے، ایک دن آپ ﷺ نے ذرا سکون محسوس کیا، اور جب سیّدنا عباس اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہما کے سہارے مسجد میں تشریف لائے تو سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے، آپ ﷺ ابوبکر کی بائیں جانب ان کے پہلو کے ساتھ بیٹھ گئے اور امامت سنبھال لی، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی اقتداء شروع کر دی، جبکہ لوگوں نے جناب ابوبکر کی اقتداء میں نماز جاری رکھی۔صحیح بخاری (٦٨٧) میں یہ روایت اس وضاحت کے ساتھ ہے کہ یہ نماز ظہر کا واقعہ تھا۔

9 ..... بَابُ جَوَازِ انْتِقَالِ الْمُنْفَرِدِ اِمَامًا

اکیلے آدمی کا (دورانِ نماز) امامت کی طرف منتقل ہو جانے کے جواز کا بیان

(٢٥٨٥) عَنْ أَنَسِ (بْنِ مَالِكٍ) رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِي رَمَضَانَ فَجِئْتُ فَقُمْتُ خَلْفَهُ، قَالَ: وَجَاءَ رَجُلٌ فَقَامَ إِلَى جَنْبِي، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ حَتّٰى كُنَّا رَهْطًا، فَلَمَّا أَحَسَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّا خَلْفَهُ تَجَوَّزَ فِي الصَّلَاةِ، ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ فَصَلّٰى صَلَاةً لَمْ يُصَلِّهَا عِنْدَنَا، قَالَ: فَلَمَّا أَصْبَحْنَا قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَطِنْتَ بِنَا اللَّيْلَةَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، فَذَاكَ الَّذِي حَمَلَنِي عَلَى الَّذِي صَنَعْتُ، ....)) الحديث۔ (مسند احمد: ١٣٠٤٣)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ رمضان میں نماز پڑھ رہے تھے، میں آیا اور آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہو گیا، پھر ایک اور آدمی آیا اور وہ میرے پہلو میں کھڑا ہو گیا، اتنے میں ایک اور آدمی آ گیا حتیٰ کہ ہم ایک جماعت بن گئے، جب رسول اللہ ﷺ نے محسوس کیا کہ ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہیں تو آپ نے نماز کو مختصر کر دیا اور جب فارغ ہوئے تو گھر چلے گئے اور اس طرح کی اچھی نماز تو پڑھی، کہ وہ ہمارے پاس نہ پڑھی۔ جب صبح ہوئی تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا رات کو آپ کو ہمارے بارے میں پتہ چل گیا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، اور اسی امر نے مجھے اس چیز پر آمادہ کیا، جو میں نے کی، ......۔''

شرح: ......معلوم ہوا کہ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ امام ابتدائے نماز سے پہلے امامت کی نیت کرے، بلکہ وہ بعد میں

(٢٥٨٥) تخريج: ......أخرجه مسلم: ١١٠٤ (انظر: ١٣٠١٢)

بھی امام بن سکتا ہے۔ دوسری احادیث سے بھی یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔ درج ذیل حدیث کا تعلق فرضی نماز سے ہے: سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَبْصَرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ وَحْدَهُ، فَقَالَ: ((أَلَا رَجُلٌ يَتَصَدَّقُ عَلٰى هٰذَا فَيُصَلِّيَ مَعَهُ.)) یعنی: رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو اکیلے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ''کیا کوئی ایسا شخص نہیں ہے، جو اس پر صدقہ کرتے ہوئے اس کے ساتھ نماز ادا کرے۔'' پس ایک آدمی اٹھا اور اس نے اس کے ساتھ نماز پڑھی۔ (ابوداود: ٥٧٤ واللفظ له، ترمذی: ٢٢٠) ابن ابی شیبہ کی روایت کے مطابق اٹھنے والے آدمی سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ جو لوگ جماعت کی اہمیت سے غافل ہیں، وہ اس قسم کی احادیثِ مبارکہ کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔

10 ..... بَابُ مَا يُفْعَلُ اِذَا لَمْ يَحْضُرْ اِمَامُ الْحَيِّ

اس بات کا بیان کہ قبیلے کے امام کی عدم موجودگی میں کیا کیا جائے

(٢٥٨٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ الْوَلِيْدَ بْنَ عُقْبَةَ أَخَّرَ الصَّلَاةَ مَرَّةً فَقَامَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ فَثَوَّبَ بِالصَّلَاةِ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَأَرْسَلَ اِلَيْهِ الْوَلِيْدُ: مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ أَجَاءَكَ مِنْ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَمْرٌ فِيْمَا فَعَلْتَ أَمِ ابْتَدَعْتَ؟ قَالَ: لَمْ يَاتِنِيْ أَمْرٌ مِنْ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَمْ أَبْتَدِعْ، وَلٰكِنْ أَبَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهُ أَنْ نَنْتَظِرَكَ بِصَلَاتِنَا وَأَنْتَ فِيْ حَاجَتِكَ۔ (مسند احمد: ٤٢٩٨)

''ایک دفعہ ولید بن عقبہ نے نماز کو مؤخر کیا، سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، نماز کے لیے اقامت کہی اور لوگوں کو نماز پڑھا دی، ولید نے ان کی طرف پیغام بھیجا اور پوچھا: کس چیز نے تم کو ایسا کرنے پر آمادہ کیا، کیا امیر المؤمنین (سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ) کی طرف سے کوئی حکم ملا ہے یا تم نے خود یہ نیا کام شروع کر دیا ہے؟ سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: نہ مجھے امیر المؤمنین کا کوئی حکم موصول ہوا ہے اور نہ میں نے کوئی نیا کام شروع کیا ہے، بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس چیز کا انکار کرتے ہیں کہ ہم تیری نماز کا انتظار کرتے رہیں اور تو اپنے کام میں لگا رہے۔''

شرح: ...... ولید بن عقبہ، سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں کوفہ کے امیر تھے، یہ بھی صحابی تھے۔ اس بارے میں تو آپ ﷺ کی واضح احادیث موجود ہیں کہ جب امراء نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کریں تو لوگ مخفی انداز میں وقت پر نماز ادا کر لیں اور کسی متوقع فتنہ سے بچنے کے لیے نفل کی نیت سے اُن کے ساتھ با جماعت بھی نماز پڑھ لیں۔ ممکن ہے کہ سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کسی فتنے کا خطرہ نہ ہو، کیونکہ خلفائے راشدین کا دور تھا، یا وہ کسی حدیث کی روشنی میں امیر کے خلافِ شریعت کام کا واضح طور پر انکار کرنا چاہتے ہوں یا ان کے پاس کوئی اور حدیث ہو، جس کے

(٢٥٨٦) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه البيهقي: ٣/ ١٢٤، وعبد الرزاق: ٣٧٩٠، والطبراني في "الكبير": ٩٥٠٠ (انظر: ٤٢٩٨)

مطابق انھوں نے عمل کیا ہو، آخری بات ہی زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے، دیکھیں حدیث نمبر (۱۴۴۲)۔ بہرحال اگر مقرر امام وقت پر نہ پہنچے اور بظاہر اس کے پہنچنے کے آثار نظر نہ آ رہے ہوں تو کوئی اور آدمی نماز پڑھا سکتا ہے، اس کی وضاحت حدیث نمبر (۱۴۳۱،۱۴۳۲) میں آ رہی ہے۔

11 ..... بَابُ اُطَالَةِ الْأَمَامِ الرَّكْعَةَ الْأُولٰى وَانْتِظَارِ مَنْ أَحَسَّ بِهِ دَاخِلًا لِيُدْرِكَ الرَّكْعَةَ

امام کا پہلی رکعت کو لمبا کرنے اور اس شخص کا انتظار کرنے کا بیان جس کو وہ داخل ہوتا ہوا محسوس کرے، تاکہ وہ رکعت پا لے

(۲۵۸۷) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفٰى رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْمُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ وَقْعَ قَدَمٍ۔ (مسند احمد: ۱۹۳۵۹)

''سیدنا عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بے شک نبی کریم ﷺ نمازِ ظہر میں پہلی رکعت (کا قیام لمبا کر کے اس) میں کھڑے رہتے حتیٰ کہ کسی کے قدموں کی آواز نہ سنتے۔''

شرح: ...... یہ روایت تو ضعیف ہے، البتہ نبی کریم ﷺ کا نماز ظہر میں پہلی رکعت کو لمبا کرنا ثابت ہے، جیسا کہ آنے والی حدیث سے پتہ چلے گا۔

دو رکعات میں سے پہلی رکعت اور چار میں سے پہلی دو رکعات کو لمبا کرنا نبی کریم ﷺ کا معمول تھا اور یہ سنت طریقہ ہے۔ باب کے تحت بات یہ ہے کہ امام کسی کو نماز میں شامل کرنے کے لیے رکعت کو لمبا کرے۔ یہ بات بعد والی حدیث سے ثابت نہیں ہوتی۔ (عبداللہ رفیق)

(۲۵۸۸) عَنْ أَبِي سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَتْ صَلَاةُ الظُّهْرِ تُقَامُ فَيَنْطَلِقُ أَحَدُنَا إِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقْضِيْ حَاجَتَهُ ثُمَّ يَأْتِي فَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى۔ (مسند احمد: ۱۱۳۲۷)

''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ظہر کی نماز کھڑی ہو جاتی اور ہم میں سے ایک آدمی بقیع کی طرف جاتا، قضائے حاجت کرتا، پھر (گھر آ کر) وضو کرتا، پھر جب وہ مسجد کی طرف آتا تو رسول اللہ ﷺ ابھی تک پہلی رکعت میں ہی ہوتے۔''

(۲۵۸۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَؤُمُّنَا

''سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمیں امامت کرواتے، ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں قراءت کرتے اور کبھی کبھی

(۲۵۸۷) تخریج: ......اسناده ضعيف لابهام الراوي عن عبد الله بن ابي اوفى أخرجه ابوداود: ۸۰۲ (انظر: ۱۹۱٤٦)

(۲۵۸۸) تخریج: ......اسناده صحيح على شرط مسلم (انظر: ۱۱۳۰۷)

(۲۵۸۹) تخریج: ......أخرجه مطولا ومختصرا البخاري: ۷٦۲، ۷۷۹، ومسلم: ٤٥١ (انظر: ۱۹٤۱۸، ۲۲۵۲۰)

يَقْرَأُ بِنَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا وَيُطَوِّلُ فِي الْأُولٰى وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ، وَكَانَ يَفْعَلُ ذَالِكَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ، يُطَوِّلُ الْأُولٰى وَيُقَصِّرُ الثَّانِيَةَ، وَكَانَ يَقْرَأُ بِنَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ۔ (مسند احمد: ۲۲۸۸۷)

ہمیں کوئی آیت بھی سنا دیتے۔ آپ ﷺ پہلی رکعت کو لمبا اور دوسری رکعت کو مختصر کرتے، نماز فجر میں بھی آپ ﷺ کی یہی عادت تھی کہ پہلی رکعت کو طویل اور دوسری کو مختصر کرتے اور آپ ﷺ عصر کی پہلی دو رکعتوں میں بھی قراءت کرتے تھے۔‘‘

شرح: ......آپ ﷺ کا پہلی رکعت کو لمبا کرنا، صحابہ کرام نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے: فَظَنَنَّا أَنَّهُ يُرِيْدُ بِذَالِكَ أَنْ يُدْرِكَ النَّاسُ الرَّكْعَةَ الْأُولٰى۔ یعنی: ہمارا خیال ہے کہ آپ کا ارادہ یہ ہوتا تھا کہ لوگ پہلی رکعت کو پا لیں۔ (ابوداود: ۸۰۰)

پہلی رکعت کو لمبا کرنے کی وجہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم والی بھی ہو سکتی ہے اور کوئی اور بھی۔ وجہ اور سبب کوئی بھی ہو، سنت پر عمل بہرصورت ہونا چاہیے۔ (عبداللہ رفیق)

آج کل بھی ائمہ کو اس چیز کا خیال رکھنا چاہیے اور مقتدیوں کو اس صورت پر صبر کرنا چاہیے، بہرحال قیام اتنا لمبا بھی نہ ہو جائے کہ پہلے والے نمازی تنگ ہو جائیں۔

12 ..... بَابُ جَوَازِ جَهْرِ الْإِمَامِ بِتَكْبِيرِ الصَّلَاةِ لِيَسْمَعَهُ الْمَأْمُومُونَ
امام کا مقتدیوں کو سنانے کے لیے نماز میں اونچی آواز سے تکبیر کہنے کے جواز کا بیان
وَحُكْمِ التَّسْمِيعِ مِنْ غَيْرِ الْإِمَامِ
اور امام کے علاوہ کسی دوسرے کا تکبیر سنانے کا حکم

(۲۵۹۰) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: اِشْتَكٰى أَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَوْ غَابَ فَصَلّٰى بِنَا أَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ رضی اللہ عنہ فَجَهَرَ بِالتَّكْبِيْرِ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَحِيْنَ رَكَعَ وَحِيْنَ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَحِيْنَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ وَحِيْنَ سَجَدَ وَحِيْنَ قَامَ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَضٰى صَلَاتَهُ عَلٰى ذٰلِكَ، فَلَمَّا صَلّٰى قِيْلَ لَهُ: قَدِ اخْتَلَفَ النَّاسُ عَلٰى

’’سعید بن الحارث کہتے ہیں: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے یا ویسے غائب تھے، اس لیے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی، انھوں نے نماز شروع کرتے وقت، رکوع کرتے وقت، سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہنے کے بعد، سجدوں سے سر اٹھاتے وقت، سجدے کرتے وقت اور دو رکعتوں کے بعد کھڑا ہوتے وقت اللہ اکبر کہا۔ جب انھوں نے اس طریقے پر نماز مکمل کی تو کسی نے کہا: لوگ تمہاری نماز سے اختلاف کر رہے ہیں، (یہ سن کر) وہ تشریف لائے اور منبر کے پاس

(۲۵۹۰) تخريج: ......أخرجه البخاري: ۸۲۵ (انظر: ۱۱۱٤۰)

صَلَاتِكَ، فَخَرَجَ فَقَامَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! وَاللّٰهِ! مَا أُبَالِي اخْتَلَفَتْ صَلَاتُكُمْ أَوْلَمْ تَخْتَلِفْ، هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۱۱۱۵۷)

کھڑے ہو کر کہا: لوگو! اللہ کی قسم! مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ تمہاری نماز اس سے مختلف ہے یا نہیں ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔‘‘

شرح: …… ’’لوگ آپ کی نماز سے اختلاف کرتے ہیں۔، ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس اختلاف کی بنیاد یہ تھی لوگوں نے اس دور میں اٹھتے بیٹھتے وقت کی تکبیرات ترک کر دی تھیں، جب انھوں نے سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو تکبیرات کہتے ہوئے سنا، تو یہ ان کے لیے ایک نئے عمل کی مانند تھا، اس لیے انھوں نے نامانوسیت کا اظہار کیا۔

(۲۵۹۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِشْتَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ وَهُوَ قَاعِدٌ وَأَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ يُكَبِّرُ يُسْمِعُ النَّاسَ تَكْبِيْرَهُ، …… الحديث۔ (مسند احمد: ١٤٦٤٤)

’’سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ بیمار ہوگئے تو ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، جبکہ آپ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ تکبیر کہتے اور لوگوں کو اپنی تکبیر کی آواز سناتے تھے۔‘‘

شرح: …… یہ ایک طویل حدیث کا اختصار ہے، حدیث نمبر (۱۴۰۲) سے (۱۴۰۴) تک اسی حدیث کا ذکر ہے، یہ ظہر کی نماز کا واقعہ تھا اور سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز کی امامت شروع کر چکے تھے، بعد میں پہلی رکعت میں ہی آپ ﷺ پہنچ گئے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بائیں جانب بیٹھ گئے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب امام کی آواز مقتدیوں تک نہ پہنچ رہی ہو تو کوئی مقتدی بلند آواز سے اس کی نشاندہی کر دیا کرے۔ لیکن جب امام کی آواز تمام نمازیوں تک پہنچ رہی ہو تو مکبّر کا اہتمام نہ کیا جائے، جیسا کہ مسجد حرام اور مسجد نبوی میں ہو رہا ہے۔

13 …… بَابُ انْعِقَادِ الْجَمَاعَةِ بِأَمَامٍ وَمَأْمُوْمٍ، سَوَاءٌ أَكَانَ الْمَأْمُوْمُ رَجُلًا أَمْ صَبِيًّا أَمْ اِمْرَأَةً

امام اور ایک مقتدی کے ساتھ جماعت کا منعقد ہو جانا، برابر ہے کہ وہ مقتدی مرد ہو یا عورت ہو یا بچہ

(۲۵۹۲) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى رَجُلًا يُصَلِّيْ فَقَالَ: ((أَلَا رَجُلٌ يَتَصَدَّقُ عَلٰى هٰذَا فَيُصَلِّي مَعَهُ.)) فَقَامَ رَجُلٌ فَصَلّٰى مَعَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

’’سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو اکیلا نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر فرمایا: ’’کیا کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو اس پر صدقہ کرے اور اس کے ساتھ نماز پڑھے‘‘۔ پس ایک آدمی اٹھا اور اس کے ساتھ نماز پڑھی، پھر

(۲۵۹۱) تخريج: ……أخرجه مسلم: ٤١٣ (انظر: ١٤٥٩٠)

(۲۵۹۲) تخريج: ……صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف جدًا، عبيد الله بن زحر الافريقى ضعيف، وعلى بن يزيد الالهانى واهي الحديث أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٧٩٧٤، وفى "الاوسط": ٦٦٢٠، وأخرجه مرسلا ابوداود فى "المراسيل": ٢٦ (انظر: ٢٢١٨٩)

((هٰذَانِ جَمَاعَةٌ)) (مسند احمد: ۲۲۵۴۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دو آدمی جماعت ہیں۔''

(۲۵۹۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: بِتُّ لَيْلَةً عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَهَا فِي لَيْلَتِهَا، فَقَامَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ لِأُصَلِّيَ بِصَلَاتِهِ، قَالَ: فَأَخَذَ بِذُؤَابَةٍ كَانَتْ لِي أَوْ بِرَأْسِي حَتّٰى جَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ. (مسند احمد: ۱۸۴۳)

''سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اپنی خالہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے پاس رات گزاری، رسول اللہ ﷺ بھی اس رات ان ہی کے پاس تھے، جب آپ ﷺ رات کو کھڑے ہوئے اور نماز پڑھنے لگے تو میں بھی آپ ﷺ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا، تا کہ آپ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھوں۔ آپ ﷺ نے میرے سر کے بالوں کو یا میرے سر کو پکڑا اور مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کر دیا۔''

شرح: ......سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس وقت بچے تھے۔

(۲۵۹۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّتْ، فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ، وَرَحِمَ اللّٰهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَصَلّٰى، فَإِنْ أَبٰى نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءِ.)) (مسند احمد: ۷۴۰۴)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اس آدمی پر رحم کرے جو رات کو کھڑا ہوتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اور اپنی بیوی کو بھی بیدار کرتا ہے اور وہ بھی نماز پڑھتی ہے۔ اگر وہ اٹھنے سے انکار کرتی ہے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارتا ہے۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ اس عورت پر بھی رحم کرے جو رات کو اٹھتی ہے اور نماز پڑھتی ہے اور اپنے خاوند کو بھی جگاتی ہے اور وہ بھی نماز پڑھتا ہے، اگر وہ اٹھنے سے انکار کرتا ہے تو وہ اس کے منہ پر چھینٹے مارتی ہے۔''

شرح: ...... یہ حدیث اس باب کے موضوع پر صراحت کے ساتھ دلالت نہیں کر رہی، درج ذیل حدیث زیادہ واضح ہے: ''سیّدنا ابو سعید اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا أَيْقَظَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّيَا أَوْ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ جَمِيْعًا كُتِبَ [كُتِبَا] فِي الذَّاكِرِيْنَ وَالذَّاكِرَاتِ.)) ...... ''جب آدمی رات کو اپنی بیوی کو جگاتا ہے تو وہ دونوں اکٹھے دو رکعتیں پڑھتے ہیں تو ان کو ذکر کرنے والے مردوں اور ذکر کرنے والی عورتوں میں لکھ لیا جاتا ہے۔'' (ابوداود: ۱۳۰۹، ابن ماجه: ۱۳۳۵) تینوں امور واضح ہیں کہ ایک یا زائد مقتدی، امام کے ساتھ کیسے کھڑے ہوں، ہاں جب ایک مرد اور ایک عورت نماز باجماعت پڑھیں گے تو عورت، مرد کے پیچھے اکیلی کھڑی ہوگی۔

(۲۵۹۳) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۷۲۸، ۵۹۱۹، ومسلم: ۱۹۲، ۱۹۳ (انظر: ۱۸۴۳)

(۲۵۹۴) تخریج: ......اسناده قوی أخرجه ابوداود: ۱۳۰۸، ۱۴۵۰، وابن ماجه: ۱۳۳۶، والنسائی: ۳/ ۲۰۵ (انظر: ۷۴۱۰)

أَبْوَابُ مَا يَتَعَلَّقُ بِالْمَأْمُوْمِيْنَ وَأَحْكَامِ الْإِقْتِدَاءِ

مقتدیوں سے متعلقہ اور اقتداء کے احکام کے ابواب

1 ..... بَابُ وُجُوْبِ مُتَابَعَةِ الْإِمَامِ وَالنَّهْيِ عَنْ مُسَابَقَتِهِ

امام کی اتباع کے واجب ہونے اور اس سے آگے بڑھ جانے کی ممانعت کا بیان

(٢٥٩٥) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا هِشَامٌ قَالَ ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الرَّقَاشِيِّ أَنَّ الْأَشْعَرِيَّ صَلّٰى بِأَصْحَابِهِ صَلَاةً، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ حِيْنَ جَلَسَ أُقِرَّتِ الصَّلَاةُ بِالْبِرِّ وَالزَّكَاةِ، فَلَمَّا قَضَى الْأَشْعَرِيُّ صَلَاتَهُ أَقْبَلَ عَلَى الْقَوْمِ، فَقَالَ: أَيُّكُمُ الْقَائِلُ كَلِمَةَ كَذَا وَكَذَا فَأَرَمَّ الْقَوْمُ، (قَالَ أَبُو عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ أَبِي: أَرَمَّ السُّكُوْتُ) قَالَ: لَعَلَّكَ يَا حِطَّانُ قُلْتَهَا، لِحِطَّانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: وَاللّٰهِ! إِنْ قُلْتُهَا، وَلَقَدْ رَهِبْتُ أَنْ تَبْعَكَنِي بِهَا، قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَنَا قُلْتُهَا وَمَا أَرَدْتُ بِهَا إِلَّا الْخَيْرَ، فَقَالَ الْأَشْعَرِيُّ: أَلَا تَعْلَمُوْنَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِي صَلَاتِكُمْ؟ فَإِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ

''حطان بن عبد اللہ رقاشی کہتے ہیں: سیّدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو ایک نماز پڑھائی، جماعت میں سے ایک آدمی نے بیٹھتے وقت کہا: نماز کو نیکی اور پاکیزگی کے ساتھ ملا دیا گیا ہے، جب سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نماز مکمل کی تو لوگوں پر متوجہ ہوئے اور کہا: ''فلاں فلاں بات کس نے کہی ہے؟ لوگ خاموش رہے۔ (ابوعبد الرحمٰن نے کہا: میرے باپ نے کہا ''أَرَمَّ'' کے معانی خاموشی کے ہیں۔) تو انھوں نے حطان بن عبد اللہ سے کہا: اے حطان! شاید تو نے ہی یہ بات کہی ہو؟ انھوں نے جوابا کہا: اللہ کی قسم! میں نے یہ بات نہیں کہی، ہاں مجھے یہ ڈر ضرور تھا کہ آپ مجھے ڈانٹیں گے۔ اتنے میں ایک آدمی نے کہا: میں نے یہ کلمہ کہا تھا اور میرا ارادہ تو خیر وبھلائی کا ہی تھا۔ سیّدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تمہیں علم نہیں کہ تم اپنی نماز میں کیا کہتے رہتے ہو، بے شک نبی کریم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا، جس میں ہمارے دین کے معاملات کی تعلیم دی اور نماز کا طریقہ واضح کیا، آپ ﷺ

(٢٥٩٥) تخريج: ......أخرجه مطولا ومختصرا مسلم: ٤٠٤ (انظر: ١٩٦٦٥)

خَطَبَنَا فَعَلَّمَنَا سُنَّتَنَا وَبَيَّنَ لَنَا صَلاتَنَا فَقَالَ: ((أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ أَقْرَؤُكُمْ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَالَ ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَقُولُوا آمِينَ يُجِبْكُمُ اللّٰهُ ثُمَّ إِذَا كَبَّرَ الْإِمَامُ وَرَكَعَ فَكَبِّرُوا وَارْكَعُوا، فَإِنَّ الْإِمَامَ يَرْكَعُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ.)) قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((فَتِلْكَ بِتِلْكَ، فَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ يَسْمَعِ اللّٰهُ لَكُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، وَإِذَا كَبَّرَ الْإِمَامُ وَسَجَدَ فَكَبِّرُوا وَاسْجُدُوا، فَإِنَّ الْإِمَامَ يَسْجُدُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ.)) قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((فَتِلْكَ بِتِلْكَ، فَإِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ مِنْ أَوَّلِ قَوْلِ أَحَدِكُمْ أَنْ يَقُولَ: اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.))

(مسند احمد: ۱۹۸۹۶)

نے فرمایا: ''اپنی صفوں کو سیدھا کیا کرو، جسے زیادہ قرآن مجید یاد ہو، وہ امامت کروائے، پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو، اور جب وہ ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہے تو تم ''آمین'' کہو، اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول فرمائیں گے، پھر جب امام تکبیر کہے اور رکوع کرے، تو تم تکبیر کہو اور رکوع کرو، پس بیشک امام تم سے پہلے رکوع کرتا ہے اور تم سے پہلے رکوع سے سر اٹھاتا ہے، یہ (امام کا پہلے جانا) تمہارا (تاخیر سے اٹھنے کے) بدلے ہے، جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تو تم رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو، اللہ تمہاری بات سنے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی زبان پر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فرمایا ہے اور جب امام تکبیر کہہ کر سجدہ کرے تو تم تکبیر کہہ کر سجدہ کرو، پس بے شک امام تم سے پہلے سجدہ کرتا ہے اور تم سے پہلے اٹھتا ہے، یہ (اُس کا پہلے جانا) تمہارے اس (تاخیر سے اٹھنے) کے بدلے میں ہے۔ جب نمازی قعدہ میں ہو تو وہ سب سے پہلے یہ کہے: اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، ...... اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔ (تمام قولی، مالی اور بدنی عبادتیں صرف اللہ کے لیے ہیں، اے نبی: آپ پر سلامتی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں، ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر (بھی) سلامتی ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں (یہ بھی) گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور رسول ہیں)۔''

شرح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقتدی کو امام کے ساتھ نہیں، بلکہ اس کے پیچھے رہنا چاہیے۔ ''یہ (امام کا پہلے جانا) تمہارے اس (تاخیر سے اٹھنے) کے بدلے ہے'' اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ مثال کے طور اگر پہلے رکوع میں جائے گا تو پہلے ہی اٹھے گا اور اسی طرح اگر مقتدی تاخیر سے رکوع میں جائے تو تاخیر سے ہی اٹھے، اس طرح دونوں کے رکوع برابر برابر ہو جائیں گے، یہی معاملہ سجدوں کا ہے۔

(۲۵۹٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَلَا تَخْتَلِفُوْا عَلَيْهِ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا، وَلَا تُكَبِّرُوْا حَتّٰى يُكَبِّرَ، فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا، وَلَا تَرْكَعُوْا حَتّٰى يَرْكَعَ، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (وَفِي رِوَايَةٍ: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، وَفِي أُخْرٰى: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ) وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا، وَلَا تَسْجُدُوْا حَتّٰى يَسْجُدَ، وَإِنْ صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا أَجْمَعُوْنَ.)) (مسند احمد: ۸٤۸۳)

''سیّدنا ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام صرف اس لیے ہوتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے، اس لیے تم اس پر اختلاف نہ کیا کرو، جب وہ تکبیر کہہ لے تو تم تکبیر کہو اور تم اس وقت تک تکبیر نہ کہو جب تک وہ تکبیر نہ کہہ لے، اسی طرح جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور تم اس وقت تک رکوع نہ کرو جب تک وہ رکوع نہ کرے، جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تو تم رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہو، ایک روایت میں اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اور ایک میں رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ہے، جب امام سجدہ کرے تو تم سجدہ کرو اور اس کے سجدہ کرنے سے پہلے سجدہ نہ کرو اور اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔''

شرح: ......بیٹھ کر نماز پڑھانے والے امام کی اقتداء میں بیٹھا جائے یا کھڑے ہو کر نماز ادا کی جائے، اس موضوع پر ''أَبْوَابُ صَلَاةِ الْمَرِيْضِ وَصَلَاةِ الْقَاعِدِ'' (مریض کی نماز اور بیٹھ کر نماز پڑھنے کے بارے میں ابواب) کا پہلا باب ملاحظہ کریں۔

(۲۵۹۷) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ لَمْ يَحْنِ رَجُلٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتّٰى يَسْجُدَ ثُمَّ نَسْجُدُ۔ (مسند احمد: ۱۸۹۱۷)

''سیّدنا براء بن عازب ؓ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ رکوع سے سر اٹھاتے، تو اس وقت تک ہم میں سے کوئی بھی سجدے کے لیے اپنی کمر کو ٹیڑھا نہ کرتا، جب تک آپ ﷺ سجدہ میں نہ چلے جاتے، پھر ہم سجدہ کرتے تھے۔''

شرح: ......امام کی اقتدا میں کسی رکن کی ادائیگی میں مقتدی کو کتنی تاخیر کرنی چاہیے، اس حدیث میں ایک کلیہ پیش کیا گیا ہے۔

(۲۵۹۸) عَنْ أَبِي سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ صَلّٰى رَجُلٌ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَعَلَ

''سیّدنا ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، وہ آپ ﷺ سے پہلے

(۲۵۹٦) تخریج: ......أخرجه البخاري: ۷۳٤، مسلم: ٤۱۵، ٤۱۷ (انظر: ۷۱٤٤، ۸۵۰۲)
(۲۵۹۷) تخریج: ......أخرجه البخاري: ۷۱۱، ۷٤۷، ومسلم: ٤۷٤ (انظر: ۱۸۵۱۱، ۱۸۷۱۰)
(۲۵۹۸) تخریج: ......اسناده ضعيف لضعف ايوب بن جابر الحنفي اليمامي، وعبد الله بن عصمه (او عُصْم) الحنفي ممن لا يحتمل تفرده، ومتابعة الامام في الصلاة لها شواهد أخرجه الطبراني في "الاوسط": ٤۵۱۳ (انظر: ۱۱۳۸۷)

يَــرْكَــعُ قَبْـلَ أَنْ يَــرْكَــعَ، وَيَـرْفَعُ قَبْلَ أَنْ يَـرْفَـعَ، فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ الصَّلَاةَ قَالَ: ((مَـنْ فَـعَلَ هٰذَا؟)) قَالَ: أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَحْبَبْـتُ أَنْ أَعْـلَمَ تَعْلَمُ ذَالِكَ أَمْ لَا۔ فَقَالَ: ((اِتَّـقُـوْا خِـدَاجَ الـصَّلَاةِ إِذَا رَكَعَ الْإِمَـامُ فَـارْكَـعُـوْا وَإِذَا رَفَـعَ فَـارْفَعُوْا۔)) (مسند احمد: ۱۱٤۰۷)

رکوع کر دیتا تھا اور آپ ﷺ سے پہلے اٹھ جاتا تھا، جب آپ ﷺ نے نماز پوری کی تو فرمایا: ''اس طرح کرنے والا کون تھا؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تھا، میں یہ جاننا پسند کر رہا تھا کہ آپ کو پتہ چلتا ہے یا نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نماز کے نقصان سے بچا کرو، جب امام رکوع کرے تو تب رکوع کیا کرو اور جب وہ سر اٹھائے تو تب تم سر اٹھایا کرو۔''

شرح:...... یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن یہ نبی کریم ﷺ کا معجزہ تھا کہ نماز میں آپ کو اپنے پیچھے بھی نظر آتا تھا۔

(۲۵۹۹) عَـنْ أَنَـسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَقَدِ انْصَرَفَ مِـنَ الـصَّلَاةِ فَـأَقْبَـلَ إِلَيْـنَا فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّيْ إِمَامُكُمْ، فَـلَا تَسْبِقُوْنِي بِالرُّكُوْعِ وَلَا بِـالسُّـجُـوْدِ وَلَا بِـالْـقِيَامِ وَلَا بِالْقُعُوْدِ وَلَا بِالْإِنْصِرَافِ فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ أَمَامِي وَمِنْ خَلْفِي، وَأَيْمُ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ رَأَيْتُمْ مَا رَأَيْـتُ لَـضَـحِـكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا۔)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا رَأَيْتَ؟ قَالَ: ((رَأَيْتُ الْـجَـنَّةَ وَالـنَّارَ۔)) زَادَ فِي رِوَايَةٍ وَحَضَّهُمْ عَلَى الصَّلَاةِ۔ (مسند احمد: ۱۲۰۲۰)

''سیدنا انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''لوگو! بے شک میں تمہارا امام ہوں، اس لیے رکوع و سجود، قیام و قعود اور سلام میں مجھ سے آگے نہ بڑھا کرو، میں تم کو اپنے آگے سے اور اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم وہ کچھ دیکھ لو جو میں نے دیکھا ہے تو تم ہنسنا تھوڑا کر دو اور رونا زیادہ کر دو۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے کیا دیکھا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جنت اور جہنم کو دیکھا ہے۔'' ایک روایت میں ہے: اور آپ ﷺ نے ان کو نماز پڑھنے پر ابھارا۔''

(۲۶۰۰) عَـنْ أَبِـي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ أَوْ قَـالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((أَمَـا يَـخَـافُ الَّـذِي يَـرْفَعُ رَأْسَهُ وَالْإِمَامُ سَـاجِـدٌ أَنْ يُـحَـوِّلَ الـلّٰـهُ رَأْسَـهُ رَأْسَ حِمَارٍ۔)) (مسند احمد: ۷۵۲۵)

''سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ابو القاسم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا جو شخص اپنا سر اٹھا لیتا ہے، جبکہ امام سجدے کی حالت میں ہوتا ہے، اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر میں تبدیل کر دے۔''

(۲۵۹۹) تخريج:......أخرجه مسلم: ٤٢٦ (انظر: ١١٩٩٧)

(۲۶۰۰) تخريج:......أخرجه البخاري: ٦٩١، مسلم: ٤٢٦، ٤٢٧ (انظر: ٧٥٣٤، ٦٨٨٤

(۲۶۰۱)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا يَأْمَنُ الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ وَهُوَ مَعَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللّٰهُ صُوْرَتَهُ صُوْرَةَ حِمَارٍ)) (مسند احمد: ۷۵۲۶)

''(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے، لیکن اس سے پہلے اپنا سر اٹھا لیتا ہے، کیا وہ اس بات سے بے خوف ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی صورت کو گدھے کی صورت میں تبدیل کر دے۔''

شرح:...... حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ۲/ ۱۸۳ میں) کہا اس حدیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ مقتدی کا امام سے پہلے سر اٹھانا حرام ہے، کیونکہ مسخ ہو جانے کی سخت وعید کا یہی تقاضا ہے، امام نووی نے بھی (شرح المھذب) اسی بات پر زور دیا ہے۔ نیز حدیث کے ظاہری الفاظ میں مسخ کی جو وعید بیان کی گئی ہے، اس کی یہ تاویل کرنے کی ضرورت اور گنجائش نہیں ہے کہ اس سے مراد ایسے نمازی کا جاہلانہ اور احمقانہ پن ہے، کیونکہ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ممکن ہے کہ ایسے جرم کا مرتکب ہونے والا عملی طور پر اس وعید کا مصداق بن جائے، یہ ضروری نہیں کہ جو مقتدی ایسا کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ یہی سلوک کرے گا۔

آج کل مقتدی لوگوں کی کثرت امام کی اقتداء کا خیال رکھے بغیر اپنی عادت کے مطابق نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں، انھوں نے قومہ، جلسہ، جلسۂ استراحت اور رکوع و سجود سے اٹھنے کے لیے اپنے لیے ایک مخصوص وقت اور مخصوص ذکر کا تعین کر رکھا ہے، اس کے بعد وہ اگلا کام کرنا شروع کر دیتے ہیں، اگرچہ امام سے آگے گزر رہے ہوں۔ مثال کے طور پر بعض مقتدی رکوع کے بعد صرف ''رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ'' کہنے کے عادی ہوتے ہیں، اگر ان کو کسی ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا پڑ جائے جو ''حَمْدًا كَثِيْرًا ......'' بھی کہتا ہو، تو وہ بیچارہ کھڑے ہونے اور بیٹھنے کے درمیان کی کیفیت میں پھنس کر انتظار کرنے لگ جاتا ہے، نہ کھڑا ہو سکتا ہے اور نہ سجدہ کر سکتا ہے۔ یہ سنتِ مبارکہ پر عمل نہ کرنے کے نتائج ہیں۔

(۲۶۰۲) عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُبَادِرُوْنِي بِرُكُوعٍ وَلَا بِسُجُوْدٍ فَإِنَّهُ مَهْمَا أَسْبِقْكُمْ بِهِ إِذَا رَكَعْتُ، تُدْرِكُوْنِي إِذَا رَفَعْتُ، وَمَهْمَا أَسْبِقْكُمْ بِهِ إِذَا سَجَدْتُ، تُدْرِكُوْنِي إِذَا رَفَعْتُ، إِنِّي قَدْ بَدَّنْتُ)) (مسند احمد: ۱۶۹۶۳)

''سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''رکوع و سجود میں مجھ سے آگے نہ بڑھو، اگر میں رکوع کرتے وقت تم سے آگے بڑھتا ہوں تو تم مجھے پا لو گے جب میں اٹھوں گا، اسی طرح اگر میں سجدہ میں تم سے آگے بڑھ جاتا ہوں تو تم مجھے پا لو گے جب میں اٹھوں گا، بیشک اب میں بڑی عمر والا ہو گیا ہوں۔''

شرح:...... ''بَدَّنْتُ'' کا معنی ہے: بڑی عمر والا ہونا، عمر رسیدہ ہونا، اور ''بَدُنْتُ'' یا ''بَدَنْتُ'' کا معنی ہے: جسم کا بھاری ہونا، موٹا ہونا (صحیح مسلم: ۷۴۶) کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آپ ﷺ کی عمر کا زیادہ ہو جانا

(۲۶۰۱) تخریج: ......انظر الحدیث بالطریق الاول

(۲۶۰۲) تخریج: ......صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابوداود: ۶۱۹، وابن ماجه: ۹۶۳ (انظر: ۱۶۸۳۸)

اور جسم کا بھاری ہو جانا، دونوں وجوہات بیان کی گئی ہے، یہ علیحدہ بات ہے کہ یہ روایت نماز تہجد کے بارے میں ہے۔ آپ ﷺ کا فرمانا ''اگر میں رکوع کرتے وقت تم سے آگے بڑھتا ہوں تو تم مجھے پا لو گے جب میں اٹھوں گا'' اس کا معنی ہے کہ اگر آپ ﷺ رکوع میں پہلے جاتے ہیں تو پہلے اٹھتے بھی ہے اور اگر مقتدی رکوع میں تاخیر سے جاتے ہیں تو تاخیر سے اٹھتے بھی ہیں۔ اس طرح آپ ﷺ اور مقتدیوں کے رکوع کی مقدار برابر برابر ہو جاتی ہے۔

(۲۶۰۳) عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ الْأَنْصَارِيَّ يَخْطُبُ فَقَالَ: أَخْبَرَنَا الْبَرَاءُ (بْنُ عَازِبٍ) رضي الله عنه وَهُوَ غَيْرُ كَذُوْبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ قَامُوا قِيَامًا حَتّٰى يَسْجُدَ ثُمَّ يَسْجُدُوْنَ۔ (مسند احمد: ۱۸۷۰۵)

''عبداللہ بن یزید انصاری نے اپنے خطبے میں کہا: سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے ہمیں خبر دی اور وہ جھوٹے نہیں ہیں (یعنی سچے ہیں) کہ بے شک رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو وہ (سب صحابہ) کھڑے رہتے، یہاں تک آپ ﷺ سجدہ کرتے، پھر وہ سجدہ میں جاتے۔''

فوائد: ان تمام احادیث کا لب لباب یہ ہے کہ امام کی متابعت کرنا فرض ہے اور کسی رکن کی ادائیگی میں سے اس سے آگے بڑھنا ناجائز ہے۔

2 ..... بَابُ اِقْتِدَاءِ الْمُفْتَرِضِ بِالْمُتَنَفِّلِ وَالْمُقِيْمِ بِالْمُسَافِرِ
مفترض کی متنفل کی اور مقیم کی مسافر کی اقتداء میں نماز ادا کرنا

''مُفْتَرِض'' سے مراد فرضی نماز ادا کرنے والا اور ''مُتَنَفِّل'' سے مراد نفلی نماز ادا کرنے والا آدمی ہے۔

(۲۶۰۴) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضي الله عنه أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رضي الله عنه كَانَ يُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَاءَ ثُمَّ يَأْتِيْ قَوْمَهُ فَيُصَلِّي بِهِمْ تِلْكَ الصَّلَاةَ۔ (مسند احمد: ۱۴۲۹۰)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ پہلے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ عشاء پڑھتے، پھر وہ اپنی قوم کے پاس جاتے اور ان کو عشاء پڑھاتے تھے۔''

فوائد: ......سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں نمازِ عشاء ادا کرتے، پھر وہ جا کر اپنی قوم کو یہی نماز پڑھاتے تھے۔ اس حدیث سے لازمی طور پر یہ ثابت ہوا کہ نفلی نماز ادا کرنے والے امام کی اقتداء میں فرضی نماز ادا کی جا سکتی ہے، یعنی ایسی صورتوں میں امام اور مقتدی کی نیتوں میں فرق آ سکتا ہے، دوسری احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مفترض کی اقتداء میں متنفل کا نماز پڑھنا بھی درست ہے۔ اسی طرح مسافر اور مقیم بھی ایک دوسرے کی اقتداء میں نماز پڑھ سکتے ہیں، مقیم کی اقتداء میں مسافر پوری نماز پڑھے گا، جیسا کہ حدیث نمبر (۱۲۱۳) اور (۱۲۱۷) میں وضاحت ہو

(۲۶۰۳) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۷۱۱، ۷۴۷، ومسلم: ۴۷۴ (انظر: ۱۸۵۱۱)

(۲۶۰۴) تخریج: ......أخرجه مطولا البخاری: ۷۰۵ (انظر: ۱۴۱۹۰، ۱۴۲۴۱)

چکی ہے۔ اور یہ مسئلہ تو واضح ہے کہ قصر نماز پڑھنے والے امام کی اقتداء کرنے والا مقیم پوری نماز ادا کرے گا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ نفلی نماز پڑھنے والے کی اقتداء میں فرض ادا نہیں کیے جا سکتے، لیکن مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں یہ رائے درست معلوم نہیں ہوتی۔

(٢٦٠٥) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَهُ (يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ) الْفَتْحَ فَأَقَامَ بِمَكَّةَ ثَمَانَ عَشْرَةَ لَا يُصَلِّي إِلَّا رَكْعَتَيْنِ وَيَقُوْلُ لِأَهْلِ الْبَلَدِ: ((صَلُّوْا أَرْبَعًا فَإِنَّا سَفْرٌ.)) (مسند احمد: ٢٠١١٩)

''سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ تھا، آپ ﷺ نے مکہ میں اٹھارہ دن قیام کیا، آپ ﷺ اِس موقع پر دو رکعت (یعنی قصر نماز) ہی ادا کرتے رہے، اور آپ شہر والوں (مقیم لوگوں) کو فرماتے تھے: ''تم چار رکعتیں پڑھ لیا کرو، کیونکہ ہم مسافر ہیں۔''

3 ..... بَابُ جَوَازِ اقْتِدَاءِ الْمُتَوَضِّئِ بِالْمُتَيَمِّمِ

وضو کرنے والے کا تیمم کرنے والے کی اقتدا کرنے کے جواز کا بیان

(٢٦٠٦) عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا بَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَامَ ذَاتِ السَّلَاسِلِ قَالَ: اِحْتَلَمْتُ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ شَدِيْدَةِ الْبَرْدِ فَأَشْفَقْتُ إِنِ اغْتَسَلْتُ أَنْ أَهْلِكَ فَتَيَمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِي صَلَاةَ الصُّبْحِ، قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: يَا عَمْرُو! صَلَّيْتَ بِأَصْحَابِكَ وَأَنْتَ جُنُبٌ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي احْتَلَمْتُ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ شَدِيْدَةِ الْبَرْدِ فَأَشْفَقْتُ إِنِ اغْتَسَلْتُ أَنْ أَهْلِكَ وَذَكَرْتُ قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلَا تَقْتُلُوْا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا﴾ فَتَيَمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ

''سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے ذات السلاسل والے سال بھیجا تو سخت سردی والی رات کو مجھے احتلام ہو گیا، مجھے یہ خطرہ تھا کہ اگر میں نے غسل کیا تو مر جاؤں گا، اس لیے میں نے تیمم کیا اور اپنے ساتھیوں کو نمازِ فجر پڑھائی۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتلائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمرو! تو نے اپنے ساتھیوں کو جنابت کی حالت میں ہی نماز پڑھا دی؟'' میں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! مجھے احتلام ہو گیا تھا اور سخت سردی والی رات تھی، مجھے یہ ڈر ہونے لگے کہ اگر میں نے غسل کیا تو مر جاؤں گا، جبکہ مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی یاد آ رہا تھا: ''اپنے آپ کو قتل نہ کرو، بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہمیشہ سے بہت رحم کرنے والا ہے۔'' اس لیے میں نے تیمم کر کے نماز پڑھا دی، یہ سن کر

(٢٦٠٥) تخريج: ......صحيح لغيره دون قوله: ((صلوا اربعا فانا سفر))، وهذا اسناد ضعيف لضعف علي بن زيد بن جدعان أخرجه ابوداود: ١٢٢٩ (انظر: ١٩٨٧٨)

(٢٦٠٦) تخريج: ......حديث صحيح، وهذا اسناد فيه عبد الله بن لهيعة أخرجه ابوداود: ٣٣٤ (انظر: ١٧٨١٢)

فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا۔ (مسند احمد: ۱۷۹٦٥)

رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے اور کچھ نہ کہا۔

4..... بَابُ جَوَازِ الْإِقْتِدَاءِ بِأَمَامٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمَأْمُوْمِ حَائِلٌ

مقتدی کا امام کی اقتدا اس حال میں کرنا کہ ان دونوں کے درمیان کوئی چیز حائل ہو

(۲٦۰۷) عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ فِي حُجْرَتِي وَالنَّاسُ يَأْتَمُّوْنَ بِهِ مِنْ وَرَاءِ الْحُجْرَةِ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهِ۔ (مسند احمد: ۲٤٥۱۷)

''سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں: کہ نبی کریم ﷺ نے میرے حجرے میں نماز پڑھی اور لوگ حجرے کے پیچھے سے آپ ﷺ کی اقتدا کرتے ہوئے آپ ﷺ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔''

(۲٦۰۸) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي حُجْرَتِهِ فَجَاءَ أُنَاسٌ فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهِ فَخَفَّفَ فَدَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ خَرَجَ فَعَادَ مِرَارًا كُلُّ ذٰلِكَ يُصَلِّي، فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! صَلَّيْتَ وَنَحْنُ نُحِبُّ أَنْ تَمُدَّ فِي صَلَاتِكَ، قَالَ: ((قَدْ عَلِمْتُ بِمَكَانِكُمْ وَعَمْدًا فَعَلْتُ ذٰلِكَ.)) (مسند احمد: ۱۲۰۲۸)

''سیدنا انس بن مالک ؓ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ایک رات حجرے میں نماز پڑھی، کچھ لوگ آئے اور انہوں نے بھی آپ ﷺ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھنا شروع کر دی، آپ ﷺ نے نماز میں تخفیف کر دی اور پھر گھر میں داخل ہو گئے، (وہاں آپ ﷺ نے طویل نماز پڑھی) پھر آپ ﷺ نکلے (اور ان کو ہلکی سی نماز پڑھائی)، آپ ﷺ کئی مرتبہ لوٹے، ہر دفعہ نماز پڑھی۔ جب صبح ہوئی تو صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے نماز پڑھی تھی اور ہم یہ پسند کر رہے تھے کہ آپ نماز کو لمبا کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تحقیق میں تمہارے مکان ((اور تمہاری اس حالت)) کو جان گیا تھا اور میں نے جان بوجھ کر یہ کام کیا تھا۔''

فوائد: ......جس حجرے میں آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، اس سے مراد وہ حجرہ ہے جو آپ ﷺ نے چٹائی کے ذریعے مسجد میں بنایا تھا، گھر والا حجرہ مراد نہیں ہے۔ آپ ﷺ گھر میں اس لیے چلے جاتے تھے، تاکہ لوگ چلے جائیں اور آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز نہ پڑھیں۔ ان دو احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر امام اور مقتدی کے درمیان کوئی چیز حائل ہو تو دونوں کی نماز درست ہو گی۔

(۲٦۰۷) تخريج: أخرج بنحوه البخاري: ۷۲۹، ٥۸٦۱، ومسلم: ۷۸۲ (انظر: ۲٤۰۱٦، ۲٤۱۲٤)

(۲٦۰۸) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم أخرجه البزار: ۷۳۱، وابويعلى: ۳۷٥٥، وابن خزيمة: ۱٦۲۷ (انظر: ۱۲۰۰٥)

5 ..... بَابُ اِقْتِدَاءِ الْقَادِرِ عَلَى الْقِيَامِ بِالْجَالِسِ وَالْجَالِسِ لِعُذْرٍ بِالْقَائِمِ

کھڑے ہونے پر قدرت رکھنے والے کا بیٹھے ہوئے امام کی اور کسی عذر کی وجہ سے بیٹھنے والے کا کھڑے ہونے والے امام کی اقتدا کرنے کا بیان

(۲٦۰۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَعَ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((يَا هٰؤُلَاءِ! أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ؟)) قَالُوْا: بَلٰى نَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، قَالَ: ((أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ فِي كِتَابِهِ: مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ؟)) قَالُوْا: بَلٰى نَشْهَدُ أَنَّهُ مَنْ أَطَاعَكَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَإِنَّ مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ طَاعَتَكَ، قَالَ: ((فَإِنَّ مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ أَنْ تُطِيْعُوْنِي، وَإِنَّ مِنْ طَاعَتِي أَنْ تُطِيْعُوْا أَئِمَّتَكُمْ، أَطِيْعُوْا أَئِمَّتَكُمْ، فَإِنْ صَلَّوْا قُعُوْدًا فَصَلُّوْا قُعُوْدًا.)) (مسند احمد: ٥٦٧٩)

''سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن صحابہ کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی، آپ ﷺ ان پر متوجہ ہوئے، اور فرمایا: ''لوگو! کیا تم جانتے نہیں کہ بے شک میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں؟'' انہوں نے کہا: کیوں نہیں، ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے نہیں کہ اللہ نے اپنی کتاب میں یہ حکم نازل کیا ہے کہ جس نے میری اطاعت کی، پس اس نے اللہ کی اطاعت کی؟'' انہوں نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! ہم گواہی دیتے ہیں کہ جس نے آپ کی اطاعت کی، پس اس نے اللہ کی اطاعت کی اور آپ کی اطاعت کرنا اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے سے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ کی اطاعت سے ہے کہ تم میری اطاعت کرو اور میری اطاعت سے ہے کہ تم اپنے اماموں کی اطاعت کرو، اپنے اماموں کی اقتدا کرو، اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھیں تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھا کرو۔''

(۲٦۱۰) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِشْتَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ وَهُوَ قَاعِدٌ وَأَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ يُكَبِّرُ يُسْمِعُ النَّاسَ تَكْبِيْرَهُ فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا فَرَآنَا قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْنَا فَقَعَدْنَا فَصَلَّيْنَا بِصَلَاتِهِ قُعُوْدًا، فَلَمَّا صَلّٰى

''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہوگئے، اس لیے ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، جبکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے اور لوگوں کو سنانے کے لیے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تکبیر کہہ رہے تھے۔ جب آپ ﷺ نے ہماری طرف توجہ کی تو ہمیں کھڑے پا کر ہماری طرف اشارہ کیا (کہ

(۲٦۰۹) تخريج: ...اسناده صحيح۔ أخرجه ابويعلى: ٥٤٥٠، وابن حبان: ٢١٠٩، والطبراني في "الكبير": ١٣٢٣٨ (انظر: ٥٦٧٩)

(۲٦۱۰) تخريج: أخرجه مسلم: ٤١٣ (انظر: ١٤٥٩٠)

قَـالَ: ((اِنْ كِـدْتُّمْ آنِفًا تَفْعَلُوْنَ فِعْلَ فَارِسَ وَالـرُّومِ يَقُوْمُوْنَ عَلٰى مُلُوْكِهِمْ وَهُمْ قُعُوْدٌ فَـلَا تَـفْـعَلُوْا وَائْتَمُّوْا بِأَئِمَّتِكُمْ، اِنْ صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَاِنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُوْدًا.)) (مسند احمد: ١٤٦٤٤)

ہم بیٹھ جائیں)، پس ہم نے بیٹھ کر نماز ادا کی، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''قریب تھا کہ تم وہ کام کرو جو فارسی اور رومی کرتے ہیں، وہ اس طرح کہ ان کے بادشاہ بیٹھے ہوتے ہیں اور وہ ان کے پاس کھڑے ہوتے ہیں، سو تم ایسا نہ کرو اور اپنے اماموں کی اقتدا کیا کرو، اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھیں تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرو اور اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھیں تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو۔''

(٢٦١١) عَـنْ عُـرْوَةَ عَـنْ عَـائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي مَرْضِهِ الَّذِي مَـاتَ فِيْـهِ: ((مُـرُوا أَبَـا بَـكْـرٍ يُصَلِّـي بِـالنَّاسِ.)) قَالَتْ عَائِشَةُ: اِنَّ أَبَابَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيْفٌ، فَمَتٰى يَقُوْمُ مَقَامَكَ تُدْرِكُهُ الرِّقَّةُ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ، مُرُوْا أَبَـا بَـكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ.)) فَصَلّٰى أَبُـوْبَـكْرٍ وَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ خَـلْـفَهُ قَاعِدًا۔ (مسند احمد: ٢٥٧٧٢)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جس بیماری میں وفات پا گئے تھے، اس میں فرمایا: ''ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔'' سیّدنا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ابوبکر بڑے نرم دل (اور جلد رونے والے) آدمی ہیں، جب وہ آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو ان پر رقت طاری ہو جائے گی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم بھی یوسف علیہ السلام کی صاحبات ہو، ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔'' پھر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور نبی کریم ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔''

فوائد: ......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ مشورہ دینے کا اور آپ ﷺ کا ''صَوَاحِبَاتُ يُوْسُف'' کہنے کا کیا مقصد تھا؟ یہ تفصیل حدیث نمبر (١٢٧٢) میں دیکھیں۔

ان احادیث میں دو مسئلے بیان کیے گئے ہیں، اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو مقتدی بھی بیٹھ کر اس کی اقتداء میں نماز پڑھیں، اس کی تفصیل حدیث نمبر (١٢٦٦، ١٢٦٧، ١٢٦٨) کے فوائد میں موجود ہے۔ دوسرا مسئلہ واضح ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھانے والے امام کی اقتدا میں معذور آدمی بیٹھ سکتا ہے۔

6 ..... بَابُ جَوَازِ اِقْتِدَاءِ الْفَاضِلِ بِالْمَفْضُوْلِ
فاضل کا مفضول کی اقتداء کرنے کے جواز کا بیان

تنبیہ: ...... بڑے مرتبے والے کو ''فاضل'' اور کم مرتبے والے کو ''مفضول'' کہتے ہیں۔

(٢٦١١) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ٣٣٨٤، ومسلم: ٤١٨ (انظر: ٢٤٠٦١، ٢٥٢٥٨)

(٢٦١٢) عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ: خَصْلَتَانِ لَا أَسْأَلُ عَنْهُمَا أَحَدًا مِنَ النَّاسِ، رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَهُمَا، صَلَاةُ الْإِمَامِ خَلْفَ الرَّجُلِ مِنْ رَعِيَّتِهِ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَلْفَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَمَسْحُ الرَّجُلِ عَلٰى خُفَّيْهِ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ۔ (مسند احمد: ١٨٣٤٠)

''سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: دو خصلتیں ہیں، میں ان دونوں کے بارے میں لوگوں میں کسی سے سوال نہیں کروں گا، کیونکہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ دونوں کام کرتے ہوئے دیکھا ہے۔(۱) امام کا اپنی رعایا میں سے کسی آدمی کے پیچھے نماز پڑھنا، تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے سیّدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز فجر کی ایک رکعت پڑھی اور (۲) آدمی کا اپنے موزوں پر مسح کرنا، تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں پر مسح کرتے دیکھا ہے۔''

(٢٦١٣) وَعَنْهُ أَيْضًا وَقَدْ سُئِلَ هَلْ أَمَّ النَّبِيَّ ﷺ أَحَدٌ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ غَيْرُ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه؟ قَالَ: نَعَمْ، كُنَّا فِي سَفَرٍ وَذَكَرَ حَدِيْثًا طَوِيْلًا فِيْهِ صِفَةُ وُضُوْءِ النَّبِيِّ ﷺ وَفِيْهِ: قَالَ: ثُمَّ لَحِقْنَا النَّاسَ وَقَدْ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يَؤُمُّهُمْ وَقَدْ صَلّٰى رَكْعَةً فَذَهَبْتُ لِأُوْذِنَهُ فَنَهَانِي فَصَلَّيْنَا الَّتِي أَدْرَكْنَا وَقَضَيْنَا الَّتِي سُبِقْنَا بِهَا۔ (مسند احمد: ١٨٣٤٧)

''سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے، جبکہ ان سے سوال کیا گیا کہ کیا نبی کریم ﷺ نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ اپنی امت میں سے کسی اور کے پیچھے نماز پڑھی ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، ہم سفر میں تھے، ...... پھر لمبی حدیث بیان کی......، جس میں آپ ﷺ کے وضو کا طریقہ بھی بیان کیا، پھر انھوں نے کہا: جب ہم لوگوں کے پاس پہنچے تو نماز کھڑی کی جا چکی تھی اور سیّدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما ان کو امامت کروا رہے تھے اور ایک رکعت پڑھا چکے تھے، میں اُن کو یہ بتلانے کے لیے آگے ہوا (کہ نبی کریم ﷺ پہنچ چکے ہیں)، لیکن آپ ﷺ نے مجھے منع کر دیا، پھر ہم نے ایک رکعت ان کے ساتھ پڑھی اور جو رہ گئی تھی، اس کو بعد میں ادا کر لیا۔''

(٢٦١٤) عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ

''سیّدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ

(٢٦١٢) تخريج: ......حديث صحيح وله طرق كثيرة، وهذا اسناد فيه ضعف وانقطاع أخرجه مسلم: ٢٧٤ (انظر: ١٨١٣٤، ١٨١٥٧، ١٨١٧٢)

(٢٦١٣) تخريج: ......انظر الحديث السابق: ١٤٣١ (انظر: ١٨١٦٤)

(٢٦١٤) تخريج: ......صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف، رشدين بن سعد ضعفه احمد وابن معين وابوداود والنسائی، وابن سعد، وابوسلمة لم يسمع من ابيه أخرجه الطيالسی: ٢٢٣، والبزار: ١٠١٤، وابويعلى: ٨٥٣ (انظر: ١٦٦٥)

عَـوْفٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ كَانَ مَـعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِـي سَـفَـرٍ فَـذَهَـبَ النَّبِيُّ ﷺ لِـحَـاجَتِـهِ فَـأَدْرَكَهُـمْ وَقْـتُ الـصَّلَاةِ فَأَقَامُوا الصَّلَاةَ فَتَـقَـدَّمَهُـمْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَـصَلّٰى مَعَ النَّاسِ خَلْفَهُ رَكْعَةً، فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: ((أَصَبْتُمْ وَأَحْسَنْتُمْ.)) (مسند احمد: ١٦٦٥)

... تھے، نبی کریم ﷺ ... ہے، اُدھر نماز کا وقت ہوگیا، ... عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو امامت کے لیے آگے کر دیا، جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے اُن کی اقتداء میں لوگوں کے ساتھ ایک رکعت پڑھی، جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا: ''تحقیق تم درستگی کو پہنچے ہو اور تم نے اچھا کیا ہے۔''

فوائد: ......ان احادیث سے ثابت ہونے والا مسئلہ تو واضح ہے کہ امام اپنی رعایا میں سے کسی فرد کی اور فاضل مفضول کی اقتداء میں نماز پڑھ سکتا ہے۔ہم ''بَـابُ مَـا يُفْعَلُ إِذَا لَمْ يَحْضُرْ إِمَامُ الْحَيِّ'' (قبیلے کے امام کی عدم موجودگی میں کیا کیا جائے ،اس کا بیان) میں درج بالا حدیث کی روشنی میں یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ اگر مقرر امام وقت پر نہ پہنچے اور بظاہر اس کے پہنچنے کے آثار نظر نہ آ رہے ہوں تو کوئی اور آدمی نماز پڑھا سکتا ہے۔ عام طور پر صحابہ کرام نماز کا وقت ہو جانے پر نبی کریم ﷺ کا انتظار کرتے تھے، لیکن اس موقع پر انتظار نہ کرنے کی یہ وجہ نظر آ رہی ہے کہ آپ ﷺ قضائے حاجت کے لیے الگ ہوئے اور آپ ﷺ کے واپس آنے میں دیر ہوگئی، صحابہ نے سفر کی نزاکت کی وجہ سے زیادہ انتظار کرنا مناسبت نہ سمجھا اور سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھا دی، آپ ﷺ نے آ کر اس کام کی تائید فرمائی اور ایسی صورت میں رعایا میں سے کوئی نماز پڑھا دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

❁❁❁❁

اَبْوَابُ مَوْقِفِ الْأُمَامِ وَالْمَأْمُوْمِ وَأَحْكَامِ الصُّفُوْفِ

امام اور مقتدی کے کھڑے ہونے کی جگہ کے ابواب اور صفیں بنانے کے احکام

1 ..... بَابُ مَوْقِفِ الْوَاحِدِ مِنَ الْأُمَامِ

امام کے ساتھ ایک آدمی کے کھڑے ہونے کا بیان

(٢٦١٥) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يُصَلِّي فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَجَذَبَنِي فَجَرَّنِي، فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّى ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً قِيَامُهُ فِيهِنَّ سَوَاءٌ۔ (مسند احمد: ٢٢٧٦)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ رات کو کھڑے ہوئے اور نماز پڑھنے لگ گئے، میں بھی اٹھا، وضو کیا اور آپ ﷺ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا، آپ ﷺ نے مجھے کھینچا اور اپنی دائیں جانب کھڑا کر دیا، آپ ﷺ نے تیرہ رکعت نماز پڑھی، ان میں آپ ﷺ کا قیام برابر برابر رہا۔''

(٢٦١٦) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَصَلَّيْتُ خَلْفَهُ فَأَخَذَ بِيَدِي فَجَرَّنِي فَجَعَلَنِي حِذَاءَهُ فَلَمَّا أَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى صَلَاتِهِ خَنَسْتُ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لِيْ: ((مَاشَأْنِيْ أَجْعَلُكَ حِذَائِي فَتَخْنِسُ؟)) فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوَ يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يُصَلِّيَ حِذَاءَكَ وَأَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ الَّذِي أَعْطَاكَ اللّٰهُ، قَالَ: فَأَعْجَبْتُهُ، فَدَعَا اللّٰهَ لِي

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس رات کے آخری حصے میں آیا آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا، آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے کھینچ کر اپنی دائیں جانب کھڑا کر دیا۔ پھر جب آپ ﷺ اپنی نماز میں متوجہ ہو گئے تو میں تھوڑا سا پیچھے ہٹ گیا، رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی اور جب فارغ ہوئے تو مجھے فرمایا: ''کیا بات ہے، میں تجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کر رہا تھا اور تو پیچھے ہٹ رہا تھا؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا کسی کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ آپ کے برابر کھڑے ہو کر نماز

(٢٦١٥) تخريج: ..... اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه ابوداود: ١٣٦٥ (انظر: ٢٢٧٦، ٣٤٥٩)

(٢٦١٦) تخريج: ..... اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه الترمذي: ٢٣٣، وأخرجه باختصار ابن ماجه: ٤٢٣، وأخرجه مسلم مطولا ولم يذكر بعضه: ٧٦٣ (انظر: ١٩١٢، ٢٥٦٧، ٣٠٦٠)

أَنْ يَزِيْدَنِي عِلْمًا وَفَهْمًا، قَالَ: ثُمَّ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَامَ حَتّٰى سَمِعْتُهُ يَنْفُخُ ثُمَّ أَتَاهُ بِلَالٌ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! الصَّلَاةَ، فَقَامَ فَصَلّٰى، مَا أَعَادَ وُضُوءًا۔ (مسند احمد: ۳۰۶۰)

پڑھے، حالانکہ آپ تو اللہ کے وہ رسول ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے (بہت کچھ) عطا کیا۔ میں نے یہ بات کر کے آپ ﷺ کو تعجب میں ڈال دیا، اس لیے آپ ﷺ نے میرے لیے دعا کی اللہ تعالیٰ مجھے علم و فہم میں زیادہ کر دے، پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ سو گئے ہیں، حتیٰ کہ میں نے آپ کے خراٹوں کی آواز سنی، پھر سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! نماز، پس آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور دوبارہ وضو کیے بغیر نماز پڑھی۔''

فوائد: ...... یہ آپ ﷺ کا خاصہ تھا کہ سونے سے آپ کا وضو ٹوٹتا نہیں تھا، کیونکہ آپ ﷺ کا دل جاگ رہا ہوتا تھا۔

''اس حدیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایک مقتدی کو امام کے برابر اس کے ساتھ کھڑے ہونا چاہیے، کیونکہ آپ ﷺ نے سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو یہی حکم دیا تھا۔ لیکن اِس صحابی کا پیچھے کو سرک جانا، یہ ان کی طبیعت میں پایا جانے والے آپ ﷺ کے ادب کا نتیجہ تھا، وگرنہ حکم وہی ہے، جو آپ ﷺ نے دیا۔ یہ اسی قبیل کی بات ہے جو ہم حدیث نمبر (۱۴۰۱) میں ذکر کر آئے ہیں، جس کے مطابق نبی کریم ﷺ نے سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز جاری رکھنے کا حکم دیا، لیکن ان پر آپ ﷺ کا ادب غالب آ گیا اور وہ پیچھے ہٹ آئے۔ اس مسئلے پر مزید بحث اس باب کے آخر میں کی جائے گی۔''

(۲۶۱۷) عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: سَأَلْتُ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الرَّجُلِ يُصَلِّي مَعَ الْإِمَامِ، فَقَالَ: يَقُوْمُ عَنْ يَسَارِهِ، فَقُلْتُ حَدَّثَنِي سُمَيْعٌ نِ الزَّيَّاتُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقَامَهُ عَنْ يَمِيْنِهِ، فَأَخَذَ بِهِ۔ (مسند احمد: ۳۳۵۹)

''اعمش کہتے ہیں: میں نے ابراہیم سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو امام کے ساتھ کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے، انھوں نے کہا: وہ امام کی بائیں جانب کھڑا ہوگا۔ میں نے کہا: مجھے تو سمیع زیات نے سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو اپنی دائیں جانب کھڑا کیا تھا۔ پھر ابراہیم نے اس حدیث کو تسلیم کر لیا۔''

(۲۶۱۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ،

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی اور وہ اس طرح کہ اس کے

(۲۶۱۷) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه الدارمی: ۱٤٦١ (انظر: ۳۳۵۹)
(۲۶۱۸) تخريج: ......أخرجه مسلم: ۷٦٦ (انظر: ۱٤۷۸۹)

خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ، فَقُمْتُ خَلْفَهُ فَأَخَذَ بِأُذُنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ۔ (مسند احمد: ١٤٨٤٩)

دونوں کنارے مخالف سمت سے کیے ہوئے تھے۔ میں (نماز پڑھنے کے لیے) آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہوگیا، لیکن آپ ﷺ نے مجھے کان سے پکڑا اور اپنی دائیں جانب کھڑا کر دیا۔''

(٢٦١٩) عَنْ جَبَّارِ بْنِ صَخْرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ يُصَلِّي، قَالَ: فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَحَوَّلَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّيْنَا فَلَمْ يَلْبَثْ يَسِيرًا أَنْ جَاءَ النَّاسُ۔ (مسند احمد: ١٥٥٥٠)

''سیدنا جبار بن صخر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھنے لگے، میں آپ ﷺ کی بائیں جانب کھڑا ہوگیا، آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے پھیر کر اپنی دائیں جانب کر دیا، اور ہم نماز پڑھنے لگے، ابھی تھوڑی دیر بھی نہیں گزری تھی کہ لوگ بھی آگئے۔''

(٢٦٢٠) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي وَأَنَا بِإِزَائِهِ۔ (مسند احمد: ٢٥٧٣٧)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے اور میں آپ ﷺ کے سامنے ہوتی تھی۔''

فوائد: ...... صحیح مسلم (٥١٢، ٥١٤) میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس موضوع کی درج ذیل دو احادیث مروی ہیں:

(۱) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ رات کو نماز پڑھتے اور میں آپ کے پہلو میں لیٹی ہوتی تھی۔

(۲) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھتے تھے اور میں جنازے کی طرح آپ اور آپ کے قبلے کے درمیان لیٹی ہوئی ہوتی تھی۔

(٢٦٢١) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ يُفْرَشُ لِي حِيَالَ مُصَلَّى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ يُصَلِّي وَأَنَا حِيَالَهُ۔ (مسند احمد: ٢٧٢٦٩)

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کی جائے نماز کے سامنے میرے لیے کوئی چیز بچھائی جاتی، پھر آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے اور میں آپ ﷺ کے سامنے ہوتی۔''

فوائد: ...... آخری دو احادیث کا اِس باب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اِس موضوع کی احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مرد یا بچہ امام کی دائیں جانب اس کے برابر کھڑا ہوگا اور عورت کا اکیلے پیچھے کھڑے ہو جانے کا معاملہ تو واضح ہے۔

(٢٦١٩) تخريج: ...... اسناده ضعيف لضعف شرحبيل بن سعد الخطمي، وابواويس صدوق سيىء الحفظ أخرجه ابن الاثير في "اسد الغابة": ١/ ٣١٦، وأخرج بنحوه الطبراني في "الكبير": ٢١٣٧ (انظر: ١٥٤٧١)

(٢٦٢٠) تخريج: ...... حديث صحيح (انظر: ٢٥٢٢٢)

(٢٦٢١) تخريج: ...... اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٤١٤٨، وابن ماجه: ٩٥٧ (انظر: ٢٦٧٣٣)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ سیدہ ام حرام کے پاس آئے، ہم کھجور اور گھی آپ ﷺ کے پاس لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ (کھجور) برتن میں اور یہ (گھی) مشکیزے میں واپس کر دو، کیونکہ میں روزے دار ہوں۔'' پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور ہمیں دو رکعت نفلی نماز پڑھائی، ام حرام اور ام سلیم کو ہمارے پیچھے اور مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کیا، جیسا کہ ثابت نے بیان کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ہمیں چٹائی پر نفلی نماز پڑھائی............۔ (سلسلہ صحیحہ: ۱٤۱، بخاری: ۱/ ٤۹٤، مسلم: ٦٦۰)

امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: فقہ الحدیث یہ ہے کہ ایک مقتدی، امام کی دائیں جانب اور اس کے برابر کھڑا ہو گا، اس سے آگے ہو گا نہ پیچھے، کیونکہ اگر تقدم و تاخر کی کوئی صورت ہوتی تو راوی نقل کر دیتا، حالانکہ آپ ﷺ کی اقتداء میں ایک صحابی کا نماز پڑھنا ایک سے زیادہ بار پیش آیا۔ اس موضوع پر بخاری و مسلم میں سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور مسلم میں سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایات مروی ہیں، میں نے (ارواء الغلیل: ۵۳۳) میں ان کی تخریج کی ہے۔ امام بخاری نے سیّدنا عبداللہ بن عباس کی حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے: "باب یقوم عن یمین الامام بحذاءہ سواء، اذا کانا اثنین" (جب کل دو آدمی ہوں گے تو مقتدی، امام کی دائیں جانب اور اس کے برابر کھڑا ہو گا)

حافظ بن حجر نے (فتح الباری: ۲/ ۱٦۰) میں کہا: ''سواء'' سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امام سے آگے تھے نہ پیچھے، امام صاحب نے اس مسلک کا استدلال سیّدنا ابن عباس کی حدیث کے بعض طرق میں وارد ہونے والے الفاظ "فَقُمْتُ اِلٰی جَنْبِہٖ" سے کیا، کیونکہ ان الفاظ کا ظاہری معنی برابری پر دلالت کرتا ہے۔ عبد الرزاق بیان کرتے ہیں کہ ابن جریج نے کہا: میں نے امام عطاء سے کہا: ایک مقتدی، امام کے ساتھ کیسے کھڑا ہو گا؟ انھوں نے کہا: دائیں جانب۔ میں نے کہا: کیا اس کے اس قدر برابر کھڑا ہو گا (کہ ایسا معلوم ہو کہ) وہ دونوں ایک صف میں کھڑے ہیں؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ میں نے کہا: کیا آپ یہ پسند کریں کہ وہ اس کے برابر اور اس کے ساتھ اس طرح مل کر کھڑا ہو کہ دونوں کے درمیان کوئی شگاف نہ رہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ مؤطا امام مالک میں صحیح سند کے ساتھ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اسی قسم کا اثر ثابت ہے۔ ان تمام احادیث و آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مقتدی، امام کے برابر کھڑا ہو گا۔ بعض مذاہب اس امر کے قائل ہیں کہ ایک مقتدی کو امام سے معمولی پیچھے ہٹ کر کھڑا ہونا چاہیے۔ یہ ایک بے دلیل مذہب ہے اور احادیث صحیحہ کے مخالف بھی ہے۔ مقلدوں کو چاہیے کہ وہ ان احادیث کو ترجیح دے کر اپنے ائمہ کے اقوال کو ترک کر دیں، کیونکہ بہترین سیرت، محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت ہے۔ (صحیحہ: ۱٤۱)

امام البانی رحمہ اللہ نے پیچھے گزر جانے والی حدیث نمبر (۱۴۳۵) کو (صحیحہ: ٦۰٦، ۲۵۹۰) میں ذکر کرنے کے بعد کہا: یہ حدیث ایک اہم فقہی مسئلہ پر مشتمل ہے، اکثر فقہی کتب میں اس کا تذکرہ نہیں کیا گیا، بلکہ بعض کتب میں اس مسئلہ کی مخالفت کی گئی ہے۔ سنت یہ ہے کہ ایک مقتدی امام کی دائیں جانب اور اس کے برابر کھڑا ہو۔ جبکہ بعض مذاہب و مسالک میں کہا گیا ہے کہ مقتدی، امام سے اتنا پیچھے کھڑا ہو کہ اس کے پاؤں کی انگلیاں امام کی ایڑھیوں کے

برابر ہوں۔ امام مالک نے مؤطا میں کہا: امام نافع کہتے ہیں: صرف میں سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں ان کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا، انھوں نے اپنے ہاتھ کے ذریعے مجھے اپنے برابر کھڑا کر دیا۔

پھر امام مالک نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے روایت کی، وہ کہتے ہیں: میں دوپہر کے وقت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، وہ نفلی نماز پڑھ رہے تھے، میں (جماعت کی نیت سے) ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا، لیکن انھوں نے مجھے اپنے قریب کیا اور دائیں جانب اپنے برابر کھڑا کر دیا، جب یرفا آئے تو میں پیچھے ہٹ گئے اور آپ کے پیچھے صف بنا لی۔ اس کی سند صحیح ہے۔ بلکہ مرض الموت کے دوران جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، تو آپ ﷺ ان کی بائیں جانب ان کے برابر بیٹھ گئے۔ امام بخاری نے اس حدیث پر ایک یہ باب قائم کیا ہے: باب یقوم عن یمین الامام بحذائه سواء اذا کانا اثنین۔ یعنی: جب کل نمازی دو ہوں گے تو مقتدی امام کی دائیں جانب بالکل اس کے برابر کھڑا ہوگا۔ (صحیحہ: ۲۵۹۰)

2 ..... بَابُ فِي مَوْقِفِ الْاِثْنَيْنِ مِنَ الْأُمَامِ

امام کے ساتھ دو آدمیوں کے کھڑا ہونے کا بیان

(۲۶۲۲) عَـنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَـامَ النَّبِيُّ ﷺ يُـصَلِّـي الْـمَغْرِبَ فَجِئْتُ فَـقُـمْـتُ اِلَـى جَـنْـبِــهِ عَـنْ يَسَارِهِ فَنَهَانِي فَـجَـعَـلَـنِـي عَـنْ يَمِيْنِهِ فَجَاءَ صَاحِبٌ لِيْ فَـصَـفَـفْنَا خَلْفَهُ فَصَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُخَالِفًا بَيْنَ طَرَفَيْهِ۔ (مسند احمد: ۱٤٥٥٠)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ مغرب کی نماز پڑھ رہے تھے، میں آیا اور آپ ﷺ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا، لیکن آپ ﷺ نے مجھے روکا اور اپنی دائیں جانب کھڑا کر دیا، پھر میرا ایک اور ساتھی آ گیا، اس لیے ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے صف بنا لی، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، آپ ﷺ ایک کپڑے میں تھے، جس کے دونوں کنارے ایک دوسرے کی مخالف سمت میں تھے۔''

(۲۶۲۳) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيْـهِ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَعَلْقَمَةُ عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْـنِ مَسْـعُوْدٍ بِالْهَاجِرَةِ فَلَمَّا مَالَتِ الشَّمْسُ أَقَـامَ الـصَّلَاةَ وَقُـمْنَا خَلْفَهُ، فَأَخَذَ بِيَدِيْ وَبِيَـدِ صَـاحِبِـيْ فَجَعَلَنَا عَنْ نَاحِيَتَيْهِ وَقَامَ

''اسود کہتے ہیں: میں اور علقمہ دوپہر کے وقت سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، جب سورج ڈھلا تو انھوں نے نماز کھڑی کی اور ہم ان کے پیچھے کھڑے ہو گئے، لیکن انھوں نے میرا اور میرے ساتھی کا ہاتھ پکڑا اور ہمیں اپنی دونوں طرف کھڑا کر لیا اور خود ہمارے درمیان کھڑے ہو گئے، پھر کہا: جب تین

(۲۶۲۲) تخریج: ......حدیث صحیح، وهذا اسناد ضعیف لضعف شرحبیل بن سعد أخرجه ابن ماجه: ۹۷٤، وأخرجه ضمن حدیث طویل مسلم: ۳۰۱۰، وابوداود: ٦٣٤ (انظر: ١٤٤٩٦)

(۲۶۲۳) تخریج: ......صحیح لغیره۔ أخرجه مسلم: ٥٣٤ (انظر: ٣٩٢٧)

بَيْنَنَا، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ إِذَا كَانُوْا ثَلَاثَةً، ثُمَّ صَلّٰى بِنَا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: إِنَّهَا سَتَكُوْنُ أَئِمَّةٌ يُؤَخِّرُوْنَ الصَّلَاةَ عَنْ مَوَاقِيْتِهَا فَلَا تَنْتَظِرُوْهُمْ بِهَا وَاجْعَلُوْا الصَّلَاةَ مَعَهُمْ سُبْحَةً۔ (مسند احمد: ٤٣٤٧)

لوگ ہوتے تو رسول اللہ ﷺ اس طرح کیا کرتے تھے، پھر انہوں نے ہمیں نماز پڑھائی اور فارغ ہونے کے بعد کہا: عنقریب ایسے ائمہ ہوں گے جو نمازوں کو ان کے اوقات سے مؤخر کردیں گے، پس تم ان کا انتظار نہ کرنا، (اور وقت پر نماز پڑھ لینا) اور اس کے بعد ان کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز کو نفلی بنا لینا۔''

(٢٦٢٤) (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ إِبْرَاهِيْمَ أَنَّ الْأَسْوَدَ وَعَلْقَمَةَ كَانَا مَعَ عَبْدِاللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ) فِي الدَّارِ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: أَصَلّٰى هٰؤُلَاءِ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: فَصَلّٰى بِهِمْ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ وَقَامَ وَسَطَهُمْ وَقَالَ: إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَاصْنَعُوا هٰكَذَا، فَإِذَا كُنْتُمْ أَكْثَرَ فَلْيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَضَعْ أَحَدُكُمْ يَدَيْهِ بَيْنَ فَخِذَيْهِ إِذَا رَكَعَ فَلْيَحْنَأْ فَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى اخْتِلَافِ أَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ٤٢٧٢)

''(دوسری سند) اسود اور علقمہ دونوں سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھے، انھوں نے پوچھا: کیا ان لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ پھر سیّدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اذان و اقامت کے بغیر نماز پڑھائی اور وہ ان کے درمیان کھڑے ہوئے اور کہا: جب تم تین لوگ ہو تو اس طرح کیا کرو اور جب زیادہ ہو تو تم میں سے ایک امامت کروائے (اور آگے کھڑا ہو)، جب کوئی رکوع کرے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے ہاتھ اپنی رانوں کے درمیان رکھے اور رکوع کے لیے جھکے، میں اب بھی گویا کہ رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کے مختلف ہونے کی طرف دیکھ رہا ہوں۔''

فوائد: ......رکوع کے دوران دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے کے اندر ڈال کر ہاتھوں کو گھٹنوں کے درمیان رکھ لینا تطبیق کہلاتا ہے، یہ عمل شروع میں مسنون تھا، لیکن بعد میں منسوخ ہو گیا اور نئے حکم کے مطابق دورانِ رکوع ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنا مسنون قرار پایا۔ اس دعوی کی دلیل درج ذیل حدیث ہے: سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز سکھائی، پس انھوں نے اللہ اکبر کہا اور رفع الیدین کیا، پھر رکوع کیا اور ہاتھوں میں تطبیق دی اور ان کو گھٹنوں کے درمیان رکھا۔ جب سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کو اس بات کا پتہ چلا تو انھوں نے کہا: میرے بھائی عبد اللہ بن مسعود نے سچ کہا، ہم یہ عمل کرتے تھے، لیکن بعد میں ہمیں گھٹنے پکڑنے کا حکم دیا گیا تھا۔ (مسند احمد: ٣٩٧٤، ابوداود: ٧٤٧، نسائی: ٢/ ١٨٤)

اس طرح دو مقتدیوں کا امام کی دائیں بائیں جانب کھڑا ہونا، یہ بھی منسوخ ہو چکا ہے، ان دونوں امور کی وضاحت حدیث نمبر (٦٢١ تا ٦٢٥) میں بھی ہو چکی ہے۔ سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر اذان و اقامت کے بغیر نماز

(٢٦٢٤) تخريج: ..... انظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٤٢٧٢)

پڑھائی، لیکن دوسری کئی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جماعت اذان واقامت کے ساتھ ہوتی ہے، ہاں اگر کسی مسجد میں دوبارہ جماعت کرائی جا رہی ہو تو صرف اقامت کہہ لینی چاہیے۔

(٢٦٢٥) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷛ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَعَائِشَةُ خَلْفَنَا وَأَنَا اِلٰى جَنْبِ النَّبِيِّ ﷺ أُصَلِّيْ مَعَهُ۔ (مسند احمد: ٢٧٥١)

''سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہمارے پیچھے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں کھڑا تھا اور آپ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔''

(٢٦٢٦) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷛ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَيْتِ أُمِّ حَرَامٍ فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِيْنِهِ وَأُمُّ حَرَامٍ خَلْفَنَا۔ (مسند احمد: ١٣١٤٩)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا کے گھر میں نماز پڑھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کیا اور سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا ہمارے پیچھے کھڑی تھیں۔''

فوائد: ......اِن روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ دو مقتدی امام کے پیچھے کھڑے ہوں گے، البتہ عورت اکیلی صف میں کھڑی ہوگی وہ مردوں کی صف میں ساتھ برابر نہیں کھڑی ہو سکتی خواہ صف میں چھوٹا بچہ ہی کیوں نہ ہو۔

بَابُ مَوْقِفِ الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

مردوں کے ساتھ عورتوں اور بچوں کے کھڑے ہونے کے مقام کا بیان

(٢٦٢٧) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ غَنَمٍ قَالَ: قَالَ أَبُوْ مَالِكٍ الْأَشْعَرِيُّ ﷛ لِقَوْمِهِ: أَلَا أُصَلِّيْ لَكُمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَفَّ الرِّجَالَ ثُمَّ صَفَّ الْوِلْدَانَ ثُمَّ صَفَّ النِّسَاءَ خَلْفَ الْوِلْدَانِ۔ (مسند احمد: ٢٣٢٨٤)

''سیّدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم سے کہا: کیا تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی طرح نماز نہ پڑھاؤں؟ پھر انھوں نے مردوں کی صف بنائی، اس کے بعد بچوں کی اور بچوں کے پیچھے عورتوں کی صف بنائی۔''

(٢٦٢٨) عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ عَمِّهِ أَنَسٍ قَالَ: صَلَّيْتُ أَنَا وَيَتِيْمٌ

''سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اور یتیم، جو ہمارے گھر میں رہتا تھا، نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا

(٢٦٢٥) تخريج: ......صحيح لغيره۔ أخرجه النسائي: ٢/ ٨٦، ١٠٤، وابن خزيمة: ١٥٣٧ (انظر: ٢٧٥١)

(٢٦٢٦) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٦٦٠ (انظر: ١٣٠١٩، ١٣١١٨)

(٢٦٢٧) تخريج: ......اسناده ضعيف لضعف شهر بن حوشب أخرجه الطبراني في "الكبير": ٣٤٣٦ (انظر: ٢٢٨٩٦)

(٢٦٢٨) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٧٢٧، ومسلم: ٦٥٨ (انظر: ١٢٠٨١، ١٢٣٤٠)

كَانَ عِنْدَنَا فِي الْبَيْتِ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فِي بَيْتِنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَتَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي دَارِهِمْ وَصَلَّتْ أُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا۔ (مسند احمد: ۱۲۱۰۵)

نے ہمارے پیچھے نماز پڑھی، اس موقع پر رسول اللہ ﷺ ان کے گھر آئے ہوئے تھے۔''

(۲۶۲۹) عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ ؓ دَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ فَأَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قُوْمُوْا فَلِأُصَلِّيَ لَكُمْ.)) قَالَ أَنَسٌ: فَقُمْتُ إِلٰى حَصِيْرٍ لَنَا، قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُوْلِ مَا لُبِسَ، فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ فَقَامَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُمْتُ أَنَا وَالْيَتِيْمُ وَرَاءَهُ وَالْعَجُوْزُ مِنْ وَرَائِنَا فَصَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ۔ (مسند احمد: ۱۲۵۳۵)

''سیدنا انس بن مالک ؓ کہتے ہیں: میری دادی سیدہ ملیکہ ؓ نے کھانا تیار کیا اور رسول اللہ ﷺ کو اس کے لیے گھر میں بلایا، آپ ﷺ نے کھانا کھانے کے بعد فرمایا: ''اٹھو، میں تم کو نماز پڑھاتا ہوں۔'' میں ایک چٹائی لانے کے لیے اٹھا، جو لمبے عرصہ تک استعمال کیے جانے کی وجہ سے سیاہ ہو گئی تھی، اس لیے میں نے اس پر پانی کے چھینٹے مارے، رسول اللہ ﷺ اس پر کھڑے ہوئے، میں اور یتیم آپ ﷺ کے پیچھے اور بڑھیا ہمارے پیچھے کھڑی ہو گئی، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی، پھر آپ ﷺ واپس چلے گئے۔''

(۲۶۳۰) عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَطَوُّعًا، قَالَ: فَقَامَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ وَأُمُّ حَرَامٍ خَلْفَنَا قَالَ ثَابِتٌ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ وَأَقَامَنِي عَنْ يَمِيْنِهِ فَصَلَّيْنَا عَلٰى بِسَاطٍ۔ (مسند احمد: ۱۲۶۵۳)

''سیدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نفلی نماز پڑھائی، سیدہ ام سلیم ؓ اور سیدہ ام حرام ؓ ہمارے پیچھے کھڑی ہو گئیں اور مجھے آپ ﷺ نے اپنی دائیں جانب کھڑا کر لیا، ہم نے ایک چٹائی پر نماز پڑھی تھی۔''

فوائد: ......صف بندی کے معاملے میں یہ تو واضح ہے کہ امام کے ساتھ پہلی صفوں میں مرد حضرات کھڑے ہوں اور ان میں عقلمند اور سمجھدار لوگ امام کے قریب کھڑے ہوں اور عورتیں پچھلی صفوں میں کھڑی ہوں۔ بچوں کا محل کیا ہے؟ کسی صحیح حدیث میں اس کا تعین نہیں کیا گیا، ظاہر تو یہی ہے کہ جو بچے سن تمیز تک پہنچ چکے ہوں تو اس معاملے میں ان کو مردوں کا ہی حکم دیا جائے گا، بلکہ ان میں سے قرآن کا زیادہ حصہ یاد کرنے والوں کو مردوں کا امام بھی بنایا جائے گا۔ جب آپ ﷺ کے ساتھ ایک بچہ ہوتا تو اسے آپ ﷺ عام مرد کی طرح اپنی دائیں جانب کھڑا کرتے تھے اور بچوں

(۲۶۲۹) تخریج: ......انظر الحدیث السابق: ۱٤٤٦

(۲۶۳۰) تخریج: ......أخرجه مسلم: ٦٦٠ (انظر: ۱۲۶۲۶، ۱۳۰۱۹)

کی تربیت کے پہلو کو مدنظر رکھا جائے تو ان کے لیے یہی مناسب ہے کہ مردوں کے ساتھ کھڑے ہوں امام البانی کہتے ہیں: بچوں کو مردوں کے پیچھے کھڑا کرنے کی کوئی دلیل اس حدیث کے علاوہ مجھے نہیں ملی اور یہ حدیث نا قابل حجت ہے، اس لیے میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا کہ بچے مردوں کے ساتھ کھڑے ہوں، جبکہ صف میں وسعت بھی ہو۔(تمام المنة: ص ٢٨٤)

4 ..... بَابُ وُقُوْفِ الْأُمَامِ أَعْلٰی مِنَ الْمَأْمُوْمِ وَبِالْعَكْسِ

امام کا مقتدیوں سے اونچا کھڑا ہونے اور اس کے برعکس کا بیان

(٢٦٣١) عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ أَوَّلَ يَوْمٍ وُضِعَ فَكَبَّرَ وَهُوَ عَلَيْهِ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ نَزَلَ الْقَهْقَرٰى فَسَجَدَ وَسَجَدَ النَّاسُ مَعَهُ، ثُمَّ عَادَ حَتّٰى فَرَغَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّمَا فَعَلْتُ هٰذَا لِتَأْتَمُّوا بِي وَلِتَعَلَّمُوْا صَلَاتِي.)) فَقِيلَ لِسَهْلٍ: هَلْ كَانَ مِنْ شَأْنِ الْجِذْعِ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ؟ قَالَ: قَدْ كَانَ مِنْهُ الَّذِي كَانَ۔ (مسند احمد: ٢٣٢٥٩)

''سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جس دن منبر بنایا گیا تھا، اسی دن نبی کریم ﷺ اس پر تشریف لائے اور اللہ اکبر کہا، پھر رکوع کیا، پھر الٹے پاؤں نیچے اتر آئے اور سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی سجدہ کیا، پھر آپ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے، پھر نیچے لوٹ آئے، یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گئے اور فرمایا: ''اے لوگو! میں نے یہ کام اس لیے کیا ہے تا کہ تم میری اقتداء کرو اور میری نماز کا طریقہ سیکھ لو۔'' کسی نے سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ سے کہا: وہ تنے کا کیا معاملہ ہے کہ لوگ اس کے بارے میں بعض باتیں کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا: جی، اس کے بارے میں جو بیان کیا جاتا، وہ واقعی ہوا تھا۔''

فوائد: ......ہمام بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مدائن میں لوگوں کو نماز پڑھائی، جبکہ وہ ایک دکان پر کھڑے تھے، سیّدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کو ان کی قمیص سے پکڑ کر (نیچے) کھینچا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو انھوں نے کہا: کیا تو جانتا نہیں ہے کہ لوگوں کو ایسی صورت سے منع کیا جاتا تھا؟ انھوں نے کہا: جی کیوں نہیں، جب آپ نے مجھے کھینچا تھا تو مجھے یہ چیز یاد آ گئی تھی۔(ابو داود: ٥٩٧)

ابو داود کی اگلی حدیث میں ہے: کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث نہیں سنی: ((إِذَا أَمَّ الرَّجُلُ الْقَوْمَ فَلَا يَقُمْ فِي مَكَانٍ أَرْفَعَ مِنْ مَقَامِهِمْ.)) یعنی: ''جب آدمی لوگوں کو نماز پڑھائے تو وہ ان کے مقام سے بلند مقام میں کھڑا نہ ہو۔'' جبکہ اس باب کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے منبر پر چڑھ کر لوگوں کو نماز پڑھائی، جمع و تطبیق کی دو صورتیں ہیں:

(۱) ضرورت کے پیش نظر ایسا کرنا جائز ہے، آپ ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ لوگ آپ ﷺ کی اقتداء کر سکیں اور نماز کی کے متعلق علم حاصل کر سکیں۔

(٢٦٣١) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٤٤٨، ٢٠٩٤، ومسلم: ٥٤٤ (انظر: ٢٢٨٧١)

(۲) نہی والی حدیث کا تعلق زیادہ بلند مقام سے ہے، معمولی بلندی میں کوئی حرج نہیں۔
آج کل دو تین منزلوں اور بیسمنٹ پر مشتمل مساجد میں امام اور مقتدیوں کا ایک دوسرے سے بلند ہونے کا تعلق اضطراری کیفیت سے ہے، بہرحال کسی حدیث میں مقتدی کو بلند مقام میں کھڑے ہونے سے منع نہیں کیا گیا، جبکہ سیّدنا انس اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے کہ وہ امام کی بہ نسبت بلند مقام پر کھڑے ہو کر اس کی اقتدا کرتے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب

بَابُ مَشْرُوْعِيَّةِ وُقُوْفِ أُولِي الْأَحْلَامِ وَالنُّهٰى قَرِيْبًا مِنَ الْإِمَامِ
عقلمند اور سمجھدار لوگوں کا امام کے قریب کھڑے ہونے کی مشروعیت کا بیان

(۲۶۳۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لِيَلِيَنِّيْ مِنْكُمْ أُولُوا الْأَحْلَامِ وَالنُّهٰى، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ، وَإِيَّاكُمْ وَهَوْشَاتِ الْأَسْوَاقِ.)) (مسند احمد: ۴۳۷۳)

''سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے عقلمند اور سمجھدار لوگوں کو چاہیے کہ وہ ضرور ضرور میرے قریب کھڑے ہوں، پھر ان کے بعد وہ کھڑے ہوں جو (عقل وفہم میں) اُن کے قریب ہوں، پھر وہ کھڑے ہوں جو (دوسرے مرتبے کے) لوگوں کے قریب ہوں، اور (صفیں بنانے میں) ایک دوسرے سے اختلاف نہ کرو، وگرنہ تمہارے دل ایک دوسرے کے مخالف ہو جائیں گے، اور بازاروں کے اختلاط اور فتنوں سے بچا کرو۔''

(۲۶۳۳) عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَخْبَرَةَ الْأَزْدِيِّ عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلَاةِ وَيَقُوْلُ: ((اِسْتَوُوا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ، لِيَلِيَنِّيْ مِنْكُمْ أُولُوا الْأَحْلَامِ وَالنُّهٰى، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ.)) قَالَ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ فَأَنْتُمُ الْيَوْمَ أَشَدُّ اخْتِلَافًا۔ (مسند احمد: ۱۷۲۳۱)

''سیّدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے (صف بناتے وقت) ہمارے کندھوں کو چھوتے اور فرماتے: ''برابر ہو جاؤ اور مختلف ہو کر کھڑے نہ ہو، وگرنہ تمہارے دل ایک دوسرے سے مختلف ہو جائیں گے،'' ''تم میں سے عقلمند اور سمجھدار لوگوں کو چاہیے کہ وہ ضرور ضرور میرے قریب کھڑے ہوں، پھر ان کے بعد وہ کھڑے ہوں جو (عقل وفہم میں) اُن کے قریب ہوں، پھر وہ کھڑے ہوں جو (دوسرے مرتبے کے) لوگوں کے قریب ہوں۔'' سیّدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: (لوگو!) آج تم اسی وجہ سے بہت زیادہ اختلاف کا شکار ہو گئے ہو۔''

(۲۶۳۲) تخریج: ..... أخرجه مسلم: ۴۳۲ (انظر: ۴۳۷۳)
(۲۶۳۳) تخریج: ..... أخرجه مسلم: ۴۳۲ (انظر: ۱۷۱۰۲)

(٢٦٣٤) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ أَنْ يَلِيَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ فِي الصَّلَاةِ لِيَأْخُذُوا عَنْهُ۔ (مسند احمد: ١٣٠٩٥)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ یہ پسند کرتے تھے کہ مہاجر اور انصار نماز میں آپ کے قریب کھڑے ہوں تاکہ وہ آپ سے (علم وعمل) حاصل کر سکیں۔''

فوائد: ......مہاجرین وانصار بقیہ صحابہ کی بہ نسبت قدیم الاسلام اور قوی الایمان تھے اور ان صفات کی بنا پر وہ آپ ﷺ کے مختلف احوال کو زیادہ یاد کرنے والے تھے۔

(٢٦٣٥) عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ: أَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ لِلِقَاءِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَلَمْ يَكُنْ فِيهِمْ رَجُلٌ أَلْقَاهُ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أُبَيٍّ فَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ وَخَرَجَ عُمَرُ مَعَ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُمْتُ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ فَجَاءَ رَجُلٌ فَنَظَرَ فِي وُجُوْهِ الْقَوْمِ فَعَرَفَهُمْ غَيْرِي فَنَحَّانِي وَقَامَ فِي مَكَانِي، فَمَا عَقَلْتُ صَلَاتِي، فَلَمَّا صَلَّى قَالَ: يَا بُنَيَّ! لَا يَسُوْؤُكَ اللّٰهُ، فَإِنِّي لَمْ آتِكَ الَّذِي أَتَيْتُكَ بِجَهَالَةٍ وَلٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَنَا: ((كُونُوا فِي الصَّفِّ الَّذِي يَلِيْنِيْ.)) وَإِنِّي نَظَرْتُ فِي وُجُوْهِ الْقَوْمِ فَعَرَفْتُهُمْ غَيْرَكَ، ثُمَّ حَدَّثَ فَمَا رَأَيْتُ الرِّجَالَ مَتَحَتْ أَعْنَاقُهَا إِلٰى شَيْءٍ مُتُوْحَهَا إِلَيْهِ، قَالَ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: هَلَكَ أَهْلُ الْعُقْدَةِ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ! أَلَا لَا عَلَيْهِمْ آسٰى وَلٰكِنْ آسٰى عَلٰى مَنْ يَهْلِكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَإِذَا هُوَ أُبَيٌّ، وَالْحَدِيْثُ عَلٰى لَفْظِ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ۔ (مسند احمد: ٢١٥٨٥)

''قیس بن عباد کہتے ہیں: میں محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو ملنے کے لیے مدینہ آیا، میں جن آدمیوں کو ملنا چاہتا تھا، ان میں مجھے سب سے زیادہ محبوب سیّدنا اُبی رضی اللہ عنہ تھے۔ نماز کے لیے اقامت کہی گئی اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ دوسرے صحابہ کے ساتھ باہر تشریف لائے۔ میں پہلی صف میں کھڑا تھا، ایک آدمی آیا، اس نے لوگوں کے چہروں پر نگاہ ڈالی اور میرے علاوہ سب کو پہچان لیا، اس نے مجھے پیچھے ہٹا دیا اور خود میری جگہ پر کھڑا ہو گیا، میں (غصے کی وجہ سے) اپنی نماز کو نہ سمجھ سکا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو اس نے مجھے کہا: میرے پیارے بیٹے! اللہ تجھے برا نہ کرے۔ میں نے تیرے ساتھ جو کچھ کیا ہے، وہ جہالت کی وجہ سے نہیں کیا، بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا تھا: ''اس صف میں کھڑے ہوا کرو جو میرے قریب ہے۔'' میں نے لوگوں کے چہرے دیکھے، میں تیرے علاوہ ان سب کو پہچانتا تھا، (اس لیے تجھے پیچھے کر دیا)۔ پھر وہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے لگے، میں نے لوگوں کو جس انداز میں ان کی بات کی طرف گردنیں لمبی کرتے ہوئے دیکھا، پہلے یہ انداز نہیں دیکھا تھا، انھوں نے اپنے وعظ میں یہ بھی کہا تھا: ''ربِّ کعبہ کی قسم! بیعت لینے والے (امراء) ہلاک ہو گئے ہیں،

(٢٦٣٤) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه ابن ماجه: ٩٧٧، (انظر: ١١٩٦٣، ١٣٠٦٤)

(٢٦٣٥) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه النسائي: ٢/ ٨٨ (انظر: ٢١٢٦٤)

خبردار! میں ان پر افسوس نہیں کر رہا، مجھے افسوس ان مسلمانوں پر ہے، جو (اُن کی وجہ سے) ہلاک ہوں گے۔'' (اچانک مجھے پتہ چلا کہ) یہ سیّدنا اُبی رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ یہ حدیث سلیمان بن داود کے الفاظ کے مطابق بیان کی گئی ہے۔

فوائد: ......ان احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ سمجھدار اور عقلمند لوگ امام کے قریب کھڑے ہوں، تا کہ ضرورت کے وقت دورانِ نماز اس کے نائب بنیں، امام کے بھول جانے کی صورت میں اسے لقمہ دیں، اچھے انداز میں امام کی اقتداء کریں اور اس کی نماز کی کیفیت کو ضبط کر کے لوگوں کو اس کی تعلیم دیں۔ عصر حاضر میں اس حکم نبوی کا کوئی خیال نہیں رکھا جا رہا اور لوگ ایک روایتی روٹین کے غلام بن کر رہ گئے ہیں۔

6 ..... باب الحث علی تسویة الصفوف ورصها وبیان خیرها من شرها

صفوں کو درست کرنے اور ملانے پر رغبت دلانے کا بیان اور ان میں سے سب سے اچھی اور سب سے بری صفوں کا بیان

تنبیه: چونکہ آج کل اکثر و بیشتر مقامات پر صفوں کی درستگی کا کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا، بلکہ یہ اہتمام کرنے والوں کو طعن و تشنیع کا مستحق ٹھہرایا جاتا ہے، ایسے لوگوں سے گزارش ہے کہ وہ درج ذیل احادیث کا بغور مطالعہ کریں۔

(٢٦٣٦) عَنْ أَبِی سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰی مَا یُكَفِّرُ اللّٰهُ بِهِ الْخَطَایَا وَیَزِیْدُ بِهِ فِی الْحَسَنَاتِ؟)) قَالُوْا: بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((إِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَی الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلٰی هٰذِهِ الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، مَا مِنْكُمْ مِنْ رَجُلٍ یَخْرُجُ مِنْ بَیْتِهِ مُتَطَهِّرًا فَیُصَلِّیْ مَعَ الْمُسْلِمِیْنَ الصَّلَاةَ ثُمَّ یَجْلِسُ فِی الْمَجْلِسِ یَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ الْأُخْرٰی إِلَّا الْمَلَائِكَةُ تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ،

''سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہاری رہنمائی ایسے امور کی طرف نہ کروں کہ اللہ جن کے ذریعے خطاؤں کو معاف کرتا ہے اور نیکیوں میں اضافہ کرتا ہے؟'' انہوں نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''ناپسندیدگیوں کے باوجود مکمل وضو کرنا، اِن مسجدوں کی طرف زیادہ قدم چل کر آنا اور نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، تم میں سے جو آدمی اپنے گھر سے وضو کر کے نکلتا ہے اور مسلمانوں کے ساتھ ایک نماز ادا کر کے اُسی جائے نماز میں دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھ جاتے ہے، تو فرشتے اس کے لیے یہ دعا کرتے ہیں: اے اللہ! اس کو

(٢٦٣٦) تخریج: ......حدیث صحیح، وهذا سند حسن فی المتابعات أخرجه مطولا ومختصرا ابن ماجه: ٤٢٧، وابن ابی شیبة: ١/ ٧، ٢/ ٣٨٥، والبیهقی: ٢/ ١٦، وابن خزیمة: ١٧٧، ٣٥٧، ١٥٦٢ (انظر: ١٠٩٩٤)

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، فَإِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاعْدِلُوْا صُفُوْفَكُمْ وَأَقِيْمُوْهَا وَسُدُّوا الْفُرَجَ فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي، فَإِذَا قَالَ إِمَامُكُمُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، فَقُوْلُوْا اَللّٰهُ أَكْبَرُ، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، وَإِنَّ خَيْرَ صُفُوْفِ الرِّجَالِ الْمُقَدَّمُ، وَشَرَّهَا الْمُؤَخَّرُ، وَخَيْرَ صُفُوْفِ النِّسَاءِ الْمُؤَخَّرُ، وَشَرَّهَا الْمُقَدَّمُ، يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! إِذَا سَجَدَ الرِّجَالُ فَاغْضُضْنَ أَبْصَارَكُنَّ لَا تَرَيْنَ عَوْرَاتِ الرِّجَالِ مِنْ ضِيْقِ الْأُزُرِ.)) (مسند احمد: ١١٠٠٧)

معاف کر دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنی صفوں کو برابر اور سیدھا کیا کرو اور شگافوں کو پر کر دیا کرو، بے شک میں تم کو اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں، جب تمہارا امام اللہ اکبر کہے تو تم اللہ اکبر کہو، جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو۔ بے شک مردوں کی بہترین صف اگلی صف ہے اور ان کی بری ترین صف پچھلی ہے اور عورتوں کی بہترین صف پچھلی ہے اور ان کی بری صف اگلی صف ہے، اے عورتوں کی جماعت! جب مرد سجدہ میں جائیں تو تم اپنی نظریں نیچی رکھا کرو، تاکہ ان کے ازار چھوٹے ہونے کی وجہ سے ان کی شرمگاہوں کو نہ دیکھ سکو۔''

فوائد: ...... ''بری صف'' سے مراد اجر و ثواب سے کمی والی بات ہے۔

(٢٦٣٧) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ الْمُقَدَّمُ وَشَرُّهَا الْمُؤَخَّرُ، وَشَرُّ صُفُوْفِ النِّسَاءِ الْمُقَدَّمُ وَخَيْرُهَا الْمُؤَخَّرُ.)) (مسند احمد: ٨٤٠٩)

''سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردوں کی بہترین صف اگلی ہے اور ان کی بری ترین صف پچھلی ہے اور عورتوں کی بری ترین صف اگلی ہے اور ان کی بہترین صف پچھلی ہے۔''

(٢٦٣٨) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ بِنَحْوِهِ وَزَادَ: ثُمَّ قَالَ: ((يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ إِذَا سَجَدَ الرِّجَالُ فَاغْضُضْنَ أَبْصَارَكُنَّ لَا تَرَيْنَ عَوْرَاتِ الرِّجَالِ مِنْ ضِيْقِ الْأُزُرِ.)) (مسند احمد: ١٤١٦٩)

''سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے بھی اسی قسم کی حدیث مروی ہے، اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عورتوں کی جماعت! جب مرد سجدہ میں جائیں تو تم اپنی نظروں کو نیچا رکھا کرو، تاکہ مردوں کے تہبند چھوٹے ہونے کی وجہ سے ان کی شرمگاہوں کو نہ دیکھ سکو۔''

(٢٦٣٧) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ٤٤٠ (انظر: ٨٤٢٨)
(٢٦٣٨) تخريج: ...... صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ابي شيبة في "مسنده" (انظر: ١٤١٢٣)

(٢٦٣٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَقِيْمُوا الصَّفَّ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّ إِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلَاةِ.)) (مسند احمد: ٨١٤٢)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز میں صف کو سیدھا اور برابر کرو، پس بے شک صف کا سیدھا اور برابر کرنا نماز کی خوبصورتی ہے۔''

فوائد: ......سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِيْ.)) وَكَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ)) یعنی: ''صفوں کو سیدھا رکھا کرو، کیونکہ میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھ لیتا ہوں۔'' ہم (صف میں اپنے ساتھ کھڑے) ساتھی کے کندھے کے ساتھ کندھا اور پاؤں کے ساتھ پاؤں ملاتے تھے۔ (بخاری: ٧٢٥)

قابل توجہ بات یہ ہے کہ صحابۂ کرام ﷺ نے آپ ﷺ کی موجودگی میں آپ کے فرمان ''صفوں کو سیدھا رکھو'' کا مفہوم یہ سمجھا کہ کندھے کے ساتھ کندھا اور پاؤں کے پاؤں ملایا جائے۔ امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: امام بخاری کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: (یہ حدیث سننے کے بعد) ایک آدمی اپنے ساتھ کھڑے ہونے والے کے کندھے کے ساتھ کندھا اور قدم کے ساتھ قدم ملاتا تھا۔ یہ زیادتی مخلص کی کتاب ''فوائد'' میں بھی ہے اور مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ الفاظ ہیں: سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ ہم میں سے ایک آدمی اپنے ساتھی کے کندھے کے ساتھ کندھا اور قدم کے ساتھ قدم ملاتا تھا، لیکن اگر آج آپ اس پر عمل کرتے ہوئے اپنے ساتھی کے ساتھ پاؤں ملائیں تو وہ سرکش اور بے قابو خچر کی طرح بدک جاتا ہے۔ امام بخاری نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے: باب الزاق المنكب بالمنكب والقدم بالقدم فی الصف (صف میں کندھے کے ساتھ کندھا اور پاؤں کے ساتھ پاؤں ملانا) (صحیحہ: ٣١)

قارئین کرام! سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے اس سنت سے اعراض کرنے والوں کو خچر کے ساتھ تشبیہ دے کر جو نقشہ کھینچا ہے، ہو بہو آج بھی وہی صورت حال ہے، اکثر و بیشتر مساجد میں نہ صرف اس سنت سے اعراض کیا جاتا ہے، بلکہ اس مبارک طریقۂ نبوی پر عمل کرنے والوں پر کیچڑ بھی اچھالا جاتا ہے۔

(٢٦٤٠) عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ جَاءَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ ﷺ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَقُلْنَا لَهُ: مَا أَنْكَرْتَ مِنْ عَهْدِ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: مَا أَنْكَرْتُ مِنْكُمْ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّكُمْ لَا تُقِيْمُوْنَ

''بشیر بن یسار کہتے ہیں: سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ (بصرہ سے) مدینہ منورہ تشریف لائے، ہم نے ان سے کہا: آپ کو نبی کریم ﷺ کے زمانے کی بہ نسبت کون سی چیز عجیب اور نئی لگ رہی ہے؟ انھوں نے کہا: میں تمہارے اندر کسی چیز کو عجیب

(٢٦٣٩) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٧٢٢، ومسلم: ٤٣٥ (انظر: ٨١٥٧)
(٢٦٤٠) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٧٢٤ (انظر: ١٢١٠٩، ١٢١٢٤)

صُفُوْفَكُمْ۔ (مسند احمد: ١٢١٤٨)

محسوس نہیں کر رہا، البتہ یہ چیز ہے کہ تم اپنی صفوں کو سیدھا اور برابر نہیں کرتے۔''

(٢٦٤١) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ قَبْلَ أَنْ يُكَبِّرَ فَيَقُوْلُ: ((تَرَاصُّوْا (وَفِي رِوَايَةٍ: أَقِيْمُوا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاصُّوا) وَاعْتَدِلُوْا فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي)) (مسند احمد: ١٣٤٢٩)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے ہماری طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے: '' آپس میں مضبوطی سے مل جاؤ، (اور ایک روایت میں ہے: اپنی صفوں کو سیدھا کرلو، اور آپس میں مل جاؤ) اور برابر ہو جاؤ، بے شک میں تم کو اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔''

فوائد: ......سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَقِيْمُوْا الصُّفُوْفَ وَحَاذُوْا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ وَسُدُّوْا الْخَلَلَ وَلِيْنُوْا بِأَيْدِيْ إِخْوَانِكُمْ وَلَا تَذَرُوْا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطَانِ وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللّٰهُ.)) (ابوداود) یعنی: ''صفوں کو سیدھا کرو، کندھوں کو برابر کرو، خلا کو پر کرو، اپنے بھائیوں کے لیے نرم ہو جاؤ، شیطان کے لیے (صف میں) خالی جگہیں مت چھوڑو، جس نے صف کو ملایا اللہ تعالیٰ اسے ملائے گا اور جس نے صف کو کاٹا اللہ تعالیٰ اسے کاٹے گا''۔

اتنی زیادہ تاکیدات کے باوجود اکثر مساجد میں صف بندی کی طرف توجہ نہیں دی جاتی۔ ایسے ایک دو ذمہ دار افراد سے اس موضوع پر میری بات بھی ہوئی ہے، ان کا کہنا تھا کہ ان کے ہاں ان تمام احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ کھڑے ہونے والوں کو ایک لائن اور سیدھ میں رہنا چاہیے، مل کر کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ان لوگوں کی عربی زبان سے جہالت اور اِن احادیثِ مبارکہ سے غفلت کا نتیجہ ہے۔ ان لوگوں کو چاہیے کہ صرف اِس حدیث کے لفظ ''تَرَاصُّوْا'' کا معنی عربی لغات میں دیکھ لیں، انشاء اللہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

(٢٦٤٢) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسَوِّيْنَا فِي الصُّفُوْفِ كَمَا تُقَوَّمُ الْقِدَاحُ حَتّٰى إِذَا ظَنَّ أَنَّا أَخَذْنَا ذٰلِكَ عَنْهُ وَفَهِمْنَاهُ أَقْبَلَ ذَاتَ يَوْمٍ بِوَجْهِهِ فَإِذَا رَجُلٌ مُنْتَبِذٌ بِصَدْرِهِ، فَقَالَ: ((لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ.)) (مسند احمد: ١٨٦١٨)

''سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمیں صفوں میں ایسے سیدھا کرتے، جیسے تیروں کی لکڑیوں کو سیدھا کیا جاتا ہے، حتیٰ کہ جب آپ ﷺ نے یہ گمان کر لیا کہ ہم نے آپ سے یہ تعلیم حاصل کر لی ہے اور ہم اس طریقے کو سمجھ گئے ہیں، ایک دن آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور دیکھا کہ ایک آدمی کا سینہ آگے کو نکلا ہوا تھا، اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ضرور ضرور اپنی صفوں کو سیدھا کرو

(٢٦٤١) تخريج: ......أخرجه البخارى: ٧١٨، ٧٢٥، ومسلم: ٤٣٤ (انظر: ١٢٠١١، ١٣٣٩٦)
(٢٦٤٢) تخريج: ......أخرجه البخارى: ٧١٧، ومسلم: ٤٣٦ (انظر: ١٨٣٨٩، ١٨٤٠٠، ١٨٤٢٧)

گے، یا پھر اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کے درمیان ایک دوسرے کے لیے مخالفت ڈال دے گا۔''

فوائد: ......اس زمانے میں لوگوں بلکہ قریبی رشتہ داروں میں بہت زیادہ منافرت اور دشمنی پائی جا رہی ہے، اس کی ایک وجہ دورانِ جماعت صفوں کو درست نہ کرنا ہے۔ امام البانی رقمطراز ہیں: سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ ہر آدمی اپنے ساتھی کے کندھے کے ساتھ کندھا، گھٹنے کے ساتھ گھٹنا اور ٹخنے کے ساتھ ٹخنہ ملاتا تھا۔ یہ دو احادیثِ مبارکہ درج ذیل اہم فوائد پر مشتمل ہیں:

(اول) صفوں کو سیدھا کرنا، ان کو برابر کرنا اور ان میں مل کر کھڑے ہونا واجب ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے اور حکم کا تقاضا وجوب ہوتا ہے، الا یہ کہ کوئی قرینہ ہو، لیکن یہاں سیّدنا نعمان کی حدیث کا دوسرا حصہ اس وجوب میں مزید تاکید پیدا کرتا ہے کہ اگر حکم کے مطابق صف بندی کا اہتمام نہ کیا گیا تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے مابین اختلاف ڈال دے گا۔ بڑی واضح بات ہے کہ جو کام سرے سے واجب ہی نہ ہو، وہاں ایسی دھمکی نہیں سنائی جاتی۔

(دوم) صفوں کو سیدھا رکھنے کی صورت یہ ہے کہ کندھوں کے ساتھ کندھے اور پاؤں کے ساتھ پاؤں ملایا جائے، کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو صف بندی کا حکم دیا تو انھوں نے اسی انداز میں آپ کے فرمودات کی تعمیل کی تھی، جیسا کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا: سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی صراحت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کا صف بندی کا یہ انداز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں تھا، اس طرح اس حدیث سے یہ استدلال کرنا درست قرار پاتا ہے کہ صفوں کو سیدھا کرنے اور ان کو برابر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مل کر کھڑا ہوا جائے۔

لیکن بڑا افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اِس انداز کے مطابق صفوں کو سیدھا کرنے میں غفلت برتی ہے، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ انھوں نے اس سنت کو ضائع کر دیا ہے، الا ماشاء اللہ۔ ۱۳۶۸ھ (یعنی تقریبا ۱۹۴۹ء) کی بات ہے، میں نے مکہ مکرمہ میں دو بھائی دیکھے تھے، وہ صفوں کی درستگی کی سنت سمیت تمام سننِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عملی جامہ پہنانے کے بڑے ہی حریص تھے۔ رہا مسئلہ چاروں معروف تقلیدی مذہبوں کا، تو میں حنبلیوں کو بھی مستثنیٰ کیے بغیر کہوں گا کہ تمام مقلدوں نے اس سنت کے سلسلے میں کافی سستی برتی ہے، بلکہ یہ سنت ان کے ہاں مٹ چکی ہے، وہ مسلسل اس سنت سے بے رخی برت رہے ہیں، بلکہ بعض مذاہب نے تو اس رواج کو قانون بنا رکھا ہے کہ نماز میں قیام کے دوران پاؤں کے درمیان چار چار انگلیوں کا فاصلہ ہونا چاہیے، وہ اس سے زیادہ فاصلہ کرنے کو مکروہ سمجھتے ہیں، جیسا کہ (الفقه على المذاهب الأربعة: ۱/ ۲۰۷) میں تفصیل موجود ہے۔ حقیقتِ حال یہ ہے کہ اتنے فاصلے کی تعیین کرنا بلا دلیل ہے، یہ محض رائے ہے، اگر یہ ثابت ہو بھی جائے تو اصولی قواعد کو مدنظر رکھتے ہوئے صف بندی والی بے شمار اور صریح روایات کی روشنی میں اس کو امام اور منفرد پر محمول کریں گے، تاکہ سنتِ صحیحہ کے ساتھ تعارض سے بچا جا سکے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے اور آپ کی سنتوں کے احیاء کی فضیلت حاصل کرنے پر

حریص مسلمانوں اور مساجد کے ائمہ کو متنبہ کرتا ہوں کہ وہ اس سنت پر عمل کریں، اپنے آپ کو اس کے حریص ثابت کریں اور لوگوں کو اس کی طرف دعوت دیں، حتی کہ سارے لوگ اس سنت پر عمل پیرا نظر آئیں، اگر ایسے ہوا تو ہم آپ ﷺ کی اس وعید سے نجات پا سکیں گے: ''اگر تم نے صفیں درست نہ کیں تو اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں اختلاف ڈال دے گا۔''

مجھے یہ خبر موصول ہوئی ہے کہ ایک داعیٔ اسلام نے اس سنت کو معمولی سمجھا اور اس قسم کا اشارہ بھی دیا کہ آپ ﷺ نے صحابہ کو اس قسم کی تعلیم نہیں دی تھی، حالانکہ صحابہ کرام نے اس پر عمل کیا اور آپ ﷺ نے ان کو برقرار رکھا۔ لیکن اس بیچارے کو کیا پتہ کہ صحابہ کرام نے سب سے پہلے ان احادیث کا مفہوم یہ سمجھا تھا کہ کندھے کے ساتھ کندھا اور پاؤں کے ساتھ پاؤں ملایا جائے، یہ کام انھوں نے نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں کیا اور آپ ﷺ نے ان کو برقرار رکھا۔ اہل سنت کے نزدیک اس سنت کے شرعی ہونے کے لیے یہ ثبوت کافی ہے، کیونکہ حاضر کو نظر آنے والی چیز غیر حاضر سے مخفی ہوتی ہے اور وہ صحابہ کرام ایسی جماعت تھے کہ ان کے منہج کا پیروکار بد بخت اور گمراہ نہیں ہو سکتا ہے۔

(سوم) سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آپ ﷺ کے ایک معجزے کا بیان ہے کہ آپ ﷺ اپنے پیچھے سے دیکھ لیتے تھے۔ لیکن معلوم ہونا چاہیے کہ آپ ﷺ کا یہ معجزہ حالتِ نماز کے ساتھ خاص تھا، کیونکہ کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نماز کی حالت کے علاوہ بھی آپ ﷺ اس معجزہ سے متصف ہوئے ہوں۔ واللہ اعلم۔

(چہارم) دونوں احادیث میں یہ قاعدہ بیان کیا گیا ہے کہ ظاہری فساد، باطنی فساد کو اور باطنی فساد، ظاہری فساد کو لازم ہے، یہ قانون کثیر احادیث میں بیان کیا گیا ہے، شاید ہم کسی موقع پر ان کو جمع کر دیں۔

(پنجم) بعض مقامات میں یہ بدعت رائج ہے کہ جب مؤذن "قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ" کہتا ہے، تو امام تکبیر تحریمہ کہنا شروع کر دیتا ہے۔ ایسا کرنا احادیث صحیحہ کی مخالفت ہے، جیسا کہ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے، کیونکہ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کو اقامت کے بعد صفوں کی درستگی پر توجہ دینی چاہیے اور اس سلسلے میں ان کو وعظ و نصیحت کرنا چاہیے، کیونکہ امام سے مقتدیوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر کوئی (کسی نہ کسی طرح) نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں باز پرس کی جائے گی۔'' (صحیحہ: ۳۲)

(۲٦٤۳) عَنْ أَبِي سَعِيدِنِ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ ﷺ فِي أَصْحَابِهِ تَأَخُّرًا، فَقَالَ: تَقَدَّمُوْا فَأْتَمُّوا بِيْ، وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ، لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُوْنَ حَتّٰى يُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.)) (مسند احمد: ۱۱۳۱۲)

''سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ میں (خواہ مخواہ کی) تاخیر دیکھی اور فرمایا: ''آگے بڑھو اور میری اقتداء کرو اور تمہارے پیچھے والے تمہاری اقتداء کریں۔ (متنبہ رہو کہ) لوگ پیچھے ہٹتے رہتے ہیں، حتی کہ اللہ تعالیٰ ان کو قیامت والے دن پیچھے کر دے گا۔''

(۲٦٤۳) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٤۳۸ (انظر: ۱۱۱٤۲)

فوائد: ......اس ''تاخیر'' سے مراد کیا ہے؟ درج ذیل روایت کا جائزہ لیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا یَزَالُ قَوْمٌ یَتَأَخَّرُوْنَ عَنِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ، حَتّٰی یُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ فِی النَّارِ.)) یعنی: ''لوگ پہلی صف سے پیچھے ہٹتے رہیں گے، یہاں تک اللہ تعالیٰ ان کو آگ میں پیچھے چھوڑ دے گا۔'' (ابوداود: ٦٧٩)

قارئین کرام! کیا آپ نے اپنا اور لوگوں کا جائزہ لیا ہے کہ نماز میں شرکت کرنے کے لیے پہلے پہل پہنچنے اور رغبت کے ساتھ پہلی صفوں کا اہتمام کرنے کے معاملے میں کتنی غفلت پائی جا رہی ہے، اکثر نمازی تو سرے سے جماعت کا ہی اہتمام نہیں کرتے۔ اس بے رغبتی اور غفلت کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے دوری ہے۔ (اللہ تعالیٰ کی پناہ)

(٢٦٤٤) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَأْتِیْنَا إِذَا قُمْنَا إِلَی الصَّلَاةِ فَیَمْسَحُ عَوَاتِقَنَا أَوْ صُدُوْرَنَا وَکَانَ یَقُوْلُ: ((لَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُکُمْ.)) وَکَانَ یَقُوْلُ: ((إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِکَتَهُ یُصَلُّوْنَ عَلَی الصَّفِّ الْأَوَّلِ أَوِ الصُّفُوْفِ الْأُوَلِ.)) (مسند احمد: ١٨٨٢٤)

''سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب ہم نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آتے اور ہمارے کندھوں یا سینوں کو چھوتے اور فرماتے: ''(اس معاملے میں) اختلاف نہ کرو، وگرنہ تمہارے دل ایک دوسرے کے لیے مخالف ہو جائیں گے۔'' اور یہ فرماتے تھے: ''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے پہلی صف والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔''

فوائد: ......فرشتوں کا رحمت بھیجنا، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایسے لوگوں کے حق میں دعائے رحمت کرتے ہیں۔

(٢٦٤٥) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ یَوْمٍ فَقَالَ: ((مَا لِی أَرَاکُمْ رَافِعِی أَیْدِیْکُمْ کَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَیْلٍ شُمْسٍ، أُسْکُنُوا فِی الصَّلَاةِ.)) ثُمَّ خَرَجَ عَلَیْنَا فَرَآنَا حِلَقًا فَقَالَ: ((مَا لِی أَرَاکُمْ عِزِیْنَ.)) ثُمَّ خَرَجَ عَلَیْنَا فَقَالَ: ((أَلَا تَصُفُّوْنَ کَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِکَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟)) قَالَ: قَالُوا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! کَیْفَ

''سیّدنا جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم اپنے ہاتھوں کو اس طرح اٹھاتے ہو، جیسے یہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں، نماز میں سکون اختیار کرو۔'' پھر ایک دفعہ آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمیں گروہوں کی شکل میں بیٹھے ہوئے دیکھ کر فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ تم مختلف گروہوں کی صورت میں ہو؟'' پھر ایک دفعہ آپ ہمارے پاس آئے اور فرمایا: ''کیا تم اس طرح صفیں نہیں

(٢٦٤٤) تخریج: ......حدیث صحیح۔ أخرجه ابن خزیمة: ١٥٥٢، وابن ابی شیبة: ١/ ٣٧٨ (انظر: ١٨٦٢١، ١٨٦٤٣)

(٢٦٤٥) تخریج: ......أخرجه مسلم: ٤٣٠ (انظر: ٢١٠٢٤)

تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟ قَالَ: ((يُتِمُّونَ الصُّفُوفَ الْأُولٰى وَيَتَرَاصُّونَ فِي الصَّفِّ.)) (مسند احمد: ۲۱۳۳۷)

بناتے، جیسے فرشتے اپنے رب کے پاس بناتے ہیں؟'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! فرشتے اپنے رب کے پاس کیسے صفیں بناتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ پہلے اگلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صف میں آپس میں مضبوطی کے ساتھ مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔''

فوائد: ......آج کل جن مساجد میں دو دو مقتدیوں کے درمیان سات آٹھ آٹھ انچ کا فاصلہ ہونے کے باوجود جو ائمہ وخطباء خاموش رہتے ہیں، بلکہ لوگوں کو ایسی ہی صف بنانے کی باتیں کرتے رہتے ہیں، ان کو عربی لغت کی روشنی میں اس حدیث ِ مبارکہ کے آخری الفاظ پر غور کرنا چاہیے کہ ''وَيَتَرَاصُّونَ'' کا کیا معنی ہے۔ اس لفظ کا مادہ ''ر صّ'' ہے، جس کا معنی ہے: ایک دوسرے سے ملنا، جڑنا، دانتوں کا ترتیب کے ساتھ ملا ہوا ہونا، چمٹنا، پیوست ہونا، اس باب سے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کو ''بُنْيَانٌ مَرْصُوْص'' اور مضبوط اور پختہ چیز کو ''رَصِيْص'' کہتے ہیں۔

(۲۵٤٦) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَتُسَوُّنَّ الصُّفُوْفَ أَوْ لَتُطْمَسَنَّ وُجُوْهُكُمْ وَلَتُغْمِضُنَّ أَبْصَارَكُمْ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُكُمْ)) (مسند احمد: ۲۲۵۷۸)

''سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم ضرور ضرور اپنی صفوں کو سیدھا کرو گے یا پھر تمہارے چہروں کی صورتیں تبدیل کر دی جائیں گی اور تم ضرور اپنی آنکھوں کو بند کرو یا تمہاری آنکھوں کو ضرور اچک لیا جائے گا۔''

(۲٦٤٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: أَقِيْمُوا الصُّفُوْفَ فَإِنَّمَا تَصُفُّوْنَ بِصُفُوْفِ الْمَلَائِكَةِ وَحَاذُوا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ وَسُدُّوا الْخَلَلَ وَلِيْنُوا فِي أَيْدِي إِخْوَانِكُمْ وَلَا تَذَرُوْا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطَانِ وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللّٰهُ.)) (مسند احمد: ۵۷۲٤)

''سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی صفوں کو سیدھا کرو، (خیال تو کرو کہ) تم نے فرشتوں کی صفوں کی طرح صفیں بنانی ہیں، اپنے کندھوں کو برابر رکھو، خالی جگہوں کو پر کردو، اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم رہو اور شیطان کے لیے کوئی خالی جگہ نہ چھوڑو۔ (یاد رکھو کہ) جس نے صف کو ملایا اللہ اس کو (اپنے فضل اور رحمت سے) ملائے گا، اور جس نے صف کو کاٹا اللہ اس کو (اپنی رحمت سے) کاٹ دے گا۔''

فوائد: ......''اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم رہو'' اس کا مطلب یہ ہے کہ صف کے شگاف کو پر کرنے والے

(۲۵٤٦) تخریج: ......اسناده ضعيف جدّا، عبيد الله بن زحر الافريقي وعلى بن يزيد الالهاني ضعيفان أخرجه أبو يعلى في ''مسنده''، والطبراني في ''الكبير'': ۷۸٤۹ (انظر: ۲۲۲۲۵)

(۲٦٤٧) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٦٦٦ (انظر: ۵۷۲٤)

آدمی کے لیے کوئی مشکل پیدا نہ کی جائے، بلکہ نمازی کو چاہیے کہ وہ حرکت کر کے اس کے لیے وسعت پیدا کرے۔ کئی لوگوں کو دیکھا ہے کہ جب ان کے پاؤں کے ساتھ پاؤں ملایا جاتا ہے یا بسا اوقات ان کے پاؤں پر زور آ جاتا ہے تو وہ بدک پڑتے ہیں اور اونچا اونچا بولنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ روحِ اسلام سے خالی ہیں۔ ''جس نے صف کو ملایا'' یعنی اس میں موجود شگاف کو پُر کیا اور نقص کو مکمل کیا۔ ''جس نے صف کو کاٹا'' بغیر نماز کے صفوں کے اندر بیٹھ جانا، شگاف پر کرنے والے آدمی کو روک دینا، اسی طرح نماز نہ پڑھنے والے بچوں کو بیچ میں کھڑا کر لینا اور جان بوجھ کر پاؤں اور کندھوں کو ملانے کا اہتمام نہ کرنا، اس قسم کے امور صف کو کاٹنے کے زمرے میں آتے ہیں۔

(٢٦٤٨) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((رُصُّوا صُفُوْفَكُمْ وَقَارِبُوْا بَيْنَهَا وَحَاذُوا بِالْأَعْنَاقِ فَوالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! إِنِّي لَأَرَى الشَّيَاطِيْنَ تَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصُّفُوْفِ كَأَنَّهَا الْحَذَفُ.)) (مسند احمد: ١٣٧٧١)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اپنی صفوں کو ملاؤ، ان کو قریب قریب کرو اور گردنوں کو (ایک سیدھ میں) برابر رکھو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! بے شک میں شیطانوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ صفوں کے درمیان خالی جگہوں میں یوں گھستے ہیں، جیسے وہ بغیر بالوں کے کالی بھیڑیں ہیں۔''

فوائد: ......''ان کو قریب قریب کرو'' کا معنی یہ ہے کہ دو صفوں کے درمیان کا فاصلہ ضرورت کے مطابق ہونا چاہیے، ایک صف دوسری صف سے زیادہ دور نہ ہو۔ ''حَذَف'': کالی چھوٹی بھیڑیں جن کے نہ بال ہوں، نہ دم اور نہ کان۔ جب بعض مساجد میں اس قسم کی احادیث بیان کی جاتی ہے کہ صف کے خلا میں شیطان گھس جاتے ہیں، تو بعض لوگ یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ مسجد میں شیطان کہاں سے آ جاتا ہے۔ ایسے لوگوں سے گزارش ہے کہ جب صحابہ کرام مسجد نبوی میں آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہوتے تو وہاں تو رہ جانے والے شگاف میں شیطان پہنچ جاتا تھا، جس کو آپ ﷺ نے دیکھ کر یہ نسخہ بتایا کہ دو مقتدیوں کے درمیان کوئی خلا اور شگاف نہیں ہونا چاہیے۔

(٢٦٤٩) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَقِيْمُوا صُفُوْفَكُمْ لَا يَتَخَلَّلُكُمْ كَأَوْلَادِ الْحَذَفِ.)) قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا أَوْلَادُ الْحَذَفِ؟ قَالَ: ((سُودٌ جُرْدٌ تَكُوْنُ بِأَرْضِ الْيَمَنِ)) (مسند احمد: ١٨٨٢١)

''سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی صفوں کو سیدھا اور برابر کیا کرو، شیطان ''حَذَف'' کی اولاد کی طرح تمہارے اندر نہ گھسنے پائے۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ''حَذَف'' کی اولاد سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ سیاہ رنگ کی بھیڑیں ہوتی

(٢٦٤٨) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط مسلم أخرجه ابوداود: ٦٦٧ (انظر: ١٣٧٣٥)

(٢٦٤٩) تخريج: ......اسناده صحيح- أخرجه ابن ابى شيبة: ١/ ٣٥١، والطبرانى فى "الصغير": ٣٣٠، والبيهقى: ٣/ ١٠١ (انظر: ١٨٦١٨)

ہیں، ان کے بال نہیں ہوتے اور یہ یمن کے علاقے میں پائی جاتی ہیں۔''

(۲۶۵۰) عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اِنِّی أَنْظُرُ أَوْ اِنِّی لَأَنْظُرُ مَا وَرَائِی كَمَا أَنْظُرُ اِلٰى مَا بَيْنَ يَدَیَّ، فَسَوُّوا صُفُوْفَكُمْ وَأَحْسِنُوا رُكُوْعَكُمْ وَسُجُوْدَكُمْ.)) (مسند احمد: ۱۰۵۷۲)

''سیّدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک میں اپنے پیچھے بھی ایسے ہی دیکھتا ہوں، جیسے اپنے آگے دیکھتا ہوں، اس لیے اپنی صفوں کو سیدھا رکھا کرو اور رکوع وسجود کو اچھے انداز میں ادا کیا کرو۔''

فوائد: ......یہ نبی کریم ﷺ کا معجزہ تھا کہ نماز میں مقتدیوں کے حالات بھی آپ ﷺ کو نظر آتے تھے۔

(۲۶۵۱) وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَحْسِنُوا اِقَامَةَ الصُّفُوْفِ فِی الصَّلَاةِ، خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ فِی الصَّلَاةِ أَوَّلُهَا، وَشَرُّهَا آخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ فِی الصَّلَاةِ آخِرُهَا، وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا)) (مسند احمد: ۱۰۲۹۵)

''سیّدنا ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم نے فرمایا: ''نماز میں صفوں کو اچھی طرح سیدھا رکھا کرو، نماز میں مردوں کی بہترین صف پہلی ہے اور ان کی بدترین صف آخری ہے اور عورتوں کی نماز میں بہترین صف آخری ہے اور ان کی بدترین صف پہلی ہے۔''

فوائد: ......پہلے یہ تاویل گزر چکی ہے کہ بدترین صف سے مراد وہ صف ہے، جس میں اجر وثواب کم ہو جاتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ اگر کسی مقام پر صرف عورتیں نماز باجماعت پڑھ رہی ہوں یا وہ نماز تو مردوں کے ساتھ پڑھ رہی ہوں، لیکن مختلف منزلوں کی وجہ سے کسی ایک منزل میں مردوں سے بالکل الگ تھلگ ہوں تو کیا ایسے مقام پر بھی ان کو پہلی صف میں کم اجر ملے گا اور آخری میں زیادہ؟

معلوم ایسے ہوتا ہے کہ درج بالا حدیث کا تعلق صرف اس صورت سے ہے کہ جب عورتیں مردوں کے پیچھے نماز پڑھ رہی ہوں، کیونکہ یہ رغبت دلانے کی وجہ عورتوں کو مردوں سے دور رکھنا ہے۔ امام نووی نے بھی اسی رجحان کا اظہار کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۲۶۵۲) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ:

''سیّدنا انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(۲۶۵۰) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه ابونعيم فی "دلائل النبوة": ۳۵۴، والحميدی: ۹۶۱ (انظر: ۸۹۲۷، ۸۷۷۱، ۱۰۵۶۱)

(۲۶۵۱) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه ابن ماجه: ۱۰۰۰ (انظر: ۱۰۲۹۰)

(۲۶۵۲) تخريج: ......أخرجه البخاری: ۷۲۳، ومسلم: ۴۳۳ (انظر: ۱۲۸۱۳)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَوُّوا (وَفِي رِوَايَةٍ: أَتِمُّوا) صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ.)) (مسند احمد: ١٤١٤٢)

نے فرمایا: ''اپنی صفوں کو برابر کرواور ((ایک روایت کے مطابق)) مکمل کرو، پس بے شک صفوں کو برابر کرنا نماز کی تکمیل میں سے ہے۔''

فوائد: ......اس حدیث کا واضح طور پر یہ مفہوم ہے کہ صف میں نقص سے نماز میں کمی لازم آئے گی۔

(٢٦٥٣) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَقِيْمُوا صُفُوْفَكُمْ فَإِنَّ مِنْ حُسْنِ الصَّلَاةِ إِقَامَةَ الصَّفِّ)) (مسند احمد: ١٣٩٣٩)

''سیّدنا انس رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی صفوں کو سیدھا کرو، بے شک صف کو سیدھا رکھنا نماز کی خوبصورتی میں سے ہے۔''

(٢٦٥٤) عَنْ مُصْعَبِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: طَلَبْنَا عِلْمَ الْعُوْدِ الَّذِي فِي مَقَامِ الْإِمَامِ، فَلَمْ نَقْدِرْ عَلٰى أَحَدٍ يَذْكُرُ لَنَا فِيهِ شَيْئًا، قَالَ مُصْعَبٌ: فَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ السَّائِبِ بْنِ خَبَّابٍ صَاحِبُ الْمَقْصُوْرَةِ، فَقَالَ: جَلَسَ إِلَيَّ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ يَوْمًا فَقَالَ: هَلْ تَدْرِي لِمَ صُنِعَ هٰذَا؟ وَلَمْ أَسْأَلْهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ: لَا وَاللّٰهِ لَا أَدْرِي لِمَ صُنِعَ۔ فَقَالَ أَنَسٌ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَضَعُ عَلَيْهِ يَمِينَهُ ثُمَّ يَلْتَفِتُ إِلَيْنَا فَيَقُوْلُ: ((اِسْتَوُوْا وَاعْدِلُوا صُفُوفَكُمْ.)) (مسند احمد: ١٣٧٠٤)

''مصعب بن ثابت کہتے ہیں: امام کے مقام کے پاس ایک لکڑی تھی، ہم نے اس کی حقیقت کے بارے میں معلوم کرنا چاہا، لیکن ہمیں کوئی ایسا آدمی نہ ملا جو اس کے بارے میں کچھ بتلا سکے۔ پھر مقصورہ والے محمد بن مسلم نے مجھے بتلاتے ہوئے کہا: ایک دن سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ میرے پاس بیٹھے اور کہا: کیا تو جانتا ہے کہ یہ لکڑی کیوں بنائی گئی؟ حالانکہ میں اس کے بارے ان سے کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ میں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ اس کو کیوں بنایا گیا۔ پھر سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ اس پر اپنا ہاتھ رکھتے اور ہماری طرف متوجہ ہو کر فرماتے: ''اپنی صفوں کو سیدھا اور برابر کرلو۔''

فوائد: ......ابوداود کے ایک طریق کے الفاظ یہ ہیں: كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ أَخَذَهُ بِيَمِيْنِهِ، ثُمَّ الْتَفَتَ فَقَالَ: ((اعْتَدِلُوْا، سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ.)) ثُمَّ أَخَذَهُ بِيَسَارِهِ فَقَالَ: ((اعْتَدِلُوْا، سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ.)) یعنی: جب آپ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اسے اپنی دائیں ہاتھ سے پکڑتے اور (مقتدیوں کی طرف) متوجہ ہو کر فرماتے: ''برابر ہو جاؤ، اپنی صفوں کو سیدھا کرلو۔'' پھر اس کو بائیں ہاتھ میں پکڑتے اور فرماتے:

(٢٦٥٣) تخريج: ......انظر الحديث السابق: ١٤٧٠

(٢٦٥٤) تخريج: ......انظر الحديث السابق: ١٤٧٠ (٢٦٥٤) تخريج: ......اسناده ضعيف لضعف مصعب بن ثابت وجهالة محمد بن مسلم بن السائب، أخرجه ابوداود: ٦٦٩، ٦٧٠ (انظر: ١٣٦٦٩)

''برابر ہو جاؤ اور اپنی صفوں کو سیدھا کر لو۔'' معلوم ایسے ہوتا ہے کہ امام کی جائے نماز کے قریب یہ کوئی لاٹھی وغیرہ تھی، جس کے ذریعے اشارہ کر کے صفوں کو درست کرنے کا حکم دیا جاتا تھا۔ بہر حال یہ حدیث ضعیف ہے۔

(٢٦٥٥) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَتِمُّوا الصَّفَّ الْأَوَّلَ ثُمَّ الَّذِي يَلِيْهِ، فَإِنْ كَانَ نَقْصٌ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ)) (مسند احمد: ١٣٤٧٣)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پہلی صف کو پہلے مکمل کرو، پھر اس کے بعد والی کو، اگر کوئی کمی ہو تو وہ آخری صف میں ہونی چاہیے۔''

فوائد: ......مقتدیوں کو چاہیے کہ وہ بالترتیب پہلی صفوں کو مکمل کرتے جائیں۔

(٢٦٥٦) عَنْ عَائِشَةَ ﷺ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَمَلَائِكَتَهُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ الصُّفُوْفَ، وَمَنْ سَدَّ فُرْجَةً رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً)) (مسند احمد: ٢٥٠٩٤)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان لوگوں پر رحمت بھیجتے ہیں، جو صفوں کو ملاتے ہیں اور جو شخص صف کے خلا کو پر کرتا ہے، اللہ اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے۔''

فوائد: ......فرشتوں کا رحمت بھیجنا، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایسے لوگوں کے حق میں دعائے رحمت کرتے ہیں۔ یہ تھیں صف بندی کے بارے میں مسند احمد کی روایات، اب ہم سلسلہ صحیحہ کی اس موضوع سے متعلقہ ایسی روایات ذکر کریں گے، جو مسند احمد میں نہیں ہیں اور ان کے ساتھ امام البانی کے تاثرات کا تذکرہ بھی ہوگا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ سَدَّ فُرْجَةً بَنَى اللّٰهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَرَفَعَهُ بِهَا دَرَجَةً.)) یعنی: ''جس نے (صف کے) شگاف کو پُر کیا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا اور ایک درجہ بلند کر دے گا۔''

(صحيحه: ١٨٩٢، الأمالي للمحاملي: ق ٣٦/٢، الطبراني في "الاوسط": ١/ ٣٢/ ٢نحوه)

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِيَّايَ وَالْفُرَجَ.)) يَعْنِي: فِي الصَّلَاةِ. یعنی: ''نماز میں صفوں کے درمیان خالی جگہیں رکھنے سے بچو۔'' (صحيحه: ١٧٥٧، الطبراني في "المعجم الكبير": ٣/١٢٢/٢)

اتنی فضیلت ہونے کے باوجود اکثر مساجد میں صفوں میں مل کر کھڑے ہونے کا اہتمام نہیں کیا جاتا، بلکہ ایسا نہ کرنے پر آمادہ کرنے والے خطیب اور امام بھی موجود ہیں، جو مل کر کھڑے نہ ہونے کو اپنے مسلک کا امتیازی مسئلہ سمجھتے

(٢٦٥٥) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٦٧١، والنسائي: ٢/ ٩٣ (انظر: ١٢٣٥٢)

(٢٦٥٦) تخريج: ......حديث حسن، وهذا اسناد ضعيف، انما هو عروة عن النبي ﷺ مرسل أخرجه ابن ماجه: ٩٩٥ (انظر: ٢٤٥٨٧)

ہیں۔ معلوم نہیں کہ احادیثِ مبارکہ سے اس قدر بے توجہی کرنے کی کیا وجہ ہے؟ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((خِيَارُكُمْ أَلْيَنُكُمْ مَنَاكِبَ فِي الصَّلَاةِ وَمَا مِنْ خُطْوَةٍ أَعْظَمُ أَجْراً مِنْ خُطْوَةٍ مَشَاهَا رَجُلٌ إِلَى فُرْجَةٍ فِي الصَّفِّ فَسَدَّهَا .)) یعنی: ''تم میں سے بہتر لوگ وہ ہیں جو نماز میں (صفوں میں مل کر کھڑے ہونے کے معاملے میں) نرم کندھوں والے ہیں۔ اس قدم سے زیادہ کسی قدم پر اجر نہیں جو صف کے شگاف کو پر کرنے کے لیے اٹھایا جاتا ہے۔'' (صحيحه: ٢٥٣٣، الطبراني في "الأوسط": ١/٣٢/٢)

اس حدیث سے دو احکام ثابت ہوئے: (۱) نماز میں صف بندی کے وقت مل کر کھڑے ہونا اور (۲) صف کو پر کرنے کی خاطر چلنے والے قدم کی فضیلت۔

امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: خطابی نے (معالم السنن: ١/ ٣٣٤) میں کہا: ''کندھوں کی نرمی'' سے مراد نماز میں سکون اور اطمینان ہے، نہ نمازی خود کسی کی طرف متوجہ ہو اور نہ اپنے کندھے کو کسی کے کندھے سے رگڑے۔ لیکن ان الفاظ سے ایک دوسرا معنی بھی مراد لیا جا سکتا ہے اور وہ یہ کہ جو بندہ صف کے شگاف کو پر کرنے کے لیے یا جگہ کی تنگی کی وجہ سے صف میں داخل ہونا چاہتا ہے، تو پہلے کھڑے ہونے والا اسے نہ روکے، بلکہ اس کو جگہ دے اور اپنے کندھے کے ذریعے اسے دھکا نہ دے، تاکہ صفیں مل جائیں اور کندھے سے کندھا مل جائے۔ میں (البانی) کہتا ہوں: پہلا معنی حدیث کے سیاق و سباق سے بہت دور ہے، بشرطیکہ کوئی غور و تامّل کرنے والا ہو اور دوسرا معنی حدیث کے موافق ہے، اس کی تائید سنن ابی داود کی روایت کے الفاظ سے ہوتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَقِيمُوا الصُّفُوفَ، وَحَاذُوا بِالْمَنَاكِبِ، وَسُدُّوا الْخَلَلَ، وَلِينُوا بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ، وَلَا تَذَرُوا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطَانِ، وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللّٰهُ .)) یعنی: ''صفوں کو سیدھا کرو، مونڈھوں کو برابر کرو، شگافوں کو پر کرو، اپنے بھائیوں کے لیے نرم ہو جاؤ اور شیطان کے لیے شگاف نہ چھوڑو۔ جس نے صف کو ملایا، اللہ تعالیٰ اس کو (اپنی رحمت سے) ملائے گا اور جس نے صف کو کاٹا، اللہ تعالیٰ اس کو (اپنی رحمت سے) کاٹ دے گا''۔

اس کی سند صحیح ہے، جیسا کہ امام نووی نے کہا۔ اس روایت سے یہ وضاحت ہو رہی ہے کہ ''نرمی'' سے مراد شگافوں کو پُر کرنا اور صفوں کو ملانا ہے، اسی لیے امام ابوداود نے اس حدیث کے بعد کہا: ''اپنے بھائیوں کے لیے نرم ہو جاؤ'' کا مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی آدمی کسی صف میں داخل ہونا چاہتا ہو تو ہر آدمی کو اس کے لیے اپنا کندھا نرم کر دینا چاہیے، تاکہ وہ صف میں داخل ہو جائے، اسی بنیاد پر امام نووی نے استدلال کرتے ہوئے (المجموع: ٤/ ٣٠١) میں کہا: جو آدمی صف میں داخل ہونا چاہتا ہے، اس کے لیے وسعت پیدا کرنا مستحب ہے۔ محبِّ سنت پر واضح ہونا چاہیے کہ خطابی کا بیان کردہ پہلا قول، نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھنے والے صحابہ کے عمل کے مخالف ہے، سیّدنا انس بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا تھا: ''صفوں کو سیدھا کیا کرو، کیونکہ میں تم کو اپنے پیچھے سے دیکھتا رہتا ہوں۔'' پھر سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم میں سے ہر کوئی اپنا کندھا اپنے ساتھی کے کندھے کے ساتھ اور اپنا

پاؤں اپنے ساتھی کے پاؤں کے ساتھ ملا دیتا۔(بخاری: ٧٢٥)

اس حدیث کا شاہد سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، میں نے ان دونوں کی تخریج (صحیح ابی داود: ٦٦٨) میں کی ہے۔ بعض لکھاریوں نے اس چیز کا انکار کر دیا کہ نماز باجماعت کے لیے کھڑے ہونے والے لوگ کندھے کے ساتھ کندھا اور پاؤں کے ساتھ پاؤں ملائیں۔ ان کا خیال ہے کہ اس طرح مل کر کھڑے ہونا صف بندی کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث کا تقاضا نہیں ہے، اس ملنے ملانے سے مراد شگافوں کو پُر کرنا ہے، نہ کہ ایک دوسرے کے ساتھ جڑ جانا۔

حقیقت یہ ہے ان لوگوں نے ان احادیث کے عملی تقاضوں کو پورا نہیں کیا، یہ ان لوگوں کی طرح ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات کو اس کی شان کے مطابق تسلیم کرنے کی بجائے ان کی تعطیل کر دی۔ بلکہ صف بندی کی احادیث کے تقاضوں کو پورا نہ کرنا اس سے بھی زیادہ قبیح ہے، کیونکہ راویٔ حدیث ایک طرف رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بیان کر رہا ہے اور دوسری طرف صحابہ کرام کی اس فرمان کی تعمیل بیان کر رہا ہے کہ انھوں کندھے اور پاؤں ملائے تھے۔ لیکن یہ لوگ کہتے ہیں کہ حقیقت میں ملنا ملانا مراد ہی نہیں ہے، بس اللہ ہی ہے، جس سے تائید و نصرت کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے۔ (صحیحہ: ٢٠٣٣)

قارئین کرام! یہ وہ فرموداتِ نبوی ہیں، جو صفوں کی درستگی اور ان میں مل کر کھڑے ہونے پر دلالت کرتے ہیں، لیکن تعجب اس بات پر ہے کہ بعض مساجد میں نہ صرف اس اہم سنت کا کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا، بلکہ ان کی غلط تاویلیں کر کے عوام الناس کو ان کی مخالفت کرنے پر ابھارا جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ
پہلی صف کی فضیلت کا بیان

(٢٦٥٧) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ‌رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا عَلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا إِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا.)) (مسند احمد: ٧٢٢٥)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو پتہ چل جائے کہ اذان اور پہلی صف کا ثواب کیا ہے تو پھر اگر وہ کوئی چارۂ کار نہ پائیں، سوائے قرعہ اندازی کے تو وہ قرعہ اندازی بھی کر دیں، اور اگر وہ جان لیں کہ ظہر کی نماز میں کتنا ثواب ہے تو وہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں اور اگر لوگوں کو علم ہو جائے کہ عشاء اور فجر کی نمازوں کا ثواب کیا ہے تو وہ ضرور آئیں، اگرچہ انھیں سرین کے بل گھسٹ کر آنا پڑے۔''

(٢٦٥٧) تخريج: ......أخرجه البخاری: ٦١٥، ٦٥٣، ٦٥٤، ٧٢٠، ومسلم: ٤٣٧ (انظر: ٧٢٢٦)

(٢٦٥٨) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ أَوِ الصُّفُوْفِ الْأُوْلَى)) (مسند احمد: ١٨٥٥٤)

''سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صفوں (والوں) پر رحمت بھیجتے ہیں۔''

(٢٦٥٩) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ نَحْوُهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ عَلَى الصُّفُوفِ الْأُوَلِ (وَفِي لَفْظٍ) عَلَى الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ۔ (مسند احمد: ١٨٨٤٣)

''سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے اسی قسم کی حدیث مروی ہے، البتہ ان کی ایک روایت میں ''عَلَى الصُّفُوفِ الْأُوَلِ'' کے الفاظ اور دوسری روایت میں ''عَلَى الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ'' کے الفاظ ہیں۔''

(٢٦٦٠) عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَسْتَغْفِرُ لِلصَّفِّ الْمُقَدَّمِ ثَلَاثًا وَلِلثَّانِي مَرَّةً۔ (مسند احمد: ١٧٢٧١)

''سیّدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلی صف والوں کے لیے تین مرتبہ بخشش کی دعا کرتے اور دوسری صف والوں کے لیے ایک مرتبہ۔''

(٢٦٦١) عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((الصَّفُّ الْمُقَدَّمُ عَلَى مِثْلِ صَفِّ الْمَلَائِكَةِ وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ فَضِيْلَتَهُ لَابْتَدَرْتُمُوْهُ.)) (مسند احمد: ٢١٥٨٨)

''سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پہلی صف فرشتوں کی صف جیسی ہے اور اگر تم کو اس کی فضیلت کا پتہ چل جائے تو تم اس کی طرف جلدی کرو۔''

(٢٦٦٢) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ.)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَعَلَى الثَّانِي۔ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ.)) قَالُوا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَعَلَى الثَّانِي۔ قَالَ:

''سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور دوسری صف والے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف والوں پر رحمت بھیجتے ہیں''۔ صحابہ نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! اور دوسری صف والے؟

(٢٦٥٨) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه البزار: ٥٠٨ (انظر: ١٨٣٦٤)

(٢٦٥٩) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه النسائي: ٢/ ١٣ (انظر: ١٨٥٠٦، ١٨٦٤٠)

(٢٦٦٠) تخريج: ......حديث صحيح، وهذا سند منقطع أخرجه ابن ماجه: ٩٩٦، والنسائي: ٢/ ٩٢ (انظر: ١٧١٤١، ١٧١٥٧)

(٢٦٦١) تخريج: ......حديث حسن۔ أخرجه ابو داود: ٥٥٤ (انظر: ٢١٢٦٥، ٢١٢٦٦)

(٢٦٦٢) تخريج: ......صحيح لغيره۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٧٧٢٧ (انظر: ٢٢٢٦٣)

((وَعَلَى الثَّانِي .)) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَحَاذُوْا بَيْنَ مَنَاكِبِكُمْ وَلِيْنُوْا فِي أَيْدِي إِخْوَانِكُمْ وَسُدُّوا الْخَلَلَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ بَيْنَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْحَذَفِ .)) يَعْنِي أَوْلَادَ الضَّأْنِ الصِّغَارِ۔ (مسند احمد:))

آپ ﷺ نے فرمایا: ''دوسری صف والوں پر بھی۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی صفوں کو سیدھا کرو، کندھوں کو برابر رکھو، اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم رہو اور صف کے خلا کو پر کرو، پس بے شک شیطان بھیڑ کے چھوٹے بچوں کی طرح تمہارے درمیان گھس جاتا ہے۔''

شرح:...... احادیثِ مبارکہ کا مفہوم واضح ہے، لیکن اکثر لوگوں میں اس سلسلے میں بڑی بے رغبتی پائی جاتی ہے۔

8 ..... بَابُ هَلْ يَأْخُذُ الْقَوْمُ مَصَافَّهُمْ قَبْلَ الْإِمَامِ أَمْ لَا
کیا لوگ امام سے پہلے صفیں بنالیں یا نہیں

(٢٦٦٣) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ) قَالَ: قَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا تُقَامُ الصَّلَاةُ حَتّٰى تَكَامَلَ بِنَا الصُّفُوْفُ، فَمَنْ سَرَّهُ أَنْ يَلْقَى اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ غَدًا مُسْلِمًا، فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ فَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ ﷺ سُنَنَ الْهُدٰى۔ (مسند احمد: ٣٩٧٩)

''سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں دیکھتا ہوں کہ نماز اس وقت تک کھڑی نہ کی جاتی تھی جب تک ہم صفوں کو مکمل نہ کر لیتے تھے، جس کو یہ بات خوش کرتی ہے کہ وہ کل اللہ تعالیٰ کو بحیثیتِ مسلمان ملے تو اس کو چاہیے کہ وہ فرض نمازوں کی حفاظت اس مقام پر کرے جہاں ان کے لیے بلایا جاتا ہے، کیونکہ یہ ہدایت کے طریقوں میں سے ہیں اور بے شک اللہ نے اپنے نبی کے لئے ہدایت کے طریقے مقرر کیے ہیں۔''

(٢٦٦٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ "وَفِي رِوَايَةٍ إِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلَاةِ" فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِيْ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةَ .)) (مسند احمد: ٢٣٠٢٦)

''سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کے لیے اقامت کہی جائے تو تم اس وقت تک کھڑے نہ ہوا کرو جب تک مجھے نہ دیکھ لو اور سکون کو لازم پکڑو۔''

(٢٦٦٣) تخريج: ...... صحيح، وهذا اسناد ضعيف لضعف شريك بن عبد الله النخعي، وهو متابع أخرجه مطولا مسلم: ٦٥٤ (انظر: ٣٩٣٦، ٣٩٧٩)

(٢٦٦٤) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ٦٣٨، ٩٠٩، ومسلم: ٦٠٤ (انظر: ٢٢٦٤٩)

(۲۶۶۵) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ نَجِيٌّ لِرَجُلٍ فِي الْمَسْجِدِ فَمَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ حَتّٰى نَامَ الْقَوْمُ۔ (مسند احمد: ۱۲۰۱۰)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی اور رسول اللہ ﷺ مسجد میں ایک آدمی سے سرگوشی کرتے اور نماز کی طرف نہ آئے، حتیٰ کہ لوگوں سونا شروع ہو گئے۔''

(۲۶۶۶)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ نَجِيٌّ لِرَجُلٍ حَتّٰى نَعَسَ أَوْ كَادَ يَنْعُسُ بَعْضُ الْقَوْمِ۔ (مسند احمد: ۱۲۱۵۲)

''(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی اور رسول اللہ ﷺ ایک آدمی سے سرگوشی کرتے رہے، (اور نماز کے لیے نہ آئے) حتیٰ کہ لوگ اونگھنے لگ گئے یا قریب تھا کہ وہ اونگھنے لگ جائیں۔''

(۲۶۶۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَعُدِّلَتِ الصُّفُوفُ قِيَامًا (وَفِي رِوَايَةٍ: قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ إِلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ) فَخَرَجَ إِلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَلَمَّا قَامَ فِي مُصَلَّاهُ ذَكَرَ أَنَّهُ جُنُبٌ فَقَالَ لَنَا مَكَانَكُمْ، ثُمَّ رَجَعَ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَكَبَّرَ فَصَلَّيْنَا مَعَهُ۔ (مسند احمد: ۱۰۷۳۰)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی اور نبی کریم ﷺ کے آنے سے پہلے صفیں برابر ہو گئیں، پھر آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور جب مصلے پر کھڑے ہوئے تو آپ کو یاد آیا کہ آپ جنبی تھے، اس لیے آپ ﷺ نے ہمیں فرمایا کہ اپنی جگہوں پر ٹھہرے رہو، پھر آپ واپس لوٹ گئے۔ جب غسل کر کے تشریف لائے تو آپ کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔''

شرح: ...... حدیث نمبر (۱۴۸۲) سے ثابت ہوا کہ امام کو دیکھ کر مقتدیوں کو کھڑا ہونا چاہیے، جبکہ اس باب کی آخری حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ کی آمد سے پہلی ہی صحابہ کرام کی صفیں برابر ہو گئی تھیں۔ معلوم ایسے ہوتا ہے کہ شروع شروع میں صحابہ کرام ﷺ آپ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے کھڑے ہو جاتے تھے اور بسا اوقات آپ ﷺ سے تاخیر ہو جانے کی صورت میں ان کو زیادہ دیر تک کھڑا ہونا پڑتا تھا، اس لیے بعد میں آپ ﷺ نے اپنی آمد سے پہلے کھڑے ہونے سے منع کر دیا، اس رجحان کی دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے جب لوگوں کو امام کے پہنچنے سے پہلے کھڑا ہونے سے منع کیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نہی کے اسباب موجود ہوں گے اور کھڑا ہونے کا تعلق براءت اصلیہ سے بھی ہے، اس لیے اب اسی حکم کو محکم سمجھنا چاہیے کہ مقتدیوں کے کھڑے ہونے کا تعلق امام کے آنے

(۲۶۶۵) تخریج: ...... أخرجه البخاري: ۶۴۲، ۶۴۳، مسلم: ۳۷۶ (انظر: ۱۱۹۸۷، ۱۲۱۲۸)

(۲۶۶۶) تخریج: ...... انظر الحديث بالطريق الاول

(۲۶۶۷) تخریج: ...... أخرجه البخاري: ۲۷۵، ومسلم: ۶۰۵ (انظر: ۱۰۷۱۹)

سے ہے، نہ کہ اقامت کے شروع ہونے یا امام کے کہیں ایک طرف کھڑے ہونے سے۔ جمہور اہل علم کا یہی خیال ہے کہ مقتدی جب تک امام کو آتا ہوا نہ دیکھ لیں، اس وقت تک کھڑے نہ ہوں۔ اس ضمن میں امام ابو حنیفہ کی رائے بڑی عجیب ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب مؤذن "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" کہے تو مقتدی کھڑے ہو جائیں اور جب وہ "قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ" کہے تو امام تکبیر تحریمہ کہہ دے۔

9 ..... باب کراهة الصف بین السواری للماموم

مقتدیوں کا ستونوں کے درمیان صف بنانے کی کراہت کا بیان

(٢٦٦٨) عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ مَحْمُوْدٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَدُفِعْنَا إِلَى السَّوَارِي فَتَقَدَّمْنَا أَوْ تَأَخَّرْنَا، فَقَالَ أَنَسٌ: كُنَّا نَتَّقِيْ هٰذَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٢٣٦٤)

''عبد الحمید بن محمود کہتے ہیں: میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ والے دن نماز پڑھی، پس ہمیں ستونوں کی طرف دھکیل دیا گیا، لیکن ہم پیچھے کو ہو گئے تھے یا آگے کو، پھر سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ستونوں سے بچ کر کھڑے ہوتے تھے۔''

شرح:...... کیونکہ صف میں ستونوں کی وجہ سے انقطاع پیدا ہو جاتا ہے۔

10 ..... باب ماجاء فی صلاة الرجل خلف الصف وحده

صف کے پیچھے اکیلے آدمی کا نماز پڑھنے کا بیان

(٢٦٦٩) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ: أَرَانِي زِيَادُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ شَيْخًا بِالْجَزِيْرَةِ يُقَالُ لَهُ وَابِصَةُ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ: فَأَقَامَنِي عَلَيْهِ وَقَالَ هٰذَا حَدَّثَنِي أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى رَجُلًا صَلّٰى فِي الصَّفِّ وَحْدَهُ فَأَمَرَهُ فَأَعَادَ الصَّلَاةَ، قَالَ: وَكَانَ أَبِي يَقُوْلُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ۔ (مسند احمد: ١٨١٧٠)

''ہلال بن یساف کہتے ہیں: ایک جزیرے میں زیاد بن ابی الجعد نے مجھے ایک بوڑھا آدمی دکھایا، اس کو وابصۃ بن معبد کہتے تھے، انہوں نے مجھے اس بزرگ کے پاس کھڑا کیا اور کہا: اس شخص نے مجھے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو صف میں اکیلا نماز پڑھتے دیکھا اور اس کو نماز لوٹانے کا حکم دیا، پس اس نے نماز دوبارہ پڑھی۔'' عبد اللہ کہتے ہیں: میرے باپ (امام احمد بن حنبل) بھی اسی حدیث (میں مذکور مسئلہ) کے قائل تھے۔

(٢٦٦٨) تخريج: ...... اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٦٧٣، والترمذي: ٢٢٩، والنسائي: ٢/ ٩٤ (انظر: ١٢٣٣٩)

(٢٦٦٩) تخريج: ...... حديث صحيح۔ أخرجه الترمذي: ٢٣١، وابوداود: ٦٨٢ (انظر: ١٨٠٠٠، ١٨٠٠٧)

17/3

(٢٦٧٠) عَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ رَجُلٍ صَلّٰى خَلْفَ الصُّفُوْفِ وَحْدَهُ، فَقَالَ: ((يُعِيْدُ الصَّلَاةَ.)) (مسند احمد: ١٨١٦٧)

''سیّدنا وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو صفوں کے پیچھے اکیلا نماز پڑھتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ نماز کو لوٹائے گا۔''

(٢٦٧١) عَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى رَجُلًا يُصَلِّي خَلْفَ الصَّفِّ فَوَقَفَ حَتّٰى انْصَرَفَ الرَّجُلُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اسْتَقْبِلْ صَلَاتَكَ، فَلَا صَلَاةَ لِرَجُلٍ فَرْدٍ خَلْفَ الصَّفِّ.)) (مسند احمد: ٢٤٢٩٣)

''سیّدنا علی بن شیبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، پس آپ ﷺ ٹھہر گئے، حتیٰ کہ وہ شخص نماز سے فارغ ہو گیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی نماز دوبارہ پڑھ، کیونکہ صف کے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز نہیں ہوتی۔''

شـــــرح: ......اگر پہلی صفوں میں گنجائش موجود ہو تو اکیلے کھڑے ہو جانے والی آدمی کی نماز قبول نہیں ہوتی، یہ صورت درج بالا احادیث کی مصداق تو ہے ہی۔ سوال یہ ہے کہ جب اگلی صفوں میں گنجائش ختم ہو جانے کے بعد آنے والا اکیلا آدمی کیا کرے، آیا وہ آگے سے کوئی آدمی کھینچ لے یا پیچھے اکیلا نماز پڑھ لے۔

جواباً گزارش ہے کہ امام البانی رحمہ اللہ نے ''سلسلہ احادیث ضعیفہ'' میں آدمی کھینچ لینے کی روایات ذکر کر کے ان کی سند اور پھر اس فقہی مسئلہ پر بحث کی ہے، ہم پہلے وہ نقل کرتے ہیں: سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا انْتَهٰى أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّفِّ وَقَدْ تَمَّ، فَلْيَجْبِذْ إِلَيْهِ رَجُلًا يُقِيْمُهُ إِلٰى جَنْبِهِ.)) یعنی: ''جب تم میں سے کوئی آدمی صف میں پہنچے، جبکہ وہ اس سے پہلے پوری ہو چکی ہے تو وہ (آگے سے) ایک آدمی اپنی طرف کھینچ لے اور اسے اپنے پہلو میں کھڑا کر لے۔ (رواه الطبراني في "الاوسط": ٣٣/ ١)

اس کی سند میں بشر بن ابراہیم انصاری مفلوج راوی ہے، میرے نزدیک اس کی حیثیت یہ ہے کہ وہ احادیث گھڑتا تھا، جیسا کہ امام ابن حبان (١/١٨٠) نے کہا: كان يضع الحديث على الثقات۔ امام ہیثمی کا اس راوی کو صرف "ضَعِيف جِدًّا" کہنا تساہل ہے اور اس سے بدتر چیز ہے کہ حافظ ابن حجر نے "بلوغ المرام" میں اس پر سکوت اختیار کیا، حالانکہ انھوں نے "تلخيص الحبير" میں "اسناده واه" کہا۔ اس پر مستزاد یہ کہ ثقہ راوی یزید بن ہارون نے اِس بشر بن ابراہیم کی مخالفت کی اور اس کو حجاج بن حسان سے اور اُس نے مقاتل بن حیان سے مرسل بیان کیا۔ (بيهقي: ٣/ ١٠٥)

(٢٦٧٠) تخريج: ......انظر الحديث السابق: ١٤٨٦

(٢٦٧١) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ١٠٠٣ (انظر: ١٦٢٩٧)

عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک اور موصول سند ہے، اس میں بھی اسی قسم کی روایت بیان کی گئی ہے، لیکن اس میں کھینچنے کے الفاظ نہیں، بلکہ "أَعِــدْ صَلَاتَكَ" کے الفاظ ہیں، اور یہ روایت صحیح ہے، کیونکہ اس کے شواہد موجود ہیں، میں نے (ارواء الغلیل: ٥٣٤) ان شواہد پر بحث کی ہے۔

مذکورہ بالا حدیث کا ایک شاہد: سیدنا وابصہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی نے صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: ((أَلَا دَخَلْتَ فِي الصَّفِّ، أَوْ جَذَبْتَ رَجُلًا صَلَّى مَعَكَ!؟ أَعِدِ الصَّلَاةَ .)) یعنی: ''تو صف میں داخل کیوں نہیں ہوا، یا کوئی ایسا آدمی کیوں نہیں کھینچ لیا، جو تیرے ساتھ نماز پڑھتا، دوبارہ نماز پڑھ۔'' (أخرجه ابن الاعرابي في "المعجم" وأبو الشيخ في "تاريخ أصفهان" وأبو نعيم في "أخبار اصبهان") یہ روایت "ضعيف جدًا" ہے، اس کی سند میں قیس بن ربیع ضعیف ہے اور یحیی بن عبدویہ اس سے سخت ضعیف ہے، امام طبرانی نے اس کو ''الاوسط'' میں بیان کیا اور سری بن اسماعیل نے اس کو مرفوع بیان کیا، لیکن یہ متروک راوی ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے، اس لیے یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ آدمی کو صف سے پیچھے سے کھینچ لیا جائے۔ ضروری یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو بعد میں آنے والا آدمی صف میں مل جائے، وگرنہ اکیلا نماز پڑھ لے، ایسے آدمی کی نماز صحیح ہوگی، کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (سورۂ بقرہ: ٢٨٦) یعنی: ''اللہ تعالیٰ کسی نفس کو بھی اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف میں نہیں ڈالتے۔'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن لوگوں کو نماز لوٹانے کا حکم دیا، وہ اس وقت تھا، جب کہ صف میں ملنا اور اس کی خالی جگہ کو پر کرنا ممکن تھا، جب سرے سے اگلی صفوں میں جگہ ہی نہ ہو تو بعد میں آنے والا آدمی پیچھے اکیلا کھڑا ہو جانے کی وجہ سے قصوروار نہیں ہوگا، اس کی نماز صحیح ہوگی اور ایسی صورت میں اس کی نماز پر بطلان کا حکم نہیں لگایا جائے گا، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کا رجحان بھی یہی ہے، جیسا کہ وہ ''الاختیارات'': ص ۴۲ میں کہتے ہیں: کسی عذر کی بنا پر اکیلے آدمی کی نماز درست ہے، احناف کا بھی یہی خیال ہے، جب نمازی صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہونے کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہ پائے تو افضل یہی ہے کہ وہ اکیلا کھڑا ہو جائے اور صف بنانے کے لیے آگے سے بندہ نہ کھینچے، ......۔ (سلسلہ احادیث ضعیفہ: ٩٢١، ٩٢٢)

اللہ تعالیٰ امام البانی پر رحمت فرمائے، ہماری رائے بھی یہی ہے کہ اگلی صفیں پر ہو چکنے کے بعد آنے والی نمازی کو پیچھے اکیلا کھڑا ہو جانا چاہیے، جن مذکورہ بالا احادیث میں اکیلے آدمی کی نماز کو باطل قرار دیا گیا ہے، ایسا شخص ان کا مصداق نہیں بنے گا، اس رجحان کی وجوہات درج ذیل ہیں:

(۱) اگلی صف سے بندہ کھینچ لینے کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔

(۲) ارشادِ خداوندی ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (سورۂ بقرہ: ٢٨٦) یعنی: ''اللہ تعالیٰ کسی نفس کو بھی اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف میں نہیں ڈالتے۔'' از روئے شریعت ایسے نمازی کو اکیلا کھڑا ہونے کے علاوہ اور کوئی طاقت نہیں ہے۔ (۳) عبد اللہ بن ابی طلحہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے عمیر بن ابی طلحہ کی وفات کے موقع

پر رسول اللہ ﷺ کو بلایا، آپ ﷺ تشریف لائے اور ان کے گھر اس کی نماز جنازہ پڑھائی، (جس کی صورت یہ تھی کہ) آپ ﷺ آگے کھڑے ہو گئے، سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا اُن کے پیچھے کھڑی ہو گئی، ان (تین) کے ساتھ اور کوئی نہیں تھا۔ (حاکم: ۱/ ۳٦٥، بیھقی: ٤/ ۳۰، احکام الجنائز: ص ۹۸)

اس مقام پر آپ ﷺ نے سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے اکیلا کھڑا کیا، ممکن ہے کہ اس کی وجہ یہ ہو کہ آپ ﷺ تین صفیں بنانا چاہتے ہوں، جیسا کہ حسن درجے کی ایک موقوف روایت میں ہے: جس میت پر مسلمانوں کی تین صفیں نماز پڑھیں گی، اس کے حق میں جنت واجب ہو جائے گی۔ (ابوداود: ۳۱٦٦، ترمذی: ۱۰۲۸، ابن ماجہ: ۱٤۹۰) ان مقامات پر یہ روایت مرفوع بیان کی گئی ہے، لیکن اس میں تدلیس ہے) واللہ اعلم بالصواب۔

(۴) عورت کا اکیلا صف بنانا درست ہے، اس کی مجبوری یہ ہے کہ وہ مرد کے ساتھ کھڑی نہیں ہو سکتی، اسی طرح یہ آدمی بھی اس صورت میں اکیلا کھڑا ہونے پر مجبور ہے۔ (۵) العام المخصوص منه البعض کے مقابلے میں "العام الباقي على عمومه" قوی ہوتا ہے۔ اول الذکر سے مراد وہ عام شرعی حکم ہے کہ کسی شرعی دلیل کی روشنی میں میں جس کے بعض کی تخصیص کر دی گئی ہو اور مؤخر الذکر قسم سے مراد وہ عام ہے، جو اپنے عموم پر باقی ہو، اس بحث میں اس کی وضاحت یہ ہے کہ صف کو منقطع کرنے کی وعید والا حکم عام ہے، جیسا کہ حدیث نمبر (۲٦۴۱) کے فوائد میں گزر چکا ہے اور صف کے پیچھے اکیلا کھڑا کسی نہ کسی انداز میں ثابت ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے اگر اگلی صفوں میں کھڑا ہونے کی گنجائش موجود ہو تو پیچھے اکیلے کھڑے ہو جانے والے آدمی کی نماز قبول نہیں ہو گی اور اگر پہلے والی صفیں مکمل پُر ہوں تو بعد میں آنے والے نمازی کو اکیلا کھڑا ہو کر نماز شروع کر دینی چاہیے، کیونکہ اس کی استطاعت کا یہی تقاضا ہے۔

11 ..... باب من ركع دون الصف ثم مشى إليه
اس شخص کا بیان جو صف کے بغیر رکوع کرے پھر چل کر صف میں مل جائے

(۲٦۷۲) عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رضي الله عنه أَنَّهُ جَاءَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَاكِعٌ فَرَكَعَ دُوْنَ الصَّفِّ ثُمَّ مَشٰى إِلَى الصَّفِّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ هٰذَا الَّذِي رَكَعَ ثُمَّ مَشٰى إِلَى الصَّفِّ؟)) فَقَالَ أَبُوْ بَكْرَةَ: أَنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ.)) (مسند احمد: ۲۰۷۳۱)

''جب سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ پہنچے تو رسول اللہ ﷺ رکوع کی حالت میں تھے، انہوں نے صف کے پیچھے سے ہی (نماز شروع کر کے) رکوع کر لیا اور پھر چل کر صف میں شامل ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ''یہ کون آدمی تھا، جس نے پہلے رکوع شروع کیا اور پھر چل کر صف میں شامل ہوا؟'' ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جی میں تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تیری حرص کو زیادہ کرے، دوبارہ ایسے نہ کرنا۔''

(۲٦۷۲) تخريج: .....أخرجه البخاري: ۷۸۳ (انظر: ۲۰٤۵۷، ۲۰٤۵۸)

(٢٦٧٣)(وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرَةَ جَاءَ وَالنَّبِيُّ ﷺ رَاكِعٌ فَسَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ صَوْتَ نَعْلِ أَبِي بَكْرَةَ وَهُوَ يَحْضُرُ يُرِيدُ أَنْ يُدْرِكَ الرَّكْعَةَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((مَنِ السَّاعِي؟)) قَالَ أَبُوبَكْرَةَ: أَنَا، قَالَ: ((زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ)) (مسند احمد: ٢٠٧٠٧)

''(دوسری سند) جب سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ مسجد میں پہنچے تو نبی کریم ﷺ رکوع کی حالت میں تھے۔ وہ رکوع کو پانے کے لیے دوڑے یا تیز چلے، اس لیے آپ ﷺ نے ان کے جوتے کی آواز سن لی، جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو پوچھا: ''یہ دوڑنے والا کون تھا؟'' سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جی میں تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تیری حرص کو زیادہ کرے، دوبارہ ایسے نہ کرنا۔''

شرح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صف میں پہنچنے سے پہلے نماز شروع نہیں کرنی چاہیے، لیکن درج ذیل روایت کا مفہوم اس کے الٹ نظر آ رہا ہے: عطا کہتے ہیں: میں نے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا: إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ رُكُوعٌ، فَلْيَرْكَعْ حِينَ يَدْخُلُ، ثُمَّ يَدِبُّ رَاكِعاً حَتّٰى يَدْخُلَ فِي الصَّفِّ، فَإِنَّ ذٰلِكَ السُّنَّةُ۔ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو اور لوگ رکوع کی حالت میں ہوں تو داخل ہوتے ہی (نماز شروع کر کے) رکوع کرے اور رکوع کی حالت میں آہستہ آہستہ چل کر صف میں داخل ہو جائے، ایسا کرنا سنت ہے۔(رواہ الطبرانی فی ''الأوسط'': ١/٣٣/١، من زوائد المعجمين الأوسط والصغير، وابن خزيمة فی ''صحيحه'': ١٥٧١، والحاكم: ١/ ٢١٤، وعنه البيهقی: ٣/ ١٠٦، الصحيحة: ٢٢٩)

یہ دو احادیثِ مبارکہ ظاہری طور پر متعارض ہیں۔ چونکہ دونوں احادیث نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب ہیں، اس لیے کسی ایک کے حق میں ذاتی رائے دیئے بغیر دونوں پر عمل کرنے کے لیے جمع و تطبیق کی کوئی صورت پیش کرنی چاہئے، وگرنہ نسخ یا ترجیح کا سہارا لینا چاہیے۔ امام البانی رحمہ اللہ نے طویل بحث کرتے ہوئے ان دو احادیث مبارکہ میں یہ تطبیق دی ہے: دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ مختلف احادیث کو مد نظر رکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ سیدنا ابوبکرہ کی حدیث میں نماز کی طرف جلدی چل کر آنے سے منع کیا گیا، نہ کہ صف سے پہلے رکوع کر کے صف کے ساتھ ملنے سے، کیونکہ مسند احمد کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابوبکرہ کے جوتوں کی آواز سنی، وہ رکوع پانے کے لیے دوڑ رہے تھے، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا کہ دوڑنے والا کون تھا؟ ...... لہٰذا سیدنا ابن زبیر کی حدیث میں بیان کردہ صورت واقعی سنت ہے اور ابوبکرہ کی حدیث میں اس سے منع نہیں گیا، بلکہ نماز کی طرف دوڑ کر آنے سے منع کیا گیا۔ (مزید دیکھئے: صحیحہ: ٢٢٩، ٢٣٠) بعض لوگوں نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ امام کے ساتھ رکوع پا لے لینے پر رکعت مل جاتی ہے، لیکن یہ استدلال کمزور ہے، کیونکہ اس حدیث میں یہ تو وضاحت نہیں کہ اِس صحابی نے اس رکعت کو شمار کیا تھا یا نہیں، جبکہ دوسری نصوص سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت فرض ہے۔

(٢٦٧٣) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

أَبْوَابٌ تَتَعَلَّقُ بِأَحْكَامِ الْجَمَاعَةِ
جماعت کے احکامات کے متعلق بیان

1 ..... باب لا صلاة بعد الاقامة الا المكتوبة
اقامت کے بعد فرضی نماز کے علاوہ کسی اور نماز کے نہ ہونے کا بیان

(٢٦٧٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْإِقَامَةِ إِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ "وَفِي لَفْظٍ إِلَّا الَّتِي أُقِيْمَتْ۔" (مسند احمد: ٨٣٦١)

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اقامت کے بعد فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی''۔ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''مگر وہ نماز جس کے لیے اقامت کہی گئی ہے۔''

شرح:......اس حدیث میں "إِلَّا الَّتِي أُقِيْمَتْ" (مگر وہ نماز جس کے لیے اقامت کہی گئی ہے۔) کے الفاظ صحیح مسلم میں نہیں ہیں اور یہ ضعیف اور منکر ہیں، کیونکہ اس روایت کی سند میں عبداللہ بن لہیعہ "سیىء الحفظ" ہے اور ابوتمیم زہری مجہول ہے۔ اس لیے مقتدی کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ امام کی اقتدا میں وہی نماز پڑھے جس کے لیے اقامت کہی گئی ہو۔

(٢٦٧٥) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ.)) (مسند احمد: ١٠٧٠٩)

''(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کی اقامت کہہ دی جائے تو فرض نماز کے علاوہ اور کوئی نماز نہیں ہوتی۔''

شرح:......صحیح ابن حبان کے الفاظ یہ ہیں: ((اذا أخذ المؤذن في الأقامة...... .)) یعنی: ''جب مؤذن اقامت کہنا شروع کر دیتا ہے،......''۔

(٢٦٧٤) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٧١٠ (انظر: ٨٣٧٩)

(٢٦٧٥) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

(٢٦٧٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ رضی اللہ عنہ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ صَلَاةُ الصُّبْحِ فَرَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، فَقَالَ لَهُ: ((بِأَيِّ صَلَاتِكَ اِحْتَسَبْتَ بِصَلَاتِكَ وَحْدَكَ أَوْ صَلَاتِكَ الَّتِي صَلَّيْتَ مَعَنَا.)) (مسند احمد: ٢١٠٥٨)

''سیّدنا عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: صبح کی نماز کھڑی کر دی گئی، رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا، وہ فجر کی دو سنتیں پڑھ رہا تھا، آپ ﷺ نے (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) اس سے پوچھا: ''تو نے کون سی نماز کو فرضی نماز سمجھا ہے، اکیلی نماز کو یا اس نماز کو جو ہمارے ساتھ پڑھی ہے۔''

شرح: ......یعنی تو جس نماز کی ادائیگی کے لیے گھر سے نکلا اور اس کو باجماعت ادا کرنا چاہا، تو پھر اس سے اعراض کر کے دوسری نماز میں مصروف رہنے کا کیا تک ہے۔ یہ اور آنے والی احادیث کا معنی یہ ہے کہ اقامت کے بعد صرف فرض نماز ادا کی جاتی ہے، اس لیے آپ ﷺ نے اس وقت میں سنتیں ادا کرنے والے کو فرمایا کہ کیا وہ فجر کے چار فرض ادا کرنا چاہتا ہے یا اس نماز کو دو دفعہ ادا کرنا چاہتا ہے۔

(٢٦٧٧) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِرَجُلٍ وَقَدْ أُقِيمَ فِي الصَّلَاةِ "وَفِي رِوَايَةٍ وَقَدْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ" وَهُوَ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ، فَقَالَ لَهُ شَيْئًا لَا نَدْرِي مَا هُوَ، فَلَمَّا انْصَرَفْنَا، أَحَطْنَا بِهِ نَقُوْلُ: مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: قَالَ لِي: ((يُوْشِكُ أَحَدُكُمْ أَنْ يُصَلِّيَ الصُّبْحَ أَرْبَعًا.)) (مسند احمد: ٢٣٣١٤)

''عبد اللہ بن مالک (ابن بحینہ) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے، جبکہ اقامت کہہ دی گئی تھی، اور وہ فجر کی دو سنتیں پڑھ رہا تھا، آپ ﷺ نے اس کو کچھ فرمایا، لیکن ہم نہ سمجھ سکے۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے اس آدمی کو گھیر لیا اور اسے کہا: رسول اللہ ﷺ نے تجھے کیا فرمایا تھا؟ اس نے کہا: آپ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا کہ ''قریب ہے کہ تم میں سے کوئی ایک فجر کی نماز کی چار رکعت پڑھنی شروع کر دے۔''

شرح: ......''قریب ہے کہ تم میں سے کوئی ایک فجر کی نماز کی چار رکعت پڑھنی شروع کر دے۔'' اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو آدمی فجر کی نماز کی اقامت کے بعد دو سنتیں پڑھے گا، پھر فرض کی دو رکعتیں ادا کرے گا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے اِس نماز کی چار رکعتیں ادا کیں، کیونکہ اقامت کے بعد صرف فرض نماز ادا کی جا سکتی ہے۔ عبد اللہ بن مالک کی والدہ کا لقب بحینہ اور نام عبدہ تھا، اس لیے ترجمہ میں ''ابن بحینہ'' کو بریکٹوں میں لکھا گیا، یعنی عبد اللہ جو مالک اور بحینہ کا بیٹا ہے۔

(٢٦٧٦) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٧١٢ (انظر: ٢٠٧٧٧)

(٢٦٧٧) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٦٦٣، ومسلم: ٧١١ (انظر: ٢٢٩٢٦)

(٢٦٧٨)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِهِ وَهُوَ يُصَلِّي يُطَوِّلُ صَلَاتَهُ أَوْ نَحْوَ هٰذَا بَيْنَ يَدَيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ، فَقَالَ لَه النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَجْعَلُوْا هٰذِهِ مِثْلَ صَلَاةِ الظُّهْرِ قَبْلَهَا وَبَعْدَهَا، اِجْعَلُوا بَيْنَهُمَا فَصْلًا.)) (مسند احمد: ٢٣٣١٥)

''(دوسری سند) نبی کریم ﷺ اس آدمی کے پاس سے گزرے اور وہ نماز فجر سے پہلے طویل نماز پڑھ رہا تھا، آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''اس نماز کوظہر کی طرح نہ بنا دو، بلکہ اِن دو کے درمیان فاصلہ رکھا کرو۔''

(٢٦٧٩) عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ مَالِكِ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَقَدْ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ، فَصَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (يَعْنِي الصَّلَاةَ) لَاثَ بِهِ النَّاسُ فَقَالَ: ((الصُّبْحَ أَرْبَعًا)) (مسند احمد: ٢٣٣١٦)

''مالک بن بُحَینہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا، جبکہ اقامت کہی جا چکی تھی، لیکن اس نے فجر کی دو سنتیں پڑھنا شروع کر دیں، جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے اسے گھیر لیا اور آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''کیا تو نے نماز فجر کی چار رکعتیں پڑھی ہیں۔''

شرح: ......اس حدیث کی سند میں ''مالک ابن بُحَینہ'' کہنا بعض راویوں کا وہم ہے، گزشتہ حدیث میں یہ وضاحت کی جا چکی ہے، یہ حدیث بیان کرنے والے صحابی کا نام عبداللہ، اس کے باپ کا نام مالک اور ماں کا نام بُحَینہ تھا۔

(٢٦٨٠) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَالِكِ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ وَابْنُ الْقِشْبِ يُصَلِّيْ فَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْكِبَهُ وَقَالَ: ((يَا ابْنَ الْقِشْبِ! أَتُصَلِّي الصُّبْحَ أَرْبَعًا أَوْ مَرَّتَيْنِ؟)) ابْنُ جُرَيْجٍ يَشُكُّ. (مسند احمد: ٢٣٣٢٢)

''سیّدنا عبداللہ بن مالک (ابن بُحَینہ) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ صبح کی نماز کے لیے تشریف لائے اور سیّدنا ابن قِشب نماز پڑھ رہے تھے، آپ ﷺ نے اس کے کندھے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ''اے ابن قِشب! کیا تو صبح کی نماز چار رکعت یا دو دفعہ پڑھ رہا ہے؟'' یہ شک ابن جریج کو ہوا۔''

شرح: ......''ابن قِشب'' سے مراد سیّدنا عبداللہ بن مالک ہی ہیں، قِشب ان کے دادے کا لقب تھا اور اس کا نام جندب تھا، ''ابن قِشب'' کہہ کر ان کو دادے کی طرف منسوب کیا گیا۔

(٢٦٧٨) تخريج: ......اسناده صحيح ان كان محمد بن عبد الرحمن بن ثوبان سمعه من ابن بحينة، ففي القلب من سماعه شيء (انظر: ٢٢٩٢٧)

(٢٦٧٩) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٦٦٣، ومسلم: ٧١١ (انظر: ٢٢٩٢١، ٢٢٩٢٨)

(٢٦٨٠) تخريج: ......اسناده صحيح. أخرجه ابو يعلى: ٩١٥، والبيهقي: ٢/ ٤٨٢، وأخرجه مرسلا ابن ابي شيبة: ٢/ ٢٥٢، وانظر الحديث السابق (انظر: ٢٢٩٣٤)

(٢٦٨١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه قَالَ: أُقِيمَتْ صَلَاةُ الصُّبْحِ فَقَامَ رَجُلٌ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ، فَجَذَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِثَوْبِهِ فَقَالَ: ((أَتُصَلِّي الصُّبْحَ أَرْبَعًا؟)) (مسند احمد: ٢١٣٠)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: صبح کی نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی، ایک آدمی کھڑا ہوا اور دو سنتیں پڑھنے لگا، رسول اللہ ﷺ نے اس کو اس کے کپڑے کے ذریعے کھینچا اور فرمایا: ''کیا تو صبح کی نماز کی چار رکعت پڑھ رہا ہے۔''

شرح: ......تمام احادیثِ مبارکہ اپنے مفہوم میں انتہائی واضح ہیں، کہ اقامت کے شروع ہو جانے کے بعد سنتوں میں مصروف رہنا درست نہیں ہے، اگرچہ امام کی تاخیر کی وجہ سے ان سنتوں کو ادا کرنے کا وقت بھی موجود ہو، اس باب کی پہلی حدیث کا یہ تقاضا ہے کہ اس وقت میں سنتیں قبول نہیں ہوں گی، لیکن اکثر مساجد میں لوگ ان احادیث کی پروا نہیں کرتے، بلکہ بعض مساجد میں تو جب نماز فجر باجماعت ادا کی جا رہی ہوتی ہے، اس وقت آنے والے بھی پہلے سنتیں پڑھنا شروع کر دیتے ہیں اور اسی روٹین پر برقرار ہیں اور ان کے امام و خطیب ایسی مسجد میں اِن احادیث کا تذکرہ کر کے راضی ہی نہیں۔ ایسے لوگ فرض نماز کی اہمیت کی معرفت سے لاشعوری طور پر غافل ہیں، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرض نماز کے بعد پہلے والی فوت ہو جانے والی سنتیں پڑھنے کی اجازت بھی دی ہے، اگر احناف اس رائے کے قائل ہیں کہ فجر کی سنتیں طلوع آفتاب کے بعد قضا کی جائیں گے تو وہ اس فتوے پر عمل تو کریں اور برائے مہربانی درج بالا احادیث کی مخالفت ترک کر دیں۔ احادیث کی روشنی میں فجر سے پہلے والی سنتوں کی نماز فجر کے بعد بھی قضائی دی جا سکتی ہے اور طلوع آفتاب کے بعد بھی۔

2 ..... بَابُ مَنْ صَلّٰى ثُمَّ أَدْرَكَ جَمَاعَةً فَلْيُصَلِّهَا مَعَهُمْ نَافِلَةً

جس آدمی نے نماز ادا کر چکنے کے بعد جماعت کو پا لیا تو وہ ان کے ساتھ نفلی نماز ادا کر لے

(٢٦٨٢) عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيْهِ رضي الله عنه قَالَ: حَجَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَجَّةَ الْوَدَاعِ، قَالَ: فَصَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ أَوِ الْفَجْرِ، قَالَ: ثُمَّ انْحَرَفَ جَالِسًا أَوِ اسْتَقْبَلَ النَّاسَ بِوَجْهِهِ فَإِذَا هُوَ بِرَجُلَيْنِ مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ لَمْ يُصَلِّيَا مَعَ النَّاسِ، فَقَالَ: ((ائْتُونِيْ بِهٰذَيْنِ

''سیّدنا یزید بن اسود کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع ادا کیا، آپ ﷺ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور جب لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے تو دیکھا کہ لوگوں کے پیچھے دو آدمی بیٹھے ہے، انھوں نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں کو میرے پاس لاؤ۔'' ان دونوں آدمیوں کو لایا گیا، جبکہ ان کے شانوں کا گوشت کانپ رہا تھا، آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: ''کس

(٢٦٨١) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه ابن ابی شيبة: ٢/ ٢٥٣، والطيالسی: ٢٧٣٦، وابن حبان: ٢٤٦٩، والطبرانی: ١١٢٢٧، والحاكم: ١/ ٣٠٧، والبيهقی: ٢/ ٤٨٢ (انظر: ٢١٣٠)

(٢٦٨٢) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه ابن ابی عاصم فی "الآحادی والمثانی": ١٤٦٣، وأخرج الشطر الأول الطبرانی: ٢٢/ ٦١٣، والشطر الثانی: ٢٢/ ٦١٩ (انظر: ١٧٤٧٦)

الرَّجُلَيْنِ .)) فَأُتِيَ بِهِمَا تُرْعَدُ فَرَائِصُهُمَا ، فَقَالَ: ((مَا مَنَعَكُمَا أَنْ تُصَلِّيَا مَعَ النَّاسِ؟)) قَالَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا كُنَّا قَدْ صَلَّيْنَا فِي الرِّحَالِ. قَالَ: ((فَلَا تَفْعَلَا ، إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فِي رَحْلِهِ ثُمَّ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ مَعَ الْإِمَامِ فَلْيُصَلِّهَا مَعَهُ فَإِنَّهَا لَهُ نَافِلَةٌ .)) قَالَ: فَقَالَ أَحَدُهُمَا: إِسْتَغْفِرْلِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَاسْتَغْفَرَ لَهُ ، قَالَ: وَنَهَضَ النَّاسُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَنَهَضْتُ مَعَهُمْ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ أَشَبُّ الرِّجَالِ وَأَجْلَدُهُ ، قَالَ: فَمَا زِلْتُ أَزْحَمُ النَّاسَ حَتّٰى وَصَلْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَوَضَعْتُهَا إِمَّا عَلٰى وَجْهِي أَوْ صَدْرِي ، قَالَ: فَمَا وَجَدْتُ شَيْئًا أَطْيَبَ وَلَا أَبْرَدَ مِنْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ. (مسند احمد: ١٧٦١٥)

چیز نے تمہیں لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے روکا تھا؟'' انھوں نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! ہم نے اپنے گھروں میں نماز پڑھ لی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آئندہ ایسے نہ کرنا اور جب تم میں سے کوئی اپنے گھر میں نماز پڑھ لے اور پھر وہ امام کے ساتھ نماز کو پالے تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کے ساتھ بھی نماز پڑھ لیا کرے، یہ اس کے لیے نفل بن جائے گی''۔ان دونوں میں سے ایک نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے لیے اللہ سے بخشش طلب کیجئے۔ پس آپ ﷺ نے اس کے لیے استغفار کیا۔ پھر لوگ رسول اللہ ﷺ کی طرف اٹھے اور میں بھی ان کے ساتھ اٹھ پڑا، جبکہ میں اس وقت لوگوں میں بہترین جوان اور قوی تھا، اس لیے میں لوگوں کو ہٹاتا ہوا رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گیا، پھر میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے چہرے یا سینے پر رکھا، میں نے کوئی ایسی چیز نہیں پائی جو آپ ﷺ کے ہاتھ سے عمدہ اور ٹھنڈی ہو، اس دن آپ (منی میں) مسجد خیف میں تھے۔''

(٢٦٨٣) عَنْ بُسْرِ بْنِ مِحْجَنٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَجَلَسْتُ ، فَلَمَّا صَلّٰى ، قَالَ لِيْ: ((أَلَسْتَ بِمُسْلِمٍ؟)) قُلْتُ: بَلٰى ، قَالَ: ((فَمَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ النَّاسِ؟)) قَالَ: قُلْتُ: قَدْ صَلَّيْتُ فِي أَهْلِي ، قَالَ: ((فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ ، (وَفِي رِوَايَةٍ: إِذَا جِئْتَ فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ وَلَوْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ فِي أَهْلِكَ .)) (مسند احمد: ١٦٥٠٦)

''سیدنا محجن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، اتنے میں نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی، لیکن میں بیٹھا رہا (اور نماز نہ پڑھی)۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''کیا تو مسلمان نہیں ہے؟'' میں نے کہا: کیوں نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:''کس چیز نے تجھے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے روکے رکھا؟ میں نے کہا: جی، میں نے اپنے گھر میں نماز پڑھ لی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کے ساتھ نماز پڑھا کر۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''جب تو آئے تو لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ لیا کر، اگر چہ تو اپنے گھر میں نماز ادا کر چکا ہو۔''

(٢٦٨٣) تخريج: ...... حديث حسن ، وهذا اسناد ضعيف ، بسر بن محجن غير معروف أخرجه النسائي: ٢/ ١١٢(انظر: ١٦٣٩٣ ، ١٦٣٩٥)

(٢٦٨٤)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ مِحْجَنًا كَانَ فِي مَجْلِسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأُذِّنَ بِالصَّلَاةِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى بِهِمْ ثُمَّ رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمِحْجَنٌ فِي مَجْلِسِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ النَّاسِ؟ أَلَسْتَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ؟)) وَذَكَرَ نَحْوَ الْحَدِيْثِ الْمُتَقَدِّمِ۔ (مسند احمد: ١٦٥٠٩)

''(دوسری سند) سیّدنا محجن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں تھا، جب نماز کے لیے اذان ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھائی، جب آپ ﷺ واپس لوٹے تو دیکھا کہ محجن اسی جگہ میں بیٹھا ہوا ہے، اس لیے آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کس چیز نے تجھے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے روکا ہے، کیا تو مسلمان نہیں ہے۔''............(سابقہ حدیث کی طرح)

(٢٦٨٥) عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيِّ الْأَسْلَمِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي الدِّيْلِ قَالَ: صَلَّيْتُ الظُّهْرَ فِي بَيْتِي، ثُمَّ خَرَجْتُ بِأَبَاعِرَ لِي لِأُصْدِرَهَا إِلَى الرَّاعِي، فَمَرَرْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الظُّهْرَ فَمَضَيْتُ فَلَمْ أُصَلِّ مَعَهُ، فَلَمَّا أَصْدَرْتُ أَبَاعِرِي وَرَجَعْتُ ذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ لِيْ: ((مَا مَنَعَكَ يَا فُلَانُ! أَنْ تُصَلِّيَ مَعَنَا حِيْنَ مَرَرْتَ بِنَا؟)) قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي قَدْ كُنْتُ صَلَّيْتُ فِي بَيْتِيْ قَالَ: ((وَإِنْ.)) (مسند احمد: ١٨٠٤٩)

''حنظلہ بن علی اسلمی، بنو الدیل کے ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں نے گھر میں نماز ظہر ادا کی، پھر میں اونٹوں کو لے کر نکلا تا کہ ان کو چرواہے کی طرف لے جاؤں، پس میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اور آپ ﷺ لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے، میں تو وہاں سے گزر گیا اور آپ ﷺ کے ساتھ نماز نہ پڑھی، جب میں اونٹوں کو آگے بڑھا کر واپس لوٹا تو رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتلا دی گئی۔ آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ''اے فلاں! جب تو ہمارے پاس سے گزرا تھا تو کس چیز نے تجھے ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے روکا تھا؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنے گھر میں نماز پڑھ لی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگرچہ (تو گھر میں نماز پڑھ چکا تھا، لیکن جب امام کے ساتھ نماز مل جائے تو دوبارہ پڑھ لیا کر)۔''

(٢٦٨٦) عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ قَالَ أَخَّرَ ابْنُ زِيَادٍ الصَّلَاةَ فَأَتَانِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الصَّامِتِ

''ابو العالیہ براء کہتے ہیں: ایک دن ابن زیاد نے نماز کو مؤخر کیا، میرے پاس عبد اللہ بن صامت آئے، میں نے ان

(٢٦٨٤) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأولى.

(٢٦٨٥) تخريج: ......اسناده حسن، وانظر الحديث السابق: ١٤٩٧

(٢٦٨٦) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٦٤٨ (انظر: ٢١٤٢٣)

فَأَلْقَيْتُ لَهُ كُرْسِيًّا فَجَلَسَ عَلَيْهِ فَذَكَرْتُ لَهُ صَنِيعَ ابْنِ زِيَادٍ فَعَضَّ عَلَى شَفَتِهِ وَضَرَبَ فَخِذِيْ وَقَالَ: إِنِّي سَأَلْتُ أَبَا ذَرٍّ كَمَا سَأَلْتَنِيْ فَضَرَبَ فَخِذِي كَمَا ضَرَبْتُ عَلَى فَخِذِكَ وَقَالَ: إِنِّي سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَمَا سَأَلْتَنِيْ وَضَرَبَ فَخِذِيْ كَمَا ضَرَبْتُ فَخِذَكَ فَقَالَ: ((صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا، فَإِنْ أَدْرَكَتْكَ مَعَهُمْ فَصَلِّ وَلَا تَقُلْ إِنِّي قَدْ صَلَّيْتُ وَلَا أُصَلِّي.)) (مسند احمد: ٢١٧٥٣)

کے لیے کرسی رکھی اور وہ اس پر بیٹھ گئے، پھر میں نے ان سے ابن زیاد کی یہ تاخیر ذکر کی، انہوں نے جواباً اپنے ہونٹ پر کاٹا اور میری ران پر ہاتھ مارا اور کہا: جس طرح تو نے مجھ سے سوال کیا، اسی طرح میں سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تھا اور انہوں نے بھی میری ران پر اسی طرح ہاتھ مارا تھا، جیسے میں نے تیری ران پر ہاتھ مارا ہے اور کہا تھا: بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ سے تیرے سوال کی طرح سوال کیا تھا اور آپ ﷺ نے میری ران پر مارا تھا جیسے میں نے تیری ران پر مارا ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''اپنے وقت پر نماز پڑھ لینا، لیکن اگر تو ان (حکمرانوں) کے ساتھ بھی نماز کو پالے تو پھر نماز پڑھ لینا اور یہ نہ کہنا کہ میں نے نماز پڑھ لی ہے، اس لیے میں نہیں پڑھتا۔''

(٢٦٨٧) عَنْ أَبِي أُبَيِّ بْنِ امْرَأَةِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهَا سَتَكُوْنُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ تَشْغَلُهُمْ أَشْيَاءُ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى يُؤَخِّرُوهَا عَنْ وَقْتِهَا، فَصَلُّوْهَا لِوَقْتِهَا (وَفِي رِوَايَةٍ: ثُمَّ اجْعَلُوا صَلَاتَكُمْ مَعَهُمْ تَطَوُّعًا) قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَإِنْ أَدْرَكْتُهَا مَعَهُمْ أُصَلِّي؟ قَالَ: ((إِنْ شِئْتَ.)) (مسند احمد: ٢٣١٦٩)

''سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب تم پر ایسے حکمران ہوں گے، جن کو دوسرے امور نمازوں سے مشغول کر دیں گے یہاں تک کہ وہ ان کو ان کے اوقات سے مؤخر کر دیں گے، (ایسی صورت میں) تم لوگ نماز کو اس کے وقت پر ادا کر لینا اور پھر ان کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز کو نفل قرار دینا۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! پھر اگر میں ان کے ساتھ نماز پالوں تو (دوبارہ) پڑھ لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو چاہے (تو پڑھ لینا)۔''

(٢٦٨٨) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ

''(دوسری سند) اسی طرح کی مروی حدیث میں ہے: ایک

(٢٦٨٧) تخريج: ......صحيح دون قوله: ((ان شئت))، وهذا اسناد ضعيف، ابو المثنى مجهول أخرجه ابوداود: ٤٣٣ (انظر: ٢٢٧٨٧)

(٢٦٨٨) تخريج: ......صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف، ابو المثنى مجهول أخرجه عبد الرزاق: ٣٧٨٢، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٢٢٦٩٠)

وَفِيْهِ) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ثُمَّ نُصَلِّي مَعَهُمْ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: قَالَ أَبِي رَحِمَهُ اللّٰهُ: وَهٰذَا هُوَ الصَّوَابُ۔ (مسند احمد: ٢٣٠٦٦)

آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا پھر ہم ان کے ساتھ بھی نماز پڑھ لیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں''۔عبد اللہ کہتے ہیں: میرے باپ (امام احمد علیہ السلام) نے کہا: اور یہ ہی بات درست ہے۔''

شرح: ...... جب امراء اور حکمران لوگ نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کر دیں تو ہماری شریعت میں عوام کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ مخفی انداز میں نماز کو وقت پر ادا کر لیں، اس کی مزید وضاحت حدیث نمبر (١٤٠٦) میں گزر چکی ہے۔

3 ..... بَابُ الْجَمْعِ فِي الْمَسْجِدِ مَرَّتَيْنِ وَحَدِيْثِ ((لَا تُصَلُّوْا صَلَاةً فِي يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ))

مسجد میں دو مرتبہ جماعت کرانے کا اور حدیث ''ایک دن میں ایک نماز دو مرتبہ نہ پڑھو'' کا بیان

(٢٦٨٩) عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى بِأَصْحَابِهِ، ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ يَتَّجِرُ عَلٰى هٰذَا أَوْ يَتَصَدَّقُ عَلٰى هٰذَا فَيُصَلِّيَ مَعَه؟)) قَالَ: فَصَلّٰى مَعَهُ رَجُلٌ۔ (مسند احمد: ١١٠٣٢)

''ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو نماز پڑھائی، اس کے بعد جب ایک آدمی آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کون ہے جو اس سے تجارت کرے یا صدقہ کرے اور اس کے ساتھ نماز پڑھے؟'' پھر ایک آدمی نے اس کے ساتھ نماز پڑھی۔''

شرح: ...... ابن ابی شیبہ کی روایت کے مطابق اٹھنے والے آدمی سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔ جو لوگ جماعت کی اہمیت سے غافل ہیں، وہ اس قسم کی احادیثِ مبارکہ کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کی ساتھ وہ فرضی نماز نہیں پڑھی تھی، جو وہ نبی کریم ﷺ کی قیادت میں پڑھ چکے تھے، بلکہ انھوں نے وہ نفلی نماز ادا کی تھی، اس سے پہلے والے باب میں بھی یہی مسئلہ گزر چکا ہے کہ نماز کو مؤخر کر دینے والے حکمرانوں کے ساتھ نفلی نماز پڑھی جائے گی، سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی گزر چکا ہے، جس کے مطابق وہ عشاء کی نماز نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں ادا کرتے، پھر اپنی قوم کو جا کر نماز پڑھاتے، جبکہ ان کے وہ چار نفل ہوتے تھے، دیگر احادیث سے بھی یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔

(٢٦٩٠) عَنْ سُلَيْمَانَ مَوْلٰى مَيْمُوْنَةَ رضی اللہ عنہا قَالَ: أَتَيْتُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ وَهُوَ بِالْبَلَاطِ وَالْقَوْمُ يُصَلُّوْنَ فِي الْمَسْجِدِ، قُلْتُ: مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ النَّاسِ أَوِ الْقَوْمِ؟ قَالَ:

''سلیمان کہتے ہیں: میں سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، جبکہ وہ بلاط نامی جگہ پر تھے اور لوگ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے کہا: آپ کو لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ

(٢٦٨٩) تخريج: ..... حديث صحيح۔ أخرجه الترمذي: ٢٢٠، وابوداود: ٥٧٤ (انظر: ١١٠١٩، ١١٦١٣)
(٢٦٩٠) تخريج: ..... اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٥٧٩، والنسائي: ٢/ ١١٤ (انظر: ٤٦٨٩)

اِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((لَا تُصَلُّوا صَلَاۃً فِی یَوْمٍ مَرَّتَیْنِ۔)) (مسند احمد: ۴۶۸۹)

کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ایک نماز کو دن میں دو مرتبہ نہ پڑھا کرو۔''

شرح: ..... ''بلاط'' ایک جگہ کا نام تھا، جو مسجد نبوی اور مدینہ کے بازار کے درمیان میں پڑتی تھی۔ امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ نے کہا: اس حدیث میں اس صورت سے منع کیا گیا ہے کہ آدمی ایک دفعہ فرضی نماز پڑھے اور اس سے فارغ ہو کر پھر اسے بحیثیتِ فرض ہی پڑھنا شروع کر دے۔ جو آدمی ایک دفعہ نماز پڑھنے کے بعد جماعت کے ساتھ نفل کی نیت سے کھڑا ہو جاتا ہے تو وہ آپ ﷺ کے حکم پر عمل ہو گا، اس صورت کا ایک نماز کو دو دفعہ پڑھنے سے کوئی تعلق نہیں ہو گا۔ معلوم ہوا کہ اس حدیثِ مبارکہ کا مصداق وہ شخص ہے، جو فرضی نماز کی ادائیگی کے بعد اسے پھر سے فرض سمجھ کر ہی ادا کرنا شروع کر دیتا ہے۔

4 ..... بَابُ مَا یَفْعَلُ الْمَسْبُوْقُ

جس سے کچھ نماز رہ گئی ہو، وہ کیا کرے؟ اس کا بیان

(۲۶۹۱) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِی لَیْلٰی عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ؓ قَالَ: کَانَ النَّاسُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِذَا سُبِقَ الرَّجُلُ بِبَعْضِ صَلَاتِہٖ سَأَلَهُمْ فَأَوْمَؤُوْا اِلَیْہِ بِالَّذِی سُبِقَ بِہٖ مِنَ الصَّلَاۃِ فَیَبْدَأُ فَیَقْضِی مَا سُبِقَ ثُمَّ یَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِی صَلَاتِهِمْ، فَجَاءَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَالْقَوْمُ قُعُوْدٌ فِی صَلَاتِهِمْ فَقَعَدَ فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَامَ فَقَضٰی مَا کَانَ سُبِقَ بِہٖ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِصْنَعُوا کَمَا صَنَعَ مُعَاذٌ۔)) (مسند احمد: ۲۲۳۸۳)

''سیّدنا معاذ بن جبل ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جب کسی آدمی سے کچھ نماز رہ جاتی تو وہ آ کر (پہلے والے نمازیوں) سے سوال کر لیتا (کہ کتنی رکعتیں پڑھی جا چکی ہیں)، وہ اس کو اشارے سے بتا دیتے، پھر وہ شروع ہوتا اور پہلے اُتنی رکعتیں پڑھ کر پھر لوگوں کے ساتھ جماعت میں شریک ہو جاتا۔ ایک دن یوں کہ میں (معاذ) آیا اور لوگ نماز (کے تشہد) میں بیٹھے ہوئے تھے، میں بھی بیٹھ گیا، جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے تو میں کھڑا ہوا جو (رکعتیں) رہ گئی تھیں، وہ پڑھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس طرح معاذ نے کیا ہے تم بھی (آئندہ) ایسے ہی کیا کرو۔''

شرح: ..... اب لیٹ ہو جانے والے کے لیے یہی حکم ہے کہ وہ امام کے ساتھ نماز کی ادائیگی شروع کر دے

(۲۶۹۱) تخریج: ..... رجاله ثقات رجال الشیخین، غیر أن ابن ابی لیلی لم یسمع من معاذ أخرجه مطولا ابوداود: ۵۰۶، وأخرجه الترمذی بلفظ: قال رسول الله ﷺ: اذا اتی احدکم الصلاۃ والامام علی حال فلیصنع کما یصنع الامام۔)) (انظر: ۲۲۰۳۳، ۲۲۱۲۴) ابوداود کی طویل حدیث کو امام البانی ؒ نے صحیح کہا۔

اور جتنی رکعات رہ جائیں، ان کو بعد میں ادا کر لے، دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۵۲)۔ آنے والی احادیث کے مطابق آپ ﷺ کا عمل بھی اسی صورت کے مطابق رہا۔

(۲۶۹۲) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ أَبِيْهِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: تَخَلَّفْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَتَبَرَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ وَمَعِي الْإِدَاوَةُ قَالَ: فَصَبَبْتُ عَلٰى يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ اسْتَنْثَرَ قَالَ يَعْقُوْبُ ثُمَّ تَمَضْمَضَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَغْسِلَ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُخْرِجَهُمَا مِنْ كُمَّيْ جُبَّتِهِ، فَضَاقَ عَنْهُ كُمَّاهَا فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنَ الْجُبَّةِ فَغَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَيَدَهُ الْيُسْرٰى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَمَسَحَ بِخُفَّيْهِ وَلَمْ يَنْزَعْهُمَا، ثُمَّ عَمَدَ إِلَى النَّاسِ فَوَجَدَهُمْ قَدْ قَدَّمُوا عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ يُصَلِّي بِهِمْ، فَأَدْرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ فَصَلّٰى مَعَ النَّاسِ الرَّكْعَةَ الْآخِرَةَ بِصَلَاةِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، فَلَمَّا سَلَّمَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُتِمُّ صَلَاتَهُ فَأَفْزَعَ الْمُسْلِمِيْنَ فَأَكْثَرُوا التَّسْبِيْحَ، فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ: ((أَحْسَنْتُمْ وَأَصَبْتُمْ.))

''سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پیچھے رہ گیا، آپ ﷺ قضائے حاجت کے لیے گئے، پھر میری طرف لوٹے، میرے پاس ایک چھوٹا سا برتن تھا، پس میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں پر پانی بہایا، پھر آپ ﷺ نے پانی ڈال کر ناک صاف کیا، یعقوب راوی نے کہا: پھر آپ ﷺ نے کلی کی، اس کے بعد چہرے کو تین مرتبہ دھویا، پھر آپ ﷺ نے جبّہ کی آستینوں سے ہاتھ نکالے بغیر آپ ﷺ نے بازوؤں کو دھونا چاہا، لیکن آستینیں تنگ تھیں، اس لیے آپ ﷺ نے ہاتھوں کو جبہ (کے اندر) سے نکال کر پہلے تین دفعہ دایاں اور پھر تین دفعہ بایاں ہاتھ دھویا، پھر موزوں کا مسح کیا اور ان کو نہ اتارا، پھر وہ دونوں لوگوں کی طرف آئے، لیکن کیا دیکھتے ہیں کہ لوگوں نے سیّدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو آگے کر دیا تھا، وہ ان کو نماز پڑھا رہے تھے، چونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ ایک رکعت پا لی تھی، اس لیے آپ ﷺ نے سیّدنا عبد الرحمٰن کے ساتھ دوسری رکعت ادا کی، جب انھوں نے سلام پھیرا تو آپ ﷺ اپنی نماز مکمل کرنے کے لیے کھڑے ہوئے، یہ دیکھ کر مسلمان گھبرا گئے اور کثرت سے تسبیح بیان کی، جب رسول اللہ ﷺ نے نماز پوری کی تو ان پر متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''تم نے بہت اچھا کیا ہے اور درست کیا۔''

(۲۶۹۲) تخريج: ...... حديث صحيح۔ أخرجه أحمد في "مسنده" مطولا ومختصرا في عدّة أماكن، ولم نحط تخريجه هنا (انظر: ۱۸۱۳٤) أخرجه البخاري بذكر الوضوء: ۳۸۸، ۲۹۱۸، ۵۷۹۸، وأخرجه مختصرا من رواية احمد مسلم: ۲۷٤، وأخرجه ابوداود: ۱٤۹، وأخرجه بعضه ابن ماجه: ۱۲۳٦، والنسائي: ۱/ ۷٦ (انظر: ۱۸۱۷۲، ۱۸۱۷۵، ۱۸۱۹۰)

يَغْبِطُهُمْ أَنْ صَلَّوُا الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا۔ (مسند احمد: ۱۸۳۵۹)

آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے رشک کر رہے تھے کہ انہوں نے نماز کو اول وقت میں ادا کیا ہے۔''

(۲۶۹۳)(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ قَالَ الْمُغِيْرَةُ:) ثُمَّ لَحِقْنَا النَّاسَ وَقَدْ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يَؤُمُّهُمْ وَقَدْ صَلّٰى رَكْعَةً فَذَهَبْتُ لِأُوْذِنَهُ فَنَهَانِي (يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ) فَصَلَّيْنَا الَّتِي أَدْرَكْنَا وَقَضَيْنَا الَّتِي سُبِقْنَا بِهَا (وَفِي لَفْظٍ) فَصَلَّيْنَا الرَّكْعَةَ الَّتِي أَدْرَكْنَا وَقَضَيْنَا الرَّكْعَةَ الَّتِي سَبَقَتْنَا۔ (مسند احمد: ۱۸۳٤۷)

''(دوسری سند، سیّدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا:) پھر ہم لوگوں کو جا ملے اور دیکھا کہ نماز کھڑی کر دی گئی تھی اور سیّدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ان کی امامت کرا رہے تھے اور وہ ایک رکعت پڑھ چکے تھے، میں ان کو آپ ﷺ کا بتانے کے لیے جانے لگا تو آپ ﷺ نے مجھے منع کر دیا، پس ہم نے جتنی نماز پالی اس کو پڑھا اور جو رہ گئی تھی، اس کو بعد میں ادا کر لیا۔ ایک روایت میں ہے: جس رکعت کو ہم نے پالیا اس کو پڑھ لیا اور جو رکعت رہ گئی تھی، اس کو (بعد میں) پورا کر لیا۔''

(۲۶۹٤)(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ بِنَحْوِهِ أَيْضًا وَفِيْهِ قَالَ الْمُغِيْرَةُ) فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَوْمِ وَقَدْ صَلّٰى بِهِمْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ رَكْعَةً، فَلَمَّا أَحَسَّ بِالنَّبِيِّ ﷺ ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَنْ يُتِمَّ الصَّلَاةَ وَقَالَ: ((قَدْ أَحْسَنْتَ كَذٰلِكَ فَافْعَلْ.)) (مسند احمد: ۱۸۳۵٦)

''(تیسری سند، اسی طرح حدیث مروی ہے، اس کے مطابق سیّدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا:) پس جب ہم لوگوں کے پاس پہنچے تو سیّدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ان کو ایک رکعت پڑھا چکے تھے، جب انہوں نے نبی کریم ﷺ کو محسوس کیا تو وہ پیچھے ہٹنے لگے، لیکن آپ ﷺ نے ان کو اشارہ کیا کہ وہ نماز کو پورا کریں اور (بعد میں) فرمایا: ''تو نے اچھا کیا، ایسے ہی کیا کرو۔''

شرح:...... آپ ﷺ سے جو رکعت رہ گئی تھی، اس کو پہلے ادا نہ کیا، بلکہ امام کے ساتھ مل گئے، بعد میں رہ جانے والی نماز ادا کر لی۔ تاخیر سے آنے والے مقتدی کی رکعات کی ترتیب کا کیا بنے گا؟ اس کی تفصیل حدیث نمبر (۱۳۵۲) کی شرح میں گزر چکی ہے۔

❁❁❁❁

(۲۶۹۳) تخريج:...... اسناده صحيح، وانظر الحديث بالطريق الاول

(۲۶۹٤) تخريج:...... انظر الحديث بالطريق الأول

أَبْوَابُ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ وَفَضْلِ يَوْمِهَا وَكُلِّ مَا يَتَعَلَّقُ بِهَا

نماز جمعہ اور جمعہ کے دن کی فضیلت اور اس کے متعلقات کے ابواب

1 ..... بَابُ فِيْ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

یوم جمعہ کی فضیلت کا بیان

(٢٦٩٥) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ ثَنَا زُهَيْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي لُبَابَةَ الْبَدْرِيِّ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((سَيِّدُ الْأَيَّامِ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَأَعْظَمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَأَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحٰى وَفِيْهِ خَمْسُ خِلَالٍ: خَلَقَ اللّٰهُ فِيْهِ آدَمَ، وَأَهْبَطَ اللّٰهُ فِيْهِ آدَمَ إِلَى الْأَرْضِ، وَفِيْهِ تَوَفَّى اللّٰهُ آدَمَ، وَفِيْهِ سَاعَةٌ لَا يَسْأَلُ الْعَبْدُ فِيْهَا شَيْئًا إِلَّا آتَاهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِيَّاهُ، مَالَمْ يَسْأَلْ حَرَامًا وَفِيْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ، مَا مِنْ مَلَكٍ مُقَرَّبٍ وَلَا سَمَاءٍ وَلَا أَرْضٍ وَلَا

''سیدنا ابولبابہ بدری بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ کے ہاں دنوں کا سردار اور عظیم ترین ہے، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دنوں سے بھی عظیم ہے، اس میں پانچ خصائل ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ نے اس میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، (۲) اسی میں ان کو زمین پر اتارا، (۳) اور اسی میں ان کو فوت کیا، (۴) اس میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جس میں بندہ اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا بھی سوال کرتا ہے، وہ اسے عطا کر دیتا ہے، جب تک حرام کا سوال نہ کرے، اور (۵) اسی دن میں قیامت قائم ہوگی، یہی وجہ ہے کہ مقرب فرشتے، آسمان، زمین، ہوائیں، پہاڑ، سمندر، یہ تمام جمعہ کے دن سے ڈرتے ہیں (کہ کہیں اسی جمعہ کو قیامت برپا نہ ہو جائے)۔''

(٢٦٩٥) تخريج: ......اسناده ضعيف، عبد الله بن محمد بن عقيل مختلف فيه، وانظر الأحاديث الآتية، ستجد لبعضها شواهد أخرجه ابن ماجه: ١٠٨٤ (انظر: ١٥٥٤٨)

رِيَاحٍ وَلَا جِبَالٍ وَلَا بَحْرٍ إِلَّا هُنَّ يُشْفِقْنَ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ.)) (مسند احمد: ١٥٦٣٣)

شرح: ......آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتارنا، کیا یہ جمعہ کے دن کی فضیلت ہے؟ اس کے دو جوابات ہیں: (۱) آدم علیہ السلام کو جنت سے اتارنا اور قیامت کا برپا ہونا، ان دو امور کا تعلق فضیلت سے نہیں ہے، مطلق اس دن میں ہونے والے بڑے واقعات سے ہے۔ (۲) یہ دونوں چیزیں جمعہ کی فضیلت وعظمت پر دلالت کرتی ہیں، کیونکہ آدم علیہ السلام کا جنت سے اترنا اس چیز کا سبب تھا کہ ان کی اولاد میں رسل، انبیاء اور اولیاء کا سلسلہ چل سکے، اسی طرح قیامت کے قائم ہونے سے نیک لوگوں کو جنت کی صورت میں اجروثواب ملے گا۔ دورِ جاہلیت میں جمعہ کے دن کو ''عَرُوْبَہ'' کہتے تھے، اسلام میں اِس کو ''جُمُعَہ، جُمْعَہ اور جُمَعَہ'' کہتے ہیں۔

(٢٦٩٦) عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: أَخْبِرْنَا عَنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، مَاذَا فِيهِ مِنَ الْخَيْرِ؟ قَالَ: ((فِيهِ خَمْسُ خِلَالٍ، ......)) فَذَكَرَ مِثْلَهُ۔ (مسند احمد: ٢٢٨٢٤)

''سیّدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: جمعہ کے دن کے بارے میں بتلائیں کہ اس میں کون کون سی خوبیاں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس میں پانچ خوبیاں ہیں، ......'' گزشتہ روایت کی طرح۔''

شرح: ...... چونکہ حدیث نمبر (۱۵۰۵) مختلف فیہ ہے، جبکہ یہ حدیث (۱۵۰۶) شواہد کی بنا پر صحیح ہے، اس لیے اس کا پورا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے: سیّدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک انصاری آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: ہمیں جمعہ کے دن کے بارے میں ہمیں بتلائیں کہ اس میں کون سی خیر پائی جاتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس میں پانچ خوبیاں ہیں: (۱) اس میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا، (۲) پھر ان کو (جنت سے) اتارا گیا، اور (۳) پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی دن میں فوت کیا، (۴) اس دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ بندہ اس میں اللہ تعالیٰ سے جو سوال کرتا ہے، وہ اسے عطا کر دیتا ہے، جب تک وہ گناہ اور قطع رحمی کا سوال نہ کرے، (۵) اسی دن کو قیامت برپا ہوگی اور ہر فرشتہ، ہر آسمان، ہر زمین، ہر پہاڑ اور ہر پتھر جمعہ کے دن سے ڈر رہے ہوتے ہیں (کہ کہیں قیامت قائم نہ ہو جائے)۔'' معلوم ہوا کہ انسانیت کا آغاز جمعہ کے دن ہوا، یہی ہفتے کا پہلا دن ہے، مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے کیلنڈروں کا آغاز ہفتہ، اتوار یا سوموار کی بجائے جمعہ سے کیا کریں۔

(٢٦٩٦) تخريج: ......صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف، عبد الله بن محمد بن عقيل مختلف فيه أخرجه البزار في "مسنده": ٣٧٣٨، والطبراني في "الكبير": ٥٣٧٦، والبيهقي في "الشعب": ٢٩٧٤ (انظر: ٢٢٤٥٧)

(۲٦۹۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ‌رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: خَرَجْتُ إِلَى الطُّوْرِ فَلَقِيْتُ كَعْبَ الْأَخْبَارِ فَجَلَسْتُ مَعَهُ فَحَدَّثَنِي عَنِ التَّوْرَاةِ وَحَدَّثْتُهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ فِيْمَا حَدَّثْتُهُ أَنْ قُلْتُ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيْهِ أُهْبِطَ وَفِيْهِ تِيْبَ عَلَيْهِ وَفِيْهِ مَاتَ وَفِيْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ، وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا وَهِيَ مُسِيْخَةٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ حِيْنَ تُصْبِحُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِنَ السَّاعَةِ إِلَّا الْجِنَّ وَالْإِنْسَ وَفِيْهِ سَاعَةٌ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّيْ يَسْأَلُ اللّٰهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ.)) قَالَ كَعْبٌ: ذٰلِكَ فِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً، فَقُلْتُ: بَلْ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ، فَقَرَأَ كَعْبٌ التَّوْرَاةَ، فَقَالَ: صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: ثُمَّ لَقِيْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ فَحَدَّثْتُهُ بِمَجْلِسِي مَعَ كَعْبٍ وَمَا حَدَّثْتُهُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ، فَقُلْتُ لَهُ: قَالَ كَعْبٌ: ذٰلِكَ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ، قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: كَذَبَ كَعْبٌ، ثُمَّ قَرَأَ كَعْبٌ التَّوْرَاةَ، فَقَالَ: بَلْ هِيَ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ، قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: صَدَقَ كَعْبٌ۔ (مسند احمد: ۱۰۳۰۸)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں پہاڑ کی طرف نکلا اور کعب احبار سے ملاقات ہوئی، میں ان کے ساتھ بیٹھا، انھوں نے مجھے تورات کی باتیں بیان کیں اور میں نے ان کو رسول اللہ ﷺ کی احادیث بیان کیں، میں نے ان کو یہ بھی کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین دن کہ جس میں سورج طلوع ہوتا ہے، وہ جمعہ کا دن ہے، اس میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی میں (زمین پر) اتارے گئے، اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی اور وہ اسی دن فوت ہوئے اور اسی میں قیامت قائم ہوگئی، اِس دن کو صبح سے طلوع آفتاب تک ہر جانور قیامت کے ڈر سے کان لگائے ہوئے ہوتا ہے، جن وانس کے علاوہ۔ اس دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جو مسلمان اس میں اللہ تعالیٰ سے جو دعا کرتا ہے، وہ اسے عطا کر دیتا ہے۔'' کعب نے کہا: یہ گھڑی سال میں ایک مرتبہ ہوتی ہے۔ میں نے کہا: یہ تو ہر جمعہ کو ہوتی ہے۔ پھر کعب نے تورات پڑھی اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے (یہ واقعی ہر جمعہ کو ہوتی ہے)۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر میری ملاقات سیّدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ہوئی، میں نے ان کو کعب کے ساتھ اپنی مجلس اور اس میں ہونے والی جمعہ کے دن کے بارے میں گفتگو بیان کی اور کہا کہ کعب نے کہا یہ گھڑی سال میں ایک مرتبہ ہے۔ یہ سن کر سیّدنا عبد اللہ بن سلام نے کہا کہ کعب نے غلط بات کی ہے۔ میں نے کہا: جی پھر اس نے تورات پڑھی اور کہا کہ واقعی یہ ہر جمعہ کو ہوتی ہے۔ یہ سن کر انھوں نے کہا: کعب نے سچ کہا۔''

شرح: ......کعب احبار ایک یہودی عالم تھے، انھوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ تو پایا تھا، لیکن آپ ﷺ کو نہ دیکھ سکے تھے، یہ سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ یا سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مسلمان ہوئے تھے، اس لیے یہ تابعی قرار پائے، بعض

(۲٦۹۷) تخریج: ......اسناده صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۱۰۴٦، والترمذی: ۴۹۱، والنسائی: ۳/ ۱۱۳، وحدیث ابی هریرة مرفوعا: (ان فی الجمعة ساعة ....)) أخرجه البخاری: ۹۳۵، ومسلم: ۸۵۲ (انظر: ۱۰۳۰۳)

صحابہ اور تابعین کی کثیر تعداد نے ان سے روایات لی ہیں۔قبولیت کی گھڑی کی تفصیل آنے والے دو نمبر باب میں دیکھیں۔

(٢٦٩٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو (بْنِ الْعَاصِ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ)) (مسند احمد: ٦٥٨٢)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان بھی جمعہ کے دن یا رات کو فوت ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کو فتنۂ قبر سے محفوظ رکھے گا۔''

فوائد: ......''امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کے سیّدنا انس اور سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما وغیرہ سے مروی شواہد موجود ہیں، اس لیے یہ حدیث تمام طرق کی بنا پر حسن یا صحیح ہے۔'' (احکام الجنائز: ص ٣٥) أخرجه الترمذی: ١٠٧٤ (انظر: ٦٥٨٢)

(٢٦٩٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قِيْلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: لِأَيِّ شَيْءٍ سُمِّيَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: ((لِأَنَّ فِيْهَا طُبِعَتْ طِيْنَةُ أَبِيْكَ آدَمُ وَفِيْهَا الصَّعْقَةُ وَالْبَعْثَةُ وَفِيْهَا الْبَطْشَةُ وَفِي آخِرِ ثَلَاثِ سَاعَاتٍ مِنْهَا سَاعَةٌ مَنْ دَعَا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فِيْهَا أُسْتُجِيْبَ لَهُ.)) (مسند احمد: ٨٠٨٨)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کسی آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: ''جمعہ کے دن کی وجۂ تسمیہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(اس کو جمعہ اس لیے کہا جاتا ہے، کیونکہ) اس میں تیرے باپ آدم علیہ السلام کی مٹی بنائی گئی اور اسی میں ''صَعْقَه'' اور ''بَعْثَه'' ہوگا اور اسی میں ''بَطْشَه'' ہوگا اور اس کی آخری تین گھڑیوں میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جو بھی اس میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرے گا، اس کی دعا قبول کی جائے گی۔''

شرح: ...... ''صَعْقَه'': پہلے صور کی آواز کی ہولناکی کی وجہ سے تمام لوگوں کا مر جانا ''بَعْثَه'': لوگوں کا قیامت والے دن قبروں سے اٹھنا ''بَطْشَه'': قیامت والے دن قہر اور غلبہ کے ساتھ لوگوں کو پکڑنا

(٢٧٠٠) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ! لَا تَخْتَصَّ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ دُوْنَ اللَّيَالِي وَلَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ

''سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابودرداء! دوسری راتوں میں سے جمعہ کی رات کو قیام کے لیے اور دوسرے دنوں میں سے جمعہ کے دن کو روزہ کے

(٢٦٩٨) تخريج: ......اسناده ضعيف، ربيعة بن سيف لم يسمع من عبد الله بن عمرو، وربيعة هذا و هشام بن سعد ضعيفان، وله شواهد ثلاثة ضعيفة۔

(٢٦٩٩) تخريج: ......اسناده ضعيف لضعف الفرج بن فضالة، وعلى بن أبى طلحة ليس بذاك، ولم يدرك أبا هريرة (انظر: ٨١٠٢)

(٢٧٠٠) تخريج: ......صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لانقطاعه، محمد بن سيرين لم يسمع من أبى الدرداء أخرجه النسائى فى "الكبرى": ٢٧٥٢، وابن ابى شيبة: ٣/ ٤٥، وعبد الرزاق: ٧٨٠٣، والطبرانى فى "الكبير": ٦٠٥٦ (انظر: ٢٧٥٠٧)

بِصِیَامٍ دُوْنَ الْأَیَّامِ)) (مسند احمد: ۲۸۰۵۷) لیے خاص نہ کرے۔“

شرح: ......سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تَخْتَصُّوْا لَیْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِیَامٍ مِنْ بَیْنِ اللَّیَالِیْ، وَلَا تَخُصُّوْا یَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِیَامٍ مِنْ بَیْنِ الْأَیَّامِ، إِلَّا أَنْ یَکُوْنَ فِیْ صَوْمٍ یَصُوْمُهُ أَحَدُکُمْ.)) یعنی: ”قیام کے لیے جمعہ کی رات کو خاص نہ کرو اور نہ اس کے دن کو روزہ کے لیے خاص کرو، ہاں اگر کوئی آدمی (اپنی ترتیب کے مطابق) روزے رکھ رہا ہے (اور اسے جمعہ کے دن روزہ رکھنا پڑ گیا ہے تو) وہ روزہ رکھ لے۔“ (مسلم: ۳/ ۱۵٤)

معلوم ہوا کہ کسی آدمی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ جمعہ کی وجہ سے اس دن کے ساتھ کوئی عمل خاص کر دے۔ ہاں اگر ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھنا کسی کا معمول ہو یا کوئی شخص عاشورے اور عرفے کے دن کا روزہ رکھتا ہو یا کسی کی ایام بیض کے روزے رکھنے کی عادت ہو یا کسی نے نذر کے روزے شروع کر رکھے ہوں اور ان صورتوں میں جمعہ کا دن آ جائے تو پھر اس دن کو بھی روزہ رکھ لینے میں کوئی حرج نہیں۔ نیز اس آدمی کو بھی جمعہ کا روزہ رکھنے کی اجازت ہے جو اس کے ساتھ جمعرات یا ہفتہ کے دن کا بھی روزہ رکھے۔ اس معاملے میں اتنی سختی برتی گئی ہے کہ سیدہ ام المؤمنین جویریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں جمعہ کے دن روزے دار تھی، رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور پوچھا: ”کیا تم نے کل (جمعرات کا) روزہ رکھا تھا؟“ میں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے پھر پوچھا: ”کل (ہفتہ کو) روزہ رکھنے کا ارادہ ہے؟“ میں نے کہا: نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”روزہ افطار کر دو۔“ (بخاری: ۱۹۸٦)

نبی کریم ﷺ نے خود جمعہ کے دن کے ساتھ درج ذیل چار امور کو خاص کیا ہے:

(۱) نمازِ جمعہ کی ادائیگی اور اس کی مخصوص تیاری

(۲) سورۂ کہف کی تلاوت کرنا

(۳) کثرت سے درود پڑھنا

(۴) قبولیتِ دعا کے لیے مخصوص وقت، جس کے تعین میں علمائے کرام کے مختلف اقوال ہیں، ایک قول دن کی آخری گھڑی کے بارے میں ہے اور وہی راجح معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

امام البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس موضوع سے متعلقہ تمام احادیث کو دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ اس آدمی کے لیے جمعہ کا روزہ رکھنا جائز ہے، جو جمعرات یا ہفتہ کو بھی روزہ رکھے، اسی طرح وہ شخص بھی جمعہ کے دن کا روزہ رکھ سکتا ہے، جس کی روٹین میں جمعہ کا دن آ جائے، مثلا ایک آدمی ہر سال عرفہ کے دن یعنی (۹) ذوالحجہ کا روزہ رکھتا ہے، اگر اتفاق سے یہ دن جمعہ کا بھی ہو تو اس کے لیے روزہ رکھنا جائز ہو گا۔ (صحیحہ: ۹۸۰)

فَصْلٌ مِنْهُ فِي الْحَثِّ عَلَى الْإِكْثَارِ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

فصل: جمعہ کے دن نبی کریم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنے کی ترغیب کا بیان

(۲۷۰۱) عَنْ أَوْسِ بْنِ أَبِي أَوْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيْهِ قُبِضَ، وَفِيْهِ النَّفْخَةُ وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْهِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ.)) فَقَالُوا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ تُعْرَضُ عَلَيْكَ صَلَاتُنَا وَقَدْ أَرِمْتَ يَعْنِي وَقَدْ بَلِيْتَ؟ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ)) (مسند احمد: ۱٦۲٦۲)

''سیّدنا اوس بن اوس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنوں میں افضل ترین جمعہ کا دن ہے، اس میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور فوت کیا گیا، اور اسی میں ''نفخہ'' اور ہوگا، لہٰذا تم مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، کیونکہ تمہارا یہ درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا، جبکہ آپ تو (مٹی میں) فنا ہو چکے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔''

شرح: ......خطابی نے کہا: ''اَرِمْتَ'' اصل میں ''اَرْمَمْتَ'' تھا، ایک میم حذف ہوگئی، اس کا معنی ہوگا: گل جانا، بوسیدہ ہو جانا۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الْأَرْضِ، يُبَلِّغُوْنِيْ مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ.)) یعنی: ''بیشک اللہ تعالیٰ کے زمین میں چلنے پھرنے والے فرشتے ہیں، وہ مجھے میری امت سے سلام پہنچاتے ہیں۔'' (نسائی: ۱۲۸۲)

قارئین کرام! موت سے لے کر قبر سے اٹھنے تک کے وقت کو عالم برزخ کہتے ہیں، یہ ایک زندگی کا نام ہے، جس کا دنیوی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے، بہرحال مرنے والوں کا اللہ تعالیٰ سے اور اپنے اچھے یا برے اعمال سے تعلق قائم رہتا ہے اور بعد میں مرنے والے، پہلے مر جانے والوں کے پاس پہنچ کر دنیا والوں کے بارے میں بھی ان کو مختلف باتیں بتلاتے رہتے ہیں، درج ذیل احادیث پر غور کریں:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِذَا حُضِرَ الْمُؤْمِنُ أَتَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ بِحَرِيْرَةٍ بَيْضَاءَ، فَيَقُوْلُوْنَ: أُخْرُجِيْ رَاضِيَةً مَرْضِيًّا عَنْكِ إِلٰى رَوْحِ اللّٰهِ وَرَيْحَانٍ وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ، فَتَخْرُجُ كَأَطْيَبِ رِيْحِ الْمِسْكِ حَتّٰى إِنَّهُ لَيُنَاوِلُهُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، حَتّٰى يَأْتُوْنَ بِهِ بَابَ السَّمَاءِ، فَيَقُوْلُوْنَ: مَا أَطْيَبَ هٰذِهِ الرِّيْحَ الَّتِيْ جَاءَتْكُمْ مِنَ الْأَرْضِ! فَيَأْتُوْنَ بِهِ أَرْوَاحَ

(۲۷۰۱) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ۱۰٤۷، ۱۵۳۱، والنسائي: ۳/ ۹۱، وابن ماجه: ۱۰۸۵، ۱٦۳٦ (انظر: ۱٦۱٦۲)

الْـمُـؤْمِنِيْنَ، فَلَهُمْ اَشَدُّ فَرَحًا بِهِ مِنْ اَحَدِكُمْ بِغَائِبِهِ يَقْدُمُ عَلَيْهِ، فَيَسْأَلُوْنَهُ: مَاذَا فَعَلَ فُلَانٌ؟ مَاذَا فَـعَلَ فُلَانٌ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: دَعُوْهُ فَإِنَّهُ كَانَ فِيْ غَمِّ الدُّنْيَا، فَإِذَا قَالَ: اَمَا اَتَاكُمْ؟ قَالُوْا: ذُهِبَ بِهِ إِلٰى أُمِّهِ الْهَــــاوِيَةِ، ....)) یعنی: ''جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے تو فرشتے ریشم کا سفید کپڑا لے کر آتے ہیں اور کہتے ہیں: (اے روح!) اللہ تعالیٰ کی رحم و مہربانی کی طرف اور ایسے رب کی طرف نکل جو غصے میں نہیں ہے، اس حال میں کہ تو بھی خوش ہے اور تیرا رب بھی تجھ پر خوش ہے۔ جب وہ روح نکلتی ہے تو وہ کستوری کی پاکیزہ ترین خوشبو کی طرح ہوتی ہے، فرشتے اسے وصول کر کے ایک دوسرے کو تھماتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ آسمان کے دروازے تک پہنچ جاتے ہیں۔ آسمان کے فرشتے کہتے ہیں: کتنی پیاری خوشبو ہے جو زمین کی طرف سے آئی ہے۔ فرشتے اس روح کو مومنوں کی ارواح میں لے جاتے ہیں۔ اس کی آمد سے انھیں بہت خوشی ہوتی ہے جیسے پردیسی کے آنے سے ہم خوش ہوتے ہیں۔ پہلے سے موجود روحیں اس روح سے سوال کرتی ہیں: فلاں کیسے تھا؟ فلاں کی سنائیں؟ وہ جواب دیتی ہے: اسے چھوڑیے، وہ تو دنیوی فکر و غم میں مبتلا تھا۔ (اور فلاں تو مجھ سے پہلے مر چکا تھا کیا اس کی روح) تمھارے پاس نہیں آئی؟ وہ کہتی ہیں: (نہیں، اور یہاں نہ پہنچنے کا مطلب یہ ہوا کہ) وہ اپنے ٹھکانے ''ہاویہ'' (جہنم) میں پہنچ چکی ہے۔ (النسائي: ١/ ٢٦٠، ابن حبان: ٧٣٣، الحاكم: ١/ ٣٥٢، ٣٥٣، الصحيحة: ١٣٠٩)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِنَّ الْـمُـؤْمِـنَ يَنْزِلُ بِهِ الْمَوْتُ وَيُعَايِنُ مَا يُـعَـايِـنُ، فَـوَدَّ لَـوْ خَـرَجَـتْ ـ يَعْنِي نَفْسَهُ ـ وَاللّٰهُ يُحِبُّ لِقَائَهُ، وَإِنَّ الْمُؤْمِنَ يُصْعَدُ بِرُوْحِهِ إِلَى السَّـمَـاءِ فَتَأْتِيْهِ أَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِيْنَ فَيَسْتَخْبِرُوْنَهُ عَنْ مَعَارِفِهِمْ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ، فَإِذَا قَالَ: تَرَكْتُ فُلَانًا فِي الدُّنْيَا أَعْجَبَهُمْ ذٰلِكَ، وَإِذَا قَالَ: إِنَّ فُلَانًا قَدْ مَاتَ، قَالُوْا: مَاجِيْءَ بِهِ إِلَيْنَا...... .))

یعنی: ''جب مؤمن پر عالمِ نزع طاری ہوتا ہے تو وہ مختلف حقائق کا مشاہدہ کر کے یہ پسند کرتا ہے کہ اب اس کی روح نکل جائے (تاکہ وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کر سکے) اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتے ہیں۔ مؤمن کی روح آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے اور (فوت شدگان) مؤمنوں کی ارواح کے پاس پہنچ جاتی ہے۔ وہ اس سے اپنے جاننے پہچاننے والوں کے بارے میں دریافت کرتی ہیں۔ جب وہ روح جواب دیتی ہے کہ فلاں تو ابھی تک دنیا میں ہی تھا (یعنی ابھی تک فوت نہیں ہوا تھا) تو وہ خوش ہوتی ہیں اور جب وہ جواب دیتی ہے کہ (جس آدمی کے بارے میں تم پوچھ رہی ہو) وہ تو مر چکا ہے، تو وہ کہتی ہیں: اسے ہمارے پاس نہیں لایا گیا (اس کا مطلب یہ ہوا کہ اسے جہنم میں لے جایا گیا ہے)۔ (مسند البزار: ص۹۲، الصحیحۃ: ۲۶۲۸)

ابوایوب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: إِذَا قُبِـضَـتْ نَـفْـسُ الْـعَبْدِ تَلَقَّاهُ أَهْلُ الرَّحْمَةِ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ كَمَا يَلْقَوْنَ الْبَشِيْـرَ فِـيْ الـدُّنْـيَـا، فَـيُـقْـبِلُـوْنَ عَـلَـيْـهِ لِيَسْأَلُوْهُ، فَيَقُوْلُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: أُنْظُرُوْا أَخَاكُمْ حَتّٰى يَسْتَرِيْـحَ، فَـإِنَّـهُ كَانَ فِيْ كَرْبٍ، فَيُقْبِلُوْنَ عَلَيْهِ، فَيَسْأَلُوْنَهُ: مَافَعَلَ فُلَانٌ؟ مَافَعَلَتْ فُلَانَةٌ؟ هَلْ

تَزَوَّجَتْ؟ فَإِذَا سَأَلُوْا عَنِ الرَّجُلِ قَدْ مَاتَ قَبْلَهُ قَالَ لَهُمْ: إِنَّهُ قَدْ هَلَكَ، فَيَقُوْلُوْنَ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، ذُهِبَ بِهِ إِلٰى أُمِّهِ الْهَاوِيَةِ، فَبِئْسَتِ الْأُمُّ وَبِئْسَتِ الْمُرَبِّيَةُ، ......)) یعنی: جب (مسلمان) بندے کی روح قبض کی جاتی ہے تو (پہلے فوت ہونے والے) اللہ تعالیٰ کے مرحوم بندے اس کا استقبال کرتے ہیں جیسے دنیا میں لوگ خوشخبری دینے والے کو (خوشی سے) ملتے ہیں، جب وہ بندے (اسے بیدار کر کے) اس سے سوال کرنا چاہتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کو کہتے ہیں کہ اپنے بھائی کو آرام کرنے دو، وہ دنیا کی بے چینی و پریشانی میں مبتلا تھا۔ بالآخر وہ پوچھتے ہیں کہ فلاں کیا کر رہا تھا؟ فلاں بہن کی سنائیں؟ آیا اس کی شادی ہوگئی تھی؟ جب وہ کسی ایسے آدمی کے بارے میں سوال کرتے ہیں جو اس سے پہلے مر چکا ہوتا ہے اور وہ جواب دیتا ہے کہ وہ تو مجھ سے پہلے مر چکا تھا، تو وہ کہتے ہیں: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، (وہ بندہ یہاں تو نہیں پہنچا) اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اپنے ٹھکانے جہنم میں چلا گیا ہے، ......"۔ (أخرجه ابن المبارك فی "الزهد": ٤٤٣/١٤٩، فذكره موقوفا، ورواه سلام الطويل عن ثور فرفعه، لكن اسناد الموقوف صحيح، وهو فی حكم المرفوع يقينا، الصحيحة: ٢٧٥٨)

یہ احادیثِ مبارکہ اس حقیقت کا بیّن ثبوت ہیں کہ مر جانے والوں کا دنیوی حالات سے بلا واسطہ کوئی رابطہ نہیں ہوتا۔ چونکہ وہ ایک عالَم میں ہیں، اس لیے جب مرنے والا وہاں پہنچتا ہے تو ان کو ان کے بعد والے دنیا کے حالات کی خبر ہوتی ہے۔ ان احادیثِ مبارکہ سے نبی کریم ﷺ کی مبارک برزخی زندگی کا بھی اندازہ ہو جاتا ہے، جس کا اس دنیوی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے، ہاں یہ آپ ﷺ کا امتیاز ہے کہ فرشتے امتیوں کا درود وسلام آپ ﷺ تک پہنچا دیتے ہیں۔ ہمارا یہ دعوی ہے کہ عالم برزخ ایک زندگی ہے، لیکن نہ ہم اس کی کیفیت کو پہچان سکتے ہیں اور نہ کوشش کرتے ہیں، بہرحال اُس عالَم کا اِس دنیوی عالَم سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے۔

(٢٧٠٢) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ غَرَّاءُ وَيَوْمُهَا أَزْهَرُ.)) (مسند احمد: ٢٣٤٦)

''سیّدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کی رات چمک دار اور اس کا دن روشن ہوتا ہے۔''

یہ حدیث تو ضعیف ہے، البتہ درج ذیل حدیث صحیح ہے، جس کا تعلق آخرت کی روشنی سے ہے:

عَنْ أَبِي مُوْسٰى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ الأَيَّامَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى هَيْئَتِهَا، وَيَبْعَثُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ زَهْرَاءَ مُنِيْرَةً، أَهْلُهَا يَحُفُّوْنَ بِهَا كَالْعَرُوْسِ تُهْدٰى إِلٰى كَرِيْمِهَا، تُضِيْءُ لَهُمْ، يَمْشُوْنَ فِي ضَوْئِهَا، أَلْوَانُهُمْ كَالثَّلْجِ بَيَاضاً وَرِيْحُهُمْ تَسْطَعُ كَالْمِسْكِ، يَخُوْضُوْنَ

(٢٧٠٢) تخريج: ......اسناده ضعيف، زائدة ابن أبي الرقاد منكر الحديث، وزياد بن عبد الله النميري ضعفه ابن معين وأبوداود أخرجه ابن السنی فی "عمل اليوم والليلة": ٦٥٩، والبيهقی فی "شعب الايمان": ٣٨١٥، والبزار: ٦١٦ (انظر: ٢٣٤٦)

فِي جِبَالِ الْكَافُوْرِ، يَنْظُرُ إِلَيْهِمُ الثَّقَلَانِ، مَايَطْرُفُوْنَ تَعَجُّباً حَتّٰى يَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ، لَا يُخَالِطُهُمْ أَحَدٌ إِلَّا الْمُؤَذِّنُوْنَ الْمُحْتَسِبُوْنَ.))

''حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے روز (ہفتہ کے سات) دنوں کو ان کی (مخصوص) شکل میں اٹھائے گا، جمعہ کا دن حسین اور چمکتا دمکتا ہوگا، اہلِ جمعہ (یعنی جمعہ ادا کرنے والے) اس کو ایسے گھیر لیں گے جیسے (سہیلیاں) دلہن کو دولہا کی طرف رخصت کرتے وقت گھیر لیتی ہیں، جمعہ کا دن اپنے اہل کے لیے روشنی کرے گا اور وہ اس کی روشنی میں چل رہے ہوں گے، ان کے رنگ برف کی طرح سفید ہوں گے، ان کی خوشبو کستوری کی طرح مہک رہی ہوگی، وہ کافور خوشبو کے پہاڑوں میں گھسے ہوئے ہوں گے، جن وانس انھیں دیکھ رہے ہوں گے اور وہ تعجب کی وجہ سے نگاہ نیچی نہیں کرنے پائیں گے کہ جنت میں داخل ہو جائیں گے اور ثواب کی امید سے اذان دینے والوں کے علاوہ کوئی بھی ان کے اس مقام و مرتبہ تک نہیں پہنچ سکے گا۔'' (صحیح ابن خزیمۃ: ۱/۱۸۲/۱، مستدرک حاکم: ۱/۲۷۷، الصحیحۃ: ۷۰۶)

2 ..... بَابُ مَا وَرَدَ فِيْ سَاعَةِ الْإِجَابَةِ وَوَقْتِهَا مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی اور اس کے وقت کا بیان

(۲۷۰۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُصَلِّيْ يَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ.)) وَقَالَ بِيَدِهِ قُلْنَا يُقَلِّلُهَا يُزَهِّدُهَا۔ (مسند احمد: ۷۱۵۱)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن میں ایک گھڑی ہے، جو مسلمان بھی اس میں نماز پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے جس خیر و بھلائی کا سوال کرتا ہے، وہ اسے عطا کر دیتا ہے۔'' پھر اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے اس گھڑی کے قلیل ہونے کی نشاندہی کی۔''

(۲۷۰٤) عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ، يَسْأَلُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فِيْهَا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَهِيَ بَعْدَ الْعَصْرِ)) (مسند احمد: ۷٦۷٤)

''سیّدنا ابوسعید خدری اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن میں ایک گھڑی ہے کہ جو مسلمان بھی اس میں اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا سوال کرتا ہے، وہ اسے عطا کر دیتا ہے اور یہ گھڑی عصر کے بعد ہوتی ہے۔''

(۲۷۰۳) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٥٢٩٤، ٦٤٠٠، ومسلم: ٨٥٢ (انظر: ٧١٥١)

(۲۷۰٤) تخريج: ......حديث صحيح بشواهده أخرجه مالك: ١/ ١٠٩، وعبد الرزاق: ٥٥٨٤، والطبراني في "الدعاء": ١٧٩ (انظر: ٧٦٨٨)

(٢٧٠٥) عَنْ أَبِي سَلَمَةَ (بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ) قَالَ: كَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ يُحَدِّثُنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ وَهُوَ فِي صَلَاةٍ سَأَلَ اللّٰهَ خَيْرًا إِلَّا آتَاهُ إِيَّاهُ، قَالَ وَقَلَّلَهَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ۔ قَالَ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ، قُلْتُ: وَاللّٰهِ! لَوْ جِئْتُ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هٰذِهِ السَّاعَةِ أَنْ يَكُوْنَ عِنْدَهُ مِنْهَا عِلْمٌ، فَأَتَيْتُهُ (فَذَكَرَ حَدِيثًا طَوِيلًا ثُمَّ قَالَ) قُلْتُ: يَا أَبَا سَعِيْدٍ! إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَنَا عَنِ السَّاعَةِ الَّتِي فِي الْجُمُعَةِ فَهَلْ عِنْدَكَ مِنْهَا عِلْمٌ؟ فَقَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْهَا فَقَالَ: ((إِنِّي كُنْتُ قَدْ أُعْلِمْتُهَا ثُمَّ أُنْسِيتُهَا كَمَا أُنْسِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ .)) قَالَ: ثُمَّ خَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ۔ (مسند احمد: ١١٦٤٧)

''ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن کہتے ہیں: سیّدنا ابو ہریرہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث بیان کی، آپ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی ہے کہ اس میں مسلمان نماز کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے جس خیر و بھلائی کا سوال کرتا ہے، وہ اسے عطا کر دیتا ہے۔'' سیّدنا ابو ہریرہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ نے ہاتھ سے اشارہ کرتے اس کے قلیل ہونے کی طرف اشارہ کیا۔ جب سیّدنا ابو ہریرہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ فوت ہوئے تو میں نے (دل میں کہا کہ) اللہ کی قسم! اگر میں سیّدنا ابوسعید خدری ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کے پاس جاؤں اور ان سے اس گھڑی کے بارے میں سوال کروں، ممکن ہے کہ ان کے پاس اس کے بارے میں کوئی علم ہو۔ پس میں ان کے پاس گیا، ......طویل حدیث ذکر کی......، میں ان کے پاس گیا اور کہا: اے ابوسعید! سیّدنا ابو ہریرہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ نے ہمیں جمعہ کے دن کی گھڑی کے بارے میں ایک حدیث بیان کی ہے، کیا آپ کے پاس اس (کے وقت کے تعین) کا کوئی علم ہے؟ سیّدنا ابوسعید ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس گھڑی کے بارے بتلایا تو گیا تھا، لیکن پھر شبِ قدر کی طرح مجھے یہ بھلا دی گئی۔'' پھر میں ان کے پاس سے نکلا اور سیّدنا عبد اللہ بن سلام ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کے پاس گیا۔''

شرح: ......جن صحابہ نے آپ ﷺ سے قبولیت والی اس گھڑی کے وقت کے تعین کی روایات بیان کی ہیں، ممکن ہے کہ انھوں نے یہ احادیث آپ ﷺ کو بھلا دیئے جانے سے پہلے سنی ہوں، یا بعد میں پھر سے آپ ﷺ کو اس کا علم دے دیا گیا ہو۔

(٢٧٠٦) وَعَنْهُ أَيْضًا بِسَنَدِهِ وَلَفْظِهِ وَفِيْهِ:

''ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن کہتے ہیں: (سابقہ سند اور الفاظ کے

(٢٧٠٥) تخريج: ......بعضه حسن وبعضه صحيح أخرجه البزار: ٦٢٠، وحديث ابى هريرة مرفوعا: ((ان فى الجمعة ساعة ....)) أخرجه البخارى: ٩٣٥، ومسلم: ٦٥٢، وانظر الحديث: ١٥٠٧ (انظر: ١١٦٢٤)

(٢٧٠٦) تخريج: ......حديث صحيح، انظر الحديث: ١٥٠٧ (انظر: ٢٣٧٧٩)

ثُمَّ خَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ فَسَأَلْتُ عَنْهَا، فَقَالَ: خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَأُهْبِطَ إِلَى الْأَرْضِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَقَبَضَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَفِيهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ، فَهِيَ آخِرُ سَاعَةٍ، وَقَالَ سُرَيْجٌ فَهِيَ آخِرُ سَاعَتِهِ، فَقُلْتُ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((فِي صَلَاةٍ)) وَلَيْسَتْ بِسَاعَةِ صَلَاةٍ؟ قَالَ: أَوَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مُنْتَظِرُ الصَّلَاةِ فِي صَلَاةٍ))؟ قُلْتُ: بَلٰى هِيَ وَاللّٰهِ هِيَ۔ (مسند احمد: ٢٤١٨٧)

ساتھ، اس میں ہے:) پھر میں نکلا اور سیّدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے اس کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام جمعہ کے دن پیدا کیا، اسی میں ان کو زمین پر اتارا گیا اور اسی دن کو ان کو وفات دی، اسی دن کو قیامت برپا ہو گی اور اس کی آخری گھڑی (قبولیت والی) ہے۔ میں نے کہا: لیکن رسول اللہ ﷺ نے تو فرمایا کہ وہ بندہ نماز کی حالت میں ہو اور دن کی آخری گھڑی میں تو کوئی نماز ہی نہیں پڑھی جاتی؟ انھوں نے کہا: کیا تجھے اس چیز کا علم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز کا انتظار کرنے والا بھی نماز میں ہی ہوتا ہے؟ میں نے کہا: جی کیوں نہیں، (سمجھ آ گئی) بس یہی ہے، اللہ کی قسم! یہی ہے۔“

(٢٧٠٧) عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ، إِنَّا نَجِدُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَيَسْأَلُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ مَا سَأَلَهُ، فَأَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ بَعْضَ سَاعَةٍ، قَالَ: فَقُلْتُ: صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَبُو النَّضْرِ: قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: سَأَلْتُهُ أَيَّةُ سَاعَةٍ هِيَ؟ قَالَ: آخِرُ سَاعَاتِ النَّهَارِ، فَقُلْتُ: إِنَّهَا لَيْسَتْ بِسَاعَةِ صَلَاةٍ، فَقَالَ: بَلٰى، إِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ فِي صَلَاةٍ إِذَا صَلّٰى ثُمَّ قَعَدَ فِي مُصَلَّاهُ لَا يَحْبِسُهُ إِلَّا انْتِظَارُ الصَّلَاةِ۔ (مسند احمد: ٢٤١٨٩)

”سیّدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا، جبکہ رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما تھے، کہ ہم اللہ کی کتاب (تورات) میں یہ بات پاتے ہیں کہ جمعہ کے دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جو مسلمان بھی اس میں، جبکہ وہ نماز میں ہو، اللہ تعالیٰ سے جو چیز مانگتا ہے، وہ اسے عطا کر دیتا ہے، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے یہ اشارہ کیا کہ اس گھڑی کا وقت تھوڑا سا ہوتا ہے۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول نے سچ فرمایا (واقعی اس کا وقت مختصر ہوتا ہے)۔ ابو سلمہ نے کہا: میں نے ان سے سوال کیا کہ یہ گھڑی کا وقت کون سا ہے؟ انھوں نے کہا: یہ دن کی آخری گھڑی ہوتی ہے۔ میں نے کہا: یہ تو نماز کا وقت ہی نہیں ہے؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں، بیشک جب مسلمان آدمی نماز پڑھ کر اپنے جائے نماز میں نماز ہی کی انتظار میں بیٹھ جاتا ہے تو وہ نماز میں ہی ہوتا ہے۔“

(٢٧٠٧) تخريج: ......اسناده قوى أخرجه ابن ماجه: ١١٣٩، وانظر الحديث السابق: ١٥١٦ (انظر: ٢٣٧٨١)

(٢٧٠٨) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمْتُ الشَّامَ فَلَقِيتُ كَعْبًا فَكَانَ يُحَدِّثُنِي عَنِ التَّوْرَاةِ وَأُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى أَتَيْنَا عَلٰى ذِكْرِ يَوْمِ الْجُمْعَةِ، فَحَدَّثْتُهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ فِيهَا خَيْرًا اِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ.)) فَقَالَ كَعْبٌ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ، هِيَ فِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً، قُلْتُ لَا، فَنَظَرَ كَعْبٌ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ هِيَ فِي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً، قُلْتُ: لَا، فَنَظَرَ سَاعَةً فَقَالَ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، قُلْتُ: نَعَمْ فَقَالَ كَعْبٌ: أَتَدْرِي أَيَّ يَوْمٍ هُوَ؟ قُلْتُ: وَأَيُّ يَوْمٍ هُوَ؟ قَالَ: فِيهِ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ، وَفِيهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ وَالْخَلَائِقُ فِيهِ مُصِيخَةٌ اِلَّا الثَّقَلَيْنِ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ خَشْيَةَ الْقِيَامَةِ، فَقَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَأَخْبَرْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ بِقَوْلِ كَعْبٍ، فَقَالَ: كَذَبَ كَعْبٌ، قُلْتُ: اِنَّهُ قَدْ رَجَعَ اِلٰى قَوْلِي، فَقَالَ: أَتَدْرِي أَيَّ سَاعَةٍ هِيَ؟ قُلْتُ: لَا وَتَهَالَكْتُ عَلَيْهِ أَخْبِرْنِي أَخْبِرْنِي، فَقَالَ: هِيَ فِيمَا بَيْنَ الْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ، قُلْتُ: كَيْفَ وَلَا صَلَاةَ؟ قَالَ: أَمَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَزَالُ الْعَبْدُ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَ فِي مُصَلَّاهُ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ.))
(مسند احمد: ٢٤٢٠١)

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں شام آیا اور کعب احبار کو ملا، وہ مجھے تورات سے بیان کرتے رہے اور میں انہیں رسول اللہ ﷺ کی احادیث سناتا رہا، یہاں تک کہ جمعہ کے دن کا تذکرہ ہونے لگا، میں نے اسے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جو مسلمان بھی اس میں اللہ تعالیٰ سے جو سوال کرتا ہے، وہ اسے دے دیتا ہے۔'' کعب نے کہا: اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا، یہ ہر سال میں ایک مرتبہ ہوتی ہے۔ میں نے کہا: نہیں۔ کعب نے کچھ دیر غور کرنے کے بعد کہا: جی، اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا، یہ ہر مہینہ میں ایک مرتبہ ہوتی ہے۔ میں نے کہا: نہیں، یہ سن کر کعب نے پھر غور کیا اور کہا: جی، اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا، یہ ہر جمعہ میں ایک مرتبہ ہوتی ہے۔ میں نے کہا: جی ہاں۔ کعب نے کہا: کیا آپ کو پتہ ہے یہ کون سا دن ہے؟ میں نے کہا: یہ کون سا دن ہے؟ انھوں نے کہا: یہ وہ دن ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اسی دن قیامت برپا ہوگی، یہی وجہ ہے کہ جن و انس کے علاوہ تمام مخلوقات اس (دن کو) قیامت کے خوف سے کان لگائے ہوتی ہیں۔ پھر میں مدینہ منورہ آیا اور سیّدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو کعب کی بات بتائی، انھوں نے کہا: کعب نے غلط کہا۔ میں نے کہا: جی وہ میری بات کے قائل ہو گئے تھے (کہ یہ گھڑی ہر جمعہ کو ہوتی ہے)۔ (پھر عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے) کہا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ گھڑی کون سی ہے؟ میں نے کہا: جی نہیں، پھر تو میں (اصرار کرتے ہوئے) ان پر ٹوٹ پڑا اور کہا کہ مجھے بتلاؤ، بتلاؤ۔ پس انھوں نے کہا: یہ گھڑی عصر اور مغرب کے درمیان ہوتی ہے۔ میں نے کہا: یہ کیسے ہوتی ہے، جبکہ اس

(٢٧٠٨) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، انظر الحديث السابق (انظر: ٢٣٧٩١)

وقت میں تو کوئی نماز ہی نہیں ہوتی؟ انھوں نے کہا: کیا تو نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا تھا کہ: ''بندہ اس وقت تک نماز میں ہی رہتا ہے، جب تک اپنی جائے نماز میں (بیٹھ کر) نماز کا انتظار کر رہا ہوتا ہے۔''

(٢٧٠٩)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: فَلَقِيْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ فَحَدَّثْتُهُ حَدِيْثِيْ وَحَدِيْثَ كَعْبٍ فِي قَوْلِهِ فِي كُلِّ سَنَةٍ، قَالَ: كَذَبَ كَعْبٌ، هُوَ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي كُلِّ يَوْمِ جُمُعَةٍ، قُلْتُ: إِنَّهُ قَدْ رَجَعَ، قَالَ: أَمَا وَالَّذِي نَفْسُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ بِيَدِهِ إِنِّي لَأَعْرِفُ تِلْكَ السَّاعَةَ۔ قَالَ: قُلْتُ: يَا عَبْدَاللّٰهِ! فَأَخْبِرْنِي بِهَا، قَالَ: هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، قَالَ: قُلْتُ: قَالَ: ((لَا يُوَافِقُ مُؤْمِنٌ وَهُوَ يُصَلِّيْ)) قَالَ: أَمَا سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنِ انْتَظَرَ صَلَاةً فَهُوَ فِي صَلَاةٍ حَتّٰى يُصَلِّيَ.))؟ قُلْتُ: بَلٰى۔ قَالَ: فَهُوَ كَذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ٢٤١٩٥)

''(دوسری سند) سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں سیّدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو ملا اور ان کو کعب سے ہونے والی اپنی ملاقات کے بارے میں بتایا کہ وہ تو یہ کہتے تھے کہ یہ گھڑی ایک سال میں ایک مرتبہ ہوتی ہے، انھوں نے کہا: کعب نے غلط بات کی ہے، یہ تو ہر جمعہ کو ہوتی ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ میں نے کہا: جی انھوں نے اپنی بات سے رجوع کر لیا تھا۔ پھر انھوں نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں عبد اللہ بن سلام کی جان ہے! میں اس گھڑی کو خوب جانتا ہوں۔ میں نے کہا: اے عبد اللہ! تو پھر مجھے بتائیے۔ انھوں نے کہا: یہ جمعہ کے دن آخری گھڑی ہوتی ہے۔ میں نے کہا: اس کے بارے میں آپ ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا کہ جو مومن اس میں دعا کرتا ہے، جب کہ وہ نماز کی حالت میں ہوتا ہے (اور اس گھڑی میں تو کوئی نماز ادا نہیں کی جاتی)۔ انھوں نے کہا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نہیں سنا کہ ''نماز کا انتظار کرنے والے کو نماز میں ہی سمجھا جاتا ہے، جب تک وہ نماز پڑھ نہ لے''۔؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، انھوں نے کہا: تو پھر یہی بات ہے۔''

(٢٧١٠) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ) قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: قَدْ عَلِمْتُ أَيَّةَ سَاعَةٍ هِيَ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقُلْتُ لَهُ:

''(تیسری سند) سیّدنا عبد اللہ بن سلام نے کہا: مجھے معلوم ہے کہ یہ گھڑی کس وقت ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے کہا کہ بخل نہ کرو اور مجھے بتلا دو۔ چنانچہ انھوں نے کہا: یہ جمعہ

(٢٧٠٩) تخريج: ...... حديث صحيح، وانظر الحديث بالطريق الأول (انظر: ٢٣٧٨٦)
(٢٧١٠) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط مسلم، وانظر الحديث بالطريق الأول (انظر: ٢٣٧٨٥)

فَأَخْبِرْنِي وَلَا تَضِنَّ عَلَيَّ، قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: كَيْفَ تَكُوْنُ آخِرَ سَاعَةٍ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يُصَلِّي)) وَتِلْكَ سَاعَةٌ لَا يُصَلّٰى فِيهَا؟ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: أَلَمْ يَقُلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَنْتَظِرُ فِيهِ الصَّلَاةَ فَهُوَ فِي الصَّلَاةِ حَتّٰى يُصَلِّيَ)) فَقُلْتُ: بَلٰى، قَالَ: فَهُوَ ذَاكَ۔

(مسند احمد: ٢٤١٩٤)

کے دن کی آخری گھڑی ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ یہ جمعہ کی آخری گھڑی ہو، جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جو مسلمان بھی نماز پڑھتے ہوئے اس گھڑی کی موافقت کرتا ہے'' اور یہ گھڑی تو ایسی ہے کہ اس میں کوئی نماز نہیں پڑھی جاتی؟ سیّدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا تھا کہ: ''جو بندہ کسی مقام میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرتا ہے تو وہ نماز میں ہی ہوتا ہے، یہاں تک وہ نماز پڑھ لے''۔ میں نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے کہا: تو پھر وہ یہی ہے۔''

شرح: ......قبولیت کی اس گھڑی کو ''سَاعَةُ الْإِجَابَة'' کہتے ہیں، یہ جمعہ کی خصوصیات میں سے ہے، مزید ایک حدیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں: سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((يَوْمُ الْجُمُعَةِ ثِنْتَا عَشَرَةَ لَا يُوْجَدُ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ شَيْئًا إِلَّا آتَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، فَالْتَمِسُوْهَا آخِرَ سَاعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ.)) یعنی: ''جمعہ کے دن کل بارہ گھڑیاں ہوتی ہیں، (ان میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ) جس میں جو مسلمان اللہ تعالیٰ سے جو چیز مانگتا ہے، وہ اسے عطا کر دیتا ہے، پس تم اس وقت کو عصر کے بعد آخری گھڑی میں تلاش کرو۔'' (ابوداود: ١٠٤٨، نسائی: ١٣٨٩)

اس ''سَاعَةُ الْإِجَابَة'' کے تعین کے بارے میں کافی سارا اختلاف پایا جاتا ہے، مذکورہ بالا احادیث سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ دن کی آخری گھڑی ہے، سیّدنا ابو سعید خدری، سیّدنا ابو ہریرہ، سیّدنا جابر بن عبد اللہ، سیّدنا ابو موسی اشعری اور سیّدنا عبد اللہ بن سلام ﷺ کی احادیث سے یہی بات ثابت ہوتی ہے، سعید بن منصور میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے کہا: صحابۂ کرام میں سے کچھ لوگ جمع ہوئے اور جمعہ کی اس گھڑی کے بارے میں بحث کی، پھر جب وہ اٹھے تو اُن میں سے کسی نے اس کے جمعہ کی آخری گھڑی ہونے میں کوئی اختلاف نہیں کیا۔ اکثر اہل علم کا یہی خیال ہے اور مشہور ترین قول بھی یہی ہے۔ لیکن درج ذیل حدیث سے ثابت ہونے والا وقت بھی قابل غور ہے: سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بردہ سے پوچھا: کیا تو نے اپنے باپ سیّدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کو جمعہ کی (قبولیت والی) گھڑی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث بیان کرتے ہوئے سنا۔ انھوں نے کہا: جی ہاں، میرے باپ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ((هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَجْلِسَ الْإِمَامُ إِلٰى أَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ.)) یعنی: ''اس گھڑی کا وقت امام کے (منبر پر) بیٹھنے سے لے کر نماز مکمل ہونے تک

ہے۔'' (مسلم: ۸۵۳)

اِن دو مختلف اوقات پر دلالت کرنے والی احادیث میں جمع وتطبیق دیتے ہوئے صاحب الھدی نے کہا: قبولیت والی اس گھڑی کا تعلق اِن دو وقتوں سے ہے، کبھی یہ گھڑی اِس وقت میں ہوتی ہے اور کبھی اُس وقت میں، ابن عبد البر نے بھی اسی طرح کی رائے دیتے ہوئے کہا: اِن دونوں اوقات میں دعا کرنے میں کوشش کرنی چاہیے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: اکثر احادیث سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ گھڑی نماز عصر کے بعد ہوتی ہے، لیکن زوال آفتاب کے بعد بھی اس کی امید کی جاتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

زوالِ آفتاب کے بعد کا وہ وقت مراد لینا چاہیے جس کا ثبوت ابوموسیٰ اشعری کی مذکورہ حدیث سے ملتا ہے یعنی امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز مکمل کیے جانے تک۔

زوال آفتاب کے بعد کا وقت مراد ہے، جس کا ثبوت سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث سے ملتا ہے، یعنی امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز مکمل کیے جانے تک۔

3 ..... بَابُ وُجُوْبِ الْجُمُعَةِ وَالتَّغْلِيْظِ فِيْ تَرْكِهَا وَعَلٰى مَنْ تَجِبُ

جمعہ کی فرضیت اور اس کو ترک کرنے پر تشدید کا بیان، نیز یہ کن لوگوں پر واجب ہے

(۲۷۱۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ: ((نَحْنُ الْآخِرُوْنَ وَنَحْنُ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْدَ أَنَّ كُلَّ أُمَّةٍ أُوتِيَتِ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوتِينَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ، ثُمَّ هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِي كَتَبَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِمْ فَاخْتَلَفُوْا فِيْهِ، فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهُ فَالنَّاسُ لَنَا فِيْهِ تَبَعٌ فَلِلْيَهُوْدِ غَدًا وَلِلنَّصَارَى بَعْدَ غَدٍ.)) قَالَ أَحَدُهُمَا: بَيْدَ أَنَّ، وَقَالَ آخَرُوْنَ: بِأَيْدِ۔ (مسند احمد: ۷۳۹۳)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہم (دنیا میں تو) آخری ہیں، لیکن قیامت والے دن (حساب کتاب میں) پہلے ہوں گے، ہاں یہ بات تو ہے کہ ان کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہم کو ان کے بعد۔ پھر یہ جو دن ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو ان پر بھی فرض کیا تھا، لیکن وہ اختلاف میں پڑ گئے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی ہدایت دے دی تو لوگ اس بارے میں ہمارے تابع ہیں، اس طرح کہ یہودیوں کو کل ملا اور عیسائیوں کو (اس سے بھی اگلا دن اتوار) ملا۔'' ایک راوی نے ''بَيْدَ أَنَّ'' کہا اور دوسرے نے ''بِأَيْدِ'' کہا۔''

شرح: ..... قطع نظر اس سے کہ ہر امت ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہم ان کے بعد دیے گئے، پھر یہ (جمعہ کا) دن کہ اللہ نے اس (کی تعظیم) کو ان پر فرض کیا تھا تو اس میں وہ مختلف ہو گئے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس معاملے میں ہماری رہنمائی کی اور ہمیں ہفتے کا پہلا دن جمعہ منتخب کر کے دیا، پس لوگ اس میں ہمارے تابع ہیں۔ یہودیوں کے لیے کل (ہفتہ کا دن) اور عیسائیوں کے لیے پرسوں (اتوار کا دن)۔

(۲۷۱۱) تخریج: ..... أخرجه البخاري: ۶۶۲۴، ۷۰۳۶، مسلم: ۸۵۵ (انظر: ۷۳۹۹، ۷۷۰۷)

(۲۷۱۲)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ) ((فَاخْتَلَفُوا فِيْهِ فَجَعَلَهُ اللّٰهُ لَنَا عِيدًا، فَالْيَوْمَ لَنَا وَغَدًا لِلْيَهُوْدِ، وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارٰى.)) (مسند احمد: ۷۳۹۵)

''(دوسری سند) آپ ﷺ نے فرمایا: ''انہوں نے اس میں اختلاف کیا تو اللہ نے اس (جمعہ کے دن) کو ہمارے لیے عید بنا دیا۔ پس آج (جمعہ کا دن) ہمارا ہے، کل (ہفتہ کا دن) یہود کے لیے ہے اور پرسوں (اتوار کا دن) عیسائیوں کے لیے ہے۔''

شرح: ......انسانیت کا آغاز جمعہ کے دن کو ہوا، یہی ہفتے کا پہلا دن ہے، مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے کیلنڈروں کا آغاز ہفتہ، اتوار یا سوموار کی بجائے جمعہ سے کیا کریں۔

(۲۷۱۳)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْجُمُعَةَ عَلٰى مَنْ قَبْلَنَا فَاخْتَلَفُوا فِيْهَا وَهَدَانَا اللّٰهُ لَهَا فَالنَّاسُ لَنَا فِيْهَا تَبَعٌ، غَدًا لِلْيَهُوْدِ، وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارٰى)) (مسند احمد: ۷۲۱۳)

''(تیسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلے والے لوگوں پر بھی جمعہ فرض تو کیا تھا، لیکن وہ اختلاف میں پڑھ گئے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس معاملے میں ہدایت دی، پس لوگ ہمارے تابع ہیں۔ کل (ہفتے کا دن) یہودیوں کے لیے ہے اور پرسوں (اتوار کا دن) عیسائیوں کے لیے۔''

شرح: ......سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلے والے لوگوں کو جمعہ سے گمراہ کیے رکھا، یہودیوں کو ہفتہ ملا اور عیسائیوں کو اتوار، اللہ تعالیٰ نے ہمیں جمعہ کے دن کی ہدایت دی اور دنوں کی ترتیب یوں بنا دی: جمعہ، ہفتہ، اتوار۔ اسی طرح یہ لوگ قیامت والے دن بھی ہمارے تابع ہوں گے، ہم دنیا میں آخری (امت) ہیں، لیکن قیامت والے دن پہلی امت ہوں گے، تمام مخلوقات سے پہلے ہمارا حساب کتاب ہوگا۔'' (مسلم: ۸۵۶)

اس کا کیا مطلب ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے جمعہ کے دن میں اختلاف کیا، چنانچہ ایک کو ہفتہ مل گیا اور ایک کو اتوار؟ معلوم ایسے ہوتا ہے کہ دن کی تعیین کے بغیر ان پر جمعہ کی تعظیم فرض کی گئی اور ان کو اختیار دیا گیا کہ وہ اپنے اجتہاد کی روشنی میں اِس دن کا تعیّن کر لیں، یہودیوں کے اجتہاد کا نتیجہ ہفتہ کی صورت میں نکلا اور عیسائیوں کے اجتہاد کا تقاضا اتوار کا دن تھا۔ لیکن جب ہماری امت کی باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے وحی اور تعیین کے ساتھ اِس دن کو ہم پر فرض کیا اور ہمیں اس کا پابند کیا اور قبول کرنے کی توفیق بخشی۔ (وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ، وَذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ) قاضی عیاض کا بھی یہی رجحان ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے جمعہ کی تعیین تو کی ہو، لیکن ان کو اس کا متبادل منتخب کر لینے کا اختیار بھی دے دیا ہو، جس کے نتیجہ میں انھوں نے ہفتہ اور اتوار کو اپنے لیے پسند کیا ہو۔

(۲۷۱۲)تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(۲۷۱۳)تخريج: ...... أخرجه بنحوه مسلم: ۸۵٦، وانظر الحديث بالطريق الأول (انظر: ۷۲۱٤)

(٢٧١٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ وَهُوَ عَلٰى أَعْوَادِ مِنْبَرِهِ: ((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَلَيُكْتَبُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ .)) (مسند احمد: ٢١٣٢)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے اس بات پر شہادت دی کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر کی لکڑیوں پر یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ضرور ضرور ایسے ہوگا کہ یا تو لوگ جمعہ ترک کرنے سے باز آ جائیں گے، یا پھر اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دیں گے اور غافلوں میں سے لکھ لیے جائیں گے۔''

(٢٧١٥) عَنْ جَعْفَرٍ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ الْأَصَمِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَتُقَامَ ثُمَّ أَخْرُجَ بِفِتْيَانِي مَعَهُمْ حُزَمُ الْحَطَبِ فَأُحَرِّقَ عَلٰى قَوْمٍ فِي بُيُوْتِهِمْ يَسْمَعُوْنَ النِّدَاءَ ثُمَّ لَا يَأْتُوْنَ الصَّلَاةَ .)) فَسُئِلَ يَزِيْدُ: فِي الْجُمُعَةِ هٰذَا أَمْ فِي غَيْرِهَا؟ قَالَ: مَا سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَذْكُرُ جُمُعَةً وَلَا غَيْرَهَا إِلَّا هٰكَذَا۔ (مسند احمد: ١٠٩٧٥)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے ارادہ کیا ہے کہ نماز کا حکم دوں، پس وہ کھڑی کر دی جائے اور میں جوانوں کے ساتھ نکل جاؤں، ان کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوں، پھر میں ان لوگوں سمیت ان کے گھر جلا دوں جو اذان سنتے ہیں، لیکن نماز ادا کرنے کے لیے نہیں آتے۔'' یزید راوی سے پوچھا گیا کہ یہ وعید جمعہ کے بارے میں تھی یا دوسری نمازوں کے متعلق؟ انھوں نے کہا: میں نے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو جمعہ کا ذکر کرتے ہوئے یا کسی اور نماز کا ذکر کرتے ہوئے نہیں سنا۔''

(٢٧١٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِقَوْمٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ أُحَرِّقَ عَلٰى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ .)) (مسند احمد: ٣٨١٦)

''سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کی نماز سے پیچھے رہنے والے لوگوں کے بارے میں فرمایا: ''میں نے اس بات کا ارادہ کیا ہے کہ کسی آدمی کو نماز پڑھانے کا حکم دوں اور میں خود ان آدمیوں سمیت ان کے گھروں کو جلا دوں جو جمعہ سے پیچھے رہتے ہیں۔''

(٢٧١٧) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ عَنِ

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ

(٢٧١٤) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ٨٦٥ (انظر: ٢١٣٢، ٢٢٩٠)

(٢٧١٥) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ٦٥١ (انظر: ١٠١٠١)

(٢٧١٦) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ٦٥٢ (انظر: ٣٨١٦)

(٢٧١٧) تخريج: ...... صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ١١٢٦ (انظر: ١٤٥٥٩)

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مِرَارٍ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهِ.)) (مسند احمد: ١٤٦١٣)

نے فرمایا: ''جس نے عذر کے بغیر تین جمع چھوڑ دیئے، اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔''

(٢٧١٨) عَنْ أَبِي الْجَعْدِ الضَّمْرِيِّ ؓ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ طَبَعَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلٰى قَلْبِهِ.)) (مسند احمد: ١٥٥٨٠)

''ابو الجعد ضمری ؓ، جو صحابی تھے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے عذر کے بغیر اور سستی کرتے ہوئے تین جمع چھوڑ دیئے، اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔''

(٢٧١٩) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ. (مسند احمد: ٢٢٩٢٦)

''سیّدنا ابو قتادہ ؓ بھی نبی کریم ﷺ سے اس قسم کی حدیث بیان کرتے ہیں۔''

شرح: ......مہر لگ جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس گناہ کی وجہ سے ان کے دلوں پر پردے پڑ جاتے ہیں اور وہ زنگ آلود ہو جاتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان پر ایسی نحوست طاری ہوتی ہے کہ ان کے دل سخت ہو جاتے ہیں، نیکی کی رغبت کم پڑ جاتی ہے اور برائی کرنا مزید آسان ہو جاتا ہے۔ اگر آپ سلیم الفطرت ہیں تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ جو آدمی نماز جمعہ کی ادائیگی میں غفلت برتتا ہے، وہ شرعی اعتبار سے خیر و بھلائی سے محروم نظر آتا ہے، اس منحوس کو جمعہ کے دن کا احساس تک نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ کی نمازیں ترک کرنے کی وجہ سے اس کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے، دن بدن اس کے دل کی سیاہی میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور بالآخر وہ اپنی تخلیق کا مقصد سمجھنے سے ہی غافل ہو جاتا ہے۔

(٢٧٢٠) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُحْضُرُوا الْجُمُعَةَ وَادْنُوا مِنَ الْإِمَامِ، فَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَخَلَّفُ عَنِ الْجُمُعَةِ حَتّٰى إِنَّهُ لَيَتَخَلَّفُ عَنِ الْجَنَّةِ

''سیّدنا سمرہ بن جندب ؓ بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے لیے حاضر ہوا کرو اور امام کی قریب ہو کر بیٹھا کرو، یقیناً ایک آدمی جمعہ سے پیچھے رہنا شروع کر دیتا ہے، حتی کہ اسے جنت سے پیچھے کر دیا جاتا ہے، حالانکہ وہ جنتی

(٢٧١٨) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ١٠٥٢، والنسائي: ٣/ ٨٨، والترمذي: ٥٠٠، وابن ماجه: ١١٢٥ (انظر: ١٥٤٩٨)

(٢٧١٩) تخريج: ......صحيح لغيره۔ أخرجه الطحاوي في "شرح مشكل الآثار": ٣١٨٤، والحاكم: ٢/ ٤٨٨ (انظر: ٢٢٥٥٩)

(٢٧٢٠) تخريج: ......اسناده ضعيف، لضعف الحكم بن عبد الملك، والحسن البصري لم يصرح بسماعه من سمرة أخرجه الطبراني في "الكبير": ٦٨٥٤، وفي "الصغير": ٣٤٦، والبيهقي: ٣/ ٢٣٨ (انظر: ٢٠١١٢)

وَإِنَّهُ لَمِنْ أَهْلِهَا)) (مسند احمد: ۲۰۳۷۳)

لوگوں میں سے ہوتا ہے۔''

(۲۷۷۱) عَنْ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَتَّخِذُ أَحَدُكُمُ السَّائِمَةَ فَيَشْهَدُ الصَّلَاةَ فِي جَمَاعَةٍ فَتَتَعَذَّرُ عَلَيْهِ سَائِمَتُهُ فَيَقُوْلُ لَوْ طَلَبْتُ لِسَائِمَتِي مَكَانًا هُوَ أَكْلَأُ مِنْ هٰذَا، فَيَتَحَوَّلُ وَلَا يَشْهَدُ إِلَّا الْجُمُعَةَ، فَتَتَعَذَّرُ عَلَيْهِ سَائِمَتُهُ، فَيَقُوْلُ لَوْ طَلَبْتُ لِسَائِمَتِي مَكَانًا هُوَ أَكْلَأُ مِنْ هٰذَا، فَيَتَحَوَّلُ فَلَا يَشْهَدُ الْجُمُعَةَ وَلَا الْجَمَاعَةَ فَيُطْبَعُ عَلٰى قَلْبِهِ۔ (مسند احمد: ۲٤۰۷۸)

''سیدنا حارثہ بن نعمان ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ایک آدمی چرنے والے جانور رکھ لیتا ہے اور (شروع شروع میں) نماز باجماعت میں حاضر ہوتا ہے، پھر جب اس کے جانوروں کو (چرنے کی چیزوں کی) کمی کا شکوہ ہونے لگتا ہے، تو وہ کہتا ہے: اگر میں اپنے جانوروں کے زیادہ گھاس والی کوئی جگہ تلاش کرلوں، سو وہ منتقل ہو کر (دور چلا جاتا ہے) اور صرف جمعہ کی نماز کے لیے حاضر ہوتا ہے، پھر اس کے جانور (چرنے کی چیزوں کی کمی کا) عذر پیش کرنے لگتے ہیں، پس وہ کہنے لگتا ہے: اگر میں اپنے جانوروں کے لیے اس سے زیادہ گھاس والی کوئی جگہ تلاش کرلوں، پھر وہ جگہ بدل لیتا ہے اور (اتنا دور چلا جاتا ہے کہ) جمعہ کے لیے حاضر ہوتا ہے نہ جماعت کے لیے، اس وجہ سے اس کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے۔''

شرح:...... یہ حدیث تو ضعیف ہے، لیکن اس سے ملتی جلتی حدیث اگلی بحث میں سات نمبر پر آ رہی ہے۔ جمعہ کی فرضیت پر تو اتفاق ہے، چونکہ بعض لوگوں کے ہاں دیہات والوں کو اس فرضیت سے مستثنی سمجھا جاتا ہے، اس لیے ہم یہاں ایک مفصل اور مدلل بحث پیش کرتے ہیں:

بستیوں میں جمعۂ مبارکہ کی مشروعیت

ہمیں اس ضمن میں سب سے زیادہ تعجب احناف پر ہوتا ہے، جو فتووں کی حد تک تو دیہاتوں اور قصبوں میں نماز جمعہ اور نماز عید کے قائل نہیں ہیں، لیکن عملی طور پر اکثر و بیشتر گاؤں میں نماز جمعہ کا اور تقریبا ہر گاؤں میں نماز عید کا بھرپور اہتمام کرتے ہیں، بلکہ بعض بستیوں میں احناف کی دو تین تین مساجد میں نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے۔ ایک ''حنفی مقلد عالم'' ایک گاؤں میں بستیوں میں نماز جمعہ اور نماز عید کی ادائیگی کی زبردست مخالفت کر رہا ہوتا ہے، جبکہ دوسری بستی میں نماز جمعہ پڑھانے والا وہ خود ہوتا ہے۔ پھر عوام الناس کو تسلی دلانے اور اپنے آپ کو تنکے کا سہارا دینے کے لیے یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ جہاں نماز جمعہ کی ادائیگی شروع کر دی جائے، وہاں اس کو چھوڑا نہیں جا سکتا۔ ارے! کچھ تو غور کر لیا ہوتا کہ جہاں جمعہ کی نماز ادا کرنا صحیح ہی نہیں ہے، وہاں اس کی ابتدا کیسے ہوگی؟! بہرحال اب ہم شرعی نصوص کا جائزہ لیتے ہیں، قارئین

(۲۷۷۱) تخریج: ...... اسناده ضعیف، لضعف عمر مولی غفرة أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۳۲۲۹، ۳۲۳۰، والبیهقی: ۳/ ۲٤۷ (انظر: ۲۳٦۷۸)

کو خود اندازہ ہو جائے گا، آخر میں حنفی مسلک کی وضاحت کی جائے گی۔ ہر عاقل اور بالغ مسلمان پر نماز جمعہ ادا کرنا فرض ہے۔

(۱) ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ.﴾ (سورۂ جمعہ: ۹)

یعنی: ''اے ایمان والو! جب جمعہ والے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ تعالیٰ کی یاد کی طرف آؤ اور لین دین چھوڑ دو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔'' یہ آیت عام ہے، اس میں ہر صاحبِ ایمان کو نماز جمعہ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، صرف ان لوگوں کو مستثنیٰ کیا جائے گا، جن کو شریعت نے رخصت دی ہے، جیسے غلام، عورت، بچہ اور مریض۔

(۲) سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((رَوَاحُ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ.)) یعنی: ''جمعہ میں حاضر ہونا ہر بالغ پر واجب ہے۔'' (ابوداود: ۳۴۲، نسائی: ۱۳۷۲)

یہ حدیثِ مبارکہ بھی عام ہے اور ہر مسلمان کو شامل ہے، وہ دیہاتی ہو یا شہری۔

(۳) سیّدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ جَمَاعَةٍ إِلَّا أَرْبَعَةً: عَبْدٍ مَمْلُوْكٍ أَوِ امْرَأَةٍ أَوْ صَبِيٍّ أَوْ مَرِيْضٍ.)) یعنی: ''ہر مسلمان پر نماز جمعہ جماعت کے ساتھ واجب ہے، سوائے ان چار افراد کے: غلام، عورت، بچہ اور مریض۔'' (ابوداود: ۱۰۶۷، مستدرك حاكم: ۱۰۶۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں ہر مسلمان پر جمعہ واجب قرار دیا ہے اور صرف چار افراد کو مسجد میں نہ آنے کی رخصت دی ہے۔ ذہن نشین رہنا چاہیے کہ سیّدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا، ہاں یہ بات درست ہے کہ ان کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع نہیں ہے، لیکن راجح قول کے مطابق صحابی کی مرسل روایت حجت ہوتی ہے۔

(۴) ایک دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ جب سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز اذان سنتے تو سیّدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لیے رحمت کی دعا کرتے۔ ان کے بیٹے نے ان سے سبب دریافت کرتے ہوئے پوچھا: جب بھی آپ اذان سنتے ہیں تو اسعد بن زرارہ کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں (اس کی کیا وجہ ہے)؟ انھوں نے جواباً کہا: لِأَنَّهٗ أَوَّلُ مَنْ جَمَّعَ بِنَا فِيْ هَزْمِ النَّبِيْتِ مِنْ حَرَّةِ بَنِيْ بَيَاضَةَ فِيْ نَقِيْعٍ يُقَالُ لَهٗ نَقِيْعُ الْخَضَمَاتِ. قُلْتُ: كَمْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: أَرْبَعُوْنَ۔ یہ اس لیے ہے کہ وہ (اسعد) پہلا شخص ہے، جس نے مقام نقیع (نقیع الخضمات) میں واقع بنو بیاضہ کی زمین ''هزم البيت'' میں ہمیں پہلا جمعہ پڑھایا تھا۔ میں نے کہا: (ابو جان!) تم اس وقت کتنے لوگ تھے؟ انھوں نے بتایا: چالیس آدمی تھے۔ (ابوداود: ۱۰۶۹، ابن ماجه: ۱۰۸۲)

ابن ماجہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں اور قابل غور ہیں: أَيْ بُنَيَّ كَانَ أَوَّلَ مَنْ صَلّٰى بِنَا صَلَاةَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ مَقْدَمِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ مَكَّةَ فِيْ نَقِيْعِ الْخَضَمَاتِ، .... یعنی: اے میرے بیٹے! (وہ اسعد) پہلا

شخص ہے، جس نے نبی کریم ﷺ کے مکہ سے (مدینہ میں) آنے سے پہلے ہم کو "نقیع الخضمات" میں نماز جمعہ پڑھائی تھی، .... یہ "حرہ بنی بیاضہ" مدینہ منورہ سے ایک میل کے فاصلے پر ایک گاؤں تھا۔ (التلخیص الحبیر: ٢/ ٥٧)

یہ چالیس آدمی اتفاقی طور پر تھے، اس لیے یہ استدلال نہیں کیا جا سکتا ہے کہ کم از کم اتنی تعداد کا ہونا ضروری ہے، جبکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت کے مطابق آپ ﷺ خطبۂ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے، شام سے ایک تجارتی قافلے کی آمد پر لوگ اس کی طرف چلے گئے اور آپ ﷺ کا خطبہ سننے والے صرف بارہ آدمی بچ گئے تھے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی تھی: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾ (سورۂ جمعہ: ١١)

خطابی نے کہا: اس حدیث کی فقہ یہ ہے کہ شہروں کی طرح بستیوں میں بھی جمعہ جائز ہے، کیونکہ یہ حرہ بنی بیاضہ مدینہ سے ایک میل کے فاصلے پر تھا۔ (عون المعبود: ١/ ٥٤١)

اس حدیث پر امام ابوداود نے "باب الجمعة فی القری" (بستیوں میں جمعہ کی ادائیگی کا بیان) اور امام ابن ماجہ نے "باب فی فرض الجمعة" (جمعہ کے فرض ہونے کے بیان) کی سرخیاں ثبت کی ہیں۔ امام شوکانی نے کہا: نبی کریم ﷺ پر مکہ میں ہی جمعہ فرض ہو گیا تھا، جیسا کہ امام طبرانی نے سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں بیان کیا ہے، لیکن کافروں کی وجہ سے اس کی ادائیگی ممکن نہ تھی۔ جب صحابہ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو آپ ﷺ نے ان کی طرف یہ فرمان لکھا کہ وہ جمعہ ادا کیا کریں، سو انھوں نے ایسے ہی کیا اور اتفاقی طور پر وہاں چالیس آدمی موجود تھے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ چالیس سے کم افراد ہوں تو جمعہ نہیں ہوتا۔ (نیل الاوطار: ٣/ ٢٧٤)

(٥) سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: أَوَّلُ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجُوَاثَى، يَعْنِيْ قَرْيَةً مِنَ الْبَحْرَيْنِ۔ یعنی: رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں جو جمعہ ادا کیا گیا، اس کے بعد پہلا جمعہ بحرین کے ایک گاؤں جواثی میں عبد القیس کی مسجد میں ادا کیا گیا۔ (صحیح بخاری: ٨٩٢، ٤٣٧١، ابوداود: ١٠٦٨)

امام بخاری نے اس حدیث پر "باب الجمعة فی القری والمدن" (بستیوں اور شہروں میں جمعہ کی ادائیگی کا بیان) کی سرخی ثبت کی ہے۔ ابو عمار عمر فاروق سعیدی نے سنن ابو داود کے فوائد (١/ ٧٦١) میں کہا: جواثی کی مسجد کے آثار آج بھی موجود ہیں، چھوٹی سی جگہ ہے اور صرف دو صفوں کا دالان ہے۔

(٦) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُوْنَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَ مِنَ الْعَوَالِيْ۔ یعنی: لوگ اپنے ڈیروں سے اور بالائے مدینہ (عوالی) سے جمعہ کے لیے آیا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری: ٩٠٢، صحیح مسلم: ٨٤٧) "عَوَالی" کی آبادیاں مدینہ منورہ سے تین سے آٹھ میل کی مسافت تک تھیں۔ "يَنْتَابُوْنَ" کے معانی: بار بار آنا، آمد و رفت رکھنا، کوئی کام باری باری کرنا۔ متن کا ترجمہ ادل الذکر معنی کو دیکھ کر کیا گیا ہے، جس میں اشکال نہیں

پایا جاتا۔ایک روایت میں ”یَتَنَاوَبُوْنَ“ کے الفاظ ہیں،اس کے معانی یہ ہیں: کوئی کام بار بار کرنا، آپس میں کوئی چیز باری باری لینا، کام باری باری کرنا۔ اگر ان الفاظ کے مؤخر الذکر معانی کو مدنظر رکھا جائے تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ عوالی کے سارے لوگ نہیں آتے تھے، درج ذیل کلام ملاحظہ فرمائیں:

شارح ابوداود علامہ عظیم آبادی لکھتے ہیں: اگر کوئی آدمی اس حدیث سے یہ استدلال کرے کہ عوالی والوں پر جمعہ فرض نہیں تھا، بصورت دیگر وہ سب آتے اور باری باری نہ آتے۔ میں یوں جواب دوں گا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بعض لوگ جمعہ ادا کرنے کے لیے مسجد نبوی آ جاتے اور بعض اپنے گھروں میں ہی رہتے۔ بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ بروز جمعہ اپنے گھروں پر ہوتے وہ یہ نماز ادا کرنے کے لیے مدینہ آتے تھے، کیونکہ ان میں ایسے افراد بھی ہوتے جو سفر یا کسی کام کی وجہ سے گھر پر نہ ہوتے تھے اور کوئی معذور ہوتا تھا، اس لیے وہ سارے کے سارے حاضر نہیں ہو سکتے تھے، ہاں جب وہ گھر پہنچ جاتے یا عذر زائل ہو جاتا تو وہ مسجد نبوی میں آ جاتے تھے۔ پس ان کا باری باری آنا اس بنا پر تھا، نہ کہ جمعہ کی پروا نہ کرنے کی بنا پر۔ (عون المعبود: ١/ ٥٣٤)

دوسری بات یہ ہے کہ محض احتمال کو سامنے رکھ کر واضح نصوص کو رد نہیں کیا جا سکتا۔

(٧) سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((أَلَا هَلْ عَسٰى أَحَدُكُمْ أَنْ يَتَّخِذَ الصُّبَّةَ مِنَ الْغَنَمِ عَلٰى رَأْسِ مِيلٍ أَوْ مِيلَيْنِ ، فَيَتَعَذَّرُ عَلَيْهِ الْكَلَأُ ، ثُمَّ تَجِيْءُ الْجُمُعَةُ فَلَا يَجِيْءُ وَلَا يَشْهَدُهَا ، وَتَجِيْءُ الْجُمُعَةُ فَلَا يَشْهَدُهَا ، وَتَجِيْءُ الْجُمُعَةُ فَلَا يَشْهَدُهَا حَتّٰى يُطْبَعَ عَلٰى قَلْبِهِ .)) یعنی: ”کیا ایسا ممکن ہے کہ تم میں سے کوئی آدمی بھیڑ بکریوں کا ایک ریوڑ لے کر ایک دو میل کے فاصلے پر چلا جائے، پھر گھاس ملنا اس کے لیے مشکل ہو جائے (اور وہ مزید دور نکل جائے)، پھر جمعہ آئے اور وہ جمعہ کے لیے حاضری نہ دے، پھر جمعہ آ جائے اور وہ اسی طرح نہ پہنچ پائے، پھر جمعہ کا وقت ہو جائے اور وہ حاضری نہ دے حتی کہ اس کے دل پر مہر لگا دی جائے۔“ (سنن ابن ماجه: ١١٢٧)

کیا اس حدیث سے یہ استدلال کرنا درست ہے کہ جب کوئی آدمی شہر سے ایک دو میل یا اس سے زائد فاصلے پر ہو تو پھر بھی اسے جمعہ کے لیے آنا پڑے گا، حالانکہ ایسا آدمی تو دیہات کے زمرے میں آتا ہے، اور ایسے آدمی کو جمعہ میں حاضری نہ دینے کے موقع پر اتنی بڑی وعید سنائی جا رہی ہے۔ بظاہر ایسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ استدلال کرنا ممکن ہے۔

(٨) سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اِنَّ اَهْلَ قُبَاء كَانُوْا يُجَمِّعُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ یعنی: قبا بستی والے لوگ جمعہ والے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ ادا کرتے تھے۔ (ابن ماجه: ١١٢٤، حسنه بعضهم وضعفه بعضهم وله شواهد) قبا، مدینہ سے دو میلوں کے فاصلے پر تھی۔

حافظ ابن حجر نے صحابہ کے اقوال نقل کرتے ہوئے کہا: وعن عمر انه كتب الى اهل البحرين ان جمّعوا حيثما كنتم وهذا يشمل المدن والقرى ، اخرجه ابن ابى شيبة ايضا من طريق ابى

رافع عن ابی هريرة وعن عمر و صححه ابن خزيمة وروى البيهقي من طريق الوليد بن مسلم سالت الليث بن سعد فقال: كل مدينة او قرية فيها جماعة امروا بالجمعة، فان اهل مصر و سواحلها كانوا يجمعون الجمعة على عهد عمر وعثمان فامرهما وفيهما رجال من الصحابة وعند عبد الرزاق باسناد صحيح عن ابن عمر انه كان يرى اهل المياه بين مكة والمدينة يجمعون فلا يعيب عليهم، فلما اختلف الصحابة وجب الرجوع الى المرفوع۔ یعنی: ''سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اہل بحرین کی طرف خط لکھا کہ: ''تم جہاں کہیں بھی ہو، جمعہ پڑھا کرو۔'' یہ حکم دیہاتیوں اور شہریوں دونوں کو شامل ہے۔ اسی طرح ابن ابی شیبہ نے ابو رافع کی سند سے سیّدنا ابو ہریرہ اور سیّدنا عمر سے روایت کیا اور امام ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا۔ بیہقی نے ولید بن مسلم کی سند سے روایت کی ہے کہ جب اس نے امام لیث بن سعد سے سوال کیا تو انھوں نے کہا: ہر وہ شہر یا گاؤں جس میں جماعت ہو، انہیں جمعہ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یقیناً سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے مصر اور ساحل سمندر پر رہنے والے لوگ جمعہ پڑھتے تھے اور ان میں صحابہ کرام بھی تھے۔ عبدالرزاق کے ہاں صحیح سند کے ساتھ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مکہ اور مدینہ کے درمیان اہل میاہ کو دیکھتے کہ وہ جمعہ ادا کرتے تھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما پر عیب نہیں لگاتے تھے۔ چنانچہ جب صحابہ کرام میں اختلاف ہوگیا تو مرفوع حدیث کی طرف رجوع کرنا واجب ہوگیا۔'' (فتح الباری: ۳/ ۳۸۰)

(۹) امام مالک کہتے ہیں: كَانَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ فِيْ هٰذِهِ الْمِيَاهِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ يُجَمِّعُوْنَ۔ یعنی: آپ ﷺ کے صحابہ مکہ اور مدینہ کے درمیان پانی والے مقامات پر جمعہ ادا کیا کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ: ۱/ ۲۰۴/ ۲)

امام ابن حزم نے کہا: ''دیہات میں جمعہ سے روکنے والوں کے خلاف سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو مدینہ اس وقت چھوٹی چھوٹی بستیوں میں تقسیم تھا۔ بنو مالک بن نجار کے گھر، اموال اور کھجوروں کے باغات علیحدہ تھے، اسی طرح بنو عدی بن نجار اور بنو عبد الاشھل جدا جدا زندگی گزار رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے بنو مالک بن نجار میں اپنی مسجد کی بنیاد رکھی اور جمعہ ایسی بستی میں ادا کیا جو بڑی نہ تھی اور نہ وہاں کوئی شہر تھا۔ پس اس شخص کا دعوی باطل ہوگیا جس نے یہ دعوی کیا کہ شہر کے علاوہ جمعہ نہیں ہے اور یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس سے کوئی شخص جاہل نہیں ہے، نہ ایمان والا نہ کافر''۔ (محلی ابن حزم: ۵/ ۵۴)

آج کل نبی کریم ﷺ کی مسجد کے محراب اور قبر مبارک والے حجرے اور اصحابِ صفہ کے صفہ سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے، کہ مسجد نبوی کتنی بڑی تھی۔ غزوہ بدر میں شرکت کرنے والے کل مہاجرین و انصار کی تعداد (۳۱۳) تھی، ان میں اصحاب صفہ اور انصاریوں کے گھروں میں رہنے والے بے گھر مہاجر بھی شامل تھے، اس تعداد سے ان کے گھروں کی تعداد کا اندازہ لگا کر مدینہ منورہ کے بارے میں یہ فیصلہ کرنا آسان ہو جاتا ہے کہ وہ کتنا بڑا شہر تھا؟ کیا ''مصر جامع'' کی شرط لگانے والے سوچتے نہیں ہیں؟ جبکہ اکثر و بیشتر دیہاتوں اور بستیوں میں یہ لوگ جمعہ بھی ادا کرتے ہیں۔ یہ کیسا تضاد

وتناقض ہے؟

شارح ابوداود علامہ عظیم آبادی نے خلاصۂ کلام پیش کرتے ہوئے کہا: سلف کے ان آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ بستیوں اور دیہاتوں میں جمعہ ادا کرنا صحیح ہے، اور اس ضمن میں تیرے لیے قرآن مجید کی آیت ﴿اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ…﴾ کا عام حکم ہی کافی ہے، کسی آیت یا سنتِ صحیحہ سے اس کا نسخ ثابت ہے نہ تخصیص اور رسول اللہ ﷺ سے اس حقیقت کے برعکس کوئی چیز ثابت نہیں ہے۔ (عون المعبود: ١/ ٥٤٣)

عام طور پر احناف کی طرف سے یہ دلیل پیش کی جاتی ہے: ((لَا جُمُعَۃَ وَلَا تَشْرِیْقَ اِلَّا فِیْ مِصْرٍ جَامِعٍ)) یعنی: نماز جمعہ اور نماز عید نہیں ہے، مگر بڑے شہر میں۔ لیکن قطعی طور پر یہ رسول اللہ ﷺ سے باسندِ صحیح ثابت نہیں ہے۔ امام بیہقی نے کہا: لا یروی عن النبی ﷺ فی ذالك شیء۔ یعنی: اس بارے میں نبی کریم ﷺ کوئی (حدیث) مروی نہیں ہے۔ (نصب الرایۃ: ٢/ ١٩٥، الدرایۃ: ١/ ٢١٤)

یہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے اور بالاتفاق موقوف روایت مرفوع روایت کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہے۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ خود احناف اس قول پر عمل نہیں کرتے اور بے شمار بستیوں میں نماز جمعہ اور ہر بستی میں نماز عید کا اہتمام کرتے ہیں۔ ان لوگوں نے اس قول کو ان چند بستیوں کے ساتھ خاص کر رکھا ہے، جہاں کوئی ذاتی یا انانیت کا مسئلہ پایا جاتا ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ سیّدنا عمر، سیّدنا عثمان، سیّدنا عبد اللہ بن عمر اور سیّدنا ابو ہریرہ ﷺ بستیوں میں نماز جمعہ کے قائل ہیں اور یہ مسلک آیت اور احادیث سے زیادہ موافقت بھی رکھتا ہے، اس لیے اس کو ترجیح دینی چاہیے۔

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے اس قول کے بارے میں ابوجعفر طحاوی نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذاتی رائے کے طور پر تو یہ بات نہیں کہی، کیونکہ اس قسم کی بات اجتہاداً نہیں کہی جا سکتی، ظاہر ہے کہ انھوں نے آپ ﷺ نے سے ہی نقل کی ہو گی۔ شیخ البانی اس نظریے کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں: یہ دعوی واضح طور پر قابل نظر ہے، کیونکہ دل یہ شہادت دیتا ہے کہ اس کی قسم کی بات رائے اور اجتہاد سے کہی جا سکتی ہے، اسی لیے تو یہ مسئلہ مختلف فیہ ہوا ہے، سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس قول کے الٹ قول سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، تو کیا اب یہ کہا جائے گا کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی یہ قول آپ ﷺ کی حدیث سے لیا ہو گا۔ ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے جمعہ کا مسئلہ دریافت کرنے کے لیے خط لکھا تو انھوں نے ان الفاظ میں جواب دیا: جَمِّعُوْا حَیْثُمَا کُنْتُمْ۔ یعنی: تم جہاں بھی ہو، جمعہ ادا کیا کرو۔ (ابن ابی شیبہ: ١/ ٢٠٤/ ٢) وہی بیان کرتے ہیں کہ امام مالک نے کہا: کَانَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ فِیْ ھٰذِہِ الْمِیَاہِ بَیْنَ مَکَّۃَ وَالْمَدِیْنَۃِ یُجَمِّعُوْنَ۔ یعنی: آپ ﷺ کے صحابہ مکہ اور مدینہ کے درمیان پانی والے مقامات پر جمعہ ادا کیا کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ ابوجعفر طحاوی کا سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے قول کو مرفوع قرار دینے کا دعوی درست نہیں ہے۔

فقہ حنفی اور نماز جمعہ

قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے، اب ہم قارئین کے فائدے کے لیے فقہ حنفی کی معروف کتاب ''الھدایۃ'' کا اقتباس اور اس کے محشی جناب محمد عبدالحیٔ لکھنوی حنفی کا کلام پیش کرتے ہیں، تاکہ حقائق واضح ہو جائیں، آخر میں ان کا خلاصۂ کلام پیش کریں گے۔''مصر جامع'' سے مراد بڑا شہر اور ''مصر'' سے مراد شہر ہے، مزید وضاحت متن اور حاشیہ میں موجود ہوگی۔صاحب ہدایہ جناب ابو الحسن علی بن ابو بکر مرغینانی لکھتے ہیں: نماز جمعہ صحیح نہیں ہے، مگر ''مصرِ جامع'' میں یا اس ''مصر'' کی خالی جگہ میں اور یہ نماز بستیوں میں جائز نہیں ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيْقَ وَلَا فِطْرَ وَلَا اَضْحٰى اِلَّا فِيْ مِصْرٍ جَامِعٍ .)) یعنی: ''نہ نماز جمعہ ہے، نہ نماز عید ہے، یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ، مگر مصرِ جامع میں۔''

''مصر جامع'' ہر اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں امیر اور قاضی ہو جو (شرعی) احکام اور حدود کا نفاذ کرتا ہو، یہ ابو یوسف کا قول ہے اور محمد کا قول یہ ہے کہ جب لوگ سب سے بڑی مسجد میں جمع ہوں، لیکن وہ تنگ پڑ جائے (تو اسے ''مصرِ جامع'' کہیں گے)، پہلا قول کرخی نے اختیار کیا ہے اور وہی ظاہر ہے اور دوسرا قول ثلجی کی ترجیح ہے، ....۔منی میں جمعہ پڑھنا جائز ہے، اگر حجاز کا امیر ہو یا خلیفہ سفر پر ہو، یہ ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک ہے، محمد کا خیال ہے کہ منی میں کوئی جمعہ نہیں ہے، کیونکہ وہ بستی ہے، حتی کہ وہ وہاں نمازِ عید پڑھنے کے قائل بھی نہیں ہیں، لیکن امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک یہ علاقہ حج کے موسم میں ''مصر'' بن جاتا ہے اور نماز عید نہ پڑھنے کا تعلق تخفیف سے ہے۔ البتہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ عرفات میں جمعہ نہیں ہوگا، کیونکہ اس میں کوئی عمارت نہیں ہے اور منی میں عمارتیں موجود ہیں۔

(الھدایۃ اولین: صـ ۱۷۷، ۱۷۸)

اب عبدالحیٔ حنفی اسی مقام پر حاشیے میں لکھتے ہیں: ''مصرِ جامع'' کی تعریف میں اختلاف ہے: (۱) امام ابو حنیفہ: وہ مقام، جہاں اہل شہر کی اشیائے ضرورت (اور سہولیات) موجود ہوں۔ (۲) ابو یوسف: ہر وہ جگہ، جہاں امیر اور قاضی ہو جو شرعی احکام اور حدود کا نفاذ کرتا ہو، حسن نے بھی اپنی کتاب میں امام ابو حنیفہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ (۳) سفیان ثوری: ''مصرِ جامع'' وہ ہے، جس کو لوگ دوسرے شہروں کا ذکر کرتے وقت شہر سمجھتے ہوں، جیسے بخارا، سمرقند (۴) ابو عبداللہ بلخی: میں نے جو سب سے بہترین رائے سنی ہے، وہ یہ ہے کہ جس مقام کے لوگ سب سے بڑی مسجد میں جمع ہوں، لیکن وہ تنگ پڑ جائے، وہ ''مصر جامع'' ہوگا۔ (۵) امام ابو حنیفہ: وہ بڑا شہر، جس میں گلیاں اور بازار ہوں اور اس میں پگڈنڈیاں ہوں اور لوگ اپنے حادثات میں اس کی طرف رجوع کرتے ہوں۔

شہر کی ''خالی جگہ'' سے مراد شہر سے متصل یا منفصل وہ گراؤنڈز ہیں، جو شہری لوگوں کی مصلحتوں کے لیے خالی رکھے جاتے ہیں، یہ محمد کے اندازے کے مطابق ایک تیر کی پھینک تک یا تین سو ہاتھ سے چار سو ہاتھ تک وسیع ہوتے ہیں، لیکن ان کی حد بندی کے بارے میں مزید تین اقوال یہ ہیں: ایک میل، دو میل، تین میل۔ (حاشیہ ختم ہوا، بعض عبارات کا مفہوم

پیش کیا گیا) نبی کریم ﷺ کی جو روایت صاحب ہدایہ نے پیش کی، اس کے بارے میں اسی کتاب کے حاشیے میں حافظ ابن حجر نے کہا: مجھے یہ حدیث نہیں ملی۔

خلاصۂ کلام: صاحبِ ہدایہ نے نمازِ عید اور نماز جمعہ کے لیے ''مصرِ جامع'' کی شرط لگانے کے لیے جس حدیث پر بنیاد رکھی، اس کا وجود نہیں ملتا، پھر ''مصرِ جامع'' کی وضاحت کرتے کرتے پانچ چھ اقوال نقل کر دیئے، جن میں سے تین اقوال امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب ہیں۔ پھر جب منی اور عرفات کی باری آئی تو وہاں عمارتوں کے ہونے یا نہ ہونے کا فرق کھڑا کر دیا، حالانکہ صرف عمارتوں کا نام شہر نہیں ہے۔ اسی طرح جب شہر کی خالی جگہ کی پیمائش کا مسئلہ کھڑا ہوا تو پھر چار پانچ اقوال بن گئے۔ بہر حال یہ تو حنفی فقہاء ہی فیصلے کریں گے کہ کس قول کو کس دلیل کی روشنی میں کیوں ترجیح دی جائے۔ لیکن اتنی حدود و قیود کے باوجود اب حنفی لوگ تقریبا ہر گاؤں میں نمازِ عید کا اور اکثر و بیشتر دیہاتوں میں نماز جمعہ کا اہتمام بھی کرتے ہیں اور امام ابو حنیفہ کی تقلید پر زور بھی دیتے ہیں اور ان اہل حدیث لوگوں پر سخت طعن بھی کرتے ہیں جو دیہاتوں میں نماز جمعہ کی ادائیگی کا فتوی دیتے ہیں یا اس کا اہتمام کرتے ہیں؟ سبحان اللہ! شعور والا اتنا کچھ سن کر کیا کرے گا!؟

آج کل یہ فلسفہ بھی سنائی دیتا ہے کہ جس گاؤں میں جمعہ کی نماز شروع کر دی جائے، وہاں اس کو چھوڑا نہیں جا سکتا۔ ارے! جہاں نمازِ جمعہ ہوتی ہی نہیں، وہاں شروع کیسے ہوگی!؟ ہم نے قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دے دیا ہے، اور فقہ حنفی کی معتبر کتاب کا اقتباس بھی پیش کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو شرعی مسائل سمجھنے کا شعور عطا کر رکھا ہے۔ اگر حسن نیت کے ساتھ اور بے جا تعصب سے بچ کر مطالعہ کیا جائے تو حق واضح ہو جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

فَصْلٌ مِنْهُ فِيْ كَفَّارَةِ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ لِغَيْرِ عُذْرٍ

عذر کے بغیر جمعہ چھوڑنے والے کے کفارہ کا بیان

(٢٧٢١) عَـنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَـالَ: ((مَـنْ تَرَكَ جُمُعَةً فِي غَيْرِ عُذْرٍ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارٍ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِنِصْفِ دِينَارٍ .)) (مسند احمد: ٢٠٣٤٧)

''سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو عذر کے بغیر جمعہ ترک کر دے تو وہ ایک دینار صدقہ کرے، اگر اس کے پاس اتنا نہ ہو تو نصف دینار دے دے۔''

شــرح: ...... دینار سے مراد کویت کی کرنسی نہیں، بلکہ یہ سونے کا سکہ ہوتا تھا، جس کا وزن ساڑھے چار ماشے ہوتا تھا۔ یہ روایت ضعیف ہے، بہر حال جمعہ ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے، اس کا کفارہ یہ ہے کہ ایسا جرم کرنے سے خالص توبہ کی جائے اور آئندہ ایسی غلطی کو نہ دوہرانے کا عزم کیا جائے۔

(٢٧٢١) تخريج: ......اسناده ضعيف، لجهالة قدامة بن وبرة، وقال البخاري: لم يصحّ سماعه من سمرة أخرجه ابوداود: ١٠٥٣، ١٠٥٤، والنسائي: ٣/ ٨٩، وابن ماجه: ١١٢٨ (انظر: ٢٠٠٨٧)

4 ..... بَابُ جَوَازِ التَّخَلُّفِ عَنِ الْجُمُعَةِ إِذَا صَادَفَتْ يَوْمَ عِيْدٍ أَوْ مَطَرٍ

عید یا بارش کے دن جمعہ ترک کرنے کے جواز کا بیان

(۲۷۲۲) عَنْ إِيَاسِ بْنِ أَبِي رَمْلَةَ الشَّامِيِّ قَالَ: شَهِدْتُ مُعَاوِيَةَ سَأَلَ زَيْدَ ابْنَ أَرْقَمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ شَهِدْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عِيْدَيْنِ اجْتَمَعَا؟ قَالَ: نَعَمْ، صَلَّى الْعِيْدَ أَوَّلَ النَّهَارِ ثُمَّ رَخَّصَ فِي الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: ((مَنْ شَاءَ أَنْ يُجَمِّعَ فَلْيُجَمِّعْ)) (مسند احمد: ۱۹۵۳۳)

''ایاس بن ابی رملہ شامی کہتے ہیں: میں سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا، انہوں نے سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: کیا تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھے، جبکہ دو عیدیں جمع ہوئی ہوں؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے دن کے شروع میں نماز عید ادا کی اور پھر آپ ﷺ نے جمعہ کی رخصت دیتے ہوئے فرمایا: ''جو جمعہ ادا کرنا چاہتا ہے، وہ کر لے۔''

شرح: ......دو عیدوں سے مراد جمعہ اور عید ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((قَدِ اجْتَمَعَ فِيْ يَوْمِكُمْ عِيْدَانِ؛ فَمَنْ شَاءَ أَجْزَأَهُ مِنَ الْجُمُعَةِ، وَإِنَّا مُجَمِّعُوْنَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.)) یعنی: ''تمہارے اس دن میں دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں، اس لیے جو چاہتا ہے اسے (یہی عید) جمعہ سے کفایت کرے گی، اور ہم ان شاء اللہ جمعہ پڑھیں گے۔'' (ابو داود: ۱۰۷۳، ابن ماجه: ۱۳۱۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید کے روز مرکزی مساجد میں جمعہ کی ادائیگی کا اہتمام کیا جائے، تا کہ جو ادا کرنا چاہیں، ادا کر لیں۔ اس حدیث سے اسلام کا حسن اور اعتدال چھلک رہا ہے، یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس مذہب میں لوگوں کی طبائع کا بہت زیادہ خیال رکھا گیا۔

(۲۷۲۳) عَنْ أَبِي مَلِيْحِ بْنِ أُسَامَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: أَصَابَ النَّاسَ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ يَعْنِي مَطَرًا فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ فَنُوْدِيَ: أَنَّ الصَّلَاةُ الْيَوْمَ أَوِ الْجُمُعَةُ الْيَوْمَ فِي الرِّحَالِ۔ (مسند احمد: ۲۰۵٤٦)

''سیّدنا اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن بارش ہوگئی، اس لیے نبی کریم ﷺ نے حکم دیا اور یہ اعلان کیا گیا: آج نماز یا جمعہ گھروں میں ہی ہوگا۔''

شرح: ......مراد یہ ہے کہ اذان میں یہ الفاظ کہے گئے تھے۔

(۲۷۲۲) تخريج: ......صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة اياس بن ابى رملة الشامى أخرجه ابوداود: ۱۰۷۰، وابن ماجه: ۱۳۱۰، والنسائى: ۳/ ۱۹٤ (انظر: ۱۹۳۱۸)

(۲۷۲۳) تخريج: ......حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف، ابو بشر الحلبى لايعرف حاله، لكنه قد توبع أخرجه ابوداود: ۱٦۵۷ (انظر: ۲۰۲۸۰، ۲۰۷۰۰)

(٢٧٢٤) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ قَالَ وَجَدْتُ فِي كِتَابِ أَبِي بِخَطِّ يَدِهِ وَأَكْبَرُ عِلْمِي أَنِّي قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ ثَنَا نَاصِحُ بْنُ الْعَلَاءِ مَوْلٰى بَنِي هَاشِمٍ ثَنَا عَمَّارُ ابْنُ أَبِي عَمَّارٍ مَوْلٰى بَنِي هَاشِمٍ أَنَّهُ مَرَّ عَلٰى عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ وَهُوَ عَلٰى نَهْرِ أُمِّ عَبْدِاللّٰهِ يَسِيْلُ الْمَاءُ عَلٰى غِلْمَتِهِ وَمَوَالِيْهِ، قَالَ لَهُ عَمَّارٌ: يَا أَبَا سَعِيْدٍا لْجُمُعَةَ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((إِذَا كَانَ يَوْمُ مَطَرٍ وَابِلٍ فَلْيُصَلِّ أَحَدُكُمْ فِي رَحْلِهِ.)) (مسند احمد: ٢٠٨٩٦)

''عمار بن ابو عمار سیّدنا عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، جبکہ وہ (بصرہ میں) ام عبد اللہ نہر پر موجود تھے، (بارش اس قدر زیادہ تھی کہ اس کا) پانی اس کے بچوں اور غلاموں کے اوپر سے بہہ رہا تھا، عمار نے کہا: ابوسعید! جمعہ ادا کرنے کے لیے جاؤ۔ انھوں نے آگے سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب زیادہ بارش والا دن ہو تو ہر کوئی اپنے گھر میں ہی نماز پڑھ لیا کرے۔''

شرح:......اس باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جن لوگوں پر نماز جمعہ فرض ہے، عید اور بارش والے دن ان کو رخصت مل جاتی ہے، وہ اس کی جگہ پر نماز ظہر ادا کریں گے، مزید درج ذیل حدیث ملاحظہ کر لیں: سیّدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ جَمَاعَةٍ إِلَّا أَرْبَعَةً: عَبْدٍ مَمْلُوْكٍ أَوِ امْرَأَةٍ أَوْ صَبِيٍّ أَوْ مَرِيْضٍ.)) یعنی: ''ہر مسلمان پر نماز جمعہ جماعت کے ساتھ واجب ہے، سوائے ان چار افراد کے: غلام، عورت، بچہ اور مریض۔'' (ابو داود: ١٠٦٧، مستدرك حاكم: ١٠٦٢)

آپ ﷺ نے اس حدیث میں ہر مسلمان پر جمعہ واجب قرار دیا ہے اور صرف چار افراد کو مسجد میں نہ آنے کی رخصت دی ہے۔ ذہن نشین رہنا چاہیے کہ سیّدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو صرف دیکھا تھا اور کوئی حدیث سنی نہیں تھی، لیکن راجح قول کے مطابق صحابی کی مرسل حدیث حجت ہوتی ہے۔

5 ..... بَابُ مَا جَاءَ فِيْ وَقْتِ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے وقت کا بیان

نوٹ: زوالِ آفتاب کے بعد جمعہ کے وقت کا آغاز ہو جاتا ہے، اصل قانون یہی ہے، درج ذیل اکثر احادیث میں صحابہ کرام نے اپنی زندگی کی روٹین کے مطابق اپنے مشاہدات پیش کیے ہیں، جن میں ہمارے لیے بعض اوقات ابہام پیدا ہو جاتا ہے، مثلا کھانے کے اوقات کا مختلف ہونا یا مکانات کی اونچائی میں فرق آنا یا خطبوں کا بہت لمبا ہونا، وغیرہ وغیرہ۔

(٢٧٢٤) تخريج: ......صحيح لغيره۔ أخرجه ابن خزيمة: ١٨٦٢، والحاكم: ١/ ٢٩٢ (انظر: ٢٠٦٢٠)

(٢٧٢٥) عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ ﷺ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَنْصَرِفُ فَنَبْتَدِرُ فِي الْآجَامِ فَلَا نَجِدُ إِلَّا قَدْرَ مَوْضِعِ أَقْدَامِنَا، قَالَ يَزِيْدُ: الْآجَامُ هِيَ الْآطَامُ۔ (مسند احمد: ١٤١١)

''سیّدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ ادا کرتے تھے، جب (فارغ ہوکر) واپس جاتے تو بلند عمارتوں کے سائے میں چلنے کے لیے لپکتے، لیکن اپنے قدموں کے برابر کی جگہ کے علاوہ سایہ نہ پاتے۔ یزید (راوی) کہتے ہیں: آجام سے مراد بلند مکانات ہیں۔''

(٢٧٢٦)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ) فَمَا نَجِدُ مِنَ الظِّلِّ إِلَّا مَوْضِعَ أَقْدَامِنَا، أَوْ قَالَ فَمَا نَجِدُ مِنَ الظِّلِّ مَوْضِعَ أَقْدَامِنَا۔ (مسند احمد: ١٤٣٦)

''(دوسری سند) اس میں ہے: ہم سایہ نہیں پاتے تھے، مگر اپنے پاؤں کی جگہ جتنا، یا یہ کہا: ہم اپنے پاؤں کی جگہ جتنا بھی سایہ نہ پاتے تھے۔''

(٢٧٢٧) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ عَمَّنْ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ مَعَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي مَسْجِدِ الْكُوْفَةِ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ أَمِيْرٌ عَلَى الْكُوْفَةِ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ عَلٰى بَيْتِ الْمَالِ إِذْ نَظَرَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ إِلَى الظِّلِّ فَرَآهُ قَدْرَ الشِّرَاكِ فَقَالَ: إِنْ يُصِبْ صَاحِبُكُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ ﷺ يَخْرُجِ الْآنَ۔ قَالَ: فَوَاللّٰهِ مَا فَرَغَ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مِنْ كَلَامِهِ حَتّٰى خَرَجَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ، يَقُوْلُ: الصَّلَاةَ۔ (مسند احمد: ٤٣٨٥)

''ایک آدمی کہتا ہے: ہم جمعہ کے دن کوفہ والی مسجد میں تھے، سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف سے سیّدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کوفہ کے گورنر اور سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیت المال پرنگران تھے۔ اچانک سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک تسمہ کے بقدر سایہ دیکھ کر کہا: اگر تمہارا گورنر سنتِ نبوی کے متبع ہوئے تو ابھی آ جائیں گے۔ راوی کہتا ہے: اللہ کی قسم ہے کہ سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ابھی اپنی بات مکمل نہیں کی تھی کہ سیّدنا عمار رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور کہنے لگے: نماز پڑھو۔''

(٢٧٢٥) تخريج: ......حسن لغيره، وهذا اسناد ضعيف لانقطاعه، مسلم بن جندب لم يدرك الزبير أخرجه أبويعلي: ٦٨٠، والدارمي: ١٥٤٥، وابن خزيمة: ١٨٤٠، والحاكم: ١/ ٢٩١، والبيهقي: ٣/ ١٩١ (انظر: ١٤١١)

(٢٧٢٦) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(٢٧٢٧) تخريج: ......اسناده ضعيف لابهام الشيخ الذي روى عنه محمد بن كعب القرظي (انظر: ٤٣٨٥)

(۲۷۲۸) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ حِيْنَ تَمِيْلُ الشَّمْسُ وَكَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ صَلَّى الظُّهْرَ بِالشَّجَرَةِ سَجْدَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ۱۳٤۱۷)

''سیّدنا انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ جب سورج ڈھلتا تھا تو نبی کریم ﷺ جمعہ ادا کرتے تھے اور جب مکہ مکرمہ کی طرف نکلتے تو (ذوالحلیفہ مقام میں) ایک درخت کے پاس نماز ظہر دو رکعت ادا کرتے تھے۔''

شرح: ...... یہ نماز جمعہ کے وقت کے بارے میں اصل قانون ہے کہ زوال آفتاب کے بعد جمعہ کا آغاز کیا جاتا تھا۔

(۲۷۲۹) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَرْجِعُ إِلَى الْقَائِلَةِ فَنَقِيْلُ۔ (مسند احمد: ۱۳۵۲۳)

''سیّدنا انس ؓ سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرتے، پھر قیلولہ کرنے کے لیے لوٹتے اور قیلولہ کرتے۔''

(۲۷۳۰) عَنْ أَبِي أَحْمَدَ حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَرْجِعُ فَنَقِيْلُ، قَالَ أَبُو أَحْمَدَ ثُمَّ نَرْجِعُ إِلَى بَنِي سَلِمَةَ فَنَقِيْلُ، وَهُوَ عَلَى مِيْلَيْنِ۔ (مسند احمد: ۱٤۵۹۵)

''سیّدنا جابر بن عبداللہ ؓ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ جمعہ ادا کرتے، پھر واپس جا کر قیلولہ کرتے۔ ابو احمد راوی نے کہا: پھر ہم بنو سلمہ پہنچ کر قیلولہ کرتے اور یہ مقام دو میل کے فاصلے پر تھا۔''

(۲۷۳۱) عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرًا مَتٰى كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ؟ فَقَالَ: كُنَّا نُصَلِّيْهَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ نَرْجِعُ فَنُرِيْحُ نَوَاضِحَنَا۔ قَالَ جَعْفَرٌ: وَإِرَاحَةُ النَّوَاضِحِ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ۔ (مسند احمد: ۱٤٦۰۲)

''محمد کہتے ہیں: میں نے سیّدنا جابر ؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کب ادا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ ادا کرتے، پھر واپس جا کر اونٹوں کو آرام کرواتے۔ جعفر راوی کہتے ہیں: اونٹوں کو آرام پہنچانا زوالِ آفتاب کے وقت ہوتا تھا۔''

شرح: ...... اونٹوں کو آرام کروانے کا مطلب یہ ہے کہ جب پانی لانے کے لیے ان پر کجاوہ اور اس ضمن کی

(۲۷۲۸) تخریج: ...... اسناده حسن۔ أخرجه بذكر وقت الجمعة البخاري: ۹۰٤، وأخرجه ابوداود: ۱۰۸٤، والترمذي: ۵۰۳ (انظر: ۱۲۲۹۹، ۱۳۳۸٤)

(۲۷۲۹) تخريج: ...... أخرج بنحوه البخاري: ۹۰۵، ۹٤۰ (انظر: ۱۳٤۸۹)

(۲۷۳۰) تخريج: ...... صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة عقبة بن عبد الرحمن (انظر: ۱٤۵٤۱)

(۲۷۳۱) تخريج: ...... حديث صحيح، محمد بن ميمون الزعفراني ضعيف يعتبر به وقد تابعه حسن بن عياش (انظر: ۱٤۵٤۸)

دوسری اشیائے ضرورت رکھتے تو وہ ویسے ہی چھوڑ کر جمعہ کرنے کے لیے چلے جاتے، پھر جمعہ سے فارغ ہو کر ان سے وہ چیزیں اتارتے تھے۔

(۲۷۳۲) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ الرِّجَالَ تَقِيلُ وَتَتَغَدّٰى بَعْدَ الْجُمُعَةِ۔ (مسند احمد: ١٥٦٤٦)

''سیّدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے بعد دوپہر کا کھانا کھاتے اور قیلولہ کرتے تھے۔''

(۲۷۳۳) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) كُنَّا نَقِيلُ وَنَتَغَدّٰى بَعْدَ الْجُمُعَةِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ٢٣٢٣٥)

''(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ جمعہ ادا کرنے کے بعد قیلولہ کرتے اور کھانا کھاتے تھے۔''

(۲۷۳۴) عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَرْجِعُ فَلَا نَجِدُ لِلْحِيطَانِ فَيْئًا يُسْتَظَلُّ فِيهِ۔ (مسند احمد: ١٦٦١٠)

''سیّدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ جمعہ ادا کرتے تھے، جب واپس لوٹتے تو دیواروں کا اتنا سایہ نہیں پاتے تھے کہ اس سے سایہ حاصل کیا جا سکے۔''

شرح: ...... مذکورہ بالا احادیث کا مفہوم امت مسلمہ کے موجودہ عمل سے واضح طور پر متناقض ہے، قارئین کو اس صورت پر تعجب کا اظہار کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ دنیا کے اکثر ممالک میں جمعہ کی نماز کافی تاخیر سے ادا کی جاتی ہے۔ (۲۵) مارچ ۲۰۱۱ء کو صوبہ پنجاب (پاکستان) کے اکثر علاقوں میں (۱۱:۴۵) پر زوال ہوا، لیکن تقریبا ہر مسجد میں (۱۲:۴۵) پر خطبۂ جمعہ کا آغاز کیا گیا، پھر (۱:۳۰) یا (۱:۴۵) پر بلکہ بعض مساجد میں (۲:۰۰، ۲:۱۵، ۲:۳۰) پر بھی نماز ادا کی گئی۔ ایسے ماحول میں پلنے والا شخص ان احادیث کے بارے میں کیا سوچے گا کہ آپ ﷺ اس وقت جمعہ سے فارغ ہو جاتے، جب دیواروں کا سایہ ایک تسمہ کے برابر ہوتا تھا۔ مجھے یہ بات سمجھ آ رہی ہے کہ جب عہد نبوی میں (۱۱:۴۵) پر زوال ہوتا ہوگا تو (۱۲:۱۵) یا اس سے کچھ زیادہ وقت پر لوگ جمعہ سے فارغ ہو جاتے ہوں گے اور اس وقت میں واقعہ ہی سائے کی مقدار وہی ہوتی ہے، جو احادیث میں بیان کی گئی ہے، جبکہ ہمارے ہاں اس وقت تک خطبہ کا آغاز بھی نہیں ہوتا۔ پھر ایسے میں صحابہ کرام کام کاج سے فارغ ہو کر اور اونٹوں وغیرہ کو کجاووں سمیت چھوڑ کر جمعہ ادا کرنے کے لیے چلے جاتے، پھر واپس آ کر سواریوں کو آرام پہنچاتے اور دوپہر کا کھانا کھا کر قیلولہ کرتے تھے۔

(۲۷۳۲) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٩٣٩، ٩٤١، ٢٣٤٩، ٥٤٠٣، ومسلم: ٨٥٩ (انظر: ١٥٥٦١)

(۲۷۳۳) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(۲۷۳٤) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٤١٦٨، ومسلم: ٨٦٠ (انظر: ١٦٤٩٦)

6..... باب الغسل للجمعة والتجمل لها بالثياب الحسنة والطيب

جمعہ کے لیے غسل کرنے، اچھے کپڑے پہن کر خوبصورتی اختیار کرنے اور خوشبو لگانے کا بیان

نوٹ: قارئین سے گزارش ہے کہ وہ اس نقطہ پر غور کریں کہ جس حدیث میں جو فضیلت بیان کی گئی وہ کن کن مور کے ساتھ معلق ہے، کیونکہ اس وقت نمازیوں کی بھاری اکثریت نماز جمعہ کے مخصوص ثواب اور فضیلت سے محروم ہے، کیونکہ وہ ان امور کی پابندی نہیں کرتے، جن کی وجہ سے ثواب ملتا ہے، بالخصوص ابتدائے خطبہ سے پہلے وقت پر آنے کی۔

(۲۷۳۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوَاجِبٌ هُوَ؟ قَالَ: لَا، وَمَنْ شَاءَ اغْتَسَلَ، وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ بَدْءِ الْغُسْلِ، كَانَ النَّاسُ مُحْتَاجِينَ وَكَانُوا يَلْبَسُونَ الصُّوفَ وَكَانُوا يَسْقُونَ النَّخْلَ عَلَى ظُهُورِهِمْ وَكَانَ مَسْجِدُ النَّبِيِّ ﷺ ضَيِّقًا مُتَقَارِبَ السَّقْفِ فَرَاحَ لنَّاسُ فِي الصُّوفِ فَعَرِقُوا وَكَانَ مِنْبَرُ النَّبِيِّ ﷺ قَصِيرًا، إِنَّمَا هُوَ ثَلَاثُ دَرَجَاتٍ فَعَرِقَ النَّاسُ فِي الصُّوفِ فَثَارَتْ أَرْوَاحُهُمْ أَرْوَاحُ الصُّوفِ فَتَأَذَّى بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ حَتَّى بَلَغَتْ أَرْوَاحُهُمْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِذَا جِئْتُمُ الْجُمُعَةَ فَاغْتَسِلُوا وَلْيَمَسَّ أَحَدُكُمْ مِنْ أَطْيَبِ طِيبٍ إِنْ كَانَ عِنْدَهُ .)) (مسند احمد: ۲۴۱۹)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی آدمی نے جمعہ کے دن کے غسل کے بارے میں سوال کیا کہ کیا وہ واجب ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں، لیکن جو چاہتا ہے، وہ غسل کر لے۔ اور میں تجھے غسل کے آغاز کے بارے میں بیان کرتا ہوں، بات یہ ہے کہ لوگ محتاج (اور فقیر) تھے، اون کا لباس پہنتے تھے اور اپنی پشتوں پر (مشکیزے اٹھا اٹھا کر) کھجوروں کو پانی دیا کرتے تھے، جبکہ مسجد نبوی تنگ اور کم بلند چھت والی تھی۔ (ایک دن یوں ہوا کہ) لوگ اسی طرح اونی لباس پہنے آگئے، اس میں ان کو پسینہ آیا، اُدھر آپ ﷺ کا منبر بھی چھوٹا سا تھا، بس تین سیڑھیاں تھیں، جب لوگوں کو اون میں پسینہ آیا تو خوب بو پھیلنے لگی اور ان کو ایک دوسرے سے تکلیف ہونے لگی، ان کی یہ بو رسول اللہ ﷺ تک بھی پہنچی، جبکہ آپ منبر پر تھے، اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! جب تم جمعہ کے لیے آؤ تو غسل کر لیا کرو اور اگر ہو سکے تو بہترین خوشبو استعمال کیا کرو۔''

(۲۷۳۶) عَنْ عَائِشَةَ ﷺ قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ عُمَّالَ أَنْفُسِهِمْ فَكَانُوا يَرُوحُونَ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: لوگ اپنا کام خود کیا کرتے تھے، پھر اسی حالت میں (جمعہ کے لیے مسجد میں) آجایا کرتے تھے،

(۲۷۳۵) تخريج: ......اسناده جيد۔ أخرجه ابوداود: ۳۵۳ (انظر: ۲۴۱۹)

(۲۷۳۶) تخريج: ......أخرجه البخاري: ۹۰۳، ومسلم: ۸۴۷ (انظر: ۲۴۳۳۹)

كَهَيْئَتِهِمْ، فَقِيلَ لَهُمْ: لَوِ اغْتَسَلْتُمْ۔ (مسند احمد: ٢٤٨٤٣)

اس لیے ان سے کہا گیا: اگر تم غسل کر لیا کرو (تو اچھا ہوگا)۔''

(٢٧٣٧) عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہما قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاسْتَاكَ وَمَسَّ مِنْ طِيْبٍ إِنْ كَانَ عِنْدَهُ وَلَبِسَ مِنْ أَحْسَنِ ثِيَابِهِ ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰى يَأْتِيَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يَتَخَطَّ رِقَابَ النَّاسِ حَتّٰى رَكَعَ مَاشَاءَ أَنْ يَرْكَعَ ثُمَّ أَنْصَتَ إِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الَّتِي قَبْلَهَا.)) قَالَ وَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: وَثَلَاثَةُ أَيَّامٍ زِيَادَةً إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا۔ (مسند احمد: ١١٧٩٠)

''سیّدنا ابو سعید خدری اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جمعہ کے دن غسل کیا، مسواک کی اور خوشبو اگر اس کے پاس ہوئی تو وہ بھی استعمال کی اور بہترین کپڑے پہنے، پھر نکلا اور مسجد میں آ گیا اور لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگی، پھر جتنی چاہی نماز پڑھی، جب امام آیا تو خاموش ہو گیا اور نماز کے فارغ ہونے تک کوئی بات نہ کی، تو یہ (جمعہ) اِس جمعہ اور پچھلے جمعہ کے مابین (ہونے والے گناہوں) کا کفارہ ہوگا۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مزید تین دنوں کے (گناہوں کا کفارہ بھی بنتا ہے) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک نیکی کو اس سے دس گنا کے برابر کیا ہے۔''

شرح: ......اس حدیث میں مزید تین دنوں والی بات کو سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا گیا، لیکن یہ رسول اللہ ﷺ سے بھی ثابت ہے، جیسا کہ تخریج میں دی گئی صحیح مسلم کی روایت سے معلوم ہو رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جو اتنی تفصیل بیان کی ہے تو اس کا تقاضا یہی ہے کہ جو آدمی ان تمام امور کا اہتمام کرے گا، وہ اس فضیلت کو پائے گا۔

(٢٧٣٨) عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اغْتَسَلَ أَوْ تَطَهَّرَ فَأَحْسَنَ الطُّهُوْرَ وَلَبِسَ مِنْ أَحْسَنِ ثِيَابِهِ وَمَسَّ مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ مِنْ طِيْبٍ أَوْ دُهْنِ أَهْلِهِ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَلَمْ يَلْغُ وَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَ اثْنَيْنِ غُفِرَ

''سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے غسل کیا یا طہارت حاصل کی اور اچھی طرح طہارت حاصل کی، اپنے کپڑوں میں سے بہترین لباس پہنا اور خوشبو استعمال کی، جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے میسر کی یا اپنی اہلیہ کا تیل لگا لیا، پھر جمعہ کے لیے آیا اور نہ کوئی لغو کام کیا اور نہ

(٢٧٣٧) تخريج: ...... اسناده حسن۔ أخرجه أبوداود: ٣٤٣۔ وأخرجه مسلم (٨٥٧) من طريق ابى صالح عن ابى هريرة مرفوعا بلفظ: ((من اغتسل، ثم أتى الجمعة، فصلى ما قدر له، ثم أنصت حتى يفرغ من خطبته، ثم يصلى معه، غفر له ما بينه وبين الجمعة الأخرى، وفضل ثلاثة أيام.)) (انظر: ١١٧٦٨)

(٢٧٣٨) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ١٠٩٧، وأخرجه الحميدى: ١٣٨ وزاد فى آخره: ((وزيادة ثلاثة أيام)) (انظر: ٢١٥٣٩)

لَـهُ مَـا بَيْنَـهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى .)) (مسند احمد: ٢١٨٧٢)

دو بندوں کے درمیان کوئی جدائی ڈالی، تو اس کے (وہ گناہ) بخش دیئے جائیں گے، جو اِس جمعہ سے اگلے جمعہ کے مابین ہوں گے۔''

(٢٧٣٩)(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) حدثنا عَبْدُاللّٰهِ حَـدَّثَـنِي أَبِي ثَنَا يُونسُ ثَنَا لَيْثٌ عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِيْ ابْنَ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي سَعِيْدٍ عَـنْ أَبِيْـهِ عَـنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ وَدِيْعَةَ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه (مِثْـلُهُ وَفِيْهِ) قَالَ مُحَمَّدٌ فَذَكَرْتُ لِعُبَادَةَ بْنِ عَامِرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَـقَـالَ: صَـدَقَ وَزِيَادَةُ ثَـلَاثَةِ أَيَّامٍ۔ (مسند احمد: ٢١٩٠٢)

''(دوسری سند) اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے، البتہ عبادہ بن عامر نے اوپر والی روایت کے بارے میں کہا: اس نے سچ کہا، بلکہ مزید تین دن (کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں)۔''

(٢٧٤٠) وَعَـنْ سَـلْـمَانَ الْخَيْرِ رضي الله عنه عَنِ الـنَّبِيِّ ﷺ بِـنَـحْـوِ الـطَّـرِيْـقِ الْأُوْلٰى مِنَ الْحَدِيْثِ السَّابِقِ ـ (مسند احمد: ٢٤١١١)

''سیّدنا سلمان الخیر رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث کی طرح حدیث بیان کی ہے۔''

شرح: ......سلمان فارسی کو سلمان بن اسلام اور سلمان الخیر بھی کہتے تھے۔

(٢٧٤١) وَعَـنْـهُ أَيْضًا رضي الله عنه قَـالَ: قَالَ لِيَ الـنَّبِيُّ ﷺ: ((أَتَـدْرِي مَـا يَوْمُ الْجُمُعَةِ؟)) قُـلْـتُ: هُـوَ الْيَـوْمُ الَّـذِي جَمَعَ اللّٰـهُ فِيْـهِ أَبَـاكُـمْ، قَـالَ: ((لٰـكِنِّـي أَدْرِي مَـا يَوْمُ الْـجُـمُـعَةِ، لَا يَتَـطَهَّـرُ الـرَّجُـلُ فَيُحْسِنُ طُهُـوْرَهُ ثُـمَّ يَـأْتِـي الْجُمُعَةَ فَيُنْصِتُ حَتّٰى يَـقْضِيَ الْإِمَامُ صَلَاتَهُ إِلَّا كَانَ كَفَّارَةً لَهُ مَا بَيْـنَـهُ وَبَيْـنَ الْـجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ مَا اجْتُنِبَتِ

''سیّدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: کیا تم کو معلوم ہے کہ جمعہ کا دن کیا ہے؟ میں نے کہا: یہ وہی دن ہے، جس میں اللہ نے آپ کے باپ (آدم علیہ السلام) کو پیدا کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''لیکن مجھے (پوری طرح) معلوم ہے کہ جمعہ کا دن کیا ہے، جو آدمی اچھے انداز میں طہارت حاصل کرتا ہے، پھر جمعہ کے لیے آتا ہے اور خاموش رہتا ہے، یہاں تک کہ امام نماز سے فارغ ہو جاتا ہے، تو یہ (عمل) اس کے لیے اِس جمعہ اور اگلے جمعہ

(٢٧٣٩) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(٢٧٤٠) تخريـج: ......أخرجه البخارى: ٨٨٣، ٩١٠ (انظر: ٢٣٧١٠)

(٢٧٤١) تخريـج: ......حديث صحيح ـ انظر الحديث السابق: ١٥٤٤ (انظر: ٢٣٧١٨)

الْمَقْتَلَةُ .)) (مسند احمد: ٢٤١١٩)

کے مابین ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا، جب تک کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔''

(٢٧٤٢) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ: دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ، فَقَالَ عُمَرُ: أَيَّةُ سَاعَةٍ هٰذِهِ؟ فَقَالَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اِنْقَلَبْتُ مِنَ السُّوقِ فَسَمِعْتُ النِّدَاءَ فَمَا زِدْتُ عَلٰى أَنْ تَوَضَّأْتُ، فَقَالَ عُمَرُ: وَالْوُضُوءَ أَيْضًا وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ بِالْغُسْلِ۔ (مسند احمد: ١٩٩)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ میں سے ایک آدمی جمعہ کے روز مسجد میں داخل ہوا اور سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے، انھوں نے اِس سے پوچھا: یہ کون سا وقت ہے (آنے کا)؟ اس نے کہا: امیر المؤمنین! ابھی ابھی بازار سے واپس آیا تھا، اتنے میں اذان سن لی اور صرف وضو کر کے آ گیا ہوں، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے غسل چھوڑ کر صرف وضو پر اکتفا کیا ہے، لیکن تجھے علم تو ہے کہ رسول اللہ ﷺ غسل کرنے کا حکم دیتے تھے۔''

(٢٧٤٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: بَيْنَمَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷺ يَخْطُبُ (فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَفِيهِ) أَلَمْ تَسْمَعُوا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِذَا رَاحَ أَحَدُكُمْ اِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ .)) (مسند احمد: ٩١)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے (پھر سابقہ حدیث کی طرح بیان کیا، البتہ اس میں ہے) پھر انھوں نے کہا: کیا تم نے سنا نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جب تم میں کوئی جمعہ کے لیے آئے تو نہا لیا کرے۔''

(٢٧٤٤) حدثنا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا أَبُو الْيَمَانِ ثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ سُئِلَ الزُّهْرِيُّ هَلْ فِي الْجُمُعَةِ غُسْلٌ وَاجِبٌ؟ فَقَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ ﷺ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ جَاءَ مِنْكُمْ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ .)) وَقَالَ طَاوُسٌ: قُلْتُ لِابْنِ

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو آدمی جمعہ کے لیے آئے وہ غسل کرے'' ۔طاؤس کہتے ہیں: میں نے سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن غسل کرو اور اپنے سروں کو دھوؤ، اگرچہ تم جنبی بھی نہ ہو اور خوشبو بھی لگاؤ۔'' سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: غسل کا حکم تو ٹھیک ہے، لیکن خوشبو کے بارے میں میں نہیں جانتا۔''

(٢٧٤٢) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٨٧٨، ومسلم: ٨٤٥ (انظر: ١٩٩)

(٢٧٤٣) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٨٨٢، ومسلم: ٨٤٥ (انظر: ٩١)

(٢٧٤٤) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٨٨٤ (انظر: ٣٠٥٨)

عَبَّاسٍ: ذَکَرُوا أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اِغْتَسِلُوا یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْسِلُوا رُؤُوسَکُمْ وَإِنْ لَمْ تَکُونُوا جُنُبًا وَأَصِیبُوا مِنَ الطِّیبِ.)) فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ: أَمَّا الْغُسْلُ فَنَعَمْ، وَأَمَّا الطِّیبُ فَلَا أَدْرِی۔ (مسند احمد: ۳۰۵۸)

شرح: ......کئی احادیث سے جمعہ کے روز خوشبو کا استعمال کرنا ثابت ہوتا ہے۔ اور حدیث نمبر (۱۵۴۰) میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے خود یہ حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((یَا أَیُّهَا النَّاسُ! إِذَا جِئْتُمُ الْجُمُعَةَ فَاغْتَسِلُوْا وَلْیَمَسَّ أَحَدُکُمْ مِنْ أَطْیَبِ طِیبٍ إِنْ کَانَ عِنْدَهُ.)) ''لوگو! جب تم جمعہ کے لیے آؤ تو غسل کر لیا کرو اور اگر ہو سکے تو بہترین خوشبو استعمال کیا کرو۔'' لیکن وہ یہاں خوشبو والے حکم کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کر رہے ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ حدیث بیان کرتے وقت انھیں گزشتہ حدیث یاد نہ رہی ہو۔

(۲۷٤٥) عَنْ أَبِی سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((غُسْلُ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُحْتَلِمٍ)) (مسند احمد: ۱۱۰۹۹)

''سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن کا غسل ہر بالغ پر واجب ہے۔''

(۲۷٤٦) وَعَنْهُ أَیْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْغُسْلُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰی کُلِّ مُحْتَلِمٍ وَالسِّوَاكُ وَإِنَّمَا یَمَسُّ مِنَ الطِّیبِ مَا یَقْدِرُ عَلَیْهِ وَلَوْ مِنْ طِیبِ أَهْلِهِ)) (مسند احمد: ۱۱۲۷۰) -

''سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن کا غسل اور مسواک ہر بالغ پر ہے اور جو میسر ہو وہ خوشبو لگائے، اگرچہ اپنے اہل خانہ کی ہو۔''

(۲۷٤۷) عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((حَقُّ اللّٰهِ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ یَغْتَسِلَ فِی کُلِّ سَبْعَةِ أَیَّامٍ یَغْسِلُ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ.)) (مسند احمد: ۸٤۸٤)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر مسلمان پر یہ اللہ کا حق ہے کہ وہ ہر سات دنوں میں نہائے اور اپنے سر اور جسم کو دھوئے۔''

شرح: ......اگلی حدیث سے مزید وضاحت ہوگی۔

(۲۷٤٥) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۸۷۹، ۸۹۵، ومسلم: ۸٤٦ (انظر: ۱۱۵۷۸)
(۲۷٤٦) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۸۸۰، ومسلم: ۸٤٦ (انظر: ۱۱۲۵۰)
(۲۷٤۷) تخریج: ......أخرجه مسلم: ۸٤۹ (انظر: ۸۵۰۳)

(٢٧٤٨) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ غُسْلٌ فِي سَبْعَةِ أَيَّامٍ كُلَّ جُمُعَةٍ.)) (مسند احمد: ١٤٣١٦)

''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ سات دنوں میں ہر جمعہ کے دن غسل کرے۔''

(٢٧٤٩) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَهُوَ أَفْضَلُ.)) (مسند احمد: ٢٠٤٣٦)

''سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جمعہ کے دن وضو کیا تو اس نے رخصت کو قبول کیا اور یہ اچھا ہے اور جس نے غسل کیا تو وہ زیادہ فضیلت والا ہے۔''

شرح: ...... ''فَبِهَا'' کے مزید دو معانی بھی کیے گئے ہیں: (۱) اس نے سنت پر عمل کر لیا اور یہ اچھی سنت ہے، اور (۲) اس نے فرض پر تو عمل کر لیا ہے اور یہ اچھا فرض ہے۔

(٢٧٥٠) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنَ الْحَقِّ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ أَنْ يَغْتَسِلَ أَحَدُهُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَأَنْ يَمَسَّ مِنْ طِيْبٍ إِنْ كَانَ عِنْدَ أَهْلِهِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُمْ طِيْبٌ فَإِنَّ الْمَاءَ أَطْيَبُ.)) (مسند احمد: ١٨٦٨٠)

''سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں پر حق ہے کہ وہ جمعہ کے دن غسل کریں اور خوشبو لگائیں، اگر ان کے گھر والوں کے پاس ہو، اور اگر نہ ہو تو پانی ہی سب سے زیادہ پاکیزہ ہے۔''

(٢٧٥١) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ شَيْخٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ الْغُسْلُ وَالطِّيْبُ وَالسِّوَاكُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.)) (مسند احمد: ٢٣٤٦٤)

''ایک انصاری بزرگ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن غسل کرنا، خوشبو لگانا اور مسواک کرنا ہر مسلمان پر حق ہے۔''

(٢٧٤٨) تخريج: ......حديث صحيح بطرقه وشواهده أخرجه النسائي: ٣/ ٩٣ (انظر: ١٤٢٦٦)

(٢٧٤٩) تخريج: ......حسن لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٣٥٤، والنسائي: ٣/ ٩٤، والترمذي: ٤٩٧ (انظر: ٢٠٠٨٩، ٢٠١٢٠، ٢٠١٧٤)

(٢٧٥٠) تخريج: ......حديث صحيح، دون قوله: ((فان لم يكن عندهم طيب، فان الماء اطيب))، وهذا اسناد ضعيف لضعف يزيد بن أبي زياد أخرجه الترمذي: ٥٢٩ (انظر: ١٨٤٨٨)

(٢٧٥١) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه ابن ابي شيبة: ٢/ ٩٤، وأبو يعلى: ٧١٦٨ (انظر: ٢٣٠٧٦، ١٦٣٩٧)

(٢٧٥٢) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ وَغَدَا وَابْتَكَرَ وَدَنَا فَاقْتَرَبَ وَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا أَجْرُ قِيَامِ سَنَةٍ وَصِيَامِهَا.)) (مسند احمد: ٦٩٥٤)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے (سر) دھویا، غسل کیا، بہت جلدی آیا، قریب ہوا، بلکہ بہت قریب ہو کر بیٹھا، غور سے خطبہ سنا اور خاموش رہا تو وہ جتنے قدم چل کر آیا تھا، ہر قدم کے بدلے ایک سال کے قیام اور ایک سال کے روزوں کا ثواب ملے گا۔''

شرح: ......مسند احمد کی ایک روایت میں ہے: ''پیدل چل کر آیا اور سوار نہیں ہوا'' اس حدیث کے ساتھ مزید اگلی دو احادیث ملا کر تمام امور کو ذہن نشین کر لیں۔ غَدَا: دن کے پہلے حصے میں نکلنا۔ اِبْتَكَرَ: دن کے پہلے حصے کو پالینا۔ ''غَدَا وَابْتَكَرَ'' اور ایک روایت میں ہے: ''وَبَكَّرَ وَابْتَكَرَ'' اس جملے کے دو معانی کیے جا سکتے ہیں: (۱) تاکید کے لیے دوسرا لفظ لایا گیا ہے، مراد جلدی جلدی آنا ہے۔ اور (۲) پہلے لفظ کا معنی ہے: پہلے وقت میں آنا اور دوسرے لفظ کا معنی ہے: ابتدائے خطبہ کو پالینا۔ بہرحال دونوں کا کم از کم تقاضا یہ ہے کہ نمازی آغازِ خطبہ سے پہلے پہنچ جائیں۔

(٢٧٥٣) وَعَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ الثَّقَفِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ "وَفِي لَفْظٍ: "إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فَغَسَلَ أَحَدُكُمْ رَأْسَهُ وَاغْتَسَلَ ثُمَّ غَدَا،" الخ۔ (مسند احمد: ١٦٢٦١)

''سیّدنا اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (اسی طرح کی روایت بیان کی، البتہ اس میں ہے:) ''جب جمعہ کا دن ہو اور تم میں سے کوئی اپنا سر دھوئے اور غسل کرے، پھر جلدی نکلے، ......۔''

(٢٧٥٤)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيهِ) ((وَخَرَجَ يَمْشِي وَلَمْ يَرْكَبْ ثُمَّ دَنَا مِنَ الْإِمَامِ فَأَنْصَتَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ كَأَجْرِ سَنَةٍ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا۔ (مسند احمد: ١٦٢٧٥)

''(دوسری سند) اسی طرح روایت ہے، اس میں ہے: اور وہ پیدل چلتے ہوئے نکلا اور سوار نہ ہوا، پھر امام کے قریب ہو کر بیٹھا اور خاموش رہا اور کوئی لغو کام نہ کیا تو اس ایک سال کے روزوں اور قیام کا ثواب ملے گا۔''

شرح: ......اس قدر آسان عمل پر کتنا بڑا ثواب دیا جا رہا ہے، لیکن جمعہ ادا کرنے والوں کی بھاری اکثریت محض اپنی غفلت کی بنا پر اس فضیلت سے محروم ہے۔ ہم ایسی قوم بن چکے ہیں کہ عید، شادی بیاہ اور دوسری مجلسوں میں جہاں

(٢٧٥٢) تخريج: ......حسن لغيره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة عثمان الشامي أخرجه الحاكم: ١/ ٢٨٢، والبيهقي: ٣/ ٢٢٧ (انظر: ٦٩٥٤)

(٢٧٥٣) تخريج: ......حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف، محمد بن سعيد المصلوب متروك كذبوه، وقد قلبوا اسمه على مئة وجه ليخفى، ولم يدرك أوسا، وعمر بن محمد لم نقع على ترجمته أخرجه ابوداود: ٣٤٦، والترمذي: ٤٩٦، وابن ماجه: ١٠٨٧، والنسائي: ٣/ ٩٧ (انظر: ١٦١٦١، ١٦١٧٣، ١٦١٧٥، ١٦١٧٨)

(٢٧٥٤) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

لوگوں کے سامنے اپنے حسن، شخصیت اور دولت کا اظہار کرنا ہو تو جسم، دانت، لباس، جوتے اور کنگھی وغیرہ کی تیاری میں گھنٹوں صرف کر دیتے ہیں، داڑھی شیو کرنے والے کم بخت ''پوڈ'' بننے کے چکر میں رگڑا دے رہے ہوتے ہیں، جبکہ ہمارا مقصد ہماری ذات کو پیش کرنے سے بڑھ کر کچھ نہیں ہوتا، لیکن جب جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ کے لیے حسن اختیار کرنا پڑے تو یوں لگتا ہے کہ کسی کو توجہ دھرنے کی فرصت ہی نہیں ہے۔

(۲۷۵۵) عَنْ أَبِیْ أَیُّوبَ الْأَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ((مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمَسَّ مِنْ طِیبٍ إِنْ کَانَ عِنْدَہُ وَلَبِسَ مِنْ أَحْسَنِ ثِیَابِہِ ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰی یَأْتِیَ الْمَسْجِدَ فَیَرْکَعَ إِنْ بَدَا لَہُ وَلَمْ یُؤْذِ أَحَدًا ثُمَّ أَنْصَتَ إِذَا خَرَجَ إِمَامُہُ حَتّٰی یُصَلِّیَ کَانَتْ کَفَّارَةً لِمَا بَیْنَھَا وَبَیْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰی۔)) (مسند احمد: ۲۳۹۶۸)

''سیّدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جمعہ کے دن غسل کیا، خوشبو استعمال کی، اگر اس کے پاس ہو، اور بہترین کپڑے پہنے، پھر وہ نکلا حتیٰ کہ مسجد میں آ گیا، پھر (نفلی) نماز پڑھی، جتنی اس کی توفیق میں تھی اور کسی کو تکلیف نہ دی، پھر امام کے آنے کے بعد نماز سے فارغ ہونے تک خاموشی اختیار کی، تو (یہ عمل) اس جمعہ سے لے کر پچھلے جمعہ کے مابین (ہونے والے گناہوں) کا کفارہ بن جائے گا۔''

(۲۷۵٦) عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَنْ تَوَضَّأَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ أَتَی الْجُمُعَةَ فَدَنَا وَأَنْصَتَ وَاسْتَمَعَ غُفِرَ لَہُ مَا بَیْنَہُ وَبَیْنَ الْجُمُعَةِ وَزِیَادَةُ ثَلَاثَةِ أَیَّامٍ۔)) قَالَ: ((وَمَنْ مَسَّ الْحَصٰی فَقَدْ لَغَا۔)) (مسند احمد: ۹۴۸۰)

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی جمعہ والے دن اچھے طریقے سے وضو کرے، پھر جمعہ کے لیے آئے اور امام کے قریب ہو کر خاموشی سے بیٹھے اور غور سے خطبہ سنے، تو اس کے اِس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان کے اور مزید تین دنوں کے (گناہ) بخش دیئے جائیں گے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور جس نے کنکریوں کو چھوا، اس نے یقیناً لغو کام کیا۔''

شرح: ...... یہ کل بیس احادیث ہیں، جن میں جمعہ کے لیے تیاری کرنے کی ہدایات موجود ہیں، ہر حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے، اللہ تعالیٰ امام احمد پر رحمت فرمائے، جنہوں نے ایک موضوع سے متعلقہ اتنی ساری احادیث جمع کر دی ہیں، جن کی روشنی میں ہر مسئلہ کا فیصلہ کرنا آسان ہو گیا۔

قارئین کو درج بالا مختلف احادیث کا مطالعہ کرنے سے جمعہ کے غسل کرنے کی اہمیت کا اندازہ ہو چکا ہو گا، بہرحال یہ غسل فرض نہیں ہے، بلکہ مستحب ہے، جیسا کہ حدیث نمبر (۱۵۵۴) اور دوسرے آثارِ صحابہ سے واضح ہو رہا ہے۔

(۲۷۵۵) تخریج: ......صحیح لغیرہ۔ أخرجه الطبرانی: ٤٠٠٦، ٤٠٠٧، وابن خزیمة: ١٧٧٥ (انظر: ٢٣٥٧١)

(۲۷۵٦) تخریج: ......أخرجه مسلم: ٨٥٧ (انظر: ٩٤٨٤)

8..... بَابُ فَضْلِ التَّبْكِيرِ اِلَى الْجُمُعَةِ وَالْمَشْيِ لَهَا دُوْنَ الرُّكُوْبِ وَالدُّنُوِّ مِنَ الْاِمَامِ وَالْاِنْصَاتِ لِلْخُطْبَةِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

جمعہ کے لیے جلدی جانے، پیدل چل کر جانے، نہ کہ سواری پر، امام کے قریب ہو کر بیٹھنے اور خطبہ کے لیے خاموش ہونے وغیرہ کی فضیلت کا بیان

(۲۷۵۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ فِي حَدِيْثِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ۔ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا، قَالَ اِسْحَاقُ أَقْرَنَ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ أَقْبَلَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ۔)) وَفِي لَفْظٍ: فَإِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَتِ الْمَلَائِكَةُ الصُّحُفَ وَدَخَلَتْ تَسْمَعُ الذِّكْرَ۔ (مسند احمد: ۹۹۲۸)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جمعہ کے دن غسلِ جنابت کی طرح کا غسل کیا، پھر وہ مسجد کی طرف چلا، (اور پہلی گھڑی میں پہنچ گیا) تو گویا اس نے ایک اونٹ کی قربانی پیش کی، جو شخص دوسری گھڑی میں پہنچا، اس نے گویا کہ ایک گائے کی قربانی پیش کی، جو آدمی تیسری گھڑی میں پہنچا تو اس نے گویا کہ سینگوں والے ایک مینڈھے کی قربانی کی، جو شخص چوتھی گھڑی میں مسجد میں پہنچا تو گویا کہ اس نے ایک مرغی کی قربانی کی اور جو پانچویں گھڑی میں پہنچا تو اس نے گویا کہ ایک انڈے کی قربانی پیش کی، جب امام خطبہ کے لیے نکلتا ہے تو فرشتے بھی (آگے) آ کر ذکر سننا شروع کر دیتے ہیں۔'' ایک روایت میں ہے: ''جب امام خطبہ کے لیے نکلتا ہے تو فرشتے صحیفوں کو لپیٹ دیتے ہیں اور مسجد میں داخل ہو کر ذکر سننا شروع کر دیتے ہیں۔''

(۲۷۵۸) (وَعَنْهُ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْمُهَجِّرُ اِلَى الْجُمُعَةِ كَالْمُهْدِي بَدَنَةً ثُمَّ الَّذِي يَلِيْهِ كَالْمُهْدِي بَقَرَةً، وَالَّذِي يَلِيْهِ كَالْمُهْدِي كَبْشًا" حَتّٰى ذَكَرَ الدَّجَاجَةَ وَالْبَيْضَةَ۔ (مسند احمد: ۷۲۵۸)

''(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کی طرف جلدی جلدی جانے والا اونٹ کی قربانی کرنے والے کی طرح، اس کے بعد آنے والا گائے کی قربانی کرنے والے کی طرح اور اس کے بعد آنے والا مینڈھے کی قربانی کرنے والے کی طرح ہے،'' پھر آپ ﷺ نے مرغی اور انڈے کا بھی ذکر کیا۔''

(۲۷۵۷) تخریج:......أخرجه البخاری: ۸۸۱، ومسلم: ۸۵۰ (انظر: ۹۹۹۲۶) (وَفِي لَفْظٍ) فَإِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَتِ الْمَلَائِكَةُ الصُّحُفَ وَدَخَلَتْ تَسْمَعُ الذِّكْرَ۔ تخریج: انظر الحدیث بالطریق الأول

(۲۷۵۸) تخریج:......انظر الحدیث بالطریق الأول

(۲۷۵۹) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ وَلَا تَغْرُبُ عَلٰی يَوْمٍ أَفْضَلَ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا تَفْزَعُ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ إِلَّا هٰذَيْنِ الثَّقَلَيْنِ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ، عَلٰی كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَكَانِ يَكْتُبَانِ (وَفِي لَفْظٍ مَلَائِكَةٌ يَكْتُبُوْنَ) اَلْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ فَكَرَجُلٍ قَدَّمَ بَدَنَةً، وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ بَقَرَةً، وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ شَاةً، وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ طَائِرًا، وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ بَيْضَةً، فَإِذَا قَعَدَ الْإِمَامُ طُوِيَتِ الصُّحُفُ.)) (مسند احمد: ۷۶۷۳)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورج ایسے دن پر طلوع ہوتا ہے نہ غروب، جو جمعہ کے دن سے افضل ہو، ہر جانور جمعہ کے دن گھبرایا ہوا ہوتا ہے، سوائے ان دو جماعتوں جن و انس کے، اس دن کو مسجد کے دروازوں میں سے ہر دروازے پر لکھنے والے دو فرشتے ہوتے ہیں، جو پہلے پہلے آنے والوں کو لکھتے ہیں، پہلے آنے والا اونٹ کی قربانی کرنے والے، اس کے بعد آنے والا گائے کی قربانی کرنے والے کی طرح، اس کے بعد آنے والا بکری کی قربانی کرنے والے کی طرح، اس کے بعد آنے والا پرندے کی قربانی کرنے والے کی طرح اور اس کے بعد آنے والا انڈے کی قربانی کرنے والے کی طرح ہے، جب امام (منبر پر) بیٹھ جاتا ہے تو صحائف کو لپیٹ لیا جاتا ہے۔''

شرح: ......اس موضوع کی ہر حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے، لیکن لوگوں کی بھاری تعداد کو کون بتائے کہ منبر پر خطیب کے بیٹھ جانے کے بعد آنے والے کا اندراج اللہ تعالیٰ کے خاص نظام والے رجسٹروں میں نہیں کیا جاتا۔

(۲۷۶۰) عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ قَعَدَتِ الْمَلَائِكَةُ عَلٰی أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَيَكْتُبُوْنَ النَّاسَ مَنْ جَاءَ مِنَ النَّاسِ عَلٰی مَنَازِلِهِمْ فَرَجُلٌ قَدَّمَ جَزُوْرًا، وَرَجُلٌ قَدَّمَ بَقَرَةً، وَرَجُلٌ قَدَّمَ شَاةً، وَرَجُلٌ قَدَّمَ دَجَاجَةً، وَرَجُلٌ قَدَّمَ عُصْفُوْرًا وَرَجُلٌ قَدَّمَ بَيْضَةً، قَالَ فَإِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ

''سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجدوں کے دروازوں پر بیٹھ جاتے ہیں اور (مسجد میں آنے کے لحاظ سے) لوگوں کے مراتب کے مطابق ان کا اندراج شروع کر دیتے ہیں، پس پہلے آنے والا اونٹ کی قربانی، اس کے بعد آنے والا گائے کی قربانی، اس کے بعد آنے والا بکری کی قربانی، اس کے بعد آنے والا مرغی کی قربانی، اس کے بعد آنے والا چڑیا کی قربانی اور اس کے بعد آنے والا انڈے کی قربانی پیش کرتا ہے،

(۲۷۵۹) تخریج: ......اسناده صحيح على شرط مسلم، وانظر الحديث السابق: ۱۵۶۰ (انظر: ۷۶۸۷) أخرجه (انظر:)

(۲۷۶۰) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه النسائي في "الكبرى"، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار": ۲۶۰۶، وفي "شرح معاني الآثار": ٤/ ۱۸۰ (انظر: ۱۱۷۶۹)

وَجَلَسَ الْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ طُوِيَتِ الصُّحُفُ وَدَخَلُوا الْمَسْجِدَ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ.)) (مسند احمد: ۱۱۷۹۱)

(یعنی اِن کو ان قربانیوں کے برابر ثواب ملتا ہے)۔ پھر جب مؤذن اذان کہتا ہے اور امام منبر پر بیٹھ جاتا ہے تو صحیفے لپیٹ لیے جاتے ہیں اور فرشتے مسجد میں داخل ہو کر (خطبے والا) ذکر سننے لگ جاتے ہیں۔''

(۲۷۶۱) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ؓ قَالَ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ خَرَجَ الشَّيَاطِينُ يُرَبِّثُونَ النَّاسَ إِلَى أَسْوَاقِهِمْ وَمَعَهُمُ الرَّايَاتُ وَتَقْعُدُ الْمَلَائِكَةُ عَلَى أَبْوَابِ الْمَسَاجِدِ يَكْتُبُونَ النَّاسَ عَلَى قَدْرِ مَنَازِلِهِمْ، السَّابِقَ وَالْمُصَلِّيَ وَالَّذِي يَلِيهِ حَتَّى يَخْرُجَ الْإِمَامُ، فَمَنْ دَنَا مِنَ الْإِمَامِ وَأَنْصَتَ وَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ كِفْلَانِ مِنَ الْأَجْرِ، وَمَنْ نَأَى عَنْهُ فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ كِفْلٌ مِنَ الْأَجْرِ، وَمَنْ دَنَا مِنَ الْإِمَامِ فَلَغَا وَلَمْ يُنْصِتْ وَلَمْ يَسْتَمِعْ كَانَ عَلَيْهِ كِفْلَانِ مِنَ الْوِزْرِ وَمَنْ نَأَى عَنْهُ فَلَغَا وَلَمْ يُنْصِتْ وَلَمْ يَسْتَمِعْ كَانَ عَلَيْهِ كِفْلٌ مِنَ الْوِزْرِ، وَمَنْ قَالَ صَهْ فَقَدْ تَكَلَّمَ، وَمَنْ تَكَلَّمَ فَلَا جُمُعَةَ لَهُ، ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ۔ (مسند احمد: ۷۱۹)

''سیّدنا علی بن ابی طالب ؓ کہتے ہیں: ''جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو شیاطین اپنے جھنڈے لے کر نکلتے ہیں اور لوگوں کو بازاروں کی طرف روک دیتے ہیں، جبکہ فرشتے مسجدوں کے دروازوں پر بیٹھ جاتے ہیں اور لوگوں کو ان کی مرتبے کے مطابق لکھنا شروع کر دیتے ہیں، یعنی سب سے پہلے آنے والا، پھر دوسرے نمبر پر آنے والا، پھر اس کے بعد آنے والا، (یہ سلسلہ جاری رہتا ہے) حتیٰ کہ امام نکل آتا ہے، پس جو شخص امام کے قریب ہو کر بیٹھا، خاموشی سے اور غور سے خطبہ سنا اور کوئی لغو کام نہ کیا تو اس کے لیے دو اجر ہیں اور جو امام سے دور ہو کر بیٹھا، لیکن اس نے غور سے خطبہ سنا، خاموشی سے بیٹھا رہا اور کوئی لغو کام نہ کیا تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔ اور جو شخص امام کے قریب ہو کر بیٹھا، لیکن لغو کام کیا اور خاموشی سے بیٹھا نہ غور سے خطبہ سنا، تو اس پر دو حصے گناہ ہے، اور جو امام سے دور بیٹھا، لغو کام کیا، خاموشی اختیار کی نہ غور سے خطبہ سنا تو اس پر گناہ کا ایک حصہ ہے اور جس نے کسی کو کہا کہ ''خاموش ہو جا'' پس اس نے کلام کیا اور جس نے کلام کیا اس کا کوئی جمعہ نہیں۔ پھر سیّدنا علی ؓ نے کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کو اسی طرح فرماتے سنا۔''

(۲۷۶۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْمَلَائِكَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

''سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک فرشتے جمعہ کے دن مسجدوں کے دروازوں پر

(۲۷۶۱) تخریج: …… یہ سند ضعیف ہے، کیونکہ مولی امرأۃ عطاء مجہول ہے۔ أخرجه أبو داود: ۱۰۵۱ (انظر: ۷۱۹)

(۲۷۶۲) تخریج: …… اس کی سند ضعیف ہے، کیونکہ علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے اور اوس بن خالد مجہول ہے۔ أخرجه ابن ابی شیبة: ۲/ ۱۵۲، والطیالسی: ۲۵۶۵ (انظر: ۸۵۲۳)

عَلٰى أَبْوَابِ الْمَسَاجِدِ يَكْتُبُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَنَازِلِهِمْ، جَاءَ فُلَانٌ مِنْ سَاعَةِ كَذَا، جَاءَ فُلَانٌ مِنْ سَاعَةِ كَذَا، جَاءَ فُلَانٌ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، جَاءَ فُلَانٌ فَأَدْرَكَ الصَّلَاةَ وَلَمْ يُدْرِكِ الْجُمُعَةَ إِذَا لَمْ يُدْرِكِ الْخُطْبَةَ .)) (مسند احمد: ٨٥٠٤)

بیٹھ جاتے ہیں اور مراتب کے لحاظ سے لوگوں کا اندراج کرتے ہیں کہ فلاں آدمی فلاں گھڑی میں اور فلاں فلاں ٹائم پر پر آیا اور فلاں اس وقت آیا جب امام خطبہ دے رہا تھا اور فلاں نے نماز تو پالی لیکن جمعہ نہ پا سکا، کیونکہ اس سے خطبہ رہ گیا تھا۔‘‘

(٢٧٦٣) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَحْضُرُ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَةٌ، رَجُلٌ حَضَرَهَا بِدُعَاءٍ وَصَلَاةٍ، فَذٰلِكَ رَجُلٌ دَعَا رَبَّهُ إِنْ شَاءَ أَعْطَاهُ وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهُ، وَرَجُلٌ حَضَرَهَا بِسُكُوتٍ وَإِنْصَاتٍ فَذٰلِكَ هُوَ حَقُّهَا، وَرَجُلٌ يَحْضُرُهَا بِاللَّغْوِ فَذٰلِكَ حَظُّهُ مِنْهَا .)) (مسند احمد: ٦٧٠١)

’’سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’تین قسم کے افراد جمعہ میں حاضر ہوتے ہیں، ایک آدمی (دورانِ خطبہ) دعا اور نماز کے ساتھ حاضر ہوتا ہے، (ایسے شخص کا حکم یہ ہے کہ) اس نے اپنے رب سے دعا کی ہے، اگر اس نے چاہا تو دے دے گا اور چاہا تو نہیں دے گا، دوسرا آدمی سکوت اور خاموشی کے ساتھ حاضر ہوتا ہے اور یہی اس کا حق ہے اور تیسرا آدمی لغو کے ساتھ حاضر ہوتا ہے، پس اس کا حصہ تو یہی (لغو کام) ہی ہوتا ہے۔‘‘

(٢٧٦٤) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ): وَرَجُلٌ حَضَرَهَا بِإِنْصَاتٍ وَسُكُوتٍ وَلَمْ يَتَخَطَّ رَقَبَةَ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُؤْذِ أَحَدًا فَهِيَ كَفَّارَةٌ لَهُ إِلَى الْجُمُعَةِ الَّتِي تَلِيْهَا وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ (مسند احمد: ٧٠٠٢)

’’(دوسری سند) اور ایک وہ آدمی ہے، جو خطبہ میں خاموشی و سکوت کے ساتھ حاضر ہوتا ہے اور کسی مسلمان کی گردن پھلانگتا ہے نہ کسی کو تکلیف دیتا ہے، تو ایسا جمعہ اس کے لیے اگلے جمعہ تک اور مزید تین دنوں کے گناہوں کا کفارہ بنتا ہے، بیشک اللہ تعالیٰ کہتا ہے: جو نیکی کرے گا، اس کو دس گناہ اجر ملے گا۔‘‘

شرح: ......معلوم ہوا کہ دوران خطبہ مکمل خاموشی کے ساتھ خطیب کے خطاب پر توجہ دی جائے، اس دروان اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اور اس سے دعائے خیر کرنا بھی پسندیدہ عمل نہیں ہے۔ لیکن اس ضمن میں خطباء حضرات کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ حکمت و دانائی کی روشنی میں فیصلہ کرتے ہوئے موضوع کا انتخاب کریں اور طویل خطاب سے گریز کریں، تا کہ حاضرین بوریت سے بھی محفوظ رہیں اور اس چیز کو تاخیر کے لیے بہانہ نہ بنائیں۔

(٢٧٦٣) تخريج: ......حديث حسن، ويوسف فى هذا السند لم نعرفه أخرجه أبوداود: ١١١٣ (انظر: ٦٧٠١، ٧٠٠٢)
(٢٧٦٤) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(٢٧٦٥) عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَهُ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَرَأَى غُلَامًا فَقَالَ لَهُ: يَا غُلَامُ! اذْهَبْ، الْعَبْ، قَالَ: إِنَّمَا جِئْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ، قَالَ: يَا غُلَامُ! اذْهَبْ! الْعَبْ، قَالَ: إِنَّمَا جِئْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ، قَالَ: فَتَقْعُدُ حَتَّى يَخْرُجَ الْإِمَامُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَجِيْءُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَتَقْعُدُ عَلٰى أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَيَكْتُبُوْنَ السَّابِقَ وَالثَّانِيَ وَالثَّالِثَ وَالنَّاسَ عَلٰى مَنَازِلِهِمْ حَتّٰى يَخْرُجَ الْإِمَامُ، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طُوِيَتِ الصُّحُفُ .)) (مسند احمد: ١٠٢٧٦)

''ابو ایوب کہتے ہیں: میں جمعہ کے دن سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا، انہوں نے ایک لڑکے کو دیکھا اور اسے کہا: اے لڑکے! جاؤ اور کھیلو، لیکن اس نے کہا: میں تو مسجد کی طرف آیا ہوں، انھوں نے پھر کہا: لڑکے! جاؤ اور کھیلو، لیکن اس نے پھر کہا: میں مسجد کی طرف آیا ہوں، انھوں نے پوچھا: تو امام کے نکلنے تک بیٹھا رہے گا؟ اس نے کہا: جی ہاں، یہ سن کر سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ''فرشتے جمعہ کے دن آ کر مسجدوں کے دروازوں پر بیٹھ جاتے ہیں اور سب سے پہلے آنے والے، پھر دوسرے نمبر پر اور پھر تیسرے نمبر پر آنے والے لوگوں کو ان کے مرتبوں کے مطابق لکھتے ہیں، حتیٰ کہ امام نکل آتا ہے۔ جب امام نکل آتا ہے تو صحیفے لپیٹ دیے جاتے ہیں۔''

(٢٧٦٦) عَنْ أَبِي غَالِبٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَقْعُدُ الْمَلَائِكَةُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰى أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ، مَعَهُمُ الصُّحُفُ يَكْتُبُوْنَ النَّاسَ، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طُوِيَتِ الصُّحُفُ .)) قُلْتُ: يَا أَبَا أُمَامَةَ! لَيْسَ لِمَنْ جَاءَ بَعْدَ خُرُوْجِ الْإِمَامِ جُمُعَةٌ؟ قَالَ: بَلٰى وَلٰكِنْ لَيْسَ مِمَّنْ يُكْتَبُ فِي الصُّحُفِ۔ (مسند احمد: ٢٢٦٢٤)

''ابو غالب کہتے ہے کہ سیّدنا ابو امامۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن فرشتے مسجد کے دروازوں پر بیٹھ جاتے ہیں، ان کے پاس صحیفے ہوتے ہیں، وہ ان میں لوگوں کا اندراج کرتے ہیں، جب امام خطبہ کے لیے نکلتا ہے تو صحیفے لپیٹ دے جاتے ہیں۔'' میں نے کہا: اے ابو امامۃ رضی اللہ عنہ! جو شخص امام کے نکلنے کے بعد آئے اس کا جمعہ نہیں ہوتا؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، لیکن وہ ان لوگوں میں سے نہیں ہوتا، جو صحیفوں میں لکھے جاتے ہیں۔''

(٢٧٦٧) عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: لَحِقَنِيْ عَبَايَةُ بْنُ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ وَأَنَا رَائِحٌ

''یزید بن ابی مریم کہتے ہیں: میں جمعہ کے لیے مسجد کی طرف پیدل جا رہا تھا، مجھے عبایۃ بن رافع ملے، جبکہ وہ سواری پر تھے،

(٢٧٦٥) تخريج: ......المرفوع منه صحيح، وهذا اسناد حسن أخرج المرفوع منه: مسلم: ٨٥٠ (انظر: ٧٢٥٨، ١٠٢٧١)
(٢٧٦٦) تخريج: ......صحيح لغيره- أخرجه الطبراني في "الكبير": ٨١٠٢ (انظر: ٢٢٢٤٢، ٢٢٢٦٨)
(٢٧٦٧) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٩٠٧، ٢٨١١ (انظر: ١٥٩٣٥)

اِلَی الْمَسْجِدِ اِلَی الْجُمُعَةِ مَاشِیًا وَهُوَ رَاكِبٌ، قَالَ: اَبْشِرْ فَاِنِّی سَمِعْتُ أَبَا عَبْسٍ یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَهُمَا اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ عَلَی النَّارِ)) (مسند احمد: ١٦٠٣١)

وہ کہنے لگے: خوش ہو جا، میں نے سیدنا ابوعبس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کے قدم اللہ کے راستے میں گرد آلود ہوئے، اللہ ان کو جہنم کی آگ پر حرام کر دے گا۔''

شرح: ...... یہ اس باب کی کل گیارہ احادیث ہیں، ان میں نمازیوں کو جمعہ کے لیے بہت جلدی یا کم از کم امام کے منبر پر چڑھنے سے پہلے پہنچ جانے کی ترغیب دلائی گئی ہے، ہر حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے۔ البتہ پہلی حدیث میں پانچ گھڑیوں والی بات اس قابل ہے کہ توجہ کے ساتھ اسے سمجھا جائے کہ اس سے شارع علیہ السلام کی کیا مراد ہے، جبکہ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ نبی کریم ﷺ زوال کے بعد فوراً خطبۂ جمعہ کا آغاز کر دیتے تھے اور یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ شریعت میں دن کا آغاز طلوع فجر سے اور عرف میں طلوع آفتاب سے ہوتا ہے۔

امام عبید اللہ مبارکپوری کہتے ہیں: علماء کا ان گھڑیوں کے بارے میں اختلاف ہے، مختلف اقوال یہ ہیں:

(۱) شافعی مسلک کے بعض اہل علم کا خیال ہے کہ ان گھڑیوں سے مراد چند چند اور مختصر لمحات ہیں، جو زوال آفتاب سے شروع ہو کر خطیب کے منبر پر چڑھنے تک جاری رہتے ہیں۔

(۲) جمہور اہل علم کی رائے یہ ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کا دن بارہ گھڑیوں پر مشتمل ہے۔'' (ابوداود، نسائی) ان ہی میں سے پانچ زمانی گھڑیاں اس حدیث کا مصداق ہیں۔

اختلاف اس امر میں ہے کہ ان گھڑیوں کی ابتدا کب ہوگی، اس کے بارے میں تین اقوال ہیں:

(أ) طلوع آفتاب سے

(ب) طلوع فجر سے (کیونکہ شریعت میں دن کا آغاز اس وقت سے ہوتا ہے)

(ج) دن کے چڑھ آنے سے، یعنی جب سورج چڑھا آتا ہے اور دھوپ کی گرمی محسوس ہونے لگتی ہے۔

ہمارے نزدیک یہی آخری قول راجح ہے، اس طرح سے کئی اشکالات زائل ہو جاتے ہیں، حدیثِ مبارکہ میں وارد لفظ ''تہجیر'' سے بھی یہی اشارہ ملتا ہے، کیونکہ اس کا معنی ہے: گرمی میں چلنا۔ (تلخیص از مرعاۃ المفاتیح: ٤/ ٤٦٢، ٤٦٣، ٤٦٥)

8 ..... بَابُ الْجُلُوْسِ فِيْ الْمَسْجِدِ لِلْجُمُعَةِ وَآدَابِهٖ وَالنَّهْيِ عَنِ التَّخَطِّيْ إِلَّا لِحَاجَةٍ

جمعہ کے لیے مسجد میں بیٹھنے اور اس کے آداب اور کسی ضرورت کے بغیر لوگوں کے کندھے پھلانگنے کی ممانعت کا بیان

(٢٧٦٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهِ ذٰلِكَ إِلَى غَيْرِهِ)) (مسند احمد: ٤٨٧٥)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب جمعہ کے دن تم میں سے کسی کو مسجد میں نیند آنے لگے تو وہ اس جگہ سے منتقل ہو کر کسی اور مقام پر بیٹھ جائے''۔

(٢٧٦٩) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يُقِيْمُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ يُخَالِفُهُ إِلَى مَقْعَدِهِ وَلٰكِنْ لِيَقُلِ افْسَحُوْا.)) (مسند احمد: ١٤١٩٠)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی بھی جمعہ کے دن اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے، کہ وہ خود اس کی جگہ پر بیٹھ جائے، اسے چاہیے کہ وہ یوں کہہ دے کہ کھلے ہو جاؤ۔''

(٢٧٧٠) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَرْقَمِ بْنِ أَبِي الْأَرْقَمِ الْمَخْزُوْمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ رضی اللہ عنہ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الَّذِي يَتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيُفَرِّقُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ بَعْدَ خُرُوْجِ الْإِمَامِ كَالْجَارِّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ)) (مسند احمد: ١٥٥٢٦)

''سیّدنا ارقم بن ابی ارقم رضی اللہ عنہ، جو کہ صحابی تھا، بیان کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک وہ شخص جو جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہے اور امام کے نکلنے کے بعد دو آدمیوں کے درمیان (گھس کر) تفریق ڈالتا ہے تو وہ شخص ایسے شخص کی طرح ہے جو آگ میں اپنی انتڑیاں گھسیٹ رہا ہو۔''

(٢٧٧١) عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ أَبِيْهِ (مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:

''سیّدنا معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جمعہ کے دن مسلمانوں کی

(٢٧٦٨) تخريج: ......ضعيف مرفوعا، والصحيح انه موقوف، محمد بن اسحاق تفرد برفعه، وخالفه من هو أوثق منه وأحفظ، فرواه موقوفا شیخ البانی نے سنن ابوداود (١٠٢٥) میں اس حدیث کو ایک شاھد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے۔ أخرجه أبو داود: ١١١٩، والترمذي: ٥٢٦ (انظر: ٤٨٧٥)

(٢٧٦٩) تخريج: ......حديث صحيح، وهذا اسناد منقطع، سليمان بن موسى الأموى روايته عن جابر مرسلة أخرجه موصولا مسلم: ٢١٧٨ (انظر: ١٤١٤٤، ١٤٦٨٥)

(٢٧٧٠) تخريج: ......اسناده ضعيف جدّا، لضعف هشام بن زياد، وعثمانُ بن الأرقم روى عنه جمع وذكره ابن حبان فى "الثقات" أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٩٠٨، والحاكم: ٣/ ٥٠٤ (انظر: ١٥٤٤٧)

(٢٧٧١) تخريج: ......اسناده ضعيف، لضعف زبان بن فائد المصرى، وابن لهيعة، وهو سيى الحفظ، وسهل بن معاذ فى روايات زبان عنه أخرجه الترمذي: ٥١٣، وابن ماجه: ١١١٦ (انظر: ١٥٦٠٩)

((مَنْ تَخَطَّى الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اُتُّخِذَ جِسْرًا اِلٰى جَهَنَّمَ)) (مسند احمد: ١٥٦٩٤)

گردنیں پھلانگی، اس کو جہنم کی طرف ایک پل بنا دیا جائے گا۔"

(٢٧٧٢) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ "زَادَ فِي رِوَايَةٍ يَتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ" وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: ((اِجْلِسْ فَقَدْ آذَيْتَ وَآنَيْتَ.)) (مسند احمد: ١٧٨٢٦)

"سیدنا عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی طرف آیا، جبکہ آپ ﷺ جمعہ کے روز لوگوں کو خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، آپ ﷺ نے اسے فرمایا: "بیٹھ جا، تو نے لوگوں کو تکلیف دی ہے اور تاخیر سے آیا ہے۔"

شرح: ......اگر کوئی ضرورت ہو تو آنے جانے میں لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر گزر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے، جیسا کہ سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: صَلَّيْتُ وَرَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ الْعَصْرَ ثُمَّ قَامَ مُسْرِعًا فَتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ اِلٰى بَعْضِ حُجَرِ نِسَائِهِ، فَفَزِعَ النَّاسُ مِنْ سُرْعَتِهِ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَرَاٰى اَنَّهُمْ قَدْ عَجِبُوْا مِنْ سُرْعَتِهِ. فَقَالَ: ((ذَكَرْتُ شَيْئًا مِنْ تِبْرٍ كَانَ عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ اَنْ يَحْبِسَنِيْ فَاَمَرْتُ بِقِسْمَتِهِ.)) (صحيح بخاری: ٨٥١)

"یعنی: میں نے مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز عصر ادا کی، آپ ﷺ (سلام کے بعد) جلدی جلدی کھڑے ہوئے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے اپنی بیویوں کے ایک حجرے کی طرف گئے، لوگ اس اندازِ سرعت سے گھبرا گئے، پھر جب آپ ﷺ تشریف لائے اور دیکھا کہ لوگوں کو اس عجلت سے تعجب ہوا تو فرمایا: "ہمارے پاس (صدقہ کی سونے کی) ایک ڈلی تھی، مجھے وہ یاد آ گئی تھی اور مجھے یہ چیز ناگوار گزر رہی تھی کہ وہ مجھے (اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے سے) روک دے گی، اس لیے اس کو تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے۔"

(٢٧٧٣) عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيْهِ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ نَهٰى عَنِ الْحَبْوَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ. (مسند احمد: ١٥٧١٥)

"سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن حبوہ سے منع فرمایا ہے، جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو۔"

شرح: ......"حبوہ": وہ نشست جس میں آدمی سرین کے بل بیٹھ کر اپنی دونوں رانوں سے پنڈلیاں ملا کر گھٹنے کھڑے کر لیتا ہے اور ہاتھ پنڈلیوں پر باندھ لیتا ہے یا کمر اور پنڈلیوں کے گرد کوئی کپڑا وغیرہ باندھ لیتا ہے۔ عرب لوگ اکثر اس طرح بیٹھا کرتے تھے۔

(٢٧٧٢) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط مسلم أخرجه ابوداود: ١١١٨، والنسائي: ٣/ ١٠٣ (انظر: ١٧٦٧٤، ١٧٦٩٧)

(٢٧٧٣) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه أبوداود: ١١١٠، والترمذي: ٥١٤ (انظر: ١٥٦٣٠)

سوال یہ ہے کہ خطبۂ جمعہ کے دوران مطلق طور پر حبوہ باندھنا منع ہے، یا درج ذیل روایت کی روشنی میں اجازت ہے:
سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ...... وَاَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ۔ ...... رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ آدمی ایک کپڑے میں حبوہ باندھے، جبکہ اس کی شرمگاہ پر کوئی (پردہ وغیرہ) نہ ہو۔ (صحیح بخاری: ٣٦٧)

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حبوہ نہ باندھنے کو خطبۂ جمعہ کی مطلق طور پر خصوصیت قرار دیا جائے، کیونکہ اس طرح بیٹھنے سے نیند بھی جلدی آ جاتی ہے اور وضو ٹوٹنے کا خطرہ بھی رہتا ہے اور اس حدیث سے ملنے والی رخصت کو دوسری مجالس کے ساتھ مقید کر دیا جائے، تا کہ دونوں احادیث پر عمل ہو سکے، یہی رائے زیادہ مناسب ہے اور دلائل سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔
بہرحال دوسرا احتمال بھی ممکن ہے کہ اگر بے پردگی نہ ہو تو خطبۂ جمعہ کے دوران گوٹھ مارنے کو جائز سمجھ لیا جائے۔ واللہ اعلم۔

(٢٧٧٤) عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ أَبَاهُ ؓ جَاءَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ فَقَعَدَ فِي الشَّمْسِ، قَالَ: فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَوْ قَالَ فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يَتَحَوَّلَ إِلَى الظِّلِّ۔ (مسند احمد: ١٥٦٠٢)

”سیّدنا ابو حازم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ آیا اور دھوپ میں بیٹھ گیا، جبکہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے، پھر آپ ﷺ نے اشارہ کیا یا حکم دیا کہ وہ سائے کی طرف منتقل ہو جائے۔“

شرح: ...... تمام احادیث اپنے مفہوم میں واضح ہیں، بعض احادیث سے یہ سبق بھی ملتا ہے کہ خطیب دورانِ خطبہ کسی خاص بندے کے مفاد کی خاطر یا اسے سمجھانے کے لیے اس سے علیحدہ سے ہم کلام ہو سکتا ہے۔

9 ..... بَابُ التَّنَفُّلِ قَبْلَ الْجُمُعَةِ مَالَمْ يَصْعَدِ الْخَطِيْبُ الْمِنْبَرَ فَإِذَا صَعِدَ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا رَكْعَتَيْنِ تَحِيَّةَ الْمَسْجِدِ لِدَاخِلٍ

خطیب کے منبر پر چڑھنے سے پہلے نفل نماز پڑھنے کا بیان اور اس چیز کا بیان کہ جب وہ منبر پر چڑھ جائے تو آنے والا دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے گا

تنبیہ: ...... قارئین کو ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ ظہر سے پہلے والی چار سنتوں کی طرح نماز جمعہ سے پہلے اس قسم کی کوئی سنتیں نہیں ہیں، اس لیے جمعہ کی نماز میں شریک ہونے والا بعد میں صرف بعد والی سنتیں پڑھے گا۔ نماز جمعہ کی مسنون رکعات یہ ہیں: دو فرض اور اس کے بعد دو یا چار سنتیں نماز جمعہ سے پہلے والی نفلی نماز کے بارے میں دی گئی ہدایات کا خلاصہ یہ ہے کہ ابتدائے خطبہ سے پہلے نمازی جتنی چاہے، نماز پڑھ سکتا ہے، لیکن دوران خطبہ آنے والا صرف دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے گا۔

(٢٧٧٤) تخریج: ...... اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین أخرجه ابوداود: ٤٨٢٢ (انظر: ١٥٥١٥، ١٥٥١٧)

(٢٧٧٥) عَنْ عَطَاءِ الْخُرَاسَانِيِّ قَالَ: كَانَ نُبَيْشَةُ الْهُذَلِيُّ ؓ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ أَقْبَلَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُؤْذِي أَحَدًا فَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْإِمَامَ خَرَجَ صَلّٰى مَا بَدَا لَهُ، وَإِنْ وَجَدَ الْإِمَامَ قَدْ خَرَجَ جَلَسَ فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ حَتّٰى يَقْضِيَ الْإِمَامُ جُمُعَتَهُ وَكَلَامَهُ إِنْ لَمْ يُغْفَرْ لَهُ فِي جُمُعَتِهِ تِلْكَ ذُنُوبُهُ كُلُّهَا، أَنْ تَكُونَ كَفَّارَةً لِلْجُمُعَةِ الَّتِي قَبْلَهَا.)) (مسند احمد: ٢٠٩٩٦)

''سیّدنا نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان آدمی جب جمعہ کے دن غسل کرتا ہے، پھر مسجد کی طرف آتا ہے اور کسی کو تکلیف نہیں دیتا، اگر وہ دیکھتا ہے کہ امام نہیں آیا تو جب تک مناسب سمجھتا ہے، نماز پڑھتا رہتا ہے اور اگر وہ دیکھتا کہ امام آ گیا ہے تو وہ بیٹھ جاتا ہے اور غور سے سنتا ہے اور خاموش رہتا ہے، یہاں تک کہ امام جمعہ اور خطاب سے فارغ ہو جاتا ہے، اس عمل سے اگر اس کے اِس جمعہ تک کے سارے گناہ معاف نہ کیے گئے تو (مجھے امید ہے) کہ وہ اِس اور پچھلے جمعہ کے مابین ہونے والے گناہوں کا کفارہ بنے گا۔''

(٢٧٧٦) عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ ؓ كَانَ يَغْدُوا إِلَى الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَيُصَلِّي رَكَعَاتٍ يُطِيلُ فِيهِنَّ الْقِيَامَ فَإِذَا انْصَرَفَ الْإِمَامُ رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ هٰكَذَا كَانَ يَفْعَلُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ٥٨٠٧)

''نافع کہتے ہیں کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن صبح صبح مسجد کی طرف چلے جاتے، پھر لمبے قیام کے ساتھ نفلی نماز کی رکعات ادا کرتے، جب امام (خطبہ و نماز سے) فارغ ہو جاتا تو گھر واپس لوٹ جاتے اور دو رکعت سنتیں پڑھتے اور کہتے کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح کرتے تھے۔''

شرح: ......دوسری روایات کی روشنی میں یہ کہنا زیادہ درست ہے کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس حدیث کے آخر میں آپ ﷺ کی طرف جو عمل منسوب کر رہے ہیں، اس سے مراد جمعہ کے بعد والی دو سنتیں ہیں، نہ کہ پہلے والے طویل قیام والی رکعات، کیونکہ آپ ﷺ زوال آفتاب کے بعد مسجد میں تشریف لاتے اور فوراً خطبہ شروع کر دیتے تھے۔

(٢٧٧٧) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَبِسَ ثِيَابَهُ وَمَسَّ طِيبًا إِنْ كَانَ عِنْدَهُ ثُمَّ مَشٰى إِلَى الْجُمُعَةِ وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ وَلَمْ

''سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے جمعہ کے دن غسل کیا، کپڑے زیب تن کیے، اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو وہ بھی استعمال کی، پھر جمعہ کے لیے مسجد کی طرف سکون اور وقار کے ساتھ چلا اور کسی کے

(٢٧٧٥) تخريج: ......صحيح لغيره، وهذا اسناد منقطع، فان عطاء بن ابى مسلم روايته عن الصحابة مرسلا انظر: ٢٠٧٢١)

(٢٧٧٦) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه أبوداود: ١١٢٨ (انظر: ٥٨٠٧)

(٢٧٧٧) تخريج: ......صحيح لغيره، وهذا اسناد منقطع، حرب بن قيس لم يسمع من أبى الدرداء أخرجه الطبرانى فى "الكبير" (انظر: ٢١٧٢٩)

يَتَخَطَّ أَحَدًا وَلَمْ يُؤْذِهِ وَرَكَعَ مَا قُضِيَ لَهُ ثُمَّ انْتَظَرَ حَتَّى يَنْصَرِفَ الْإِمَامُ غُفِرَلَهُ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ .)) (مسند احمد: ٢٢٠٧٢)

کندھے کو پھلانگا نہ کسی کو تکلیف دی، پھر نماز پڑھی، جتنی اس کے مقدر میں تھی، پھر انتظار کرتا رہا، حتی کہ امام (خطبہ اور نماز سے) فارغ ہو گیا، تو اس کے دو جمعوں کے درمیان کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''

(٢٧٧٨) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ أَنَّ سُلَيْكًا جَاءَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ فَجَلَسَ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: ((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ يَتَجَوَّزْ فِيهِمَا)) (مسند احمد: ١٤٢٢٠)

''سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا سلیک رضی اللہ عنہ آئے اور بیٹھ گئے، جبکہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، آپ ﷺ نے ان کو دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا اور پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی (مسجد میں) آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو، تو وہ تخفیف کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھ لیا کرے۔''

شرح: ......مزید روایات: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ كَانَ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا .))(صحیح مسلم: ٨٨١)

یعنی: ''جو جمعہ کے بعد نماز پڑھنا چاہتا ہے، وہ چار رکعت پڑھے''۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ...... وَكَانَ لَا يُصَلِّيْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ، فَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ فِيْ بَيْتِهِ۔ (صحیح بخاری: ٩٣٧، صحیح مسلم: ٨٨١)

یعنی: رسول اللہ ﷺ جمعہ کے بعد چلے جاتے تھے اور گھر جا کر دو رکعتیں ادا کرتے تھے۔ ان دو روایات سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے بعد دو یا چار سنتیں ثابت ہیں۔ اس موضوع پر مزید بحث کے لیے دیکھیں: احادیث نمبر (۱۲۱۶ تا ۱۲۱۹) اور ان کے فوائد۔ قبل از ظہر چار رکعتیں مسنون ہیں، لیکن جمعہ سے پہلے کوئی مقررہ سنتیں نہیں ہیں، البتہ خطبہ شروع ہونے سے پہلے نمازی اپنی مرضی کے مطابق زیادہ سے زیادہ نفل پڑھ سکتا ہے، جیسا کہ اس باب کی احادیث سے پتہ چلتا ہے۔

حافظ ابن قیم نے کہا: اس معاملے میں جمعہ، عید کی طرح ہی ہے کہ اس سے پہلے اس سے متعلقہ سنتیں نہیں ہیں، یہ علماء کا صحیح ترین قول ہے، سنت بھی اسی پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ گھر سے نکلتے اور جونہی منبر پر تشریف لے آتے تو سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ جمعہ کی اذان شروع کر دیتے، تکمیلِ اذان کے بعد بغیر کسی وقفے کے آپ ﷺ خطبہ شروع کر دیتے، یہی آنکھوں دیکھا حال ہے، بھلا وہ سنتیں کب پڑھتے تھے؟ کون یہ گمان کر سکتا ہے کہ جب سیّدنا بلال رضی اللہ عنہا اذان مکمل کرتے تو وہ سارے کھڑے ہو کر دو سنتیں پڑھتے تھے؟ ایسا گمان کرنے والا سب سے بڑا جاہل شخص ہوگا، امام مالک اور امام احمد کی رائے بھی یہی ہے کہ جمعہ سے پہلے اس سے متعلقہ سنتیں نہیں ہیں۔

(٢٧٧٨) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه البخاري: ٩٣١، ومسلم: ٨٧٥ (انظر: ١٤١٧١، ١٤٣٠٩، ١٤٤٠٥)

جولوگ کہتے ہیں کہ جمعہ سے پہلے سنتیں ہیں، ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ جمعہ، قصر نماز ظہر کی صورت ہے، اس لیے اس کے لیے ظہر کے احکام ہی ثابت ہوں گے، حالانکہ یہ ضعیف ترین دلیل ہے، کیونکہ نماز جمعہ اپنی نوعیت کی مستقل نماز ہے، جو جہر میں، تعداد رکعات میں اور خطبہ میں ظہر سے بالکل مختلف ہے،............ اور کوئی ظہر پر قیاس کرتے ہوئے ان سنتوں کو ثابت کرتا ہے، حالانکہ یہ قیاس فاسد ہے، کیونکہ سنت وہ ہے جو نبی کریم ﷺ کے قول وفعل سے ثابت ہو یا خلفائے راشدین کی سنت سے اس کا ثبوت ملتا ہو، جبکہ اس مسئلہ اس قسم کی کوئی دلیل نہیں ہے اور اس قسم کے مسئلہ میں قیاس کے ذریعے مسئلہ ثابت کرنا درست نہیں ہے۔ (پھر امام ابن قیم نے ایسے تمام دلائل کا ذکر کر کے ان کا رڈ کیا)۔ (زاد المعاد: ۱/ ۴۳۲)

اس موضوع سے متعلقہ ایک مرفوع روایت یہ ہے: سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرْكَعُ قَبْلَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَلَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِشَيْءٍ۔ (سنن ابن ماجہ: ۱۱۲۹)

یعنی: نبی کریم ﷺ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں ادا کرتے تھے اور (سلام وغیرہ کے ساتھ) ان میں فاصلہ نہیں کرتے تھے۔لیکن یہ حدیث سخت ضعیف ہے، اس کی سند میں مسلسل ضعیف راوی ہیں: عطیہ بالاتفاق ضعیف ہے، حجاج مدلس ہے، مبشر بن عبید کذاب ہے اور بقیہ بن ولید بھی مدلس ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جو اہل علم جمعہ سے پہلے والی سنتوں کے قائل نہیں ہیں، ان کے دلائل زیادہ راجح اور واضح ہیں۔

10..... بَابُ الْاَذَانِ لِلْجُمُعَةِ اِذَا جَلَسَ عَلَى الْمِنبَرِ وَكَيْفَ كَانَ الْمِنبَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

جمعہ کی اذان کا بیان جب خطیب منبر پر بیٹھ جائے، نیز اس چیز کا بیان کہ عہد نبوی میں منبر کیسا تھا

(۲۷۷۹) عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ أُخْتِ نَمِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمْ يَكُنْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا مُؤَذِّنٌ وَاحِدٌ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا فِي الْجُمُعَةِ وَغَيْرِهَا يُؤَذِّنُ وَيُقِيْمُ، قَالَ: كَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيُقِيْمُ اِذَا نَزَلَ وَلِاَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رضی اللہ عنہما حَتّٰى كَانَ عُثْمَانُ۔ (مسند احمد: ۱۵۸۰۷)

''سیّدنا سائب بن یزید سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جمعہ سمیت تمام نمازوں کے لیے رسول اللہ ﷺ کا ایک مؤذن تھا، وہی اذان دیتا اور اقامت کہتا تھا، جب آپ ﷺ جمعہ والے دن منبر پر تشریف فرما ہوتے تو تب سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتے اور جب اترتے تو تب وہ اقامت کہتے، سیّدنا ابو بکر اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا بھی (ایک ہی مؤذن ہوتا تھا) حتیٰ کہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دور آ گیا۔''

(۲۷۷۹) تخریج: ......صحیح۔ أخرجه أبوداود: ۱۰۸۸، وأخرج بنحوه البخاري: ۹۱۳، ۹۱۵، ۹۱۶ (انظر: ۱۵۷۱۶)

شرح: ...... مسجد نبوی میں سیّدنا عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ بھی اذان دیتے تھے، ممکن ہے کہ سیّدنا سائب رضی اللہ عنہ کو علم نہ ہو یا ان کی مراد یہ ہو کہ اس ضمن میں غالب اور کثیر عمل کا تعلق سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ سے ہی تھا۔

(۲۷۸۰) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كَانَ الْأَذَانُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رضي الله عنهما أَذَانَيْنِ حَتّٰى كَانَ زَمَنُ عُثْمَانَ فَكَثُرَ النَّاسُ فَأَمَرَ بِالْأَذَانِ الْأَوَّلِ بِالزَّوْرَاءِ۔ (مسند احمد: ۱۵۸۱۹)

''سیّدنا سائب رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ، سیّدنا ابو بکر اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں دو اذانیں ہوتی تھیں، یہاں تک کہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دور آ گیا اور لوگ زیادہ ہو گئے، اس لیے انھوں نے زوراء پر پہلی اذان کا حکم دے دیا۔''

شرح: ...... ''دو اذانوں'' سے مراد جمعہ کی اذان اور اقامت ہے۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق مدینہ منورہ کے بازار میں ایک مقام کا نام ''زوراء'' تھا، یہ مقام مسجد نبوی سے ایک میل کے فاصلے پر تھا۔ مؤذن کو کہاں کھڑا ہونا چاہیے؟ جواباً دو احادیث پیش کی جاتی ہیں: سیّدنا سائب کہتے ہیں: كَانَ النِّدَاءُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ۔ (المعجم الكبير للطبراني: ۷/ ۱٤٦)

یعنی: رسول اللہ ﷺ، سیّدنا ابو بکر اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما کے زمانوں میں منبر کے پاس اذان ہوتی تھی۔ سیّدنا سائب رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں: كَانَ يُؤَذَّنُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذَا جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ۔ (ابو داود: ۱۰۸۸)

یعنی: جب رسول اللہ ﷺ جمعہ والے روز منبر پر تشریف رکھتے تو آپ ﷺ کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان دی جاتی تھی، یہی معاملہ سیّدنا ابو بکر اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما (کے ادوار میں تھا)۔ لیکن اس حدیث کے الفاظ ''مسجد کے دروازے پر'' منکر ہیں، کیونکہ ان الفاظ میں محمد بن اسحاق کی کوئی متابعت نہیں ہے، جو کہ مدلس راوی ہے۔ لہٰذا ان ضعیف الفاظ کے علاوہ ان دو روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ مؤذن خطیب کے سامنے منبر کے پاس کھڑے ہو کر اذان دے۔ جمعہ کے لیے ایک اذان کا اضافہ کرنا، یہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا حالات کے مطابق ایک حکمت بھرا تدبیری فیصلہ تھا، لیکن فی الحال اس اذان کا جو طریقہ مروّج ہے، اس کو سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرنا درست نہیں ہے، اس دعوی کی درج ذیل وجوہات ہیں:

(۱) عہد عثمانی میں یہ اذان لوگوں کو متنبہ کرنے کے لیے بازار میں دی جاتی تھی، نہ کہ مسجد میں۔

(۲) جس ضرورت کی وجہ سے یہ اذان شروع کی گئی تھی، وہ ضرورت اب سپیکر اور گھڑی کی وجہ سے ختم ہو چکی ہے۔

(۳) یہ پہلی اذان سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خطبہ کے لیے نکلنے سے پہلے دی جاتی تھی، جیسا کہ درج ذیل روایت سے معلوم ہوتا ہے:

(۲۷۸۰) تخريج: ......أخرجه البخاري: ۹۱۲ (انظر: ۱۵۷۲۸)

سیّدنا سائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:...... فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ فَشَا النَّاسُ وَكَثُرُوْا فَأَمَرَ مُؤَذِّنًا فَأَذَّنَ بِالزَّوْرَاءِ قَبْلَ خُرُوْجِهِ يُعْلِمُ النَّاسَ اَنَّ الْجُمُعَةَ قَدْ حَضَرَتْ۔ (المعجم الكبير: ٧/ ١٤٦)

جب سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ (بحیثیتِ خلیفہ) آئے اور لوگ زیادہ ہو گئے، تو انھوں نے ایک مؤذن کو حکم دیا کہ وہ ان کے نکلنے سے پہلے زوراء مقام پر اذان دے، تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ جمعہ کا وقت ہو چکا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جن وجوہات کی بنا پر اور جس طریق کار کے مطابق اس اذان کی ابتدا کی تھی، یہ ان کا تدبیری فیصلہ تھا، اب چونکہ وہ وجوہات اور طریق کار نظر نہیں آتا، اس لیے دورِ نبوی، دورِ صدیقی اور دورِ فاروقی کے نظام کے مطابق جمعہ کے لیے ایک اذان اور ایک اقامت پر اکتفا کرنا چاہیے۔

(٢٧٨١) عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يُسْنِدُ ظَهْرَهُ إِلَى خَشَبَةٍ فَلَمَّا كَثُرَ النَّاسُ قَالَ ابْنُوْلِيْ مِنْبَرًا أَرَادَ أَنْ يُسْمِعَهُمْ فَبَنَوْا لَهُ عَتَبَتَيْنِ فَتَحَوَّلَ مِنَ الْخَشَبَةِ إِلَى الْمِنْبَرِ، قَالَ: فَأَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ الْخَشَبَةَ تَحِنُّ حَنِيْنَ الْوَالِهِ قَالَ فَمَا زَالَتْ تَحِنُّ حَتّٰى نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمِنْبَرِ فَمَشٰى إِلَيْهَا فَاحْتَضَنَهَا فَسَكَنَتْ۔ (مسند احمد: ١٣٣٩٦)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرماتے تو ایک لکڑی کے ساتھ اپنی پیٹھ کی ٹیک لگا لیتے، لیکن جب لوگ زیادہ ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے لیے ایک منبر تیار کرو۔'' آپ ﷺ کا ارادہ یہ تھا کہ ان کو اپنی بات سنا سکیں، پس صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے لیے دو سیڑھیوں والا منبر تیار کیا، پھر آپ ﷺ اس لکڑی والے منبر پر منتقل ہو گئے۔ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ انہوں نے (اس پہلے والی) لکڑی کے لیے انتہائی غمگین کی رونے کی سی آواز سنی، وہ لگاتار روتی رہی، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ منبر سے اترے، اس کی طرف گئے اور اس کو اپنے ساتھ لگایا، سو وہ خاموش ہو گئی۔''

شرح: ......حدیث نمبر (۱۵۴۰) اور دیگر احادیث میں منبر کی تین سیڑھیوں کا اور اس حدیث میں دو کا ذکر ہے، حقیقت میں ان میں کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ منبر واقعی کل تین سیڑھیوں پر مشتمل تھا، لیکن جس نے دو شمار کیں، اس نے اس درجہ کو شمار نہیں کیا، جس پر آپ ﷺ بیٹھتے تھے، اس تطبیق کی تائید درج ذیل روایت سے ہوتی ہے: باقوم رومی نے کہا: صَنَعْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْبَرًا مِنْ طَرْفَاءَ لَهُ ثَلَاثُ دَرَجَاتٍ، اَلْمَقْعَدَةُ وَدَرَجَتَانِ۔ (الاستيعاب: ١/ ٥٨)

یعنی: میں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ''طرفاء'' درخت سے تین سیڑھیوں والا منبر بنایا تھا، ایک سیڑھی بیٹھنے

(٢٧٨١) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه الترمذي: ٣٦٢٧ (انظر: ١٣٣٦٣)

کے لیے تھی اور (باقی) دو سیڑھیاں تھیں۔ لیکن اس کی سند قوی نہیں ہے۔ اس تنے کا اس انداز میں رونا، یہ نبی کریم ﷺ کا معجزہ ہے۔

(۲۷۸۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ هٰذِهِ السَّارِيَةِ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ جِذْعُ نَخْلَةٍ يَعْنِي يَخْطُبُ۔ (مسند احمد: ٤٧٥٥)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اس ستون کے پاس خطبہ دیتے تھے، جبکہ یہ کھجور کا تنا ہی تھی۔''

11 ..... باب ما جاء في الخطبتين وهيئا تهما و آدابهما و الجلوس بينهما

دو خطبوں، ان کی کیفیات اور آداب اور ان کے درمیان بیٹھنے کا بیان

(۲۷۸۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ خُطْبَةٍ لَيْسَ فِيهَا شَهَادَةٌ كَالْيَدِ الْجَذْمَاءِ)) (مسند احمد: ٨٤٩٩)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر وہ خطبہ، جس میں شہادت نہ ہو، کٹے ہوئے ہاتھ کی طرح ہے۔''

(۲۷۸٤) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْخُطْبَةُ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَهَادَةٌ كَالْيَدِ الْجَذْمَاءِ)) (مسند احمد: ٨٠٠٤)

''(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس خطبہ میں شہادت نہ ہو، وہ کٹے ہوئے ہاتھ کی طرح ہے۔''

شرح: ..... خطباء کو مسنون خطبہ کا اہتمام کرنا چاہیے، اس میں شہادتین کا ذکر موجود ہے۔

(۲۷۸۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ لَهُ أَهْلٌ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَإِنَّ أَفْضَلَ الْهُدٰى هُدٰى مُحَمَّدٍ (ﷺ) وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) ثُمَّ يَرْفَعُ صَوْتَهُ وَتَحْمَرُّ وَجْنَتَاهُ وَيَشْتَدُّ غَضَبُهُ إِذَا ذَكَرَ السَّاعَةَ كَأَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ، قَالَ: ثُمَّ

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا، پس آپ ﷺ نے اللہ کے لائق اس کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا: ''بے شک سچی ترین بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، سب سے زیادہ فضیلت والا طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے، بدترین امور بدعات ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔'' پھر جب آپ ﷺ قیامت کا ذکر کرتے تو آپ ﷺ کی آواز بلند ہوجاتی، رخسار سرخ ہو جاتے اور غصہ بڑھ جاتا اور یوں لگتا کہ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہیں، پھر

(۲۷۸۲) تخریج: ..... اسناده ضعيف لضعف أبى جناب يحيى بن أبى حية الكلبى، وأبوه أبو حية فى عداد المجهولين (انظر: ٤٧٥٥)

(۲۷۸۳) تخریج: ..... اسناده قوى۔ أخرجه أبوداود: ٤٨٤١، والترمذى: ١١٠٦ (انظر: ٨٥١٨، ٨٠١٨)

(۲۷۸٤) تخریج: ..... انظر الحديث بالطريق الأول

(۲۷۸۵) تخریج: ..... أخرجه مسلم: ٨٦٧ (انظر: ١٤٣٣٤)

يَقُوْلُ: ((أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ، بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ هٰكَذَا وَأَشَارَ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى صَبَّحَتْكُمُ السَّاعَةُ وَمَسَّتْكُمْ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَإِلَيَّ وَعَلَيَّ.)) وَالضَّيَاعُ يَعْنِي وَلَدَهُ الْمَسَاكِيْنَ۔ (مسند احمد: ١٤٣٨٦)

فرماتے: ''تمہارے پاس قیامت آ چکی ہے، مجھے اور قیامت کو (ان دو انگلیوں کی طرح قریب قریب) بھیجا گیا ہے، پھر آپ ﷺ شہادت والی اور درمیانی انگلیوں سے اشارہ کیا۔ ''قیامت تمہارے پاس صبح کو آ جائے گی اور شام کو آ جائے گی، جو مال چھوڑ کر مر گیا وہ اس کے اہل (یعنی ورثاء) کو ملے گا اور جس نے قرض یا اولاد چھوڑی تو وہ میری طرف ہے اور مجھ پر ہے۔'' ''ضَیَاع'' سے مراد مسکین اولاد ہے۔''

شرح: ...... بدعت: دین میں کوئی ایسا کام رائج کرنا، جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو۔ شروع شروع میں تو آپ ﷺ مقروض شخص کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھتے تھے، لیکن جب فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا تو آپ ﷺ خود فوت ہونے والے لوگوں کا قرضہ بھی اتار دیتے تھے۔

(٢٧٨٦) عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ الطَّائِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا خَطَبَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بِئْسَ الْخَطِيْبُ أَنْتَ، قُلْ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ.)) (مسند احمد: ١٨٤٣٦)

''سیدنا عدی بن حاتم طائی سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کے پاس خطاب کیا اور کہا: جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی، تحقیق وہ ہدایت پا گیا، اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی، تحقیق وہ گمراہ ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''تو برا خطیب ہے، یہ کہہ ''اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔''

شرح: ...... اس خطیب پر اعتراض کی وجہ یہ ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کو ایک ہی ضمیر ''هُمَا'' میں ذکر کیا، جس سے یہ شبہ پڑتا ہے کہ یہ ان دو ہستیوں کا مقام ایک جیسا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آپ ﷺ نے خود ایسے کیا اور دیگر کئی احادیث میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے تثنیہ کی ضمیر ''هُمَا'' استعمال کی گئی ہے، مثلا: صحیح بخاری کی حدیث میں ہے: ((......أَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَرَسُوْلُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا.)) اسی طرح آپ ﷺ نے خیبر والے دن ایک اعلان کرنے والے کو یہ کہنے کا حکم دیا: ((إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ.)) اس تناقض کو حل کرنے کے لیے درج ذیل جوابات دیئے گئے ہیں:

(۱) خطبے میں وضاحت کے ساتھ ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ ذکر ہونا چاہیے، تاکہ سامعین پر بات کھل جائے، جہاں آپ ﷺ نے دونوں کو ایک ضمیر میں جمع کیا تو اس حدیث کو عام کسی چھوٹی سے مجلس میں بیان کیا جا رہا تھا، جس میں کم الفاظ پر مشتمل کلام کی ضرورت ہوتی ہے۔

(٢٧٨٦) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٨٧٠ (انظر: ١٨٢٤٧)

(۲) جس خطیب کو آپ ﷺ نے ڈانٹا، ممکن ہے کہ وہ ان دونوں میں برابری کا عقیدہ رکھتا ہو، اس لیے آپ ﷺ نے اس کی اصلاح کر دی۔

(۳) یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایک ضمیر میں جمع کرنے یا نہ کرنے کا تعلق خطیب یا سامعین سے ہو، جہاں تعظیم میں خلل آنے کا خطرہ ہو، وہاں مکمل وضاحت کر دی جائے اور جہاں لوگ سمجھدار اور عقائد کو سمجھنے والے ہوں، وہاں ایک ضمیر استعمال کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

(۲۷۸۷) عَنْ أَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ خَطَبَ قَائِمًا عَلٰی رِجْلَیْهِ۔ (مسند احمد: ۱۱۲۸۳)

''سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی دونوں ٹانگوں پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔''

(۲۷۸۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ یَخْطُبُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ قَائِمًا ثُمَّ یَقْعُدُ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیَخْطُبُ۔ (مسند احمد: ۲۳۲۲)

''سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے روز کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے، پھر بیٹھ جاتے اور پھر کھڑے ہو کر (دوسرا) خطبہ دیتے۔''

(۲۷۸۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَخْطُبُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ مَرَّتَیْنِ بَیْنَهُمَا جَلْسَةٌ۔ (مسند احمد: ۴۹۱۹)

''سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن دو مرتبہ خطبہ ارشاد فرماتے اور ان کے درمیان ایک مرتبہ بیٹھتے تھے۔''

(۲۷۹۰) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ یَجْلِسُ بَیْنَ الْخُطْبَتَیْنِ۔ (مسند احمد: ۵۶۵۷)

''(دوسری سند) بے شک نبی کریم ﷺ دو خطبوں کے درمیان بیٹھتے تھے۔''

(۲۷۹۱) عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: نَبَّأَنِی جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ رَأٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ قَائِمًا عَلَی الْمِنْبَرِ ثُمَّ

''سماک بن حرب کہتے ہیں: سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتلایا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا، پھر بیٹھ گئے اور اس بیٹھک میں

(۲۷۸۷) تخریج: ......اسناده صحیح علی شرط مسلم (انظر: ۱۱۲۶۳)

(۲۷۸۸) تخریج: ......حسن، ومدلسا هذا السند توبعا أخرجه ابن ابی شیبة: ۲/ ۱۱۳، وأبویعلی: ۲۴۹۰، والطبرانی: ۱۲۰۹۱، والبزار: ٦٤٠ (انظر: ۲۳۲۲)

(۲۷۸۹) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۹۲۰، ۹۲۸، ومسلم: ۸٦۱ (انظر: ۴۹۱۹)

(۲۷۹۰) تخریج: ......انظر الحدیث بالطریق الأول

(۲۷۹۱) تخریج: ......أخرجه مسلم: ۸٦۲ (انظر: ۲۰۸۴۲)

يَجْلِسُ (وَفِي رِوَايَةٍ: ثُمَّ يَقْعُدُ قَعْدَةً لَا يَتَكَلَّمُ) ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا۔ قَالَ: فَقَالَ لِي جَابِرٌ: فَمَنْ نَبَّأَكَ أَنَّهُ كَانَ يَخْطُبُ قَاعِدًا فَقَدْ كَذَبَ، فَقَدْ وَاللّٰهِ صَلَّيْتُ مَعَهُ أَكْثَرَ مِنْ أَلْفَي صَلَاةٍ۔ (مسند احمد: ٢١١٣١)

کوئی کلام نہ کی، پھر کھڑے ہوئے (دوسرا) خطبہ دیا۔ پھر سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: جس نے تجھے یہ خبر دی کہ آپ ﷺ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے، تو یقیناً اس نے جھوٹ بولا ہے، اللہ کی قسم! میں نے آپ ﷺ کے ساتھ دو ہزار سے زیادہ نمازیں پڑھی ہیں۔''

(٢٧٩٢)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ بَعْدَ قَوْلِهِ فَقَدْ كَذَبَ) قَالَ: وَلٰكِنَّهُ رُبَّمَا خَرَجَ وَرَأَى النَّاسَ فِي قِلَّةٍ فَجَلَسَ ثُمَّ يَثُوبُونَ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا۔ (مسند احمد: ٢١١١٢)

''(دوسری سند) اس میں ''اس نے یقیناً جھوٹ بولا'' کے بعد یہ الفاظ ہیں: لیکن بسا اوقات ایسے ہوتا کہ آپ تشریف لاتے اور دیکھتے کہ لوگ کم ہیں، اس لیے آپ ﷺ بیٹھ جاتے، حتی کہ لوگ مسجد میں آتے، پھر آپ ﷺ کھڑے ہوتے اور کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے۔''

شرح: ...... دو ہزار نمازوں سے جمعہ کے علاوہ دوسری فرض نمازیں ہیں، کیونکہ آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں جمعہ کی کل نمازوں کی تعداد اس سے بہت کم ہے۔

(٢٧٩٣) وَعَنْهُ أَيْضًا عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَطُّ يَخْطُبُ فِي الْجُمُعَةِ إِلَّا قَائِمًا، فَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ جَلَسَ فَكَذِّبْهُ فَإِنَّهُ لَمْ يَفْعَلْ، كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ ثُمَّ يَقْعُدُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ، كَانَ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ يَقْعُدُ بَيْنَهُمَا فِي الْجُمُعَةِ۔ (مسند احمد: ٢١١٥٥)

''سیّدنا جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ جمعہ کا خطبہ دیتے ہوں، مگر کھڑے ہو کر، اس لیے جو شخص تجھے یہ بیان کرے کہ آپ ﷺ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے تو تو اسے جھٹلا دے، کیونکہ آپ ﷺ نے ایسے نہیں کیا۔ نبی کریم ﷺ خطبہ دیتے، پھر بیٹھ جاتے، پھر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے، آپ ﷺ جمعہ میں دو خطبے ارشاد فرماتے اور ان دو کے درمیان بیٹھتے۔''

(٢٧٩٤) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضي الله عنه قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَتْ صَلَاتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ: كَانَتْ

''سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے، آپ ﷺ کی نماز بھی درمیانی ہوتی تھی اور خطبہ بھی درمیانہ ہوتا تھا۔ اسی سند کے ساتھ وہ کہتے

(٢٧٩٢) تخریج: ...... اس سند کے ساتھ مروی زائد الفاظ ضعیف ہے، کیونکہ سلیمان بن قرم ضعیف ہے۔ (انظر: ٢٠٨٢٧)
(٢٧٩٣) تخریج: ......صحیح لغیرہ، وانظر: ١٥٩٠ (انظر: ٢٠٨٦٥)
(٢٧٩٤) تخریج: ......صحیح لغیرہ، وانظر: ١٥٩٠ (انظر: ٢٠٨٧٨)

لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ۔ (مسند احمد: ٢١١٧٠)

ہیں: رسول اللہ ﷺ دو خطبے دیا کرتے تھے، ان کے درمیان بیٹھتے ہیں، آپ ﷺ ان میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور لوگوں کو وعظ ونصیحت کرتے تھے۔''

(٢٧٩٥) عَنْ وَاصِلِ بْنِ حَيَّانَ قَالَ: قَالَ أَبُو وَائِلٍ: خَطَبَنَا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ فَأَبْلَغَ وَأَوْجَزَ، فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا: يَا أَبَا الْيَقْظَانِ! لَقَدْ أَبْلَغْتَ وَأَوْجَزْتَ فَلَوْ كُنْتَ تَنَفَّسْتَ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ طُوْلَ صَلَاةِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِهِ مَئِنَّةٌ مِنْ فِقْهِهِ، فَأَطِيلُوا الصَّلَاةَ وَاقْصِرُوْا الْخُطْبَةَ، فَإِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا)) (مسند احمد: ١٨٥٠٧)

''ابو وائل کہتے ہیں: سیّدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا، وہ بہت بلیغ اور مختصر تھا، پس جب وہ منبر سے اترے تو ہم نے کہا: اے ابوالیقظان! یقیناً آپ نے بہت بلیغ اور مختصر خطبہ دیا ہے، تھوڑا سا لمبا کر دیتے، انھوں نے جواباً کہا: دراصل میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''بے شک آدمی کی نماز کا لمبا ہونا اور خطبہ کا چھوٹا ہونا اس کے سمجھدار ہونے کی علامت ہے۔ اس لیے تم لوگ نماز کو لمبا اور خطبہ کو مختصر کیا کرو، بے شک بعض بیان تو جادو ہوتے ہیں۔''

(٢٧٩٦) عَنْ أَبِي رَاشِدٍ قَالَ: خَطَبَنَا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ فَتَجَوَّزَ فِي خُطْبَتِهِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ لَقَدْ قُلْتَ قَوْلًا شِفَاءً فَلَوْ أَنَّكَ أَطَلْتَ، فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى أَنْ نُطِيْلَ الْخُطْبَةَ۔ (مسند احمد: ١٩٠٩٥)

''ابوراشد کہتے ہیں: سیّدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ہمیں مختصر سا خطبہ دیا۔ ایک قریشی آدمی نے ان کو کہا: آپ نے (دلوں کو متأثر کرنے والی) بہت اچھی باتیں کی ہے، لیکن اگر اس خطاب کو کچھ لمبا کر دیتے (تو بہتر تھا)۔ انھوں نے کہا: بیشک رسول اللہ ﷺ نے خطبہ کو لمبا کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

شرح:...... نماز اور خطبہ میں اعتدال کا لحاظ کرنا اور طوالت سے بچنا، اس کے فوائد وثمرات کو شمار نہیں کیا جا سکتا ہے، لیکن اس زمانے میں اکثر وبیشتر خطباء اپنے خود ساختہ اصلاح کے طریقوں کو سامنے رکھ کر انتہائی طویل خطبۂ جمعہ کا اہتمام کرتے ہیں، جبکہ وہ عوام کے مختلف نظریات سے بھی غافل ہیں۔ کیا یہ نقطہ ہمارے لیے کافی نہیں ہے کہ صحابہ کرام، نبی کریم ﷺ کا خطبہ سننے کے کتنے مشتاق تھے، لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ مختصر خطبہ ارشاد فرماتے تھے، ہمیں غور کرنا چاہیے کہ نبی کریم ﷺ زوال کے بعد خطبہ شروع کرتے تھے اور آپ ﷺ نمازِ جمعہ میں بھی سورۂ اعلی وسورۂ غاشیہ اور سورۂ جمعہ وسورۂ منافقون کی تلاوت کرتے تھے، لیکن جب جمعہ سے فارغ ہوتے تو ابھی تک دیواروں کا اتنا سایہ نہیں ہوتا تھا کہ ان سے سایہ حاصل کیا جا سکے، ایسے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا خطبہ ۲۵، ۳۰، ۳۵ منٹ ہوتا تھا۔ واللہ اعلم۔

(٢٧٩٥) تخريج:...... أخرجه مسلم: ٨٦٩ (انظر: ١٨٣١٧)

(٢٧٩٦) تخريج:...... یہ سند ضعیف ہے، اس کی سند میں ابو راشد راوی مجہول ہے، لیکن گزشتہ احادیث کا مفہوم یہی ہے کہ طویل خطبہ سے اجتناب کیا جائے۔ أخرجه أبو داود: ١١٠٦ (انظر: ١٨٨٨٩)

اس ضمن ہم چار گزارشات پیش کرنے کی جسارت کرتے ہیں: (۱) کم وقت میں زیادہ مواد پیش کیا جائے، جبکہ یہ ممکن بھی ہے، (۲) لوگوں کی ذہنی صلاحیتوں کا خیال رکھتے ہوئے ان کو بوریت سے بچایا جائے، (۳) چند مخصوص موضوعات کے علاوہ عوام کی اصلاح و تربیت کے لیے علمی موضوعات کا انتخاب کیا جائے اور (۴) مذاق والی باتوں سے اجتناب کرتے ہوئے مختلف طرزوں اور سریلی آوازوں کی بجائے عوام الناس کو فطرتی اور سادہ انداز کا پابند بنایا جائے۔

(۲۷۹۷) عَنِ الْحَكَمِ بْنِ حَزْنِ الْكُلَفِيِّ ؓ قَالَ: قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَابِعَ سَبْعَةٍ أَوْ تَاسِعَ تِسْعَةٍ، قَالَ: فَأَذِنَ لَنَا فَدَخَلْنَا فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَتَيْنَاكَ لِتَدْعُوَ لَنَا بِخَيْرٍ، قَالَ: فَدَعَا لَنَا بِخَيْرٍ وَأَمَرَ بِنَا فَأُنْزِلْنَا، وَأَمَرَ لَنَا بِشَيْءٍ مِنْ تَمْرٍ وَالشَّأْنُ إِذْ ذَاكَ دُوْنٌ، قَالَ: فَلَبِثْنَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَيَّامًا شَهِدْنَا فِيْهَا الْجُمُعَةَ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُتَوَكِّئًا عَلٰى قَوْسٍ أَوْ قَالَ عَلٰى عَصًا، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ كَلِمَاتٍ خَفِيْفَاتٍ طَيِّبَاتٍ مُبَارَكَاتٍ، ثُمَّ قَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ لَنْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تُطِيْقُوا كُلَّ مَا أُمِرْتُمْ بِهِ وَلٰكِنْ سَدِّدُوا وَأَبْشِرُوا.)) (مسند احمد: ۱۸۰۱۱)

''سیدنا حکم بن حزن کلفی ؓ، جن کو صحابیت کا شرف حاصل تھا، نے ہمیں بیان کرتے ہوئے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، جبکہ میں (اپنے وفد کا) ساتواں یا نواں فرد تھا، آپ ﷺ نے ہمیں اجازت دی، پس ہم داخل ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ کے پاس آئے ہیں تاکہ آپ ہمارے لیے خیر کی دعا کریں، پس آپ ﷺ نے ہمارے لیے خیر کی دعا کی اور ہمارے بارے میں حکم دیا کہ ہمیں ایک مقام پر اتارا جائے اور کھجوروں کے ساتھ ہماری ضیافت کی جائے، جبکہ لوگوں کے حالات بھی تنگ تھے۔ پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ دن کے لیے ٹھہرے رہے، اس دورانیے میں ہم نے جمعہ بھی ادا کیا، (ہم نے دیکھا کہ) رسول اللہ ﷺ کمان یا لاٹھی پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی، بس یہ چند بابرکت اور پاکیزہ کلمات تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! تم (تمام احکام پر) ہرگز عمل نہیں کر سکو گے، اس لیے راہِ مستقیم پر چلتے رہو اور (لوگوں کو) خوشخبریاں سناتے رہو۔''

شرح:...... ''سَدِّدُوا'' کے معانی ہیں: اپنے اعمال کے ذریعے راست روی، درستگی اور استقامت کو تلاش کرو، یعنی ہر معاملے میں میانہ روی، اعتدال اور عدل کو ترجیح دو۔ انسان طبعی طور پر انعام اور نرمی کا تقاضا کرتا ہے۔ سزا اور سختی اور عذاب و عقاب اور زجر و توبیخ مستقل غذائیں نہیں ہیں، بلکہ بعض رکاوٹوں کو زائل کرنے کا علاج ہیں۔ خوشخبریاں سنانے کا یہی مفہوم ہے کہ اجر و ثواب پر مشتمل اعمال کی نشاندہی کر کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت وصول کرنے پر آمادہ کیا

(۲۷۹۷) تخريج: ......اسناده قوى أخرجه أبويعلى: ٦٨٢٦، والبيهقى فى "دلائل النبوة": ٥/ ٣٥٤، وابن عساكر فى "تاريخ دمشق": ٨/ ورقة ١٣٢ (انظر: ١٧٨٥٦)۔ أخرجه أحمد: ٣/ ٣٩٤

جائے۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ بشارتیں سنانے کا یہ مفہوم نہیں کہ ہم لوگ اپنی خواہشات اور آرام پرستی میں پڑ جائیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار بن کر اعمالِ صالحہ سرانجام دینے سے اور برائیوں سے اجتناب کرنے سے غافل ہو جائیں۔

(۲۷۹۸) عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْبَرَاءِ (بْنِ عَازِبٍ) عَنْ أَبِيْهِ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ عَلٰى قَوْسٍ أَوْ عَصًا۔ (مسند احمد: ۱۸۹۱۹)

''سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کمان یا لاٹھی پر ٹیک لگا کر خطبہ دیا۔''

(۲۷۹۹) عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ قَالَ: كُنْتُ إِلٰى جَنْبِ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ السُّلَمِيِّ ﷺ وَبِشْرٌ يَخْطُبُنَا فَلَمَّا دَعَا رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ عُمَارَةُ: يَعْنِي قَبَّحَ اللّٰهُ هَاتَيْنِ الْيَدَيْنِ أَوِ الْيُدَيَّتَيْنِ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ إِذَا دَعَا يَقُوْلُ هٰكَذَا، وَرَفَعَ السَّبَّابَةَ وَحْدَهَا۔ (مسند احمد: ۱۷۳۵۶)

''حصین بن عبد الرحمٰن سلمی کہتے ہیں: میں سیّدنا عمارہ بن رؤیبہ سلمی رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھا تھا، جبکہ بشر خطبۂ جمعہ دے رہا تھا، جب وہ دعا کرتا تو دونوں ہاتھ اٹھاتا تھا، یہ دیکھ کر سیّدنا عمارہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ ان حقیر سے ہاتھوں کو برباد کرے، میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے دیکھا، جب آپ ﷺ دعا کرتے تو اس طرح کرتے تھے، پھر انھوں نے انگشتِ شہادت بلند کر کے وضاحت کی۔''

شرح: ...... بشر سے مراد بشر بن مروان بن حکم ہے، جو دو سال کے لیے کوفہ کا اور اس کے بعد بصرہ کا والی رہا۔ آپ ﷺ نے دورانِ خطبہ دونوں ہاتھ اٹھا کر بارش کے لیے دعا کی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی اجتماعی مسئلہ کے لیے منبر پر دعا مسنون عمل ہے۔ بہرحال کسی شرعی ضرورت کے مطابق یا کوئی بات سمجھانے کے لیے کوئی اشارہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

(۲۸۰۰) عَنْ أُمِّ هِشَامٍ بِنْتِ حَارِثَةَ ﷺ قَالَتْ: لَقَدْ كَانَ تَنُّوْرُنَا وَتَنُّوْرُ النَّبِيِّ ﷺ وَاحِدًا سَنَتَيْنِ أَوْ سَنَةً وَبَعْضَ سَنَةٍ وَمَا أَخَذْتُ ﴿قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ﴾ إِلَّا عَلٰى لِسَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، كَانَ يَقْرَأُ بِهَا كُلَّ يَوْمِ جُمُعَةٍ عَلَى الْمِنْبَرِ إِذَا خَطَبَ النَّاسَ۔ (مسند احمد: ۲۸۰۰۳)

''سیدہ ام ہشام بنت حارثہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: دو سال یا اس سے کچھ کم مدت تک کے لیے ہمارا اور نبی کریم ﷺ کا تنور ایک رہا، میں نے سورۂ ق حاصل نہیں کی، مگر نبی کریم ﷺ کی زبانِ مبارک سے، کیونکہ آپ ﷺ ہر جمعہ کو جب لوگوں کو خطبہ ارشاد فرماتے تو اس کی تلاوت کرتے تھے۔''

(۲۷۹۸) تخريج: ......حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف من أجل أبي جناب أخرجه أبوداود: ۱۱۴۵ (انظر: ۱۸۴۹۰، ۱۸۷۱۲)

(۲۷۹۹) تخريج: ......أخرجه مسلم: ۸۷۴ (انظر: ۱۷۲۱۹، ۱۷۲۲۴)

(۲۸۰۰) تخريج: ......أخرجه مسلم: ۸۷۳ (انظر: ۲۷۴۵۶)

شــــرح: ......خطیب کے لیے ایک ادب درج حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ((کَانَ ﷺ إِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ سَلَّمَ.)) (ابن ماجه: ۱۱۰۹، سلسله صحيحه: ۲۰۷٦) یعنی: جب رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھتے تو سلام کہتے۔

12..... بَابُ الْمَنْعِ مِنَ الْكَلَامِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ وَالرُّخْصَةِ فِيْ تَكَلُّمِهِ وَتَكْلِيْمِهِ لِمَصْلَحَةٍ وَجَوَازِ قَطْعِ الْخُطْبَةِ لِأَمْرٍ يَحْدُثُ

دوران خطبہ باتیں کرنے سے رکے رہنے، لیکن کسی مصلحت کے لیے امام سے بات کرنے یا امام کا بات کرنے کی رخصت اور کسی معاملے کے واقع ہو جانے کی وجہ سے خطبہ منقطع کر دینے کا بیان

(۲۸۰۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَكَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ يَخْطُبُ فَهُوَ كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا وَالَّذِي يَقُوْلُ لَهُ أَنْصِتْ لَيْسَ لَهُ جُمُعَةٌ.)) (مسند احمد: ۲۰۳۳)

''سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے دن کلام کرے، جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو تو وہ اس گدھے کی طرح ہے جس نے بہت ساری کتابیں اٹھا رکھی ہوں اور جو شخص اس کو کہے کہ خاموش ہو جاؤ، اس کا بھی کوئی جمعہ نہیں ہو گا۔''

(۲۸۰۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ أَنْصِتْ فَقَدْ لَغَيْتَ.)) قَالَ سُفْيَانُ قَالَ أَبُو الزِّنَادِ هِيَ لُغَةُ أَبِي هُرَيْرَةَ۔ (مسند احمد: ۷۳۲۸)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تو جمعہ کے دن اپنے ساتھی کو کہے، جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو، کہ تو خاموش ہو جا تو تحقیق تو لغو کام کرے گا۔'' ابو زناد نے کہا: ''لَغَوْتَ'' کو ''لَغَيْتَ'' پڑھنا سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی لغت ہے۔''

(۲۸۰۳) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ أَنْصِتْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَدْ لَغَوْتَ۔ (مسند احمد: ۹۱۳٦)

''(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو اپنے ساتھی کو جمعہ کے دن یہ کہے، جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو، کہ تو خاموش ہو جا اور امام خطبہ دے رہا ہو، پس تحقیق تو نے لغو کام کیا۔''

(۲۸۰۱) تخريج: ......اسناده ضعيف، مجالد بن سعيد الهمدانی ضعّفه يحيى القطان، وعبد الرحمن بن مهدی و أحمد وغيرهم، ولبعضه شواهد (انظر: ۲۰۳۳)

(۲۸۰۲) تخريج: ......أخرجه البخاری: ۹۳٤، ومسلم: ۸۵۱ (انظر: ۷۳۳۲، ۷٦۸٦)

(۲۸۰۳) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(٢٨٠٤)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا قُلْتَ لِلنَّاسِ اَنْصِتُوا فَقَدْ اَلْغَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ)) (مسند احمد: ٨٢١٨)

''(تیسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو لوگوں سے کہے کہ خاموش ہو جاؤ، تو تحقیق تو نے اپنی جان پر لغو کام کیا۔''

شرح: ......اس حدیث میں ثلاثی مجرد کے دو صیغے ''لَغَوْتَ'' اور ''لَغَيْتَ'' استعمال ہوئے ہیں، لغوی اعتبار سے دونوں کی گنجائش موجود ہے، کیونکہ ''لَغَا يَلْغُوْ'' اور ''لَغِيَ يَلْغٰى'' دونوں باب استعمال ہوتے ہیں، اہل لغت نے پہلے باب کو زیادہ فصیح قرار دیا ہے، لیکن قرآن مجید کے الفاظ ﴿لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيْهِ﴾ سے دوسرا باب ثابت ہوتا ہے۔

لَغَوْتَ کو لَغَيْت پڑھنے کا تعلق لہجہ کے ساتھ ہے جو کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اس کا باب کے مختلف ہونے کے ساتھ تعلق نہیں۔ اگر باب مختلف مانا جائے تو پھر ''لَغَيْتَ'' کو باب مَنَعَ سے بنایا جائے گا اور یہ اجوف یائی سے ہوگا، نہ کہ لَغِيَ يَلْغٰى سے، ہاں قرآن مجید میں یہ مادہ باب علم یعلم سے استعمال ہوا۔ جیسے شرح میں مذکور ہے۔ (عبداللہ رفیق)

(٢٨٠٥) عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَرَأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بَرَائَةَ وَهُوَ قَائِمٌ يُذَكِّرُ بِأَيَّامِ اللّٰهِ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وِجَاهَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبُو الدَّرْدَاءِ وَأَبُو ذَرٍّ، فَغَمَزَ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ أَحَدُهُمَا فَقَالَ مَتٰى أُنْزِلَتْ هٰذِهِ السُّوْرَةُ يَا أُبَيُّ! فَإِنِّي لَمْ أَسْمَعْهَا إِلَّا الْآنَ؟ فَأَشَارَ إِلَيْهِ أَنِ اسْكُتْ فَلَمَّا انْصَرَفُوا، قَالَ: سَأَلْتُكَ مَتٰى أُنْزِلَتْ هٰذِهِ السُّوْرَةُ فَلَمْ تُخْبِرْ، قَالَ أُبَيٌّ: لَيْسَ لَكَ مِنْ صَلَاتِكَ الْيَوْمَ إِلَّا مَا لَغَوْتَ، فَذَهَبْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ وَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي قَالَ أُبَيٌّ فَقَالَ:

''سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ والے دن سورۂ توبہ کی تلاوت کی، جبکہ آپ ﷺ کھڑے تھے اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کے ساتھ وعظ و نصیحت کر رہے تھے۔ سیدنا ابی بن کعب، سیدنا ابو الدرداء اور سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے، (مؤخر الذکر دو صحابہ میں سے) ایک نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو دبایا اور پوچھا: ابی! یہ سورت کب نازل ہوئی، میں نے تو آج ہی سنی ہے؟ انھوں نے جواباً خاموش رہنے کا اشارہ کیا، جب وہ (جمعہ سے) فارغ ہو گئے تو اس صحابی نے کہا: میں نے تم سے سوال کیا تھا کہ یہ سورۃ کب نازل ہوئی، لیکن تم نے مجھے کوئی بات نہ بتلائی۔ اب کی بار سیدنا ابی رضی اللہ عنہ نے کہا: آج تجھے اپنی اس نماز میں سے کچھ نہیں ملا، مگر وہی کچھ جو تو نے لغو بات کی

(٢٨٠٤) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(٢٨٠٥) تخريج: ......حديث صحيح، وهذا اسناد قوى ان ثبت سماع عطاء بن يسار من أبى بن كعب أخرجه ابن ماجه: ١١١١ (انظر: ٢١٢٨٧)

((صَدَقَ أُبَیٌّ .)) (مسند احمد: ۲۱۶۱۱)

ہے۔ یہ سن کر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا گیا اور ابی کے قول سمیت ساری بات ذکر کر دی، آگے سے آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابی نے سچ کہا۔''

(۲۸۰۶) عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَوْمًا عَلَی الْمِنْبَرِ فَخَطَبَ النَّاسَ وَتَلَا آیَةً وَإِلٰی جَنْبِی أُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ فَقُلْتُ لَهُ: یَا أُبَیُّ! مَتٰی أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآیَةُ؟ قَالَ: فَأَبٰی أَنْ یُکَلِّمَنِی، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَبٰی أَنْ یُکَلِّمَنِی، حَتّٰی نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِی أُبَیٌّ: مَالَكَ مِنْ جُمُعَتِكَ إِلَّا مَا لَغَیْتَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جِئْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقُلْتُ: أَیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّكَ تَلَوْتَ آیَةً وَإِلٰی جَنْبِی أُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ فَسَأَلْتُهُ مَتٰی أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآیَةُ؟ فَأَبٰی أَنْ یُکَلِّمَنِیْ حَتّٰی إِذَا نَزَلْتَ زَعَمَ أُبَیٌّ أَنَّهُ مَا لَیْسَ لِی مِنْ جُمُعَتِی إِلَّا مَا لَغَیْتُ، فَقَالَ: ((صَدَقَ أُبَیٌّ، فَإِذَا سَمِعْتَ إِمَامَكَ یَتَکَلَّمُ فَأَنْصِتْ حَتّٰی یَفْرُغَ .)) (مسند احمد: ۲۲۰۷۳)

''سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک دن رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھے، پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور بیچ میں ایک آیت بھی تلاوت کی، میرے پہلو میں سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے کہا: اے ابی! یہ آیت کب نازل ہوئی ہے؟ لیکن انہوں نے مجھ سے کلام کرنے سے انکار کردیا، میں نے پھر سوال دوہرایا، لیکن انہوں نے مجھ سے بات کرنے سے انکار ہی کیا، جب رسول اللہ ﷺ منبر سے اتر آئے تو سیّدنا ابی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: تجھے اس جمعہ (کے ثواب) میں سے کچھ نہیں ملے گا، مگر وہی کچھ جو تو نے لغو کام کیا۔ جب نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو بتلایا کہ اے اللہ کے رسول آپ نے (دوران خطبہ) ایک آیت تلاوت کی تھی، جبکہ میرے پہلو میں سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، اس لیے میں نے ان سے یہ پوچھا کہ یہ آیت کب نازل ہوئی تھی؟ لیکن انھوں نے مجھ سے کلام کرنے سے انکار کردیا، جب آپ اتر آئے، تو ابی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے یہ کہہ دیا کہ میرے لیے جمعہ کا کوئی ثواب نہیں ہے مگر وہی کچھ جو میں نے لغو کام کیا ہے، یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابی نے سچ کہا ہے، جب تو اپنے امام کو سنے کہ وہ کلام کر رہا ہے تو اس کے فارغ ہونے تک خاموش ہو جا۔''

(۲۸۰۶) تخریج: ...... صحیح لغیرہ، وھذا اسناد منقطع، حرب بن قیس لم یسمع من أبی الدرداء أخرجه الطحاوی فی "شرح معانی الآثار": ۱/ ۳۶۷، والطبرانی فی "الکبیر" وقد سلفت القصة فی الحدیث السابق (انظر: ۲۱۷۳۰)

شرح: ......ان چار احادیث میں خطبۂ جمعہ میں سنجیدگی اختیار نہ کرنے والوں کے لیے بہت بڑی تنبیہ کی گئی ہے، اگر کسی نے اپنے وجود کے ساتھ وفا کی تو وہ اوٹ پٹانگ حرکتوں سے باز آ جائے گا۔

(٢٨٠٧) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْزِلُ مِنَ الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَيُكَلِّمُهُ الرَّجُلُ فِي الْحَاجَةِ فَيُكَلِّمُهُ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ إِلٰى مُصَلَّاهُ فَيُصَلِّي۔ (مسند احمد: ١٢٢٢٥)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب جمعہ کے دن منبر سے اترتے، تو ایک آدمی کسی حاجت کے بارے میں آپ ﷺ سے گفتگو کرتا، پھر آپ ﷺ جائے نماز کی طرف آگے بڑھتے اور نماز پڑھاتے۔''

(٢٨٠٨) عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رضي الله عنه وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَالْمُؤَذِّنُ يُقِيْمُ الصَّلَاةَ وَهُوَ يَسْتَخْبِرُ النَّاسَ يَسْأَلُهُمْ عَنْ أَخْبَارِهِمْ وَأَسْعَارِهِمْ۔ (مسند احمد: ٥٤٠)

''موسیٰ بن طلحہ کہتے ہیں: میں نے سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو سنا، جبکہ وہ منبر پر تھے اور لوگوں سے ان کی خبروں اور نرخوں کے بارے میں معلومات لے رہے تھے اور مؤذن اقامت کہہ رہا تھا۔''

(٢٨٠٩) عَنْ أَبِي رِفَاعَةَ رضي الله عنه قَالَ: اِنْتَهَيْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! رَجُلٌ غَرِيْبٌ جَاءَ يَسْأَلُ عَنْ دِيْنِهِ لَا يَدْرِي مَا دِيْنُهُ، قَالَ فَأَقْبَلَ إِلَيَّ فَأُتِيَ بِكُرْسِيٍّ فَقَعَدَ عَلَيْهِ فَجَعَلَ يُعَلِّمُنِي مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، قَالَ ثُمَّ أَتٰى خُطْبَتَهُ فَأَتَمَّ آخِرَهَا۔ (مسند احمد: ٢١٠٣٣)

''سیّدنا ابو رفاعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب میں رسول اللہ ﷺ تک پہنچا، جبکہ آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، تو آپ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ایک اجنبی آدمی ہوں، دین کے بارے میں سوال کرنے آیا ہوں، کیونکہ میں نہیں جانتا کہ میرا دین کیا ہے۔ آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے، پھر کرسی لائی گئی اور آپ ﷺ اس پر بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو علم دیا، اس میں سے مجھے تعلیم دینے لگے، پھر خطبہ کے لیے تشریف لے گئے اور اس کا آخری حصہ مکمل کیا۔''

(٢٨٠٧) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه ابوداود: ١١٢٠، والترمذي: ٥١٧، والنسائي: ٣/ ١١٠ (انظر: ١٢٢٠١)

(٢٨٠٨) تخريج: ......صحيح أخرجه ابن سعد: ٣/ ٥٩، وابن شبة: ٣/ ٩٦٢ (انظر: ٥٤٠)

(٢٨٠٩) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ٨٧٦ (انظر: ٢٠٧٥٣)

(۲۸۱۰) عَـنْ بُـرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ ؓ قَالَ: كَـانَ رَسُـوْلُ اللّٰـهِ ﷺ يَـخْـطُـبُـنَـا، فَجَاءَ الْـحَسَـنُ وَالْـحُسَيْـنُ عَـلَيْهِمَـا قَمِيْصَـان أَحْـمَـرَان يَـمْشِيَـان وَيَعْثُرَان فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِـنَ الْـمِـنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا فَوَضَعَهُمَا بَيْـنَ يَـدَيْـهِ ثُـمَّ قَـالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ، ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ نَظَرْتُ إِلَـى هٰـذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ يَمْشِيَان وَيَعْثُرَان فَلَمْ أَصْبِـرْ حَتّٰـى قَـطَـعْـتُ حَدِيْثِي وَرَفَعْتُهُمَا۔ (مسند احمد: ۲۳۳۸۳)

''سیّدنا بریدہ اسلمی ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ دے رہے تھے، اتنے میں سیّدنا حسن اور سیّدنا حسین ؓ آ گئے، ان پر سرخ رنگ کی دو قمیصیں تھیں، وہ چل رہے تھے اور گر رہے تھے، رسول اللہ ﷺ منبر سے اتر پڑے، ان کو اٹھایا اور اپنے سامنے بٹھا دیا، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ فرما کہ تمہارے مال اور اولاد فتنہ ہیں، میں نے ان دو بچوں کو دیکھا، یہ چلتے ہوئے گر رہے تھے، مجھ سے صبر نہ ہو سکا، اس لیے میں نے اپنی گفتگو بند کر دی اور ان کو اٹھا لیا۔''

مذکورہ بالا دو اور سابقہ (۱۵۷۹) (۱۵۸۲) نمبر احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ امام کسی ضرورت کی بنا پر اپنے خطبے کو روک سکتا ہے اور کسی سے کوئی بات بھی کر سکتا ہے، اسی طرح مقتدی لوگوں کو دورانِ خطبہ آپس میں کوئی بات کرنے کی اجازت نہیں ہے، لیکن وہ خطیب سے براہ راست گفتگو کر سکتے ہیں، جیسا کہ حدیث نمبر (۱۶۰۵) سے ثابت ہوتا ہے، نیز جس حدیث کے مطابق ایک مقتدی نے دوران خطبہ آپ ﷺ سے بارش کے نازل ہونے کے لیے اور پھر بارش کے رکنے کے لیے دعا کی اپیل کی تھی، اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ مقتدی امام سے ہم کلام ہو سکتا ہے۔

13 ..... بَابُ قِصَّةِ الَّذِيْنَ انْفَضُّوْا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ خُطْبَةِ الْجُمُعَةِ

جو لوگ خطبۂ جمعہ کے دوران نبی کریم ﷺ سے بھاگ گئے تھے، ان کے قصے کا بیان

(۲۸۱۱) عَـنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ قَالَ: قَـدِمَـتْ عِيْرٌ مَرَّةً الْمَدِيْنَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَـخْـطُـبُ فَـخَـرَجَ النَّاسُ وَبَقِيَ اثْنَا عَشَرَ فَـنَـزَلَـتْ ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَـارَةً أَوْ لَهْوًا انْـفَضُّوا إِلَيْهَـا﴾ (سـورة الـجـمـعة: ۱۱)۔ (مسند احمد: ۱٤٤۰۸)

''سیّدنا جابر بن عبداللہ ؓ کہتے ہیں: ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں ایک (تجارتی) قافلہ آیا، جبکہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، پس لوگ (مسجد سے) نکل کھڑے ہوئے اور بارہ آدمی باقی رہ گئے، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: ''اور جب وہ کوئی سودا بکتا دیکھیں یا کوئی تماشا نظر آ جائے تو اس کی طرف دوڑ جاتے ہیں۔''

(۲۸۱۰) تخـريـــج: ..... اسناده قوى أخرجه ابوداود: ۱۱۰۹، وابن ماجه: ۳٦۰۰، والترمذى: ۳۷۷٤، والنسائى: ۳/ ۱۰۸، ۱۹۲ (انظر: ۲۲۹۹۵)

(۲۸۱۱) تخريـج: ..... أخرجه البخارى: ۲۰٦٤، ومسلم: ۸٦۳ (انظر: ۱٤۳٥٦)

شرح:......درج ذیل روایت میں اس واقعہ کی زیادہ تفصیل بیان کی گئی ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَقَدِمَتْ عِيرٌ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَابْتَدَرَهَا أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مَعَهُ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ تَتَابَعْتُمْ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْكُمْ أَحَدٌ، لَسَالَ بِكُمُ الْوَادِي نَارًا.)) فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾ (اَلْجُمُعَةُ: ١١).)) وَقَالَ: فِي الْاِثْنَيْ عَشَرَ الَّذِينَ ثَبَتُوا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ۔ (مسند ابی یعلی: ٣/ ٤٦٨، صحیح ابن حبان: ٦٨٧٧، جامع ترمذی: ٣٣٠٨، سلسله صحیحة: ٣١٤٧)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ جمعہ کے روز خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، مدینہ میں ایک (تجارتی) قافلہ آیا، اصحاب رسول اس کی طرف لپک پڑے اور (مسجد میں) صرف بارہ آدمی بچے۔ رسول اللہ ﷺ نے (یہ صورتحال دیکھ کر) فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم سارے کے سارے چلے جاتے اور کوئی بھی باقی نہ بچتا تو اس وادی میں آگ بہہ پڑتی جو تمھیں بہا کر لے جاتی۔'' پھر یہ آیات نازل ہوئیں: ''جب وہ کوئی سودا بکتے دیکھیں یا کوئی تماشا نظر آجائے تو اس کی طرف دوڑ جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہی چھوڑ دیتے ہیں۔'' (سورۂ جمعہ: ۱۱) راوی کہتے ہیں: جو بارہ آدمی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے رہے، ان میں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔''

حافظ ابن حجر نے کہا: اصیلی نے پہلے تو یہ اشکال ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تو صحابہ کی یہ صفت بیان کی ہے: ﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ....﴾ یعنی: ''ایسے لوگ جنہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے اور نماز کے قائم کرنے اور زکوۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی'' (سورۂ نور: ۳۷)

پھر جواب دیتے ہوئے کہا: ممکن ہے کہ اس حدیث میں جس واقعہ کا ذکر ہے، وہ اس آیت کے نزول سے پہلے پیش آیا ہو۔ میں (ابن حجر) کہتا ہوں: اسی تاویل کو اختیار کرنا چاہیے، جبکہ سورۂ نور کی اس آیت میں یہ صراحت بھی نہیں ہے کہ وہ صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ بہر حال جو کچھ بھی سمجھا جائے، یہ کہنا پڑے گا کہ دورانِ خطبہ صحابہ کا اس طرح چلا جانا، اس سے ان کو اس سے پہلے منع نہیں کیا گیا تھا، پھر جب سورۂ جمعہ والی آیت نازل ہوئی اور انہیں اپنے کیے پر مذمت کا علم ہوا تو انھوں نے آئندہ ایسے فعل سے اجتناب کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور والی آیت میں ان کا یہ عظیم وصف بیان کیا۔ واللہ اعلم۔ (فتح الباری: ٢/ ٥٤٠)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ دورانِ خطبہ کسی دنیوی مقصد کے لیے چلا جانا جائز نہیں، اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

14 ..... بَابُ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ وَحُكْمِ مَنْ سَبَقَ بِرَكْعَةٍ أَوْ زُوْحِمَ، وَمَنْ قَالَ بِاشْتِرَاطِ الْمَسْجِدِ لِصِحَّةِ الْجُمُعَةِ

دو رکعت نماز جمعہ ہونے کا بیان، اس آدمی کا حکم جس سے ایک رکعت رہ جائے یا ہجوم کر دیا جائے اور جمعہ کے صحیح ہونے کے لیے مسجد کی شرط لگانے والے کا بیان

(۲۸۱۲) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ؓ قَالَ: صَلَاةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ وَصَلَاةُ الْأَضْحٰى رَكْعَتَانِ، وَصَلَاةُ الْفِطْرِ رَكْعَتَانِ، وَصَلَاةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ۔ (مسند احمد: ۲۵۷)

''سیدنا عمر بن خطاب ؓ کہتے ہیں: محمد رسول اللہ ﷺ کی مبارک زبان پر دو رکعت نماز سفر، دو رکعت نمازِ عید الاضحیٰ، دو رکعت نماز عید الفطر اور دو رکعت نماز جمعہ مکمل نمازیں ہیں، ان میں کوئی کمی نہیں ہے۔''

(۲۸۱۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَهَا كُلَّهَا)) (مسند احمد: ۸۸۷۰)

''سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے نماز کی ایک رکعت پالی، پس تحقیق اس نے ساری نماز پالی۔''

صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ۔ یعنی: ''جس نے امام کے ساتھ نماز کی ایک رکعت پالی، اس نے نماز پالی۔'' سنن نسائی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ كُلَّهَا إِلَّا أَنَّهُ يَقْضِيْ مَا فَاتَهُ۔ یعنی: ''اس نے ساری نماز پالی، ہاں، جو نماز رہ جائے، وہ اس کی قضائی دے گا۔''

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو آدمی امام کے ساتھ ایک رکعت پالے گا، اسے امام کی نماز کا حکم مل جائے گا۔ اسی حدیث سے یہ استدلال بھی کیا گیا ہے کہ اگر مقتدی مسافر کو مقیم امام کے ساتھ ایک رکعت مل جائے تو اسے مکمل چار رکعتیں ادا کرنی چاہئیں، کیونکہ اسے امام کی نماز کا حکم مل جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔ نماز جمعہ کے بارے میں خاص حدیث بھی ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ إِلَيْهَا أُخْرٰى .)) یعنی: ''جس نے جمعہ میں سے ایک رکعت پالی، اسے چاہیے کہ اس کے ساتھ دوسری بھی پڑھ لے۔'' (مستدرك حاكم: ۱/ ۲۹۰)

چونکہ ان احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر بعد میں آنے والے مقتدی کو ایک رکعت بھی نہ ملے تو اسے امام کی نماز کا حکم نہیں ملے گا، اس لیے اس مقام پر ایک اہم فقہی مسئلہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو آدمی نماز جمعہ میں تشہد میں آکر ملے، یعنی وہ امام کے ساتھ ایک رکعت بھی نہ پا سکے تو کیا وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد نماز جمعہ ادا کرے گا یا نماز ظہر، اسی طرح اگر

(۲۸۱۲) تخریج: ...... حديث صحيح۔ أخرجه النسائي: ۳/ ۱۸۳، وابن ماجه: ۱۰۶۳، ۱۰۶٤ (انظر: ۲۵۷)

(۲۸۱۳) تخریج: ..... أخرجه البخاري: ۵۸۰، ومسلم: ۶۰۷ (انظر: ۷۲۸٤، ۸۸۸۳)

کوئی مسافر کسی مقیم امام کو آخری تشہد میں پالیتا ہے تو کیا وہ قصر نماز پڑھے گا یا پوری؟ جواباً دو مسلک پیش کیے جاتے ہیں:

(۱) امام ابوحنیفہ کی رائے یہ ہے کہ تشہد میں ملنے والے کو بھی چاہیے کہ وہ امام والی ہی نماز پڑھے، ان کی دلیل درج ذیل حدیث کے عام الفاظ ہیں: ((فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا .)) (مسلم: ٦٠٢، یہ حدیث (١٣٥٢) میں گزر چکی ہے.)

یعنی: (امام کے ساتھ) جتنی نماز مل جاؤ، وہ پڑھ لو اور جتنی رہ جائے، وہ بعد میں پوری کرلو۔''

(۲) امام ترمذی نے حدیث (۵۲۴) کے بعد کہا: صحابہ کرام وغیرہ کے اکثر و بیشتر اہل علم کے ہاں اسی پر عمل ہے، وہ کہتے ہیں کہ جس آدمی کو نماز جمعہ کی ایک رکعت مل جائے، وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد دوسری رکعت ادا کر لے، لیکن جو امام کو تشہد کی حالت میں پائے تو وہ چار رکعت نماز ظہر ادا کرے، امام سفیان ثوری، امام عبد اللہ بن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق کا بھی یہی مسلک ہے۔

امام محمد بن حسن شیبانی، امام ابو یوسف اور امام مالک کا بھی یہی مذہب ہے۔ انھوں نے دو دلائل پیش کیے ہیں:

(أ) درج بالا اور اس موضوع کی دیگر روایات سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ امام کی نماز کا حکم پانے کے لیے کم از کم ایک رکعت میں اس کے ساتھ شریک ہونا ضروری ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر ایک رکعت بھی نہ ملے تو اس کی نماز کا حکم نہیں ملے گا۔

(ب) سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ اِلَيْهَا اُخْرٰى وَمَنْ فَاتَتْهُ الرَّكْعَتَانِ فَلْيُصَلِّ اَرْبَعًا اَوْ قَالَ الظُّهْرَ .)) یعنی: ''جو آدمی نماز جمعہ کی ایک رکعت پالے، تو وہ اس کے ساتھ دوسری ادا کر لے، لیکن جس سے دونوں رکعتیں رہ جائیں (اور تشہد میں آ کر ملے تو) وہ ظہر کی چار رکعات ادا کرے۔'' (سنن دارقطنی: ٢/ ١١)

امام دارقطنی نے اس حدیث کی مختلف سندیں ذکر کی ہیں، لیکن حافظ ابن حجر نے کہا: ایک سند میں یسین بن معاذ، ایک میں سلیمان بن ابوداود حرانی اور ایک میں صالح بن ابو الاخضر ہے، پہلا راوی ''ضعیف متروک'' ہے، دوسرا ''متروک'' اور تیسرا ''ضعیف'' ہے۔ (تلخیص الحبیر: ٢/ ١٠٥)

جبکہ یہ بات بھی یقینی ہے کہ اس حدیث کا پہلا حصہ ((مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ اِلَيْهَا اُخْرٰى)) دوسری روایات کی بنا پر صحیح ہے، اس لیے نفس کا میلان اس مسلک کی طرف بھی ہو جاتا ہے کہ اگر کوئی آدمی تشہد میں آ کر امام کے ساتھ ملتا ہے تو اسے امام کی نماز کا حکم نہیں ملتا، یعنی جمعہ کی نماز کے تشہد میں ملنے والے کو نماز ظہر پڑھنی چاہیے اور مقیم امام کے ساتھ آخری تشہد میں ملنے والے مسافر کو قصر نماز پڑھ لینی چاہیے۔ بہر حال پہلے مسلک کی دلیل بھی بڑی واضح ہے، قارئین سے گزارش ہے کہ وہ مکمل بحث کو توجہ سے پڑھ کر اپنے میلان کے مطابق کسی ایک رائے کو اختیار کر لیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(٢٨١٤) عَنْ سَيَّارِ بْنِ الْمَعْرُوْرِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ (رضي الله عنه) وَهُوَ يَخْطُبُ يَقُوْلُ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَنٰى هٰذَا الْمَسْجِدَ وَنَحْنُ مَعَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ فَإِذَا اشْتَدَّ الزِّحَامُ فَلْيَسْجُدِ الرَّجُلُ مِنْكُمْ عَلٰى ظَهْرِ أَخِيْهِ، وَرَأَى قَوْمًا يُصَلُّوْنَ فِي الطَّرِيْقِ فَقَالَ صَلُّوا فِي الْمَسْجِدِ۔ (مسند احمد: ٢١٧)

''سیار معرور کہتے ہیں: سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک خطبے میں کہا: بے شک رسول اللہ ﷺ نے یہ مسجد تعمیر کی اور صرف ہم مہاجرین وانصار آپ ﷺ کے ساتھ تھے، پھر جب ہجوم بڑھ جائے تو آدمی اپنے بھائی کی پشت پر سجدہ کر لے۔ پھر انھوں نے کچھ لوگوں کو راستے میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر کہا: مسجد میں نماز پڑھو۔''

شرح: ......مجبوری میں ہر ممکنہ صورت اختیار کی جا سکتی ہے، جیسے سواری پر نماز پڑھنے والا یا مریض اشارے سے سجدہ کرتا ہے۔

15 ..... بَابُ مَا يُقْرَأُ بِهِ فِيْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ

نماز جمعہ میں قراءت کا بیان

(٢٨١٥) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ﴿الٓمٓ تَنْزِيْلُ﴾ وَ﴿هَلْ أَتٰى﴾، وَفِي الْجُمُعَةِ سُوْرَةَ الْجُمُعَةِ وَ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ﴾۔ (مسند احمد: ١٩٩٣)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن نماز فجر میں سورۂ سجدہ اور سورۂ دہر اور نماز جمعہ میں سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون کی تلاوت کرتے تھے۔''

(٢٨١٦) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ سَأَلَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ رضي الله عنه بِمَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ مَعَ سُوْرَةِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾۔ (مسند احمد: ١٨٦٢٩)

''ضحاک بن قیس نے سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نماز جمعہ میں سورۂ جمعہ کے ساتھ کون سی سورت کی تلاوت کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: سورۂ غاشیہ کی۔''

(٢٨١٧) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ وَكَانَ كَاتِبًا لِعَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ مَرْوَانُ يَسْتَخْلِفُ

''سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے کاتب عبید اللہ بن ابی رافع کہتے ہیں: مروان، سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کا خلیفہ بناتا رہتا تھا،

(٢٨١٤) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه الطيالسي: ٧٠، والبيهقي: ٣/ ١٨٢، ١٨٣ (انظر: ٢١٧)
(٢٨١٥) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٨٧٩ (انظر: ١٩٩٣، ٣١٦٠)
(٢٨١٦) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٨٧٨، (انظر: ١٨٣٨١)
(٢٨١٧) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٨٧٧ (انظر: ٩٥٥٠)

أَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِينَةِ فَاسْتَخْلَفَهُ مَرَّةً فَصَلَّى الْجُمُعَةَ فَقَرَأَ سُورَةَ الْجُمُعَةِ وَ ﴿إِذَا جَائَكَ الْمُنَافِقُونَ﴾ ، فَلَمَّا انْصَرَفَ مَشَيْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! قَرَأْتَ بِسُورَتَيْنِ قَرَأَ بِهِمَا عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَرَأَ بِهِمَا حِبِّي أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۹۵٤٥)

ایک دفعہ اس نے ان کو ایسے ہی اپنا نائب بنایا، تو انھوں نے نماز جمعہ پڑھائی اور اس میں سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون کی تلاوت کی۔ جب وہ فارغ ہوئے تو میں ان کے پہلو میں چلا اور ان سے کہا: اے ابو ہریرہ! تم نے جو دو سورتیں تلاوت کی ہیں، سیّدنا علی علیہ السلام بھی ان کی تلاوت کرتے تھے۔ آگے سے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے محبوب ابو القاسم ﷺ نے بھی ان سورتوں کی قراءت کی ہے۔''

(۲۸۱۸) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ فِي الْعِيدَيْنِ بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ ، وَإِنْ وَافَقَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَرَأَهُمَا جَمِيعًا۔ (مسند احمد: ۱۸۵۷۳)

''سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دونوں عیدوں کی نمازوں میں سورۂ اعلی اور سورۂ غاشیہ کی تلاوت کی اور اگر اس دن جمعہ کا دن آ جاتا تو دونوں نمازوں میں ان کی تلاوت کرتے۔''

(۲۸۱۹)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾، فَرُبَمَا اجْتَمَعَ الْعِيدُ وَالْجُمُعَةُ فَقَرَأَ بِهَاتَيْنِ السُّورَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ۱۸۵۷۷)

''(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نماز جمعہ میں سورۂ اعلی اور سورۂ غاشیہ کی تلاوت کرتے، جب عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہو جاتے تو دونوں نمازوں میں یہی سورتیں پڑھتے تھے۔''

(۲۸۲۰) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾۔ (مسند احمد: ۲۰٤۱۲)

''سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز جمعہ میں سورۂ اعلی اور سورۂ غاشیہ کی قراءت کرتے تھے۔''

شرح: ......تمام احادیث اپنے مفہوم میں واضح ہیں، خطباء وائمہ کو بھی ان ہی سورتوں کا اہتمام کرنا چاہیے اور ہر شخص کو چاہیے کہ وہ ترجمہ والے قرآن مجید سے ان سورتوں کی تلاوت کرے اور ان کا ترجمہ سمجھ کر اندازہ لگائے کہ آپ ﷺ اس قدر ان کا اہتمام کیوں کرتے تھے۔

(۲۸۱۸) تخریج: ......أخرجه مسلم: ۸۷۸ (انظر: ۱۸٤۰۹)
(۲۸۱۹) تخریج: ......انظر الحديث بالطريق الأول
(۲۸۲۰) تخریج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه ابو داود: ۱۱۲۵، والنسائي: ۳/ ۱۱۱ (انظر: ۲۰۱۵۰)

16 ..... بَابُ النَّفْلِ بَعْدَ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ وَعَدْمِ وَصْلِهَا بِصَلَاةٍ حَتّٰى يَتَكَلَّمَ اَوْ يَخْرُجَ

جمعہ کی نماز کے بعد نفل پڑھنے اور ان کو فرض نماز کے ساتھ نہ ملانے کا بیان حتی کہ نمازی کسی سے کلام کر لے یا وہاں سے نکل جائے

(٢٨٢١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ۔ (مسند احمد: ٤٩٢١)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے بعد اپنے گھر میں دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔''

(١٨٢٢) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ كَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْجُمُعَةِ انْصَرَفَ إِلَى مَنْزِلِهِ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، وَذَكَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذَالِكَ۔ (مسند احمد: ٥٦٨٨)

''عبد اللہ بن دینار کہتے ہیں کہ سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب جمعہ سے فارغ ہو کر اپنے گھر جاتے تو دو رکعت نماز پڑھتے اور یہ بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔''

(١٨٢٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ.)) (مسند احمد: ١٠٤٩١)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی جمعہ کی نماز پڑھ لے، تو وہ اس کے بعد چار رکعت (سنتیں) ادا کرے۔''

(٢٨٢٤) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا صَلَّيْتُمُ الْجُمُعَةَ فَصَلُّوْا أَرْبَعًا.)) فَإِنْ عَجِلَ بِكَ شَيْءٌ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَرَكْعَتَيْنِ إِذَا رَجَعْتَ۔ قَالَ ابْنُ إِدْرِيْسَ وَلَا أَدْرِي هٰذَا مِنْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَمْ لَا۔ (مسند احمد: ٩٦٩٧)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جمعہ کی نماز پڑھو، تو (بعد میں) چار رکعت نماز پڑھا کرو۔'' پس اگر تجھے کسی چیز کی وجہ سے جلدی ہو تو دو رکعت (مسجد میں) پڑھ لو، اور جب لوٹو تو دو رکعت (گھر میں پڑھ لو)۔ ابن ادریس کہتے ہیں میں نہیں جانتا یہ الفاظ ''پس اگر تجھے......'' رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے ہیں یا نہیں۔''

(٢٨٢١) تخريج: ......أخرجه مطولا البخاري: ٩٣٧، ومسلم: ٨٨٢ (انظر: ٤٥٠٦، ٤٥٩١)

(١٨٢٢) تخريج: ......انظر الحديث السابق: ١٦١٦

(١٨٢٣) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٨٨١ (انظر: ٧٤٠٠، ١٠٤٨٦)

(٢٨٢٤) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط مسلم أخرجه مسلم، وجعل قوله: "فان عجِل بك شيء......" من قول سهيل (انظر: ٧٤٠٠، ٩٦٩٩)

شرح: ......یہی بات راجح ہے کہ اس حدیث میں جلدی کی صورت میں مسجد میں اور گھر میں دو دو رکعت پڑھنے کا جوطریقہ بیان کیا گیا ہے، یہ آپ ﷺ کے الفاظ نہیں ہے، بلکہ راویٔ حدیث ابوصالح یا اس کے بیٹے سہیل کے الفاظ ہیں۔ نماز جمعہ کے بعد والی سنتوں کے بارے میں ایک حدیث مندرجہ ذیل ہے: عطا کہتے ہیں: جب سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکہ میں ہوتے تو نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد آگے بڑھتے اور دو رکعت پڑھتے، پھر مزید آگے بڑھ کر چار رکعت ادا کرتے، لیکن جب وہ مدینہ میں ہوتے تو نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد گھر جا کر دو رکعت ادا کرتے اور مسجد میں نہ پڑھتے، جب ان سے پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ایسے ہی کرتے تھے۔ (سنن ابوداود: ۱۱۳۰)

سوال یہ ہے کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس حدیث میں کس عمل کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر رہے ہیں؟ دوسرے دلائل کی روشنی میں یہی بات مناسب معلوم ہوتی ہے کہ ان کی مراد مدینہ منورہ میں گھر میں ادا کی جانے والی دو سنتیں ہے، حدیث نمبر (۱۶۱۶) اور (۱۶۱۷) سے بھی یہی مسئلہ ثابت ہوتا ہے، جبکہ وہ بھی سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہیں۔

(۲۸۲۵) عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُوْرَةِ فَلَمَّا سَلَّمَ قُمْتُ فِي مَقَامِي فَصَلَّيْتُ، فَلَمَّا دَخَلَ اَرْسَلَ اِلَيَّ، فَقَالَ: لَا تَعُدْ لِمَا فَعَلْتَ، إِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ فَلَا تَصِلْهَا بِصَلَاةٍ حَتّٰى تَتَكَلَّمَ أَوْ تَخْرُجَ، فَإِنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِذٰلِكَ، لَا تُوْصَلْ صَلَاةٌ بِصَلَاةٍ حَتّٰى تَخْرُجَ أَوْ تَتَكَلَّمَ۔ (مسند احمد: ۱۶۹۹۱)

''سائب بن یزید کہتے ہیں: میں نے مقصورہ میں سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی، جب انھوں نے سلام پھیرا تو میں اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا، جب وہ (گھر میں) داخل ہوئے تو انھوں نے میری طرف پیغام بھیجا، جب میں پہنچا تو کہا: تو نے جو کام ابھی کیا ہے، دوبارہ اس طرح نہ کرنا، بے شک نبی کریم ﷺ نے اس چیز کا حکم دیا ہے کہ نماز کو نماز سے نہ ملایا جائے حتی کہ تو اس جگہ سے نکل جائے یا کسی سے کلام کر لے۔''

شرح: ......''نماز کو نماز سے نہ ملایا جائے......'' اس سے مراد یہ ہے کہ فرض نماز کے بعد اسی مقام پر نفلی نماز ادا نہ کی جائے، الا یہ کہ نمازی آگے پیچھے ہو جائے یا کسی سے کلام کر لے، اس موضوع کی دیگر احادیث بھی موجود ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں مصیبت یہ ہے کہ جو مسئلہ کسی کے ذہن میں اہمیت حاصل نہیں کر سکتا، وہ اس پر عمل کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہوتا اور بعض لوگوں، وہ اہل علم ہوں یا عوام الناس، اپنے عقلی پیمانے کی روشنی میں کسی سنت کے ضروری، اہم اور کم اہم ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں، جس کی وجہ سے زندگی بھر ان کو بعض سنتوں پر عمل کرنے کا موقع نہیں ملتا، جبکہ صلاحیت بھی ہوتی ہے، ممکن بھی ہوتا ہے اور وقت بھی ہوتا ہے۔ یہی وجوہات ہیں کہ فرض نماز کے بعد اسی مقام پر سنتیں وغیرہ ادا کی جا رہی ہیں۔

(۲۸۲۵) تخریج: ......أخرجه مسلم: ۸۸۳ (انظر: ۱٦۸٦٦)

ابواب العیدین وما یتعلق بهما من صلاة وغیرها

عیدین اور ان کے متعلقہ امور مثلا نماز وغیرہ کے ابواب

1 ..... باب سبب مشروعیتهما واستحباب الغسل والتجمل لهما ومخالفة الطریق

ان دونوں کی مشروعیت کے سبب، ان کے لیے غسل اور تجمل کے مستحب ہونے اور واپسی پر راستہ تبدیل کرنے کا بیان

(۲۸۲٦) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَلَهُمْ يَوْمَان يَلْعَبُوْنَ فِيهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَدْ أَبْدَلَكُمْ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ النَّحْرِ.)) (مسند احمد: ۱۲۰۲۹)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اہل مدینہ کے لیے دو دن تھے، وہ دورِ جاہلیت سے ان میں کھیلتے چلے آ رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ان دو دنوں کے بدلے ان سے بہتر دن عطا کر دیئے ہیں، ایک عید الفطر کا دن ہے اور دوسرا عید الاضحی کا۔''

شرح: ..... رسول اللہ ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو باشندگانِ مدینہ سال میں دو روز جشن اور تہوار منایا کرتے تھے، گویا یہ ان کے قومی دن تھے، ایک کا نام ''نیروز'' اور دوسرے کا نام ''مہرجان'' تھا۔ لغت کی معروف کتاب ''القاموس'' میں ہے: ''نیروز'' سال کے پہلے دن کو کہا جاتا ہے، یہ فارسی لفظ ''نوروز'' (نیا دن) سے معرَّب (عربی بنایا گیا) ہے۔ اس کی مزید تفصیل یوں ہے کہ یہ وہ پہلا دن ہے جب آفتاب اپنی گردش کے دوران ''برج حمل'' میں آتا ہے اور اسی دن سے شمسی سال کا آغاز ہوتا ہے، جس طرح قمری سال کی ابتدا محرم الحرام کے پہلے دن سے ہوتی ہے اور ''مہرجان'' نیروز کے بالمقابل وہ پہلا دن ہے، جب سورج ''برج میزان'' سے آ کر ٹکراتا ہے، یہ دونوں دن آب و ہوا کے لحاظ سے انتہائی معتدل ہوتے ہیں، ان ایام میں گرمی زیادہ ہوتی ہے نہ سردی، دن رات بھی برابر ہو جاتے ہیں، موسم حد درجہ خوشگوار اور پر کیف ہوتا ہے، ایسے لگتا ہے کہ پرانے بزرگوں، جو علم فلکیات کے ماہر و شناور تھے، موسموں

(۲۸۲٦) تخریج: ..... اسناده صحیح۔ أخرجه أبوداود: ۱۱۳٤، والنسائی: ۳/ ۱۷۹ (انظر: ۱۲۰۰٦، ۱۳٦۲۲)

کے تیوروں سے خوب آشنا اور ان کے انسانی طبائع پر اثرات سے واقف تھے، نے ان دو دنوں کو اجتماعی میل ملاپ اور رقص و سرور، جشن و تہوار اور خوشی کے لیے مقرر کر دیا، اس دور کے لوگوں، جو ان کے مقام و مرتبہ اور علم و فضل کے معترف تھے، نے ان کے اس تقرر کو تسلیم کیا۔ لیکن جب پیغمبرِ آخر الزمان ﷺ تشریف لائے تو انھوں نے جاہلیت کے سیانوں کے اس فلسفہ کو باطل قرار دیا اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی بنیاد رکھی۔

(۲۸۲۷) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُقْبَةَ بْنِ الْفَاكِهِ عَنْ جَدِّهِ الْفَاكِهِ بْنِ سَعْدٍ ؓ وَكَانَ لَهُ صُحْبَةٌ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَوْمَ عَرَفَةَ وَيَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ النَّحْرِ، قَالَ وَكَانَ الْفَاكِهُ ابْنُ سَعْدٍ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالْغُسْلِ فِي هٰذِهِ الْأَيَّامِ۔ (مسند احمد: ۱۶۸٤۰)

''سیّدنا فاکہ بن سعد ؓ، جو کہ صحابی تھے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ، عرفہ، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دنوں میں غسل کرتے تھے۔ اسی مناسبت سے سیّدنا فاکہ ؓ بھی اپنے گھر والوں کو ان دنوں میں غسل کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔''

شرح:...... جمعۂ مبارکہ کے دن غسل کرنا کئی احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے۔

(۲۸۲۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ أَنَّ عُمَرَ رَأَى حُلَّةَ سِيَرَاءَ أَوْ حَرِيْرٍ تُبَاعُ، فَقَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: لَوِ اشْتَرَيْتَ هٰذِهِ تَلْبَسُهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لِلْوُفُوْدِ۔ قَالَ: ((إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ.)) (مسند احمد: ٤٧١٣)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا عمر ؓ نے ایک زرد رنگ کی دھاریوں والا، جس میں ریشم کی آمیزش تھی یا ریشمی حلّہ دیکھ کر نبی کریم ﷺ سے کہا: اگر آپ یہ خرید لیں اور جمعہ کے دن یا مختلف وفود کی آمد پر پہنا کریں۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ لباس وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں ہوتا۔''

شرح:...... صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِبْتَعْ هٰذَا فَتَجَمَّلْ بِهَا لِلْعِيْدِ وَالْوَفْدِ۔ یعنی: سیّدنا عمر ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ یہ حلّہ خرید لیں اور عید اور وفد کی آمد کے موقع پر یہ پہن کر خوبصورتی حاصل کیا کریں۔ اس حدیث سے عیدوں کے موقع پر اچھا لباس وغیرہ پہننے کا استدلال کرنا درست ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے سیّدنا عمر ؓ کے فہم اور مقصد کا ردّ نہیں کیا، بلکہ آپ ﷺ کی تردید کی بنیاد اس لباس کا ریشمی ہونا تھا۔ کئی ایک صحابہ کرام اور تابعین سے عید کے دن غسل کرنا ثابت ہے اور ائمہ اربعہ نے اس غسل کو مستحب سمجھا ہے۔

(۲۸۲۷) تخریج:...... اسناده ضعيف من أجل يوسف بن خالد بن عمير السمتي، فقد كذبه ابن معين، وأبو داود، والفلاس، وقال النسائي: متروك الحديث أخرجه ابن ماجه: ۱۳۱٦ (انظر: ۱٦۷۲۰)

(۲۸۲۸) تخريج:...... أخرجه البخاري: ۵۸٤۱، ومسلم: ۲۰٦۸ (انظر: ٤۷۱۳)

(۲۸۲۹) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ إِلَى الْعِيْدَيْنِ مِنْ طَرِيْقٍ وَيَرْجِعُ مِنْ طَرِيْقٍ أُخْرَى۔ (مسند احمد: ۵۸۷۹)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دونوں عیدوں کی نمازوں کے لیے ایک رستے سے جاتے تھے اور دوسرے رستے سے واپس لوٹتے تھے۔''

(۲۸۳۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا خَرَجَ إِلَى الْعِيْدَيْنِ رَجَعَ فِي غَيْرِ الطَّرِيْقِ الَّذِي خَرَجَ فِيْهِ۔ (مسند احمد: ۸۴۳۵)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب ایک راستے سے عِیْدَین کے لیے نکلتے تو دوسرے راستے سے لوٹتے تھے۔''

شرح:...... شارحین نے اس سنت کی درج ذیل مختلف وجوہات اور حکمتیں بیان کی ہیں:

دونوں راستوں والوں کو سلام کہنا

دونوں راستوں والوں کا آپ ﷺ سے برکت حاصل کرنا

مختلف حاجت مندوں کی ضروریات پوری کرنا

اسلام، اہل اسلام اور اس شعار کی عزت کا اظہار کرنا

اس کارِ خیر پر زمین کے زیادہ حصے کو گواہ بنانا

مذکورہ بالا تمام وجوہات کے ساتھ ساتھ مزید ان حکمتوں کی بنا پر، جو ہم سے مخفی ہیں۔ واللہ اعلم۔

2 ...... بَابُ مَشْرُوْعِيَّةِ خُرُوْجِ النِّسَاءِ إِلَى الْعِيْدَيْنِ
عورتوں کا عیدین کی طرف جانے کی مشروعیت

(۲۸۳۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ فِي الْعِيْدَيْنِ وَيُخْرِجُ أَهْلَهُ۔ (مسند احمد: ۱۴۹۷۵)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ خود بھی عیدین کے لیے جاتے اور اپنے گھر والوں کو بھی لے کر جاتے۔''

(۲۸۲۹) تخريج: ......صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف، لضعف عبد الله بن عمر العمري أخرجه ابوداود: ۱۱۵۶، وابن ماجه: ۱۲۹۹ (انظر: ۵۸۷۹)

(۲۸۳۰) تخريج: ......حسن لغيره، وهذا اسناد وقع فيه اضطراب أخرجه ابن ماجه: ۱۳۰۱، وابن خزيمة: ۱۴۶۸، وابن حبان: ۲۸۱۵، والحاكم: ۱/ ۲۹۶، والبيهقي: ۳/ ۳۰۸۔ وأخرجه عن جابر البخاري: ۹۸۶، وقال حديث جابر أصح (انظر: ۸۴۵۴)

(۲۸۳۱) تخريج: ......حسن لغيره، وهذا اسناد ضعيف، حجاج بن أرطاة ليس بذاك القوى وهو مدلس، وقد عنعن (انظر: ۱۴۹۱۳)

(۲۸۳۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُ بَنَاتِهِ وَنِسَائَهُ أَنْ يَخْرُجْنَ فِي الْعِيْدَيْنِ۔ (مسند احمد: ۲۰۵٤)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیٹیوں اور بیویوں کو حکم دیتے کہ وہ عیدین کے لیے جایا کریں۔''

(۲۸۳۳) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَدْ كَانَتْ تَخْرُجُ الْكَعَابُ مِنْ خِدْرِهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْعِيْدَيْنِ۔ (مسند احمد: ۲٦۰۲۸)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نوجوان لڑکی گھر کے کونے میں لٹکائے ہوئے پردے سے نکل کر رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر عیدین کی طرف جایا کرتی تھی۔''

شرح: ...... عام طور پر عرب لوگ اپنی کنواری نوجوان لڑکیوں کو گھر کے کونے میں پردہ لٹکا کر اس میں پابند کر دیتے تھے۔

(۲۸۳٤) عَنْ أُخْتِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((وَجَبَ الْخُرُوْجُ عَلٰى كُلِّ ذَاتِ نِطَاقٍ.)) (مسند احمد: ۲۷۵۵٤)

''سیّدنا عبد اللہ بن رواحہ انصاری رضی اللہ عنہ کی بہن بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر کمر میں پٹی باندھنے والی عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ (عید کے لیے) نکلے۔''

شرح: ...... کمر پر پٹی باندھنا عرب عورتوں کی عادت تھی۔

(۲۸۳۵) عَنْ هِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِأَبِي وَأُمِّي أَنْ نُخْرِجَ الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ وَالْحُيَّضَ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ النَّحْرِ، فَأَمَّا الْحُيَّضُ فَيَعْتَزِلْنَ الْمُصَلّٰى وَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ

''سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ، میرے ماں باپ آپ قربان ہوں، نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم نوجوان لڑکیوں، پردے والیوں اور حیض والی خواتین کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقع پر (عید گاہ کی طرف) نکالیں۔ البتہ حیض والی عورتوں کو چاہیے کہ وہ نماز کی جگہ سے علیحدہ رہیں اور خیر والے اس کام اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔ کسی نے

(۲۸۳۲) تخريج: ...... صحيح لغيره، حجاج بن أرطاة ليس بذاك القوى وهو مدلس، وقد عنعن أخرجه ابن ماجه: ۱۳۰۹ (انظر: ۲۰۵٤)

(۲۸۳۳) تخريج: ...... صحيح لغيره، على الواسطى متابَع أخرجه ابن ابى شيبة ۲/ ۱۸۲، وابن راهويه: ۱۳۵۸ (انظر: ۲۵۵۱۲)

(۲۸۳٤) تخريج: ...... اسناده ضعيف لابهام لامرأة من بنى عبد القيس أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ۲٤/ ۸٤٦، والطيالسى: ۱٦۲۲، والبيهقى: ۳/ ۳۰٦، والبخارى فى "التاريخ الكبير": ۱/ ۲۵۱ (انظر: ۲۷۰۱٤)

(۲۸۳۵) تخريج: ...... أخرجه البخارى: ۳۲٤، ۹۷٤، ۹۸۰، ۱٦۵۲، ومسلم: ۸۹۰ (انظر: ۲۰۷۸۹، ۲۰۷۹۳)

الْمُسْلِمِينَ، قَالَ: قِيلَ: أَرَأَيْتَ إِحْدَاهُنَّ لَا يَكُونُ لَهَا جِلْبَابٌ؟ قَالَ: ((فَلْتُلْبِسْهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا.)) (مسند احمد: ٢١٠٧٤)

آپ ﷺ سے کہا: اگر کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی بہن کو چاہیے کہ وہ اسے چادر دے دے۔''

شرح: ......عیدین کی نمازیں اسلام اور اہل اسلام کا عظیم شعار ہیں، عام طور پر عورتوں کا گھر نماز پڑھنا افضل ہے، اگر چہ مسجد میں آنا جائز ہے، لیکن عیدین کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے تمام عورتوں کو میدان میں آنے کا خاص حکم ارشاد فرمایا، بلکہ جو عورتیں ایام ماہواری میں صوم وصلاۃ سے بھی مستثنیٰ ہوتی ہیں، انھیں بھی عید گاہ میں پہنچنے کی تلقین کی، ہاں اتنا ضرور ہے کہ وہ جائے نماز سے علیحدہ ہو کر بیٹھیں۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے سامنے جب یہ عذر پیش کیا گیا کہ اگر کوئی عورت چادر نہ ہونے کی وجہ سے نمازِ عید کے لیے نہ جا سکے تو آیا اس پر کوئی حرج ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی کوئی سہیلی اسے چادر دے دے۔ بس انھیں چاہئے کہ وہ خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں''۔

معلوم نہیں کہ بعض احباب واضح نصوص کے باوجود عورتوں کو عید گاہ میں جانے سے کیوں روکتے ہیں؟ کیا ایسے لوگوں کے گھروں میں بسنے والی عورتیں حج وعمرہ کے لیے سفر نہیں کرتیں؟ شادی کی دعوتوں کے لیے دور دور کے سفر نہیں کرتیں؟ کیا وہ دوسرے لوگوں کے غموں میں شریک نہیں ہوتیں؟ کیا وہ خریداری کے لیے بازار نہیں جاتیں؟ کیا وہ کام کاج کے لیے کھیتوں، سکولوں اور دوسرے اداروں میں نہیں جاتیں؟ کیا وجہ ہے کہ ان کو عیدین کی نماز سے روکنے کے لیے ان لوگوں کے دماغوں میں مختلف نکات اور شبہات جنم لیتے ہیں؟ جبکہ احادیثِ مبارکہ میں ان کو تاکید کے ساتھ شریک ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔ (فالی اللہ المشتکی)

3 ..... باب استحباب الاكل قبل الخروج فى الفطر دون الاضحى والكلام على وقت الصلاة فيهما

عید الفطر کے موقع پر نکلنے سے پہلے کھانے کا مستحب ہونا، نہ کہ عید الاضحیٰ میں اور ان دونوں میں نماز کے وقت پر کلام کرنے کا بیان

(٢٨٣٦) عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَنْبَأَنَا عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا يَغْدُوَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَطْعَمَ فَلْيَفْعَلْ، قَالَ: فَلَمْ أَدَعْ أَنْ آكُلَ قَبْلَ أَنْ

''عطاء کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: اگر تمہیں طاقت ہو کہ تم عید الفطر کے موقع پر کچھ کھا کر ہی جاؤ تو ایسے ہی کیا کرو۔ جب سے میں نے یہ بات ان سے سنی، اس وقت سے صبح جانے سے پہلے کھانا کھانا

(٢٨٣٦) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه عبد الرزاق: ٥٧٣٤، والطبراني فى "الكبير": ١١٤٢٧، وأخرج بنحوه ابن ابى شيبة: ٢/ ١٦٠، والدارقطنى: ٢/ ٤٤ (انظر: ٢٨٦٦)

أَغْدُوَا مُنْذُ سَمِعْتُ ذٰلِكَ مِنَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَآكُلُ مِنْ طَرَفِ الصَّرِيْقَةِ الْأُكْلَةَ أَوْ أَشْرَبُ اللَّبَنَ أَوِ الْمَاءَ، قُلْتُ: فَعَلَامَ يُؤَوَّلُ هٰذَا؟ قَالَ: سَمِعَهُ أَظُنُّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كَانُوا لَا يَخْرُجُوْنَ حَتّٰى يَمْتَدَّ الضُّحٰى فَيَقُوْلُوْنَ نَطْعَمُ لِئَلَّا نَعْجَلَ عَنْ صَلَاتِنَا۔ (مسند احمد: ٢٨٦٦)

ترک نہ کیا، وہ روٹی کا لقمہ ہو جاتا یا دودھ یا پانی پی لیتا۔ ابن جریج نے عطاء سے سوال کیا: سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے اس قول کی کیا تاویل کی جائے گی؟ انھوں نے کہا: میرا تو یہی خیال ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہو گا۔ وہ اس وقت تک نہیں نکلتے تھے، جب تک روشنی لمبی نہ ہو جاتی تھی، یعنی دن چڑھ نہ آتا تھا، اور وہ کہتے تھے کہ وہ اس لیے کھانا کھاتے ہیں، تا کہ نماز سے جلدی نہ کرنی پڑے۔''

(٢٨٣٧) عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِي رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُفْطِرُ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ، وَكَانَ لَا يُصَلِّي قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَإِذَا قَضٰى صَلَاتَهُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ١١٢٤٤)

''سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر والے دن نکلنے سے پہلے ناشتہ کرتے تھے اور آپ ﷺ نماز عید سے قبل کوئی نفل نماز نہیں پڑھتے تھے، جب (عید کی) نماز پڑھ لیتے تو (گھر لوٹ کر) دو رکعت پڑھتے تھے۔''

شرح: ......دیگر احادیث صحیحہ میں یہ بات مذکورہ ہے کہ آپ ﷺ نے نہ نمازِ عید سے پہلے کوئی نماز پڑھی اور نہ اس کے بعد، لیکن اس حدیث سے پتہ چلا ہے کہ آپ ﷺ نے نمازِ عید کے بعد دو رکعت نماز ادا کی ہے، اس مقام پر جمع وتطبیق کی صورت یہ ہے کہ نفی کو عید گاہ پر محمول کیا جائے اور دو رکعت کے اثبات کو گھر پر، جیسا کہ ابن ماجہ (۱۲۹۳) میں ہے کہ آپ ﷺ جب گھر کو لوٹتے تو دو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔

(٢٨٣٨) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْفِطْرِ لَمْ يَخْرُجْ حَتّٰى يَأْكُلَ تَمَرَاتٍ يَأْكُلُهُنَّ أَفْرَادًا (وَفِي لَفْظٍ وِتْرًا) (مسند احمد: ١٢٢٩٣)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر والے دن اس وقت تک نہیں نکلتے تھے، جب تک کھجوریں نہ کھا لیتے تھے، آپ ﷺ طاق کھجوریں کھاتے تھے۔''

(٢٨٣٩) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ (بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ رضی اللہ عنہ) قَالَ: كَانَ

''سیّدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ عید الفطر والے دن نکلنے سے پہلے کچھ کھا لیتے تھے اور قربانی والے

(٢٨٣٧) تخريج: ......حسن۔ أخرجه أبويعلى ١٣٤٧، وابن خزيمة: ١٤٦٩، وأخرج قسمه الأول ابن ابى شيبة: ٢/ ١٦٢ (انظر: ١١٢٢٦)

(٢٨٣٨) تخريج: ......أخرجه البخارى: ٩٥٣(انظر: ١٢٢٦٨)

(٢٨٣٩) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ١٧٥٦، والترمذى: ٥٤٢ (انظر: ٢٢٩٨٣)

النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْفِطْرِ لَا يَخْرُجُ حَتّٰى يَطْعَمَ وَيَوْمَ النَّحْرِ لَا يَطْعَمُ حَتّٰى يَرْجِعَ۔ (مسند احمد: ٢٣٣٧١)

دن (عید سے) واپس آ کر کھاتے تھے۔"

(٢٨٤٠) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ) وَلَا يَأْكُلُ يَوْمَ الْأَضْحٰى حَتّٰى يَرْجِعَ فَيَأْكُلَ مِنْ أُضْحِيَتِهِ۔ (مسند احمد: ٢٣٣٧٢)

"(دوسری سند) اس میں ہے: آپ ﷺ عید الاضحیٰ والے دن کچھ نہیں کھاتے تھے، جب تک لوٹ نہ آتے تھے، پھر لوٹ کر اپنی قربانی کا گوشت کھاتے تھے۔"

(٢٨٤١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: مَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي يَوْمِ فِطْرٍ قَطُّ حَتّٰى يَأْكُلَ تَمَرَاتٍ، قَالَ: وَكَانَ أَنَسٌ يَأْكُلُ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ ثَلَاثًا، فَإِنْ أَرَادَ أَنْ يَزْدَادَ أَكَلَ خَمْسًا، فَإِنْ أَرَادَ أَنْ يَزْدَادَ أَكَلَ وِتْرًا۔ (مسند احمد: ١٣٤٦٠)

"سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن (عید گاہ کی طرف) نہیں جاتے تھے، مگر کھجوریں کھا کر۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ خود نکلنے سے پہلے تین کھجوریں کھاتے تھے، اگر زیادہ کھانے کا ارادہ ہوتا تو پانچ کھاتے اور اگر اس سے بھی زیادہ کا ارادہ ہوتا تو طاق کھاتے۔"

شرح: ......تمام احادیث اپنے مفہوم میں واضح ہیں۔ طاق سے مراد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی طرف اشارہ ہے، آپ ﷺ کئی امور میں اس چیز کا خیال رکھتے تھے۔

طاق عدد اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((ان اللہ وتر یحب الوتر فاوتروا یا اھل القران)) "یقیناً اللہ تعالیٰ طاق ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے۔ لہٰذا اے اہل قرآن وتر پڑھو۔" علامہ البانی اور ترمذی رحمہ اللہ نے اس کو (ابوداود: ۱۴۱۶، ترمذی: ۴۵۳) حسن قرار دیا ہے۔

(۴) بَابُ صَلَاةِ الْعِيْدِ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَلَا اِقَامَةٍ وَاتِّخَاذِ سُتْرَةٍ اَمَامَ الْاِمَامِ فِي الْمُصَلّٰى

خطبہ سے قبل اذان و اقامت کے بغیر نماز عید کے دو رکعت کے ہونے کا اور عید گاہ میں امام کے سامنے سترہ رکھنے کا بیان

تنبیہ: ......اگرچہ آپ ﷺ عیدین کی نمازوں میں سترہ رکھنے کا اہتمام کرتے تھے، لیکن اس باب کی احادیث میں اس چیز کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے۔

(٢٨٤٠) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(٢٨٤١) تخريج: ......حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف لضعف علي بن عاصم، وانظر: ١٦٣٣ (انظر: ١٣٤٢٦)

(۲۸٤۲) عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَبْدَأُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحٰى بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يَخْطُبُ فَتَكُوْنُ خُطْبَتُهُ الْأَمْرَ بِالْبَعْثِ وَالسَّرِيَّةِ۔ (مسند احمد: ١١٥٦٠)

''سیّدنا ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن خطبہ سے پہلے نماز سے ابتداء کرتے تھے، پھر خطبہ ارشاد فرماتے تھے اور آپ ﷺ کا خطبہ بھی لشکروں اور دستوں کو بھیجنے ہی کے متعلق ہوتا تھا۔''

شرح: ...... یقیناً اس حدیث کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ آپ ﷺ ہر عید کو یہ لشکر بھیجنے کا اہتمام کرتے تھے، بلکہ یہ ضرورت کے مطابق ہوتا تھا اور آپ ﷺ ان خطبوں میں صدقہ و خیرات اور تقوی و پارسائی کے موضوع پر بھی خطاب کرتے تھے۔ جیسا کہ باب کے تحت آنے والی احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ مزید دیکھیں، حدیث: ۲۸٦٥

(۲۸٤۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ أَشْهَدُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ فِي الْعِيْدِ ثُمَّ خَطَبَ فَرَأٰى أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَاءَ فَأَتَاهُنَّ فَذَكَّرَهُنَّ وَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْخُرْصَ وَالْخَاتَمَ وَالشَّيْءَ۔ (مسند احمد: ١٩٠٢)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ پر شہادت دیتا ہوں کہ آپ ﷺ نے عید میں خطبہ سے پہلے نماز پڑھی ہے، پھر خطبہ ارشاد فرمایا۔ پھر آپ ﷺ کو یہ خیال ہوا کہ عورتیں آپ ﷺ کی آواز نہیں سن سکیں، اس لیے آپ ﷺ ان کے پاس آئے، ان کو وعظ و نصیحت کی اور ان کو صدقہ کرنے کا حکم دیا، پس عورتوں نے اپنی بالیاں، انگوٹھیاں اور دوسری چیزیں (سیّدنا بلال ؓ کی جھولی میں) ڈالنا شروع کر دیں۔''

(۲۸٤٤) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ؓ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعِيْدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ۔ (مسند احمد: ٢١١٣٧)

''سیّدنا جابر بن سمرہ ؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک دو بار نہیں، (بلکہ کئی بار) عیدین کی نماز پڑھی، وہ اذان واقامت کے بغیر ہوتی تھی۔''

(۲۸٤۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: صَلّٰى نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ يَوْمَ فِطْرٍ رَكْعَتَيْنِ بِغَيْرِ

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو اذان واقامت کے بغیر عید الفطر کی دو رکعتیں پڑھائیں،

(۲۸٤۲) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه مطولا ومختصرا مسلم: ۸۸۹، والنسائی: ۳/ ۱۸۷، وابن ماجه: ۱۲۸۸ (انظر: ۱۱۳۱۵، ۱۱۵۳۹)

(۲۸٤۳) تخريج: ......أخرجه البخاری: ۱٤٤۹، و۱۹۸۳، مسلم: ۸۸٤ (انظر: ۱۹۰۲، ۱۹۸۳)

(۲۸٤٤) تخريج: ......أخرجه مسلم: ۸۸۷ (انظر: ۲۰۸٤۷)

(۲۸٤۵) تخريج: ......انظر: ۱٦۳۷

أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ ثُمَّ خَطَبَ بَعْدَ الصَّلَاةِ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ بِلَالٍ فَانْطَلَقَ إِلَى النِّسَاءِ فَخَطَبَهُنَّ ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا بَعْدَ مَا قَفَّى مِنْ عِنْدِهِنَّ أَنْ يَأْتِيَهُنَّ فَيَأْمُرَهُنَّ أَنْ يَتَصَدَّقْنَ۔ (مسند احمد: ٢١٦٩)

پھر نماز کے بعد آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا، پھر آپ ﷺ نے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور عورتوں کی طرف چل گئے اور ان کو خطاب کیا، پھر آپ ﷺ وہاں سے چلے گئے اور سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ ان کے پاس جائے اور ان کو صدقہ کرنے کا حکم دے۔"

شرح: ...... حدیث (۱۶۳۷) کے مطابق عورتوں کو آپ ﷺ نے خود صدقہ کرنے کا حکم دیا تھا، لیکن اس حدیث میں اس چیز کو سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے، اس تناقض کو یوں دور کیا جا سکتا ہے کہ پہلے آپ ﷺ نے ہی یہ حکم دیا، پھر سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو مزید تاکید کرنے کے لیے کہہ دیا اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض عورتوں نے آپ ﷺ کی آواز سنی ہو اور بعض کو سنانے کی ذمہ داری سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی گئی ہو۔ عام طور پر ہمارے ہاں عید کے روز صدقہ و خیرات کرنے پر کوئی توجہ نہیں کی جاتی، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر انسان نے اپنے گھر میں خوش رہنے یا خوشیوں کا ماحول پیدا کر لینے کو بہت کافی سمجھ رکھا ہے، جس کی وجہ سے غرباء وفقراء لوگوں کی خوشیوں کا پاس و لحاظ رکھنے کی فکر اور سوچ ان کے دماغوں میں پیدا ہی نہیں ہوتی، شریعت میں ایسا مزاج با کمال نہیں ہے۔

(٢٨٤٦) عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ مَوْلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ فِي يَوْمِ الْعِيْدِ يَقُوْلُ حِيْنَ صَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! كُلٌّ سُنَّةُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٦٢٠٧)

"مولائے ابن زبیر وہب بن کیسان کہتے ہیں: میں نے سیّدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو عید والے دن (خطبہ میں) یہ کہتے ہوئے سنا، جبکہ انھوں نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھ لی تھی،: اے لوگو! یہ سب کچھ اللہ کی سنت اور رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔"

شـــرح: ...... ان کی مراد یہ تھی کہ پہلے نماز پڑھنا اور اس کے بعد خطبہ دینا اللہ اور اس کے رسول کی سنت ہے۔ معلوم نہیں کہ بعض لوگوں نے ان واضح ترین احادیث کے باوجود اپنے آپ کو تکلف میں ڈال کر نماز عید سے پہلے بھی خطبے کو کیوں رواج دے رکھا ہے۔ اس کی ابتدا کیسے ہوئی؟ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶۶۰) کے فوائد۔

(٢٨٤٧) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ: أَشَهِدْتَّ الْعِيْدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَوْلَا مَكَانِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ لِصِغَرِيْ، قَالَ: خَرَجَ

"عبد الرحمن بن عابس کہتے ہیں: میں نے سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ عید میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں اور اگر میرا آپ ﷺ کے نزدیک مقام و مرتبہ نہ ہوتا تو میں کم سنی کی وجہ سے حاضر نہ

(٢٨٤٦) تخريج: ...... اسناده حسن۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٣١٩ (انظر: ١٦١٠٨)
(٢٨٤٧) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ٨٦٣، ٩٧٧، ٥٢٤٩ (انظر: ٣٤٨٧)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰی عِنْدَ دَارِ كَثِيْرِ بْنِ الصَّلْتِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ خَطَبَ لَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَلَا إِقَامَةً۔ (مسند احمد: ۲۰٦۲)

ہو سکتا، پھر انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نکلے اور کثیر بن صلت کے گھر کے پاس دو رکعتیں ادا کیں اور پھر خطبہ ارشاد فرمایا۔ انھوں نے اذان و اقامت کا ذکر نہیں کیا۔''

شرح: ......کثیر بن صلت کا گھر نبی کریم ﷺ کے بعد تعمیر ہوا تھا، سامعین کو سمجھانا مقصود ہے کہ جہاں آپ ﷺ نے نماز عید پڑھی تھی، وہ جگہ اس گھر کے قریب پڑتی ہے۔

(۲۸٤۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعِيْدَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكُلُّهُمْ صَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ۔ (مسند احمد: ۲۱۷۱)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور سیّدنا ابو بکر، سیّدنا عمر اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ عید میں حاضر ہوا، سب نے اذان و اقامت کے بغیر خطبہ سے پہلے نماز پڑھی۔''

(۲۸٤۹) عَنْ أَبِي يَعْقُوْبَ الْخَيَّاطِ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ الْفِطْرَ بِالْمَدِيْنَةِ فَأَرْسَلَ إِلٰى أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ فَسَأَلَهُ كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ أَبُو سَعِيْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ أَنْ يَخْطُبَ فَصَلّٰى يَوْمَئِذٍ قَبْلَ الْخُطْبَةِ۔ (مسند احمد: ۱۱۰۷٤)

''ابو یعقوب خیاط کہتے ہیں: میں مدینہ منورہ میں عید الفطر کی نماز کے موقع پر مصعب بن زبیر کے ساتھ حاضر تھا، انھوں نے یہ پوچھنے کے لیے سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ (یہ نماز) کیسے ادا کیا کرتے تھے، انھوں نے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ سے پہلے نماز پڑھتے تھے، پس اس نے بھی اس دن خطبہ سے قبل نماز پڑھی۔''

(۲۸۵۰) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْعِيْدَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ ثُمَّ خَطَبَنَا ثُمَّ نَزَلَ فَمَشٰى إِلَى النِّسَاءِ وَمَعَهُ بِلَالٌ لَيْسَ مَعَهُ غَيْرُهُ، فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اذان و اقامت کے بغیر ہمیں عیدین کی نماز پڑھائی، پھر ہمیں خطبہ دیا، اس کے بعد نیچے آ گئے اور عورتوں کی طرف چلے گئے، جبکہ آپ ﷺ کے ساتھ صرف سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ تھے، پس آپ ﷺ نے ان کو صدقہ کرنے کا حکم دیا، سو عورتوں نے

(۲۸٤۸) تخریج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ۱۱٤۷، وابن ماجه: ۱۲۷٤، وابن ابی شيبة: ۲/ ۱۷۰، وانظر الحديث السابق (انظر: ۲۰۰٤، ۲۱۷۱، ۳۲۲۵)

(۲۸٤۹) تخريج: ......حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف لجهالة أبي يعقوب الخيّاط انظر الحديث رقم: ۱٦۳٦ (انظر: ۱۱۰۵۹)

(۲۸۵۰) تخريج: ......أخرجه البخاري: ۹۷۸، ومسلم: ۸۸۵ (انظر: ۱٤۱٦۳، ۱٤۳۲۹)

تُومَتَهَا وَخَاتَمَهَا اِلٰی بِلَالٍ رضی اللہ عنہ۔ (مسند احمد: ۱٤۳۸۰)

بالیوں کے دانے اور موتی اور انگوٹھیاں سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی طرف ڈالنا شروع کر دیں۔‘‘

شرح:...... آپ ﷺ زمین پر ہی کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، اس حدیث کے الفاظ ’’اس کے بعد نیچے آ گئے‘‘ کا معنی یا تو یہ ہے کہ آپ ﷺ زمین کے کسی بلند حصے پر کھڑے تھے یا ان الفاظ سے راوی کی مراد ایک کام سے دوسرے کام کی طرف منتقل ہونا ہے۔ منبر کے ہونے یا نہ ہونے پر مزید گفتگو کے لیے حدیث نمبر (۲۸٦٦) دیکھیں۔

نیچے اترنے کے حوالے سے فاضل محترم شارہ اور دیگر شارحین کی توضیحات اپنی جگہ پر، لیکن سنن ابی داود (۲۸۱۰ کتاب الاضاحی باب فی الشاۃ یضحی بھا عن جماعہ) ’’میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں عید الاضحیٰ کے ضمن میں بیان ہوا ہے کہ آپ ﷺ خطبہ کے بعد اپنے منبر سے نیچے اترے۔ صاحب عون المعبود علامہ شمس الحق عظیم آبادی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: ((فیہ ثبوت وجود المنبر فی المصلی وان النبی ﷺ کان یخطب علیہ)) (عون المعبود: ۳/ ٥٦) اس حدیث سے عید گاہ میں منبر کے وجود کا ثبوت ملتا ہے اور یہ کہ نبی کریم ﷺ اس پر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عید گاہ میں منبر رکھا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب (عبداللہ رفیق)

فَصْلٌ فِیْ اِتِّخَاذِ الْحَرْبَةِ یَوْمَ الْعِیْدَیْنِ بَیْنَ یَدَیِ الْإِمَامِ

عیدین کے دن امام کے سامنے برچھی یا نیزہ گاڑھنے کا بیان

(۲۸٥۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيْدِ يَأْمُرُ بِالْحَرْبَةِ فَتُوضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّي اِلَيْهَا وَالنَّاسُ وَرَائَهُ، وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ ثُمَّ اتَّخَذَهَا الْأُمَرَاءُ۔ (مسند احمد: ٦۲۸٦)

’’سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب عید کے روز عید گاہ کی طرف جاتے تو حکم دیتے کہ برچھی کو آپ ﷺ کے سامنے گاڑھا جائے، پس آپ ﷺ اس کی طرف نماز پڑھتے، جبکہ لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہوتے، آپ ﷺ سفر میں اس چیز کا اہتمام کرتے تھے، پھر امراء نے بھی اس سنت کا اہتمام کیا۔‘‘

شرح: ...... حدیث نمبر (۴۴۴) میں سترہ کے موضوع پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ آج کل اکثر لوگ ان موقعوں پر سترہ وغیرہ کا کوئی اہتمام نہیں کرتے، جبکہ نبی کریم ﷺ تو گھر سے ہی ایسی چیز لانے کا حکم دیتے جس کو سترہ بنایا جاتا تھا۔

(۲۸٥۱) تخریج: ...... أخرجه البخاری: ٤۹٤، ومسلم: ٥۰۱ (انظر: ٦۲۸٦)

5 ..... بَابُ عَدَدِ التَّكْبِيْرَاتِ فِيْ صَلَاةِ الْعِيْدِ وَ مَحَلِّهَا

عید کی نماز میں تکبیرات کی تعداد اور ان کے محل کا بیان

(٢٨٥٢) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَبَّرَ فِي عِيْدٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ تَكْبِيْرَةً، سَبْعًا فِي الْأُوْلٰى، وَخَمْسًا فِي الْآخِرَةِ وَلَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا، قَالَ أَبِي وَأَنَا أَذْهَبُ إِلٰى هٰذَا۔ (مسند احمد: ٦٦٨٨)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عید کی نماز میں بارہ تکبیرات کہیں، پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں پانچ اور عید سے پہلے اور بعد میں کوئی (نفل) نماز نہیں پڑھتے تھے۔ عبد اللہ بن احمد کہتے ہیں: میرے باپ امام احمد نے کہا: اور میرا مسلک بھی یہی ہے (کہ بارہ تکبیرات کہی جائیں)۔''

(٢٨٥٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((التَّكْبِيْرُ فِي الْعِيْدَيْنِ سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَائَةِ وَخَمْسًا بَعْدَ الْقِرَائَةِ .)) (مسند احمد: ٨٦٦٤)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عیدین میں سات تکبیریں قراءت سے پہلے ہیں اور پانچ قراءت کے بعد۔''

شرح: ...... آخری جملے کے علاوہ اس حدیث کے شواہد موجود ہیں، نیز سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے عمل سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے: امام نافع کہتے ہیں: میں عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے موقع پر سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر ہوا، انھوں نے پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات تکبیرات اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیرات کہیں۔ (موطا امام مالک: ١/ ١٨٠، مسند شافعی: ١/ ١٥٧، سنن بیہقی: ٣/ ٢٨٨، وسندہ صحیح)

(٢٨٥٤) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْعِيْدَيْنِ سَبْعًا فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى، وَخَمْسًا فِي الْآخِرَةِ سِوَى تَكْبِيْرَتَيِ الرُّكُوْعِ۔ (مسند احمد: ٢٤٩١٣)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ عیدین کی نماز میں پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہتے تھے، یہ رکوع والی تکبیرات کے علاوہ ہوتی تھیں۔''

(٢٨٥٢) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ١٢٧٨، ابوداود: ١١٥١، ١١٥٢، وعبد الرزاق في "المصنف": ٥٦٧٧، والطحاوي في "شرح معاني الآثار": ٤/ ٣٤٣، والدارقطني: ٢/ ٤٧، والبيهقي: / ٢٨٥ (انظر: ٦٦٨٨)

(٢٨٥٣) تخريج: ......اسناده ضعيف، ابن لهيعة سيىء الحفظ، وقوله فيه: "وخمسا بعد القراءة" منكر (انظر: ٨٦٧٩)

(٢٨٥٤) تخريج: ......حسن لغيره، وهذا اسناد ضعيف لضعف ابن لهيعة، واضطرابه فيه أخرجه البيهقي: ٣/ ٢٨٧، والطحاوي في "شرح معاني الاثار": ٤/ ٣٤٤ (انظر: ٢٤٤٠٩)

(۲۸۵۵) عَنْ مَكْحُوْلٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَائِشَةَ وَكَانَ جَلِيْسًا لِأَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ دَعَا أَبَا مُوْسَى الْأَشْعَرِيَّ وَحُذَيْفَةَ ابْنَ الْيَمَانِ ﷺ فَقَالَ: كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكَبِّرُ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى؟ فَقَالَ أَبُو مُوْسٰى: كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ، تَكْبِيْرَهُ عَلَى الْجَنَائِزِ وَصَدَّقَهُ حُذَيْفَةُ، فَقَالَ أَبُو عَائِشَةَ فَمَا نَسِيْتُ بَعْدُ قَوْلَهُ تَكْبِيْرَهُ عَلَى الْجَنَائِزِ وَأَبُو عَائِشَةَ حَاضِرٌ سَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ۔ (مسند احمد: ۱۹۹۷۲)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہم نشین ابو عائشہ کہتے ہیں: سیّدنا سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے سیّدنا ابو موسی اشعری اور سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما کو بلایا اور پوچھا: رسول اللہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نمازوں میں تکبیرات کیسے کہتے تھے؟ سیّدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ نے کہا: (ہر رکعت میں) چار تکبیرات کہتے تھے، جیسے جنازے کی تکبیریں ہوتی ہیں۔ سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کی تصدیق کی۔ ابو عائشہ کہتے ہیں: میں اس کے بعد ان کی بات ''جیسے جنازے کی تکبیریں ہوتی ہیں'' کو نہیں بھول پایا۔ مکحول کہتے ہیں: ابو عائشہ سیّدنا سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر تھے۔''

شرح:...... عَنِ الْوَضِيْنِ بْنِ عَطَاءٍ، أَنَّ الْقَاسِمَ أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ، قَالَ: حَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ عِيْدٍ، فَكَبَّرَ أَرْبَعًا أَرْبَعًا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ حِيْنَ انْصَرَفَ قَالَ: ((لَاتَنْسَوْا كَتَكْبِيْرِ الْجَنَائِزِ .)) وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ، وَقَبَضَ إِبْهَامَهُ، يَعْنِي فِي صَلَاةِ الْعِيْدِ۔ (شرح المعانی للطحاوی: ٤/ ٣٤٥، سلسله صحيحه: ٢٩٩٧)

وضین بن عطاء کہتے: مجھ سے ابو عبد الرحمن قاسم نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ مجھے کسی صحابیٔ رسول نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عید کے روز نماز پڑھائی اور چار چار تکبیریں کہیں، پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''بھولنا نہیں، جنازے کی تکبیرات کی طرح (چار تکبیریں اس نماز میں بھی ہیں)''۔ پھر آپ ﷺ نے (بات سمجھانے کے لیے) انگوٹھا بند کر کے (بقیہ چار) انگلیوں کے ساتھ اشارہ کیا۔ اس سے مراد وہی چھ تکبیریں ہیں، جو ہمارے ہاں احناف کا طریقۂ کار ہے، یہ بھی مسنون عمل ہے، اگر پہلی رکعت کی تکبیر تحریمہ اور دوسری رکعت کی رکوع والی تکبیر کو شمار کیا جائے تو ہر رکعت میں تکبیرات کی تعداد چار چار اور کل آٹھ بنتی ہے، جن میں نمازِ عید کی خاص تکبیرات چھ ہیں، پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ سے پہلے تین اور دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے تین۔

(۲۸۵۵) تخريج: ......حديث حسن موقوفا، وهذا اسناد ضعيف لجهالة حال أبي عائشة أخرجه أبوداود: ۱۱۵۳، وابن ابی شيبة: ۲/ ۱۷۲، والبيهقی: ۳/ ۲۸۹، وله شواهد مرفوعة ضعيفة (انظر: ۱۹۷۳٤)

(۲۸۵۶) عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ فَرُّوخَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ عُثْمَانَ ﷺ الْعِيْدَ فَكَبَّرَ سَبْعًا وَخَمْسًا۔ (مسند احمد: ۵٤۲)

''عبد اللہ بن فروخ کہتے ہیں: میں نے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے عید کی نماز پڑھی، انہوں نے (پہلی رکعت میں) سات اور (دوسری رکعت میں) پانچ تکبیریں کہیں۔''

شرح: ...... بارہ تکبیرات پر دلالت کرنے والی مزید احادیث: سیّدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نمازِ عیدین کی پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیرات کہیں۔

(ترمذی: ۵۳۶، ابن ماجہ: ۱۲۷۹)

سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ عیدین میں پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں کہتے تھے۔ (ابن ماجہ: ۱۲۷۷)

سیّدنا عمر، سیّدنا علی، سیّدنا ابو ہریرہ، سیّدنا جابر، سیّدنا عبد اللہ بن عمر، سیّدنا عبد اللہ بن عباس، سیّدنا ابو ایوب، سیّدنا زید بن ثابت اور سیدہ عائشہ ﷺ اور امام احمد، امام شافعی اور امام مالک اور دیگر کئی ائمہ کا یہی مسلک ہے کہ نمازِ عیدین میں بارہ تکبیریں کہی جائیں۔ اس موضوع پر بعض احادیث میں ضعف ہے، لیکن وہ شواہد کی بنا پر صحیح ہیں۔ بہر حال اس باب میں مندرج احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ عیدین کی نمازوں میں زائد تکبیرات کے دو طریقے مسنون ہیں، ایک بارہ تکبیرات والا اور ایک چھ تکبیرات والا۔

6 ..... بَابُ مَا يُقْرَءُ بِهِ فِي الْعِيْدَيْنِ

عیدین میں قراءت کا بیان

(۲۸۵۷) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيْدَيْنِ بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ (مسند احمد: ۲۰۳٤۰)

''سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین کی نمازوں میں سورۂ اعلی اور سورۂ غاشیہ کی تلاوت کرتے تھے۔''

(۲۸۵۸) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ﷺ سَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ ﷺ بِمَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ

''عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیّدنا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ عید کی نماز میں کون سی قراءت کرتے تھے؟ انھوں نے کہا:

(۲۸۵٦) تخریج: ......اسناده ضعيف لضعف محبوب بن محرز، وجهالة ابراهيم بن عبد الله بن فروخ (انظر: ٥٤٢)

(۲۸۵۷) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه النسائی فی "الكبرى": ۱۷۷٤، والطبرانی فی "المعجم الكبير": ٦٧٧٧، والطحاوی فی "شرح معانی الآثار": ۱/ ٤۱۳ (انظر: ۲۰۰۸۰، ۲۰۲۱۷)

(۲۸۵۸) تخريج: ......أخرجه مسلم: ۸۹۱ (انظر: ۲۱۸۹٦)

فِی الْعِیْدِ؟ (وَفِی رِوَایَةٍ فِی الْعِیْدَیْنِ) قَالَ: كَانَ یَقْرَأُ بِـ ﴿قٓ﴾ وَ ﴿اِقْتَرَبَتْ﴾۔ (مسند احمد: ۲۲۲٤۱)

آپ ﷺ سورۂ ق اور سورۂ قمر کی تلاوت کرتے تھے۔''

شرح: ...... دونوں سورتیں تین تین رکوعات پر مشتمل ہیں۔

(۲۸۵۹) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ ﷛ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَرَأَ فِی الْعِیْدَیْنِ بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰی﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ﴾ وَإِنْ وَافَقَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ قَرَأَ بِهِمَا جَمِیْعًا (وَفِی رِوَایَةٍ) فَرُبَّمَا اجْتَمَعَ الْعِیْدُ وَالْجُمُعَةُ فَقَرَأَ بِهَاتَیْنِ السُّوْرَتَیْنِ۔ (مسند احمد: ۱۸۵۷۳)

''سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دونوں عیدوں کی نمازوں میں سورۂ اعلی اور سورۂ غاشیہ کی تلاوت کی اور اگر اس دن جمعہ کا دن آ جاتا تو دونوں نمازوں میں ان ہی کی تلاوت کرتے۔ ایک روایت میں ہے: اگر عید اور جمعہ جمع ہو جاتے تو پھر بھی ان ہی سورتوں کی تلاوت کرتے۔''

(۲۸٦۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷛ قَالَ: صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعِیْدَ رَكْعَتَیْنِ لَا یَقْرَأُ فِیْهِمَا إِلَّا بِأُمِّ الْكِتَابِ لَمْ یَزِدْ عَلَیْهَا شَیْئًا۔ (مسند احمد: ۲۱۷٤)

''سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید کی دو رکعت نماز پڑھائی، آپ ﷺ نے دونوں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھا، یعنی سورۂ فاتحہ سے زائد کوئی (آیت یا سورت) نہ پڑھی۔''

شرح: ...... مسئلہ تو انتہائی واضح ہے، لیکن اکثر مقامات پر ان سورتوں کی تلاوت کا کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا۔ حدیث کی تخریج میں حدیث کے ضعیف ہونے کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ صحیح احادیث میں عیدین کی نماز میں فاتحہ کے علاوہ سورۃ اعلیٰ اور سورۃ غاشیہ پڑھنے کا صریح تذکرہ آ رہا ہے۔ اور یہ مسنون ہے۔ اور اسی پر عمل ہونا چاہیے۔ باقی یہ بھی واضح ہے اور دلائل سے ثابت ہے کہ نماز میں فاتحہ کے علاوہ قراءت فرض نہیں۔ (عبداللہ رفیق)

7 ..... باب خطبة العیدین وأحكامها ووعظ النساء وحثهن علی الصدقة

عیدین کے خطبہ اور اس کے احکامات کا بیان، اور عورتوں کو وعظ کرنے اور ان کو صدقہ کرنے پر ابھارنے کا بیان

(۲۸٦۱) عَنْ جَابِرٍ (بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷛)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں عید کے موقع پر

(۲۸۵۹) تخریج: ......أخرجه مسلم: ۸۷۸ (انظر: ۱۸۳۸۳، ۱۸٤۰۹)

(۲۸٦۰) تخریج: ......اسناده ضعیف، حنظلة السدوسی تركه یحیی بن سعید القطان، وضعفه احمد وابن معین، والنسائی وابوحاتم، وكان قد اختلط بأخَرَة حتی كان لا یدری ما یحدث، وشهر بن حوشب مختلف فیه أخرجه دون تقیید بصلاة العیدین أبویعلی: ۲۵٦۱، والطبرانی: ۱۳۰۱٦، والبیهقی: ۲/ ٦۲ (انظر: ۲۱۷٤)

(۲۸٦۱) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۹۵۸، ۹٦۱ و مسلم: ۸۸۵ (انظر: ۱٤۱٦۳، ۱٤٤۲۰)

قَـالَ: شَهِدْتُ الصَّلَاةَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي يَوْمِ عِيْـدٍ فَبَـدَأَ بِـالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَـامَةٍ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَامَ مُتَوَكِّئًا عَـلٰـى بِلَالٍ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَوَعَظَ الـنَّـاسَ وَذَكَّرَهُمْ وَحَثَّهُمْ عَلٰى طَاعَتِهِ، ثُمَّ مَـضٰـى إِلَـى الـنِّسَـاءِ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَمَرَهُنَّ بِتَـقْـوَى الـلّٰهِ وَوَعَظَهُنَّ وَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَـلَيْـهِ وَحَثَّهُـنَّ عَـلٰـى طَاعَتِـهِ، ثُمَّ قَالَ: ((تَـصَـدَّقْنَ فَإِنَّ أَكْثَرَكُنَّ حَطَبُ جَهَنَّمَ.)) فَـقَـالَـتِ امْـرَأَةٌ مِـنْ سَفِلَةِ النِّسَاءِ سَفْعَاءُ الْـخَدَّيْنِ: لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لِأَنَّكُنَّ تُـكْثِـرْنَ الشَّـكَـاةَ وَتَـكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ.)) فَـجَـعَـلْـنَ يَـنْـزِعْـنَ حُـلِيَّهُنَّ وَقَلَائِدَهُنَّ وَقِـرَطَتَهُنَّ وَخَوَاتِيْمَهُنَّ يَقْذِفْنَ بِهِ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ يَتَـصَـدَّقْـنَ بِـهِ۔ (مسـنـد احـمـد: ١٤٤٧٣)

نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز میں موجود تھا، آپ ﷺ نے اذان و اقامت کے بغیر خطبہ سے پہلے نماز سے آغاز کیا، تکمیلِ نماز کے بعد آپ ﷺ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوگئے، اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کی اور ان کو اپنی اطاعت کرنے پر رغبت دلائی، پھر آپ ﷺ عورتوں کی طرف چلے گئے، جبکہ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ پس آپ ﷺ نے ان کو اللہ سے ڈرنے کا حکم دیا اور مزید وعظ و نصیحت کی، وہاں بھی آپ ﷺ نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی تھی، آپ ﷺ نے ان کو اپنی اطاعت پر آمادہ کیا اور پھر فرمایا: ''صدقہ کیا کرو، پس بے شک تم میں سے اکثر خواتین جہنم کا ایندھن ہیں۔ نچلے درجے کی عورتوں میں سے ایک سیاہ رخساروں والی عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس لیے کہ تم شکوہ بہت کرتی ہو، اور خاوندوں کی ناشکری کرتی ہو۔'' اس کے بعد عورتیں شروع ہوئیں اور صدقہ کرنے کے لیے اپنے زیورات، ہار، بالیاں اور انگوٹھیاں اتار اتار کر سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں پھینکنے لگیں۔''

شرح: ......شکوہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ عورتیں اپنی کم عقلی اور قلتِ معرفت کی بنا پر اپنے اوپر کئے گئے احسان کی قدر نہیں کرتیں اور کوئی قابل اعتراض بات دیکھ کر بہت جلد ناشکری کرنے لگتی ہیں۔

(٢٨٦٢) عَـنْ عَبْدِاللّٰهِ (بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ الـنِّسَـاءِ! وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ فَإِنَّكُنَّ أَكْثَرُ أَهْلِ الـنَّـارِ.)) فَـقَـامَتِ امْرَأَةٌ لَيْسَتْ مِنْ عِلْيَةِ الـنِّسَـاءِ فَـقَـالَـتْ: لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ:

''سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کیا کرو، اگرچہ اپنے زیورات میں سے ہو، کیونکہ تم میں سے اکثر آگ والیاں ہیں۔'' ایک عورت، جو اشراف عورتوں میں سے نہیں تھی، کھڑی ہوئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کی کیا وجہ ہے؟

(٢٨٦٢) تـخـريـج: ......صحيح لغيره۔ أخرجه الحميدي: ٩٢، والنسائي في "الكبرى": ٩٢٥٧، وابن ابي شيبة: ٣/ ١١٠، والحاكم: ٢/ ١٩٠، والطيالسي: ٣٨٤ (انظر: ٣٥٦٩، ٤١٥١)

((لَأَنَّكُنَّ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ .)) (مسند احمد: ۳۵۶۹)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس لیے کہ تم لعن طعن (اور گالی گلوچ) بہت کرتی ہو اور خاوندوں کی ناشکری کرتی ہو۔''

شرح: ......آپ ﷺ نے جن وجوہات کی بنا پر عورتوں کی اکثریت کو جہنمی قرار دیا، اکثر خواتین ان برائیوں میں بری طرح مبتلا ہیں، میں یہاں یہ لکھ دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ بعض عالی مرتبہ لوگوں کے گھرانوں کے بارے میں میرا بڑا حسن ظن تھا کہ یہاں میاں بیوی کے حالات بہت مناسب ہوں گے، لیکن جب ان کے ساتھ بیٹھنے کا اتفاق ہوا تو ان کی خواتین کو بھی ان برائیوں کا مصداق پایا۔ اور وائے مصیبت! آپ ﷺ نے ان برائیوں کے اثر کو ختم کرنے کے لیے جس عمل کی تجویز دی اور صدقہ وخیرات کرنے کا حکم دیا، عورتوں کی بھاری اکثریت ایسا کرنے سے محروم اور غافل ہے۔

(۲۸۶۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: شَهِدْتُ الصَّلَاةَ يَوْمَ الْفِطْرِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكُلُّهُمْ كَانَ يُصَلِّيهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدُ، قَالَ: فَنَزَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِيْنَ يُجَلِّسُ الرِّجَالَ بِيَدِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَشُقُّهُمْ حَتّٰى جَاءَ النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَائَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا....﴾ فَتَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ حَتّٰى فَرَغَ مِنْهَا، ثُمَّ قَالَ حِيْنَ فَرَغَ مِنْهَا: ((أَنْتُنَّ عَلٰى ذٰلِكَ؟)) فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ لَمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا مِنْهُنَّ: نَعَمْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! لَا يَدْرِي حَسَنٌ مَنْ هِيَ، قَالَ: ((فَتَصَدَّقْنَ .)) قَالَ: فَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهُ ثُمَّ قَالَ: هَلُمَّ لَكُنَّ فِدَاكُنَّ أَبِي وَأُمِّي، فَجَعَلْنَ يُلْقِيْنَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِمَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ، قَالَ ابْنُ بَكْرٍ: اَلْخَوَاتِيْمَ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ) ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا فَجَمَعَهُ فِي ثَوْبٍ حَتّٰى أَمْضَاهُ۔ (مسند احمد: ۳۰۶۳)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ اور سیّدنا ابوبکر، سیّدنا عمر اور سیّدنا عثمان ؓ کے ساتھ عید الفطر کے دن نماز میں حاضر ہوا ہوں، یہ سب لوگ خطبہ سے پہلے نماز پڑھتے تھے، اس کے بعد خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ نبی کریم ﷺ (خطبۂ عید سے فارغ ہو کر) نیچے اترے اور گویا کہ میں اب بھی آپ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ جب آپ اپنے ہاتھ سے لوگوں کو بٹھا رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ ان کو چیرتے ہوئے آگے بڑھے اور عورتوں کے پاس پہنچ گئے، جبکہ آپ ﷺ کے ساتھ سیّدنا بلال ؓ بھی تھے، آپ ﷺ نے وہاں یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا....﴾ (اے نبی! جب تیرے پاس مومن عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کے لیے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی ......) پوری آیت کی تلاوت کی، جب اس سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''کیا تم اسی (بیعت) پر پابند ہو؟'' ایک عورت نے جواب دیا: جی ہاں، اے اللہ کے نبی، کوئی اور عورت نہیں بولی، حسن راوی نہیں جانتا کہ وہ کون تھی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ کرو۔'' پس

(۲۸۶۳) تخريج: ......أخرجه البخاری: ۹۷۹، ومسلم: ۸۸٤ (انظر: ۳۰۶۳)

سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے کپڑا بچھایا اور کہا: لاؤ، میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں، سو وہ بڑی انگوٹھیاں اور چھوٹی انگوٹھیاں سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، انھوں نے سب کچھ کپڑے میں اکٹھا کرلیا، پھر وہ چلے گئے۔''

شرح: ......آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے موقع پر زمین پر ہی کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، منبر کے ہونے یا نہ ہونے پر مزید گفتگو کے لیے حدیث نمبر (۲۸۵۰) دیکھیں۔

(۲۸٦٤) عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ، فَلَمَّا فَرَغَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ فَأَتَى النِّسَاءَ فَذَكَّرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلٰى يَدِ بِلَالٍ وَبِلَالٌ بَاسِطٌ ثَوْبَهُ يُلْقِيْنَ فِيْهِ النِّسَاءُ صَدَقَةً، قَالَ: تُلْقِي الْمَرْأَةُ فَتَخَهَا وَيُلْقِيْنَ قَالَ ابْنُ بَكْرٍ فَتَخَتَهَا۔ (مسند احمد: ١٤٢١٠)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن کھڑے ہوئے اور خطبہ سے پہلے نماز سے ابتدا کی، پھر لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا، جب اس سے فارغ ہوئے تو اترے اور عورتوں کے پاس آکر ان کو وعظ و نصیحت کی، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے اور وہ اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے تھے اور عورتیں اس میں اپنا صدقہ ڈال رہی تھیں، اور بڑی بڑی انگوٹھیاں اور دوسرے زیورات صدقہ کر رہی تھیں۔''

(۲۸٦٥) عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْرُجُ يَوْمَ الْعِيْدِ فِي الْفِطْرِ "وَفِي رِوَايَةٍ وَالْأَضْحٰى" فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ تَيْنِكَ الرَّكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ فَيَسْتَقْبِلُ النَّاسَ وَهُمْ جُلُوْسٌ فَيَقُوْلُ: ((تَصَدَّقُوا، تَصَدَّقُوا، تَصَدَّقُوا.)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ: فَكَانَ أَكْثَرَ مَا يَتَصَدَّقُ مِنَ النَّاسِ

''سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن نکلتے، لوگوں کو عید کی دو رکعت نماز پڑھاتے، پھر آگے بڑھتے اور لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے، جبکہ لوگ بیٹھے ہوتے، پھر فرماتے: ''صدقہ کرو، صدقہ کرو، صدقہ کرو۔'' لوگوں میں سب سے زیادہ عورتیں اپنی بالیوں، انگوٹھیوں اور دوسری چیزوں کی صورت میں صدقہ کرتیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر کوئی لشکر بھیجنے کی ضرورت ہوتی تو اس کا ذکر

(۲۸٦٤) تخريج: ......أخرجه البخاري: ۹٥۸، ۹٦۱، ۹۷۸، ومسلم: ۸۸٥ (انظر: ١٤١٦٣)

(۲۸٦٥) تخريج: ......أخرجه مطولا ومختصرا مسلم: ۸۸۹، والنسائي: ۳/ ۱۸۷، وابن ماجه: ۱۲۸۸ (انظر: ١١٣١٥)

النِّسَاءُ بِالْقُرْطِ وَالْخَاتَمِ وَالشَّيْءِ، فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ فِي الْبَعْثِ ذَكَرَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ انْصَرَفَ (وَفِي رِوَايَةٍ) وَإِنْ كَانَ يُرِيْدُ أَنْ يَضْرِبَ عَلَى النَّاسِ بَعْثًا ذَكَرَهُ وَإِلَّا انْصَرَفَ۔ (مسند احمد: ۱۱۳۳۵)

کرتے، اور اگر ایسی کوئی صورت نہ ہوتی تو واپس پلٹ جاتے۔''

(۲۸۶٦) عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ: أَخْرَجَ مَرْوَانُ الْمِنْبَرَ فِي يَوْمِ عِيْدٍ وَلَمْ يَكُنْ يُخْرَجُ بِهِ، وَبَدَأَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَلَمْ يَكُنْ يُبْدَأُ بِهَا، قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَامَرْوَانُ! خَالَفْتَ السُّنَّةَ أَخْرَجْتَ الْمِنْبَرَ يَوْمَ عِيْدٍ وَلَمْ يَكُ يُخْرَجُ بِهِ فِي يَوْمِ عِيْدٍ، وَبَدَأْتَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَلَمْ يَكُ يُبْدَأُ بِهَا۔ قَالَ: فَقَالَ أَبُو سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوا: فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ۔ قَالَ: فَقَالَ أَبُو سَعِيْدٍ: أَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضٰى مَا عَلَيْهِ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا، فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يُغَيِّرَهُ بِيَدِهِ فَلْيَفْعَلْ، وَقَالَ مَرَّةً فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ بِيَدِهِ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ بِلِسَانِهِ فَبِقَلْبِهِ وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ۔)) (مسند احمد: ۱۱۰۸۹)

''سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مروان نے عید والے دن (عید گاہ میں) منبر رکھوایا، جبکہ یہ اس سے پہلے نہیں نکالا جاتا تھا اور نماز سے پہلے خطبے سے ابتدا کی، جبکہ اس سے نہیں، بلکہ نماز سے ابتدا کی جاتی تھی۔ ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: مروان! تو نے سنت کی مخالفت کی ہے، تو نے آج عید کے دن منبر نکالا ہے، جبکہ اسے نہیں نکالا جاتا تھا اور تو نے نماز سے پہلے خطبہ سے ابتدا کی ہے، حالانکہ خطبہ سے تو ابتدا نہیں کی جاتی تھی۔ سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ آدمی کون ہے؟ لوگوں نے کہا: فلاں بن فلاں ہے۔ پھر انھوں نے کہا؛ اس شخص نے تو اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے اور اسے ہاتھ سے روکنے کی طاقت ہو تو وہ اس کو روکے، اگر ہاتھ سے ایسا کرنے کی طاقت نہ رکھے تو زبان سے روکے، اگر زبان سے بھی قدرت نہ ہو تو دل سے (برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔''

شرح: ...... یہ مروان بن حکم تھا، جو اس وقت مدینہ منورہ کا گورنر تھا۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایات کے مطابق مروان کو عملی طور پر روکنے والے سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ خود تھے، لیکن اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کام کرنے والا کوئی اور شخص تھا۔ یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ مختلف قسم کے دو واقعات ہیں۔ عید کے خطبہ سے پہلے نماز پڑھنا، یہی

(۲۸٦٦) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٤٩ (انظر: ١١٠٧٣/أ)

نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین کی سنت ہے۔ابن قدامہ نے کہا: اس مسئلہ میں مسلمانوں نے کوئی اختلاف نہیں کیا، سوائے بنوامیہ کے۔اس ضمن میں جن روایات کے مطابق یہ عمل سیّدنا عمر یا سیّدنا عثمان یا سیّدنا معاویہ یا سیّدنا عبداللہ بن زبیر ﷺ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کہ انھوں نے نماز سے پہلے خطبہ کا رواج دیا تھا، وہ سنداً قوی نہیں ہیں، صحیح مسلم کی روایت سے یہی معلوم ہوتا کہ مروان نے سب سے پہلے ان دو امور کو ایجاد کیا۔لیکن ان حقائق کے باوجود آج بھی اکثر و بیشتر مقامات پر عیدین کا آغاز خطبہ سے ہی کیا جاتا ہے۔سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے تو عید کا خطبہ سے آغاز کرنے کو برائی سے تعبیر کیا ہے۔مزید آنے والی حدیث پر غور کریں۔

یہ بھی ممکن ہے کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے پہلے خود مروان کو روکا ہو۔ بعد مین کسی اور آدمی نے بھی یہی بات کی تو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اس کی تائید وحمایت کی اور برائی سے روکنے کے بارے میں مذکورہ حدیث سنائی۔ (عبداللہ رفیق)

(٢٨٦٧) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا فِي الْمُصَلّٰى يَوْمَ أَضْحٰى فَأَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ أَوَّلَ نُسُكِ يَوْمِكُمْ هٰذَا الصَّلَاةُ.)) قَالَ: فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَ النَّاسَ بِوَجْهِهِ وَأُعْطِيَ قَوْسًا أَوْ عَصًا فَاتَّكَأَ عَلَيْهِ، فَحَمِدَ لِلّٰهِ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَأَمَرَهُمْ وَنَهَاهُمْ وَقَالَ: ((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ عَجَّلَ ذَبْحًا فَإِنَّمَا هِيَ جَزَرَةٌ أَطْعَمَهُ أَهْلَهُ، إِنَّمَا الذَّبْحُ بَعْدَ الصَّلَاةِ.)) فَقَامَ إِلَيْهِ خَالِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ فَقَالَ: أَنَا عَجَّلْتُ ذَبْحَ شَاتِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لِيُصْنَعَ لَنَا طَعَامٌ نَجْتَمِعُ عَلَيْهِ إِذَا رَجَعْنَا، وَعِنْدِي جَذَعَةٌ مِنْ مَعْزٍ هِيَ أَوْفٰى مِنَ الَّذِي ذَبَحْتُ أَفَتُغْنِي عَنِّي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ.)) قَالَ: ثُمَّ قَالَ:

''سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم عید الاضحیٰ والے دن عید گاہ میں بیٹھے ہوئے تھے، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، لوگوں کو سلام کہا اور فرمایا: ''تمہارے اس دن کی پہلی عبادت نماز ہے''۔ پھر آپ ﷺ آگے بڑھے، دو رکعت نماز پڑھائی اور سلام پھیرنے کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، پھر آپ ﷺ کو کمان یا لاٹھی دی گئی، آپ ﷺ نے اس پر ٹیک لگائی اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد لوگوں کو بعض امور کا حکم دیا اور بعض سے منع کیا اور پھر فرمایا: ''تم میں سے جس شخص نے جلدی کی اور قربانی (نماز سے پہلے) ذبح کر دی تو وہ تو محض گوشت ہے جو اس نے اپنے گھر والوں کو کھلایا ہے، قربانی نماز عید کے بعد ہوتی ہے۔'' یہ سن کر میرے ماموں سیّدنا ابو بریدہ بن نیار رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی طرف کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنی بکری کی قربانی جلدی کر بیٹھا ہوں، میرا مقصد تو یہ تھا کہ اتنے میں کھانا تیار ہو جائے گا اور ہم واپس آ کر اکٹھا کھانا کھائیں گے، اب میرے پاس بکری کا ایک سال کا (کھیرا) بچہ ہے، لیکن یہ میرے ذبح

(٢٨٦٧) تخريج: ......حديث صحيح بطرقه و شواهده أخرجه مختصرا أبو داود: ١١٤٥ بلفظ: ان النبي ﷺ نول يوم العيد قوسا فخطب عليه۔ (انظر: ١٨٤٩٠)

﴿يَا بِلَالُ!﴾ قَالَ: فَمَشَى وَاتَّبَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى أَتَى النِّسَاءَ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ النِّسْوَانِ! تَصَدَّقْنَ، اَلصَّدَقَةُ خَيْرٌ لَكُنَّ.)) قَالَ: فَمَا رَأَيْتُ يَوْمًا قَطُّ أَكْثَرَ خَدَمَةً مَقْطُوْعَةً وَقِلَادَةً وَقُرْطًا مِنْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ۔ (مسند احمد: ١٨٦٨٢)

کیے ہوئے جانور سے موٹا ہے، کیا وہ مجھے کفایت کر سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، لیکن تیرے بعد کسی سے کفایت نہیں کرے گا''۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے بلال!'' پس سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ چل پڑے اور رسول ﷺ بھی ان کے پیچھے ہو لیے، یہاں تک کہ عورتوں کے پاس پہنچ گئے اور (ان کو خطبہ دیتے ہوئے) فرمایا: ''اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کیا کرو، صدقہ کرنا تمہارے لیے بہتر ہے۔ (پھر عورتوں نے اتنا صدقہ کیا کہ) میں نے اس دن کی بہ نسبت کبھی بھی اتنے پازیب، ہار اور بالیاں نہیں دیکھی تھیں۔''

(٢٨٦٨) عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَزْهَرَ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا وَعُثْمَانَ رضی اللہ عنہما يُصَلِّيَانِ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى ثُمَّ يَنْصَرِفَانِ يُذَكِّرَانِ النَّاسَ، قَالَ: وَسَمِعْتُهُمَا يَقُوْلَانِ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ صِيَامِ هٰذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ قَالَ: وَسَمِعْتُ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَبْقٰى مِنْ نُسُكِكُمْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ بَعْدَ ثَلَاثٍ۔ (مسند احمد: ٤٣٥)

''مولائے عبدالرحمٰن بن ازہر ابو عبید کہتے ہیں: میں نے سیّدنا علی اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہما کو دیکھا، وہ پہلے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نمازیں پڑھاتے، ان سے فارغ ہو کر لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے، وہ یہ بھی کہتے تھے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ان دو دنوں کے روزے سے منع فرمایا ہے۔ خود میں نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ تم میں سے کسی کے پاس قربانی کا گوشت تین دنوں سے زیادہ باقی رہے۔''

(٢٨٦٩) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: ثُمَّ شَهِدْتُّهُ مَعَ عَلِيٍّ فَصَلّٰى قَبْلَ أَنْ يَخْطُبَ بِلَا أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ، ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ نَهٰى أَنْ تَأْكُلُوا نُسُكَكُمْ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ فَلَا تَأْكُلُوْهَا بَعْدُ۔ (مسند احمد: ١١٩٣)

''(دوسری سند) ابو عبید کہتے ہیں: پھر میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر ہوا، انھوں نے اذان و اقامت کے بغیر خطبہ سے پہلے نماز پڑھی، پھر خطبہ دیا اور کہا: لوگو! بیشک رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ تم قربانی کا گوشت تین دنوں کے بعد کھاؤ، لہٰذا اس مقدار کے بعد نہ کھایا کرو۔''

(٢٨٦٨) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه النسائي في "الكبرى": ٢٧٨٨، والبزار: ٤٠٧، والطحاوي: ٢/ ٢٤٧ (انظر: ٤٢٧، ٤٣٥) وأما حديث علي: نهى رسول الله ﷺ...... فأخرجه البخاري: ٥٥٧٣، ومسلم: ١٩٦٩ (انظر: ٥٨٧)

(٢٨٦٩) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

شرح: ......اس موضوع پر دلالت کرنے والی دیگر احادیث بھی موجود ہیں کہ قربانی کا گوشت تین دنوں کے اندر اندر ہی کھایا جا سکتا ہے، تاکہ دوسرے مستحق لوگ بھی مستفید ہو سکیں، لیکن یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے، بعد میں آپ ﷺ نے اجازت دے دی تھی، کافی ساری قولی اور فعلی احادیث میں اس حکم کی وضاحت موجود ہے، چند ایک یہ ہیں: سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم ''مِنٰی'' میں اپنی قربانیوں کا گوشت تین دنوں سے زیادہ نہیں کھاتے تھے، لیکن پھر رسول اللہ ﷺ نے رخصت دے دی اور فرمایا: ((کُلُوْا وَتَزَوَّدُوْا۔)) یعنی: ''کھاؤ اور بطورِ زادِ راہ (ذخیرہ کرلو)۔''
(صحیح بخاری: ۱۷۱۹، صحیح مسلم: ۱۹۷۲)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّمَا نَهَيْتُكُمْ مِنْ اَجْلِ الدَّافَّةِ الَّتِیْ دَفَّتْ۔ فَكُلُوْا وَادَّخِرُوْا وَتَصَدَّقُوْا۔)) یعنی: ''میں نے آنے والے محتاج لوگوں کی وجہ سے تم کو منع کر دیا تھا، (اب کوئی پابندی نہیں) کھاؤ، ذخیرہ کرو اور صدقہ کرو۔'' (صحیح بخاری: ۵٤۲۳، صحیح مسلم: ۱۹۷۱، واللفظ لہ)

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اہل مدینہ! قربانیوں کا گوشت تین دنوں سے زیادہ نہ کھایا کرو۔'' لیکن صحابہ نے آپ ﷺ سے شکایت کی، ......۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ((كُلُوْا وَاَطْعِمُوْا وَاحْبِسُوْا اَوِ ادَّخِرُوْا۔)) یعنی: ''کھاؤ، کھلاؤ اور روکے رکھو یا ذخیرہ کرلو۔'' (صحیح مسلم: ۱۹۷۳)

حافظ ابن حجر نے تین دنوں کے حکم کے منسوخ ہو جانے پر (فتح الباری: ۱۰/ ۲۸ تا ۳٦) میں خوبصورت بحث کی ہے، قارئین اس کا مراجعہ کریں۔

8 ..... بَابُ وُقُوْفِ الْإِمَامِ لِلنَّاسِ بَعْدَ انْصِرَافِهِمْ مِنْ صَلَاةِ الْعِيْدِ وَالنَّظْرِ اِلَيْهِمْ وَمَا جَاءَ فِيْ التَّهْنِئَةِ بِالْعِيْدِ

عید کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد امام کا لوگوں کے سامنے کھڑا ہونے ان کی طرف دیکھنے اور عید کی مبارک دینے کا بیان

(۲۸۷۰) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَائِمًا فِی السُّوقِ يَوْمَ الْعِيْدِ يَنْظُرُ وَالنَّاسُ يَمُرُّوْنَ۔ (مسند احمد: ١٦١٦٥)

''سیّدنا عبد الرحمن بن عثمان تیمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ عید کے روز بازار میں کھڑے تھے اور لوگوں کو گزرتا ہوا دیکھ رہے تھے۔''

شرح: ...... نبی کریم ﷺ سے عید کی مناسبت سے معانقہ کرنا، مبارکباد دینا یا کوئی مخصوص دعا دینا ثابت نہیں ہے۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام سے یہ ثابت ہے کہ وہ عید کے دن ملاقات کے وقت ایک دوسرے یہ دعا دیتے تھے: تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ۔ (اللہ تعالیٰ ہم سے اور تجھ سے قبول فرمائے۔) (دیکھیں: تمام المنۃ: ۳٥٤، ۳٥٥)

(۲۸۷۰) تخریج: ......اسناده ضعیف لضعف المنكدر بن محمد أخرجه أبويعلى: ۹۳٥ (انظر: ١٦٠٦٨)

بہر حال رمضان کے روزوں اور قربانی کو سامنے رکھ کر کسی کو کوئی بھی دعا دی جا سکتی ہے۔ ہماری رائے یہ ہے کہ خوشی کے موقع پر ملنے اور برکت کی دعا دینے میں کوئی حرج نہیں ہے، جیسا کہ ایک دفعہ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے قرضے کی ادائیگی کے لیے پریشان تھے، ایک طرف سے آپ ﷺ کو سامان سمیت چار اونٹنیاں بھیجی گئیں، آپ ﷺ نے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: ((اَبْشِرْ، فَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ بِقَضَائِكَ .)) یعنی: ''خوش ہو جا، اللہ تعالیٰ تیری ادائیگی کو لے آیا ہے۔'' (ابوداود: ۳۰۵۵)

غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: (لوگوں سے قطع تعلقی کی وجہ سے) مجھ پر زمین تنگ ہوگئی، ایک دن اچانک میں نے یہ آواز سنی: کعب بن مالک! خوش ہو جا، میں سجدے میں گر پڑا اور سمجھ گیا کہ پریشانی ختم ہونے کا وقت آ گیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر کے بعد اعلان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ قبول کر لی ہے، جس آدمی نے مجھے سب سے پہلے خوشخبری سنائی، میں نے اپنا سوٹ اس کو تحفہ دے دیا، پھر لوگ مجھے مختلف گروہوں کی شکل میں ملنے اور ان الفاظ میں توبہ کی مبارکباد دینے لگے: لِتَهْنِكَ تَوْبَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ۔ (تجھے اللہ تعالیٰ کی یہ توبہ مبارک ہو)۔ پھر میں مسجد میں پہنچا، سیّدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ دوڑ کر میرے پاس آئے، میرے ساتھ مصافحہ کیا اور مجھے مبارکباد دی، پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کہا، خوشی سے آپ ﷺ کا چہرہ چمک رہا تھا، آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ((اَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَرَّ عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ .)) یعنی: ''جب سے تیری ماں نے تجھے جنم دیا ہے، اس وقت سے اپنی زندگی کے بہترین دن کی وجہ سے خوش ہو جا۔'' (صحیح بخاری: ٤٤١٨، صحیح مسلم: ٢٧٦٩)

جب نبی کریم ﷺ کے سوال پر سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے آیۃ الکرسی کا درست جواب دیا تو آپ ﷺ نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ((لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ أَبَا الْمُنْذِرِ!)) یعنی: ''اے ابوالمنذر! تجھے یہ علم مبارک ہو۔'' (صحیح مسلم: ٨١٠)

بہر حال یہ ایک اجتہادی رائے ہے، کسی کو اس سے اختلاف بھی ہو سکتا ہے۔

9 ..... بَابُ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْعِيدِ وَبَعْدَهَا

عید کی نماز سے پہلے اور بعد میں نماز پڑھنے کا بیان

(٢٨٧١) عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ خَرَجَ يَوْمَ عِيدٍ فَلَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا فَذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَعَلَهُ۔ (مسند احمد: ٥٢١٢)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید والے دن نکلے اور نمازِ عید سے پہلے یا بعد میں کوئی نفلی نماز نہ پڑھی، پھر انھوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایسے ہی کیا تھا۔''

(٢٨٧١) تخريج: ......صحيح لغيره- أخرجه الترمذي: ٥٣٨ (انظر: ٥٢١٢)

(٢٨٧٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی فِطْرٍ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا، ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَجَعَلَ يَقُوْلُ: ((تَصَدَّقْنَ)) فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي خُرْصَهَا وَسِخَابَهَا۔ (مسند احمد: ٢٥٣٣)

''سیّدنا عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ عیدالفطر کے دن نکلے، آپ ﷺ نے پہلے اور بعد میں کوئی نماز نہ پڑھی، پھر آپ ﷺ عورتوں کے پاس آئے، جبکہ سیّدنا بلال ؓ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے ان کو یہ فرمانے لگ گئے: ''صدقہ کرو۔'' پس عورت نے اپنا چھلا اور ہار (سیّدنا بلال ؓ کے کپڑے میں) ڈالنا شروع کر دیا۔''

(٢٨٧٣) عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُفْطِرُ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ، وَكَانَ لَا يُصَلِّي قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَإِذَا قَضٰى صَلَاتَهُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ١١٢٤٤)

''سیّدنا ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدالفطر کے دن عیدگاہ کی طرف نکلنے سے قبل ناشتہ کرتے تھے اور عید کی نماز سے پہلے کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے، لیکن جب نماز عید پڑھ لیتے تو (گھر لوٹ کر) دو رکعت ادا کرتے تھے۔''

شرح: ......پہلی دو احادیث میں نماز عید سے پہلے یا اس کے بعد نفلی نماز کی نفی کی گئی، جبکہ آخری حدیث میں اس کو ثابت کیا گیا، اس مقام پر جمع و تطبیق کی صورت یہ ہے کہ نفی کو عیدگاہ پر محمول کیا جائے اور دو رکعت کے اثبات کو گھر پر، جیسا کہ ابن ماجہ کی روایت (١٢٩٣) میں ہے کہ جب آپ ﷺ گھر کو لوٹتے تو دو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔

10 ..... بَابُ الضَّرْبِ بِالدُّفِّ وَاللَّعِبِ يَوْمَ الْعِيْدِ

عید کے دن دف بجانے اور کھیلنے کا بیان

(٢٨٧٤) عَنْ عَائِشَةَ ؓ أَنَّ الْحَبَشَةَ كَانُوا يَلْعَبُوْنَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي يَوْمِ عِيْدٍ قَالَتْ: فَاطَّلَعْتُ مِنْ فَوْقِ عَاتِقِهِ فَطَأْطَأَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْكِبَيْهِ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهِمْ مِنْ فَوْقِ عَاتِقِهِ حَتّٰى شَبِعْتُ ثُمَّ انْصَرَفْتُ۔ (مسند احمد: ٢٤٨٠٠)

''سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں: حبشی لوگ عید کے دن (مسجد میں) رسول اللہ ﷺ کے پاس کھیلا کرتے تھے، ایک دن میں بھی آپ ﷺ کے کندھے کے اوپر سے دیکھنے لگی، آپ ﷺ نے میرے لیے اپنے کندھے جھکا دیئے، پس میں آپ ﷺ کے کندھے کے اوپر سے دیکھتی رہی، حتی کہ میں سیر ہوگئی اور چلی گئی۔''

(٢٨٧٢) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٩٦٤، ٩٨٩، ١٤٣١، ٥٨٨١، ومسلم: ص ٦٠٦ (انظر: ٢٥٣٣)

(٢٨٧٣) تخريج: ......حسن۔ أخرجه أبويعلى ١٣٤٧، وابن خزيمة: ١٤٦٩، وأخرج قسمه الأول ابن ابى شيبة: ٢/ ١٦٢ (انظر: ١١٢٢٦)

(٢٨٧٤) تخريج: ......أخرجه بألفاظ مختلفة متقاربة البخاري: ٥١٩٠، ومسلم: ٨٩٢، والنسائي: ٣/ ١٩٥ (انظر: ٢٤٢٩٦، ٢٥٣٣٥)

شـــرح: ......''مسجد میں'' کے الفاظ صحیح مسلم کے ہیں، حبشی لوگوں کا کھیلنا محض کھیل نہیں تھا، بلکہ یہ جہاد کے لیے مشق کرنے کی ایک صورت تھی، کیونکہ وہ اسلحہ کے ساتھ کھیلتے تھے، اس لیے یہ ایسا لغو کام نہیں ہے، جس سے مسجد کا احترام متاثر ہوتا ہو۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خود تو پردے میں کھڑی تھیں، لیکن مردوں کی طرف ان کا دیکھنا کیسا تھا؟ امام نووی جواباً کہتے ہیں: ممکن ہے کہ یہ واقعہ نظر کی حرمت سے پہلے کا ہو اور اس تاویل کا بھی احتمال ہے کہ وہ ان کے چہروں یا جسموں کو نہیں دیکھ رہی تھیں، بلکہ وہ نیزوں کے ساتھ کھیلا جانے والا کھیل دیکھ رہی تھیں، بیچ میں اگر بلا ارادہ ان پر نظر پڑتی ہوگی تو ممکنہ حد تک وہ اسے پھیر لیتی ہوں گی۔ دوسری تاویل ہی راجح معلوم ہوتی ہے۔اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عید والے دن جائز کھیلوں کا اہتمام ہونا چاہیے، تا کہ لوگ محظوظ ہو سکیں۔

(۲۸۷۵) عَـنْ عُـرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ أَبَـا بَـكْـرٍ دَخَـلَ عَـلَيْهَـا وَعِنْدَهَا جَـارِيَتَـانِ فِـي أَيَّـامِ مِـنًـى تَضْرِبَانِ بِدُفَّيْنِ وَرَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُـسَـجًّـى عَـلَيْـهِ بِثَوْبِهِ فَـانْتَهَرَهُمَا فَكَشَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَجْهَهُ فَـقَـالَ: ((دَعْـهُـمَـا يَـا أَبَـا بَـكْرٍ! فَإِنَّهَا أَيَّامُ عِيـدٍ.)) وَقَـالَـتْ عَـائِشَةُ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَسْتُـرُنِـي بِـرِدَائِـهِ وَأَنَـا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى أَكُوْنَ أَنَا أَسْـأَمُ فَـأَقْـعُـدُ، فَـاقْدُرُوا قَدْرَ الْجَـارِيَةِ الْـحَـدِيْثَةِ السِّـنِّ الْـحَـرِيْـصَةِ عَلَى اللَّهْوِ۔ (مسند احمد: ۲۵۰۴۸)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے، جبکہ دو لڑکیاں دف بجا رہی تھیں، یہ منیٰ والے دن تھے، آپ ﷺ نے کپڑا لپیٹا ہوا تھا، سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈانٹا، آپ ﷺ نے اپنے چہرے سے چادر کو ہٹایا اور فرمایا: ''ابو بکر! ان کو چھوڑ دو، یہ عید کے دن ہیں۔'' پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنی چادر کے ذریعے میرا پردہ کرتے اور میں مسجد میں کھیلنے والے حبشیوں کو دیکھتی رہتی، حتی کہ میں ہی اکتا کر بیٹھ جاتی۔تم لوگوں کو کم سن اور حریص لڑکی کی قدرت و منزلت کا اندازہ لگا لینا چاہیے۔''

شرح: ......منٰی والے دنوں سے مراد ایامِ تشریق یعنی ذوالحجہ کی (۱۱،۱۲،۱۳) تاریخیں ہیں، ان دنوں پر بھی مختلف مناسبتوں کی وجہ سے عید کا اطلاق کیا جاتا ہے، مثلاً: قربانی کرنا، روزے کا حرام ہونا، تکبیرات کہنا، وغیرہ۔ حدیث کے آخری حصے سے معلوم ہوتا ہے کہ بچوں اور بچیوں کی طبیعت کا لحاظ کرتے ہوئے ان کے لیے تفریح کے اسباب پیدا کرنے چاہئیں، بہرحال اس دور میں شرعی دائرے کے اندر رہ کر یہ اسباب مہیا کرنے چاہئیں اور ہر چیز کے نتائج پر غور کرنا چاہیے۔

(۲۸۷۵) تـخـریـــج: ......أخرجـه البخـاری: ۹٤۹، ۹۵۰، ۹۸۷، ۹۸۸، ۳۵۲۹، ۳۵۳۰، ومسلم: ۸۹۲(انظر: ۲٤۵٤۱)

(۲۸۷۶) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَهَا يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحَى وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ تَضْرِبَانِ بِدُفَّيْنِ فَانْتَهَرَهُمَا أَبُوبَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَعْنَا يَا أَبَا بَكْرٍ! إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا، وَإِنَّ عِيدَنَا هٰذَا الْيَوْمُ.)) (مسند احمد: ۲۵۱۸۹)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے، جبکہ رسول اللہ ﷺ بھی میرے پاس تھے اور دو لڑکیاں دف بجا رہی تھیں، یہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کا دن تھا، پس انھوں نے ان کو ڈانٹا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوبکر! ہمیں چھوڑ دو، بے شک ہر قوم کے لیے عید ہوتی ہے اور آج ہماری عید ہے۔''

(۲۸۷۷) (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا أَبُوبَكْرٍ فِي يَوْمِ عِيدٍ وَعِنْدَنَا جَارِيَتَانِ تَذْكُرَانِ يَوْمَ بُعَاثَ، يَوْمٌ قُتِلَ فِيهِ صَنَادِيدُ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ، فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ: عِبَادَ اللّٰهِ أَمُزْمُورُ الشَّيْطَانِ؟ عِبَادَ اللّٰهِ أَمُزْمُورُ الشَّيْطَانِ؟ عِبَادَ اللّٰهِ أَمُزْمُورُ الشَّيْطَانِ؟ قَالَهَا ثَلَاثًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا، وَإِنَّ الْيَوْمَ عِيدُنَا)) (مسند احمد: ۲۵۰۴۲)

''(دوسری سند) وہ کہتی ہیں: سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ عید والے دن ہمارے پاس آئے، جبکہ ہمارے پاس دو بچیاں یوم بُعاث کا ذکر کر رہی تھیں، اوس اور خزرج کے سردار اس دن قتل کیے گئے تھے۔ پس سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ کے بندو! کیا شیطان کی بانسری؟ اللہ کے بندو! کیا شیطان کی بانسری؟ اللہ کے بندو! کیا (یہاں پر) شیطان کی بانسری۔ تین مرتبہ یہ بات کہی، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوبکر! بے شک ہر قوم کے لیے ایک عید ہوتی ہے اور آج ہماری عید ہے۔''

شرح: ...... دورِ جاہلیت میں انصار کے دو قبیلوں اوس اور خزرج میں ایک لڑائی ہوئی تھی، جو ایک سو بیس سال تک جاری رہی تھی، اس میں غلبہ اوس کا رہا تھا، نبی کریم ﷺ کی آمد کی برکت سے یہ لڑائی ختم ہوئی تھی۔ اوس کے ایک قلعے کا نام ''بُعاث'' تھا، اس کے پاس سے اس لڑائی کا آغاز ہوا تھا، اس مناسبت سے اس دن کو ''یوم بُعاث'' کہتے ہیں۔

(۲۸۷۸) عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي حُسَيْنٍ قَالَ: كَانَ يَوْمٌ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ يَلْعَبُونَ فَدَخَلْتُ عَلَى الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ

''ابوحسین کہتے ہیں: مدینے والوں کے لیے ایک دن ہوتا تھا، اس میں وہ کھیلتے تھے، میں سیدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ مجھ پر داخل ہوئے

(۲۸۷۶) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۹۵۲، ۳۹۳۱، ومسلم: ۸۹۲ (انظر: ۲۴۶۸۲، ۲۵۰۲۸)

(۲۸۷۷) تخریج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(۲۸۷۸) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۴۰۰۱، ۵۱۴۷ (انظر: ۲۷۰۲۱)

عَفْرَاءَ رضی اللہ عنہا فَقَالَتْ: دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَعَدَ عَلٰی مَوْضِعِ فِرَاشِیْ هٰذَا وَعِنْدِی جَارِیَتَانِ تَنْدُبَانِ آبَائِیَ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا یَوْمَ بَدْرٍ تَضْرِبَانِ بِالدُّفُوْفِ، وَقَالَ عَفَّانُ مَرَّةً: بِالدُّفِّ فَقَالَتَا فِیْمَا تَقُوْلَانِ: وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَا یَكُوْنُ فِیْ غَدٍ۔ فَقَالَ: ((أَمَّا هٰذَا فَلَا تَقُوْلَاهُ۔)) (مسند احمد: ۲۷۵٦۷)

اور میرے اس بستر پر بیٹھ گئے، جبکہ میرے پاس دو بچیاں تھیں، جو دف بجا کر بدر میں شہید ہونے والے ہمارے آباء کے اوصاف بیان کر رہی تھیں۔ اتنے میں وہ یہ بھی کہنے لگیں: اور ہم میں ایک ایسا نبی ہے جو کل کی بات بھی جانتا ہے۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ بات نہ کہو۔''

شرح: ...... آپ ﷺ سیدہ ربیع رضی اللہ عنہا کی شادی کے موقع پر آئے تھے، آباء سے مراد معوذ، معاذ اور عوف ہیں، اول الذکر ان کا باپ ہے اور باقی دو چچے ہیں، تغلیباً سب کو آباء کہہ دیا۔ ابن ماجہ (۱۸۹۷) کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں: ((مَا یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ إِلَّا اللّٰهُ)) یعنی: ''جو کچھ کل ہوگا، اس کو اللہ کے سوائے کوئی نہیں جانتا''۔ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، نبی کریم ﷺ نے اپنی مجلس میں بھی اپنے لیے اس وصف کو پسند نہیں کیا، لیکن جو لوگ آج اس قسم کے دعوے کرتے ہیں، ایسے لگتا ہے کہ وہ آپ ﷺ کو ایسی صفات سے متصف ٹھہرانا چاہتے ہیں، جو نہ آپ ﷺ میں پائی جاتی ہیں اور نہ آپ ﷺ ان کو پسند کرتے ہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی وصول کرنا آپ ﷺ کی صفت ہے۔

(۲۸۷۹) عَنْ جَابِرٍ عَنْ عَامِرٍ أَنَّ قَیْسَ بْنَ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا مِنْ شَیْءٍ كَانَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا وَقَدْ رَأَیْتُهُ إِلَّا شَیْئًا وَاحِدًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ یُقَلَّسُ لَهُ یَوْمَ الْفِطْرِ، قَالَ جَابِرٌ هُوَ اللَّعِبُ۔ (مسند احمد: ۱۵۵۵۸)

''سیّدنا قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جو چیز بھی تھی، وہ میں نے دیکھ لی ہے، سوائے ایک چیز کے اور وہ یہ ہے کہ عید الفطر والے دن رسول اللہ ﷺ کے سامنے دف بجا کر گایا جاتا تھا۔ جابر کہتے ہیں: اس سے مراد کھیلنا ہے۔''

شرح: ...... ''كَانَ یُقَلَّسُ'' (کھیلا جاتا تھا)، اس لفظ کے مختلف معانی بیان کیے گئے ہیں:

(۱) دف بجانا اور گا کر کوئی کلام وغیرہ پڑھنا

(۲) شہر میں امیر کے پہنچنے پر اس کے سامنے کھیلنا

(۳) بچوں اور بچیوں کو راستوں کے کناروں پر بٹھوا کر ان سے ڈھول بجوانا

(۴) دف بجانا

(۲۸۷۹) تخریج: ......اسناده ضعیف لضعف جابر بن یزید الجعفی أخرجه ابن ماجه: ۱۳۰۳ (انظر:)

یوں معلوم ہوتا ہے کہ لوگ عید کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے سامنے خوشی اور مسرّت کے آثار کا اظہار کرتے تھے اور آپ ﷺ ان کو برقرار رکھتے تھے، جیسے نذر ماننے والی بچی کا آپ ﷺ کے سامنے دف بجانا۔ شریعتِ اسلامیہ میں خوشی کے موقعوں کی مناسبت سے صرف دف بجانے کی اجازت دی گئی ہے، اس لیے اس سے بڑھ کر موسیقی کے دوسرے آلات اور بینڈ باجوں سے مکمل گریز کرنا چاہیے، کیونکہ ان کا استعمال حرام ہے۔ جیسا کہ سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((فِیْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ .)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَتٰی ذَالِكَ؟ قَالَ: ((اِذَا ظَهَرَتِ الْقَیْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ .)) (ترمذی: ۲۲۱۲) یعنی: ''اس امت میں دھنسنا، شکلیں بگڑنا اور پتھر برسنا بھی ہوگا۔'' ایک مسلمان نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کب ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب ناچنے گانے والیاں، آلاتِ موسیقی عام ہوں گے اور شراب پی جائے گی۔''

11 ..... بَابُ الْحَثِّ عَلَی الذِّکْرِ وَالطَّاعَةِ وَالتَّکْبِیْرِ لِلْعِیْدَیْنِ وَفِیْ أَیَّامِ الْعَشْرِ وَأَیَّامِ التَّشْرِیْقِ

عیدین، دس دنوں اور ایام تشریق میں ذکر کرنے، اطاعت کے کام کرنے اور تکبیرات کہنے پر ابھارنے کا بیان

(۲۸۸۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ أَیَّامِ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِیْهَا أَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ هٰذِهِ الْأَیَّامِ یَعْنِی أَیَّامَ الْعَشْرِ ،)) قَالَ: قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَلَا الْجِهَادُ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((وَلَا الْجِهَادُ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ ، ثُمَّ لَمْ یَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَیْءٍ .)) (مسند احمد: ۱۹۶۸)

''سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(ذوالحجہ کے پہلے) دس دنوں سے بڑھ کر کوئی دن ایسے نہیں، جن میں نیک عمل اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہو۔'' صحابہ ﷺ نے کہا: اے اللہ کے رسول! (دوسرے دنوں میں) اللہ کے راستے میں کیا ہوا جہاد بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(جی ہاں) اللہ کے راستے میں جہاد بھی نہیں، مگر وہ آدمی جو اپنی جان اور مال کے ساتھ نکلے، پھر ان میں سے کسی چیز کو بھی لے کر نہ لوٹے۔''

شرح:...... آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے دنوں میں کیا ہوا اس قسم کا جہاد، ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں کیے گئے عمل سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہوگا۔

(۲۸۸۰) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۹۶۹ ، وأبوداود: ۲۴۳۸ (انظر: ۱۹۶۸ ، ۳۱۳۹)

(٢٨٨١) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند احمد: ٦٥٠٥)

''سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اس قسم کی حدیث بیان کی ہے۔''

(٢٨٨٢) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ أَيَّامٍ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَلَا أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنَ الْعَمَلِ فِيهِنَّ مِنْ هٰذِهِ الْأَيَّامِ الْعَشْرِ، فَأَكْثِرُوْا فِيهِنَّ مِنَ التَّهْلِيلِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّحْمِيدِ)) (مسند احمد: ٥٤٤٦)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی دن نہیں، جو اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ عظمت والے ہوں اور جن میں نیک عمل اس کو سب سے زیادہ پسند ہو، بہ نسبت ان دس دنوں کے، پس ان میں بہت زیادہ تہلیل، تکبیر اور تحمید بیان کیا کرو۔''

شرح: ......تہلیل سے مراد ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ''، تکبیر سے مراد اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنا، جیسے اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور تحمید سے مراد اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا، جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ ان دس دنوں سے مراد اسلامی مہینے ذوالحجہ کے پہلے دس دن ہیں۔

(٢٨٨٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَيَّامُ طُعْمٍ وَذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَقَالَ مَرَّةً أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ.)) (مسند احمد: ٧١٣٤)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایامِ تشریق کھانے پینے اور اللہ کا ذکر کرنے کے دن ہیں۔''

(٢٨٨٤) عَنْ نُبَيْشَةَ الْهُذَلِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.)) (مسند احمد: ٢٠٩٩٧)

''سیّدنا نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایامِ تشریق کھانے پینے اور اللہ کا ذکر کرنے کے دن ہیں۔''

شرح: ......ایامِ تشریق سے مراد چاند کی (۱۱،۱۲،۱۳) تاریخ ہے۔ ان دو احادیث میں ذوالحجہ کے ایامِ تشریق مراد ہیں۔ مذکورہ بالا احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ عید الاضحیٰ کے موقع پر ذوالحجہ کے پہلے تیرہ دنوں میں کثرت سے اللہ تعالیٰ کا

(٢٨٨١) تخریج: ......صحیح لغیره، وهذا اسناد ضعیف، ابو عبد الله مولی عبد الله بن عمرو مجهول أخرجه ابو داود الطیالسی: ٢٢٨٣ (انظر: ٦٥٠٥، ٦٥٥٩)

(٢٨٨٢) تخریج: ......حدیث صحیح، وهذا اسناد ضعیف لضعف یزید بن ابی زیاد الهاشمی أخرجه البیهقی فی "الشعب": ٣٧٥٠، وعبد بن حمید: ٨٠٧، والطحاوی فی "شرح مشکل الآثار": ٢٩٧١ (انظر: ٥٤٤٦)

(٢٨٨٣) تخریج: ......صحیح لغیره۔ أخرجه ابن ماجه: ١٧١٩ (انظر: ٧١٣٤)

(٢٨٨٤) تخریج: ......أخرجه مسلم: ١١٤١ (انظر: ٢٠٧٢٢)

ذکر کیا جائے، سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق ﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ﴾ میں "مَعْدُوْدَاتٍ" سے مراد ایام تشریق اور ﴿وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ﴾ میں "مَعْلُوْمَاتٍ" سے مراد ذوالحجہ کے پہلے دس دن ہیں۔ (صحیح بخاری: ۹۶۹)

پہلے دس دنوں میں اہتمام کے ساتھ دوسرے نیک اعمال بھی سرانجام دینے چاہئیں۔ امام شوکانی نے کہا: یہ تکبیرات نماز کے بعد والے وقت کے ساتھ خاص نہیں ہیں، مستحب اور مستحسن یہ ہے کہ ان دنوں میں ہر وقت تکبیرات کہی جائیں۔ (نیل الاوطار: ۳/ ۳۷۵)

اس ضمن میں درج ذیل روایت ذہن نشین رہنی چاہیے: سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكَبِّرُ يَوْمَ عَرَفَةَ صَلَاةَ الْغَدَاةِ إِلٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ آخِرَ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ۔ یعنی: نبی کریم ﷺ عرفہ والے دن (یعنی ۹ ذوالحجہ) کی نماز فجر سے لے کر آخری یوم تشریق (یعنی ۱۳ ذوالحجہ) کی نماز عصر تک تکبیریں کہتے تھے۔ (سنن بیھقی: ۳/ ۳۱۵، سنن دارقطنی: ۲/ ۴۹)

لیکن یہ روایت ضعیف ہے، اس کی سند میں عمرو بن شمر متروک ہے، جابر جعفی ضعیف ہے اور عبد الرحمن بن سابط "لا یحتج بہ" ہے، اس حدیث کی مزید سندیں بھی ہیں، لیکن سب کا مدار عبد الرحمن بن سابط پر ہے۔ مرفوع روایات میں اس قسم کی حد بندی نہیں کی گئی، جبکہ صحابہ کرام اور ائمہ وفقہاء کے کافی سارے مختلف اقوال وافعال پائے جاتے ہیں۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ذوالحجہ کے پہلے تیرہ دنوں میں زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے ذکر، بالخصوص تکبیرات کا اہتمام کرنا چاہیے اور پہلے دس دنوں میں دوسرے اعمال صالحہ بھی سرانجام دیئے جانے چاہئیں، مثلا: روزے، صدقہ و خیرات، نفلی نماز وغیرہ۔ رہا مسئلہ عید الفطر کا، تو اس کی وضاحت یہ ہے:

امام زہری کہتے ہیں: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ فَيُكَبِّرُ حَتّٰى يَأْتِيَ الْمُصَلّٰى وَحَتّٰى يَقْضِيَ الصَّلَاةَ، فَإِذَا قَضَى الصَّلَاةَ قَطَعَ التَّكْبِيْرَ۔ (ابن ابی شیبہ: ۲/ ۱/ ۲، سنن بیھقی: ۳/ ۲۷۹، یہ روایت مرسل ہے، لیکن اس کے شواہد موجود ہیں، دیکھیں: سلسلہ صحیحہ: ۱۷۱)

یعنی: رسول اللہ ﷺ عید الفطر والے دن نکلتے اور تکبیرات کہتے رہتے، یہاں تک کہ عید گاہ میں پہنچ کر نماز ادا کر لیتے، نماز کی تکمیل کے بعد تکبیرات کہنا بند کر دیتے تھے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عیدگاہ کے راستے میں مسلمانوں کا بلند آواز سے تکبیرات کہنا مشروع عمل ہے، لیکن اکثر مسلمانوں نے اس سلسلے میں تساہل برتنا شروع کر دیا ہے، اس کا سبب دین کے معاملے میں بے رغبتی ہے اور سنت کے اظہار میں شرمندگی اور تکبیرات کو باآواز بلند کہنے سے بزدلی محسوس کرنا ہے۔ افسوس اس بات پر ہے کہ وہ لوگ بھی اس بے عملی میں مبتلا ہے، جو لوگوں کی رہنمائی اور تعلیم کے ذمہ دار ہیں۔ وہ بھی لوگوں کو صرف وہی بات سمجھانے پر اکتفا کرتے ہیں، جو ان کا ذہن قبول کرتا ہے۔ لیکن جس امر کی ان کو اشد ضرورت ہوتی ہے، اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ بلکہ وہ ایسے ضروری امور میں بحث کرنے کو

اور اپنے قول و فعل کے ذریعے وعظ و نصیحت کرنے کو گھٹیا حرکت سمجھتے ہیں۔ (فانا للہ وانا الیہ راجعون) اس مقام پر یہ بات ذکر کر دینا مناسب ہے کہ اجتماع کی صورت میں اور ایک آواز کے ساتھ بلند آواز سے تکبیرات کہنا مشروع نہیں ہے، بلکہ ہر وہ ذکر جس میں آواز بلند کرنے کا حکم نہ ہو، اس کو اجتماعی شکل میں سرانجام دینا غیر مشروع ہے۔ ہمیں ایسے امور سے اجتناب کرنا چاہیے اور ہمیشہ نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد کو ذہن نشین رکھنا چاہیے: ((وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ۔)) یعنی: ''بہترین سیرت، محمد ﷺ کی سیرت ہے۔'' (صحیحہ : ۱۷۱)

امام زہری کہتے ہیں: جب لوگ عید کے موقع پر گھروں سے نکلتے تو عیدگاہ پہنچنے اور امام کے آنے تک تکبیرات کہتے رہتے تھے، جب امام آتا تو وہ خاموش ہو جاتے اور جب وہ اللہ اکبر کہتا تو وہ بھی اللہ اکبر کہتے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ) سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ والے دنوں میں عیدگاہ پہنچنے تک بآواز بلند تکبیرات کہتے تھے اور پھر امام کے آنے تک کہتے رہتے۔ (دارقطنی)

معلوم ہوا کہ عید الفطر کے موقع پر تکبیرات کا وقت گھر سے خروج کے وقت سے شروع ہو کر عیدگاہ پہنچنے تک جاری رہتا ہے۔ کسی صحیح حدیث میں نبی کریم ﷺ سے تکبیرات کے کوئی معینہ الفاظ ثابت نہیں ہیں۔ سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا، اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ اَجَلُّ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ'' کے الفاظ، سیّدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا'' کے الفاظ اور سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ'' کے الفاظ منقول ہیں۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کا مُدّعا یہ ہے ان دنوں میں کثرت سے اللہ تعالیٰ کی کبریائی و بڑائی بیان کرنی چاہیے، وہ کسی انداز میں بھی کی جا سکتی ہے۔

اَبْوَابُ صَلَاةِ الْكُسُوْفِ

نمازِ کسوف کے ابواب

1 ..... بَابُ مَشْرُوْعِيَّةِ الصَّلَاةِ لَهَا وَكَيْفَ يُنَادٰى بِهَا

کسوف کے لیے نماز کی مشروعیت اور اس کے لیے بلانے کی کیفیت کا بیان

سورج گرہن یا چاند گرہن کے وقت مخصوص انداز میں پڑھی جانے والی نماز کو "صَلَاةُ الْكُسُوْفِ" کہا جاتا ہے۔

اس موضوع کی روایات مختلف فیہ ہیں، راجح روایات کے مطابق اس نماز کا ایک طریقہ درج ذیل ہے:

مسجد میں باجماعت دو رکعت ادا کرنا اور ہر رکعت میں دو رکوع کرنا، ایک رکعت کی صورت یہ ہوگی: دعائے استفتاح، فاتحہ شریف، کسی مقام سے قرآن مجید کی تلاوت، رکوع، سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہنے کے بعد پھر تلاوتِ قرآن مجید، اس کے بعد عام نماز کی طرح رکوع اور سجدے۔ جہری قراءت کرنا اور عورتوں کا اس نماز میں شریک ہونا

(۲۸۸۵) عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ: سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: اِنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ النَّاسُ: اِنْكَسَفَتْ لِمَوْتِ اِبْرَاهِيْمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَادْعُوا اللّٰهَ وَصَلُّوا حَتّٰى تَنْكَشِفَ.)) (مسند احمد: ۱۸۳۶۲)

"سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عہد نبوی میں جس دن (آپ ﷺ کے بیٹے) ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے سورج کو گرہن لگ گیا، لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کی وجہ سے گرہن لگا ہے۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: "بے شک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، یہ کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے، جب تم یہ چیز دیکھو تو دعا کیا کرو اور نماز پڑھا کرو، حتیٰ کہ وہ صاف ہو جائے۔"

شرح: ......۹ھ میں ام المومنین سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تھے اور تقریباً

(۲۸۸۵) تخريج: ......أخرجه البخاري: ۱۰۶۰، ومسلم: ۹۱۵ (انظر: ۱۸۱۷۸)

سترہ یا اٹھارہ ماہ کی عمر میں فوت ہو گئے تھے۔سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، عظمت، قدرت، سطوت اور بندوں کو ڈرانے پر دلالت کرتی ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا﴾ (سورۂ بنی اسرائیل: ۵۹) یعنی: ''ہم تو لوگوں کو دھمکانے کے لیے ہی نشانیاں بھیجتے ہیں۔'' چونکہ جاہلیت کا نظریہ یہ تھا کہ گرہن زمین میں ہونے والی کسی بڑی تبدیلی کا اثر ہوتا ہے، وہ موت بھی ہو سکتی ہے اور کوئی اور نقصان بھی، آپ ﷺ نے وضاحت فرما دی کہ یہ باطل عقیدہ ہے، سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی مخلوقات ہیں، ان پر اسی کا بس چلتا ہے۔

کائنات ایک وسیع وعریض لیکن انتہائی منظم اور معتدل نظام کی پابند ہے اور صدہا صدیوں سے یہ نظام جاری ہے۔ زمین، آسمان، سورج، چاند اور ستاروں جیسی ہر بڑی مخلوق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کے سہارے پر قائم ہے، ان کے نیچے کوئی مادی آسرا نظر نہیں آتا۔ اس باقاعدہ نظام کو دیکھ کر مختلف قسم کی پیشین گوئیاں کر لینا ممکن ہے، مثلا سورج گرہن، چاند گرہن، مہینے کا انتیس یا تیس دنوں کا ہونا، بارش اور طوفان وغیرہ کا آنا یا نہ آنا، علی ہذا القیاس۔لیکن اس پیشین گوئی کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرامین کو فراموش کر دیں، اللہ تعالیٰ ہی ہے، جس نے سورج اور چاند میں اصالۃً یا تبعاً روشنی کے اسباب پیدا فرمائے، اب وہی ہے کہ ان کو بے نور کر دینے کے ذرائع پیدا کر دیتا ہے، اس لیے اصل مسبّب الاسباب کو نہیں بھولنا چاہیے اور سورج گرہن یا چاند گرہن کے وقت شرعی اصولوں کے مطابق گھبرانا چاہیے، اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز کی طرف پناہ لینی چاہیے، مزید احکام کا تذکرہ آگے آ رہا ہے۔

قارئین کرام! آپ غور کریں کہ اگر کسی بڑے سیلاب، طوفان یا زلزلے کی پیشین گوئی کر دی جائے اور وہ انسانی فہم کے مطابق ہی وقوع پذیر ہو جائے اور انسانیت کے نظام کو تہس نہس کر دے، تو کیا ہم اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، یقیناً ہر صاحبِ ایمان اس وقت اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اس کو پکارنا شروع کر دیتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس وقت ہم ایسی آزمائش کو پیشین گوئی کا نتیجہ سمجھ کر محض تماشائی کی حیثیت نہیں اختیار کرتے، اسی طرح بعض لوگوں کے ٹیسٹ وغیرہ لے کر ان کی مستقبل کی بیماریوں کی نشاندہی بھی کر دی جاتی ہے اور وہ واقعی اس معاملے میں سنجیدہ ہو جاتے ہیں۔ یہی صورتحال سورج یا چاند کے بے نور ہو جانے کی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں دھمکانے کا ایک انداز ہے، اس لیے اس دوران اسی کا پابند ہونا چاہیے۔

(۲۸۸۶) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ إِذَا خَسَفَا أَوْ أَحَدُهُمَا، فَإِذَا رَأَيْتُمْ

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب سورج اور چاند یا ان میں سے ایک بے نور ہو جائے اور تم اس چیز کو دیکھ لو تو نماز پڑھا کرو، حتی کہ گرہن ختم ہو

(۲۸۸۶) تخريج: ...... حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف من أجل ابن لهيعة أخرجه مطولا مسلم: ۹۰۴ (انظر: ۱٤۷٦۲، ۱۵۰۱۸)

ذٰلِكَ فَصَلُّوا حَتّٰى يَنْجَلِيَ خُسُوْفُ أَيِّهِمَا خَسَفَ.)) (مسند احمد: ١٤٨٢١)

جائے، وہ جس کو بھی لگا ہوا ہو۔''

شرح: ......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گرہن ختم ہونے تک نماز کو جاری رکھنا چاہیے۔

(٢٨٨٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّهُمَا آيَةٌ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمَا فَصَلُّوا)) (مسند احمد: ٥٨٨٣)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک سورج اور چاند کسی کی زندگی اور موت کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے، بلکہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے نشانی ہیں، اس لیے جب تم ان دونوں کو (گرہن زدہ) دیکھو تو نماز پڑھا کرو۔''

(٢٨٨٨) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ) قَالَ: كُنَّا نَرَى الْآيَاتِ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ ﷺ بَرَكَاتٍ وَأَنْتُمْ تَرَوْنَهَا تَخْوِيفًا. (مسند احمد: ٣٧٦٢)

''سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں بعض نشانیوں کو برکت کے طور پر دیکھتے تھے اور تم ان کو بطور تخویف یعنی ڈر کے طور پر دیکھتے ہو۔''

شرح: ......وہ کون سی نشانیاں ہیں، جن کو صحابہ باعثِ برکت سمجھتے تھے اور بعد والے تخویف کا سبب؟ جواباً دو امور ذکر کیے جا سکتے ہیں:

(١) سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کے مزاج بھی تبدیل ہو گئے ہیں، عہدِ نبوی میں ہم مختلف نشانیوں سے سبق حاصل کرتے تھے، اس لیے وہ ہمارے لیے باعثِ برکت قرار پاتی تھیں اور بعد والے لوگ تو محض ہراساں اور خوفزدہ ہو جاتے ہیں، کوئی وعظ و نصیحت حاصل نہیں کرتے، اس طرح بعد والوں کے لیے تو یہ امور محض تخویف کا سبب ٹھہرتے ہیں۔ وگرنہ ان نشانیوں سے لوگوں کا ڈرانا تو اللہ تعالیٰ کا مقصود ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَآتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيْفًا﴾ (سورۂ اسراء: ٥٩) یعنی: ''ہم نے ثمودیوں کو بطور بصیرت کے اونٹنی دی، لیکن انھوں نے اس پر ظلم کیا، ہم تو لوگوں کو دھمکانے کے لیے ہی نشانیاں بھیجتے ہیں۔''

(٢) ان سے مراد معجزات اور کتاب اللہ کی نشانیاں ہیں، جو مومنوں کے لیے برکت اور زیادتیٔ ایمان کا سبب تھیں، جبکہ کافروں کو ڈرانا دھمکانا مقصود ہوتا تھا، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَآتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيْفًا﴾ (سورۂ اسراء: ٥٩) یعنی: ''ہم نے ثمودیوں کو بطور بصیرت کے اونٹنی دی، لیکن

(٢٨٨٧) تخريج: ......أخرجه البخاري: ١٠٤٢، ٣٢٠١، ومسلم: ٩١٤ (انظر: ٥٨٨٣)

(٢٨٨٨) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه مطوّلا البخاري: ٣٥٧٩ (انظر: ٣٧٦٢، ٤٣٩٣)

انھوں نے اس پر ظلم کیا، ہم تو لوگوں کو دھمکانے کے لیے ہی نشانیاں بھیجتے ہیں۔'' حق بات یہ ہے کہ بعض نشانیاں برکت کا باعث ہوتی ہیں، جیسے زیادہ لوگوں کا کھانے کی تھوڑی مقدار سے سیر ہو جانا اور بعض نشانیوں کا مقصود لوگوں کی تنبیہ و تخویف ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

(۲۸۸۹) عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ، قَالَ يَزِيْدُ (أَحد الروا ة) وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى، فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمَا فَصَلُّوا.)) (مسند احمد: ۱۷۲۳۰)

''سیّدنا ابو مسعود بدری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک سورج اور چاند کسی کی موت اور زندگی کے موقع پر بے نور نہیں ہوتے، یہ تو اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، لہٰذا جب تم ان کو اس حالت میں دیکھو تو نماز پڑھا کرو۔''

(۲۸۹۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنُوْدِيَ بِالصَّلَاةَ جَامِعَةً فَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ فِي سَجْدَةٍ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي سَجْدَةٍ ثُمَّ جُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ۔ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَا سَجَدْتُ سُجُوْدًا قَطُّ وَلَا رَكَعْتُ رُكُوْعًا قَطُّ أَطْوَلَ مِنْهُ۔ (مسند احمد: ٦٦٣١)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا، اس لیے ''الصلاۃ جامعۃ'' کی آواز دی گئی۔ پس آپ ﷺ نے ایک رکعت میں دو رکوع کئے، پھر کھڑے ہوئے اور پھر ایک رکعت میں دو رکوع کیے، پھر سورج صاف ہوگیا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ نے کہا: میں نے کبھی بھی ایسا سجدہ نہیں کیا اور نہ ایسا رکوع کیا جو اس سے زیادہ لمبا ہو۔''

(۲۸۹۱) عَنْ أَبِي حَفْصَةَ مَوْلٰى عَائِشَةَ أَنَّ عَائِشَةَ ؓ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ لَمَّا كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَأَمَرَ فَنُوْدِيَ أَنِ الصَّلَاةَ جَامِعَةً فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ فِي صَلَاتِهِ، قَالَتْ فَأَحْسِبُهُ قَرَأَ

''سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں: عہد نبوی میں سورج کو گرہن لگا، پس رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور حکم دیا، پس ''الصلاۃ جامعۃ'' کی آواز دی گئی، پھر آپ ﷺ (نے نماز شروع کر دی اور) لمبا قیام کیا، میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے سورۂ بقرہ کی تلاوت کی، پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا اور طویل رکوع

(۲۸۸۹) تخريج: ......أخرجه البخاري: ۱۰٤۱، ۱۰۵۷، ۳۲۰٤، ومسلم: ۹۱۱ (انظر: ۱۷۱۰۱)

(۲۸۹۰) تخريج: ......أخرجه البخاري: ۱۰۵۱، ومسلم: ۹۱۰ (انظر: ٦٦۳۱)

(۲۸۹۱) تخريج: ......أخرجه مطولا ومختصرا البخاري: ۱۰٤٤، ۵۲۲۱، ومسلم: ۹۰۱، ومالك: ۱/ ۱۸٦، وابوداود: ۱۱۹۱ (انظر: ۲٤۰٤۵، ۲٤٦۷۰)

سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) ثُمَّ قَامَ مِثْلَ مَا قَامَ وَلَمْ يَسْجُدْ ثُمَّ رَكَعَ فَسَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي سَجْدَةٍ ثُمَّ جَلَسَ وَجُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ۔ (مسند احمد: ٢٥١٧٧)

کیا، پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا اور پھر گزشتہ قیام کی طرح قیام کیا اور سجدہ نہ کیا، اس کے بعد دوبارہ رکوع کیا اور پھر سجدہ کیا، پھر (دوسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوئے اور اسی طرح کیا، جس طرح پہلی رکعت میں کیا تھا، یعنی ایک رکعت میں دو رکوع کیے، پر (تشہد کے لیے) بیٹھ گئے اور اتنے میں سورج صاف ہو گیا۔''

شرح: ......نماز کسوف کے لیے ان الفاظ کے ساتھ لوگوں کو بلایا جاتا ہے: "الصلاۃ جامعة" ان الفاظ کو ادا کرنے کی تین صورتیں ہیں:

(۱) "اَلصَّلاۃَ جَامِعَةً" کی مقدر عبارت یوں گی: "اُحْضُرُوْا الصَّلاۃَ حَالَ كَوْنِهَا جَامِعَةً لِلْجَمَاعَةِ"

(۲) "اَلصَّلاۃُ جَامِعَةٌ" یعنی: مبتدا اور خبر

(۳) "اِنَّ الصَّلاۃَ جَامِعَةٌ"

اس موضوع کی تمام احادیث کے عام الفاظ سے یہی پتہ چلتا ہے کہ جس وقت گرہن لگے، اسی وقت سے نماز شروع کر دی جائے اور کراہت کے وقت کا خیال نہ رکھا جائے، امام شافعی کا یہی مسلک ہے، جبکہ احناف وغیرہ نے کراہت کے اوقات کو مستثنی قرار دیا ہے۔ نمازِ کسوف کا حکم کیا ہے؟ مذکورہ بالا اور دیگر احادیث میں دیئے گئے حکم کا تقاضا تو یہی ہے کہ یہ نماز واجب ہے، اگرچہ جمہور اہل علم نے اس نماز کو سنت سمجھا ہے۔ اس مقام پر ایک اہم مسئلہ یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں یہ کتنی دفعہ سورج گرہن کا واقعہ پیش آیا، اہل علم کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی میں یہ واقعہ صرف ایک دفعہ پیش آیا، جبکہ ایک رائے یہ بھی ہے کہ کئی دفعہ ایسے ہوا ہے۔

علامہ محمد عطاء اللہ بھوجیانی نے کہا: یہ کہنا کہ مدینہ میں آپ ﷺ کے دس سالہ دور میں کئی دفعہ سورج کو گرہن لگا، یہ ایک بعید بات ہے۔ لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ اس کو بعید قرار دینا درست نہیں ہے، کیونکہ استاد احمد شاکر اور ابن حزم وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ماہرین فلکیات کا کہنا ہے کہ تواتر کے ساتھ گرہن لگتا رہتا ہے اور ہر دو گرہنوں کے درمیان پانچ قمری مہینوں کا وقفہ ہوتا ہے، اس لیے ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے کئی دفعہ نمازِ کسوف پڑھی ہو۔ شیخ احمد شاکر نے کہا: میں نے ماہرین فلکیات سے ملاقات کی اور ان سے مطالبہ کیا باریک حساب کتاب کے ذریعے عہد نبوی میں ہونے والے کسوف کی تعداد بیان کی جائے، لیکن آج تلک کامیابی نہ ہو سکی، ممکن ہے کہ بعد میں آنے والا یہ خدمت سرانجام دے سکے، پھر اللہ تعالیٰ نے علمائے ہند میں سلفی عالم اور ماہر فلکیات کو توفیق دی، میری مراد قاضی محمد سلیمان منصور پوری ہیں، انھوں نے ہمارے لیے عہد نبوی کے تمام گرہنوں کا بڑا باریک حساب پیش کیا، جس کے جدول کا اپنی کتاب ''رحمۃ للعالمین'' میں تذکرہ کیا اور وہ جدول یہ ہے:

نمبر شمار	تاریخ	ماہ	سنہ عیسوی	تاریخ	ماہ	سنہ اسلامی
۱	۹	اپریل	۶۰۹	۲۸	ربیع الثانی	۴۰ میلادنبوی
۲	۲۳	جولائی	۶۱۳	۲۹	رمضان	۴۴ میلادنبوی
۳	۲۱	مئی	۶۱۶	۲۸	شعبان	۴۷ میلادنبوی
۴	۱۴	نومبر	۶۱۶	۲۸	صفر	۴۸ میلادنبوی
۵	۴	نومبر	۶۱۷	۲۸	صفر	۴۹ میلادنبوی
۶	۳۱	مارچ	۶۱۸	۲۸	رجب	۴۹ میلادنبوی
۷	۲۴	اکتوبر	۶۱۸	۲۸	صفر	۵۰ میلادنبوی
۸	۹	مارچ	۶۲۰	۲۸	رجب	۵۱ میلادنبوی
۹	۲	ستمبر	۶۲۰	۲۸	محرم	۵۲ میلادنبوی
۱۰	۲۷	دسمبر	۶۲۳	۲۸	جمادی الثانیہ	۲ ہجری
۱۱	۱۵	دسمبر	۶۲۴	۲۸	جمادی الثانیہ	۳ ہجری
۱۲	۲۶	اکتوبر	۶۲۶	۲۹	جمادی الاولیٰ	۵ ہجری
۱۳	۲۱	اپریل	۶۲۷	۲۸	ذوالقعدہ	۵ ہجری
۱۴	۱۵	اکتوبر	۶۲۷	۲۸	جمادی الاولیٰ	۶ ہجری
۱۵	۹	اپریل	۶۲۸	۲۸	ذوالقعدہ	۶ ہجری
۱۶	۳	اکتوبر	۶۲۸	۲۸	جمادی الاولیٰ	۷ ہجری
۱۷	۱۳	اگست	۶۳۰	۲۸	ربیع الثانی	۹ ہجری
۱۸	۷	فروری	۶۳۱	۲۹	شوال	۹ ہجری
۱۹	۲۷	جنوری	۶۳۲	۲۸	شوال	۱۰ ہجری یوم وفاتِ ابراہیم

(التعليقات السلفية: ١/ ١٧٢، رحمة للعالمين: ٢/ ١١٨)

اس طرح آپ ﷺ کے مدنی دور میں کل دس دفعہ سورج گرہن لگا تھا۔ اگر ایک سے زائد سورج گرہن کو تسلیم کیا جائے تو مختلف صحیح احادیث کو مختلف واقعات پر محمول کیا جائے گا۔

2 ..... بَابُ الْقِرَاءَةِ فِيْ صَلَاةِ الْكُسُوْفِ وَهَلْ تَكُوْنُ سِرًّا اَوْ جَهْرًا

نمازِ کسوف میں قراءت اور اس کے جہری یا سرّی ہونے کا بیان

(۲۸۹۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْكُسُوْفَ (وَفِي لَفْظٍ صَلَاةَ الْخُسُوْفِ) فَلَمْ أَسْمَعْ مِنْهُ فِيْهَا حَرْفًا مِنَ الْقُرْآنِ۔ (مسند احمد: ۲۶۷۳)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسوف کی نماز پڑھی، میں نے تو آپ ﷺ سے قرآن کا ایک حرف بھی نہیں سنا تھا۔''

شرح: ..... طبرانی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: صَلَّيْتُ اِلٰى جَنْبِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَلَمْ اَسْمَعْ لَهُ قِرَاءَةً۔ یعنی: میں نے سورج گرہن والے دن آپ ﷺ کے پہلو میں نماز پڑھی، لیکن میں نے آپ ﷺ کی کوئی قراءت نہیں سنی۔

(۲۸۹۳) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ؓ يَصِفُ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْكُسُوْفِ، فَقَالَ: فَقَامَ بِنَا كَأَطْوَلِ مَا قَامَ بِنَا فِي صَلَاةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا، ثُمَّ رَكَعَ كَأَطْوَلِ مَا رَكَعَ بِنَا فِي صَلَاةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا، ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ۲۰۴۴۰)

''سیّدنا سمرہ بن جندب ؓ رسول اللہ ﷺ کی نمازِ کسوف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ہمیں اتنا لمبا قیام کروایا کہ کسی نماز میں بھی اتنا لمبا قیام نہیں کروایا تھا، ہم نے آپ ﷺ کی کوئی آواز نہیں سنی تھی، پھر آپ ﷺ نے انتہائی طویل رکوع کیا، اتنا لمبا رکوع کسی نماز میں بھی نہیں کیا تھا، اس میں بھی ہم نے آپ ﷺ کی آواز نہیں سنی تھی، پھر آپ ﷺ نے دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کیا تھا۔''

(۲۸۹۴) عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ ؓ أَنَّهَا قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَى النَّبِيُّ ﷺ الْمُصَلّٰى فَكَبَّرَ وَكَبَّرَ النَّاسُ، ثُمَّ قَرَأَ فَجَهَرَ بِالْقِرَاءَةِ

''سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا تھا، سو آپ ﷺ نماز پڑھنے کی جگہ پر تشریف لائے اور اللہ اکبر کہہ کر (نماز شروع کی)، لوگوں نے بھی اللہ اکبر کہا، پھر آپ ﷺ نے قراءت

(۲۸۹۲) تخریج: ..... حسن، روی عبد الله بن المبارك عن عبد الله بن لهيعة فی رواية أخرجه أبويعلی: ۲۷۴۵، والطحاوی: ۱/ ۳۳۲، والبيهقی: ۳/ ۳۳۵ (انظر: ۲۶۷۳)

(۲۸۹۳) تخريج: ..... اسناده ضعيف لجهالة ثعلبة بن عباد، ولبعضه شواهد أخرجه مطوّلا ومختصرا ابوداود: ۱۱۸۴، والنسائی: ۳/ ۱۴۰، وابن ماجه: ۱۲۶۴، والترمذی: ۵۶۲، وابن ابی شيبة: ۲/ ۴۶۹، وابن خزيمة: ۱۳۹۷، وابن حبان: ۲۸۵۲ (انظر: ۲۰۱۶۰، ۲۰۱۷۸)

(۲۸۹۴) تخريج: ..... أخرجه مطوّلا ومختصرا البخاری: ۱۰۴۶، ۱۲۱۲، ومسلم: ۹۰۱، وابوداود: ۱۱۸۰ (انظر: ۲۴۹۷۷)

وَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ فَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَفَعَلَ فِي الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ......)) الْحَدِيْثِ (مسند احمد: ٢٤٩٧٧)

کی اور جہری قراءت کی اور لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، پھر اپنا سر اٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ کہا، پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور طویل قراءت کی، پھر رکوع کیا اور طویل رکوع کیا، پھر سر اٹھا اور سجدہ کیا، پھر کھڑے ہوئے اور دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا اور (نماز سے فارغ ہوکر) فرمایا: ''بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، یہ کسی کی موت وحیات کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے......۔''

شرح: ......آپ ﷺ نے یہ نماز مسجد میں ہی ادا کی تھی، اس کے بعد منبر پر خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ پہلی دو روایات سے اِس نماز میں سرّی قراءت کا اور آخری حدیث سے جہری تلاوت کا ثبوت ملتا ہے۔ امام بغوی نے (''شرح السنة'': ٤/ ٣٨٢) میں کہا: اہل علم میں نمازِ کسوف میں قراءت کے سرّی یا جہری ہونے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام مالک، امام احمد، امام اسحاق، امام ابن خزیمہ اور امام ابن المنذر وغیرہ کا یہ خیال ہے کہ جمعہ اور عیدین کی نمازوں کی طرح اِس نماز میں قراءت جہری آواز سے کی جائے گی، امام ابوحنیفہ کے دو شاگردوں محمد بن حسن اور ابو یوسف کی بھی یہی رائے ہے۔

جبکہ امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کا یہ مسلک ہے کہ اس نماز میں قراءت سرّی ہوگی، لیکن پہلی رائے ہی راجح ہے۔ ابوجعفر طحاوی نے (''شرح معانی الآثار'': ١/ ٣٣٣) میں کہا: نماز کسوف میں قراءت جہری نہیں ہوگی، کیونکہ یہ دن کی نمازوں میں سے ہے اور یہی رائے امام ابوحنیفہ کی ہے۔ لیکن دوسرے علماء اس خیال کے مالک ہیں کہ قراءت جہراً ہوگی، کیونکہ سیّدنا ابن عباس اور سیّدنا سمرہ رضی اللہ عنہما کے نہ سننے سے یہ لازم نہیں آتا کہ سرے سے سے باآواز بلند تلاوت نہیں کی گئی، کیونکہ ممکن ہے کہ وہ دور ہوں۔ پھر انھوں نے صحیح بخاری کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ذکر کی، جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے باآواز بلند تلاوت کی تھی۔

امام شوکانی نے کہا: درست بات یہ ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ عہد نبوی میں نمازِ کسوف ایک ہی دفعہ پیش آئی، جیسا کہ اہل علم کی ایک جماعت کا خیال ہے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی (جہر والی) حدیث کو ترجیح دی جائے گی، کیونکہ وہ مثبت ہے اور زیادتیٔ علم پر مشتمل ہے، اور اگر یہ کہا جائے آپ ﷺ کے زمانے میں نمازِ کسوف ایک سے زائد بار پڑھی گئی، جیسا کہ بعض اہل علم کا خیال ہے تو جمع وتطبیق کی یہ صورت ہوگی کہ جہراً اور سرّاً دونوں پر عمل کیا گیا۔ (نیل الاوطار: ٤/ ٢١)

3 ..... بَابُ مَنْ رَوٰى اَنَّهَا رَكْعَتَانِ كَالرَّكْعَاتِ الْمُعْتَادَةِ

اس شخص کا بیان جو یہ روایت کرتا ہے کہ اس نماز کی دو رکعتیں (دوسری نمازوں کی) عام رکعات کی طرح ہوں گی

(۲۸۹۵) عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوا: كَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ اِبْرَاهِيْمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، أَلَا وَإِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمَا كَذٰلِكَ فَافْزَعُوا اِلَى الْمَسَاجِدِ.)) ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ فِيْمَا نُرٰى بَعْضَ ﴿الٓرٰ كِتَابٌ﴾ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ اعْتَدَلَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ فِي الْأُوْلٰى۔ (مسند احمد: ۲٤۰۲۹)

''سیّدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جس دن آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے، اس دن سورج کو گرہن لگ گیا۔پس لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا: جناب ابراہیم رضی اللہ عنہ کی موت کی وجہ سے سورج کو گرہن لگا ہے، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ خبردار! یہ کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے، جب تم ان کو اس طرح دیکھو تو ڈر کر مسجد کی طرف پناہ لو۔'' پھر آپ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور ہمارا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے سورۂ ابراہیم کی بعض آیات تلاوت کیں، پھر رکوع کیا، اس کے بعد سیدھے ہوئے اور پھر دو سجدے کیے، پھر کھڑے ہوئے اور پہلی رکعت کی طرح دوسری رکعت ادا کی۔''

(۲۸۹٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهُ فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ لَيْسَ بِرَاكِعٍ ثُمَّ رَكَعَ فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ رَفَعَ فَلَمْ يَكَدْ يَسْجُدُ، ثُمَّ سَجَدَ فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ جَلَسَ فَلَمْ يَكَدْ يَسْجُدُ ثُمَّ سَجَدَ فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ كَمَا

''سیّدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا، آپ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے، ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے، آپ ﷺ نے اتنا لمبا قیام کیا کہ ہمیں یہ گمان ہونے لگا کہ آپ ﷺ نے رکوع ہی نہیں کرنا، بالآخر آپ ﷺ نے رکوع کیا اور قریب نہیں تھا کہ رکوع سے سر اٹھائیں، پھر سر اٹھایا اور سجدے میں گر گئے، قریب نہیں تھا کہ اس سے بھی سر اٹھاتے، بالآخر سر اٹھایا اور (جلسہ میں) بیٹھ گئے

(۲۸۹۵) تخريج: ......اسناده جيد (انظر: ۲۳٦۲۹)

(۲۸۹٦) تخريج: ......حديث حسن۔ أخرجه بذكر صلاة الكسوف البخاري: ۱۰۵۱، ومسلم: ۹۱۰، وابوداود: ۱۱۹٤ (انظر: ٦٤۸۳، ٦٦۳۱)

فَعَلَ فِي الْأُولٰى وَجَعَلَ يَنْفُخُ فِي الْأَرْضِ وَيَبْكِي وَهُوَ سَاجِدٌ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ، وَجَعَلَ يَقُولُ: ((رَبِّ لِمَ تُعَذِّبُهُمْ وَأَنَا فِيهِمْ، رَبِّ لِمَ تُعَذِّبُنَا وَنَحْنُ نَسْتَغْفِرُكَ)) فَرَفَعَ رَأْسَهُ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ وَقَضٰى صَلَاتَهُ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَإِذَا كَسَفَ أَحَدُهُمَا فَافْزَعُوا إِلَى الْمَسَاجِدِ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ حَتّٰى لَوْ أَشَاءُ لَتَعَاطَيْتُ بَعْضَ أَغْصَانِهَا وَعُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ حَتّٰى إِنِّي لَأُطْفِئُهَا خَشْيَةَ أَنْ تَغْشَاكُمْ، وَرَأَيْتُ فِيهَا امْرَأَةً مِنْ حِمْيَرَ سَوْدَاءَ طُوَالَةً تُعَذَّبُ بِهِرَّةٍ لَهَا تَرْبِطُهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَسْقِهَا وَلَا تَدَعُهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ كُلَّمَا أَقْبَلَتْ نَهَشَتْهَا، وَكُلَّمَا أَدْبَرَتْ نَهَشَتْهَا وَرَأَيْتُ فِيهَا أَخَا بَنِي دَعْدَعٍ وَرَأَيْتُ صَاحِبَ الْمِحْجَنِ مُتَّكِئًا فِي النَّارِ عَلٰى مِحْجَنِهِ كَانَ يَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمِحْجَنِهِ، فَإِذَا عَلِمُوا بِهِ قَالَ لَسْتُ أَنَا أَسْرِقُكُمْ، إِنَّمَا تَعَلَّقَ بِمِحْجَنِي.)) (مسند احمد: ٦٤٨٣)

(اور اتنی دیر کے لیے بیٹھے رہے کہ) قریب نہیں تھا کہ دوسرا سجدہ کریں گے، پھر سجدہ کیا اور قریب نہیں تھا کہ سجدہ سے سر اٹھائیں گے، پھر دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح ادا کی، جب دوسری رکعت کا سجدہ کر رہے تھے تو زمین میں پھونکنا اور رونا شروع کر دیا اور یہ کہنا شروع کر دیا: ''اے رب! تو ان کو عذاب کیوں دے رہا ہے، حالانکہ میں ان میں موجود ہوں، اے رب! تو ہمیں عذاب کیوں دیتا ہے، حالانکہ ہم تجھ سے بخشش طلب کر رہے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور سورج صاف ہو چکا تھا، پھر آپ ﷺ نے نماز مکمل کرنے کے بعد اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا: ''اے لوگو! بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، پس جب تم ان میں سے کسی کو بے نور ہوتا دیکھو تو ڈر کر مساجد کی طرف پناہ لو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تحقیق میرے اوپر جنت پیش کی گئی (اور اتنی قریب کی گئی کہ) اگر میں چاہتا تو اس کی ٹہنی کو پکڑ لیتا اور مجھ پر آگ کو بھی پیش کیا گیا (اور اتنا قریب کیا گیا کہ) اس ڈر سے میں اس کو بجھا رہا تھا کہ وہ کہیں تم کو اپنی لپیٹ میں نہ لے لے۔ میں نے اس میں حمیر قبیلے کی ایک سیاہ رنگ کی طویل عورت دیکھی، اس کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا تھا، اس نے اس کو باندھ دیا تھا، نہ اس کو خود کھلاتی پلاتی تھی اور نہ اس کو چھوڑتی تھی کہ وہ زمین کے حشرات وغیرہ کھا سکے، (عذاب کی کیفیت یہ تھی کہ) وہ جب آگے کی طرف آتی تو وہ بلی اس کو (سامنے سے) نوچتی اور جب وہ واپس جاتی تو وہ اس کو (پیچھے سے) نوچتی، میں نے آگ میں بنو دعدع کے ایک فرد کو بھی دیکھا اور اس میں لاٹھی والے کو بھی دیکھا، وہ آگ میں اپنی لاٹھی پر ٹیک لگائے ہوئے تھا، (اس کا جرم یہ تھا کہ) وہ اپنی لاٹھی کے ساتھ

حاجیوں کی چوری کیا کرتا تھا، پس جب لوگوں کو اس کا پتہ لگ جاتا تو وہ کہتا: میں چوری تو نہیں کر رہا، ویسے یہ چیز لاٹھی کے ساتھ لٹک گئی ہے۔''

(۲۸۹۷)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ) وَعُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ فَجَعَلْتُ أَنْفُخُ خَشْيَةَ أَنْ يَغْشَاكُمْ حَرُّهَا، وَرَأَيْتُ فِيْهَا سَارِقَ بَدَنَتَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ (مسند احمد: ٦٧٦٣)

''(دوسری سند)اس میں ہے: اور مجھ پر آگ کو پیش کیا گیا، میں اس پر اس ڈر سے پھونک مار رہا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی گرمی تم کو ڈھانپ لے اور میں نے اس میں اللہ کے رسول کے دو اونٹ چوری کرنے والا شخص بھی دیکھا۔''

شرح: ......''قریب نہیں کہ......'' ان تمام الفاظ سے مراد طوالت ہے۔ ''اے رب! تو ان کو عذاب کیوں دے رہا ہے، حالانکہ میں ان میں موجود ہوں، اے رب! تو ہمیں عذاب کیوں دیتا ہے، حالانکہ ہم تجھ سے بخشش طلب کر رہے ہیں'' سے آپ ﷺ کی مراد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ.﴾ (سورۂ انفال: ۳۳) یعنی: ''اور اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرے گا کہ ان میں آپ کے ہوتے ہوئے ان کو عذاب دے اور اللہ ان کو عذاب نہ دے گا، اس حالت میں وہ استغفار بھی کرتے ہوں''۔ بنو دعدع کے فرد کا جرم یہ تھا کہ آپ ﷺ نے دو اونٹنیاں بیت اللہ کی طرف بھیجیں تھیں، یہ ان کو پکڑ کر لے گیا۔

(۲۸۹۸) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى فِي كُسُوْفِ الشَّمْسِ نَحْوًا مِنْ صَلَاتِكُمْ يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ۔ (مسند احمد: ١٨٥٨٢)

''سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن کے موقع پر تمہاری نماز کی طرح کی نماز پڑھی کہ اس میں رکوع اور سجدہ بھی کیا۔''

(۲۸۹۹)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ قَالَ حَجَّاجٌ مِثْلَ صَلَاتِنَا۔ (مسند احمد: ١٨٦٣٤)

''(دوسری سند)وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج بے نور ہوگیا، پس آپ ﷺ نے نماز پڑھائی اور اس میں رکوع و سجود کیے، حجاج نے کہا: وہ ہماری نماز کی طرح ہی تھی۔''

(۲۸۹۷)تخریج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(۲۸۹۸) تخريج: ......اسناده ضعيف لانقطاعه، أبوقلابة لم يسمع من النعمان بن بشير أخرجه ابن ابی شيبة: ۲/ ٤٦٧، والنسائی: ۳/ ١٤٥، والطحاوی فی "شرح معانی الآثار": ١/ ٣٣٠۔ وأخرجه أبوداود: ١١٩٣ بلفظ: كسفت الشمس على عهد رسول النبی ﷺ فجعل يصلی ركعتين ركعتين ويسأل عنها حتى انجلت۔ وأخرجه أحمد بلفظ آخر مقارب منه، سيأتی: ١٦٩٣، وفيه رجل مبهم عن النعمان (انظر: ١٨٣٥١، ١٨٣٦٥، ١٨٣٩٢)۔

(۲۸۹۹)تخریج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(۲۹۰۰) عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ عَبَّادٍ الْعَبْدِيِّ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ قَالَ: شَهِدْتُ يَوْمًا خُطْبَةً لِسَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ فَذَكَرَ فِي خُطْبَتِهِ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: بَيْنَا أَنَا وَغُلَامٌ مِنَ الْأَنْصَارِ نَرْمِي فِي غَرَضَيْنِ لَنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ قِيدَ رُمْحَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ فِي عَيْنِ النَّاظِرِ اسْوَدَّتْ حَتَّى آضَتْ كَأَنَّهَا تَنُّومَةٌ، قَالَ: فَقَالَ أَحَدُنَا لِصَاحِبِهِ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَاللَّهِ! لَيُحْدِثَنَّ شَأْنُ هَذِهِ الشَّمْسِ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي أُمَّتِهِ حَدَثًا، قَالَ: فَدَفَعْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا هُوَ بَارِزٌ قَالَ: وَوَافَقْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حِينَ خَرَجَ إِلَى النَّاسِ فَاسْتَقْدَمَ فَقَامَ بِنَا كَأَطْوَلِ مَا قَامَ بِنَا فِي صَلَاةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا ثُمَّ رَكَعَ كَأَطْوَلِ مَا رَكَعَ بِنَا فِي صَلَاةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا، ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ فَوَافَقَ تَجَلِّي الشَّمْسِ جُلُوسَهُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ، قَالَ زُهَيْرٌ (أحد الرواة): حَسِبْتُهُ، قَالَ: فَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَشَهِدَ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ قَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنِّي قَصَّرْتُ عَنْ شَيْءٍ مِنْ تَبْلِيغِ رِسَالَاتِ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ لَمَا أَخْبَرْتُمُونِي

''ثعلبہ بن عباد عبدی، جو اہل بصرہ میں سے تھے، کہتے ہیں: میں ایک دن سیّدنا سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ کے خطبے میں حاضر تھا، انہوں نے اس خطبے میں رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث بیان کرتے ہوئے کہا: میں اور ایک انصاری لڑکا عہد نبوی میں دونشانوں کے درمیان تیر پھینک رہے تھے، جب سورج دیکھنے والے کی نظر میں دو تین نیزے بلند ہوا تو وہ کالا ہونا شروع ہو گیا اور (سیاہ رنگ کا پھل) تنومہ کی طرح ہو گیا، ہم میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: مسجد کی طرف چلیے، اللہ کی قسم! سورج کی یہ کیفیت رسول اللہ ﷺ کے لیے اس امت میں کوئی نیا حکم پیدا کرے گی، پس ہم مسجد کی طرف بھاگے، آپ ﷺ واقعی باہر آئے ہوئے تھے، پھر جب آپ لوگوں کے پاس آئے تو آگے بڑھے اور (نماز شروع کر دی) اور اتنا لمبا قیام کروایا کہ آپ ﷺ نے کسی نماز میں کبھی بھی ایسی طوالت اختیار نہیں کی تھی، ہم آپ ﷺ کی آواز نہیں سن رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے انتہائی لمبا رکوع کیا کہ کبھی بھی ہمیں ایسا رکوع نہیں کروایا تھا، ہم آپ ﷺ کی آواز نہیں سن رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کیا، جب آپ ﷺ دوسری رکعت کے بعد بیٹھے تو سورج بھی صاف ہو گیا تھا، پھر آپ ﷺ نے سلام پھیرا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور یہ شہادت دی کہ آپ خود اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ اگر تم جانتے ہو کہ میں نے رب تعالیٰ کے پیغامات کو پہنچانے میں کوئی کمی کی ہے تو تم مجھ کو اس کی خبر دو گے، (میں خود تو یہ کہتا ہوں کہ) میں اپنے رب کے پیغامات

(۲۹۰۰) تخريج: ......اسناده ضعيف لجهالة ثعلبة بن عباد، ولبعضه شواهد أخرجه مطوّلا ومختصرا ابن ابی شيبة: ۲...... ۴۶۹، وابوداود: ۱۱۸۴، والنسائی: ۳/ ۱۴۰، وابن خزيمة: ۱۳۹۷ (انظر: ۲۰۱۷۸)

ذَاكَ ، فَبَلَّغْتُ رِسَالَاتِ رَبِّي كَمَا يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُبَلَّغَ ، وَإِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّي بَلَّغْتُ رِسَالَاتِ رَبِّي لَمَا أَخْبَرْتُمُوْنِي ذَاكَ .)) قَالَ: فَقَامَ رِجَالٌ فَقَالُوا: نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ رِسَالَاتِ رَبِّكَ وَنَصَحْتَ لِأُمَّتِكَ وَقَضَيْتَ الَّذِي عَلَيْكَ ثُمَّ سَكَتُوْا۔ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ رِجَالًا يَزْعُمُوْنَ أَنَّ كُسُوْفَ هٰذِهِ الشَّمْسِ وَكُسُوْفَ هٰذَا الْقَمَرِ وَزَوَالَ هٰذِهِ النُّجُوْمِ عَنْ مَطَالِعِهَا لِمَوْتِ رِجَالٍ عُظَمَاءَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ وَإِنَّهُمْ قَدْ كَذَبُوا، وَلٰكِنَّهَا آيَاتٌ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَعْتَبِرُ بِهَا عِبَادُهُ فَيَنْظُرُ مَنْ يُحْدِثُ لَهُ مِنْهُمْ تَوْبَةً ، وَايْمُ اللّٰهِ! لَقَدْ رَأَيْتُ مُنْذُ قُمْتُ أُصَلِّي مَا أَنْتُمْ لَاقُوْنَ فِي أَمْرِ دُنْيَاكُمْ وَآخِرَتِكُمْ وَإِنَّهُ وَاللّٰهِ! لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ ثَلَاثُوْنَ كَذَّابًا، آخِرُهُمُ الْأَعْوَرُ الدَّجَّالُ مَمْسُوْحُ الْعَيْنِ الْيُسْرٰى كَأَنَّهَا عَيْنُ أَبِي يَحْيٰى لِشَيْخٍ حِينَئِذٍ مِنَ الْأَنْصَارِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ، وَإِنَّهُ مَتٰى يَخْرُجُ أَوْ قَالَ مَتٰى مَا يَخْرُجُ فَإِنَّهُ سَوْفَ يَزْعُمُ أَنَّهُ اللّٰهُ ، فَمَنْ آمَنَ بِهِ وَصَدَّقَهُ وَاتَّبَعَهُ لَمْ يَنْفَعْهُ صَالِحٌ مِنْ عَمَلِهِ سَبَقَ ، وَمَنْ كَفَرَ بِهِ وَكَذَّبَهُ لَمْ يُعَاقَبْ بِشَيْءٍ مِنْ عَمَلِهِ (وَفِي رِوَايَةٍ: بِشَيْءٍ مِنْ عَمَلِهِ سَلَفَ) وَإِنَّهُ سَيَظْهَرُ أَوْ قَالَ سَوْفَ يَظْهَرُ عَلَى الْأَرْضِ كُلِّهَا إِلَّا الْحَرَمَ وَبَيْتَ الْمَقْدِسِ وَإِنَّهُ

کے اس طرح پہنچا دیئے، جس طرح پہنچانے کا حق تھا، بہر حال اگر تم جانتے ہو کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے پیغامات پہنچا دیئے ہیں تو تم مجھے اس کی خبر دو۔'' کچھ لوگ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے ہیں اور آپ نے اپنی امت کی خیر خواہی کر دی ہے اور جو حق آپ پر تھا، آپ ﷺ نے اسے ادا کر دیا ہے، پھر وہ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: حمد و ثناء کے بعد، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سورج اور چاند کا بے نور ہو جانا اور ستاروں کا اپنے مقام سے ہٹ جانا اہل زمین میں سے کسی بڑے آدمی کی موت کی وجہ سے ہوتا ہے، یہ لوگ جھوٹے ہیں، یہ تو اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، وہ ان کے ذریعے اپنے بندوں کا امتحان لیتا ہے اور پھر وہ دیکھتا ہے کہ ان میں سے کون اس موقع پر توبہ کرتا ہے۔ اللہ کی قسم! جب میں اس نماز میں کھڑا ہوا تو میں نے وہ سارا کچھ دیکھ لیا جس کو تم دنیا و آخرت میں ملنے والے ہو۔ اللہ کی قسم! اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی، جب تک تیس کذاب نہ نکل آئیں، ان میں سے آخری دجال ہوگا، جو کانا ہوگا اور جس کی بائیں آنکھ مٹی ہوئی ہوگی، گویا کہ وہ ابو یحییٰ کی آنکھ ہے۔'' یہ ایک انصاری شیخ تھا جو آپ ﷺ کے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔ ''جب وہ دجال نکلے گا تو وہ یہ دعوی کرے گا کہ وہی اللہ ہے، پس جو شخص اس کے ساتھ ایمان لائے گا، اس کی تصدیق کرے گا اور اس کی پیروی کرے گا تو سابقہ نیک اعمال بھی اسے کوئی فائدہ نہیں دیں گے، (یعنی اس کے اعمال صالحہ ضائع ہو جائیں گے)۔ اور جس نے اس کے ساتھ کفر کیا اور اس کی تکذیب کر دی تو اس کا اس کے سابقہ (برے) اعمال کی وجہ مؤاخذہ نہیں ہوگا، (یعنی اس کے سابقہ

يَحْصُرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَيُزَلْزَلُوْنَ زِلْزَالًا شَدِيْدًا ثُمَّ يُهْلِكُهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَجُنُوْدَهُ حَتّٰى إِنَّ جِذْمَ الْحَائِطِ أَوْ قَالَ أَصْلَ الْحَائِطِ، وَقَالَ حَسَنٌ الْأَشْيَبُ وَأَصْلَ الشَّجَرَةِ لَيُنَادِيْ أَوْ قَالَ يَقُوْلُ: يَا مُؤْمِنُ! أَوْ قَالَ يَا مُسْلِمُ! هٰذَا يَهُوْدِيٌّ أَوْ قَالَ هٰذَا كَافِرٌ تَعَالَ فَاقْتُلْهُ قَالَ وَلَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ حَتّٰى تَرَوْا أُمُوْرًا يَتَفَاقَمُ شَأْنُهَا فِي أَنْفُسِكُمْ وَتَسَائَلُوْنَ بَيْنَكُمْ هَلْ كَانَ نَبِيُّكُمْ ذَكَرَ لَكُمْ مِنْهَا ذِكْرًا، وَحَتّٰى تَزُوْلَ جِبَالٌ عَنْ مَرَاتِبِهَا ثُمَّ عَلٰى أَثَرِ ذٰلِكَ الْقَبْضُ ثُمَّ شَهِدْتُ خُطْبَةً لِسَمُرَةَ ذَكَرَ فِيْهَا هٰذَا الْحَدِيْثَ، فَمَا قَدَّمَ كَلِمَةً وَلَا أَخَّرَهَا عَنْ مَوْضِعِهَا۔ (مسند احمد: ٢٠٤٤٠)

گناہ معاف کر دیئے جائیں گے)۔ بے شک وہ دجال ساری زمین پر غالب آجائے گا، ماسوائے حرم اور بیت المقدس کے، وہ مومنوں کو بیت المقدس میں محصور کر دے گا اور ان کو انتہائی سختی سے ہلا دیا جائے گا، (یعنی وہ اِس کی وجہ سے سخت گھبراہٹ، تنگی اور پریشانی میں ہوں گے)۔ پھر اللہ اس کو اور اس کے لشکروں کو ہلاک کر دے گا، حتیٰ کہ دیوار کی بنیاد یا درخت کا بنیادی تنا پکار پکار کر کہے گا: او مومن! او مسلمان! یہ یہودی (چھپا ہوا) ہے، یہ کافر ہے، ادھر آ اور اس کو قتل کر دے۔ لیکن یاد رکھو کہ دجال والا یہ معاملہ اس وقت تک نہیں ہو گا، جب تلک تم بڑے بڑے امور نہ دیکھ لو گے اور جن کے وقوع پذیر ہونے کے بعد تم آپس میں سوال کرو گے کہ کیا تمہارے نبی ان کا کوئی ذکر کیا تھا، بطور مثال پہاڑ اپنی جگہوں سے سرک جائیں گے، پھر اس کے بعد قیامت بپا ہو جائے گی۔‘‘ پھر ثعلبہ راوی نے کہا: میں ایک اور موقع پر سیّدنا سمرہ رضی اللہ عنہ کے خطبے میں حاضر ہوا تھا، اس دن بھی انھوں نے یہی حدیث بیان کی تھی، لیکن مجال ہے کہ کسی بات کو اس کے مقام سے آگے پیچھے کیا ہو۔

شرح: ...... بڑے بڑے امور سے مراد دنیا میں مختلف فتنے، خارقِ عادت امور اور دوسری علاماتِ قیامت ہیں۔ انصاری شیخ، صحابیٔ رسول تھا، اس جسمانی تشبیہ سے اس کے مقام و مرتبہ میں کوئی فرق نہیں آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ اچھی طرح وضاحت ہو جائے تا کہ دجال کی معرفت آسان ہو جائے، وگرنہ دجال انسان ہی ہو گا اور اس کا سارا جسم انسانی جسم کی طرح ہی ہو گا، الا ماشاء اللہ۔ اس حدیث میں بقیہ مذکورہ امور کی وضاحت کتاب الفتن میں آئے گی۔

(٢٩٠١) عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَامَ يَجُرُّ ثَوْبَهُ مُسْتَعْجِلًا حَتّٰى أَتَى الْمَسْجِدَ وَثَابَ النَّاسُ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَجُلِّيَ عَنْهَا،

’’سیّدنا ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا، آپ کھڑے ہوئے اور کپڑا گھسیٹتے ہوئے جلدی جلدی مسجد پہنچے اور لوگ بھی لگا تار جمع ہونا شروع ہو گئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھائی اور سورج کا

(٢٩٠١) تخريج: ......أخرجه البخاري: ١٠٤٠، ٥٧٩٥ (انظر: ٢٠٣٩٠)

ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يُخَوِّفُ بِهِمَا عِبَادَهُ وَلَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ.)) قَالَ وَكَانَ ابْنُهُ إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَاتَ، ((فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهُمَا شَيْئًا فَصَلُّوا وَادْعُوْا حَتّٰى يَنْكَشِفَ مِنْهُمَا مَا بِكُمْ.)) (مسند احمد: ۲۰٦٦۱)

گرہن ختم ہوگیا، پھر آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، وہ ان کے ذریعے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، یہ کسی کی موت کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے۔'' اس دن دراصل آپ ﷺ کا بیٹا (ابراہیم رضی اللہ عنہ) فوت ہوا تھا۔ ''پس جب تم ان میں اس قسم کی چیز دیکھو تو نماز پڑھو اور دعا کرو، حتی کہ وہ چیز ختم ہو جائے، جس میں تم مبتلا ہو۔''

(۲۹۰۲) عَنْ قَبِيْصَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَأَطَالَ فِيْهِمَا الْقِرَاءَةَ، فَانْجَلَتْ، فَقَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يُخَوِّفُ بِهِمَا عِبَادَهُ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَصَلُّوا كَأَحْدَثِ صَلَاةٍ صَلَّيْتُمُوْهَا مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ.)) (مسند احمد: ۲۰۸۸۳)

''سیّدنا قبیصہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سورج کو گرہن لگ گیا، پس رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑھائی اور ان میں قراءت کو لمبا کیا، اتنے میں سورج صاف ہوگیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، وہ ان کے ذریعے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، پس جب تم اس چیز کو دیکھو تو جو تم نے تازہ تازہ فرض نماز پڑھی ہے، اس کی طرح کی نماز پڑھو۔''

شرح: ......یعنی جس فرضی نماز کے بعد سورج یا چاند کو گرہن لگ جائے، تو تعدادِ رکعات میں اسی نماز کی کیفیت کو سامنے رکھا جائے، یعنی دو یا تین یا چار رکعات۔ اور بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ اس حدیث سے مراد قراءت کی جہری یا سری کیفیت مراد ہے، بہرحال یہ حدیث ہی ضعیف ہے اور دوسری احادیثِ صحیحہ موجود ہیں۔ جن میں صلوٰۃِ کسوف کا طریقہ بیان ہوا ہے۔

(۲۹۰۲) تخريج: ......اسناده ضعيف، أبوقلابة بن عبد الله بن زيد الجرمي كان كثير الارسال، ولم يصرح هنا بسماعه من قبيصة بن مخارق، وذكر البيهقي في "السنن" انه لم يسمع منه، انما رواه عن رجل عنه، وهذا الرجل هو هلال بن عامر وقيل: عمرو البصري، وهو لا يعرف كما قال الذهبي، وروى بعضهم هذا الحديث من طريق أيوب وغيره عن أبي قلابة عن النعمان، وابو قلابة لم يسمع من النعمان، فهذا يفيد أن في الحديث اضطرابا أيضا أخرجه النسائي: ۳/ ۱٤٤، وابوداود: ۱۱۸٦، وانظر: ۱٦۸۹ (انظر: ۲۰٦۰۷)

فَصْلٌ مِنْهُ فِيمَنْ صَلَّاهَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى انْجَلَتْ

اس شخص کا بیان جو گرہن والا معاملہ صاف ہونے تک دو دو رکعت کر کے نمازِ کسوف ادا کرتا رہتا ہے

(٢٩٠٣) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ ؓ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: وَكَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَسْأَلُ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَسْأَلُ، حَتَّى انْجَلَتِ الشَّمْسُ، قَالَ: فَقَالَ: ((إِنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْلُوْنَ أَوْ يَزْعُمُوْنَ أَنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ إِذَا انْكَسَفَ وَاحِدٌ مِنْهُمَا فَإِنَّمَا يَنْكَسِفُ لِمَوْتِ عَظِيْمٍ مِنْ عُظَمَاءِ أَهْلِ الْأَرْضِ وَإِنَّ ذَاكَ لَيْسَ كَذٰلِكَ، وَلٰكِنَّهُمَا خَلْقَانِ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ، فَإِذَا تَجَلَّى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِشَيْءٍ مِنْ خَلْقِهِ خَشَعَ لَهُ .)) (مسند احمد: ١٨٥٤١)

''سیّدنا نعمان بن بشیر ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا، آپ ﷺ نے یوں کیا کہ دو رکعت نماز پڑھاتے، پھر (گرہن کے بارے میں) پوچھتے، پھر دو رکعت پڑھاتے، پھر پوچھتے، حتی کہ سورج صاف ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اہل جاہلیت کے بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ سورج اور چاند اس وقت بے نور ہوتے ہیں، جب کہ اہل زمین کے بڑے لوگوں میں سے کسی بڑے آدمی کی موت واقع ہوتی ہے، حالانکہ حقیقت ایسے نہیں ہے۔ یہ تو اللہ کی مخلوق میں سے دو مخلوقات ہیں، جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی چیز کے لیے تجلّی فرماتا ہے تو وہ اس کے سامنے عاجزی کا اظہار کرتی ہے۔''

4 ..... بَابُ مَنْ رَوٰى أَنَّهَا رَكْعَتَانِ فِي كُلِّ رُكْعَةٍ رَكُوْعَانِ وَكَوْنِهَا فِي الْمَسْجِدِ جَمَاعَةً وَبَيَانِ مَرَاتِبِ الْأَرْكَانِ طُوْلًا وَقَصْرًا

اس شخص کا بیان جس نے روایت کیا ہے کہ نمازِ کسوف دو رکعتیں ہیں اور ہر رکعت میں دو رکوع ہیں نیز اس نماز کو مسجد میں باجماعت ادا کرنے اور مطوّل و مختصر ہونے کی صورت میں اس کے ارکان کا بیان

(٢٩٠٤) عَنْ عَمْرَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: جَاءَتْنِي يَهُوْدِيَّةٌ تَسْأَلُنِيْ، فَقَالَتْ: أَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنُعَذَّبُ فِي الْقُبُوْرِ؟ قَالَ: ((عَائِذٌ بِاللّٰهِ .)) فَرَكِبَ

''سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں: ایک یہودی عورت کوئی سوال کرنے کے لیے میرے پاس آئی، اس نے مجھ سے کہا: اللہ تجھے عذاب قبر سے محفوظ رکھے۔ جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہمیں قبروں میں عذاب دیا جائے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ کی پناہ

(٢٩٠٣) تخريج: ......اسناده ضعيف لابهام الرجل الراوى عن النعمان أخرجه البيهقى: ٣/ ٣٣٣، وأخرج النسائى بنحوه: ٣/ ١٤٥، وتقدم هذا الحديث برقم: ١٦٨٩ (انظر: ١٨٣٥١)

(٢٩٠٤) تخريج: ......أخرجه البخارى: ١٠٤٩، ١٠٥٠، ١٠٥٥، ١٠٥٦، ومسلم: ٩٠٧ (انظر: ٢٤٢٦٨)

مَرْكَبًا فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَخَرَجْتُ فَكُنْتُ بَيْنَ الْحُجَرِ مَعَ النِّسْوَةِ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ مَرْكَبِهِ فَأَتَى مُصَلَّاهُ فَصَلَّى النَّاسُ وَرَاءَهُ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ قَامَ أَيْسَرَ مِنْ قِيَامِهِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ أَيْسَرَ مِنْ رُكُوعِهِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ أَيْسَرَ مِنْ سُجُودِهِ الْأَوَّلِ، فَكَانَتْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ فَتَجَلَّتِ الشَّمْسُ۔ فَقَالَ: ((اِنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ كَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ .)) قَالَتْ: فَسَمِعْتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَسْتَعِيذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ (مسند احمد: ٢٤٧٧٢)

مانگتا ہوں۔'' پھر آپ ﷺ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور اتنے میں سورج کو گرہن لگ گیا، پس میں نکلی اور ابھی تک عورتوں کے ساتھ حجروں کے درمیان ہی تھی کہ نبی کریم ﷺ اپنی سواری سے اتر کر آ گئے اور نماز کی جگہ پر تشریف لے آئے اور (نماز شروع کر دی)، لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، آپ ﷺ نے لمبا قیام کیا، پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، پھر اپنا سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا، پھر رکوع اور لمبا رکوع کیا، پھر اپنا سر اٹھایا اور (قومہ میں) لمبی دیر کے لیے کھڑے رہے، پھر آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور طویل سجدہ کیا، (پھر آپ ﷺ دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے) اور پہلی رکعت سے مختصر قیام کیا، پھر رکوع کیا، جو پہلے رکوع سے کم تھا، پھر قیام کیا تو پہلے قیام سے کم تھا، پھر رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا، پھر سجدہ کیا جو پہلے سجدے سے مختصر تھا۔ اس طرح (دو رکعت نماز میں) چار رکوع اور چار سجدے تھے، اتنے میں سورج صاف ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم دجال کے فتنے کی طرح قبروں میں آزمائے جاؤ گے۔'' اس کے بعد میں سنتی تھی کہ آپ ﷺ عذاب قبر سے اللہ کی پناہ طلبکرتے تھے۔''

(٢٩٠٥) عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَامَ فَكَبَّرَ وَصَفَّ النَّاسُ وَرَاءَهُ فَكَبَّرَ وَاقْتَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، ثُمَّ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ .)) فَقَامَ وَلَمْ يَسْجُدْ، فَاقْتَرَأَ قِرَاءَةً

''امام زہری، عروہ بن زبیر سے بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں کہ عہد نبوی میں سورج کو گرہن لگ گیا، رسول اللہ ﷺ مسجد کی طرف نکلے، آپ ﷺ کھڑے ہوئے اللہ اکبر کہہ کر (نماز شروع کر دی)، لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے صفیں بنا لیں پھر آپ نے اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا، آپ ﷺ نے لمبی قراءت کی، پھر اللہ اکبر کہا اور لمبا رکوع کیا، پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہہ کر کھڑے ہوئے اور پھر قیام شروع کر دیا اور سجدہ نہ کیا، پھر

(٢٩٠٥) تخريج: ......أخرجه البخاري: ١٠٤٦، ومسلم: ٩٠٢ (انظر: ٢٤٥٧١)

طَوِيلَةً هِيَ أَدْنَى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولَى، ثُمَّ كَبَّرَ وَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا هُوَ أَدْنَى مِنَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ.)) ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرَى مِثْلَ ذٰلِكَ، فَاسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ ثُمَّ قَامَ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّمَا هُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَافْزَعُوا لِلصَّلَاةِ.)) وَكَانَ كَثِيرُ بْنُ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ مِثْلَ مَا حَدَّثَ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ لِعُرْوَةَ: فَإِنَّ أَخَاكَ يَوْمَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ بِالْمَدِينَةِ لَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ، فَقَالَ أَجَلْ إِنَّهُ أَخْطَأَ السُّنَّةَ۔ (مسند احمد: ٢٥٠٧٨)

آپ ﷺ نے لمبی قراءت کی، البتہ وہ پہلی قراءت سے کم تھی، پھر آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہا اور لمبا رکوع کیا جو کہ پہلے رکوع سے کم تھا، پھر آپ ﷺ نے "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" کہا اور پھر سجدہ کیا، دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا۔ (ان دو رکعتوں میں) آپ ﷺ نے چار رکوع اور چار سجدے کئے، اُدھر سلام پھیرنے سے قبل سورج صاف ہوگیا تھا، (نماز سے فارغ ہوکر) آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی ان الفاظ کے حمد و ثنا بیان کی جن کا وہ اہل ہے اور پھر فرمایا: ''بے شک یہ (سورج اور چاند) اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، یہ کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے، پس جب تم ان کو اس طرح دیکھو تو ڈر کر نماز کی طرف پناہ لو۔''

کثیر بن عباس بیان کیا کرتے تھے کہ سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے سورج کے گرہن والے دن نبی کریم ﷺ کی نماز کی جو کیفیت بیان کی، وہ اسی طرح تھی جو عروہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کی تھی۔ امام زہری کہتے ہیں: پھر میں نے عروہ سے کہا: جس دن مدینہ منورہ میں سورج بے نور ہوا، اس دن تیرے بھائی نے تو نماز فجر کی طرح کی دو رکعتوں سے زیادہ کچھ نہ کیا؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، اس نے سنت میں غلطی کی۔

(٢٩٠٦) عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْكُسُوفِ،

''سیّدنا اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے نمازِ کسوف پڑھائی اور لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع

(٢٩٠٦) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٧٤٥، ٢٣٦٤ (انظر: ٢٦٩٦٣)

قَالَتْ: فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ، ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ، ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ، ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ، ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُوْدَ، ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُوْدَ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَقَالَ: ((دَنَتْ مِنِّي الْجَنَّةُ حَتّٰى لَوِ اجْتَرَأْتُ لَجِئْتُكُمْ بِقِطَافٍ مِنْ قِطَافِهَا، وَدَنَتْ مِنِّي النَّارُ حَتّٰى قُلْتُ يَا رَبِّ! وَأَنَا مَعَهُمْ وَإِذَا امْرَأَةٌ تَخْدِشُهَا هِرَّةٌ، قُلْتُ مَا شَأْنُ هٰذِهِ؟ قِيْلَ لِي حَبَسَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ، لَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَلَا هِيَ أَرْسَلَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ)) (مسند احمد: ٢٧٥٠٣)

کیا، پھر قیام شروع کر دیا اور لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا اور طویل رکوع کیا، پھر سر اٹھایا اور طویل قیام کیا، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ، پھر سر اٹھایا اور پھر طویل سجدہ کیا، (پھر دوسری رکعت مکمل کی) اور نماز سے فارغ ہو گئے، پھر فرمایا: ''جنت میرے اتنے قریب کی گئی کہ اگر میں جرأت کرتا تو اس کے خوشوں میں سے ایک خوشہ تمہارے پاس لے آتا اور آگ بھی اتنی قریب کی تھی کہ میں نے کہا: اے میرے رب! (تو ان کو عذاب دینے لگا ہے) حالانکہ میں ان میں موجود ہوں۔ اچانک وہاں ایک ایسی خاتون جس کو ایک بلی نوچ رہی تھی، میں نے کہا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ مجھے کہا گیا کہ اس عورت نے ایک بلی کو قید کیا تھا، حتیٰ کہ وہ مرگئی تھی، اس نے نہ خود اسے خود کھلایا اور نہ اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی۔''

(٢٩٠٧) (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَتْ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ فَصَلّٰى فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ، ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ، ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ فَعَلَ فِي الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ۔ (الحديث بنحو ما تقدم) ـ (مسند احمد: ٢٧٥٠٤)

''(دوسری سند) وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج بے نور ہوگیا، پس آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھائی اور لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا اور طویل رکوع کیا، پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا، پھر آپ ﷺ نے دو سجدے کیے، پھر دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کیا۔ (باقی حدیث ایسے ہی ہے جیسے گزر چکی ہے)۔''

شــــرح: ......''اے میرے رب! (تو ان کو عذاب دینے لگا ہے) حالانکہ میں ان میں موجود ہوں۔'' سے آپ ﷺ کی مراد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۔﴾ (سورۂ انفال: ٣٣) یعنی: ''اور اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرے گا کہ ان میں آپ کے ہوتے ہوئے ان

(٢٩٠٧) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول۔

کو عذاب دے اور اللہ ان کو عذاب نہ دے گا، اس حالت میں کہ وہ استغفار کرتے ہوں''۔

(۲۹۰۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ فَقَرَأَ سُوْرَةً طَوِيْلَةً ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ وَرَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ۱۸۶٤)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سورج کو گرہن لگ گیا، رسول اللہ ﷺ اور صحابہ نے (نماز کا) قیام شروع کیا اور آپ ﷺ نے طویل سورت تلاوت کی، پھر رکوع کیا، پھر رکوع سے سر اٹھا کر قراءت شروع کر دی، پھر رکوع کیا اور دو سجدے کیے، پھر (دوسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوئے اور قراءت کی اور رکوع کیا، پھر دو سجدے کیے، اس طرح یہ دو رکعتوں میں چار رکوع اور چار سجدے ہو گئے۔''

(۲۹۰۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ يَعْنِي ابْنَ عِيْسٰى قَالَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدٍ يَعْنِي ابْنَ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ مَعَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا قَالَ نَحْوًا مِنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ۔ قَالَ أَبِي وَفِيْمَا قَرَأْتُ عَلٰى عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سورج بے نور ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی، لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے سورۂ بقرہ جتنا لمبا قیام کیا، پھر طویل رکوع کیا، پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا، البتہ وہ پہلے قیام سے کم تھا، پھر طویل رکوع کیا، جو کہ پہلے رکوع سے کم تھا، پھر سجدہ کیا، پھر کھڑے ہوئے اور لمبا قیام کیا، البتہ وہ پہلے رکوع سے کم تھا۔ عبد اللہ بن احمد کہتے ہیں: میرے باپ نے کہا: اور جو میں نے عبد الرحمٰن پر پڑھا، اس کے مطابق انہوں نے کہا: پھر آپ ﷺ نے لمبا قیام کیا، جو پہلے قیام سے کم تھا، پھر لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا، پھر سر اٹھایا، پس لمبا قیام کیا، البتہ وہ پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر لمبا رکوع کیا اور وہ پہلے رکوع سے کچھ کم تھا، پھر آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور نماز سے فارغ ہو گئے۔ پھر امام احمد اسحاق کی حدیث کی طرف لوٹے اور کہا: پھر آپ ﷺ نے سلام پھیرا، جبکہ سورج صاف ہو چکا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک سورج اور چاند اللہ کی

(۲۹۰۸) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ۱۰٤٦، ومسلم: ۹۰۲ (انظر: ۱۸٦٤)

(۲۹۰۹) تخريج: ...... أخرجه مطوّلا و مقطعا البخاري: ۲۹، ٤۳۱، ۷٤۸، ۱۰۵۲، ۳۲۰۲، ۵۱۹۷، ومسلم: ۹۰۷ (انظر: ۲۷۱۱)

الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ۔ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى حَدِيثِ إِسْحَاقَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ.)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ؟ فَقَالَ: ((إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ تَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ.)) قَالُوا: لِمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!؟ قَالَ: ((بِكُفْرِهِنَّ.)) قِيلَ: أَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ؟ قَالَ: ((يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ)) (مسند احمد: ۲۷۱۱)

نشانیوں میں سے دونشانیاں ہیں، یہ کسی کی موت وحیات کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتیں، پس جب تم اس کو دیکھو تو اللہ کا ذکر کیا کرو۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ کوئی چیز پکڑ رہے تھے اور پھر دیکھا کہ آپ ﷺ پیچھے ہٹ رہے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک میں نے جنت کو دیکھا اور میں نے اس کے ایک گچھے کو پکڑنا چاہا تھا اور اگر میں اس کو پکڑ لیتا (اور تمہارے پاس لے آتا) تو تم رہتی دنیا تک اس سے کھاتے رہتے اور میں نے آگ کو دیکھا، پس آج جیسا (ہولناک) منظر پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں نے اس میں اکثر عورتیں دیکھیں۔'' صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے کفر کی وجہ ہے۔'' کسی نے کہا: کیا وہ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ خاوندوں کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان کی قدر نہیں کرتیں، اگر تو ان میں سے کسی کے ساتھ زمانہ بھر احسان کرتا رہے، لیکن جب وہ تجھ سے کوئی کمی ہوتی ہوئی دیکھے گی تو کہہ دے گی کہ اس نے تجھ سے خیر والا معاملہ دیکھا ہی نہیں۔''

(۲۹۱۰) عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ وَبِالْمَدِينَةِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: فَخَرَجَ عُثْمَانُ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ تِلْكَ الصَّلَاةَ رَكْعَتَيْنِ وَسَجْدَتَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، قَالَ: ثُمَّ انْصَرَفَ عُثْمَانُ فَدَخَلَ

''ابوشریح خزاعی کہتے ہیں: سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور میں سورج کو گرہن لگ گیا، مدینہ منورہ میں سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نکلے اور لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی، ہر رکعت میں دو رکوع اور دو سجدے تھے، جب سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہوئے تو اپنے گھر میں داخل ہوگئے۔ سیّدنا عبد اللہ بن مسعود، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے

(۲۹۱۰) تخريج: ......اسناده ضعيف، لضعف سفيان بن أبى العوجاء السلمى أخرجه البزار: ٦٧٤، وأبويعلى: ٥٣٩٤، والطبرانى فى "الكبير": ٩٧٨٢۔ وصلاة الكسوف وردت من أحاديث عدد من الصحابة (انظر: ٤٣٨٧)

دَارَهُ وَجَلَسَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ إِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا وَجَلَسْنَا إِلَيْهِ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ عِنْدَ كُسُوْفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ قَدْ أَصَابَهُمَا فَافْزَعُوا إِلَى الصَّلَاةِ فَإِنَّهَا إِنْ كَانَتِ الَّتِي تَحْذَرُوْنَ كَانَتْ وَأَنْتُمْ عَلٰى غَيْرِ غَفْلَةٍ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ كُنْتُمْ قَدْ أَصَبْتُمْ خَيْرًا وَاكْتَسَبْتُمُوْهُ۔ (مسند احمد: ٤٣٨٧)

حجرے کی طرف بیٹھے ہوئے تھے، ہم بھی ان کے پاس جا کر بیٹھ گئے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ سورج اور چاند کے گرہن کے وقت ہمیں نماز پڑھنے کا حکم دیتے تھے، جب تم دیکھو کہ ان کو گرہن لگ گیا ہے تو نماز کی طرف لپکو، اگر تو یہ وہی چیز ہوئی، جس کا تم کو ڈر ہے، تو (اس نماز کی وجہ سے) تم غافل نہیں ہو گے اور وہ چیز نہ ہوئی تو خیر کو پا لو گے اور ثواب کماؤ گے۔''

شرح:...... ''اگر تو یہ وہی چیز ہوئی، جس کا تم کو ڈر ہے'' اس سے مراد آنے والا کوئی عذاب یا قیامت ہے۔

(٢٩١١) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي يَوْمٍ شَدِيْدِ الْحَرِّ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِأَصْحَابِهِ فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتّٰى جَعَلُوْا يَخِرُّوْنَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ جَعَلَ يَتَقَدَّمُ ثُمَّ جَعَلَ يَتَأَخَّرُ، فَكَانَتْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ، ثُمَّ قَالَ إِنَّهُ عُرِضَ عَلَيَّ كُلُّ شَيْءٍ تُوْعَدُوْنَهُ فَعُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ حَتّٰى لَوْ تَنَاوَلْتُ مِنْهَا قِطْفًا أَخَذْتُهُ أَوْ قَالَ تَنَاوَلْتُ مِنْهَا قِطْفًا فَقَصُرَتْ يَدِي عَنْهُ شَكَّ هِشَامٌ (أَحَدُ الرُّوَاةِ) وَعُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ فَجَعَلْتُ أَتَأَخَّرُ رَهْبَةَ أَنْ تَغْشَاكُمْ فَرَأَيْتُ فِيهَا امْرَأَةً حِمْيَرِيَّةً

''سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سخت گرمی والے دن سورج بے نور ہو گیا، پس رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو نماز پڑھائی اور آپ ﷺ نے اتنا لمبا قیام کیا کہ لوگ گرنے لگے، پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، پھر اپنا سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا، اس کے بعد طویل رکوع کیا، پھر سر اٹھایا اور لمبی دیر تک کھڑے رہے، پھر دو سجدے کیے اور کھڑے ہو گئے اور (دوسری رکعت بھی) اسی طریقے سے ادا کی، اس نماز میں آپ ﷺ آگے کو بڑھے تھے اور پھر پیچھے ہٹ آئے تھے، یہ چار رکوع اور چار سجدوں والی (دو رکعت) نماز تھی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر ہر وہ چیز پیش کی گئی ہے، جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ مجھ پر جنت پیش کی گئی اور (اتنی قریب کی گئی کہ) اگر میں اس سے خوشہ پکڑنا چاہتا تو پکڑ لیتا۔ یا آپ ﷺ نے یوں فرمایا: میں نے اس سے ایک خوشہ پکڑنا چاہا، لیکن میرے ہاتھ کو روک دیا گیا۔ مجھ پر آگ بھی پیش کی گئی اور میں اس ڈر سے پیچھے ہونے لگ گیا کہ کہیں ایسا نہ کہ وہ تم کو ڈھانپ لے، پھر

(٢٩١١) تخريج:...... أخرجه مسلم: ٩٠٤ (انظر: ١٥٠١٨)

سَوْدَاءَ طَوِيْلَةً تُعَذَّبُ فِي هِرَّةٍ لَهَا رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَسْقِهَا، وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ، وَرَأَيْتُ أَبَا ثُمَامَةَ عَمْرَو بْنَ مَالِكٍ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ، وَإِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يُرِيْكُمُوْهَا، فَإِذَا خَسَفَتْ فَصَلُّوْا حَتّٰى تَنْجَلِيَ.)) (مسند احمد: ١٥٠٨٢)

میں نے اس میں حمیر اس نے قبیلے کی ایک سیاہ رنگ کی لمبی عورت دیکھی، اس کو اُس بلی کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا، جس کو اس نے باندھ دیا تھا، نہ اسے خود کھلایا اور نہ پلایا اور نہ اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی۔ میں نے ابوثمامہ عمرو بن مالک کو بھی دیکھا وہ آگ میں اپنی انتڑیاں کھینچ رہا تھا۔ یہ سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، وہ تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے، پس جب یہ بے نور ہو جائے تو تم نماز پڑھا کرو، حتیٰ کہ وہ صاف ہو جائے۔''

شرح: ......''ابوثمامہ عمرو بن مالک'' سے مراد وہی آدمی ہے، جو اپنی لاٹھی کے ساتھ حاجیوں کی چوری کیا کرتا تھا، جب لوگوں کو اس کا پتہ لگ جاتا تو وہ کہتا: میں چوری تو نہیں کر رہا، ویسے یہ چیز لاٹھی کے ساتھ لٹک گئی ہے۔ پہلے اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

(٥) بَابُ مَنْ رَوٰى أَنَّهَا رَكْعَتَانِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ ثَلَاثُ رُكُوْعَاتٍ

اس شخص کا بیان جو یہ روایت کرتا ہے کہ یہ دو رکعت نماز ہے اور ہر رکعت میں تین رکوع ہیں

(٢٩١٢) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ النَّاسُ: إِنَّمَا كَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيْمَ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ، كَبَّرَ ثُمَّ قَرَأَ فَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَرَأَ دُوْنَ الْقِرَاءَةِ الْأُوْلٰى، ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَرَأَ دُوْنَ الْقِرَاءَةِ الثَّانِيَةِ، ثُمَّ رَكَعَ نَحْوٌ مِمَّا قَامَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَانْحَدَرَ لِلسُّجُوْدِ،

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ ؓ کہتے ہیں: عہد نبوی میں جس دن آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم ؓ فوت ہوئے، اس دن سورج کو گرہن لگ گیا، لوگوں نے کہا: بے شک ابراہیم کی موت کی وجہ سے سورج بے نور ہو گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی، چار سجدوں (یعنی دو رکعتوں) میں چھ رکوع کیے، آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہا اور لمبی قراءت کی، پھر اسی قیام کے بقدر طویل رکوع کیا، پھر آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور قراءت کی، جو کہ پہلی قراءت سے کم تھی، پھر آپ ﷺ نے اتنا لمبا رکوع کیا جتنی دیر آپ ﷺ نے قیام کیا تھا، پھر آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور پھر قراءت شروع کر دی، یہ دوسرے (نمبر والی) قراءت سے کم تھی، پھر رکوع کیا، جو کہ اس سے پہلے والے قیام کے بقدر تھا، پھر آپ ﷺ نے سر

(٢٩١٢) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٩٠٤ (انظر: ١٤٤١٧)

فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ لَيْسَ فِيهَا رَكْعَةٌ إِلَّا الَّتِي قَبْلَهَا أَطْوَلُ مِنَ الَّتِي بَعْدَهَا، إِلَّا أَنَّ رُكُوعَهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ ثُمَّ تَأَخَّرَ فِي صَلَاتِهِ وَتَأَخَّرَتِ الصُّفُوفُ مَعَهُ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَقَامَ فِي مَقَامِهِ وَتَقَدَّمَتِ الصُّفُوفُ فَقَضَى الصَّلَاةَ وَقَدْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَإِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ بَشَرٍ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَصَلُّوا حَتّٰى تَنْجَلِيَ، إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ تُوعَدُونَهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي صَلَاتِي هٰذِهِ، وَلَقَدْ جِيءَ بِالنَّارِ فَذَالِكَ حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَأَخَّرْتُ مَخَافَةَ أَنْ يُصِيبَنِي مِنْ لَفْحِهَا حَتّٰى قُلْتُ: أَيْ رَبِّ! وَأَنَا فِيهِمْ، وَرَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَ الْمِحْجَنِ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ، كَانَ يَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمِحْجَنِهِ فَإِنْ فُطِنَ بِهِ قَالَ: إِنَّمَا تَعَلَّقَ بِمِحْجَنِي، وَإِنْ غُفِلَ عَنْهُ ذَهَبَ بِهِ، وَحَتّٰى رَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَةَ الْهِرَّةِ الَّتِي رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَتْرُكْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ حَتّٰى مَاتَتْ جُوعًا، وَجِيءَ بِالْجَنَّةِ فَذَالِكَ حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَقَدَّمْتُ حَتّٰى قُمْتُ فِي مَقَامِي فَمَدَدْتُ يَدِي وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَتَنَاوَلَ مِنْ ثَمَرِهَا لِتَنْظُرُوا إِلَيْهِ، ثُمَّ بَدَا لِي أَنْ لَا أَفْعَلَ.)) (مسند احمد: ١٤٤٧٠)

اٹھایا اور سجدے کے لیے جھک گئے اور دو سجدے کیے، پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور (پہلے کی طرح) سجدہ کرنے سے پہلے تین رکوع کیے، اس میں سے ہر رکوع بعد والے رکوع کی بہ نسبت لمبا تھا۔ البتہ ہر رکوع اپنے سے پہلے والے قیام کے برابر ہوتا تھا۔ (یوں بھی ہوا کہ) آپ ﷺ اس نماز کے دوران پیچھے ہٹے اور صفیں بھی آپ ﷺ کے ساتھ پیچھے ہٹیں، پھر آپ ﷺ آگے بڑھے اور اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور صفیں بھی آگے بڑھ گئیں، اس طرح آپ ﷺ نے نماز مکمل کر لی اور اُدھر سورج صاف ہو چکا تھا۔ (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! بے شک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، یہ کسی انسان کی موت کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتیں، جب تم اس طرح کا معاملہ دیکھو تو سورج کے صاف ہونے تک نماز پڑھا کرو، میں نے اس نماز میں ہر وہ چیز دیکھی ہے، جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے، میرے پاس آگ لائی گئی، یہ اس وقت ہوا جب تم نے مجھے دیکھا کہ میں پیچھے ہٹا تھا، میں ڈرنے لگ گیا تھا کہ کہیں اس کی گرمی مجھ تک پہنچ نہ جائے، میں نے اس وقت کہا: اے رب! (ابھی تک تو) میں ان میں موجود ہوں۔ میں نے لاٹھی والے کو دیکھا، وہ آگ میں اپنی انتڑیاں کھینچ رہا تھا، وہ اپنی لاٹھی سے حاجیوں کی چوری کرتا تھا، اگر اس کی چوری کا پتہ چل جاتا تو وہ کہتا یہ چیز تو میری لاٹھی کے ساتھ ویسے لٹک گئی ہے، اور اگر پتہ نہ چلتا تو وہ اس کو لے جاتا، مجھے وہاں بلی والی عورت بھی نظر آئی، اس نے بلی کو باندھ دیا تھا، نہ تو اس نے خود اسے کھلایا اور نہ اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے وغیرہ کھا لیتی، حتیٰ کہ وہ بھوک کی وجہ سے مرگئی۔ میرے پاس جنت بھی لائی گئی، اس وقت تم نے مجھے

دیکھا کہ میں آگے کو بڑھا، حتیٰ کہ اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا، پھر میں نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا کیونکہ میں چاہتا تھا کہ اس کے پھل کو پکڑ لوں تا کہ تم اس کو دیکھ سکو، پھر میرے لیے یہ ظاہر کیا گیا کہ میں ایسے نہ کروں۔''

شرح: ......(۱۷۰۰) اور (۱۷۰۱) دونوں احادیث سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی ہیں، (امام بیهقی : ۳/ ۳۲٦) نے کہا: ان دو احادیث میں بیان کیے گئے مواد پر غور کرنے والا یہ جان جائے گا کہ ان دونوں میں ایک ہی قصہ بیان کیا گیا ہے اور یہ وہ نماز ہے جو آپ ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات والے دن پڑھی تھی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عروہ بن زبیر اور عمرہ بنت عبد الرحمٰن، سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے عطاء بن یسار اور کثیر بن عباس، سیّدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن اور سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ابو الزبیر کی روایات اس امر پر متفق ہیں کہ آپ ﷺ نے اس نماز کی ہر رکعت میں دو رکوع کیے تھے اور ان میں سے اکثر نے یہ بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اس دن یہ بھی فرمایا تھا: ''سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں، کسی کی موت وحیات سے ان کو گرہن نہیں لگتا۔'' ان الفاظ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات والا دن ہے، کیونکہ بعض لوگوں کا یہ خیال تھا کہ اس دن والے سورج گرہن کی وجہ فرزندِ رسول کی وفات تھی۔ تو ان اعلی حفظ وضبط والے راویوں کے ہر رکعت میں دو دو رکوعوں پر اتفاق سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے دو سے زیادہ رکوع نہیں کیے، جیسا کہ امام شافعی اور امام بخاری کا خیال ہے۔

دونوں احادیث میں دو فرق ہیں: (۱) ایک یہ کہ پہلی حدیث میں ہر رکعت میں دو رکوع کا ذکر ہے۔ جبکہ دوسری روایت میں ہر رکعت میں تین رکوع کرنے کا تذکرہ ہے۔ یہ ان دو احادیث کا تعارض بھی ہے۔ (۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ پہلی حدیث میں ابراہیم کی وفات کے دن گرہن لگنے کا ذکر نہیں۔ جبکہ دوسری روایت میں اس کا صریح ذکر موجود ہے، اس دوسرے فرق کو سامنے رکھ کر دونوں احادیث کے واقعات کو الگ الگ سمجھا جائے جو ممکن ہے تو پہلے ذکر کیے ہوئے تعارض کا حل بھی ہو جائے گا کہ دو الگ الگ واقعات میں آپ نے الگ الگ طریقہ کے ساتھ نماز پڑھائی۔ (عبد اللہ رفیق)

(۲۹۱۳) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْمُ فِي صَلَاةِ الْآيَاتِ فَيَرْكَعُ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يَسْجُدُ، ثُمَّ يَرْكَعُ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يَسْجُدُ۔ (مسند احمد: ٢٤٩٧٦)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: بے شک رسول اللہ ﷺ نشانیوں والی نماز میں کھڑے ہوئے اور تین رکوع کرنے کے بعد سجدہ کیا، پھر (دوسرے رکعت) میں تین رکوع کیے اور پھر سجدہ کیا۔''

(۲۹۱۳) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٩٠١ (انظر: ٢٤٤٧٢)

فَصْلٌ مِنْهُ
فصل

فيمن صلاها ركعتين بثلاث ركوعات في الأولى فانجلت فصلى الثانية بركوع واحد

اس شخص کا بیان جو یہ نماز دو رکعت پڑھتا ہے، پہلی میں تین رکوع کرتا ہے، اتنے میں سورج صاف ہو جاتا، اس لیے دوسری رکعت ایک رکوع کے ساتھ ادا کر لیتا ہے

(٢٩١٤) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ قَالَ: وَجَدْتُ فِي كِتَابِ أَبِي بِخَطِّ يَدِهِ حَدَّثَنِي عَبْدُالْمُتَعَالِ بْنُ عَبْدِالْوَهَّابِ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْأُمَوِيُّ ثَنَا الْمُجَالِدُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ ضَحْوَةً حَتَّى اشْتَدَّتْ ظُلْمَتُهَا فَقَامَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَقَامَ قَدْرَمَا يَقْرَأُ سُوْرَةً مِنَ الْمَثَانِيْ ثُمَّ رَكَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، ثُمَّ رَكَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَامَ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ رَكَعَ الثَّانِيَةَ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ اِنَّ الشَّمْسَ تَجَلَّتْ فَسَجَدَ، ثُمَّ قَامَ قَدْرَمَا يَقْرَأُ سُوْرَةً، ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: اِنَّ الشَّمْسَ كَسَفَتْ يَوْمَ تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ، وَاِنَّمَا هُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَإِذَا انْكَسَفَ وَاحِدٌ مِنْهُمَا فَافْزَعُوا اِلَى الصَّلَاةِ.)) ثُمَّ نَزَلَ فَحَدَّثَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ فِي

''مجالد کہتے ہیں: چاشت کے وقت سورج کو گرہن لگ گیا اور اس کا اندھیرا سخت ہوگیا، سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی، مثانی میں سے ایک سورت کی قراءت کے بقدر قیام کیا، پھر اسی طرح کا رکوع کیا، پھر اپنا سر اٹھایا، (قیام کیا اور) پھر اسی کے مثل رکوع کیا، پھر اپنا سر اٹھایا، اتنا ہی قیام کیا، پھر اسی طرح دوسرا رکوع کیا، اتنے میں سورج صاف ہوگیا، پھر انھوں نے سجدہ کیا اور (دوسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوئے اور ایک سورت کی قراءت کے بقدر قیام کیا اور پھر رکوع اور سجدہ کیا، پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد منبر پر چڑھے اور کہا: بے شک جس دن فرزندِ رسول ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تھے، اس دن سورج کو گرہن لگ گیا تھا، رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''بے شک سورج اور چاند کسی کی موت پر بے نور نہیں ہوتے، یہ تو اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، پس جب ان میں سے کوئی ایک بے نور ہو جائے تو نماز کی طرف پناہ لو۔ پھر منبر سے نیچے اترے اور بیان کیا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے اس نماز میں اپنے سامنے پھونکیں ماری اور پھر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا، ایسے لگتا تھا جیسے آپ ﷺ کوئی چیز پکڑ رہے ہیں، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''بے شک آگ میرے اتنی قریب کی

(٢٩١٤) تخريج: ...... مرفوعه صحيح، وهذا اسناد ضعيف لضعف مجالد بن سعيد أخرج مرفوعه البخاري: ١٠٦٠، ومسلم: ٩١٥ (انظر: ١٨١٤٢، ١٨١٧٨)

الصَّلَاةِ فَجَعَلَ يَنْفُخُ بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ إِنَّهُ مَدَّ يَدَهُ كَأَنَّهُ يَتَنَاوَلُ شَيْئًا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((إِنَّ النَّارَ أُدْنِيَتْ مِنِّي حَتَّى نَفَخْتُ حَرَّهَا عَنْ وَجْهِي، فَرَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَ الْمِحْجَنِ وَالَّذِي بَحَرَ الْبَحِيرَةَ وَصَاحِبَةَ حِمْيَرَ صَاحِبَةَ الْهِرَّةِ)) (مسند احمد: ۱۸۳۲۳)

گئی کہ اپنے چہرے سے اس کی حرارت کو ہٹانے کے لیے میں نے پھونک ماری اور میں نے اس میں لاٹھی والے، بحیرہ ایجاد کرنے والے اور حمیر قبیلے کی بلی والی خاتون کو دیکھا۔''

شرح: ......''مثانی'' سورتوں سے مراد وہ سورتیں ہیں، جن کی آیات سو سے کم ہوتی ہیں، یعنی یہ سورتیں ''مِئِین'' سے مختصر اور ''مُفَصَّل'' سے لمبی ہوتی ہیں۔ لاٹھی والے اور بلی والی عورت کے واقعات سابقہ روایات میں گزر چکے ہیں۔ بحیرہ سمیت اس قسم کے تمام جانوروں کا ذکر سورۂ مائدہ (۱۰۳) میں موجود ہے، جن کی مختلف تفسیریں بیان کی گئی ہیں، سعید بن میتب کہتے ہیں کہ بحیرہ وہ جانور ہے، جس کا دودھ دوہنا چھوڑ دیا جاتا اور کہا جاتا کہ یہ بتوں کے لیے ہے، چنانچہ کوئی شخص اس کے تھنوں کو ہاتھ نہ لگاتا۔ جاہلیت کی یہ بدعتیں ایجاد کرنے والے شخص عمرو بن عامر خزاعی کا انجام اس حدیث کے آخر میں بیان کیا گیا ہے۔

6 ..... باب من روى انها ركعتان في كل ركعة أربع ركوعات

اس شخص کا بیان جو یہ روایت کرتا ہے کہ نمازِ کسوف دو رکعت ہے اور ہر رکعت میں چار رکوع ہیں

(۲۹۱۵) عَنْ رَجُلٍ يُدْعَى حَنَشًا عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ لِلنَّاسِ فَقَرَأَ يٰسٓ أَوْ نَحْوَهَا، ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِنْ قَدْرِ السُّوْرَةِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ثُمَّ قَامَ قَدْرَ السُّوْرَةِ يَدْعُو وَيُكَبِّرُ، ثُمَّ رَكَعَ قَدْرَ قِرَاءَتِهِ أَيْضًا، ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ثُمَّ قَامَ أَيْضًا قَدْرَ السُّوْرَةِ، ثُمَّ رَكَعَ قَدْرَ ذٰلِكَ أَيْضًا حَتّٰى صَلّٰى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ قَالَ فِي الرَّكْعَةِ

''حنش نامی آدمی کہتا ہیں: سورج کو گرہن لگ گیا، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی، آپ نے سورۂ یس یا اس جیسی کسی اور سورت کی تلاوت کی، پھر اس سورت کے بقدر رکوع کیا، پھر اپنا سر اٹھایا اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه کہا، پھر ایک سورت کی مقدار جتنا قیام کیا اور مزید دعا کی اور اللہ کی بڑائی بیان کی، پھر قراءت کی مقدار کے برابر رکوع کیا، پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه کہا اور پھر ایک سورت کے بقدر قیام کیا، اور پھر اسی مقدار کے مطابق رکوع کیا، بہرحال چار رکوع پورے کیے، پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه کہا، اس کے بعد سجدہ کیا، پھر دوسری رکعت میں کھڑے ہوئے اور پہلی رکعت

(۲۹۱۵) تخريج: ......اسناده ضعيف، حنش بن المعتمر، الأكثرون على تضعيفه أخرجه البيهقي: ۳/ ۳۳۰، وابن خزيمة: ۱۳۸۸، ۱۳۹۴ (انظر: ۱۲۱۶)

الثَّانِيَةِ فَفَعَلَ كَفِعْلِهِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى ثُمَّ جَلَسَ يَدْعُو وَيُرَغِّبُ حَتّٰى انْكَشَفَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَذٰلِكَ فَعَلَ۔ (مسند احمد: ۱۲۱۶)

کی طرح اس کو ادا کیا، (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) بیٹھ گئے اور دعا کرنے لگے، اور (لوگوں کو) رغبت دلانے لگے، حتیٰ کہ سورج صاف ہوگیا، پھر لوگوں کو بیان کیا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے بھی ایسے ہی کیا تھا۔''

(۲۹۱۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى عِنْدَ كُسُوْفِ الشَّمْسِ ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ۔ (مسند احمد: ۱۹۷۵)

''سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج کے گرہن کے وقت آٹھ رکوع اور چار سجدے کیے۔''

7 ..... باب من روى انها ركعتان في كل ركعة خمسة ركوعات

اس شخص کا بیان جو یہ روایت بیان کرتا ہے کہ یہ نماز دو رکعت ہے اور ہر رکعت میں پانچ رکوع ہیں

(۲۹۱۷) عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اِنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى بِهِمْ فَقَرَأَ بِسُوْرَةٍ مِنَ الطُّوَلِ ثُمَّ رَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ الثَّانِيَةَ فَقَرَأَ بِسُوْرَةٍ مِنَ الطُّوَلِ ثُمَّ رَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ كَمَا هُوَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ يَدْعُوا حَتّٰى انْجَلٰى كُسُوْفُهَا۔ (مسند احمد: ۲۱۵۴۰)

''سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا، آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور ''طُوَل'' سورتوں میں سے ایک سورت کی تلاوت اور (پہلی رکعت میں) پانچ رکوع اور دو سجدے کیے، پھر دوسری رکعت میں کھڑے ہوئے اور ''طُوَل'' سورتوں میں سے ہی ایک سورت پڑھی، پھر پانچ رکوع کیے اور دو سجدے کیے، پھر قبلہ رخ ہو کر ہی بیٹھ کر دعا کرتے رہے، یہاں تک کہ اس کا گرہن صاف ہوگیا۔''

شرح: ......ایک قول کے مطابق ''الطُّوَل'' (لمبی سورتوں) سے مراد سورۂ بقرہ سے سورۂ توبہ تک کی سورتیں ہیں، بعض نے سورۂ انفال کو مستثنیٰ قرار دے کر باقیوں کو شمار کیا ہے۔

8 ..... باب ما جاء في طول صلاة الكسوف وحضور النساء جماعتها بالمسجد

نمازِ کسوف کی طوالت اور اس نماز کے لیے عورتوں کی مسجد میں جماعت کے لیے حاضری کا بیان

(۲۹۱۸) عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ،

''سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جس دن سورج کو

(۲۹۱۶) تخریج: ......أخرجه مسلم: ۹۰۸۔ وقد روى غير واحد عن ابن عباس رضي الله عنهما أنها أربع ركعات وأربع سجدات۔ (انظر: ۱۹۷۵)

(۲۹۱۷) تخریج: ......حديث منكر كما قال الذهبي، وهذا اسناد ضعيف، أبو جعفر عيسى بن عبد الله بن ماهان الرازي سيىء الحفظ أخرجه ابوداود: ۱۱۸۲ (انظر: ۲۱۲۲۵)

(۲۹۱۸) تخریج: ......أخرجه البخاري: ۸۶، ۱۲۳۵، ۱۳۷۳، مسلم: ۹۰۵، ۹۰۶ (انظر: ۲۶۹۲۵، ۲۶۹۵٤)

أَنَّهَا قَالَتْ: فَزِعَ يَوْمَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَخَذَ دِرْعًا حَتّٰى أُدْرِكَ بِرِدَائِهِ، فَقَامَ بِالنَّاسِ قِيَامًا طَوِيْلًا، يَقُوْمُ ثُمَّ يَرْكَعُ، فَلَوْجَاءَ إِنْسَانٌ بَعْدَ مَا رَكَعَ النَّبِيُّ ﷺ لَمْ يَعْلَمْ أَنَّهُ رَكَعَ، مَا حَدَّثَ نَفْسَهُ أَنَّهُ رَكَعَ مِنْ طُوْلِ الْقِيَامِ۔ قَالَتْ: فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى الْمَرْأَةِ الَّتِي هِيَ أَكْبَرُ مِنِّيْ، وَإِلَى الْمَرْأَةِ الَّتِي هِيَ أَسْقَمُ مِنِّي قَائِمَةً وَأَنَا أَحَقُّ أَنْ أَصْبِرَ عَلٰى طُوْلِ الْقِيَامِ مِنْهَا۔ (مسند احمد: ۲۷۵۰۸)

گرہن لگا، اس دن رسول اللہ ﷺ گھبرا گئے، پس آپ ﷺ نے (جلدی میں کسی بیوی کی) قمیص پکڑ لی (اور مسجد کی طرف نکل پڑے، پیچھے سے) آپ ﷺ کو آپ کی چادر پہنچا دی گئی، پس آپ ﷺ نے لوگوں کو لمبا قیام کروایا، آپ ﷺ قیام کرتے، پھر رکوع کرتے، اگر کوئی انسان آپ ﷺ کے رکوع کرنے کے بعد آجاتا تو وہ یہ نہ جان سکتا کہ آپ ﷺ نے رکوع کرلیا ہے، لمبے قیام کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو اس بات کا قائل نہ کر سکتا کہ آپ ﷺ نے رکوع کر لیا ہے۔سیدہ اسماء کہتی ہیں: پس میں اس عورت کی طرف دیکھتی جو مجھ سے بڑی تھی، پھر اس عورت کی طرف دیکھتی جو مجھ سے کمزور تھی، پھر میں اپنے آپ سے کہتی کہ میں زیادہ حقدار ہوں کہ لمبے قیام پر صبر کروں۔''

9 ..... باب في الخطبة بعد صلاة كسوف الشمس

سورج گرہن کی نماز کے بعد خطبے کا بیان

(۲۹۱۹) عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْتُ: مَا شَأْنُ النَّاسِ يُصَلُّوْنَ؟ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا إِلَى السَّمَاءِ، فَقُلْتُ: آيَةٌ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، فَأَطَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْقِيَامَ جِدًّا حَتّٰى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ، فَأَخَذْتُ قِرْبَةً إِلٰى جَنْبِيْ، فَجَعَلْتُ أَصُبُّ عَلٰى رَأْسِي الْمَاءَ، فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، فَخَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ، مَا مِنْ

''سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا، پس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئی (وہ بھی اسی نماز میں شریک تھیں)، میں نے کہا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے، وہ نماز پڑھ رہے ہیں؟ انھوں نے سر کے ساتھ آسمان کی طرف اشارہ کیا، میں نے کہا: یہ کوئی (عذاب کی) نشانی ہے؟ انہوں نے (اشارے سے) کہا: ہاں، پس رسول اللہ ﷺ نے بہت لمبا قیام کیا، حتیٰ کہ مجھ پر غشی طاری ہونے لگی، اس لیے میں نے اپنے پہلو میں پڑا ہوا ایک مشکیزہ پکڑ لیا اور اپنے سر پر پانی بہانے لگی، جب رسول اللہ ﷺ (نماز سے) فارغ ہوئے تو خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا: ''حمد و ثناء کے بعد! کوئی چیز نہیں، جو میں نے پہلے نہیں دیکھی تھی، مگر وہ اس مقام میں دیکھ لی ہے،

(۲۹۱۹) تخريج: ......أخرجه البخاري: ۸۶، ۱۲۳۵، ۱۳۷۳، مسلم: ۹۰۵ (انظر: ۲۶۹۲۵)

شَیْءٍ لَمْ أَکُنْ رَأَیْتُهُ إِلَّا قَدْ رَأَیْتُهُ فِی مَقَامِی هٰذَا حَتَّی الْجَنَّةَ وَالنَّارَ إِنَّهُ قَدْ أُوْحِیَ إِلَیَّ أَنَّکُمْ تُفْتَنُوْنَ فِی الْقُبُوْرِ قَرِیبًا أَوْ مِثْلَ فِتْنَةِ الْمَسِیحِ الدَّجَّالِ ”لَا أَدْرِی أَیَّ ذٰلِكَ، قَالَتْ أَسْمَاءُ“ یُؤْتَی أَحَدُکُمْ فَیُقَالُ لَهُ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُوْقِنُ لَا أَدْرِی أَیَّ ذٰلِكَ، قَالَتْ أَسْمَاءُ فَیَقُوْلُ هُوَ مُحَمَّدٌ، هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ نَا بِالْبَیِّنَاتِ وَالْهُدٰی فَأَجَبْنَا وَاتَّبَعْنَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَیُقَالُ لَهُ قَدْ کُنَّا نَعْلَمُ أَنْ کُنْتَ لَتُؤْمِنُ بِهِ فَنَمْ صَالِحًا وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ لَا أَدْرِی أَیَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَیَقُوْلُ مَا أَدْرِی، سَمِعْتُ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ شَیْئًا فَقُلْتُ))

(مسند احمد: ٢٧٤٦٤)

میں نے جنت اور آگ کو بھی دیکھا ہے۔ بے شک میری طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ تم کو عنقریب قبروں میں مسیح دجال کے فتنے کی طرح آزمایا جائے گا، تم میں سے ایک کے پاس (قبر میں) آیا جائے گا اور اس کو کہا جائے گا: تو اس آدمی (محمد ﷺ) کے بارے میں کیا جانتا ہے؟ پس ایمان یا یقین رکھنے والا کہے گا: وہ محمد ﷺ ہیں، وہ اللہ کے رسول ہیں، ہمارے پاس روشن دلائل اور ہدایت لے کر آئے تھے، پس ہم نے قبول کر لیا اور آپ ﷺ کی پیروی کی، تین مرتبہ یہ بات کہے گا۔ پس اس کو کہا جائے گا: تحقیق ہم جانتے تھے کہ بے شک تو ان کے ساتھ ایمان رکھتا ہے، پس تو اچھی حالت میں سو جا۔ رہا مسئلہ نفاق یا شک والے آدمی کا تو وہ کہے گا: میں نہیں جانتا، میں نے لوگوں سے کچھ کہتے ہوئے سنا تھا، بس میں نے بھی وہ کہہ دیا تھا، (لیکن اب تو میں کچھ نہیں جانتا)۔“

شرح: ......دو فرشتے منکر اور نکیر قبر میں یہ سوال کریں گے۔

(٢٩٢٠)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ خَطَبَ حِیْنَ انْکَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ أَمَّا بَعْدُ۔ (مسند احمد: ٢٠٤٤٢)

”سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب سورج کو گرہن لگا، اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا: ”أَمَّا بَعْدُ“ (حمد وثناء کے بعد)۔“

شرح: ......بہر حال دوسرے خطبوں میں بھی آپ ﷺ سے ”أَمَّا بَعْدُ“ کہنا ثابت ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری، کتاب الجمعہ میں باب قائم کر کے چھ احادیث سے ثابت کیا ہے کہ خطبہ میں ”امابعد“ کہنا جائز ہے۔ (عبداللہ رفیق)

فصل منه في وعظ الناس وحثهم على الصدقة والذكر والدعاء والتكبير

فصل: اس موقع پر لوگوں کو وعظ کرنے، ان کو صدقہ، ذکر، دعا اور تکبیر کہنے پر ترغیب دلانے کا بیان

(٢٩٢١) عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِی بَکْرٍ رضی اللہ عنہا، ”سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کے

(٢٩٢٠) تخریج: ......اسناده ضعیف، لجهالة ثعلبة بن عباد أخرجه النسائی: ٣/ ١٥٢ (انظر: ٢٠١٨٠)

(٢٩٢١) تخریج: ......اسناده ضعیف بهذه السیاقة، انفرد به فلیح بن سلیمان الخزاعی، وهو ممن لایحتمل تفرّده، ولم یذکروا لمحمد بن عباد بن عبد الله سماعا من أسماء بنت أبی بکر۔ ولبعضه شواهد أخرجه ابن خزیمة: ١٣٩٩، والطبرانی فی ”الکبیر“: ٢٤/ ٢٤٠ (انظر: ٢٦٩٩٢)

قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعْتُ رَجَّةَ النَّاسِ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ آيَةٌ (فَذَكَرَتْ نَحْوَا الْحَدِيْثِ الْمُتَقَدِّمِ وَفِيْهِ) فَصَلَّيْتُ مَعَهُمْ، وَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرَغَ مِنْ سَجْدَتِهِ الْأُوْلٰى قَالَتْ: فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قِيَامًا طَوِيْلًا حَتّٰى رَأَيْتُ بَعْضَ مَنْ يُصَلِّي يَنْتَضِحُ بِالْمَاءِ ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا، ثُمَّ قَامَ وَلَمْ يَسْجُدْ قِيَامًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ رُكُوْعِهِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ سَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوا إِلَى الصَّلَاةِ وَإِلَى الصَّدَقَةِ وَإِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ، أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ شَيْءٌ لَمْ أَكُنْ رَأَيْتُهُ إِلَّا رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هٰذَا، وَقَدْ أُرِيْتُكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي قُبُوْرِكُمْ، يَسْأَلُ أَحَدُكُمْ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ وَمَا كُنْتَ تَعْبُدُ؟ فَإِنْ قَالَ: لَا أَدْرِي، رَأَيْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ وَيَصْنَعُوْنَ شَيْئًا فَصَنَعْتُهُ، قِيْلَ لَهُ أَجَلْ، عَلَى الشَّكِّ عِشْتَ وَعَلَيْهِ مُتَّ هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنَ النَّارِ، وَإِنْ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، قِيْلَ: عَلَى الْيَقِيْنِ عِشْتَ وَعَلَيْهِ مُتَّ، هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنَ الْجَنَّةِ، وَقَدْ

زمانے میں سورج بے نور ہوگیا، میں نے لوگوں کی ملی جلی آوازیں سنیں، وہ کہہ رہے تھے: نشانی، نشانی۔(پھر گزشتہ حدیث کی طرح اس نے حدیث بیان کی۔اس میں مزید امور یہ بھی ہیں:) میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی،(جب میں پہنچی تو) آپ ﷺ پہلی رکعت سے فارغ ہو چکے تھے، رسول اللہ ﷺ نے لمبا قیام کیا، حتیٰ کہ میں نے بعض نماز پڑھنے والے لوگوں کو دیکھا کہ وہ پانی کے چھینٹے مار رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور قیام شروع کر دیا اور سجدہ نہ کیا، یہ قیام پہلے قیام سے کم تھا، پھر طویل رکوع کیا، البتہ وہ پہلے رکوع سے کچھ کم تھا، پھر آپ ﷺ نے سجدہ کیا، جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو سورج صاف ہو چکا تھا، پس آپ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا: ''لوگو! بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، یہ کسی کی موت وحیات کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتیں، جب تم ان کو اس طرح دیکھو تو نماز پڑھنے، صدقہ کرنے اور اللہ کا ذکر کرنے کی طرف لپکو۔ اے لوگو! کوئی چیز ایسی نہیں کہ جو میں نے نہیں دیکھی تھی، مگر اس مقام میں دیکھ لی اور میں نے تم کو بھی دیکھا کہ تم قبروں میں آزمائے جا رہے ہو، تم میں سے ہر ایک سے سوال کیا جا رہا ہے کہ تو کیا کہتا تھا؟ تو کس کی عبادت کرتا تھا؟ اگر کوئی جواباً یہ کہے گا: میں تو نہیں جانتا، میں نے لوگوں کو جو کچھ کہتے ہوئے سنا، خود بھی وہی کہہ دیا، ان کو جو کچھ کرتے ہوئے دیکھا، خود بھی وہی کچھ کر دیا۔ اس جواب پر اسے کہا جائے گا: اچھا، ٹھیک ہے، تو نے شک پر زندگی گزار دی اور اسی پر تو مرا، یہ آگ تیرا ٹھکانا ہے۔ اور اگر کوئی یہ کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں،

رَأَيْتُ خَمْسِيْنَ أَوْ سَبْعِيْنَ أَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فِي مِثْلِ صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ.)) فَقَالَ: ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ، أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ لَنْ تَسْأَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى أَنْزِلَ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ.)) فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: مَنْ أَبِي؟ قَالَ: ((أَبُوْكَ فُلَانٌ.)) الَّذِي كَانَ يُنْسَبُ إِلَيْهِ۔ (مسند احمد: ۲۷۵۳۲)

تو اسے کہا جائے گا: تو نے یقین پر زندگی بسر کی اور تو اسی پر مرا، یہ جنت کا تیرا ٹھکانہ ہے۔ یقیناً میں نے پچاس یا ستر ہزار لوگوں کو دیکھا کہ وہ چودھویں رات کے چاند جیسا چہرہ لے کر جنت میں داخل ہو رہے تھے.)) ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: (اے اللہ کے رسول!) اللہ سے دعا کیجیے کہ مجھے بھی ان میں داخل کر دے، پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس کو ان میں داخل کر دے۔ لوگو! میرے اترنے سے پہلے تم جس چیز کا بھی سوال کرو گے، میں تم کو اس کا جواب دے دوں گا۔'' پس ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: میرا باپ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا باپ فلاں شخص ہے۔'' (یعنی اسی آدمی کا نام لیا) جس کی طرف اس کو منسوب کیا جاتا تھا۔''

شرح: ...... ''پچاس یا ستر ہزار'' یہ ستر ہزار آدمی ہی ہیں، جو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے، ان میں شامل ہونے کا سوال کرنے والے سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ تھے۔ اپنے باپ کے بارے میں سوال کرنے والے سیدنا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ تھے۔ اس حدیث سے انتہائی اہم سبق یہ بھی ملتا ہے کہ قارئین قبر والے کے اس جواب پر غور کریں: ''میں نے لوگوں کو جو کچھ کہتے ہوئے سنا، خود بھی وہی کہہ دیا، ان کو جو کچھ کرتے ہوئے دیکھا، خود بھی وہی کچھ کر دیا۔'' اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہر شخص پر فرض ہے کہ وہ دلائل کی روشنی میں عقائد اور احکام کی تعلیم حاصل کرے، صرف مسلکی تعصب میں آ کر سنی سنائی باتوں پر عمل کر کے گزارا نہیں ہو گا، ہر مسلمان جو نیک عمل کر رہا ہے، اس کے پاس اس کی دلیل ہونا ضروری ہے۔

لیکن اس وقت امتِ مسلمہ کی صورتحال یہ ہے کہ ہر شخص نے امورِ دنیا کو اتنی ترجیح دی ہے اور اس کے لیے اتنی محنت کی ہے کہ اسی کا ہو کر رہ گیا ہے، یہی اس کی زندگی کا معیار ہے، یہی اس کی زندگی کی مقدار ہے، لیکن دین کے معاملے میں انتہائی گزارے پر گزارہ کر لیا جاتا ہے۔ (اللہ کی پناہ)۔ اگر کسی آدمی سے کسی مسئلے پر گفتگو چھیڑی جائے تو اس کا یہی جواب ہو گا کہ ہمیں تو علمائے دین کی سمجھ نہیں آتی، کوئی کیا کہتا ہے اور کوئی کیا کہتا ہے۔ دراصل یہ ان لوگوں کا انداز ہے، جو دین کے بارے میں سنجیدہ نہیں ہیں اور ان کو جو کچھ اپنے بڑوں سے مل گیا ہے، اسی پر قناعت کرنے کو آخرت میں کامیابی کا راز سمجھتے ہیں۔ بہرحال ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہر آدمی کے لیے ضروری ہے کہ وہ دین کے معاملے میں دلچسپی لے، فکر کرے، دلائل کو پرکھے اور تہہ تک پہنچنے کے لیے مختلف مکاتبِ فکر سے بحث کرے، بہت جلدی ہدایت کے اسباب سامنے آ جائیں گے۔

(۲۹۲۲) وَعَنْهَا أَيْضًا قَالَتْ: وَلَقَدْ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْعَتَاقَةِ فِي صَلَاةِ كُسُوْفِ الشَّمْسِ۔ (مسند احمد: ۲۷٤٦۳)

''سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سورج گرہن کی نماز میں غلام آزاد کرنے کا حکم دیا۔''

(۲۹۲۳) (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ قَالَتْ) إِنْ كُنَّا لَنُؤْمَرُ بِالْعَتَاقَةِ فِي صَلَاةِ الْخُسُوْفِ۔ (مسند احمد: ۲۷٤٦۲)

''(دوسری سند) ہمیں نمازِ کسوف میں غلام آزاد کرنے کا حکم دیا جاتا تھا۔''

(۲۹۲٤) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا تَصِفُ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْكُسُوْفِ بِطُوْلِ الْقِيَامِ، وَأَنَّهُ صَلَّاهَا رَكْعَتَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ رُكُوْعَانِ ((كَمَا تَقَدَّمَ فِي أَحَادِيْثِهَا السَّابِقَةِ وَفِيْهِ)) قَالَتْ: فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ، وَإِنَّهُمَا لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمَا فَكَبِّرُوا وَادْعُوْا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا، يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرَ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ أَوْ تَزْنِيَ أَمَتُهُ، يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! وَاللّٰهِ! لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟)) (مسند احمد: ۲۵۸۲٦)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی نمازِ کسوف کی طوالتِ قیام کا ذکر کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی، ہر رکعت میں دو رکوع تھے، (جیسا کہ سابقہ احادیث میں گزر چکا ہے، مزید وہ کہتی ہیں): جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج صاف ہو چکا تھا، پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا: ''بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، یہ کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے، پس جب تم ان دونوں کو اس طرح دیکھو تو اللہ کی بڑھائی بیان کیا کرو، اس سے دعا کیا کرو، نماز پڑھا کرو اور صدقہ کیا کرو۔ اے امتِ محمد! کوئی بھی نہیں جو اس معاملے میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت مند ہو کہ اس کا بندہ یا باندی زنا کرے۔ اے امتِ محمد! اللہ کی قسم! اگر تم وہ کچھ جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو تم زیادہ روتے اور کم ہنستے، خبر دار! کیا میں نے (اللہ کا پیغام) پہنچا دیا ہے؟!''

❁❁❁❁

(۲۹۲۲) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۱۰۵٤، ۲۵۱۹، ۲۵۲۰ (انظر: ۲٦۹۲٤)

(۲۹۲۳) تخریج: ......انظر الحدیث بالطریق الأول

(۲۹۲٤) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۱۰٤٤، ۵۲۲۱، ومسلم: ۹۰۱ (انظر: ۲۵۳۱۲)

أَبْوَابُ صَلَاةِ الْاِسْتِسْقَاءِ
نمازِ استسقاء کے ابواب

1 ..... بَابُ سَبَبِ مَنْعِ الْمَطَرِ عَنِ النَّاسِ
لوگوں سے بارش کے رک جانے کے سبب کا بیان

(۲۹۲۵) عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((قَالَ رَبُّكُمْ عَزَّوَجَلَّ: لَوْ أَنَّ عِبَادِی أَطَاعُونِی لَأَسْقَيْتُهُمُ الْمَطَرَ بِاللَّيْلِ وَأَطْلَعْتُ عَلَيْهِمُ الشَّمْسَ بِالنَّهَارِ، وَلَمَا أَسْمَعْتُهُمْ صَوْتَ الرَّعْدِ.)) وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ بِاللّٰهِ مِنْ حُسْنِ عِبَادَةِ اللّٰهِ.)) وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((جَدِّدُوا اِيْمَانَكُمْ.)) قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ نُجَدِّدُ اِيْمَانَنَا؟ قَالَ: ((أَكْثِرُوا مِنْ قَوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ.)) (مسند احمد: ۸۶۹٤)

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا رب کہتا ہے: اگر میرے بندے میری اطاعت کریں تو میں ان پر رات کو بارش نازل کروں گا، ان کے لیے دن کو سورج طلوع کروں گا اور ان کو گرج کی آواز نہیں سناؤں گا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ کے بارے میں اچھا گمان رکھنا اس کی اچھی عبادت میں سے ہے۔'' رسول ﷺ نے مزید فرمایا: ''اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہا کرو'۔ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اپنے ایمان کی تجدید کیسے کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کا کثرت سے ذکر کیا کرو۔''

شـــــرح: ......اس حدیث کے پہلے حصے کا مفہوم یہ ہے کہ اگر لوگ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں گے تو وہ سب مشکلات اور مصائب کو ختم کر دے گا، ایک مثال یہ ہے کہ بارش کے دوران ان کو گرج کی آواز تک سنائی نہیں دے گی۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا گمان رکھنے کا یہ معنی ہے کہ اس کی رحمت سے ناامید نہ ہوا جائے اور یہ عقیدہ رکھا جائے وہ

(۲۹۲۵) تخریج: ..... اسناده ضعيف، صدقة بن موسى ضعفه ابن معين وأبوداود والنسائي وغيرهم، وقال أبو حاتم: يكتب حديثه ولا يحتج به، ليس بالقوى، وسُمَير بن نهار ويقال: شُتَير جهّله الدارقطنى، وقال ابن حجر: صدوق أخرجه الترمذى: ١٠/ ١٠٩، وأخرجه أبوداود: ٤٩٩٣ بلفظ: ((حُسْنُ الظَّنِّ بِاللّٰهِ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ.)) فقط (انظر: ٨٧٠٩)

اپنے بندوں کی توبہ اور اعمال صالحہ قبول کر کے دنیا و آخرت میں ان کو عزت دیتا ہے اور ان کی برائیاں معاف کر دیتا ہے۔

2 ..... بَابُ صِفَةِ صَلَاةِ الْإِسْتِسْقَاءِ وَالْخُطْبَةِ لَهَا وَالْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِيهَا

نمازِ استسقاء کی کیفیت، اس کے لیے خطبے اور اس میں جہری قراءت کا بیان

قحط سالی کے موقع پر مخصوص طریقے کے ساتھ نماز ادا کرنا اور بارانِ رحمت کے لیے دعا کرنا نمازِ استسقاء کہلاتا ہے۔

اس باب میں مذکورہ روایات میں استسقاء سے متعلقہ نماز اور دعا کرنے کے طریقے بالاختصار درج ذیل ہیں:

اللہ تعالیٰ سے بارش کے لیے سوال کرنے کے تین طریقے ہیں:

(۱) باجماعت نماز استسقاء میں دعا کرنا، اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے، لیکن ان واضح دلائل کے باوجود امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی یہ رائے ہے کہ استسقاء میں کوئی باجماعت نماز مسنون نہیں ہے۔

(۲) خطبۂ جمعہ میں دعا کرنا، اس کا ذکر بھی آ رہا ہے۔ اس صورت سے یہ استدلال کرنا بھی درست ہے کہ جب بھی بارش کے ہونے یا اس کے رکنے کے لیے اپیل کی جائے، اسی وقت دعا کی جا سکتی ہے۔

(۳) کسی مقام پر دعا کی جا سکتی ہے، اس کی تفصیل حدیث نمبر (۱۷۲۴) میں آ رہی ہے۔

تنبیہ: ..... اس موقع پر دعا کرتے ہوئے ہتھیلیوں کو الٹا بھی رکھا جا سکتا ہے اور سیدھا بھی۔

اگر پہلا طریقہ اختیار کرتے ہوئے نماز استسقاء ادا کی جائے تو اس کی ترتیب کے طریقے درج ذیل ہیں:

(۱) منبر پر بیٹھ کر خطبہ دینا اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنا، قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا اور چادر کو پلٹ دینا، اس کے بعد جہری قراءت کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرنا۔

(۲) پہلے نماز ادا کرنا، بعد میں خطبہ دینا اور دعا کرنا

نوٹ: ..... لوگ بھی امام کے ساتھ اپنی چادریں پلٹیں گے۔

بارش کے لیے مسنون دعائیں:

(۱) اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا، اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا، اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا۔ (صحیح بخاری: ۱۰۱۳)

''اے اللہ! ہمیں پانی پلا، اے اللہ! ہمیں پانی پلا، اے اللہ! ہمیں پانی پلا۔''

(۲) اَللّٰهُمَّ أَغِثْنَا، اَللّٰهُمَّ أَغِثْنَا، اَللّٰهُمَّ أَغِثْنَا۔ (صحیح بخاری: ۱۰۱۳)

''اے اللہ! ہم پر بارش نازل فرما، اے اللہ! ہم پر بارش نازل فرما، اے اللہ! ہم پر بارش نازل فرما۔''

(۳) اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيثًا مَرِيئًا مَرِيعًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ۔ (ابوداود: ۱۱۶۹)

''اے اللہ! ہمیں پانی پلا، ہم پر ہماری تشنگی بجھانے والی ایسی بارش نازل فرما، جو ہلکی پھوار بن کر غلہ اگانے والی، نفع دینے والی ہو، نہ کہ نقصان پہنچانے والی، جو جلد آنے والی ہو نہ کہ دیر لگانے والی۔''

(۴) اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَأَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ۔ (ابوداود: ۱۱۷۶)

''اے اللہ! اپنے بندوں اور جانوروں کو سیراب کر، اپنی رحمت کو پھیلا اور اپنے مردہ شہر کو زندہ کر دے۔''

(٥) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ، اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَّبَلَاغًا اِلٰى حِيْنٍ۔ (ابوداود: ١١٧٣)

''ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے، جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے، جو جزا کے دن کا مالک ہے، نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ، وہ جو ارادہ کرتا ہے کر گزرتا ہے، اے اللہ! تو اللہ ہے، کوئی الہ نہیں ہے، مگر تو ہی، جو غنی ہے اور ہم فقیر ہیں، ہم پر بارش نازل فرما اور جو (بارش) تو نازل فرمائے، اس کو ہمارے لیے قوت اور ایک وقت تک مقصد تک پہنچنے کا ذریعہ بنا۔''

اب ہم اس باب کی احادیث کا ذکر کرتے ہیں۔

(٢٩٢٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: خَرَجَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا يَسْتَسْقِي وَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ بِلَا أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ ثُمَّ خَطَبَنَا وَدَعَا اللّٰهَ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ نَحْوَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَهُ، ثُمَّ قَلَبَ رِدَاءَهُ فَجَعَلَ الْأَيْمَنَ عَلَى الْأَيْسَرِ وَالْأَيْسَرَ عَلَى الْأَيْمَنِ۔ (مسند احمد: ٨٣١٠)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ ایک دن بارش مانگنے کے لیے نکلے اور اذان و اقامت کے بغیر ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں، پھر آپ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اپنا چہرہ قبلہ کی طرف متوجہ کیا، اس حال میں کہ آپ ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے، پھر اپنی چادر کو الٹا کیا اور دائیں (طرف والے حصے کو) بائیں پر اور بائیں کو دائیں پر کیا۔''

(٢٩٢٧) عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ زَيْدِ الْمَازِنِيَّ يَقُوْلُ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمُصَلّٰى وَاسْتَسْقٰى وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ حِيْنَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، قَالَ إِسْحٰقُ فِي حَدِيْثِهِ: وَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَا۔ (مسند احمد: ١٦٥٨٠)

''سیدنا عبد اللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ عید گاہ کی طرف نکلے، بارش طلب کی اور جب قبلہ رخ ہوئے تو چادر کو الٹا کیا۔ اسحاق نے اپنی حدیث میں کہا: آپ ﷺ نے خطبہ سے قبل نماز سے ابتدا کی، پھر قبلے کی طرف متوجہ ہوئے اور دعا کی۔''

شرح: ......صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: وَإِنَّهُ لَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّدْعُوَ اِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ۔ یعنی: اور جب آپ ﷺ نے دعا کرنے کا ارادہ کیا تو قبلہ رخ ہوئے اور اپنی چادر کو پلٹا۔ علماء نے کہا ہے: چادر کو پلٹنا، اس کا مقصد نیک شگون لینا ہے، یعنی چادر کے پلٹنے کی طرح قحط، بارش کی صورت میں اور تنگ دستی، خوشحالی

(٢٩٢٦) تخريج: ......صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ١٢٦٨ (انظر: ٨٣٢٧)

(٢٩٢٧) تخريج: ......أخرجه البخاري: ١٠٢٥، ومسلم: ٨٩٤ (انظر: ١٦٤٣٥، ١٦٤٣٦، ١٦٤٦٦)

کی صورت میں تبدیل ہو جائے۔

(٢٩٢٨، ٢٩٢٩) وَعَنْهُ أَيْضًا عَنْ عَمِّهِ قَالَ: شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ يَسْتَسْقِيْ فَوَلّٰى ظَهْرَهُ النَّاسَ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ وَجَعَلَ يَدْعُوا وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَجَهَرَ بِالْقِرَاءَةِ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ عَمِّهِ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمُصَلّٰى فَاسْتَسْقٰى وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ حِيْنَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ۔ (مسند احمد: ١٦٥٤٩، ١٦٥٥٣)

''ان کے چچا (سیدنا عبد اللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ) سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھا، آپ ﷺ بارش مانگنے کے لیے نکلے اور اپنی پشت لوگوں کی طرف پھیر لی اور قبلہ رخ ہو کر کھڑے ہو گئے اور اپنی چادر کو پلٹا، پھر آپ ﷺ دعا کرنے لگے، پھر دو رکعت نماز پڑھائی اور اس میں جہری قراءت کی، (دوسری سند سے مروی ہے) وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ عید گاہ کی طرف نکلے، آپ ﷺ نے بارش کے لیے دعا کی اور جب قبلہ رخ ہوئے تو اپنی چادر کو پلٹا۔''

شرح: ......صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: فَجَعَلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ يَدْعُوْ اللّٰهَ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ، ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ۔ یعنی: ''آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف اپنی پشت کی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگے اور قبلہ رخ ہو گئے اور چادر کو پلٹا، پھر دو رکعت نماز ادا کی۔

(٢٩٣٠) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ مُتَخَشِّعًا مُتَضَرِّعًا مُتَوَاضِعًا مُتَبَذِّلًا مُتَرَسِّلًا فَصَلّٰى بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ كَمَا يُصَلِّيْ فِي الْعِيْدِ لَمْ يَخْطُبْ كَخُطْبَتِكُمْ هٰذِهِ۔ (مسند احمد: ٢٠٣٩)

''سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ڈرتے ہوئے، گڑگڑاتے ہوئے، عاجزی کرتے ہوئے، پرانے سے کپڑے پہنے ہوئے اور ٹھہر ٹھہر کر چلتے ہوئے نکلے۔ پس آپ ﷺ نے عید کی طرح لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی اور آپ ﷺ نے تمہارے اس خطبہ کی طرح خطبہ نہیں دیا۔''

شرح: ......''نماز عید کی طرح نماز پڑھائی'' آیا یہ تشبیہ زائد تکبیرات کو بھی شامل ہے یا اس سے مراد صرف نماز کی رکعات اور قراءت بآواز بلند کرنا ہے؟ امام مالک، امام ثوری، امام اوزاعی، امام اسحاق، مشہور قول کے مطابق امام احمد، امام ابو یوسف اور امام محمد سمیت جمہور اہل علم کا خیال ہے کہ نماز استسقاء میں نماز عید والی زائد تکبیرات نہیں کہی جائیں گے، دوسری نمازوں کی طرح صرف تکبیر تحریمہ پر اکتفا کیا جائے گا، اس حدیث میں نماز عید سے جو تشبیہ دی گئی ہے، اس کا تعلق رکعات کی تعداد، جہر کے ساتھ قراءت کرنے اور نماز سے پہلے خطبہ سے ہے۔

(٢٩٢٨، ٢٩٢٩) تخريج:...... انظر الحديث السابق: ١٧١٥

(٢٩٣٠) تخريج:......اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ١١٦٥، والترمذي: ٥٥٨، والنسائي: ٣/ ١٥٦، وابن ماجه: ١٢٦٦(انظر:)

جبکہ امام شافعی، عمر بن عبد العزیز، مکحول، سعید بن میتب اور ایک روایت کے مطابق امام احمد اس رائے کے لوگ ہیں کہ نماز استسقاء میں بھی نماز عید کی طرح زائد تکبیرات کہی جائیں گی، ان کے نزدیک تشبیہ کا تعلق تمام امور سے ہے۔ بہرحال یہ ایک اجتہادی مسئلہ معلوم ہوتا ہے، جو جس صورت پر مطمئن ہو، وہ اس پر عمل کر لے، اللہ تعالیٰ کے ہاں ان شاء اللہ ماجور ہوگا۔ امام داود ظاہری کا یہ مسلک ہے کہ نماز استسقا پڑھنے والے کو اختیار ہے، اگر وہ چاہے تو زائد تکبیرات کہہ لے اور اگر چاہے تو دوسری نمازوں کی طرح صرف تکبیر تحریمہ پر اکتفا کر لے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا مقصد خطبہ کی کلی طور پر نفی کرنا نہیں ہے، بلکہ وہ حاضرین کے کسی مخصوص خطبہ کی نفی کر کے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا خطبۂ مبارکہ اس موقع پر دعا، تضرع اور اللہ تعالیٰ کی کبریائی و بڑائی جیسے امور پر مشتمل تھا۔

3 ..... باب الاستسقاء بالدعاء فی خطبة الجمعة ومن استسقٰی بغیر صلاة

جمعہ کے خطبہ میں بارش کے لیے دعا کرنے اور نماز کے بغیر یہ دعا کرنے کا بیان

(۲۹۳۱) عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ هَلْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ؟ فَقَالَ: قِيلَ لَهُ يَوْمَ جُمُعَةٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَحِطَ الْمَطَرُ، وَأَجْدَبَتِ الْأَرْضُ، وَهَلَكَ الْمَالُ، قَالَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ فَاسْتَسْقٰى، وَلَقَدْ رَفَعَ يَدَيْهِ وَمَا نَرٰى فِي السَّمَاءِ سَحَابَةً، فَمَا قَضَيْنَا الصَّلَاةَ حَتّٰى إِنَّ قَرِيبَ الدَّارِ الشَّابَّ لَيُهِمُّهُ الرُّجُوعُ إِلٰى أَهْلِهِ، قَالَ: فَلَمَّا كَانَتِ الْجُمُعَةُ الَّتِي تَلِيهَا، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ وَاحْتَبَسَتِ الرُّكْبَانُ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ سُرْعَةِ مَلَالَةِ ابْنِ آدَمَ، وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا.)) فَتَكَشَّطَتْ (وَفِي لَفْظٍ فَتَكَشَّفَتْ) عَنِ الْمَدِينَةِ۔ (مسند احمد: ۱۲۰۴۲)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ کیا نبی کریم ﷺ (دعا کے لیے) اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے؟ انھوں نے کہا: کسی نے جمعہ کے دن آپ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! بارش کا قحط پڑ گیا ہے، زمین خشک ہو گئی ہے اور مال مویشی ہلاک ہو رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے، حتیٰ کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لی، پھر آپ ﷺ نے بارش کے لیے دعا مانگی۔ جب آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے تھے تو آسمان میں کوئی بادل نظر نہیں آ رہا تھا، لیکن ابھی تک ہم نے نماز پوری نہیں کی تھی کہ (اتنی زیادہ بارش ہوئی کہ) قریب گھر والے نوجوان کے لیے بھی اپنے گھر کو لوٹنا مشکل ہو گیا۔ جب اس کے بعد والا جمعہ آیا تو لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! گھر گرنے لگ گئے ہیں اور قافلے رک گئے ہیں، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ آدم کے بیٹے کے جلدی اُکتا جانے پر مسکرانے لگے اور کہا: اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا۔ یعنی: ''اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش برسا، نہ

(۲۹۳۱) تخريج: ......أخرج بنحوه البخاري: ۹۳۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۶، ۱۰۱۹، ۳۵۸۲، ومسلم: ۸۹۷۔ وأخرجه مطولا ومختصرا البخاري: ۱۰۲۹، ۱۰۳۰ معلقا (انظر: ۱۲۰۱۹، ۱۳۰۱۶)

کہ ہمارے اوپر۔ پس مدینہ منورہ سے بادل ہٹ گئے۔''

(۲۹۳۲)(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ ثَابِتٍ قَالَ: قَالَ أَنَسٌ: إِنِّي لَقَاعِدٌ عِنْدَ الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ إِذْ قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْمَسْجِدِ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! حُبِسَ الْمَطَرُ فَذَكَرَ نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ۱۳۰٤۷)

''(دوسری سند) ثابت کہتے ہیں: سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں جمعہ کے دن منبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، مسجد والوں میں سے کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! بارش روک دی گئی ہے، .... پھر سابقہ حدیث کی طرح بیان کی۔''

(۲۹۳۳)(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا نَادٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَحَطَ الْمَطَرُ وَأَمْحَلَتِ الْأَرْضُ وَقَحَطَ النَّاسُ، فَاسْتَسْقِ لَنَا رَبَّكَ، فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى السَّمَاءِ وَمَا نَرٰى كَثِيْرَ سَحَابٍ فَاسْتَسْقٰى فَنَشَأَ السَّحَابُ بَعْضُهُ إِلٰى بَعْضٍ، ثُمَّ مُطِرُوْا حَتّٰى سَالَتْ مَثَاعِبُ الْمَدِيْنَةِ، وَاطَّرَدَتْ طُرُقُهَا أَنْهَارًا، فَمَا زَالَتْ كَذٰلِكَ إِلٰى يَوْمِ الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ مَا تُقْلِعُ، ثُمَّ قَامَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ أَوْ غَيْرُهُ، وَنَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أُدْعُ اللّٰهَ أَنْ يَحْبِسَهَا عَنَّا، فَضَحِكَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا.)) فَدَعَا رَبَّهُ فَجَعَلَ السَّحَابُ يَتَصَدَّعُ عَنِ الْمَدِيْنَةِ يَمِيْنًا وَشِمَالًا يُمْطِرُ مَا حَوْلَهَا وَلَا يُمْطِرُ فِيْهَا شَيْئًا۔ (مسند احمد: ۱۳۷۷۹)

''(تیسری سند) سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جمعہ کے دن ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو آواز دی، جبکہ آپ ﷺ مدینہ منورہ میں لوگوں کو خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، اور کہا: اے اللہ کے رسول! بارش رک گئی ہے، زمین نباتات سے خالی ہوگئی ہے اور لوگ قحط زدہ ہو گئے ہیں، اس لیے آپ ہمارے لیے اپنے رب سے بارش کی دعا کریں۔ نبی کریم ﷺ نے آسمان کی طرف دیکھا، ہم کوئی زیادہ بادل نہیں دیکھ رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے دعا کی اور بادل منتشر اور زیادہ ہونے لگے، پھر بارش برسنا شروع ہوئی، مدینہ کے ندی نالے بہنے لگے اور اس کے راستے نہروں کی طرح چلنے لگے، اگلے جمعہ تک بارش اسی طرح ہوتی رہی اور نہ رکی۔ (اگلے جمعہ میں) وہی یا کوئی اور آدمی کھڑا ہوا، جبکہ نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہم سے بارش کو روک دے، پس آپ ﷺ مسکرا پڑے اور یہ دعا کی: ''اے اللہ! ہمارے ارد گرد (بارش برسا)، نہ کہ ہم پر''۔ جونہی آپ ﷺ نے اپنے رب سے دعا کی، بادل پھٹ کر مدینے سے دائیں اور بائیں ہونے لگ گئے اور مدینے کے ارد گرد بارش برسانے لگ گئے اور جبکہ مدینہ میں کوئی بارش نہیں ہو رہی تھی۔''

(۲۹۳۲) تخريج: ...... انظر الحديث بالطريق الأول

(۲۹۳۳) تخريج: ...... انظر الحديث بالطريق الأول

شـــرح: ...... ''وہی یا کوئی اور آدمی کھڑا ہوا'' سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کو یہ شک ہوا تھا، صحیح بخاری اور مسند ابوعوانہ کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی آدمی تھا، جس نے پہلے بارش کے لیے دعا کرنے کی اپیل کی تھی۔ ممکن ہے کہ سیّدنا انس کو پہلے یاد نہ رہا ہو یا بعد میں بھول گئے ہیں۔

(۲۹۳٤) (وَمِنْ طَرِيْقٍ رَابِعٍ) عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: أَصَابَ النَّاسَ سَنَةٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: فَبَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلَكَ الْمَالُ، وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَسْقِيَنَا، فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ وَمَا تُرٰى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةٌ فَثَارَ سَحَابٌ أَمْثَالُ الْجِبَالِ، ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهِ حَتّٰى رَأَيْنَا الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلٰى لِحْيَتِهِ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ۱۳۷۲۸)

''(چوتھی سند) سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لوگ قحط سالی میں مبتلا ہو گئے، جمعہ کے دن آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، اتنے میں ایک خانہ بدوش آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مویشی ہلاک ہو گئے ہیں اور اہل و عیال بھوکے ہیں، اس لیے آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں پانی پلائے، پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے (اور دعا کی)، جبکہ آسمان میں بادل کا ٹکڑا بھی نظر نہیں آ رہا تھا، پھر تو پہاڑوں کی طرح بادل جمع ہو گئے اور ابھی آپ ﷺ منبر سے نہیں اترے تھے کہ ہم نے بارش کو آپ ﷺ کی داڑھی مبارک پر گرتے ہوئے دیکھا۔ (پھر بقیہ حدیث بیان کی)۔''

(۲۹۳۵) عَنْ شُرَحْبِيْلَ بْنِ السِّمْطِ أَنَّهُ قَالَ لِكَعْبِ بْنِ مُرَّةَ رضی اللہ عنہ: يَا كَعْبُ بْنَ مُرَّةَ! حَدِّثْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاحْذَرْ۔ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ وَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: اِسْتَسْقِ اللّٰهَ لِمُضَرَ، فَقَالَ: ((إِنَّكَ لَجَرِيءٌ، أَلِمُضَرَ؟)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِسْتَنْصَرْتَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَنَصَرَكَ وَدَعَوْتَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَأَجَابَكَ۔ قَالَ: فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ

''شرجیل بن سمط نے سیّدنا کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے کعب بن مرۃ! ہمیں رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث بیان کرو اور احتیاط کرنا، انھوں نے کہا: میں سن رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا: مضر قبیلے کے لیے اللہ سے بارش کی دعا کیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو تو بڑا جرأت مند ہے، کیا مضر کے لیے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اللہ سے مدد مانگی تو اس نے آپ کی مدد کی اور آپ نے اللہ سے دعا کی تو اس نے قبول کی، (لہٰذا اب کی بار بھی دعا کر دیں)۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ

(۲۹۳٤) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(۲۹۳۵) تخريج: ......اسناده ضعيف، سالم بن أبي الجعد لم يسمع من شرحبيل بن السمط أخرجه ابن ماجه: ۱۲٦۹ (انظر: ۱۸۰٦٦)

اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا مُرِيْعًا مَرِيْئًا طَبَقًا غَدَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ، نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ.)) قَالَ: فَأُجِيْبُوا، قَالَ: فَمَا لَبِثُوْ أَنْ أَتَوْهُ فَشَكَوْا إِلَيْهِ كَثْرَةَ الْمَطَرِ، فَقَالُوا: قَدْ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوْتُ، قَالَ: فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا.)) قَالَ: فَجَعَلَ السَّحَابُ يَتَقَطَّعُ يَمِيْنًا وَشِمَالًا۔ (مسند احمد: ۱۸۲۳٤)

اٹھائے اور یہ دعا کی: اے اللہ! ہم پر ایسی بارش برسا، جو سختی و پریشانی کو دور کرنے والی، زمین کو سرسبز کرنے والی اور اچھے انجام والی ہو اور وہ عام بارش ہو اور زیادہ پانی والی ہو، وہ جلدی آنے والی ہو، دیر کرنے والی نہ ہو، نفع دینے والی ہو، نقصان دینے والی نہ ہو۔'' پس لوگوں کا مطالبہ پورا ہو گیا اور وہ جلدی ہی آپ ﷺ کے پاس (دوبارہ) پہنچے اور بارش کی کثرت کی شکایت کرتے ہوئے کہنے لگے: گھر گرنے لگ گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا کی: ''اے اللہ! ہمارے اردگرد برسا، نہ کہ ہم پر۔'' بادل پھٹ کر دائیں بائیں ہونا شروع ہو گئے۔''

شرح: ......قریش کے ایک قبیلے کا نام ''مضر'' تھا، اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دی تھی، اس لیے آپ ﷺ نے ان پر یہ بد دعا کی تھی: ''اے اللہ! مضر پر اپنی پکڑ کو سخت کر دے اور ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانے والی قحط سالی مسلط کر دے۔'' اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول کی اور ان پر یوں قحط سالی کو مسلط کیا کہ انھوں نے چمڑے، مردار اور سڑی ہوئی لاشیں تک کھائی تھیں، بالآخر یہ تنگ آ گئے اور اس آدمی کو آپ ﷺ کے پاس دعا کے لیے بھیجا، اس لیے آپ ﷺ نے اس کو جرأت مند کہا کہ وہ سرکش اور باغی قوم کے لیے دعا کرنے کی اپیل کر رہا ہے، اس نے آگے سے جواب دیا کہ آپ ﷺ نے ان کے حق میں جو بد دعائیں کی تھیں، وہ تو اللہ تعالیٰ نے قبول کر لی ہیں۔

4 ..... بَابُ تَحْوِيْلِ الْإِمَامِ وَالنَّاسِ اَرْدِيَتَهُمْ فِي الدُّعَاءِ وَصِفَتِهِ وَوَقْتِهِ

امام اور لوگوں کا دعا کے دوران اپنی اپنی چادریں تبدیل کرنے اور ان کی کیفیت اور وقت کا بیان

(۲۹۳٦) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ سَمِعَ عَمْرَو بْنَ حَزْمٍ سَمِعَ عَبَّادَ بْنَ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلّٰى وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَبَ رِدَاءَهُ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، قَالَ سُفْيَانُ: قَلْبُ الرِّدَاءِ جَعْلُ الْيَمِيْنِ الشِّمَالَ، وَالشِّمَالِ الْيَمِيْنَ. (مسند احمد: ۱٦٥٦٥)

''ان کا چچا (سیدنا عبداللہ بن زید مازنی) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید گاہ کی طرف نکلے، قبلہ رخ ہوئے، اپنی چادر کو پلٹا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ سفیان کہتے ہیں: چادر کو پلٹنا یہ ہے دائیں کنارے کو بائیں طرف اور بائیں کنارے کو دائیں طرف کیا جائے۔''

(۲۹۳٦) أخرجه البخاري: ۱۸٦، ۱۹۲، ۱۹۹، ۱۰۱۲، ۱۰۲٦، ۱۰۲۷، ومسلم: ۸۹٤ (انظر: ۱٦٤۳۲، ۱٦٤٥۱)

(۲۹۳۷)(وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: قَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ اسْتَسْقَى لَنَا أَطَالَ الدُّعَاءَ وَأَكْثَرَ الْمَسْأَلَةَ، قَالَ: ثُمَّ تَحَوَّلَ إِلَى الْقِبْلَةِ، وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ فَقَلَبَهُ ظَهْرًا لِبَطْنٍ وَتَحَوَّلَ النَّاسُ مَعَهُ۔ (مسند احمد: ۱۶۵۷۹)

''(دوسری سند)عبداللہ بن زید کہتے ہیں: تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، جب آپ ﷺ نے ہمارے لیے بارش مانگی تو لمبی دعا کی، اور اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ سوال کیا، پھر قبلے کی طرف پھرے اور اپنی چادر کو الٹا کیا اور اس کے ظاہر کو باطن کی طرف پلٹ دیا، لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ چادر کو پلٹا۔''

(۲۹۳۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَسْقَى وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ لَهُ سَوْدَاءُ فَأَرَادَ أَنْ يَأْخُذَ بِأَسْفَلِهَا فَيَجْعَلَهُ أَعْلَاهَا فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ فَقَلَبَهَا عَلَيْهِ، الْأَيْمَنُ عَلَى الْأَيْسَرِ وَالْأَيْسَرُ عَلَى الْأَيْمَنِ۔ (مسند احمد: ۱۶۵۷۶)

''سیّدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بارش کے لیے دعا، جبکہ آپ ﷺ پر سیاہ رنگ کی چادر تھی، آپ ﷺ نے چاہا کہ اس کے نچلے حصے کو پکڑ کر اس کو اوپر کردیں، لیکن جب یہ کام مشکل ہوگیا تو آپ ﷺ نے (اس کے اوپر والے حصے کو ہی) پلٹ دیا، یعنی دایاں بائیں پر اور بایاں دائیں پر۔''

5 ..... بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ وَذِكْرِ أَدْعِيَةٍ مَأْثُوْرَةٍ

استسقاء کی دعا کرتے وقت ہاتھوں کو اٹھانے اور منقول دعاؤں کا بیان

(۲۹۳۹) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَسْقَى فَأَشَارَ بِظَهْرِ كَفَّيْهِ إِلَى السَّمَاءِ۔ (مسند احمد: ۱۲۵۸۲)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بارش کے لیے دعا کی اور آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلیوں کی پشتوں کے ساتھ آسمان کی طرف اشارہ کیا۔''

(۲۹۴۰) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ (وَفِي لَفْظٍ مِنَ الدُّعَاءِ) إِلَّا فِي الْاِسْتِسْقَاءِ فَإِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ۔ (مسند احمد: ۱۴۰۵۱)

''سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کسی دعا میں اپنے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے، سوائے بارش کی دعا کے، اس میں آپ ﷺ اپنے ہاتھوں کو اتنا بلند کرتے تھے کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی کو دیکھا جاتا تھا۔''

(۲۹۳۷) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(۲۹۳۸) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ۱۱۶۳، والنسائي: ۳/ ۱۵۶، وانظر الحديث السابق: ۱۷۲۰ (انظر: ۱۶۴۶۲)

(۲۹۳۹) تخريج: ......أخرجه مسلم: ۸۹۶ (انظر: ۱۲۵۵۴)

(۲۹۴۰) تخريج: ......أخرجه البخاري: ۱۰۳۱، ۳۵۶۵، ومسلم: ۸۹۵ (انظر: ۱۲۸۶۷)

شرح: ......کئی دوسری احادیث سے دوسرے موقعوں پر بھی آپ ﷺ کا دعا میں ہاتھ اٹھانا ثابت ہے، جبکہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ اس حدیث میں بیان کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ صرف نماز استسقاء میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے تھے؟

اس ظاہری تضاد میں جمع وتطبیق کی دو صورتیں ممکن ہیں:

(۱) اس حدیث کی یہ تاویل کی جائے کہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی مراد دعا میں مبالغے کے ساتھ ہاتھ بلند کرنا ہے، دوسرے موقعوں پر آپ ﷺ سے دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا تو ثابت ہیں، لیکن اس قدر مبالغے کے ساتھ نہیں۔

(۲) سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو صرف استسقاء کے موقع پر ہاتھ اٹھاتے دیکھا، جبکہ دوسرے صحابہ کرام نے دوسرے مواقع بیان کیے، اس لیے مثبت کو منفی پر مقدّم کیا جائے گا، لیکن پہلی صورت ہی راجح ہے، کیونکہ دوسرے مقام پر ہاتھ اٹھانے کی روایات سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۲۹٤۱) عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى آبِي اللَّحْمِ أَنَّهُ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَسْقِي عِنْدَ أَحْجَارِ الزَّيْتِ قَرِيبًا مِنَ الزَّوْرَاءِ قَائِمًا يَدْعُوا يَسْتَسْقِي رَافِعًا كَفَّيْهِ لَا يُجَاوِزُ بِهِمَا رَأْسَهُ مُقْبِلٌ بِبَاطِنِ كَفَّيْهِ إِلَى وَجْهِهِ۔ (مسند احمد: ۲۲۲۹۰)

'' آبي اللحم کے غلام سیّدنا عمیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو زوراء مقام کے قریب احجار الزیت کے پاس بارش کے لیے دعا کرتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ کھڑے ہو کر دعا کر رہے تھے، اپنے ہتھیلیاں بلند کر رکھی تھیں، البتہ وہ آپ ﷺ کے سر سے تجاوز نہیں کر رہی تھیں، آپ ﷺ نے اپنے ہتھیلیوں کے باطنی حصے کو اپنے چہرے کی طرف متوجہ کر رکھا تھا۔''

شرح: ......'' آبي اللحم'' کا لفظی معنی ہے: گوشت کا انکار کرنے والا، اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ جاہلیت میں جو جانور بتوں کے لیے ذبح کیا جاتا تھا، یہ اس کا گوشت نہیں کھاتے تھے، اس وجہ یہ ان کا لقب پڑ گیا، یہ صحابی تھے۔

''زورا'' اور ''احجار الزیت'' دونوں مدینہ منورہ میں مختلف مقامات کے نام ہیں، ''احجار الزیت'' کا معنی ہے: تیل کے پتھر، چونکہ اس مقام میں کالے پتھر تھے، گویا کہ ان کو تیل میں تلا گیا۔

6 ..... بَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ بِالصَّالِحِيْنَ وَمَنْ تُرْجٰى بَرْكَتُهُمْ

نیک لوگوں اور جن کی برکت کی امید رکھی جاتی ہو، کے واسطے سے بارش طلب کرنا

(۲۹٤۲) عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے کبھی کبھی شاعر کا یہ

(۲۹٤۱) تخریج: ......اسناده صحيح على شرط مسلم أخرجه الترمذي: ٥٥٧، والنسائي: ٣/ ١٥٨ (انظر: ٢١٩٤٣، ٢١٩٤٤)

(۲۹٤۲) تخریج: ......اسناده ضعيف، لضعف عمر بن حمزة بن عبد الله أخرجه ابن ماجه: ١٢٧٢، وعلّقه البخاري: ١٠٠٩ بصيغة الجزم (انظر: ٥٦٧٣)

عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: رُبَّمَا ذَکَرْتُ قَوْلَ الشَّاعِرِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلٰی وَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ عَلَی الْمِنْبَرِ یَسْتَسْقِی فَمَا یَنْزِلُ حَتّٰی یَجِیْشَ کُلُّ مِیْزَابٍ، وَأَذْکُرُ قَوْلَ الشَّاعِرِ: وَأَبْیَضُ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْہِہِ ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِلْأَرَامِلِ وَہُوَ قَوْلُ أَبِی طَالِبٍ۔ (مسند احمد: ٥٦٧٣)

قول یاد آجاتا ہے، جبکہ میں رسول اللہ ﷺ کے چہرے کی طرف دیکھ رہا ہوتا ہوں اور آپ ﷺ منبر پر بارش کے لیے دعا کر رہے ہوتے ہیں اور ابھی اس سے اترتے نہیں کہ ہر پرنالہ پانی کی کثرت سے بہہ پڑتا ہے۔ مجھے شاعر کا یہ قول یاد آتا ہے: وہ سفید رنگ والا کہ جس کے چہرے کے ذریعے بادلوں سے بارش مانگی جاتی ہے وہ یتیموں کا ملجأ و مأوی ہے اور بیوہ عورتوں کے لیے ڈھال ہے۔ یہ ابو طالب کا قول ہے۔''

شـــــرح: ...... یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، ابو طالب کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

وَأَبْیَضُ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْہِہِ ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِلْأَرَامِلِ (صحیح بخاری: ١٠٠٨)

یہ شعر ابو طالب کے قصیدے میں سے ہے، جو اسی (٨٠) اشعار پر مشتمل تھا، جب نبی کریم ﷺ کی مخالفت میں قریشی متحد ہوئے اور اسلام کا ارادہ رکھنے والے کو آپ ﷺ سے متنفر کیا، اس وقت ابو طالب نے آپ ﷺ کے بارے میں یہ قصیدہ پڑھا تھا، ابن ہشام نے ("السیرۃ": ١/٢٧٢) میں اس کا ذکر کیا ہے۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب بارش رک جاتی تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سیّدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے ذریعے بارش طلب کرتے اور کہتے: اَللّٰہُمَّ إِنَّا کُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا فَتَسْقِیْنَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَیْکَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا فَاسْقِنَا۔ یعنی: اے اللہ! بیشک ہم تیری طرف اپنے نبی کا واسطہ بناتے تھے، تو تو بارش نازل کرتا تھا، اب ہم تیری طرف اپنے نبی کے چچے کا واسطہ بناتے ہیں، پس ہم پر بارش نازل فرما۔ پھر ان پر بارش نازل کی جاتی تھی۔ (صحیح بخاری: ١٠١٠)

اس باب کا خلاصہ یہ ہے کہ اس وسیلہ سے مراد کسی نیک بندے سے دعا کروانا ہے اور یہ وسیلہ کی جائز صورتوں میں سے ہے۔ مسنون وسیلہ کی تین صورتیں ہیں: (١) اللہ تعالیٰ کی ذات اور اسماء و صفات کا وسیلہ، (٢) اپنے نیک اعمال کا وسیلہ اور (٣) نیک بندے سے دعا کروانے کا وسیلہ۔ یہ تفصیل کا مقام نہیں ہے۔

7 ...... بَابُ اعْتِقَادِ أَنَّ الْمَطَرَ بِیَدِ اللّٰہِ وَمِنْ خَلْقِہِ وَإِبْدَاعِہِ وَکُفْرِ مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ کَذَا

اس عقیدے کا بیان کہ بارش اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، اس کی مخلوق ہے اور اسی کی ایجاد کردہ ہے اور اس آدمی کے کفر کا بیان جو یہ کہتا ہے کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے

(٢٩٤٣) عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُہَنِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: صَلّٰی لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صَلَاۃَ

''سیّدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پر ہمیں فجر کی نماز پڑھائی، یہ رات کو بارش

(٢٩٤٣) تخریج:......أخرجہ البخاری: ٨٤٦، ١٠٣٨، ومسلم: ٧١ (انظر: ١٧٠٦١)

الصُّبحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى اَثَرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، قَالَ: ((هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟)) قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَمُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ كَافِرٌ بِيْ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهِ فَذَالِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ، كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذَلِكَ كَافِرٌ بِيْ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ.)) (مسند احمد: ١٧١٨٧)

ہونے کے بعد کا موقع تھا، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا کہا ہے؟'' صحابہ نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: میرے بعض بندوں نے اس حال میں صبح کی ہے کہ وہ میرے ساتھ ایمان رکھنے والے اور ستاروں کے ساتھ کفر کرنے والے ہیں اور بعض ستاروں پر ایمان رکھنے والے اور میرے ساتھ کفر کرنے والے ہیں۔ (اس کی تفصیل یہ ہے کہ) جس نے کہا: ہم پر اللہ کے فضل و رحمت سے بارش ہوئی ہے، وہ میرے ساتھ ایمان رکھنے والا اور ستاروں کے ساتھ کفر کرنے والا ہے اور جس نے یہ کہا: ہم پر فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش برسی ہے، تو وہ میرے ساتھ کفر کرنے والا اور ستاروں پر ایمان رکھنے والا ہے۔''

شرح: ...... معلوم ہوا کہ بارش کے ہونے یا نہ ہونے کا تعلق اللہ تعالیٰ کی مشیت وقدرت سے ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ﴾ (سورۂ شوری: ٢٨) یعنی: ''اور وہی ہے جو لوگوں کے ناامید ہو جانے کے بعد بارش برساتا ہے اور اپنی رحمت پھیلا دیتا ہے، وہی ہے کارساز اور حمد وثنا کے قابل۔'' خلقِ خدا سے اس کا اتنا تعلق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بارش کے ہونے یا رکنے کی دعا کر سکتے ہیں، اس دعا کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی کارفرما ہوتی ہے کہ وہ اسے قبول کرتا ہے یا نہیں۔ لفظ ''نَوْء'' کی جمع ''اَنْوَاء'' ہے، ستاروں کے بارے میں کافر اس قسم کا اعتقاد کیسے رکھتے تھے، اس کی تفصیل یہ ہے:

مشہور ماہر لغت ابو عبید کہتے ہیں: ''اَنْوَاء'' دراصل اٹھائیس ستارے ہیں، (جن کو اردو میں پچھتر کہتے ہیں)، یہ سال کے مختلف موسموں میں طلوع ہوا کرتے ہیں اور یہ فلکیات کی شُد بُد رکھنے والے کے لیے ایک معروف بات ہے، اس امر کی وضاحت کچھ یوں ہے کہ ہر تیرہ راتوں کے بعد طلوع فجر کے وقت ایک ستارہ غروب ہو جاتا ہے اور اس کی جگہ عین اس وقت مشرق کی جانب افقِ عالم پر ایک دوسرا ستارہ روشن ہو جاتا ہے اور ظہور و غیاب کا سلسلہ سال بھر جاری رہتا ہے، جب اٹھائیس ستارے غروب ہو جاتے ہیں تو سال بھی اختتام پذیر ہو جاتا ہے۔

لفظ ''نَوْء'' کے معانی پیچھے آنے اور بعد میں آنے کے ہیں کہ جب ایک ستارہ مٹ جاتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا لے لیتا ہے۔ اسلام سے قبل عربوں کے ہاں یہ توہم پایا جاتا تھا کہ جب ایک ستارہ اپنی جگہ چھوڑ دیتا ہے اور اس کی جگہ ایک

دوسرا ستارہ لے لیتا ہے تو اس تبدیلی کے موقع پر ضرور ہوائیں چلتی ہیں، بارشیں اترتی ہیں اور موسموں میں انقلاب بپا ہو جاتا ہے۔اب اگر کبھی واقعتاً ایسا ہو جاتا تو وہ پکار اٹھتے کہ "مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا" (فلاں ستارے کی وجہ سے ہم پر بارش نازل ہوئی ہے)، وہ اس تبدیلی کو مؤثر بالذات سمجھنے لگ گئے تھے اور خالق حقیقی سے غافل ہو گئے تھے۔ اس حدیثِ مبارکہ میں اس توہم کا رڈ کیا گیا ہے۔

8 ..... بَابُ مَا يَقُوْلُ وَمَا يَصْنَعُ إِذَا رَأَى الْمَطَرَ
جب آدمی بارش کو دیکھے تو کیا کرے اور کیا کہے، اس کا بیان

(٢٩٤٤) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: مُطِرْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: فَخَرَجَ فَحَسَرَ ثَوْبَهُ حَتّٰى أَصَابَهُ الْمَطَرُ، قَالَ: فَقِيْلَ لَهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا؟ قَالَ: لِأَنَّهُ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِرَبِّهِ.)) (مسند احمد: ١٢٣٩٢)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ہم پر بارش کا نزول ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے، (اپنے جسم کے بعض حصے سے) کپڑا ہٹایا، یہاں تک اسے بارش کا پانی پہنچا، آپ سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ایسے کیوں کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نئی نئی آئی ہے۔''

شرح: ......اس کا معنی یہ ہے کہ بارش رحمت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو ابھی پیدا کیا ہے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے تبرک حاصل کرتے تھے، یہ ایسی سنت ہے، جس پر جہالت کی وجہ سے یا علم ہونے کے باوجود عمل نہیں کیا جا رہا۔

(٢٩٤٥) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: مُطِرْنَا بَرَدًا وَأَبُوْ طَلْحَةَ رضي الله عنه صَائِمٌ فَجَعَلَ يَأْكُلُ مِنْهُ، قِيْلَ لَهُ: أَتَأْكُلُ وَأَنْتَ صَائِمٌ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا هٰذَا بَرَكَةٌ۔ (مسند احمد: ١٤٠١٦)

''سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہمارے اوپر اولے برسائے گئے اور سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ، جو کہ روزے دار تھے، نے یہ اولے کھانا شروع کر دیئے۔ کسی نے ان سے کہا: کیا تم یہ کھا رہے ہو، حالانکہ تم روزے دار ہو؟ انہوں نے کہا: بے شک یہ برکت ہیں۔''

شرح: ...... مذکورہ بالا بعض کتب میں یہ روایت اس طرح ہے: سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ابوطلحہ کو دیکھا کہ وہ روزے کی حالت میں اولے کھا رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے: یہ (اولے) نہ کھائی جانے والی چیز ہیں اور نہ پی جانے والی۔ امام بزار نے ابوطلحہ کا یہ فعل بیان کرنے کے بعد کہا: ہمارے علم کے مطابق تو یہ صرف ابوطلحہ کا اپنا عمل (اور

(٢٩٤٤) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٨٩٨ (انظر: ١٢٣٦٥)

(٢٩٤٥) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه ابن عساكر في "تاريخه": ٦/ ورقة ٦٢٥، والبزار: ١٠٢٢، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار": ٥/ ١١٥ (انظر: ١٣٩٧١)

سوچ) ہے۔ سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا یہ ذاتی اجتہاد تھا کہ اولوں کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا، ہمارا ان کی اس رائے سے اتفاق نہیں ہے۔

(٢٩٤٦) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى الْمَطَرَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا .)) (مسند احمد: ٢٤٦٤٥)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: بے شک رسول اللہ ﷺ جب بارش کو دیکھتے تو فرماتے: ''اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا۔'' (اے اللہ! اس کو نفع مند بارش بنا دے)۔''

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى۔

❁❁❁❁

(٢٩٤٦) تخريج: ......أخرجه البخاري: ١٠٣٢ (انظر: ٢٤٨٧٧)

أَبْوَابُ صَلَاةِ الْخَوْفِ وَهِيَ أَنْوَاعٌ
نماز خوف اور اس کی کئی صورتیں ہیں

1 ..... بَابُ سَبَبِ مَشْرُوْعِيَّتِهَا وَحُكْمِهَا وَمَتٰى كَانَتْ
نمازِ خوف کی مشروعیت کا سبب، اس کا حکم اور یہ کب ادا کی جائے گی
وَذِكْرِ النَّوْعِ الْاَوَّلِ مِنَ اَنْوَاعِهَا
نماز خوف کی اقسام میں سے پہلی قسم کا بیان

تنبیه: ......اس باب میں مذکورہ نمازِ خوف کی صورتوں میں نماز کا پاس ولحاظ نہ رکھنے والے لوگوں کے لیے بہت بڑا سبق پایا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سنگین حالاتِ جنگ میں بھی نماز باجماعت کا اہتمام کیا۔ نمازِ خوف کی مختلف صورتیں آپ ﷺ سے ثابت ہیں، جو مختلف حالات کو دیکھ کر اختیار کی گئیں، ان کی تفصیل آگے آ ہی ہے، اب بھی مجاہدین جس صورت کو حالات و واقعات کے مناسب سمجھیں اس کو اختیار کریں۔

محدثین اور فقہا کا بعض صورتوں میں اختلاف پایا جاتا ہے، آنے والی ہر صورت کو کسی نہ کسی نے جائز قرار دیا ہے اور کسی نے بعض صورتوں کو زیادہ پسند کیا ہے، لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ جو صورت آپ ﷺ سے ثابت ہے، وہی حالات کے مطابق راجح اور مناسب ہوگی، اس لیے اس ضمن میں ہم مختلف ائمہ کے اقوال نقل کرنے سے گریز کریں گے۔

(٢٩٤٧) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَرَضَ الصَّلَاةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ عَلَى الْمُقِيمِ أَرْبَعًا وَعَلَى الْمُسَافِرِ رَكْعَتَيْنِ وَعَلَى الْخَائِفِ رَكْعَةً۔ (مسند احمد: ٢١٢٤)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی زبان پر مقیم آدمی پر چار، مسافر پر دو اور خوف والے پر ایک رکعت فرض کی ہے۔''

فوائد: ......ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ

(٢٩٤٧) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٦٨٧ (انظر: ٢١٢٤)

مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوْا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَائِكُمْ وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ﴾ (سورۂ نساء: ۱۰۲) یعنی: ''جب تم ان میں ہو اور ان کے لیے نماز کھڑی کرو تو چاہیے کہ ان کی ایک جماعت تمہارے ساتھ اپنے ہتھیار لیے کھڑی ہو، پھر جب وہ سجدہ کر چکیں تو یہ ہٹ کر تمہارے پیچھے آ جائیں اور وہ دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی وہ آ جائے اور تیرے ساتھ نماز ادا کرے۔ اس آیت اور حدیث کے ظاہری مفہوم کو حسن بصری، ضحاک اور اسحاق بن راہویہ وغیرہ نے معتبر سمجھا ہے اور کہا کہ نماز خوف ایک رکعت واجب ہے اور پوری ادا کر لینا سنت ہے۔

جمہور اہل علم کا خیال ہے کہ امن اور خوف، دونوں حالتوں میں نمازوں کی رکعات کی تعداد ایک ہی رہتی ہے، انھوں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ نماز خوف ایک رکعت ہونے سے مراد یہ ہے کہ مقتدی لوگ ایک ایک رکعت امام کے ساتھ اور دوسری رکعت امام کے بغیر پڑھیں گے، جیسا کہ صلاۃ الخوف کی آنے والی مختلف صورتوں سے پتہ چلے گا۔ مذکورہ بالا سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کا تقاضا یہی ہے کہ اس کے ظاہری مفہوم پر اعتبار کرتے ہوئے اول الذکر مسلک کو ترجیح دی جائے۔ جمہور اہل علم کی تاویل کمزور ہے، کیونکہ بعض روایات میں یہ وضاحت ہے کہ صحابہ نے آپ ﷺ کے ساتھ ایک ایک رکعت ادا کرنے کے بعد دوسری رکعت کی قضائی نہیں، سیّدنا ابو ہریرہ، سیّدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہما اور کئی ایک تابعین کا نظریہ ایک رکعت نمازِ خوف کا ہی ہے۔ نیز دیکھیں آنے والا دوسرا باب ''نمازِ خوف کی تیسری صورت ہر گروہ کا امام کے ساتھ والی ایک رکعت پر ہی اکتفا کرنا اور دوسری کی قضائی نہ دینا''

(۲۹۴۸) عَنْ أَبِيْ عَيَّاشٍ الزُّرَقِي رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِعُسْفَانَ فَاسْتَقْبَلَنَا الْمُشْرِكُوْنَ عَلَيْهِمْ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ وَهُمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَصَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ فَقَالُوْا: قَدْ كَانُوْا عَلٰى حَالٍ لَوْ أَصَبْنَا غِرَّتَهُمْ، قَالُوْا: تَأْتِي عَلَيْهِمُ الْآنَ صَلَاةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْ أَبْنَائِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ قَالَ: فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِهٰذِهِ الْآيَاتِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ ﴿وَإِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ ......﴾ قَالَ: فَحَضَرَتْ فَأَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

''سیّدنا ابو عیاش زرقی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ عسفان کے مقام پر تھے، مشرکین ہمارے مدمقابل آ گئے، ان کی قیادت خالد بن ولید کر رہے تھے، وہ لوگ ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی، وہ لوگ آپس میں کہنے لگے: یہ مسلمان نماز میں مشغول تھے، کاش کہ ہم ان کی غفلت سے فائدہ اٹھا لیتے۔ پھر انھوں نے کہا: ابھی کچھ دیر بعد ان کی ایک اور نماز کا وقت ہونے والا ہے، وہ ان کو اپنی جانوں اور اولادوں سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ اسی وقت ظہر اور عصر کے درمیان جبریل علیہ السلام یہ آیات لے کر نازل ہوئے۔ ﴿وَإِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ ....﴾ (جب تو ان میں ہو، پس ان کے لیے نماز قائم

(۲۹۴۸) تخریج: ......اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابو داود: ۱۲۳۶، والنسائی: ۳/ ۱۷۷ (انظر: ۱۶۵۸۰)

فَأَخَذُوْا السَّلَاحَ، قَالَ: فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ صَفَّيْنِ، قَالَ: ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعْنَا جَمِيْعًا، ثُمَّ رَفَعَ فَرَفَعْنَا جَمِيْعًا، ثُمَّ سَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ بِالصَّفِّ الَّذِيْ يَلِيْهِ وَالْآخَرُوْنَ قِيَامٌ يَحْرُسُوْنَهُمْ فَلَمَّا سَجَدُو وَقَامُوْا جَلَسَ اْلآخَرُوْنَ فَسَجَدُوْا فِي مَكَانِهِمْ ثُمَّ تَقَدَّمَ هٰؤُلَاءِ إِلَى مَصَافِّ هٰؤُلَاءِ وَجَاءَ هٰؤُلَاءِ إِلَى مَصَافِّ هٰؤُلَاءِ، قَالَ: ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعُوا جَمِيْعًا، ثُمَّ رَفَعَ فَرَفَعُوْا جَمِيْعًا، ثُمَّ سَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيْهِ، وَالْآخَرُوْنَ قِيَامٌ يَحْرُسُوْنَهُمْ، فَلَمَّا جَلَسَ جَلَسَ الْآخَرُوْنَ فَسَجَدُوْا فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ انْصَرَفَ، قَالَ: فَصَلَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ، مَرَّةً بِعُسْفَانَ، وَمَرَّةً بِأَرْضِ بَنِي سُلَيْمٍ. (مسند احمد: ١٦٦٩٦)

کرے......) جب عصر کا وقت ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ صحابہ کرام اسلحہ لے کر کھڑے ہوں، ہم نے آپ کے پیچھے دو صفیں بنا لیں، جب آپ ﷺ نے رکوع کیا تو ہم سب نے رکوع کیا اور جب آپ رکوع سے اٹھے تو ہم بھی اٹھ گئے۔ جب آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو صرف آپ کے پیچھے والی پہلی صف والوں نے سجدہ کیا اور دوسری صف والے کھڑے ہو کر پہرہ دیتے رہے۔ جب وہ لوگ سجدے کر کے کھڑے ہوئے تو دوسری صف والوں نے بیٹھ کر اپنی اپنی جگہ سجدہ کیا، پھر (دوسری رکعت کے شروع میں) اگلی صف والے پیچھے اور پچھلی صف والے آگئے۔ پھر اسی طرح سب نمازیوں نے آپ ﷺ کے ساتھ رکوع کیا اور رکوع سے سر اٹھایا، پھر جب آپ نے سجدہ کیا تو پہلی صف والوں نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا اور دوسری صف والے کھڑے ہو کر پہرہ دیتے رہے، جب آپ اور پہلی صف والے لوگ سجدہ کر کے بیٹھ گئے تو دوسری صف والوں نے بیٹھ کر سجدہ کر لیا (اور سب تشہد میں بیٹھ گئے، پھر) سب نے مل کر سلام پھیرا اور نماز سے فارغ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس انداز میں دو دفعہ نماز پڑھائی، ایک دفعہ عسفان میں اور دوسری دفعہ بنو سلیم کے علاقہ میں۔''

فوائد: ......کتنی حیران کن بات ہے کہ دشمنانِ اسلام کا نظریہ یہ تھا کہ عصر کی نماز مسلمانوں کو ان کی جانوں اور اولادوں سے بھی عزیز ہے اور وہ کبھی بھی اس کو ترک نہیں کریں گے، کاش عصر حاضر کے مسلمان بھی ان حقائق کو سمجھ جاتے۔ یہ پوری آیت پچھلی حدیث کی شرح میں گزر چکی ہے۔ جب دشمن یہ فیصلہ کر رہا تھا کہ عصر کی نماز میں مصروف مسلمانوں پر یکبارگی حملہ کر دینا ہے، اس وقت بھی آپ ﷺ نے نماز سے غفلت کو گوارہ نہ کیا، لیکن ہم مسلم معاشرہ میں رہتے ہوئے بانوے ترانوے فیصد لوگ بے نمازی ہیں۔ راجح قول کے مطابق عسفان مقام پر پہلی دفعہ آپ ﷺ نے نمازِ خوف اس طریقے کے مطابق ادا کی تھی، یہ چھ یا سات سن ہجری کا واقعہ تھا۔

(٢٩٤٩) عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما ''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس نے

(٢٩٤٩) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٨٤٠ (انظر: ١٤٤٣٦)

أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ وَذَكَرَ أَنَّ الْعَدُوَّ كَانُوْا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ وَأَنَّا صَفَفْنَا خَلْفَهُ فَكَبَّرَ وَكَبَّرْنَا مَعَهُ جَمِيْعًا، ثُمَّ رَكَعَ وَرَكَعْنَا مَعَهُ جَمِيْعًا، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ سَجَدَ وَسَجَدَ مَعَهُ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيْهِ، وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِي نَحْرِ الْعَدُوِّ، فَلَمَّا قَامَ وَقَامَ مَعَهُ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيْهِ انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُوْدِ، ثُمَّ تَقَدَّمَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ وَتَأَخَّرَ الصَّفُّ الْمُقَدَّمُ، فَرَكَعَ وَرَكَعْنَا مَعَهُ جَمِيْعًا، ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَ مَعَهُ الصَّفُّ الَّذِي يَلَيْهِ، فَلَمَّا سَجَدَ الصَّفُّ الَّذِي يَلَيْهِ وَجَلَسَ انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُوْدِ، ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا جَمِيْعًا. قَالَ جَابِرٌ: كَمَا يَفْعَلُ حَرَسُكُمْ هٰؤُلَاءِ بِأُمَرَائِهِمْ. (مسند احمد: ١٤٤٨٩)

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ خوف ادا کی، اس موقع پر دشمن قبلہ کی جانب تھا۔ ہم نے آپ کے پیچھے دو صفیں بنا لیں، آپ نے اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کی، ہم نے بھی اللہ اکبر کہا، آپ نے رکوع کیا، ہم سب نے بھی رکوع کیا، رکوع کے بعد جب آپ نے سجدہ کیا تو آپ کے پیچھے والی پہلی صف نے سجدہ کیا اور دوسری صف دشمن کے سامنے کھڑی رہی۔ جب آپ ﷺ اور پہلی صف والے سجدوں کے بعد کھڑے ہو گئے تو دوسری صف والوں نے سجدے کئے۔ اس کے بعد اگلی صف والے پیچھے ہو گئے اور پچھلی صف والے آگے ہو گئے۔ پھر جب آپ ﷺ نے رکوع کیا تو سب لوگوں نے رکوع کیا۔ لیکن جب آپ ﷺ سجدہ کو گئے تو صرف پہلی صف والوں نے آپ کے ساتھ سجدے کئے۔ (اور پچھلی صف والے نمازی حسب سابق کھڑے رہے) جب آپ سجدوں کے بعد بیٹھے تو پچھلی صف والے نمازیوں نے سجدے کئے اور پھر وہ بھی بیٹھ گئے، پھر آپ ﷺ نے جب سلام پھیرا تو سب نمازیوں نے آپ کے ساتھ سلام پھیرا۔ جابر کہتے ہیں: (دوسری صف والے نمازی اسی طرح کھڑے رہے) جس طرح آج کل پہرہ دینے والے حضرات امراء و حکام کے ساتھ کرتے ہیں۔''

(٢٩٥٠) عَنْ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: مَا كَانَتْ صَلَاةُ الْخَوْفِ إِلَّا كَصَلَاةِ أَحْرَاسِكُمْ هٰؤُلَاءِ الْيَوْمَ خَلْفَ أَئِمَّتِكُمْ، إِلَّا أَنَّهَا كَانَتْ عُقَبًا، قَامَتْ طَائِفَةٌ وَهُمْ جَمِيْعٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَسَجَدَتْ مَعَهُ طَائِفَةٌ، ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسَجَدَ الَّذِيْنَ كَانُوْا قِيَامًا

''سیّدنا عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ نماز خوف اسی طرح ہوتی تھی جس طرح آج کل کے تمہارے پہرہ دار اماموں کے پیچھے ادا کرتے ہیں، البتہ ان کی نماز باری باری ہوتی تھی اور وہ سب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوتے تھے۔ سب لوگ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز شروع کرتے، جب آپ ﷺ سجدے کرتے تو پہلی صف والے بھی آپ ﷺ کے ساتھ سجدے کرتے اور پچھلی صف والے کھڑے رہتے۔

(٢٩٥٠) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه النسائي: ٣/ ١٧٠ (انظر:)

لِأَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَامُوْا مَعَهُ جَمِيْعًا، ثُمَّ رَكَعَ وَرَكَعُوْا مَعَهُ جَمِيْعًا، ثُمَّ سَجَدَ فَسَجَدَ الَّذِيْنَ كَانُوْا مَعَهُ قِيَامًا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَقَامَ الْآخَرُوْنَ الَّذِيْنَ كَانُوْا سَجَدُوْا مَعَهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ، فَلَمَّا جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِيْنَ سَجَدُوْا مَعَهُ فِي آخِرِ صَلَاتِهِمْ سَجَدَ الَّذِيْنَ كَانُوْ قِيَامًا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ جَلَسُوْا، فَجَمَعَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالسَّلَامِ۔ (مسند احمد: ۲۳۸۲)

جب آپ ﷺ سجدوں کے بعد کھڑے ہوتے تو پچھلی صف والے، جو کھڑے رہے تھے، وہ اپنا سجدے کرتے اور پھر سب (دوسری رکعت کے لیے) کھڑے ہو جاتے۔ پھر جب آپ ﷺ رکوع کرتے تو سب لوگ آپ ﷺ کے ساتھ رکوع کرتے اور جب آپ سجدے کرتے تو پہلی رکعت میں جو لوگ کھڑے رہے تھے وہ آپ ﷺ کے ساتھ سجدے کرتے اور جن لوگوں نے پہلی دفعہ آپ ﷺ کے ساتھ سجدے کئے تھے، وہ اب کی بار کھڑے رہتے، جب آپ ﷺ اور ایک صف والے سجدوں کے بعد (تشہد کے لیے) بیٹھ جاتے تو کھڑے ہوئے لوگ اپنے سجدے کر کے بیٹھ جاتے، پھر رسول اللہ ﷺ سب لوگوں کو سلام میں جمع کر لیتے۔''

(۲۹۵۱) عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَبْدِ السَّلُوْلِيِّ قَالَ: كُنَّا مَعَ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ بِطَبَرِسْتَان وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: أَيُّكُمْ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ؟ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: أَنَا فَأْمُرْ أَصْحَابَكَ يَقُوْمُوْنَ طَائِفَتَيْنِ طَائِفَةٌ خَلْفَكَ وَطَائِفَةٌ بِإِزَاءِ الْعَدُوِّ فَتُكَبِّرُ وَيُكَبِّرُوْنَ جَمِيْعًا، ثُمَّ تَرْكَعُ فَيَرْكَعُوْنَ جَمِيْعًا، ثُمَّ تَرْفَعُ فَيَرْفَعُوْنَ جَمِيْعًا، ثُمَّ تَسْجُدُو وَيَسْجُدُ مَعَكَ الطَّائِفَةُ الَّتِي تَلِيْكَ، وَالطَّائِفَةُ الَّتِي بِإِزَاءِ الْعَدُوِّ قِيَامٌ بِإِزَاءِ اتعَدُوِّ، فَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُوْدِ يَسْجُدُوْنَ، ثُمَّ يَتَأَخَّرُ هٰؤُلَاءِ وَيَتَقَدَّمُ الْآخَرُوْنَ فَقَامُوْا فِي مَصَافِّهِمْ

''سلیم بن عبد سلولی کہتے ہیں: ہم سعید بن عاص کے ساتھ طبرستان کے علاقہ میں تھے، ان کے ہمراہ کچھ صحابہ بھی تھے۔ انہوں نے پوچھا: آپ میں سے کس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ خوف پڑھی ہے؟ سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے پڑھی ہے۔ آپ اس طرح کریں کہ لوگوں کو حکم دیں کہ وہ آپ کے پیچھے دو صفوں میں کھڑے ہو جائیں۔ ایک گروہ آپ کے پیچھے ہوگا اور دوسرا دشمن کے سامنے۔ آپ اللہ اکبر کہیں گے، سب لوگ بھی اللہ اکبر کہیں گے۔ آپ رکوع کریں گے، سب لوگ بھی آپ کے ساتھ رکوع کریں گے، آپ رکوع سے سر اٹھائیں گے، سب لوگ بھی رکوع سے سر اٹھائیں گے۔ لیکن جب آپ سجدہ کریں گے تو آپ کے ساتھ والی صف سجدے کرے گی اور دوسری صف والے دشمن کے سامنے کھڑے رہیں گے۔ جب آپ سجدے کر لیں گے، تو

(۲۹۵۱) تخريج: ......اسناده ضعيف، سليم بن عبد السلولي تفرد بالرواية عنه أبو اسحاق السبيعي أخرجه ابن خزيمة: ١٣٦٥، والبيهقي: ٣/ ٢٥٢ (انظر: ٢٣٤٥٤)

فَتَرْكَعُ فَيَرْكَعُوْنَ جَمِيْعًا، ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَسْجُدُ الطَّائِفَةُ الَّتِي تَلِيْكَ وَالطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى قَائِمَةٌ بِإِزَاءِ الْعَدُوِّ، فَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُوْدِ سَجَدُوْا ثُمَّ سَلَّمْتَ وَسَلَّمَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ، وَتَأْمُرُ أَصْحَابَكَ إِنْ هَاجَهُمْ هَيْجٌ مِنَ الْعَدُوِّ فَقَدْ حَلَّ لَهُمُ الْقِتَالُ وَالْكَلَامُ۔ (مسند احمد: ٢٣٨٤٧)

دوسری صف والے لوگ سجدے کریں گے، پھر پہلی صف والے پیچھے اور پچھلی صف والے آگے آ جائیں گے اور اسی طریقہ کے مطابق سب لوگ آپ کے ساتھ رکوع کریں گے، لیکن جب آپ سجدہ کریں گے تو پہلی صف والے لوگ آپ کے ساتھ سجدے کریں گے اور پچھلی صف والے کھڑے رہیں گے، جب آپ سجدے کر لیں گے تو دوسری صف والے لوگ سجدے کریں گے، اس کے بعد جب آپ سلام پھیریں گے تو سب لوگ آپ کے ساتھ سلام پھیریں گے۔ نیز آپ اپنے ساتھیوں کو بتلا دیں کہ اگر دشمن حملہ آور ہو جائے تو ان کے لیے (نماز کے دوران) قتال اور کلام جائز ہو جائے گا۔''

فوائد: ...... یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن اس سے ملتی جلتی نماز خوف کی ایک صورت صحیح مسلم (۸۴۰) کی سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بیان کی گئی ہے۔ اور یہ حدیث مسند احمد (۲۳۲۶۸، ۲۳۴۳۳) میں بھی صحیح سند کے ساتھ گزر چکی ہے، لیکن اس کا سیاق اس سے ذرا مختلف ہے۔

(٢٩٥٢) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ سِتَّ مِرَارٍ قَبْلَ صَلَاةِ الْخَوْفِ وَكَانَتْ صَلَاةُ الْخَوْفِ فِي السَّنَةِ السَّابِعَةِ۔ (مسند احمد: ١٤٨١٠)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازِ خوف سے پہلے چھ غزوے کئے تھے اور نماز خوف ہجرت کے ساتویں سال مشروع ہوئی۔''

فوائد: ...... چھ غزوات سے مراد وہ غزوے ہیں، جن میں لڑائی ہوئی تھی، وہ بالترتیب یہ ہیں: غزوۂ بدر، غزوۂ احد، غزوۂ خندق، غزوۂ قریظہ، غزوۂ مریسیع، غزوۂ خیبر۔ اس باب میں نمازِ خوف کی اس صورت کا ذکر ہے، جس کے مطابق دشمن، اسلامی فوج اور ان کے قبلہ کے درمیان ہوتا ہے۔

(٢٩٥٢) تخريج: ...... حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف لسوء حفظ ابن لهيعة (انظر: ١٤٧٥١)

2 ..... بَابُ نَوعٍ ثَانٍ

يَتَضَمَّنُ صَلَاةَ الْإِمَامِ بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً وَقَضَاءَ كُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً

نماز خوف کی دوسری صورت

امام ہر گروہ کو ایک ایک رکعت پڑھائے اور لوگ ایک ایک رکعت الگ الگ پڑھیں

(۲۹۵۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ ؓ) قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَقَامُوْا صَفَّيْنِ، فَقَامَ صَفٌّ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ وَصَفٌّ مُسْتَقْبِلُ الْعَدُوِّ، فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالصَّفِّ الَّذِي يَلُوْنَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ قَامُوْا فَذَهَبُوْا فَقَامُوْا مَقَامَ أُولٰئِكَ مُسْتَقْبِلِيْ الْعَدُوِّ، وَجَاءَ أُولٰئِكَ فَقَامُوْا مَقَامَهُمْ، فَصَلّٰى بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ قَامُوْا فَصَلَّوْا لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمُوْا، ثُمَّ ذَهَبُوْا فَقَامُوْا مَقَامَ أُولٰئِكَ مُسْتَقْبِلِيْ الْعَدُوِّ وَرَجَعَ أُولٰئِكَ إِلٰى مَقَامِهِمْ فَصَلَّوْا لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً، ثُمَّ سَلَّمُوْا۔ (مسند احمد: ۳۵۶۱)

''سیّدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز خوف پڑھائی، لوگ دو صفیں بنا کر کھڑے ہو گئے۔ ایک صف رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئی اور دوسری دشمن کے مدمقابل رہی، آپ ﷺ نے اپنے ساتھ والی صف کو ایک رکعت پڑھائی۔ اس کے بعد یہ لوگ دشمن کے سامنے چلے گئے اور دوسری صف والے ان کے مقام پر (آپ ﷺ کے پیچھے) آ گئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو بھی ایک رکعت پڑھائی۔ جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو اِن لوگوں نے اٹھ کر ایک ایک رکعت پڑھی اور پھر سلام پھیر کر میدان میں دشمن کے سامنے چلے گئے، وہ لوگ (جائے نماز کی طرف) لوٹے اور آ کر ایک ایک رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا۔''

(۲۹۵۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ وَالطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ، ثُمَّ انْصَرَفُوْا وَقَامُوْا فِي مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ مُقْبِلِيْنَ عَلَى الْعَدُوِّ، وَجَاءَ أُولٰئِكَ فَصَلّٰى بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَضٰى هٰؤُلَاءِ رَكْعَةً وَهٰؤُلَاءِ رَكْعَةً۔ (مسند احمد: ٦٣٥١)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک گروہ کو نماز خوف ایک رکعت پڑھائی اور دوسرا گروہ دشمن کے مدمقابل رہا، پہلا گروہ ایک رکعت پڑھ کر دشمن کے سامنے چلا گیا اور دوسرے گروہ نے آ کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی۔ جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو ان لوگوں نے اور اُن لوگوں نے ایک ایک رکعت ادا کر لی۔''

(۲۹۵۳) تخريج: ...... صحيح، وهذا اسناد منقطع، أبو عبيدة لم يسمع من أبيه عبد الله بن مسعود أخرجه أبو داود: ١٢٤٤، ١٢٤٥ (انظر: ٣٥٦١)

(۲۹۵٤) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ٩٤٢، ٤١٣٢، ٤١٣٣، ومسلم: ٨٣٩ (انظر: ٦٣٥١، ٦٣٧٨)

(۲۹۵۵) (وَعَنْـهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّهُ صَلَّاهَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فَكَبَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَفَّ وَرَاءَهُ طَائِفَةٌ مِنَّا، وَاَقْبَلَتْ طَائِفَةٌ عَلَى الْعَدُوِّ، فَرَكَعَ بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ، سَجَدَ مِثْلَ نِصْفِ صَلَاةِ الصُّبْحِ ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَاَقْبَلُوْا عَلَى الْعَدُوِّ فَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى فَصَفُّوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَفَعَلَ مِثْلَ ذَالِكَ، ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَامَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ فَصَلّٰى لِنَفْسِهِ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ٦٣٧٧)

''(دوسری سند) سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ خوف ادا کی۔ (اس کی تفصیل یہ تھی:) رسول اللہ ﷺ نے اللہ اکبر کہا، ہم میں سے ایک گروہ نے آپ ﷺ کے پیچھے صف بنا کر (نماز شروع کر دی) اور ایک گروہ دشمن پر متوجہ ہوا، رسول اللہ ﷺ نے ایک گروہ کو ایک رکوع اور دو سجدوں سمیت ایک رکعت پڑھائی، یہ رکعت نمازِ فجر کے نصف کے برابر تھی، پھر یہ لوگ پھر گئے اور دشمن کے سامنے جا کر کھڑے ہو گئے، پھر دوسرا گروہ آیا اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ صف بنائی، آپ ﷺ نے پہلے کی طرح ایک رکعت پڑھائی، پھر جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو دو گروہوں میں سے ہر بندہ کھڑا ہوا اور علیحدہ علیحدہ دو سجدوں سمیت ایک ایک رکعت ادا کر لی۔''

فوائد: ......اس روایت سے یہ تو معلوم ہو رہا ہے کہ یہ فجر کی نماز نہیں تھی اور صحیح بخاری کی روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ نمازِ عصر تھی۔

(۲۹۵٦) (وَعَنْـهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قِبَلَ نَجْدٍ، فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ٦٣٧٨)

''(تیسری سند) وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کی جانب ایک غزوہ میں شرکت کی، پس ہم دشمن کے سامنے آ گئے ......''

فوائد: ......ان احادیث سے نمازِ خوف کا یہ طریقہ ثابت ہوا کہ امام، لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرے، ایک گروہ امام کے ساتھ نماز پڑھے اور دوسرا دشمن کے سامنے کھڑا رہے، پہلی رکعت کے بعد دونوں گروہ ایک دوسرے کی جگہ پر آ جائیں، پھر جب امام سلام پھیرے تو یہ ایک ایک رکعت ادا کر لیں۔ یہ کیفیت اس وقت ہو گی، جب دشمن قبلہ کی سمت میں نہیں ہو گا۔

(۲۹۵۵) تخریج: ......انظر الحدیث بالطریق الأول

(۲۹۵٦) تخریج: ......انظر الحدیث بالطریق الأول

3 ..... بَابُ نَوْعٍ ثَالِثٍ
يَتَضَمَّنُ اِقْتِصَارَ كُلِّ طَائِفَةٍ عَلٰى رَكْعَةٍ مَعَ الْإِمَامِ بِدُوْنِ قَضَاءِ الثَّانِيَةِ
نمازِ خوف کی تیسری صورت
ہر گروہ کا امام کے ساتھ والی ایک رکعت پر ہی اکتفا کرنا اور دوسری کی قضائی نہ دینا

(۲۹۵۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ بِذِي قَرَدٍ، أَرْضٍ مِنْ أَرْضِ بَنِي سُلَيْمٍ، فَصَفَّ النَّاسُ خَلْفَهُ صَفَّيْنِ صَفٌّ مُوَازِي الْعَدُوِّ، فَصَلّٰى بِالصَّفِّ الَّذِي يَلِيْهِ رَكْعَةً ثُمَّ نَكَصَ هٰؤُلَاءِ إِلٰى مَصَافِّ هٰؤُلَاءِ، وَهٰؤُلَاءِ إِلٰى مَصَافِّ هٰؤُلَاءِ، فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً أُخْرٰى (زَادَ فِي رِوَايَةٍ) فَكَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَيْنِ وَلِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً۔ (مسند احمد: ۲۱۹۲۸)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے بنوسلیم کے ایک علاقہ ''ذی قرد'' میں نمازِ خوف ادا کی، لوگوں نے آپ ﷺ کی اقتداء میں دو صفیں بنا ئیں، ایک صف دشمن کے سامنے رہی اور ایک آپ ﷺ کے پیچھے کھڑی ہوگئی، جو صف آپ ﷺ کے ساتھ تھی، آپ ﷺ نے اس کو ایک رکعت پڑھائی، پھر یہ لوگ دوسروں کی جگہ پر چلے گئے اور وہ اِن کی جگہ پر آ گئے اور آپ ﷺ نے (بقیہ) ایک رکعت ان کو پڑھائی۔ ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ کی دو اور ہر گروہ کی ایک ایک رکعت ہوئی۔''

فوائد: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دونوں گروہوں نے ایک ایک رکعت پر ہی اکتفا کیا تھا، جبکہ آپ ﷺ نے دو رکعتیں ادا کی تھیں، سنن نسائی کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: ثُمَّ انْصَرَفَ هٰؤُلَاءِ إِلٰى مَكَانِ هٰؤُلَاءِ وَجَاءَ أُولٰئِكَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً وَلَمْ يَقْضُوْا۔ یعنی: پھر یہ گروہ دوسرے گروہ کی جگہ پر چلا گیا اور وہ اِدھر آ گئے، آپ ﷺ نے ان کو ایک رکعت پڑھائی اور لوگوں نے (دوسری رکعت کی) قضائی نہیں دی۔ یہ مسئلہ درج ذیل حدیث، جو نمازِ خوف والے ابواب کے شروع میں گزر چکی ہے، سے بھی ثابت ہوتا ہے: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَرَضَ الصَّلَاةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ عَلَى الْمُقِيْمِ أَرْبَعًا وَعَلَى الْمُسَافِرِ رَكْعَتَيْنِ وَعَلَى الْخَائِفِ رَكْعَةً۔ (مسلم: ۶۸۷) سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی زبان پر مقیم آدمی پر چار، مسافر پر دو اور خوف والے پر ایک رکعت فرض کی ہے۔

(۲۹۵۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى بِهِمْ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَقَامَ صَفٌّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَصَفٌّ

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں نمازِ خوف پڑھائی، (اس کی کیفیت یہ تھی کہ) ایک صف آپ ﷺ کے آگے کھڑی ہوگئی اور ایک آپ ﷺ

(۲۹۵۷) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط مسلم أخرجه النسائي: ۳/ ۱۶۹ (انظر: ۲۰۶۳، ۲۱۵۹۲)
(۲۹۵۸) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط مسلم أخرجه النسائي: ۳/ ۱۷٤ (انظر: ۱٤۱۸۰)

خَلْفَهُ، فَصَلّٰى بِالَّذِي خَلْفَهُ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ تَقَدَّمَ هٰؤُلَاءِ حَتّٰى قَامُوْا فِي مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ وَجَاءَ أُولٰئِكَ حَتّٰى قَامُوْا مَقَامَ هٰؤُلَاءِ، فَصَلّٰى بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَكَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَانِ وَلَهُمْ رَكْعَةٌ۔ (مسند احمد: ۱۴۲۲۹)

کے پیچھے، پس آپ ﷺ نے پیچھے والوں کو دو سجدوں سمیت ایک رکعت پڑھائی، پھر وہ آگے بڑھے اور دوسرے گروہ کی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور وہ آئے اور اِن کی جگہ پر (آپ ﷺ کے پیچھے) کھڑے ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو دو سجدوں سمیت ایک رکعت پڑھائی اور پھر سلام پھیر دیا، پس آپ ﷺ کی دو رکعتیں تھیں اور ان کی ایک ایک۔''

(۲۹۵۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَزَلَ بَيْنَ ضَجْنَانَ وَعُسْفَانَ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ: إِنَّ لَهُمْ صَلَاةً هِيَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَبْنَائِهِمْ وَهِيَ الْعَصْرُ، فَأَجْمِعُوْا أَمْرَكُمْ فَمِيْلُوْا عَلَيْهِمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً، وَأَنَّ جِبْرِيْلَ علیہ السلام أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهُ أَنْ يَقْسِمَ أَصْحَابَهُ شَطْرَيْنِ فَيُصَلِّيَ بِبَعْضِهِمْ، وَتَقُوْمُ الطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى وَرَاءَهُمْ، وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ، ثُمَّ تَأْتِي الْأُخْرَى فَيُصَلُّوْنَ مَعَهُ وَيَأْخُذُ هٰؤُلَاءِ حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ لِتَكُوْنَ لَهُمْ رَكْعَةٌ رَكْعَةٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَانِ۔ (مسند احمد: ۱۰۷۷۵)

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ضجنان اور عسفان کے درمیان پڑاؤ ڈالا۔ مشرکین نے کہا: مسلمانوں کو عصر کی نماز اپنے آباء و اجداد اور اولاد سے بھی بڑھ کر محبوب ہے۔ تیاری مکمل کر لو، ان پر یکدم حملہ کرنا ہے۔ اُدھر جبریل علیہ السلام نے آ کر آپ ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اپنے صحابہ کر دو گروہوں میں تقسیم کر دیں، ایک گروہ کو نماز پڑھائیں اور دوسرا گروہ ان کے پیچھے اپنی بچاؤ کی چیزیں اور اسلحہ پکڑ کر کھڑا ہو جائے، پھر وہ دوسرا گروہ آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھے اور یہ گروہ اپنی بچاؤ کی چیزیں اور اسلحہ پکڑ لے، اس طرح لوگوں کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک ایک رکعت ہو جائے گی اور آپ ﷺ کی دو رکعتیں ہو جائیں گی۔''

فائدہ: ......ممکن ہے کہ اس حدیث میں وہی واقعہ بیان کیا گیا ہے جو سیّدنا ابو عیاش زرقی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بیان ہو چکا ہے، اگر یہ تسلیم کیا جائے تو پھر مقتدیوں کی بھی دو دو رکعتیں ہوں گی۔ بہر حال دوسری احادیث سے صرف ایک رکعت کا ثبوت بھی فراہم ہو چکا ہے۔

(۲۹۶۰) عَنْ مُخْمِلِ بْنِ دَمَاثٍ قَالَ: غَزَوْتَ

''مُخمِل بن دماث کہتے ہیں: میں سعید بن عاص کے ساتھ ایک

(۲۹۵۹) تخريج: ......اسناده جيّد أخرجه الترمذي: ۳۰۳۵، والنسائي: ۳/ ۱۷۴ (انظر: ۱۰۷۶۵)

(۲۹۶۰) تخريج: ......حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف، مُخمِل بن دماث تفرد بالرواية عنه عطية بن الحارث، ولم يؤثر توثيقه عن غير ابن حبان، فهو مجهول الحال۔ أخرجه أبوداود مختصرا: ۱۲۴۶، والنسائي: ۳/ ۱۶۷، ۱۶۸ (انظر: ۲۳۲۶۸، ۲۳۳۵۲)

مَعَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: سَأَلَ النَّاسَ: مَنْ شَهِدَ مِنْكُمْ صَلَاةَ الْخَوْفِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ حُذَيْفَةُ (ابْنُ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ): أَنَا، صَلّٰى بِطَائِفَةٍ مِنَ الْقَوْمِ رَكْعَةً وَطَائِفَةٌ مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ، ثُمَّ ذَهَبَ هٰؤُلَاءِ فَقَامُوْا مَقَامَ أَصْحَابِهِمْ مُوَاجِهُوْا الْعَدُوِّ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى فَصَلّٰى بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ، فَكَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَانِ وَلِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةٌ۔ (مسند احمد: ٢٣٧٤٢)

لڑائی میں شریک تھا، انہوں نے لوگوں سے پوچھا: کیا تم میں سے کسی نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ خوف ادا کی ہے؟ سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے پڑھی ہے، آپ ﷺ نے ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائی اور دوسرا گروہ دشمن کے بالمقابل کھڑا رہا۔ یہ لوگ (ایک رکعت پڑھ کر) دشمن کے بالمقابل اپنے ساتھیوں کی جگہ پر جا کر کھڑے ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک رکعت پڑھائی اور پھر سلام پھیر دیا، تو رسول اللہ ﷺ کی دو رکعتیں ہوئیں اور ہر گروہ کی ایک ایک۔''

فوائد: ......ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نمازِ خوف ایک رکعت بھی ادا کی جا سکتی ہے، چونکہ کئی موقعوں پر آپ ﷺ نے اپنے مقتدیوں کو دو دو رکعتیں بھی پڑھائیں، اس لیے یہ تأویل کرنا بہتر ہے کہ جب شدتِ خوف ہو اور دشمن کی طرف سے کسی حملے کا واقعی خطرہ ہو تو امام لوگوں کو ایک ایک رکعت پڑھا دے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

4 ..... بَابُ نَوْعٍ رَابِعٍ

يَتَضَمَّنُ صَلَاةَ الْإِمَامِ بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً وَانْتِظَارَهُ لِقَضَاءِ كُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً

نمازِ خوف کی چوتھی صورت

امام ہر گروہ کو ایک ایک رکعت پڑھا کر اس قدر انتظار کرے کہ وہ لوگ دوسری رکعت خود پڑھ لیں

(٢٩٦١) عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتِ بْنِ جُبَيْرٍ عَمَّنْ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلَاةَ الْخَوْفِ أَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ وِجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِالَّتِي مَعَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَصَفُّوْا وِجَاهَ الْعَدُوِّ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى فَصَلّٰى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ مِنْ صَلَاتِهِ، ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَأَتَمُّوْا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ، قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا أَحَبُّ

''صالح بن خوات ایسے صحابی سے بیان کرتے ہیں، جس نے ذات الرقاع والے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ خوف پڑھی تھی، اس نے بیان کیا کہ ایک گروہ نے آپ ﷺ کے ساتھ صف بنالی اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے رہا۔ جو لوگ آپ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے انہیں ایک رکعت پڑھائی، اس کے بعد آپ ﷺ اس قدر کھڑے رہے کہ ان لوگوں نے خود دوسری رکعت ادا کر لی اور پھر چلے گئے اور دشمن کے سامنے صف بستہ ہو گئے، دوسرا گروہ آیا اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کی باقی ماندہ رکعت

(٢٩٦١) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٤١٢٩، ومسلم: ٨٤٢ (انظر: ٢٣١٣٦)

مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ۔ (مسند احمد: ٢٣٥٢٤)

پڑھی، پھر آپ اتنی دیر بیٹھے رہے، کہ یہ لوگ دوسری رکعت ادا کر کے (تشہد میں بیٹھ گئے) پھر آپ ﷺ نے سلام پھیرا۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: نمازِ خوف کے بارے جو کچھ میں نے سنا ہے اس میں سے صورت مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔''

فوائد: ......واقعی یہ بڑی دلچسپ صورت ہے، جو ہمارے اسلام کے موقع شناس ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ پہلا گروہ دوسری رکعت ادا کرنے کے بعد تشہد اور سلام سے فارغ ہو کر جائے گا، جیسا کہ ابو داود کی روایت کے الفاظ ہیں: وَأَتَمُّوْا لِأَنْفُسِهِمُ الرَّكْعَةَ الْبَاقِيَةَ ثُمَّ سَلَّمُوْا وَانْصَرَفُوْا وَالْإِمَامُ قَائِمٌ۔ یعنی: اور انھوں نے دوسری رکعت پڑھی، سلام پھیرا اور پھر چلے گئے، جبکہ امام (نبی کریم ﷺ) کھڑے رہے۔ دوسرا گروہ امام کے ساتھ سلام پھیرے گا اور امام ان کے سلام کا انتظار کرے گا، جیسا کہ اگلی حدیث کے ایک طریق سے معلوم ہوتا ہے۔ اس حدیث سے یہ استدلال کرنا بھی درست ہے کہ جب مختلف منزلوں پر مشتمل مسجد میں خواتین و حضرات نماز ادا کر رہے ہوتے ہیں اور سپیکر کے بند ہو جانے کی وجہ سے مقتدیوں کا امام کے ساتھ رابطہ بالکل منقطع ہو جاتا ہے تو ایسی صورت میں ایسے مقتدیوں کو چاہیے کہ وہ امام کی اقتدا سے نکل کر نماز کا بقیہ حصہ خود ادا کر لیں، جیسا کہ اِس صورت میں صحابۂ کرام نے دوسری رکعت میں کیا۔

(٢٩٦٢) عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ رضی اللہ عنہ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: يَقُوْمُ الْإِمَامُ وَصَفٌّ خَلْفَهُ، وَصَفٌّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّي خَلْفَهُ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ يَقُوْمُ قَائِمًا حَتّٰى يُصَلُّوْا رَكْعَةً أُخْرٰى (وَفِي رِوَايَةٍ) ثُمَّ يَقْعُدُ مَكَانَهُ حَتّٰى يَقْضُوا رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ، بَدَلَ قَوْلِهِ ثُمَّ يَقُوْمُ قَائِمًا) ثُمَّ يَتَقَدَّمُوْنَ إِلٰى مَكَانِ أَصْحَابِهِمْ، ثُمَّ يَجِيْءُ أُولٰئِكَ فَيَقُوْمُوْنَ مَقَامَ هٰؤُلَاءِ فَيُصَلِّي بِهِمْ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَقْعُدُ حَتّٰى يَقْضُوْا رَكْعَةً أُخْرٰى، ثُمَّ يُسَلِّمُ عَلَيْهِمْ۔ (مسند احمد: ١٥٨٠١)

''سیدنا سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں: امام نماز کے لیے کھڑا ہو جائے گا اور ایک صف اس کے پیچھے اور ایک صف اس کے آگے (یعنی دشمن کے سامنے) کھڑی ہو جائے گی۔ امام اپنے پیچھے والے لوگوں کو دو سجدوں سمیت ایک رکعت پڑھائے گا، اس کے بعد وہ کھڑا رہے گا، یہاں تک کہ یہ لوگ از خود دوسری رکعت پڑھ لیں۔ ایک روایت میں ہے: پھر امام اپنی جگہ پر بیٹھ جائے یہاں تک کہ وہ دوسری رکعت اور دو سجدے پورے کر کے اپنے ساتھیوں کے مقام پر چلے جائیں اور وہ آ کر (امام کے پیچھے) پہلے والوں کی جگہ پر کھڑے ہو جائیں، پس وہ ان کو دو سجدوں سمیت ایک رکعت پڑھائے اور پھر بیٹھ جائے گا، یہاں تک کہ وہ دوسری رکعت از خود ادا کر لیں، پھر امام ان پر سلام پھیر دے۔''

(٢٩٦٢) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٤١٣١، ومسلم: ٨٤١ (انظر: ١٥٧١٠)

فوائد: ......ایک روایت میں ہے کہ امام کھڑے ہو کر انتظار کرے اور دوسری میں ہے کہ بیٹھ کر انتظار کرے، ان میں جمع وتطبیق کی یہ صورت ہے کہ جب تک پہلا گروہ دوسری رکعت ادا کرتا رہے، امام بیٹھا رہے اور جب وہ چلا جائے تو امام کھڑے ہو کر دوسرے گروہ کے آنے کا انتظار کرے۔

5 ..... بَابُ نَوْعٍ خَامِسٍ
يَتَضَمَّنُ صَلَاةَ الْإِمَامِ بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ بِسَلَامٍ
نمازِ خوف کی پانچویں صورت
امام ہر گروہ کو (الگ الگ) ایک سلام کے ساتھ دو دو رکعتیں پڑھائے

(٢٩٦٣) عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَصَلّٰى بِبَعْضِ أَصْحَابِهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَتَأَخَّرُوْا، وَجَاءَ آخَرُوْنَ فَكَانُوْا فِي مَكَانِهِمْ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَصَارَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ وَلِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ رَكْعَتَانِ۔ (مسند احمد: ٢٠٧٧١)

''سیّدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نمازِ خوف پڑھائی، آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی اور سلام پھیر دیا، یہ لوگ چلے گئے اور دوسرے آ کر ان کے مقام پر کھڑے ہو گئے، پھر آپ ﷺ نے ان کو دو رکعت نماز پڑھائی اور سلام پھیر دیا، پس آپ ﷺ کی چار رکعات ہو گئیں اور لوگوں کی دو دو۔''

فوائد: ......آپ ﷺ کی چار رکعات میں فرض نماز تو دو رکعت ہی تھی، اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جب امام نفل پڑھ رہا ہو تو اس کی اقتدا میں فرض پڑھے جا سکتے ہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ جب دوسرے گروہ کو امامت کروا رہے تھے تو وہ آپ ﷺ کی نفلی نماز تھی۔

(٢٩٦٤) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَاتَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مُحَارِبَ خَصَفَةَ بِنَخْلٍ، فَرَأَوْا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ غِرَّةً، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ غَوْرَثُ بْنُ الْحَارِثِ حَتّٰى قَامَ عَلٰى رَأْسِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ بِالسَّيْفِ، فَقَالَ: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي، قَالَ: ((اَللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ.)) فَسَقَطَ السَّيْفُ مِنْ يَدِهِ

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ وادی نخل میں محارب خصفہ کے لوگوں سے لڑائی کے لیے تشریف لے گئے۔ جب ان لوگوں نے مسلمانوں میں غفلت کا مشاہدہ کیا تو ایک دشمن غورث بن حارث موقعہ پا کر رسول اللہ ﷺ کے سر پر تلوار لیے آ پہنچا اور بولا: آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ۔'' اتنے میں تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی، اب کی بار رسول اللہ ﷺ نے تلوار اٹھا لی اور

(٢٩٦٣) تخريج: ......صحيح لغيره۔ أخرجه أبوداود: ١٢٤٨، والنسائي: ٣/ ١٧٨ (انظر: ٢٠٤٠٨، ٢٠٤٩٧)
(٢٩٦٤) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٨٤٣ (انظر: ١٤٩٢٨، ١٤٩٢٩)

فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّيْ؟)) قَالَ: كُنْ كَخَيْرِ آخِذٍ، قَالَ: ((أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ؟)) قَالَ: لَا، وَلٰكِنِّي أُعَاهِدُكَ أَنْ لَا أُقَاتِلَكَ وَلَا أَكُوْنَ مَعَ قَوْمٍ يُقَاتِلُوْنَكَ، فَخَلّٰى سَبِيْلَهُ، قَالَ: فَذَهَبَ إِلٰى أَصْحَابِهِ، قَالَ: قَدْ جِئْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ خَيْرِ النَّاسِ، فَلَمَّا كَانَ الظُّهْرُ أَوْ الْعَصْرُ صَلّٰى بِهِمْ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَكَانَ النَّاسُ طَائِفَتَيْنِ، طَائِفَةٌ بِإِزَاءِ عَدُوِّهِمْ وَطَائِفَةٌ صَلَّوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى بِالطَّائِفَةِ الَّذِيْنَ كَانُوْا مَعَهُ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَكَانُوْا مَكَانَ أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِإِزَاءِ عَدُوِّهِمْ وَجَاءَ أُولٰئِكَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ، فَكَانَ لِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ رَكْعَتَانِ، وَلِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَرْبَعُ رَكْعَاتٍ۔ (مسند احمد: ١٤٩٩١)

فرمایا: ''اب تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟'' وہ بولا: آپ اس تلوار کو پکڑنے والے بہترین آدمی بن جائیں (یعنی مجھ پر احسان کریں)۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ البتہ میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ نہ میں آپ کے مقابلے میں آؤں گا اور نہ آپ کے ساتھ لڑنے والوں کا ساتھ دوں گا۔ آپ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس گیا اور جا کر کہا: میں بہترین آدمی کے پاس سے آیا ہوں۔ پھر جب ظہر یا عصر کا وقت ہوا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو نمازِ خوف پڑھائی۔ لوگ دو گروہوں میں بٹ گئے، ایک گروہ دشمن کے مقابلے میں رہا اور دوسرا گروہ آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے لگا۔ آپ ﷺ نے اس گروہ کو دو رکعت نماز پڑھائی، پھر یہ لوگ چلے گئے اور دوسرے گروہ کی جگہ پر یعنی دشمن کے بالمقابل کھڑے ہو گئے اور وہ لوگ نماز کے لیے آ گئے، آپ ﷺ نے ان کو بھی دو رکعتیں پڑھائیں۔ اس طرح لوگوں کی دو دو رکعتیں ہوئیں اور آپ ﷺ کی چار۔''

(٢٩٦٥)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرِّقَاعِ قَالَ كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا عَلٰى شَجَرَةٍ ظَلِيْلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، وَسَيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُعَلَّقٌ بِشَجَرَةٍ فَأَخَذَ سَيْفَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَرَطَهُ، ثُمَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: أَتَخَافُنِي؟ قَالَ: ((لَا.)) قَالَ: فَمَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قَالَ: ((اَللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَمْنَعُنِي مِنْكَ))

''(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے، یہاں تک کہ ذات الرقاع مقام تک پہنچ گئے، جب ہم کسی سایہ دار درخت کے پاس آتے تو اسے رسول اللہ ﷺ کے لیے چھوڑ دیتے۔ تو ایک مشرک آیا، جبکہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار درخت کے ساتھ لٹک رہی تھی، اس نے یہ تلوار پکڑی اور اسے سونت کر کہا: کیا آپ مجھ سے ڈرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' وہ بولا: تو پھر اب آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ صحابۂ کرام اس کو جھڑکنے لگے، پس اس نے تلوار میان میں ڈالی اور اسے لٹکا دیا، اتنے میں نماز کے لیے اذان دے دی گئی،

(٢٩٦٥) تخريج: ...... انظر الحديث بالطريق الأول

فَتَهَدَّدَهُ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَغْمَدَ السَّيْفَ وَعَلَّقَهُ، فَنُوْدِيَ بِالصَّلَاةِ، فَصَلّٰى بِطَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ وَتَأَخَّرُوْا وَصَلّٰى بِالطَّائِفَةِ الْأُخْرٰى رَكْعَتَيْنِ فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ وَلِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ۔ (مسند احمد: ١٤٩٩٠)

آپ ﷺ نے ایک گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں، پھر وہ لوگ چلے گئے، پھر آپ ﷺ نے دوسرے گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں اس طرح رسول اللہ ﷺ کی چار رکعات ہو گئیں اور لوگوں کی دو دو۔"

فوائد: ......امام نووی کہتے ہیں کہ طحاوی نے نمازِ خوف کی اس صورت کے منسوخ ہونے کا دعویٰ کیا ہے، مگر ان کا یہ دعویٰ ناقابلِ قبول ہے کیونکہ اس کے نسخ کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ محارب، خصفہ کا بیٹا تھا اور خصفہ بن قیس کی چوتھی پشت پر مضر کا نام آتا تھا، قیس کی اولاد کے محاربی لوگ اسی محارب کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ یہ لڑائی غزوۂ ذات الرقاع کے موقع پر ہوئی۔ اس واقعہ سے آپ کے حسنِ اخلاق کا بھی چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے جانی دشمن کو اس قدر فراخ دلی کے ساتھ معاف کر دیا اور اس سے انتقام نہ لیا۔

اس واقعہ سے رسول اللہ ﷺ کے اللہ تعالیٰ پر بے پناہ اعتماد، توکل کا بھی پتہ چلتا ہے اور پھر اللہ کی مدد، بھی آپ کے فوراً شاملِ حال ہوگئی اور تلوار کافر کے ہاتھ سے گر گئی۔ (عبداللہ رفیق)

6 ..... بَابُ نَوْعٍ سَادِسٍ
يَتَضَمَّنُ اِشْتِرَاكَ الطَّائِفَتَيْنِ مَعَ الْإِمَامِ فِي الْقِيَامِ وَالسَّلَامِ
نمازِ خوف کی چھٹی صورت
دونوں گروہوں کا قیام اور سلام میں امام کے ساتھ شریک ہونا

(٢٩٦٦) عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ هَلْ صَلَّيْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ؟ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: نَعَمْ، فَقَالَ: مَتٰى؟ قَالَ: عَامَ غَزْوَةِ نَجْدٍ، قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقَامَتْ مَعَهُ طَائِفَةٌ وَطَائِفَةٌ أُخْرٰى مُقَابِلَةَ الْعَدُوِّ ظُهُوْرُهُمْ إِلَى الْقِبْلَةِ، فَكَبَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

"مروان بن حکم نے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ خوف پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، اس نے پوچھا: کب؟ انھوں نے کہا: غزوہ نجد کے موقع پر، رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز کے لیے کھڑے ہوئے، ایک گروہ آپ ﷺ کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے، اِس گروہ کی پشت قبلہ کی جانب تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی تو سب لوگوں نے آپ

(٢٩٦٦) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه أبوداود: ١٢٤٠، والنسائي: ٣/ ١٧٣ (انظر: ٨٢٦٠)

وَكَبَّرُوْا جَمِيْعًا، اَلَّذِيْنَ مَعَهُ وَالَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ الْعَدُوَّ، ثُمَّ رَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَةً وَاحِدَةً ثُمَّ رَكَعَتْ مَعَهُ الطَّائِفَةُ الَّتِي تَلِيْهِ، ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي تَلِيْهِ وَالْآخَرُوْنَ قِيَامٌ مُقَابِلَةَ الْعَدُوِّ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَامَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي مَعَهُ إِلَى الْعَدُوِّ فَذَهَبُوْا إِلَى الْعَدُوِّ فَقَابَلُوْهُمْ، وَأَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي كَانَتْ مُقَابِلَةَ الْعَدُوِّ فَرَكَعُوْا وَسَجَدُوْا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ كَمَا هُوَ، ثُمَّ قَامُوْا فَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَةً أُخْرَى رَكَعُوْا مَعَهُ وَسَجَدُوْا مَعَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي كَانَتْ تُقَابِلُ الْعَدُوَّ فَرَكَعُوْا وَسَجَدُوْا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَاعِدٌ وَمَنْ تَبِعَهُ، ثُمَّ كَانَ التَّسْلِيْمُ، فَسَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسَلَّمُوْا جَمِيْعًا كَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَانِ وَلِكُلِّ رَجُلٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَتَانِ رَكْعَتَانِ۔ (مسند احمد: ٨٢٤٣)

کے ساتھ تکبیر کہی۔ لیکن جب آپ ﷺ نے رکوع کیا تو آپ ﷺ کے ساتھ والی صف نے آپ ﷺ کے ساتھ رکوع کیا، جب آپ ﷺ نے سجدے کئے تو انہی لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ سجدے کئے۔ اس دوران دوسرا گروہ دشمن کے بالمقابل کھڑا رہا۔ پھر آپ ﷺ سجدوں کے بعد (دوسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوئے تو یہ لوگ سجدوں سے اٹھ کر دشمن کے سامنے چلے گے اور وہ گروہ اِس گروہ کی جگہ پر (آپ ﷺ کے پیچھے) آ گیا، اِن لوگوں نے آ کر (پہلی رکعت کے) رکوع اور سجدے کیے، جبکہ رسول اللہ ﷺ کھڑے رہے، پھر یہ لوگ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے دوسری رکعت ادا کی اور ان لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ رکوع اور سجدے کیے، پھر دشمن کے سامنے کھڑے ہونے والا گروہ آیا اور (دوسری رکعت) کے رکوع و سجود ادا کیے، جبکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ والے نمازی بیٹھے رہے، پھر سلام تھا، آپ ﷺ نے سلام پھیرا اور ان سب لوگوں نے بھی سلام پھیرا، اس طرح رسول اللہ ﷺ کی بھی دو رکعتیں تھیں اور دونوں گروہوں میں سے ہر آدمی کی بھی دو دو رکعتیں تھیں۔''

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجبوری میں قبلہ رخ ہونا ضروری نہیں ہے، کیونکہ پہلی رکعت کے قیام میں ایک گروہ کی اور دوسری رکعت کے قیام میں دوسرے گروہ کی پشت قبلہ کی طرف تھی۔ کاش ان صورتوں سے بے نمازی لوگوں کو بھی شرم وحیا آ جاتا۔ غزوۂ نجد، غزوۂ ذات الرقاع ہی ہے، کیونکہ یہ نجد کی زمین میں تھا۔

7 ..... بَابُ نَوْعٍ سَابِعٍ

يَتَضَمَّنُ اِشْتِرَاكَ طَائِفَةٍ مَعَ الْإِمَامِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى مِنْ قِيَامِهَا لِغَايَةِ أُوْلٰى سَجْدَتَيْهَا، وَاِشْتِرَاكِ الطَّائِفَةِ الْأُخْرٰى مَعَهُ فِي السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ مِنْهَا، وَاشْتَرَاكَ الطَّائِفَتَيْنِ جَمِيْعًا مَعَهُ

نمازِ خوف کی ساتویں صورت

ایک گروہ کا پہلی رکعت میں قیام سے لے کر پہلے سجدے تک امام کے ساتھ شریک ہونا اور دوسرے گروہ کا اُسی رکعت کے دوسرے سجدے میں شریک ہونا، پھر ''دوسری رکعت'' میں سب کا امام کے ساتھ شرکت کرنا

(۲۹۶۷) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ صَلَاةَ الْخَوْفِ بِذَاتِ الرِّقَاعِ مِنْ نَخْلٍ، قَالَتْ: فَصَدَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّاسَ صِدْعَيْنِ، فَصَفَّتْ طَائِفَةٌ وَرَاءَهُ وَقَامَتْ طَائِفَةٌ تِجَاهَ الْعَدُوِّ، قَالَتْ: فَكَبَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَبَّرَتِ الطَّائِفَةُ الَّذِيْنَ صَفُّوا خَلْفَهُ، ثُمَّ رَكَعَ وَرَكَعُوْا، ثُمَّ سَجَدَ فَسَجَدُوْا، ثُمَّ رَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَأْسَهُ فَرَفَعُوْا مَعَهُ ثُمَّ مَكَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا وَسَجَدُوْا لِأَنْفُسِهِمُ السَّجْدَةَ الثَّانِيَةَ، ثُمَّ قَامُوْا فَنَكَصُوْا عَلٰى أَعْقَابِهِمْ يَمْشُوْنَ الْقَهْقَرٰى، حَتّٰى قَامُوْا مِنْ وَرَائِهِمْ، قَالَتْ: فَاَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى فَصَفُّوا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَبَّرُوْا، ثُمَّ رَكَعُوْا لِأَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ سَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَجْدَتَهُ الثَّانِيَةَ، فَسَجَدُوْا مَعَهُ، ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي رَكْعَتِهِ وَسَجَدُوا هُمْ لِأَنْفُسِهِمُ السَّجْدَةَ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وادیٔ نخل میں ذات الرقاع کے مقام پر نمازِ خوف پڑھائی، آپ ﷺ نے لوگوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک گروہ نے آپ ﷺ کے پیچھے صف بنائی اور ایک گروہ دشمن کے بالمقابل کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے نماز کے لیے تکبیر کہی اور آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہونے والوں نے بھی اللہ اکبر کہا، آپ ﷺ اور اِن نمازیوں نے مل کر رکوع اور ایک سجدہ کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا، لوگوں نے بھی سر اٹھائے، پھر آپ ﷺ بیٹھ گئے اور انھوں نے دوسرا سجدہ از خود کیا، پھر کھڑے ہو گئے اور پچھلے پاؤں پیچھے ہٹنا شروع ہو گئے، یہاں تک ان کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ اب دوسرا گروہ آ گیا، انہوں نے آ کر آپ ﷺ کے پیچھے صف بنائی، اللہ اکبر کہا اور از خود رکوع کر لیا۔ پھر آپ ﷺ نے دوسرا سجدہ کیا، اِن لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا، سجدہ کے بعد آپ ﷺ اپنی دوسری رکعت کے لیے اٹھے اور ان لوگوں نے دوسرا سجدہ خود کر لیا۔ اس کے بعد دونوں گروہ آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے، آپ ﷺ نے رکوع کیا تو سب نے رکوع کیا۔ آپ ﷺ نے سجدے کئے تو سب لوگوں نے سجدے

(۲۹۶۷) تخريج: ......اسناده حسن أخرجه أبوداود: ۱۲٤۲ (انظر: ۲٦۳٥٤)

الثَّانِيَةَ، ثُمَّ قَامَتِ الطَّائِفَتَانِ جَمِيْعًا فَصَفُّوْا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَكَعَ بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرَكَعُوْا جَمِيْعًا، ثُمَّ سَجَدَ فَسَجَدُوْا جَمِيْعًا، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَرَفَعُوْا مَعَهُ، كُلُّ ذَالِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَرِيْعًا جِدًّا، لَا يَأْلُوْا أَنْ يُخَفِّفَ مَا اسْتَطَاعَ، ثُمَّ سَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمُوْا، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ شَرِكَهُ النَّاسُ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا۔ (مسند احمد: ٢٦٨٨٦)

کئے۔ آپ ﷺ سجدوں سے اٹھے تو سب لوگ سجدوں سے اٹھے۔ آپ ﷺ نے یہ سارے اعمال بہت جلدی سے سر انجام دیئے۔ جس قدر تخفیف ممکن تھی، آپ ﷺ نے اتنی تخفیف کی، پھر آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو سب لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ سلام پھیرا۔ آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو سب لوگ آپ ﷺ کے ساتھ نماز میں شرکت کی سعادت حاصل کر چکے تھے۔"

فوائد: ......اس موقع پر پہرے کی جو ضرورت پہلی رکعت میں تھی، وہ دوسری رکعت میں نہیں تھی۔

8 ..... بَابُ الصَّلَاةِ فِيْ شِدَّةِ الْخَوْفِ وَمَا يُبَاحُ فِيْهَا مِنْ كَلَامٍ وَإِيْمَاءٍ وَغَيْرِهٖ

شدتِ خوف میں نماز کا طریقہ اور اس میں کلام اور اشاروں وغیرہ کا جائز ہونا

(٢٩٦٨) عَنِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ عَنْ أَبِيْهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: دَعَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّهُ بَلَغَنِيْ أَنَّ خَالِدَ بْنَ سُفْيَانَ بْنِ نُبَيْحٍ يَجْمَعُ لِيَ النَّاسَ لِيَغْزُوْنِيْ وَهُوَ بِعُرَنَةَ، فَأْتِهِ فَاقْتُلْهُ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنْعَتْهُ لِيْ حَتّٰى أَعْرِفَهُ، قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتَهُ وَجَدْتَ لَهُ قُشَعْرِيْرَةً.)) قَالَ: فَخَرَجْتُ مُتَوَشِّحًا بِسَيْفِيْ حَتّٰى وَقَعْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ بِعُرَنَةَ مَعَ ظُعُنٍ يَرْتَادُ لَهُنَّ مَنْزِلًا، وَحِيْنَ كَانَ وَقْتُ الْعَصْرِ، فَلَمَّا رَأَيْتُهُ وَجَدْتُ مَا وَصَفَ لِيْ

''سیدنا عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلا کر فرمایا: ''مجھے یہ خبر ملی ہے کہ خالد بن سفیان بن نبیح میرے مقابلہ کے لیے لوگوں کو جمع کر رہا ہے اور وہ اس وقت ''عُرَنَہ'' مقام میں ہے، تم جاؤ اور اسے قتل کر دو''۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس کی کوئی علامت بیان فرمائیں، تاکہ میں پہچان لوں کہ یہ وہی شخص ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اسے دیکھو گے تو اس کی وجہ سے ایک دفعہ تم پر جھرجھری طاری ہوگی۔'' پس میں نے تلوار لی اور اس کے پاس جا پہنچا۔ وہ واقعی عرنہ مقام میں اپنی عورتوں کے ساتھ تھا اور وہ ان کے لیے جگہ بنا رہا تھا۔ اُدھر نمازِ عصر کا وقت بھی ہو چکا تھا۔ جب میں نے اسے دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے

(٢٩٦٨) تخريج: ......ابن عبد الله بن أنيس، هو عبد الله بن عبدا لله، لم يذكروا فيه جرحا ولا تعديلا لیکن یہ روایت شواہد کی بنا پر صحیح ہے، شرح میں اس کی تفصیل دیکھیں۔ أخرجه أبو يعلى: ٩٠٥، وابن خزيمة: ٩٨٣، وابن حبان: ٧١٦٠، وأخرجه مختصرا أبو داود: ١٢٤٩ (انظر: ١٦٠٤٧)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْقُشْعُرِيْرَةِ، فَأَقْبَلْتُ نَحْوَهُ وَخَشِيْتُ أَنْ يَكُوْنَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ مُحَاوَلَةٌ تَشْغَلُنِيْ عَنِ الصَّلَاةِ، فَصَلَّيْتُ وَأَنَا أَمْشِيْ نَحْوَهُ أُوْمِئُ بِرَأْسِي الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ، فَلَمَّا انْتَهَيْتُ إِلَيْهِ قَالَ: مَنِ الرَّجُلُ؟ قُلْتُ: رَجُلٌ مِنَ الْعَرَبِ سَمِعَ بِكَ وَبِجَمْعِكَ لِهٰذَا الرَّجُلِ، فَجَاءَكَ لِهٰذَا، قَالَ: أَجَلْ أَنَا فِيْ ذَالِكَ، قَالَ: فَمَشَيْتُ مَعَهُ شَيْئًا، حَتّٰى إِذَا أَمْكَنَنِيْ، حَمَلْتُ عَلَيْهِ السَّيْفَ، حَتّٰى قَتَلْتُهُ، ثُمَّ خَرَجْتُ وَتَرَكْتُ ظَعَائِنَهُ مُكِبَّاتٍ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَآنِيْ فَقَالَ: ((أَفْلَحَ الْوَجْهُ.)) قَالَ: قُلْتُ: قَتَلْتُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((صَدَقْتَ.)) الْحَدِيْثِ۔ (مسند احمد: ۱۶۱۴۳)

مطابق مجھ پر جھرجھری طاری ہوگئی، میں اس کی طرف بڑھا۔ مجھے یہ خطرہ محسوس ہو رہا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی ایسا جھگڑا ہو جائے جو نماز سے غافل کر دے۔ اس لیے میں نے اس کی طرف چلتے چلتے ہی نماز پڑھنا شروع کر دی، اشارے سے رکوع و سجود کرتا گیا۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے پوچھا: کون ہو؟ میں کہا: ایک عربی ہوں، آپ کے بارے سنا ہے کہ آپ اس آدمی (محمد ﷺ) کے مقابلے کے لیے لوگوں کو جمع کر رہے ہو، اسی لیے میں بھی حاضر ہوا ہوں، اس نے کہا: جی ہاں، میں اسی کوشش میں ہوں۔ پس میں اس کے ساتھ چلتا رہا، جب اس نے مجھے موقع دیا تو میں نے تلوار کے ساتھ اس پر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر ڈالا اور اس حال میں وہاں سے نکل آیا کہ اس کی عورتیں اس پر جھکی ہوئی تھیں۔ جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو آپ ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: کامیاب رہے ہو۔ میں عرض کیا: اے رسول اللہ! میں اسے قتل کر آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک کہتے ہو۔'' الحدیث۔

فوائد: ...... یہ پانچ محرم تین سن ہجری کا واقعہ ہے۔ ''عُرَنَه'' مقام عرفہ کے قریب پڑتا ہے، شیخ البانی رحمہ اللہ نے ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث صحیحہ میں نقل کی ہے: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ لِيْ بِخَالِدِ بْنِ نُبَيْحٍ؟)) رَجُلٍ مِنْ هُذَيْلٍ۔ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ قِبَلَ (عَرَفَةَ) بِـ (عَرَنَةَ) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُنَيْسٍ: أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنْعَتْهُ لِيْ۔ قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتَهُ هِبْتَهُ.)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا هِبْتُ شَيْئًا قَطُّ۔ قَالَ: فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُنَيْسٍ حَتّٰى أَتٰى جِبَالَ (عَرَفَةَ) قَبْلَ أَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَلَقِيْتُ رَجُلًا فَرُعِبْتُ مِنْهُ حِيْنَ رَأَيْتُهُ، فَعَرَفْتُ حِيْنَ رُعِبْتُ مِنْهُ أَنَّهُ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ لِيْ: مَنِ الرَّجُلُ؟ فَقُلْتُ: بَاغِيْ حَاجَةٍ هَلْ مِنْ مَبِيْتٍ؟ قَالَ: نَعَمْ فَالْحَقْ، فَرُحْتُ فِيْ أَثَرِهِ فَصَلَّيْتُ الْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ، وَأَشْفَقْتُ أَنْ يَرَانِيْ، ثُمَّ لَحِقْتُهُ، فَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ، ثُمَّ خَرَجْتُ، فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَأَخْبَرْتُهُ۔ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ: فَأَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِخْصَرَةً، فَقَالَ: ((تَخَصَّرْ بِهٰذِهِ حَتّٰى تَلْقَانِيْ، وَأَقَلُّ

النَّـاسِ الْمُتَخَصِّرُوْنَ .)) قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُنَيْسٍ أَمَرَ بِهَا فَوُضِعَتْ عَلٰى بَطْنِهٖ وَكَفَنِهٖ، وَدُفِنَ وَدُفِنَتْ مَعَهُ۔ (أخرجه أبو نعيم في "الحلية": ٢/٥-٦، و"أخبار أصبهان": ١/١٨٩-١٩٠، صحيحه: ٢٩٨١)

''محمد بن کعب روایت کرتے ہیں کہ سیّدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کون ہے، جو میرے لیے خالد بن نبیح کو (قتل کر دے)؟'' اس شخص کا تعلق ہذیل قبیلے سے تھا اور ان دنوں وہ عرفہ کی جانب عرنہ مقام میں سکونت پذیر تھا۔ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں (اسے قتل کروں گا)، آپ اس کی صفات بیان کر دیں، (تا کہ میں اسے پہنچان لوں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تو اسے دیکھے گا، تو ڈر جائے گا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کرنے والی ذات کی قسم! میں تو (آج تک) کسی چیز سے نہیں ڈرا۔ راوی کہتا ہے: بہرحال سیّدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ روانہ ہو گئے اور غروبِ آفتاب سے قبل عرفہ کے پہاڑوں تک پہنچ گئے۔ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں وہاں ایک آدمی کو ملا اور جب میں نے اسے دیکھا تو میں مرعوب ہو گیا۔ جب میں اس سے ڈرا تو مجھے پتہ چل گیا کہ یہ وہی نشانی ہے، جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نشاندہی کی تھی۔ اس نے مجھے کہا: کون ہے؟ میں نے کہا: ضرورت مند ہوں، کیا رات گزارنے کی گنجائش ہے؟ اس نے کہا: ہاں، آ جاؤ۔ میں اس کے پیچھے چل پڑا، میں نے جلدی جلدی دو رکعت نمازِ عصر ادا تو کر لی، لیکن ڈرتا رہا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ مجھے (نماز پڑھتے ہوئے) دیکھ لے۔ پھر میں اسے جا ملا اور تلوار کا وار کر کے اسے قتل کر دیا۔ پھر میں وہاں سے نکل پڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعہ کی خبر دی۔ محمد بن کعب کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک لاٹھی دی اور فرمایا: ''اس لاٹھی کو اپنے ہاتھ میں ہی رکھنا، حتی کہ مجھے آملو اور لاٹھی پکڑنے والے لوگ کم ہی ہوتے ہیں۔''

محمد بن کعب کہتے ہیں: جب سیّدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ فوت ہونے لگے تو انھوں نے لاٹھی کے بارے میں حکم دیا تو وہ ان کے پیٹ اور کفن کے اوپر رکھ دی گئی اور پھر اس کو ان کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ (ترجمہ ختم ہوا) سنن ابی داود کی صحیح حدیث میں بھی اختصار کے ساتھ عرنہ مقام، نماز عصر اور خالد بن سفیان کے ساتھ گفتگو کا ذکر ہے، اس طرح یہ حدیث شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجبوری کے وقت نماز کو چلتے چلتے پڑھنا اور قبلہ رخ ہونے کا لحاظ نہ رکھنا درست ہے، یہ نمازی حضرات کے لیے بہت بڑی خوشخبری ہے۔ اسی طرح کسی بڑی مصلحت کی خاطر جھوٹ بولنا درست ہے، جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے خالد بن سفیان کے پاس پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں باتیں کی تھیں۔

(٢٩٦٩) عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ ''سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے

(٢٩٦٩) تخريج: ......اسناده ضعيف، سليم بن عبد السلولي تفرد بالرواية عنه أبو أسحاق السبيعي تقدم مطوّلا برقم: ١٧٣٤ (انظر: ٢٣٤٥٤)

قَالَ لِسَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: وَتَأْمُرُ أَصْحَابَكَ إِنَّ هَاجَهُمْ هَيْجٌ مِنَ الْعَدُوِّ، فَقَدْ حَلَّ لَهُمُ الْقِتَالُ وَالْكَلَامُ۔ (مسند احمد: ۲۳۸٤۷)

سیّدنا سعید بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا تھا: آپ اپنے ساتھیوں سے کہہ دیں اگر (دوران نماز) دشمن حملہ آور ہو جائے تو ان کے لیے قتال اور کلام دونوں جائز ہیں۔''

فوائد: ......سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ انھوں نے مجاہدین سے کہا تھا کہ اگر (دوران نماز) دشمن حملہ کر دیں تو تمہارے لیے (نماز کی حالت میں ہی) لڑنا جائز ہوگا۔ (مسنداحمد: ۲۳٤۳۳)

یہ نمازِ خوف کی مختلف صورتیں تھیں، خلاصہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ ہر حدیث سے واضح طور پر نماز کی ترکیب کا پتہ چل جاتا ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: فَاِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ اَشَدَّ مِنْ ذٰلِكَ صَلَّوْا رِجَالًا قِيَاماً عَلٰى اَقْدَامِهِمْ أَوْ رُكْبَانًا مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيْهَا۔ (بخاری: ٤٥٣٥) یعنی: جب خوف اس سے زیادہ ہو تو لوگ کھڑے ہو کر نماز پڑھ لیں یا سوار ہو کر، قبلہ رخ ہو کر یا قبلہ رخ ہوئے بغیر۔

امام نافع نے کہا: میرا خیال ہے کہ سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ لیکن بعض روایات میں اس قول کو واضح طور پر موقوف بیان کیا گیا ہے، بہر حال مسئلہ اسی طرح ہی ہے۔ یہ مسئلہ اپنی جگہ پر برقرار ہے کہ آیا ایسے حالات میں مجبوری کے وقت کلام کرنے سے نماز باطل ہو جائے گی یا اس کی رخصت بھی دی جا سکتی ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی اشد مجبوری کی بنا پر کوئی بات کرنا پڑ جائے تو اس سے نماز متأثر نہیں ہو گی، اس استدلال کی وجہ یہ ہے کہ جب مجبوری میں درج ذیل امور جائز ہیں: چلنا پھرنا، سوار ہونا، صفوں کی تبدیلی کے لیے لمبی چوڑی حرکت کرنا، قبلہ رخ نہ رہ کر نماز پڑھنا، پانی اور مٹی کی عدم موجودگی میں وضو اور تیمم کے بغیر نماز پڑھنا جیسا کہ نسائی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے، جنابت والے آدمی کا صرف تیمم کر کے نماز پڑھنا۔ قبلہ رخ ہونا، وضو کرنا، غسلِ جنابت کرنا، تیمم کرنا، وغیرہ، یقیناً یہ ایسے امور ہیں کہ ان کے بغیر نماز باطل ہو جاتی ہے، لیکن مجبوری میں اِن امور کے بغیر نماز کو درست قرار دیا گیا ہے، اسی طرح جان بوجھ کر کلام کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے، لیکن اگر حالاتِ جنگ جیسی کوئی مجبوری بن جائے تو اس سے نماز متأثر نہیں ہونی چاہیے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

7 ..... كِتَابُ الْجَنَائِزِ

جنازہ کے احکام ومسائل

1..... بَابُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَالْاِسْتِعْدَادِ لَهُ وَتَرْغِيْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْهِ

موت کو یاد رکھنے، اس کے لیے تیار رہنے اور اہل ایمان کو اس سلسلے میں ترغیب دلانا

(۲۹۷۰) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ.)) (مسند أحمد: ۷۹۱۲)

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لذتوں کو چھڑا دینے والی کو کثرت سے یاد کیا کرو۔''

فوائد: ......لذتیں چھڑا دینے والی چیز سے مراد موت ہے، جو کسی قسم کی تنبیہ کیے بغیر بندے پر قابو پا لیتی ہے اور سارے ''چس چسے'' اور ''چوں چونچلے'' معدوم ہو جاتے ہیں۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، اس حال میں کہ میں دسواں فرد تھا، ایک انصاری آدمی اٹھا اور سوال کیا: اے اللہ کے نبی! لوگوں میں کون آدمی سب سے زیادہ عقلمند اور محتاط ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((اَكْثَرُهُمْ ذِكْرًا لِلْمَوْتِ وَاَكْثَرُهُمْ اسْتِعْدَادًا لِلْمَوْتِ، اُولٰئِكَ الْاَكْيَاسُ، ذَهَبُوْا بِشَرَفِ الدُّنْيَا وَكَرَامَةِ الْآخِرَةِ.)) یعنی: ''جو موت کو سب سے زیادہ یاد کرنے والے اور اس کی سب سے زیادہ تیاری کرنے والے ہوں، یہی لوگ عقلمند ہیں، جو دنیا کا شرف اور آخرت کی کرامت کے ساتھ آگے بڑھ گئے ہیں۔'' (معجم صغیر للطبرانی)

(۲۹۷۱) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذَا بَصُرَ بِجَمَاعَةٍ، فَقَالَ: ((عَلَامَ اجْتَمَعَ عَلَيْهِ

''سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، اچانک آپ ﷺ نے ایک جگہ لوگوں کو جمع دیکھا اور پوچھا: ''یہ لوگ کیوں اور کسی چیز پر جمع

(۲۹۷۰) تخریج: ......اسناده حسن۔ أخرجه الترمذی: ۲۳۰۷، وابن ماجه: ٤٢٥٨، والنسائی: ٤/ ٤ (انظر: ۷۹۲۵)

(۲۹۷۱) تخریج: ......اسناده ضعیف لضعف محمد بن مالك الجوزجانی أخرجه ابن ماجه: ٤١٩٥ (انظر: ۱۸٦۰۱)

هٰـؤُلَاءِ؟)) قِيْـلَ: عَلٰى قَبْرٍ يَحْفِرُوْنَهُ، قَالَ: فَفَزِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ فَبَدَرَ بَيْنَ يَدَيْ أَصْحَابِهِ مُسْرِعًا حَتّٰى انْتَهٰى إِلَى الْقَبْرِ فَجَثَا عَلَيْهِ، قَالَ: فَاسْتَقْبَلْتُهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ أَنْظُرُ مَا يَصْنَعُ فَبَكٰى حَتّٰى بَلَّ الثَّرٰى مِنْ دُمُوْعِهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا قَالَ: ((أَيْ إِخْوَانِي لِمِثْلِ الْيَوْمِ فَأَعِدُّوْا.)) (مسند احمد: ۱۸۸۰۲)

ہیں؟ کسی نے کہا: یہ ایک قبر پر جمع ہیں، اسے کھود رہے ہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ پریشان ہو گئے اور اپنے صحابہ کے آگے آگے جلدی جلدی لپکے اور قبر کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے، میں آپ کے سامنے آیا تاکہ دیکھ سکوں آپ ﷺ کیا کرتے ہیں؟ آپ ﷺ اس قدر روئے کہ آپ ﷺ کے آنسوؤں سے زمین تر ہو گئی۔ پھر آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''میرے بھائیو! اس دن کے لیے تیاری کرو۔''

فوائد: ......اہل ایمان کو چاہئے کہ وہ موت کو ہر وقت یاد رکھیں اور اس سے غافل نہ ہوں، لیکن مسلمانوں کی بھاری تعداد موت اور موت کے بعد والے مراحل سے عملی طور پر غافل نظر آتی ہے۔

(۲۹۷۲) عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: كَانَ أَوَّلُ يَوْمٍ عَرَفْتُ فِيهِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ أَبِي لَيْلٰى رَأَيْتُ شَيْخًا أَبْيَضَ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ عَلٰى حِمَارٍ وَهُوَ يَتْبَعُ جَنَازَةً فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ، حَدَّثَنِي فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ.)) قَالَ: فَأَكَبَّ الْقَوْمُ يَبْكُوْنَ، فَقَالَ: ((مَا يُبْكِيكُمْ؟)) فَقَالُوْا: إِنَّا نَكْرَهُ الْمَوْتَ، قَالَ: ((لَيْسَ ذَالِكَ وَلٰكِنَّهُ إِذَا حُضِرَ، ﴿فَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ، فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّةُ نَعِيْمٍ﴾ فَإِذَا بُشِّرَ بِذَالِكَ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لِلِقَائِهِ أَحَبُّ، ﴿وَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ، فَنُزُلٌ مِنْ حَمِيْمٍ﴾ قَالَ عَطَاءٌ (يَعْنِي ابْنَ السَّائِبِ) وَفِي قِرَاءَةِ ابْنِ

''عطاء بن سائب کہتے ہیں: پہلا دن، جس میں عبدالرحمن بن ابی لیلی سے میری معرفت ہوئی، اس میں یوں ہوا کہ میں نے گدھے پر سوار ایک بزرگ دیکھا، اس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے اور وہ ایک جنازے کے پیچھے چل رہا تھا اور یہ بیان کر رہا تھا: مجھے فلاں بن فلاں صحابی نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا پسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہے۔'' یہ سن کر لوگ رونے لگ گئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''تم روتے کیوں ہو؟'' لوگوں نے کہا: ہم سب موت کو ناپسند کرتے ہیں (اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم اللہ تعالیٰ سے ملنے کو پسند نہیں کرتے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بات اس طرح نہیں ہے، جب کسی کی موت قریب آجاتی ہے تو اگر وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں میں سے ہوتا ہے تو اس کے لیے راحت، خوشبو اور نعمتوں والا باغ ہوتا ہے، اس لیے جب اسے ان چیزوں کی بشارت دی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرنے لگتا ہے اور

(۲۹۷۲) تخريج: ......اسناده حسن (انظر: ۱۸۲۸۳)

مَسْعُودٍ: ﴿ثُمَّ تَصْلِيَةُ جَحِيمٍ﴾ فَإِذَا بُشِّرَ بِذَالِكَ يَكْرَهُ لِقَاءَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لِلِقَائِهِ أَكْرَهُ۔ (مسند احمد: ۱۸۴۷۲)

اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو زیادہ چاہنے والا ہوتا ہے۔ لیکن اگر وہ شخص جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہوتا ہے تو اس کی میزبانی کھولتا ہوا پانی ہوتا ہے اور پھر بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہونا ہوتا ہے، اس لیے جب اسے ان چیزوں کی ''بشارت'' سنائی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو بہت ناپسند کرنے والا ہوتا ہے۔''

فوائد: ......اس حدیثِ مبارکہ کا ایک ہی مفہوم ہے کہ اعمالِ صالحہ کا ایسا سلسلہ جاری رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے عالَم نزع میں استقامت نصیب ہو جائے اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کی چاہت بڑھ جائے۔

(۲۹۷۳) عَنْ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ شُرَيْحُ بْنُ هَانِئٍ: بَيْنَمَا أَنَا فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ إِذْ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يُحِبُّ رَجُلٌ لِقَاءَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ إِلَّا أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ وَلَا أَبْغَضَ رَجُلٌ لِقَاءَ اللّٰهِ إِلَّا أَبْغَضَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ.)) فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ، فَقُلْتُ: لَئِنْ كَانَ مَا ذَكَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَقًّا لَقَدْ هَلَكْنَا۔ فَقَالَتْ: إِنَّمَا الْهَالِكُ مَنْ هَلَكَ فِيمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَمَا ذَالِكَ؟ قَالَ: قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يُحِبُّ رَجُلٌ لِقَاءَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ إِلَّا أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَلَا أَبْغَضَ رَجُلٌ لِقَاءَ اللّٰهِ إِلَّا أَبْغَضَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ.)) قَالَتْ: وَأَنَا أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ ذَالِكَ، فَهَلْ تَدْرِي لِمَ ذَالِكَ؟ إِذَا

''شریح بن ہانی کہتے ہیں: میں مدینہ کی مسجد میں تھا، سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہاں یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔'' میں یہ حدیث سن کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس چلا گیا اور کہا: اگر بات اسی طرح ہو جیسے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم سب ہلاک ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق جو ہلاک ہوا، وہ تو واقعی ہلاک ہونے والا ہے، بھلا بات ہے کون سی؟ میں نے کہا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا، اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے''۔ یہ سن کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں بھی گواہی

(۲۹۷۳) تخريج: ......أخرجه مسلم: ۲۶۸۵، وأخرج المرفوع منه البخاري: ۷۵۰۴ وجعله حديثا قدسيا (انظر: ۸۵۵۶، ۹۴۱۰)

حَشْرَجَ الصَّدْرُ وَطَمَحَ الْبَصَرُ وَاقْشَعَرَّ الْجِلْدُ، وَتَشَنَّجَتِ الْأَصَابِعُ، فَعِنْدَ ذَالِكَ مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ أَبْغَضَ لِقَاءَ اللّٰهِ أَبْغَضَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ۔ (مسند احمد: ۸۵۳۷)

دیتی ہوں کہ میں نے بھی یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ بھلا کیا تم جانتے ہو ایسا کیوں ہو گا؟ جب سینے سے سانس کے گھٹنے کی آواز آنے لگے گی، نظر کھلی رہ جائے گی، رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے اور انگلیاں اکڑ جائیں گے، اس موقعہ پر جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات پسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کو پسند نہ کرتا، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند نہیں کرتا۔''

فوائد: ......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے جواب کا مقصد یہ ہے کہ اس حدیث کا مصداق عالَم نزع میں مبتلا شخص ہے۔

(۲۹۷٤) عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: إِذَا أَحَبَّ الْعَبْدُ لِقَائِي أَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ وَإِذَا كَرِهَ الْعَبْدُ لِقَائِي كَرِهْتُ لِقَاءَهُ۔)) قَالَ: فَقِيلَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: مَا مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا وَهُوَ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَيَفْظَعُ بِهِ؟ قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ: أَنَّهُ إِذَا كَانَ ذَالِكَ كُشِفَ بِهِ۔ (مسند احمد: ۹۸۲۱)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عز وجل کا ارشاد ہے: جب بندہ میری ملاقات کو پسند کرتا ہے تو میں بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہوں، اور جب بندہ میری ملاقات کو ناپسند کرتا ہے تو میں بھی اس سے ملنے کو پسند نہیں کرتا''۔ کسی نے سیدہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ہم میں سے ہر ایک موت کو ناپسند کرتا ہے اور اس سے ڈرتا ہے؟ انہوں نے کہا: جب موت کا وقت قریب آتا ہے تو سب کچھ سامنے آ جاتا ہے۔''

فوائد: ......سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے جواب کا مطلب یہ ہے کہ جب موت کا وقت قریب آ جاتا ہے اور ہر ایک کے انجام کے حقائق اس کے سامنے آ جاتا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی پسند یا ناپسند کا مسئلہ کھڑا ہوتا ہے، خوش بخت لوگ پسند کرنے لگتے ہیں اور بد بخت کترانے لگ جاتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی حفاظت میں رکھے) آمین

(۲۹۷۵) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ۔)) قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كُلُّنَا نَكْرَهُ الْمَوْتَ۔ قَالَ: ((لَيْسَ ذَاكَ كَرَاهَةُ الْمَوْتِ، وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا حُضِرَ جَاءَهُ

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو چاہتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے''۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم سب موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(جو تم سمجھ رہے ہو) یہ موت کو

(۲۹۷٤) تخريج: ......انظر الحديث السابق: ٤

(۲۹۷۵) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه البزار: ۷۸۰ (انظر: ۱۲۰٤۷)

الْبَشِيْرُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِمَا صَائِرٌ إِلَيْهِ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ قَدْ لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَأَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ وَإِنَّ الْفَاجِرَ أَوْالْكَافِرَ إِذَا حُضِرَ جَاءَهُ بِمَا هُوَ صَائِرٌ إِلَيْهِ مِنَ الشَّرِّ وَمَا يَلْقَاهُ مِنَ الشَّرِّ، فَكَرِهَ لِقَاءَ اَللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ.)) (مسند احمد: ۱۲۰۷۰)

ناپسند کرتا نہیں ہے۔ بات یہ ہے جب مومن کی وفات کا وقت قریب آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بشارت دینے والا فرشتہ آ کر اسے اس کے انجام سے مطلع کرتا ہے، اس وقت اسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات سب سے زیادہ محبوب ہوتی ہے، تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو پسند کرنے لگتا ہے، لیکن جب فاجر یا کافر کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اس کے پاس آنے والا اسے اس کے برے انجام پر مطلع کرتا ہے، سو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے ملنے کو پسند نہیں کرتا۔''

(۲۹۷٦)عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ.)) (مسند احمد: ۲۳۱۲٤)

''سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اللہ تعالیٰ سے ملنا پسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے ملنا پسند کرتا ہے اور جو آدمی اللہ تعالیٰ سے ملنے کو پسند نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند نہیں کرتا۔''

(۲۹۷۷) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَزَادَتْ وَالْمَوْتُ قَبْلَ لِقَاءِ اللّٰهِ۔(مسند احمد: ۲٤٦۷٤)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کی اُسی طرح کی حادیث مروی ہے، اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں: ''اور موت کا معاملہ تو اللہ تعالیٰ کی ملاقات والے مسئلہ سے پہلے کا ہے۔''

فوائد: ......ان زائد الفاظ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے مراد موت نہیں ہے، جیسا کہ بعض لوگ سمجھ رہے تھے۔ موت سے ڈرنا اور اس کو ناپسند کرنا اور بات ہے اور عالَم نزع میں اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرنا اور بات ہے۔

(۲۹۷۸) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنْ شِئْتُمْ أَنْبَأْتُكُمْ مَا أَوَّلُ

''سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم چاہتے ہو تو میں تمہیں یہ بتلا دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ

(۲۹۷٦)تخريج: ......أخرجه البخاری: ٦٥٠٧، ومسلم: ٢٦٨٣(انظر: ٢٢٧٤٤)

(۲۹۷۷) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٢٦٨٤(انظر: ٢٤١٧٢)

(۲۹۷۸) تخريج: ......اسناده ضعيف، عبد الله بن زحر ضعيف، وأبو عياش المعافری لم يسمع من معاذ أخرجه الطيالسی: ٥٦٤، والطبرانی فی "الكبير": ٢٠/ ٢٥١ (انظر: ٢٢٠٧٢)

مَا يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَا أَوَّلُ مَا يَقُوْلُوْنَ لَهُ۔)) قُلْنَا: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ هَلْ أَحْبَبْتُمْ لِقَائِي؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ يَا رَبَّنَا، فَيَقُوْلُ لِمَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: رَجَوْنَا عَفْوَكَ وَمَغْفِرَتَكَ فَيَقُوْلُ قَدْ وَجَبَتْ لَكُمْ مَغْفِرَتِيْ)) (مسند احمد: ٢٢٤٢٢)

قیامت کے دن اہل ایمان سے سب سے پہلے کیا فرمائے گا اور وہ اس کو کیا کہیں گے؟'' ہم نے کہا: جی ہاں اے اللہ کے رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ مومنوں سے کہے گا: کیا تم میری ملاقات پسند کرتے تھے؟ وہ کہے گے: جی ہاں، اے ہمارے ربّ! اللہ تعالیٰ پوچھے گا: کیوں؟ وہ کہیں گے: ہم تیری معافی اور بخشش کی امید رکھتے تھے۔ پس وہ کہے گا: تمہارے لیے میری بخشش واجب ہو چکی ہے۔''

فوائد: ......تمام احادیث اپنے مفہوم میں واضح ہیں، ہمیں چاہیے کہ مادیت پرستی، حبّ دنیا، بے صبری اور دین میں عدم دلچسپی جیسے مصائب سے جان چھڑائیں اور اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق پیدا کر کے اس کے پاس جانے کا شوق پیدا کریں۔

2 ..... بَابُ مَا جَاءَ فِيْ حُسْنِ الظَّنِّ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَحُسْنِ الْخَاتِمَةِ

اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن رکھنے اور حسن خاتمہ کا بیان

(٢٩٧٩) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ قَبْلَ مَوْتِهِ بِثَلَاثٍ: ((أَلَا، لَا يَمُوْتَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ بِاللّٰهِ الظَّنَّ۔)) (مسند احمد: ١٤٤٣٩)

''سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو وفات سے تین روز قبل یوں فرماتے ہوئے سنا: ''خبردار! تم میں سے جس کسی کو بھی موت آئے تو وہ اس حال میں مرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسنِ ظن رکھتا ہو۔''

(٢٩٨٠) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَمُوْتَنَّ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ بِاللّٰهِ الظَّنَّ، فَإِنَّ قَوْمًا قَدْ أَرْدَاهُمْ سُوْءُ ظَنِّهِمْ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَذَالِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ۔﴾)) (مسند احمد: ١٥٢٦٧)

''(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جس کسی کو بھی موت آئے تو اس حال میں آئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا گمان رکھتا ہو، ایک قوم کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں ان کے سوئے ظن نے ہلاک کر دیا تھا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: تمہاری اس بدگمانی نے جو تم نے اپنے رب سے کر رکھی تھی تمہیں ہلاک کر دیا اور بالآخر تم گھاٹا پانے والوں میں ہو گئے۔'' (سورہ حم سجدۃ: ٢٣)

(٢٩٧٩) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٢٨٧٧ (انظر: ١٤٣٨٦)

(٢٩٨٠) تخريج: ......حديث صحيح دون قوله: ((فان قوما قد أرداهم...... .)) وهذا اسناد ضعيف لضعف النضر بن اسماعيل، وابنُ ابى ليلى سيىء الحفظ وانظر الحديث بالطريق الأول (انظر: ١٥١٩٧)

فوائد: ...... اِن احادیث میں دراصل ناامیدی اور مایوسی سے ڈرایا گیا ہے اور اس امر پر رغبت دلائی گئی ہے کہ بندے کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ حسن ظن اور امید ہونی چاہیے کہ وہ رحم کرے گا اور بخش دے گا۔ لیکن یہ تنبیہ کرنا ضروری ہے کہ اس حسنِ ظن کے لیے بندے کے پاس اعمالِ صالحہ بھی ہونے چاہئیں، ان احادیث کا یہ معنی و مفہوم نہیں ہے کہ مسلمان نیک عمل ترک کر کے حسن ظن قائم کر لے، کیونکہ ان فرموداتِ نبویہ کے بلاواسطہ اور پہلے سامعین صحابۂ کرام تھے، ہمیں اس چیز پر غور کرنا ہوگا کہ اُن پاکیزہ ہستیوں نے کون سا رویہ اختیار کیا تھا۔

یہ مثال بیان کر دینا درست ہے کہ دنیا میں ہمیں کس آدمی پر امید ہے کہ وہ ہمارا مطالبہ پورا کرے گا اور کس کے بارے میں ناامیدی ہے، یقیناً اس چیز کی بنیاد تعلق پر ہے، اگر کسی سے تعلق اچھا ہے تو کام ہو جانے کی امید ہوگی اور اگر کسی سے تعلق اچھا نہ ہو، بلکہ اختلاف اور دشمنی بھی پائی جاتی ہو تو اس سے ناامیدی کا غلبہ ہوگا، اور اللہ تعالیٰ سے اچھے یا دوسرے تعلق کا دارومدار اس کی فرمانبرداری اور نافرمانی پر ہے۔

(۲۹۸۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِيْ، إِنْ ظَنَّ بِيْ خَيْرًا فَلَهُ وَإِنْ ظَنَّ شَرًّا فَلَهُ.)) (مسند احمد: ۹۰۶۵)

''سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرا بندہ میرے بارے جو گمان کرتا ہو، میں بھی اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں، اگر وہ میرے بارے میں اچھا گمان رکھتا ہے تو یہ بھی اسی کے لیے ہے اور اگر وہ برا گمان رکھتا ہے تو یہ بھی اسی کے لیے ہی ہے۔''

(۲۹۸۲) عَنْ حَيَّانَ أَبِي النَّضْرِ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ ؓ عَلٰى أَبِي الْأَسْوَدِ الْجُرَشِيِّ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَجَلَسَ، قَالَ: فَأَخَذَ أَبُو الْأَسْوَدِ يَمِيْنَ وَاثِلَةَ فَمَسَحَ بِهَا عَلٰى عَيْنَيْهِ وَوَجْهِهِ لِبَيْعَتِهِ بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ وَاثِلَةُ: وَاحِدَةٌ أَسْأَلُكَ عَنْهَا، قَالَ: وَمَا هِيَ؟ قَالَ: كَيْفَ ظَنُّكَ بِرَبِّكَ؟ قَالَ: فَقَالَ

''ابونضر حیان کہتے ہیں: میں سیّدنا واثلہ بن اسقع ؓ کے ہمراہ ابو اسود جرشی کی عیادت کے لیے گیا، وہ مرض الموت میں مبتلا تھے، جناب واثلہ نے جا کر ان کو سلام کہا اور وہاں بیٹھ گئے۔ ابو الاسود نے واثلہ کا دایاں ہاتھ پکڑ کر اپنی آنکھوں اور چہرے پر پھیرا، کیونکہ انھوں نے اپنے اس ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی۔ سیّدنا واثلہ ؓ نے کہا: میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ انھوں نے کہا: وہ کیا؟ انھوں نے پوچھا: آپ اللہ کے بارے کیا گمان رکھتے ہیں؟ ابوالاسود نے

(۲۹۸۱) تخریج: ...... حدیث صحیح، وھذا اسنادہ فیہ ابن لھیعۃ سیء الحفظ أخرجه ابن حبان: ۶۳۹ (انظر: ۹۰۷۶)

(۲۹۸۲) تخریج: ...... اسنادہ صحیح۔ أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۲۲/ ۲۱۱، والبیھقی فی "الشعب": ۱۰۰۵، وأخرج بنحوہ ابن حبان: ۶۴۱ (انظر: ۱۶۰۱۶)

أَبُوالأَسْوَدِ وَأَشَارَ بِرَأْسِهِ حَسَنٌ، قَالَ وَاثِلَةُ: أَبْشِرْ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي فَلْيَظُنَّ بِيْ مَا شَاءَ.)) (مسند احمد: ١٦١١٢)

سر سے اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ اچھا گمان رکھتا ہوں۔ جناب واثلہ رضی اللہ عنہ نے کہا: خوش ہو جاؤ، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ نے فرمایا: میرے بندے کا میرے بارے میں جو گمان ہوتا ہے، میں اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں، پس وہ میرے بارے میں جو چاہے (اچھا یا برا) گمان رکھ لے۔''

فوائد: ......اس ضمن میں بندے کو ان اعمالِ صالحہ کے اجر و ثواب کا علم ہونا چاہیے تو وہ سرانجام دے رہا ہوتا ہے تاکہ وہ اس اجر و ثواب کی امید پر اللہ تعالیٰ کے بارے میں اپنے ظن میں حسن پیدا کر سکے۔

(٢٩٨٣) عَنْ عُمَرَ الْجُمَعِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا اِسْتَعْمَلَهُ قَبْلَ مَوْتِهِ)) فَسَأَلَهُ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: مَا اسْتَعْمَلَهُ؟ قَالَ: ((يَهْدِيْهِ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَى الْعَمَلِ الصَّالِحِ قَبْلَ مَوْتِهِ ثُمَّ يَقْبِضُهُ عَلٰى ذَالِكَ.)) (مسند احمد: ١٧٣٤٩)

''عمر جمعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اسے استعمال کر لیتا ہے۔'' قوم میں سے ایک آدمی نے پوچھا: ''اسے استعمال کرتا ہے، اس سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اسے موت سے پہلے اچھے عمل کی توفیق دے دیتا ہے، پھر اسے اسی حالت میں موت دے دیتا ہے۔''

(٢٩٨٤) عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَمِقِ الْخُزَاعِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: ((إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا اِسْتَعْمَلَهُ.)) قِيْلَ: وَمَا اِسْتَعْمَلَهُ؟ قَالَ: ((يُفْتَحُ لَهُ بَيْنَ يَدَيْ مَوْتِهِ حَتّٰى يَرْضٰى عَنْهُ مَنْ حَوْلَهُ.)) (مسند احمد: ٢٢٢٩٥)

''سیدنا عمرو بن حمق خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اسے استعمال کرتا ہے۔'' کسی نے پوچھا: ''اسے استعمال کرتے ہے، اس سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اس کے لیے اس کی موت سے پہلے (اچھے اعمال) کھول دیئے جاتے ہیں، یہاں تک کہ اس کے اردگرد والے لوگ اس سے راضی ہو جاتے ہیں۔''

فوائد: ......لوگ راضی ہو کر اس کے بارے میں اچھی شہادت دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی شہادت کو قبول کر لیتے ہیں۔ ان احادیث سے بڑی عمر کے لوگوں کو فکر پیدا ہونی چاہیے، اس عمر کے زیادہ تر لوگ فارغ ہوتے ہیں، کوئی کام

(٢٩٨٣) تخريج: ......حديث صحيح لغيره، وهذا اسناد فيه تدليس بقية بن الوليد (انظر: ١٧٢١٧)

(٢٩٨٤) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه عبد بن حميد: ٤٨١، والبزار في "مسنده": ٢٣١٠، وابن حبان: ٣٤٢، ٣٤٣، والحاكم: ١/ ٣٤٠، والطحاوي: ٢٦٤٠، والطبراني في "الشاميين": ١٨٣ (انظر: ٢١٩٤٩)

کاج نہیں ہوتا، اگر یہ لمحات اللہ تعالیٰ کے ذکر و اذکار اور دوسرے امورِ خیر میں گزر جائیں، تو ان احادیث کا مصداق بنا جا سکتا ہے۔ لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ سفید بال لوگوں کی مسجدوں میں قلت ہے، اب یہ لوگ بھی حقہ، تاش اور گپ شپ کی مجلسوں اور دوسری پنچائتوں کو ترجیح دینے لگ گئے ہیں۔

(۲۹۸۵) عَنْ أَبِي عِنَبَةَ الْخَوْلَانِيِّ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا عَسَلَهُ.)) قِيْلَ: وَمَا عَسَلَهُ؟ قَالَ: ((يَفْتَحُ اللّٰهُ لَهُ عَمَلًا صَالِحًا قَبْلَ مَوْتِهِ، ثُمَّ يَقْبِضُهُ عَلَيْهِ.)) (مسند احمد: ۱۷۹۳۷)

''سیّدنا ابو عنبہ خولانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے لوگوں میں محبوب بنا دیتا ہے۔'' کسی نے کہا کہ محبوب بنا دینے سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اسے مرنے سے پہلے نیک عمل کرنے کی توفیق دے دیتا ہے، پھر اسی حالت پر اس کو موت دے دیتا ہے۔''

(۲۹۸٦) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷠ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ مَاتَ عَلٰى شَيْءٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ)) (مسند احمد: ۱٤٤۲٦)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی جس حالت میں فوت ہو گا، اللہ اسے اسی حالت میں اٹھائے گا۔''

فوائد: ......لوگوں کو فکر دلانے کے لیے ایک سچا واقعہ بیان کیا جاتا ہے، ضلع فیصل آباد (پاکستان) میں ایک زانی آدمی تھا، یہ برائی اس کی رگوں میں رچ بس گئی تھی، ایک دن وہ اسی بدکاری میں مبتلا تھا، جب شہوت پوری ہونے یعنی انزال کا وقت قریب آیا تو اس کے دماغ کی رگ پھٹ گئی اور وہ اسی حال میں مر گیا، جبکہ اس کا عضوِ خاص اسی شہوت کی حالت میں تنا ہوا رہ گیا، ذلت سے بچنے کے لیے لوگوں نے اس کی شرمگاہ کو رسی کے ساتھ کھینچتے ہوئے ٹانگوں کے ساتھ ملا کر باندھ دیا۔ اللہ تعالیٰ دنیوی ذلتوں اور اخروی رسوائیوں سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

انسان کو اپنے انجام کی فکر کرنی چاہیے۔ جس آدمی کو ایمان اور نیکی کی حالت میں موت آئے تو یہ اس کے اچھے انجام کی علامت ہے اور اگر کسی کو کفر و شرک اور بدعملی پر موت آتی ہے تو اس کا انجام خطرے میں پڑ جاتا ہے۔

(۲۹۸۷) عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ ﷛ قَالَ: أَسْنَدْتُ النَّبِيَّ ﷺ إِلٰى صَدْرِي، فَقَالَ: ((مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ،

''سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے سینے سے لگا کر آپ ﷺ کو آسرا دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ تعالیٰ کے چہرے کو

(۲۹۸۵) تخریج: ......صحیح لغیرہ۔ أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۵۷۲۲، وابن الاثیر فی "أسد الغابة": ٦/ ۲۳٤ (انظر: ۱۷۷۸٤)

(۲۹۸٦) تخریج: ......أخرجه مسلم: ۲۸۷۸ (انظر: ۱٤۳۷۳)

(۲۹۸۷) تخریج: ......صحیح لغیرہ، وهذا اسناد فيه انقطاع بين نعيم بن أبي هند و حذيفة أخرجه ابن ابی شیبه فی "مسنده": ۸۲۲۲، والبيهقی فی "الأسماء والصفات": صـ۳۰۳، والبزار فی "مسنده": ۲۸۵٤ (انظر: ۲۳۳۲٤)

خُتِمَ لَهُ بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ صَامَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ خُتِمَ لَهُ بِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ خُتِمَ لَهُ بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ.)) (مسند احمد: ٢٣٧١٣)

چاہنے رضا کے لیے ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کہا اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوا تو وہ جنت میں جائے گا، جس نے اللہ تعالیٰ کے چہرے کو چاہنے کے لیے ایک روزہ رکھا اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوا تو وہ بھی جنت میں جائے گا اور جس نے اللہ تعالیٰ کے چہرے کو چاہنے کے لیے صدقہ کیا اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوا تو وہ بھی جنت میں جائے گا۔''

فوائد: ......صرف ایک سبق ملتا ہے کہ اعمالِ صالحہ میں حسبِ استطاعت تسلسل ہو اور ان کا مقصود اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ورضامندی کا حصول ہو۔

3 ..... بَابُ كَرَاهَةِ تَمَنِّي الْمَوْتِ وَفَضْلِ طُوْلِ الْعُمُرِ مَعَ حُسْنِ الْعَمَلِ
موت کی تمنا کے مکروہ ہونے اور نیک عمل والی طویل عمر کی فضیلت کا بیان

(٢٩٨٨) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَا يَتَمَنَّ أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ أَصَابَهُ، فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي مَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي.)) (مسند احمد: ١٣١٩٧)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی آدمی کسی تکلیف کی بنا پر موت کی تمنا نہ کرے، اگر کسی کا اس کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہ ہو تو وہ یہ دعا کرے: اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي مَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي۔ (اے اللہ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ، جب تک میرے لیے زندہ رہنا بہتر ہو اور اس وقت مجھے فوت کر دینا، جب میرے لیے فوت ہونا بہتر ہو۔)۔''

فوائد: ......ہر قسم کی جسمانی اور روحانی پریشانی پر صبر کرنا چاہیے اور کسی دکھ کی بنا پر موت کی تمنا نہیں کرنی چاہیے، اگر کسی پر اس کا دکھ زیادہ ہی غلبہ پالے تو وہ حدیث میں مذکورہ دعا پڑھا کرے۔ کسی تکلیف کے بغیر نیکی والی زندگی اور حسنِ انجام والی موت کا سوال کرنا پسندیدہ عمل ہے، اس حدیث کا مصداق وہ شخص ہے جو کسی مصیبت سے تنگ آ کر موت کو اپنے لیے بہتر سمجھنے لگ جاتا ہے۔

(٢٩٨٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَتَمَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی آدمی موت کے آنے سے پہلے نہ اس

(٢٩٨٨) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٥٦٧١، ومسلم: ٢٦٨٠ (انظر: ١٣٠٢٠، ١٣١٦٥)

(٢٩٨٩) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٥٦٧٣، ٧٢٣٥، ومسلم: ٢٦٨٢ (انظر: ٨٠٨٦، ٨١٨٩، ١٠٦٦٩)

وَلَا يَـدْعُ بِـهِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَهُ، اِنَّهُ اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ اِنْقَطَعَ عَمَلُهُ، وَاِنَّهُ لَا يَزِيْدُ الْمُؤْمِنُ مِنْ عُمْرِهِ اِلَّا خَيْرًا)) (مسند أحمد: ٨١٧٤)

کی تمنا کرے اور نہ اس کی دعا کرے، کیونکہ جب آدمی فوت ہوتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے اور مومن اپنی زندگی میں صرف نیکیوں میں ہی اضافہ کرتا ہے۔''

(٢٩٩٠)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) اِنَّ رَسُوْلَ للّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَتَمَنّٰى أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ، إِمَّا مُسِيْءٌ فَيَسْتَغْفِرُ أَوْ مُحْسِنٌ فَيَزْدَادُ.)) (مسند احمد: ١٠٦٧٩)

''(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی آدمی موت کی تمنا نہ کرے، کیونکہ اگر وہ گنہگار ہے تو اللہ سے گناہوں کی معافی مانگ لے گا اور اگر نیک ہے تو نیکیوں میں اضافہ کر لے گا۔''

فائدہ: ......عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ ہر مسلمان بالآخر نیکیوں میں اضافے اور برائیوں میں کمی کی صورت میں زندگی سے مستفید ہو جاتا ہے، ہزاروں لوگوں کی زندگیوں کا مشاہدہ کیا ہے کہ انتہائی برے کردار اور عیاشی کے بعد ان کو رجوع الی اللہ نصیب ہو جاتا ہے، چہرے پر سفید بالوں والی سنت نظر آنے لگتی ہے، ذہن تبدیل ہو جاتے ہیں، اخلاق میں نرمی آ جاتی ہے، بسا اوقات حج و عمرہ کی سعادت بھی مل جاتی ہے۔ علی ہذا القیاس۔ بہر حال چند لوگ ایسے بھی نظر آ سکتے ہیں، جو اپنی زندگی سے اس طرح نقصان اٹھاتے کہ ان کی پہلی عمر میں نیکی کا رجحان ہوتا ہے اور پچھلی عمر میں برائی کا اور وہ دن بدن فرائض و واجبات میں کمی کر کے اور حرام امور کا ارتکاب کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے مقروض بنتے رہتے ہیں۔ لیکن اکثریت کو دیکھ کر نفع یا نقصان کا حکم لگایا جاتا ہے، نہ کہ چند افراد کو۔

(٢٩٩١) عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ وَهُوَ يَشْتَكِي فَتَمَنَّى الْمَوْتَ فَقَالَ: ((يَا عَبَّاسُ! يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ! لَا تَتَمَنَّ الْمَوْتَ إِنْ كُنْتَ مُحْسِنًا تَزْدَادُ إِحْسَانًا إِلَى إِحْسَانِكَ خَيْرٌ لَكَ وَإِنْ كُنْتَ مُسِيْئًا فَإِنْ تُؤَخَّرْ تَسْتَعْتِبْ خَيْرٌ لَكَ فَلَا تَتَمَنَّ الْمَوْتَ۔ (وَفِي رِوَايَةٍ) وَإِنْ كُنْتَ مُسِيْئًا فَإِنْ تُؤَخَّرْ تَسْتَعْتِبْ مِنْ إِسَاءَتِكَ خَيْرٌ لَكَ.)) (مسند احمد: ٢٧٤١١)

''سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے، جبکہ وہ مریض تھے اور موت کی تمنا کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عباس! اے رسول اللہ کے چچا! موت کی تمنا مت کرو، اگر تم نیک ہو تو زندہ رہ کر نیکیوں میں اضافہ کرنا تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر برے ہو تو زندہ رہنے کی صورت میں توبہ کر سکتے ہو، لہٰذا یہ بھی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ پس موت کی خواہش نہ کرو۔'' ایک روایت میں ہے: ''اگر تم بدعمل ہو تو موت کی تاخیر کی صورت میں بدعملی سے توبہ کرنا تمہارے لیے بہتر ہے۔''

(٢٩٩٠) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(٢٩٩١) تخريج: ......اسناده ضعيف، لجهالة هند بنت الحارث الخثعمية أخرجه الحاكم: ١/ ٣٣٩، والطبراني: ٢٥/ ٤٤، وابن سعد: ٤/ ٢٣ (انظر: ٢٦٨٧٤)

(٢٩٩٢) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ جَلَسْنَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَّرَنَا وَرَقَّقَنَا فَبَكَى سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ فَأَكْثَرَ الْبُكَاءَ فَقَالَ: يَالَيْتَنِي مِتُّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا سَعْدُ! أَعِنْدِي تَتَمَنَّى الْمَوْتَ؟)) فَرَدَّدَ ذَالِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ: ((يَا سَعْدُ! إِنْ كُنْتَ خُلِقْتَ لِلْجَنَّةِ فَمَا طَالَ عُمُرُكَ أَوْ حَسُنَ مِنْ عَمَلِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ.)) (مسند احمد: ٢٢٦٤٩)

''سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے ہمیں وعظ و نصیحت کی اور اتنی رقت آمیز گفتگو فرمائی کہ سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ رونے لگے اور خوب روئے، بیچ میں انھوں نے یہ بھی کہا: کاش میں مر چکا ہوتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سعد! کیا تم میرے پاس موت کی تمنا کر رہے ہو؟ آپ ﷺ نے یہ بات تین بار دہرائی۔ پھر فرمایا: ''اے سعد! اگر تم جنت کے لیے پیدا کیے گئے ہو تو تمہاری عمر جس قدر طویل ہوگی یا اعمال جس قدر اچھے ہوں گے وہ اتنے ہی تمہارے حق میں بہتر ہوں گے۔''

(٢٩٩٣) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَمَنَّوُا الْمَوْتَ فَإِنَّ هَوْلَ الْمُطَّلَعِ شَدِيْدٌ، وَإِنَّ مِنَ السَّعَادَةِ أَنْ يَطُوْلَ عُمْرُ الْعَبْدِ وَيَرْزُقَهُ اللّٰهُ الْإِنَابَةَ.)) (مسند احمد: ١٤٦١٨)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم موت کی تمنا نہ کیا کرو، کیونکہ (موت کے بعد والے) امور کی گھبراہٹ بھی بڑی سخت ہے، خوش بختی یہ ہے کہ بندے کی عمر لمبی ہو اور اللہ تعالیٰ اسے توبہ کرنے کی توفیق دے دے۔''

فوائد: ......''الْمُطَّلَعِ'' سے مراد وہ امور ہیں جس پر انسان برزخی زندگی میں اور پھر قیامت کے دن اطلاع پائے گا، جبکہ وہ امور، دنیاوی احوال کے مقابلے میں کئی گنا سخت ہیں، یہی وجہ ہے کہ دنیوی پریشانیوں سے نجات پانے کے لیے خودکشی کرنے والا بڑے عذاب میں پھنس جاتا ہے، اِلَّا یہ کہ اللہ تعالیٰ معاف کر دے۔ لہٰذا ہمیں موت کو دنیاوی آزمائشوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کا ذریعہ نہیں سمجھنا چاہیے اور زندگی کو بڑی غنیمت سمجھ کر اعمال صالحہ کی کثرت اور رجوع الی اللہ کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔

(٢٩٩٤) عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ حَارِثَةَ، قَالَ ''حارثہ کہتے ہیں: ہم سیّدنا خباب رضی اللہ عنہ کی تیمارداری کرنے

(٢٩٩٢) تخريج: ......اسناده ضعيف جدا من أجل على بن يزيد الألهاني أخرجه الطبراني في "الكبير": ٧٨٧٠ (انظر: ٢٢٢٩٣)

(٢٩٩٣) تخريج: ......حسن لغيره۔ أخرجه البزار: ٣٢٤٠، ٣٤٢٢، والحاكم: ٤/ ٢٤٠، والبيهقي في "شعب الايمان": ١٠٥٨٩ (انظر: ١٤٥٦٤)

(٢٩٩٤) تخريج: ......حديث صحيح، وهذا اسناد فيه شريك بن عبد الله النخعي سيء الحفظ أخرجه الترمذي: ٢٤٨٣، وابن ماجه: ٤١٦٣۔ وأخرجه البخاري: ٦٤٣٠، ومسلم: ٢٦٨١ بلفظ: لولا أن رسول الله ﷺ نهانا أن ندعو بالموت، لدعوت به۔ (انظر: ٢١٠٥٤، ٢١٠٥٩)

أَتَيْنَا خَبَّابًا رضی اللہ عنہ نَعُوْدُهُ فَقَالَ: لَوْ لَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ)) لَتَمَنَّيْتُهُ۔ (مسند احمد: ٢١٣٦٨)

کے لیے گئے، انہوں نے کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا تو میں ضرور موت کی تمنا کرتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی ہرگز موت کی تمنا نہ کرے۔''

فوائد: ......اس وقت سیّدنا خباب رضی اللہ عنہ شدید زخمی تھے اور جسم کے سات مقامات پر ان کو داغا گیا تھا، جس کی وجہ سے وہ سخت تکلیف سے دوچار تھے، لیکن صبر کا دامن تھامے رکھا۔

(٢٩٩٥) عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَرَّ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا وَجِعٌ وَأَنَا أَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ أَجَلِيْ قَدْ حَضَرَ فَأَرِحْنِيْ وَإِنْ كَانَ آجِلاً فَارْفَعْنِي، وَإِنْ كَانَ بَلَاءً فَصَبِّرْنِي، قَالَ: ((مَا قُلْتَ؟)) فَأَعَدْتُ عَلَيْهِ فَضَرَبَنِيْ بِرِجْلِهِ، فَقَالَ: ((مَا قُلْتَ؟)) قَالَ: فَأَعَدْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ عَافِهِ أَوْ اشْفِهِ (وَفِي رِوَايَةٍ، اَللّٰهُمَّ اشْفِهِ بِدُوْنِ شَكٍّ) .)) قَالَ: فَمَا اشْتَكَيْتُ ذَالِكَ الْوَجَعَ بَعْدُ۔ (مسند احمد: ٦٣٧)

''سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے جبکہ میں بیمار تھا اور یہ کہہ رہا تھا: یا اللہ! اگر میری موت کا وقت آ چکا ہے تو (موت دے کر) مجھے راحت عطا فرما، اگر موت آنے میں دیر ہے تو مجھے اٹھا لے اور اگر یہ میری آزمائش ہے تو مجھے صبر کی توفیق عطا فرما۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تم نے کیا کہا ہے؟ جب میں نے اپنے الفاظ دہرائے تو آپ ﷺ نے اپنا پاؤں مجھے مارا اور فرمایا: ''کیا کہا تم نے؟'' میں نے پھر اپنے الفاظ دہرائے، اس بار آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس کو عافیت دے۔'' یا فرمایا کہ ''اے اللہ! اس کو شفا دے۔'' ایک روایت میں شک کے بغیر صرف یہ الفاظ ہیں: ''اے اللہ! اس کو شفا دے۔'' سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس کے بعد مجھے اس تکلیف کی کوئی شکایت نہیں ہوئی۔''

فائدہ: ......معلوم ہوا کہ کسی بیماری اور تکلیف سے گھبرا کر موت کی دعا کرنا منع ہے، اگر کوئی آدمی تنگ ہو کر ایسی دعا کرے تو اسے سمجھانا چاہئے اور اس کے لیے صحت اور شفایابی کی دعا کرنی چاہئے۔

(٢٩٩٦) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: جَاءَ بِلَالٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاتَتْ فُلَانَةُ وَاسْتَرَاحَتْ، فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((إِنَّمَا يَسْتَرِيْحُ مَنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَفِي

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں عورت فوت ہوگئی ہے اور راحت پا گئی ہے۔ آپ ﷺ غصے میں آگئے اور فرمایا: ''صرف اور صرف راحت تو وہ پاتا ہے جو

(٢٩٩٥) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه الترمذي: ٣٥٦٤ (انظر: ٦٣٧، ٨٤١)

(٢٩٩٦) تخريج: ......اسناده ضعيف، عبد الله بن لهيعة، وان كان يحيى من قدماء أصحابه سماع قتيبة منه، تفرد برفعه، ومرسله هو الصحيح أخرجه الطبراني في "الأوسط": ٩٣٧٥ (انظر: ٢٤٣٩٩)

رِوَایَةٍ: مَنْ غُفِرَلَهُ)) (مسند احمد: ٢٤٩٠٣) جنت میں داخل ہوتا ہے، دوسری روایت میں ہے: جس کو بخش دیا جاتا ہے۔''

فوائد: ......ہم کسی مرنے والے کسی نیک یا بد کے بارے میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ راحت پا گیا ہے یا عذاب میں پھنس گیا ہے، کیونکہ اس چیز کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے کہ حقیقت میں کون نیک ہے، کون برا ہے اور کس کی نیکیاں قبول نہیں ہوئیں اور کس کی برائیاں معاف کر دی گئی ہیں۔ ہم حسن ظن یا سوئے ظن کی روشنی میں اپنے اندازے کا اظہار کر سکتے یں، نہ کہ حتمی نتیجے کا۔ بہر حال مرنے کے بعد جنت میں داخل ہونے والا حقیقی راحت پا جاتا ہے اور جس کو جنت نہیں ملتی وہ بڑی مصیبت سے دوچار ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے جن ہستیوں کا نام لے کر ان کے جنتی ہونے کی وضاحت کر دی، ان کے بارے میں بالیقین یہ کہنا درست ہے کہ وہ راحت پا گئی ہیں۔

4 ..... بَابُ فَضْلِ طُوْلِ الْعُمُرِ مَعَ حُسْنِ الْعَمَلِ وَفَضْلِ مَنْ مَّاتَ غَرِيْبًا
نیک عمل والی طویل عمر اور اجنبیت والی موت مرنے والے کی فضیلت کا بیان

(٢٩٩٧) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِی بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَحَسُنَ عَمَلُهُ.)) قَالَ: فَأَيُّ النَّاسِ شَرٌّ؟ قَالَ: ((مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَسَاءَ عَمَلُهُ.)) (مسند احمد: ٢٠٦٨٦)

''سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا: اے اللہ کے رسول! لوگوں میں سب سے بہتر آدمی کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی عمر طویل ہو اور عمل اچھا ہو۔'' اس نے پھر پوچھا: لوگوں میں سب سے برا آدمی کونسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی عمر طویل ہو اور عمل برا ہو۔''

فوائد: ......درج ذیل حدیثِ مبارکہ سے لمبی زندگی کی قیمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ: أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ بَلِيٍّ، وَهُوَ حَيٌّ مِنْ قُضَاعَةَ، قُتِلَ أَحَدُهُمَا فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَأُخِرَ الْآخَرُ بَعْدَهُ سَنَةً ثُمَّ مَاتَ، قَالَ طَلْحَةُ: فَرَأَيْتُ فِی الْمَنَامِ الْجَنَّةَ فُتِحَتْ، فَرَأَيْتُ الْآخَرَ مِنَ الرَّجُلَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَوَّلِ، فَتَعَجَّبْتُ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ، فَبَلَغْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَيْسَ قَدْ صَامَ بَعْدَهُ رَمَضَانَ، وَصَلّٰى بَعْدَهُ سِتَّةَ آلَافِ رَكْعَةٍ، وَكَذَا وَكَذَا رَكْعَةً لِصَلَاةِ السُّنَّةِ.)) (رواه البيهقی فی "الزهد": ٢/٧٣، وأخرج ابن ماجه: ٣٩٢٥، وابن حبان: ٢٤٦٦ نحوه، لكن أتم منه۔ وكذا رواه احمد: ١/ ١٦١، ١٦٣، الصحيحة: ٢٥٩١) ''طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قضاعہ کے بلی قبیلے کے دو آدمی تھے، ان میں ایک شہید ہو گیا اور دوسرا اس

(٢٩٩٧) تخريج: ......حديث حسن، وهذا اسناد فيه علی بن زيد بن جدعان أخرجه الترمذی: ٢٣٣٠ (انظر: ٢٠٤١٥، ٢٠٤٩١)

سے ایک سال بعد فوت ہوا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے خواب آیا کہ جنت کا دروازہ کھولا گیا اور بعد میں فوت ہونے والا، شہید ہونے والے سے پہلے جنت میں داخل ہوا، مجھے بڑا تعجب ہوا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے اس خواب کا تذکرہ کیا اور بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچا دی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا اس نے (ایک سال پہلے شہید ہونے والے کے بعد) رمضان کے روزے نہیں رکھے اور ایک سال کی (فرضی نمازوں کی) چھ ہزار اور اس سے زائد اتنی اتنی نفل رکعتیں ادا نہیں کیں؟''

اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کی خاطر جامِ شہادت نوش کرنا عظمتوں والا عمل ہے، جس سے کسی صورت میں بے رخی اختیار نہیں کی جا سکتی ہے، قطعی طور پر اس حدیث کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ جہاد کو ترک کر دیا جائے، اس حدیث سے نماز اور روزوں کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔ قابل غور بات ہے کہ ایک آدمی شہید ہوا اور دوسرا اس کی شہادت سے ایک سال بعد طبعی موت مر کر جنت میں پہلے پہنچ گیا، اس کی وجہ ایک رمضان کے روزے اور ایک سال کی فرضی و نفلی نمازیں ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ زندگی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، اس میں جس قدر ممکن ہو سکے صوم و صلاۃ جیسے اعمالِ صالحہ سرانجام دیئے جائیں اور جب جہاد کی ضرورت پڑے تو مال و جان کو خطرے میں ڈال دینے سے گریز نہ کیا جائے۔ اسلامی مہینہ کبھی (۲۹) دنوں کا ہوتا ہے اور کبھی (۳۰) دنوں کا، اگر سال کے چھ ماہ (۲۹، ۲۹) دنوں کے اور چھ ماہ (۳۰، ۳۰) دنوں کے تسلیم کر لیے جائیں تو سال کے کل (۳۵۴) دن بنتے ہیں، جبکہ ایک دن میں پانچ فرض نمازوں کی رکعتوں کی تعداد (۱۷) ہے، اس اعتبار سے ایک سال میں فرض نمازوں کی کل (۶۰۱۸) رکعتیں بنتی ہیں، لیکن مہینوں کے دنوں میں (۲۹) یا (۳۰) کی وجہ سے فرق آ سکتا ہے، اس لیے آپ ﷺ نے (۶۰۰۰) رکعتوں کا ذکر کیا ہے۔ اس حدیث سے برے آدمی کی زندگی کی نحوست کا اندازہ بھی ہو جانا چاہیے کہ جو دن بدن اللہ اور اس کے بندوں کا مقروض ہوتا جا رہا ہو، وہ قیامت کے دن کس چیز کے عوض یہ بار اتارے گا؟

(۲۹۹۸) عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَیْرِكُمْ؟)) قَالُوْا: نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((خِیَارُكُمْ أَطْوَلُكُمْ أَعْمَارًا وَأَحْسَنُكُمْ أَعْمَالًا .)) (مسند احمد: ۷۲۱۱)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں یہ نہ بتلا دوں کہ تم میں سب سے بہتر آدمی کون ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جن کی عمریں طویل ہوں اور وہ اچھے عمل کرنے والے ہوں۔''

(۲۹۹۸) تخریج: ……صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابن ابی شیبة: ۱۳/ ۲۵٤، والبزار: ۱۹۷۱، وابن حبان: ٤۸٤ (انظر: ۷۲۱۲)

(۲۹۹۹) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: إِذَا بَلَغَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ أَرْبَعِينَ سَنَةً آمَنَهُ اللّٰهُ مِنْ أَنْوَاعِ الْبَلَايَا مِنَ الْجُنُوْنِ وَالْبَرَصِ وَالْجُذَامِ، وَإِذَا بَلَغَ الْخَمْسِيْنَ لَيَّنَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِ حِسَابَهُ، وَإِذَا بَلَغَ السِّتِّيْنَ رَزَقَهُ اللّٰهُ إِنَابَةً، يُحِبُّهُ عَلَيْهَا، وَإِذَا بَلَغَ السَّبْعِيْنَ أَحَبَّهُ اللّٰهُ وَأَحَبَّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ وَإِذَا بَلَغَ الثَّمَانِيْنَ تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنْهُ حَسَنَاتِهِ وَمَحَا عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ، وَإِذَا بَلَغَ التِّسْعِيْنَ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ، وَسُمِّيَ أَسِيْرَ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ وَشُفِّعَ فِي أَهْلِهِ. (مسند احمد: ٥٦٢٦)

''امام ہیثمی نے کہا: بزار نے اس حدیث کو دو سندوں کے ساتھ مرفوعا روایت کیا ہے، ان میں سے ایک کے راوی ثقہ ہیں۔ ''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب مسلمان آدمی چالیس برس کی عمر کو پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جنون، پھلبہری اور کوڑھ سے محفوظ کر دیتا ہے، جب وہ پچاس سال کی عمر کو پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اس کا حساب نرم کر دیتا ہے، جب وہ ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ جاتا ہے تو اسے رجوع الی اللہ کی ایسی توفیق ملتی ہے کہ اللہ اس سے محبت کرتا ہے، جب وہ ستر سال کی عمر کو پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت کرتا ہے اور اہل آسمان بھی، جب اس کی عمر اسی سال ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیاں قبول کرتا ہے اور اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، اور جب اس کی عمر نوے سال ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے اور ''زمین میں اللہ کا قیدی'' اس کا نام رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے اہل وعیال کے حق میں اس کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔''

فوائد: ......''اللہ کا قیدی'' اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ موت کا منتظر پھر رہا ہوتا ہے، اِس وقت آئی یا اُس وقت آئی۔

(۳۰۰۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَتَتْ عَلَيْهِ سِتُّوْنَ سَنَةً، فَقَدْ أَعْذَرَ اللّٰهُ إِلَيْهِ فِي الْعُمُرِ.))

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کی عمر ساٹھ سال ہو جائے، اللہ تعالیٰ اس کا عمر کے بارے میں عذر ختم کر دے گا۔'' (مسند احمد: ٨٢٤)

فوائد: ....ساٹھ سال عمر پانے والے لوگوں کو متنبہ کیا جا رہا ہے کہ یہ عمر اتنا لمبا پیریڈ ہے کہ اس میں سبق حاصل کرنے والے اپنے انجام بخیر کے اسباب جمع کر سکتے ہیں۔ اگر کسی شخص کے پاس حج وعمرہ کے اسباب ہوں، لیکن اس نے اِس عمر تک یہ فریضہ ادا نہ کیا ہو تو اسے سب سے پہلے اسی فریضہ کی تکمیل کرنی چاہیے۔ اس حدیث سے یہ اشارہ

(۲۹۹۹) تخریج: ......اسناده ضعيف جدا لضعف فرج بن فضالة، ومحمدُ بن عامر لم نعرف من هو أخرجه مرفوعا البزار: ٣٥٨٧، وأبو يعلى: ٤٢٤٦، والبيهقي في "الزهد": ٦٤٢، روى هذا الحديث بطرق متعددة مختلفة لكن لايفرح بها (انظر: ٥٦٢٦)

(۳۰۰۰) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٦٤١٩ (انظر: ٧٧١٣)

بھی ملتا ہے کہ ساٹھ سال زندگی ختم ہونے کا مظنہ ہے، اس عمر کے بعد اچھے انداز میں موت کا انتظار ہونا چاہیے، ویسے بھی آپ ﷺ نے فرمایا: ((أَعْمَارُ أُمَّتِي مَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ إِلَى السَّبْعِيْنَ وَأَقَلُّهُمْ مَنْ يَجُوْزُ ذَالِكَ.)) (ترمذی:) یعنی: ''میری امت کی عمریں ساٹھ سے ستر برس کے درمیان درمیان ہیں، کم ہی لوگ ہیں جو اس مقدار سے تجاوز کریں گے۔''

بعض حکماء کا کہنا ہے: عمر کی چار قسمیں ہیں: (۱) بچپنہ، (۲) نوجوانی، (۳) ادھیڑ عمری (تیس سے پچاس سال تک) اور (۴) عمر رسیدگی (آخری عمر جو ساٹھ سے ستر برس تک ہوتی ہے)۔ اس کے بعد قوتوں میں نقص اور کمزوری شروع ہو جاتی ہے، جو دن بدن بڑھتی چلی جاتی ہے، اس وقت مسلمان کو چاہیے کہ وہ مکمل طور پر آخرت کی طرف متوجہ ہو جائے، کیونکہ اب نہ صرف قوت وطاقت کا لوٹنا محال ہو چکا ہوتا ہے، بلکہ موت کے علاوہ کسی اور چیز کی امید بھی ختم ہو چکی ہوتی ہے۔ لیکن اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ اس مقدار سے کم عمر پانے والے اللہ تعالیٰ کے ہاں معذور ہوں گے، کیونکہ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ اور ہوگا۔

(۳۰۰۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ: تُوُفِّيَ رَجُلٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((يَالَيْتَهُ مَاتَ فِي غَيْرِ مَوْلِدِهِ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ النَّاسِ: لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا تُوُفِّيَ فِي غَيْرِ مَوْلِدِهِ قِيْسَ لَهُ مِنْ مَوْلِدِهِ، إِلٰى مُنْقَطَعِ أَثَرِهِ فِي الْجَنَّةِ)) (مسند احمد: ٦٦٥٦)

''سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مدینہ میں ایک شخص فوت ہوگیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا: ''کاش کہ یہ آدمی اپنے جائے پیدائش کے علاوہ کہیں اور فوت ہوتا۔'' ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی کسی دوسرے شہر میں فوت ہوتا ہے تو اس کے شہر سے مقامِ وفات تک کے برابر جگہ اسے جنت میں عطا کی جاتی ہے۔''

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پردیس کی موت قابل افسوس نہیں بلکہ میت کے حق میں بہتر ہے۔

5 ..... بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُحْتَضَرِ وَتَلْقِيْنِهِ كَلِمَةَ التَّوْحِيْدِ وَحُضُوْرِ الصَّالِحِيْنَ عِنْدَهُ وَعَرَقِ جَبِيْنِهِ

قریب الموت کو کلمۂ توحید کی نصیحت کرنا، اس کے پاس نیک لوگوں کا حاضر ہونا اور اس کی پیشانی کا پسینہ، ان امور کا بیان

(۳۰۰۲) عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ

''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(۳۰۰۱) تخریج: ......اسناده ضعيف، حيى بن عبد الله المعافرى ضعيف أخرجه النسائى: ٤/ ٧، وابن ماجه: ١٦١٤ (انظر: ٦٦٥٦)

(۳۰۰۲) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٩١٦، وأبو داود: ٣١١٧ (انظر: ١٠٩٩٣)

قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ قَوْلَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)) (مسند احمد: ۱۱۰۰۶)

نے فرمایا: ''اپنے قریب الموت لوگوں کو ''لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کی تلقین کیا کرو۔''

فوائد: ......سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَإِنَّ نَفْسَ الْمُؤْمِنِ تَخْرُجُ رَشْحًا، وَنَفْسُ الْكَافِرِ تَخْرُجُ مِنْ شِدْقِهِ كَمَا تَخْرُجُ نَفْسُ الْحِمَارِ.)) (المعجم الكبير للطبراني: ۳/ ۷۷/ ۱، الصحيحة: ۲۱۵۱) یعنی: ''قریب الموت لوگوں کو ''لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کی تلقین کیا کرو، مؤمن کا نفس پسینے کے ٹپکنے کی طرح نکلتا ہے جبکہ کافر کا نفس گدھے کے سانس لینے کی طرح اس کی باچھوں سے نکلتا ہے۔''

معلوم ہوا کہ قریب الموت لوگوں کو ''لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کی تلقین کرنی چاہیے۔عوام الناس میں مشہور کر دیا گیا ہے کہ قریب المرگ آدمی کے پاس بیٹھ کر کلمہ پڑھنا چاہیے، اسے تلقین نہیں کرنی چاہیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تلقین قبول کرنے سے انکار کر دے۔ یہ محض عوامی خیال اور تکلّف ہے، جو حدیث کے متصادم ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ثابت قدمی اور استقامت نصیب کرتا ہے، حدیث کے واضح الفاظ موجود ہیں کہ ایسے لوگوں کو تلقین کی جائے۔

اگر عوام کا یہ خیال درست ہی سمجھا جائے تو ایسا شخص کلمہ پڑھنے والوں کو یہ بھی تو کہہ سکتا ہے کہ تم لوگوں نے کیا شور برپا کر رکھا ہے۔ اس صورت میں بھی اس کا انکار لازم آئے گا۔ دراصل اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو ایسی تلقین قبول کرنے کی توفیق سے نوازتا ہے، ہمیں چاہیے کہ ہم حدیث پر عمل کریں، ان شاء اللہ اس کے عمدہ نتائج برآمد ہوں گے۔

(۳۰۰۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ لِطَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَالِي أَرَاكَ شَعِثْتَ وَاغْبَرَرْتَ مُنْذُ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، لَعَلَّكَ سَائَكَ يَا طَلْحَةُ! إِمَارَةُ ابْنِ عَمِّكَ؟ قَالَ: مَعَاذَ اللّٰهِ، إِنِّي لَأَجْدَرُكُمْ أَنْ لَا أَفْعَلَ ذَالِكَ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنِّيْ لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَا يَقُوْلُهَا أَحَدٌ عِنْدَ حَضْرَةِ الْمَوْتِ إِلَّا وَجَدَ رُوْحُهُ لَهَا رَوْحًا، حِيْنَ يَخْرُجُ مِنْ جَسَدِهِ، وَكَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.)) فَلَمْ أَسَأَلْ

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے سنا کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سیّدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھ رہے تھے: کیا بات ہے کہ جس دن سے رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا ہے آپ پراگندہ پراگندہ اور غبار آلود سے ہو کر رہتے ہیں۔ کہیں آپ کو اپنے چچیرے بھائی (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کا امیر بننا ناگوار تو نہیں گزرا؟ سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی پناہ! میں تو تم سے بھی زیادہ لائق ہوں کہ اس طرح نہ کروں، (مجھے یہ بات کیوں ناگوار گزرے)۔ بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ''میں ایک کلمہ جانتا ہوں، جو شخص وفات کے وقت اسے پڑھ لیتا ہے تو اس کی روح جسم سے نکلتے ہی رحمت و راحت پا لیتی ہے، نیز وہ کلمہ اس

(۳۰۰۳) تخريج: ......حديث صحيح بطرقه أخرجه ابن ماجه: ۳۷۹۶، والنسائي: ۱۱۰۱ (انظر: ۱۸۷، ۱۳۸٤)

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، وَلَمْ يُخْبِرْنِيْ بِهَا، فَذَاكَ الَّذِي دَخَلَنِي، قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: فَأَنَا أَعْلَمُهَا، قَالَ: فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ فَمَا هِيَ؟ قَالَ: هِيَ الْكَلِمَةُ الَّتِي قَالَهَا لِعَمِّهِ (لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)) قَالَ طَلْحَةُ: صَدَقْتَ۔ (مسند احمد: ۱۸۷)

کے لیے قیامت کے دن نور کا باعث ہوگا۔'' مگر افسوس کہ میں آپ ﷺ سے اس کلمہ کے متعلق نہ پوچھ سکا کہ وہ کونسا ہے اور نہ آپ ﷺ نے مجھے اس کے بارے میں بیان کیا۔اس چیز نے مجھے غمزدہ کر رکھا ہے۔سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں وہ کلمہ جانتا ہوں۔ یہ سن کر سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کا شکر، وہ کلمہ کون سا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ وہ کلمہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا (ابوطالب) پر پیش کیا تھا، یعنی ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔'' انھوں نے کہا: آپ نے سچ کہا۔''

(۳۰۰٤)(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ) قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: أَنَا أُخْبِرُكَ بِهَا، هِيَ الْكَلِمَةُ الَّتِي أَرَادَ بِهَا عَمَّهُ شَهَادَةُ (أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)۔ قَالَ: فَكَأَنَّمَا كُشِفَ عَنِّي غِطَاءٌ، قَالَ: صَدَقْتَ، لَوْ عَلِمَ كَلِمَةً هِيَ أَفْضَلُ مِنْهَا لَأَمَرَهُ بِهَا۔ (مسند احمد: ۲۵۲)

''(دوسری سند) سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ کو وہ کلمہ بتاتا ہوں، یہ وہ کلمہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا سے بھی کہلوانا چاہا تھا، یعنی اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ سن کر سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: گویا مجھ سے پردہ چھٹ گیا۔آپ درست کہہ رہے ہیں، اگر آپ ﷺ کے نزدیک کوئی اور کلمہ اس سے افضل ہوتا تو اس کے پڑھنے کا حکم فرماتے۔''

(۳۰۰٥)(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) عَنْ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ ابْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ رضی اللہ عنہ، أَنَّ عُمَرَ رضی اللہ عنہ رَآهُ (يَعْنِي رَأَى طَلْحَةَ) كَئِيْبًا، فَقَالَ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ! لَعَلَّكَ سَاءَ تْكَ إِمْرَةُ ابْنِ عَمِّكَ يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ؟ قَالَ: لَا، وَأَثْنَى عَلَى أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ، وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَا يَقُوْلُهَا عَبْدٌ عِنْدَ مَوْتِهِ إِلَّا فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَتَهُ وَأَشْرَقَ لَوْنَهُ.)) فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ۱۳۸٦)

''(تیسری سند) سیّدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے غمگین دیکھ کر پوچھا: ابومحمد! کیا بات ہے؟ کیا آپ کو اپنے چچا زاد بھائی سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امارت ناگوار گزری ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ پھر انھوں نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تعریف کی اور کہا کہ میری پریشانی کا سبب یہ ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ''میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ جو آدمی فوت ہوتے وقت وہ کلمہ پڑھ لیتا، اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف دور کر دیتا ہے اور اس کا رنگ نکھر آتا ہے،......'' الحدیث۔

(۳۰۰٤)تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(۳۰۰٥)تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

فوائد: ......سیّدنا ابو بکر صدیق اور سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہما کا نسب ان کی تیسری پشت عمرو بن کعب میں مل جاتا تھا، اس لیے وہ ایک دوسری کے چچازاد بھائی لگتے تھے۔ سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کی پریشانی سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام آخرت کے معاملے میں کتنے فکر مند رہتے تھے۔ اس ضمن میں درج ذیل حدیث بھی قابل توجہ ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَكْثِرُوْا مِنْ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَبْلَ أَنْ يُّحَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا وَلَقِّنُوْهَا مَوْتَاكُمْ.)) (مسند أبو يعلى: ۱۱/۸/۶۱۴۷، الكامل لابن عدى: ۲۰۴/ ۲، والحديث فى صحيح مسلم و غيره بلفظ : ((ولقنوا موتاكم لا اله الا الله .)) یعنی: ''اللہ تعالیٰ کے معبودِ برحق ہونے کی گواہی کثرت سے دیتے رہا کرو، قبل اس کے کہ تمھارے اور اس کے مابین کوئی رکاٹ حائل ہو جائے اور قریب الموت لوگوں کو اس کی تلقین کیا کرو۔''

مختلف احادیث سے اس کلمے کے فضائل ثابت ہوتے ہیں، مثلا: جنت میں داخل کرنا، جہنم سے آزاد کرنا، شرک سے پاک کرنا۔ وغیرہ اس حدیثِ مبارکہ میں ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کا زندگی میں کثرت سے ذکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے، تاکہ مسلمان اس ذکر کے عظیم ثواب سے محروم نہ رہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ معلوم نہیں کہ آیا موت کے وقت کلمۂ شہادت کا موقع ملتا ہے یا نہیں، اس لیے موت سے پہلے ہی آخرت کی مکمل تیاری کر لینی چاہیے۔ قارئین کرام! آپ نے دیکھا ہوگا کہ کئی افراد حادثات اور بعض بیماریوں کی وجہ سے اچانک لقمۂ اجل بن جاتے ہیں اور بعض افراد ہمارے سامنے مر رہے ہوتے ہیں، لیکن وہ یہ کلمہ ادا نہیں کر رہے ہوتے۔ سچ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ایسے مراحل عبور کرنے سے پہلے ہی توشۂ آخرت تیار کر لینا چاہیے، حدیث کے دوسرے حصے میں قریب الموت آدمی کو کلمۂ توحید کی تلقین کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(۳۰۰۶) عَنْ كَثِيْرِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لَنَا مُعَاذٌ فِي مَرَضِهِ: قَدْ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا كُنْتُ أَكْتُمُكُمُوْهُ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)) (مسند احمد: ۲۲۳۸۴)

''کثیر بن مرہ کہتے ہیں: سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے مرض الموت کے دوران ہم سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک بات سنی تھی، جسے میں اب تک تم سے چھپاتا رہا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''جس آدمی کا آخری کلام ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' ہوگا، اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔''

(۳۰۰۷) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(۳۰۰۶) تخريج: ......حديث صحيح- أخرجه أبوداود: ۳۱۱۶، وابن ماجه: ۳۷۹۶ (انظر: ۲۱۹۹۸، ۲۲۱۲۷)

(۳۰۰۷) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط مسلم أخرجه أبويعلى: ۳۵۱۲، والضياء فى "المختارة": ۱۶۴۰، والبزار: ۷۸۷ (انظر: ۱۲۵۴۳، ۱۳۸۲۶)

اللّٰهِ ﷺ عَادَ رَجُلاً مِنَ الْأَنْصَارِ (وَفِي رِوَايَةٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ) فَقَالَ: ((يَا خَالُ! قُلْ لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.)) فَقَالَ: أَخَالٌ أَمْ عَمٌّ؟ فَقَالَ: ((لَا بَلْ خَالٌ.)) قَالَ: فَخَيْرٌ لِي أَنْ أَقُولَ لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ؟)) فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ: ((نَعَمْ.)) (مسند احمد: ١٢٥٩١)

ایک انصار یا بنونجار کے ایک آدمی کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''ماموں جان! کہو ''لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔'' اس نے کہا: ماموں یا چچا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''چچا نہیں، بلکہ ماموں۔'' اس نے پوچھا: کیا ''لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' پڑھنا میرے حق میں بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں''۔

فوائد: ......آپ ﷺ نے اس شخص کو ماموں کہا تھا کیونکہ اس کا تعلق بنونجار سے تھے اور بنونجار آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب کے ماموں تھے۔

(٣٠٠٨) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ غُلَامًا يَهُودِيًّا كَانَ يَضَعُ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَضُوءَهُ وَيُنَاوِلُهُ نَعْلَيْهِ؟ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَدَخَلَ عَلَيْهِ وَأَبُوهُ قَاعِدٌ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا فُلَانُ! قُلْ لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.)) فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ، فَسَكَتَ أَبُوهُ، فَأَعَادَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ، فَقَالَ أَبُوهُ: أَطِعْ أَبَا قَاسِمٍ، فَقَالَ الْغُلَامُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ۔ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَخْرَجَهُ بِي مِنَ النَّارِ)) (مسند احمد: ١٢٨٢٣)

''سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا نبی کریم ﷺ کے لیے وضو کا پانی رکھ دیا کرتا اور آپ ﷺ کے جوتے اٹھا کر لا دیتا تھا، وہ بیمار پڑ گیا، آپ ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے جبکہ اس کا والد اس کے سرہانے بیٹھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے بچے سے فرمایا: ''اے فلاں! کہو ''لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔'' اس نے اپنے والد کی طرف دیکھا اور اس کا والد خاموش رہا، آپ ﷺ نے اپنی بات دوہرائی۔ اس نے پھر اپنے والد کی طرف دیکھا، اس دفعہ اس کے والد نے کہا: ابو القاسم ﷺ کی بات مان لو۔ یہ سن کر بچے نے کہا: ''أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ'' (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں.) جب آپ ﷺ وہاں سے نکلے تو فرما رہے تھے: ''اللہ کا شکر ہے، جس نے اسے میرے سبب سے جہنم سے بچا لیا۔''

فوائد: ......سیدنا صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک یہودی لڑکے کے پاس گئے، جبکہ وہ بیمار تھا، آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔

(٣٠٠٨) تخريج: ......حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف، مؤمل سيىء الحفظ لكنه متابع أخرجه البخاري: ١٣٥٦، ٥٦٥٧ (انظر: ١٢٧٩٢، ١٣٩٧٧)

آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''کیا تو یہ شہادت بھی دیتا ہے کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ پھر وہ فوت ہوگیا اور آپ ﷺ اور مسلمان اس کے ذمہ دار بنے اور اس کو غسل دیا اور دفن کیا۔ (معجم کبیر طبرانی)

ہمیں بھی آپ ﷺ کے عظیم اخلاق سے سبق حاصل کرنا چاہیے، آج کل کئی مسلمانوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ جس مسلک والے کو صحیح منہج کا پیروکار نہیں سمجھتے، اس سے ملنا اور مصافحہ کرنے تک کو گوارا نہیں کرتے، بلکہ جس کو ایسے مسلک والوں کے ساتھ ساتھ ملتا اور ہنستا ہوا پاتے ہیں، اس پر فتوی بازی شروع کر دیتے ہیں، مثال کے طور پر یہ عبارت سٹکر پر پرنٹ کروا کر اس کی تشہیر کروائی گئی: ''جب تو کسی مرزئی سے ملتا ہے تو گنبدِ خضری میں دلِ مصطفیٰ کا دل دکھتا ہے''۔ کسی یہودی اور عیسائی وغیرہ کو ملنا تو گوارہ کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان مسلمانوں نے آپ ﷺ کے ساتھ محبت کی بنا پر ایسا رویہ اختیار کر رکھا ہے، لیکن یہ سلوک نبی کریم ﷺ کا نہیں تھا، ہمارے اپنے فہم اور جہالت کا نتیجہ ہے۔ کسی غیر مسلم کو ملنے، اس کی عیادت کرنے، اس کو کھلانے پلانے یا اس کے ہاں کھانے پینے سے ہمارا مقصود یہ ہونا چاہیے کہ ہم اسلام کا اخلاق پیش کر رہے ہیں، تاکہ وہ متاثر ہو کر دائرۂ اسلام میں داخل ہو جائیں، یہ مقصد نہیں ہوتا کہ ہم ان کے منہج کے ساتھ راضی ہو گئے ہیں۔ کیا آج ہمارے ہاں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ ہم کسی غیر مسلم کی تیمارداری کریں یا کسی انداز میں ان کی ضروریات پوری کریں، جبکہ نبی کریم ﷺ تو اسلام کے بدترین دشمن یہودی کی عیادت کے لیے تشریف لے جا رہے ہیں۔

(۳۰۰۹) عَنْ زَاذَانَ أَبِي عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ لُقِّنَ عِنْدَ الْمَوْتِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، دَخَلَ الْجَنَّةَ.)) (مسند احمد: ۱۵۹۸۹)

''ابوعمر زاذان کہتے ہیں: مجھ سے ایک ایسے آدمی نے بیان کیا جس نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا: ''جس آدمی کو اس کی وفات کے وقت ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کی تلقین کر دی گئی وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔''

(۳۰۱۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: أَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْضَ بَنَاتِهِ وَهِيَ تَجُوْدُ بِنَفْسِهَا، فَوَقَعَ عَلَيْهَا فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهُ حَتّٰى قُبِضَتْ، قَالَ: فَرَفَعَ رَأْسَهُ وَقَالَ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، الْمُؤْمِنُ بِخَيْرٍ، تُنْزَعُ نَفْسُهُ مِنْ بَيْنَ جَنْبَيْهِ وَهُوَ يَحْمَدُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ.)) (مسند احمد: ۲۷۰۴)

''سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ایک (نواسی) بیٹی کے پاس تشریف لے گئے، اس کی روح نکل رہی تھی، آپ ﷺ اس کے اوپر جھک گئے اور اس کی روح قبض ہونے تک اپنا سر اوپر نہ اٹھایا۔ پھر آپ ﷺ نے سر اوپر اٹھایا اور فرمایا: ''ساری تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، مومن بھلائی میں ہی ہوتا ہے۔ اس کے پہلوؤں سے اس کی روح قبض کی جا رہی ہوتی ہے، جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کر رہا ہوتا ہے۔''

(۳۰۰۹) تخريج: ......صحيح لغيره (انظر: ۱۵۸۹٤)

(۳۰۱۰) تخريج: ......حديث حسن۔ أخرجه الترمذي في ''الشمائل'': ۳۱۸، وابن ابي شيبة: ۳/ ۳۹٤، وعبد بن حميد: ۵۹۳ (انظر: ۲٤۱۲، ۲٤۷۵)

فوائد: ......یہ نواسی کون تھی؟ اس کی وضاحت ''ابواب البکاء'' کے باب ''نوحہ کے بغیر رونے کی رخصت کا بیان'' میں آئے گی۔

(۳۰۱۱) عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ (الْأَسْلَمِي) عَنْ أَبِيهِ ؓ أَنَّهُ كَانَ بِخُرَاسَانَ فَعَادَ أَخًا لَهُ وَهُوَ مَرِيضٌ فَوَجَدَهُ بِالْمَوْتِ ، وَإِذَا هُوَ يَعْرَقُ جَبِينُهُ ، فَقَالَ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَوْتُ الْمُؤْمِنِ بِعَرَقِ الْجَبِيْنِ .)) (مسند احمد: ۲۳۴۱۰)

''سیّدنا بریدہ اسلمی ؓ خراسان میں تھے، وہاں وہ اپنے ایک بیمار بھائی کی عیادت کے لیے گئے، جبکہ وہ فوت ہونے والا تھا اور اس کی پیشانی پسینہ آلود تھی، یہ دیکھ کر انھوں نے کہا: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''مومن کی موت اس کی پیشانی کے پسینے کے ساتھ ہوتی ہے۔''

(۳۰۱۲)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَمُوْتُ بِعَرَقِ الْجَبِيْنِ۔ (مسند احمد: ۲۳۳۵۲)

''(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مومن پیشانی کے پسینہ کے ساتھ فوت ہوتا ہے۔''

فوائد: ......اس موقع پر پسینہ آنے کی درج ذیل تین وجوہات بیان کی گئی ہیں:

(۱) مومن کے گناہوں کو مٹانے یا اس کے درجوں کو بلند کرنے کے لیے موت کے مراحل سخت ہو جاتے ہیں، جن کی وجہ سے اس کے چہرے پر پسینہ آ جاتا ہے۔

(۲) یہ خیر کی علامت ہوتی ہے۔

(۳) مومن کی موت کے وقت جب اسے خوشخبری دی جاتی ہے تو وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے سامنے شرمندگی اور شرم محسوس کرتا ہے، جس کی وجہ سے پیشانی پسینہ آلود ہو جاتی ہے۔ ملاحظہ ہو: (تحفة الاحوذی: ۲/ ۱۲۸)

بہرحال اگر کسی مسلمان کی موت کے وقت اس کی پیشانی پر پسینہ دکھائی نہیں دیتا تو اس کا یہ مفہوم نہیں کہ وہ مومن نہیں ہے۔

(۳۰۱۳) عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ:

''سیّدنا ابو سعید خدری ؓ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ

(۳۰۱۱) تخریج: ......حديث صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۴۵۲ ، والترمذی: ۹۸۲ ، والنسائی: ٤/ ٥ (انظر: ۲۲۹٦٤ ، ۲۳۰۲۲)

(۳۰۱۲) تخریج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(۳۰۱۳) تخریج: ......رجاله ثقات غير فليح بن سليمان الخزاعی ، فقد تكلم بعض الائمة فی حفظه ، وضعفه يحيی بن معين ، والنسائی ، وابوداود ، وقال الساجی: هو من أهل الصدق ، وكان يهم ، وقال الدارقطنی: مختلف فيه ولا بأس به ، وقال الحافظ فی "التقريب": صدوق ، كثير الخطأ أخرجه ابن حبان: ۳۰۰٦ ، والحاكم: ۱/ ۳۵۷ ، والبيهقی: ٤/ ٧٤ (انظر: ۱۱٦۲۸)

لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُنَّا نُؤْذِنُهُ لِمَنْ حُضِرَ مِنْ مَوْتَانَا فَيَأْتِيْهِ قَبْلَ أَنْ يَمُوْتَ، فَيَحْضُرُهُ وَيَسْتَغْفِرُ لَهُ وَيَنْتَظِرُ مَوْتَهُ، قَالَ فَكَانَ ذٰلِكَ رُبَّمَا حَبَسَهُ الْحَبْسَ الطَّوِيْلَ فَشَقَّ عَلَيْهِ، قَالَ: فَقُلْنَا: أَرْفَقُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنْ لَا نُؤْذِنَهُ بِالْمَيِّتِ حَتّٰى يَمُوْتَ، قَالَ: فَكُنَّا إِذَا مَاتَ مِنَّا الْمَيِّتُ، آذَنَّاهُ بِهِ فَجَاءَ فِي أَهْلِهِ فَاسْتَغْفَرَ لَهُ وَصَلّٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ إِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يَشْهَدَهُ، اِنْتَظَرَ شُهُوْدَهُ وَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يَنْصَرِفَ اِنْصَرَفَ، قَالَ: فَكُنَّا عَلٰى ذَالِكَ طَبَقَةً أُخْرٰى، قَالَ: فَقُلْنَا: أَرْفَقُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَحْمِلَ مَوْتَانَا إِلَى بَيْتِهِ وَلَا نُشْخِصَهُ وَلَا نُعَنِّيَهِ، قَالَ: فَقُلْنَا ذَالِكَ فَكَانَ الْأَمْرُ۔(مسند احمد: ١١٦٥١)

''ہجرت کر کے مدینہ منورہ'' تشریف لائے، تو ہم میں سے جب کسی آدمی کی وفات کا وقت قریب آتا تو ہم آپ ﷺ کو اطلاع کرتے اور آپ ﷺ اس کی وفات سے پہلے ہی تشریف لے آتے اور اس کے پاس ٹھہرے رہتے، اس کے حق میں مغفرت کی دعائیں کرتے رہتے اور اس کی وفات کا انتظار کرتے، بسا اوقات اس سلسلہ میں آپ ﷺ کو کافی دیر ہو جاتی اور یہ معاملہ آپ ﷺ پر شاق گزرتا۔ اس کے بعد ہم نے سوچا کہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو وفات سے پہلے اطلاع نہ کیا کریں۔ پس بعدازاں ایسے ہوتا کہ جب ہم میں سے کوئی فوت ہو جاتا تو پھر ہم آپ ﷺ کو اس کی اطلاع دیتے۔ پس آپ ﷺ اس کے اہل و عیال کے ہاں تشریف لا کر اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے اور نماز جنازہ پڑھاتے، اس کے بعد اگر مناسب سمجھتے تو دفن تک ٹھہر جاتے اور مناسب سمجھتے تو پہلے ہی تشریف لے جاتے۔ سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک عرصہ تک یہی طریقہ جاری رہی، اس کے بعد ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے آسانی اس میں ہے کہ ہم میت کو آپ ﷺ کے گھر اٹھا کر لے جایا کریں اور آپ ﷺ کو گھر سے نہ نکالا کریں اور (اہل میت کے گھر آنے کی) تکلیف نہ دیا کریں۔''

فوائد: ...... یہ حقائق ہمیں بھی سمجھنے چاہئیں کہ آج کل بعض اہل علم کے بارے میں عوام کی عقیدت زیادہ ہوتی ہے، اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ لوگوں دم کروانے کے لیے ان کو ترجیح دیتے ہیں، نمازِ جنازہ کے لیے ان ہی کا انتخاب کرتے ہیں اور نکاح اور دوسری دعوتوں میں بھی ان کی شرکت کو ضروری سمجھ لیا جاتا ہے، جبکہ ایک علاقے میں اس قسم کا عالم ایک ہی ہوتا ہے، اب وہ کیا کرے اور کیا نہ کرے، کس کو چھوڑے اور کس کو نہ چھوڑے، جبکہ اس نے زندگی بھی گزارنی ہے اور اپنے بیوی بچوں کا نظام بھی چلانا ہے، اس لیے اگر بعض اوقات ایسے لوگ ہماری خواہش کی تکمیل نہ کر سکیں تو ان کے بارے میں نرم رویہ ہونا چاہیے اور ان کے خلاف زبان کھولنے سے محفوظ رہنا چاہیے۔ یہی معاملہ رات کو خطاب کرنے والے اہل علم اور خطباء کا ہے کہ عوام تقریر کے لیے وقت لیتے اتنا اصرار کرتے ہیں کہ چار و ناچار ہاں میں ہاں ملانا پڑتی

ہے، لیکن بعد میں ایسی مجبوریاں کھڑی ہو جاتی ہیں کہ وہ پہنچ نہیں پاتے، ایسی صورت میں دیکھا یہ گیا ہے کہ عوام آگ بگولا ہو کر اس خطیب کی مخالفت میں برس پڑتے ہیں، بلکہ بسا اوقات اس پر کیس بھی کر دیتے ہیں اور اپنی کانفرنس کے خرچے کا مطالبہ کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ روحِ اسلام سے دور ہیں اور اس سے غافل ہیں کہ اِن اہل علم کا ان پر کیا حق ہے اور ان کا ان کے بارے میں کیا رویّہ ہونا چاہیے۔

6 ..... بَابُ قِرَاءَ ةِ ﴿ يٰس ﴾ عِنْدَ الْمُحْتَضَرِ وَمَا جَاءَ فِيْ شِدَّةِ الْمَوْتِ وَنَزْعِ الرُّوْحِ وَتَغْمِيْضِ عَيْنَيِ الْمَيِّتِ وَالدُّعَاءِ لَهُ

قریب الموت کے پاس سورۂ یٰس کی تلاوت کرنے، شدتِ موت، روح کے عالَم نزع میت کی آنکھیں بند کرنے اور اس کے لیے دعا کرنے کا بیان

(٣٠١٤) عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا أَبُوْ الْمُغِيْرَهِ ثَنَا صَفْوَانُ حَدَّثَنِي الْمَشْيَخَةُ، أَنَّهُمْ حَضَرُوْا غُضَيْفَ بْنَ الْحَارِثِ الثُّمَالِيَّ حِيْنَ اشْتَدَّ سَوْقُهُ، فَقَالَ: هَلْ مِنْكُمْ أَحَدٌ يَقْرَأُ يٰس؟ قَالَ: فَقَرَأَهَا صَالِحُ بْنُ شُرَيْحٍ السَّكُوْنِيُّ، فَلَمَّا بَلَغَ أَرْبَعِيْنَ مِنْهَا قُبِضَ، قَالَ: فَكَانَ الْمَشْيَخَةُ يَقُوْلُوْنَ إِذَا قُرِئَتْ عِنْدَ الْمَيِّتِ خُفِّفَ عَنْهُ بِهَا، قَالَ صَفْوَانُ وَقَرَأَهَا عِيْسَى بْنُ الْمُعْتَمِرِ عِنْدَ ابْنِ مَعْبَدٍ۔ (مسند احمد: ١٧٠٩٤)

''صفوان کہتے ہیں: مجھے بزرگوں نے بیان کیا کہ وہ غضیف بن حارث ثمالی کے ہاں گئے، جبکہ (وہ عالَم نزع میں تھے اور) روح کے نکلنے میں شدت تھی، ایک بندے نے کہا: کیا تم میں سے کوئی سورۂ یٰسین پڑھ سکتا ہے؟ جواباً صالح بن شریح سکونی نے سورۂ یٰس کی تلاوت کی اور ابھی تک وہ چالیسویں آیت تک پہنچے تھے کہ ان کی روح قبض ہو گئی۔ اسی لیے اہل علم کہا کرتے تھے کہ جب یہ سورت کسی قریب الموت پر پڑھی جاتی ہے تو اس پر اس کی وجہ سے تخفیف کر دی جاتی ہے۔ صفوان کہتے ہیں کہ عیسیٰ بن معتمر نے ابن معبد پر پڑھی تھی۔''

فوائد: ...... احادیثِ صحیحہ میں مریض، قریب الموت یا میت کے پاس اس کے حق میں دعائیں کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

(٣٠١٥) عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يٰس قَلْبُ الْقُرْآنِ، لَا يَقْرَؤُهَا رَجُلٌ يُرِيْدُ اللّٰهَ تَعَالَى وَالدَّارَ

''سیّدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورۂ یٰس قرآن مجید کا دل ہے، جو آدمی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور آخرت کی کامیابی کے لیے اس کی تلاوت کرتا

(٣٠١٤) تخريج: ...... أثر اسناده حسن (انظر: ١٦٩٦٩)

(٣٠١٥) تخريج: ...... اسناده ضعيف لجهالة الرجل وأبيه، وسمى فى رواية بأبى عثمان، ولا يعرف أخرجه النسائى فى "عمل اليوم والليلة": ١٠٧٥، والطبرانى: ٢٠/ ٥١١۔ وأخرجه أبوداود: ٣١٢١، وابن ماجه: ١٤٤٨ مختصرا بلفظ: ((اقرءوها على موتاكم.)) يعنى يس۔ (انظر: ٢٠٣٠٠، ٢٠٣٠١)

بِأَبِيْكِ مَا لَيْسَ اللّٰهُ بِتَارِكٍ مِنْهُ أَحَدًا لِمُوَافَاةِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) (مسند احمد: ۱۲٤٦۱)

فوائد: ......آپ ﷺ کے فرمان کا یہ مفہوم ہے: بیٹی صبر کرو، میں جس مصیبت میں ہوں، کوئی بھی اس سے مستثنی نہیں ہے، کیونکہ دار الفنا سے آخرت کی طرف منتقل ہونے کا یہی ایک ذریعہ ہے اور آخرت سے بھی کوئی چھٹکارا نہیں ہے۔

(۳۰۲۲) عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا حَضَرْتُمْ مَوْتَاكُمْ فَأَغْمِضُوْا الْبَصَرَ، فَإِنَّ الْبَصَرَ يَتْبَعُ الرُّوْحَ، وَقُوْلُوْا خَيْرًا، فَإِنَّهُ يُؤَمَّنُ عَلٰى مَا قَالَ أَهْلُ الْبَيْتِ.)) (مسند احمد: ۱۷۲٦٦)

''سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اپنے موت شدہ افراد کے پاس آؤ تو ان کی آنکھیں بند کر دیا کرو، کیونکہ نظر روح کا پیچھا کرتی ہے اور خیر والی بات کیا کرو کیونکہ گھر والے اس وقت جو کچھ کہتے ہیں، اس پر آمین کہی جاتی ہے۔''

فوائد: ......''خیر والی بات'' سے مراد دعا و استغفار کرنا ہے، جیسا کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سیّدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو ان کی آنکھیں پھٹ چکی تھیں، آپ ﷺ نے ان کو بند کیا اور فرمایا: ''جب روح قبض کی جاتی ہے تو آنکھ اس کا پیچھا کرتی ہے۔'' اتنے میں لوگ چیخ و پکار کرنے لگے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے حق میں بد دعا نہ کرو، خیر کی بات کرو، کیونکہ فرشتے تمہاری بات پر آمین کہتے ہیں، پھر آپ ﷺ نے یہ دعا کی: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِيْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّيْنَ وَاخْلُفْهُ فِيْ عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِيْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ، وَافْسَحْ لَهُ فِيْ قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيْهِ.)) یعنی: ''اے اللہ! تو ابو سلمہ کو بخش دے، مہدیین میں اس کا درجہ بلند کر دے، اس کی باقی ماندہ اولاد میں اس کا جانشیں بن جا، اے رب العالمین ہمیں اور اس کو بخش دے اور اس کی قبر میں وسعت پیدا فرما اور اس میں اس کے لیے نور پیدا فرما دے۔'' (صحیح مسلم)

''آنکھیں بند کر دیا کرو'' یعنی کوئی آدمی ابھی ابھی فوت ہوا ہے تو اس کے پاس آؤ تو اس کی آنکھیں بند کر دو یا پھر مطلب یہ ہے کہ قریب الموت کے پاس آؤ تو فوت ہونے پر اس کی آنکھیں بند کر دو۔ (عبداللہ رفیق)

(۳۰۲۲) تخريج: ......حديث صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف، لضعف قزعة بن سويد الباهلي أخرجه ابن ماجه: ۱٤۵۵ (انظر: ۱۷۱۳٦)

7 ..... بَابُ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ قَبْضَ عَبْدٍ بِاَرْضٍ يَجْعَلُ لَهُ فِيهَا حَاجَةً

اس کا بیان کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی روح کسی علاقے میں قبض کرنے کا فیصلہ کرتا ہے تو اس کے لیے اس میں کوئی ضرورت بنا دیتا ہے

وَمَا جَاءَ فِي مَوْتِ الْفُجَاْءَةِ

نیز اچانک موت کا بیان

(۳۰۲۳) عَنْ مَطَرِ بْنِ عُكَامِسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قَضَى اللّٰهُ مِيتَةَ عَبْدٍ بِأَرْضٍ جَعَلَ لَهُ إِلَيْهَا حَاجَةً .)) (مسند احمد: ۲۲۳۳۲)

''سیّدنا مطر بن عکامس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو کسی علاقے میں موت دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لیے اس علاقے کی طرف کوئی حاجت بنا دیتا ہے (اور وہ اس کے بہانے وہاں پہنچ جاتا ہے)۔''

(۳۰۲٤)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُقَدَّرُ لِأَحَدٍ يَمُوْتُ بِأَرْضٍ إِلَّا حُبِّبَتْ إِلَيْهِ وَجُعِلَ لَهُ إِلَيْهَا حَاجَةٌ .)) (مسند احمد: ۲۲۳۳۳)

''(دوسری سند) اس میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی آدمی کے لیے کسی علاقے میں وفات کا فیصلہ کر لیا جاتا ہے تو اس کو اس آدمی کا پسندیدہ علاقہ بنا دیا جاتا ہے اور اسے اس کی طرف کوئی ضرورت پیش آ جاتی ہے۔''

(۳۰۲۵) عَنْ أَبِي عَزَّةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِذَا أَرَادَ قَبْضَ رُوْحِ عَبْدٍ بِأَرْضٍ جَعَلَ لَهُ فِيهَا أَوْقَالَ بِهَا حَاجَةً)) (مسند احمد: ۱٥٦۲٤)

''سیّدنا ابو عزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی روح کسی علاقے میں قبض کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لیے اس علاقے میں کوئی ضرورت بنا دیتا ہے۔''

فوائد: ......سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا كَانَ أَجَلُ أَحَدِكُمْ بِأَرْضٍ، أَثْبَتَ اللّٰهُ لَهُ إِلَيْهَا حَاجَةً، فَإِذَا بَلَغَ أَقْصٰى أَثَرِهِ تَوَفَّاهُ، فَتَقُوْلُ الْأَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: يَارَبِّ! هٰذَا مَااسْتَوْدَعْتَنِيْ .)) (ابن ماجه: ۲/ ٥٦٦، الصحيحة: ۱۲۲۲) یعنی: ''آدمی نے زمین کے جس (علاقے) میں مرنا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس علاقے تک پہنچنے کے لیے کسی حاجت (کا بہانہ) بنا دیتے ہیں۔ جب وہ آدمی اپنی (زندگی) کے آخری نشانات تک پہنچتا ہے تو اسے موت آ جاتی ہے۔ قیامت کے دن زمین کہے

(۳۰۲۳) تخريج: ......صحيح لغيره۔ أخرجه الترمذى باثر الحديث: ۲۱٤٦ (انظر: ۲۱۹۸۳)

(۳۰۲٤) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(۳۰۲۵) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه الترمذى: ۲۱٤۷ (انظر: ۱٥٥۳۹)

گی: اے میرے رب! یہ (وہ بندہ) ہے جو تو نے مجھے سونپا تھا۔'' ہر کسی کی موت کے زمان و مکاں کا فیصلہ ہو چکا ہے، ہر کسی کے لیے کوئی نہ کوئی بہانہ بنتا ہے اور وہ اپنی جائے موت تک پہنچ جاتا ہے۔

قارئین کرام! جو لوگ اپنے گھروں سے باہر وفات پاتے ہیں، اگر آپ غور کریں کہ وہ وہاں کیسے پہنچتے ہیں، تو اس حدیث کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ اس موقع پر ایک مثال ذکر کر دینا زیادہ مناسب معلوم ہو رہا ہے، سرگودھا کے ایک چک کا آدمی بیوی بچوں سمیت انگلینڈ میں سکونت پذیر تھا، اس نے یہ فیصلہ کیا کہ سال دو سال کے بعد چھٹیاں گزارنے کے لیے پاکستان میں بھی اس کی ایک کوٹھی ہونی چاہیے، چنانچہ کام شروع ہو گیا اور تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپے کی خطیر رقم میں اس کے چک میں کوٹھی تیار ہو گئی، اتنے میں وہ آدمی انگلینڈ میں بیمار ہو گیا، کافی سارے علاج معالجے کے بعد وہاں کے ڈاکٹر حضرات نے اس کے لیے پاکستان کی آب و فضا کو زیادہ مناسب سمجھ کر یہاں آ کر علاج کروانے کا مشورہ دیا، سو وہ پاکستان میں آیا اور کچھ دنوں کے بعد اپنی کوٹھی میں انتقال کر گیا اور صحت کا ایک دن بھی وہاں رہنا نصیب نہ ہوا۔

(٣٠٢٦) عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ مَوْتِ الْفَجْأَةِ، فَقَالَ: ((رَاحَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ، وَأَخْذَةُ أَسَفٍ لِلْفَاجِرِ.)) (مسند احمد: ٢٥٥٥٦)

''سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک موت کے بارے میں پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ مومن کے لیے تو راحت ہے، لیکن گنہگار کے لیے غضب کی پکڑ ہے۔''

فوائد: ...... چونکہ مومن ہر وقت موت کو یاد رکھتا ہے اور اس کے لیے مکمل تیار ہوتا ہے، جبکہ گنہگار اور بدکار اپنے گناہوں کی دلدل میں ابھی تک پھنسا ہوتا ہے اور ابھی تک اس نے توبہ کرنے کا سوچا ہی نہیں ہوتا کہ موت اسے دبوچ لیتی ہے۔

(٨) بَابُ مَا يَرَاهُ الْمُحْتَضَرُ وَمَصِيْرُ الرُّوْحِ بَعْدَ مُفَارَقَةِ الْجَسَدِ
قریب الموت کو دکھائے جانے والے مناظر اور جسم سے جدا ہونے کے بعد روح کا ٹھکانہ

(٣٠٢٧) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ الْمَيِّتَ تَحْضُرُهُ الْمَلَائِكَةُ، فَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ الصَّالِحُ، قَالُوْا: أُخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ، كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ،

''سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی کی وفات کا وقت قریب آتا ہے تو فرشتے اس کے پاس آ جاتے ہیں، اگر وہ نیک آدمی ہو تو وہ کہتے ہیں: اے پاکیزہ روح! جو پاکیزہ جسم میں تھی، باہر آ جا، آ جا، تو قابل

(٣٠٢٦) تخريج: ...... اسناده واهٍ، عبيد الله بن الوليد الوصافي متروك، وعبد الله بن عبيد الله بن عمير لم يسمع من عائشة۔ لیکن یہ حدیث شواھد کی بنا پر صحیح ھے۔ أخرجه البيهقي: ٣/ ٣٧٩، والطبراني في "الاوسط": ٣١٥٣، وعبد الرزاق: ٦٧٨١ (انظر: ٢٥٠٤٢)

(٣٠٢٧) تخريج: ...... اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه ابن ماجه: ٤٢٦٢، ٤٢٦٨، وأخرج بنحوه مختصرا مسلم: ٢٨٧٢ (انظر: ٨٧٦٩)

أُخْرُجِي حَمِيْدَةً وأَبْشِرِي بِرَوْحٍ وَرَيْحَان، وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ، قَالَ فَلَا يَزَالُ يُقَالُ ذَالِكَ حَتّٰى تَخْرُجَ ثُمَّ يُعْرَجُ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ، فَيُسْتَفْتَحُ لَهَا فَيُقَالُ مَنْ هٰذَا؟ فَيُقَالُ: فُلَانٌ، فَيَقُوْلُوْنَ مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الطَّيِّبَةِ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ، أُدْخُلِي حَمِيدَةً بِرَوْحٍ وَرَيْحَانٍ وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ، قَالَ فَلَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا، حَتّٰى يُنْتَهٰى بِهَا إِلَى السَّمَاءِ الَّتِي فِيهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔ وَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ السُّوْءُ قَالُوْا: أُخْرُجِيْ أَيَّتُها النَّفسُ الْخَبِيْثَةُ، كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الْخَبِيْثِ، أُخْرُجِي ذَمِيْمَةً وَأَبْشِرِي بِحَمِيْمٍ وَغَسَّاقٍ، وَآخَرُ مِنْ شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ، فَلَا يَزَالُ حَتّٰى تَخْرُجَ ثُمَّ يُعْرَجُ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ فَيُسْتَفْتَحُ لَهَا، فَيُقَالُ مَنْ هٰذَا؟ فَيُقَالُ: فُلَانٌ، فَيُقَالُ: لَا مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الْخَبِيْثَةِ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الْخَبِيْثِ، اِرْجِعِي ذَمِيْمَةً فَإِنَّهُ لَا يُفْتَحُ لَكِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ فَتُرْسَلُ مِنَ السَّمَاءِ ثُمَّ تَصِيْرُ إِلَى الْقَبْرِ۔ فَيُجْلَسُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ، فَيُقَالُ لَهُ مِثْلُ مَا قِيْلَ فِي الْحَدِيْثِ الْأَوَّلِ وَيُجْلَسُ الرَّجُلُ السُّوءُ، فَيُقَالُ لَهُ مِثْلُ مَا فِي الْحَدِيْثِ الْأَوَّلِ۔ (مسند احمد: ٨٧٥٤)

تعریف ہے، تجھے راحت اور خوشبوؤں کی بشارت ہو، تیرا ربّ تجھ پر ناراض نہیں ہے۔ وہ یہ باتیں بار بار کہتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ روح باہر آ جاتی ہے۔ پھر اسے آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے اور اس کے لیے آسمان کا دروازہ کھلوایا جاتا ہے، آگے سے پوچھا جاتا ہے: یہ کون ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: یہ فلاں ہے، آسمان کے فرشتے کہتے ہیں: پاکیزہ روح کو مرحبا، جو ایک پاکیزہ جسم میں تھی، (اے روح!) تو قابل تعریف ہے، آ جا اور تجھے راحتوں اور خوشبوؤں اور ایسے ربّ کی بشارت ہو جو ناراض نہیں ہے۔ اسے ہر آسمان پر اسی طرح کہا جاتا ہے، حتی کہ اسے اس آسمان تک لے جاتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ ہے اور اگر مرنے والا آدمی برا (گنہگار) ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں: باہر نکل اے خبیث روح! جو ایک خبیث جسم میں تھی، نکل، تو قابل مذمت ہے، تجھے کھولتے ہوئے پانی، پیپ اور اس جیسی دوسری چیزوں کی بشارت ہو، بار بار یہ باتیں کہی جاتی ہیں یہاں تک کہ وہ باہر آ جاتی ہے۔ فرشتے اسے آسمان کی طرف لے کر جاتے ہیں اور اس کے لیے آسمان کا دروازہ کھلوایا جاتا ہے، پوچھا جاتا ہے: یہ کون ہے؟ فرشتے کہتے ہیں: یہ فلاں ہے۔ آسمان کے فرشتے کہتے ہیں: خبیث روح، جو خبیث جسم میں تھی، اسے کوئی مرحبا نہیں ہے، (اے روح!) تو قابل مذمت ہے، واپس لوٹ جا، تیرے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔ اسے آسمان سے نیچے گرا دیا جاتا ہے اور وہ قبر میں جا پہنچتی ہے۔ نیک آدمی کو بٹھا کر اس سے وہ باتیں کی جاتی ہیں جو پہلی حدیث میں بیان ہو چکی ہیں اور گنہگار کو بٹھا کر اس سے بھی وہ باتیں کی جاتی ہیں جو پہلی حدیث میں بیان ہو چکی ہیں۔''

(۳۰۲۸) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ، وَلَمَّا يُلْحَدْ، فَجَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ وَكَأَنَّ عَلَى رُؤُوسِنَا الطَّيْرَ، وَفِي يَدِهِ عُودٌ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: ((اسْتَعِيذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.)) مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ إِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا وَإِقْبَالٍ مِنَ الْآخِرَةِ، نَزَلَ إِلَيْهِ مَلَائِكَةٌ مِنَ السَّمَاءِ بِيضُ الْوُجُوهِ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الشَّمْسُ مَعَهُمْ كَفَنٌ مِنْ أَكْفَانِ الْجَنَّةِ وَحَنُوطٌ مِنْ حَنُوطِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَجْلِسُوا مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ، ثُمَّ يَجِيءُ مَلَكُ الْمَوْتِ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتَّى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَيَقُولُ: أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ اُخْرُجِي إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ، قَالَ: فَتَخْرُجُ تَسِيلُ كَمَا تَسِيلُ الْقَطْرَةُ مِنْ فِي السِّقَاءِ، فَيَأْخُذُهَا، فَإِذَا أَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوهَا فِي يَدِهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتَّى يَأْخُذُوهَا فَيَجْعَلُوهَا فِي ذَالِكَ الْكَفَنِ وَفِي ذَالِكَ الْحَنُوطِ، وَيَخْرُجُ مِنْهَا كَأَطْيَبِ نَفْحَةِ مِسْكٍ، وُجِدَتْ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ، قَالَ: فَيَصْعَدُونَ بِهَا فَلَا يَمُرُّونَ يَعْنِي بِهَا عَلَى

''سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک انصاری کے جنازہ میں گئے، جب قبر پر پہنچے تو دیکھا کہ ابھی تک قبر تیار نہیں ہوئی تھی، رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے، ہم بھی آپ ﷺ کے اردگرد بیٹھ گئے، ایسے لگتا تھا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں لکڑی تھی، اس کے ساتھ آپ ﷺ زمین کو کریدنے لگ گئے، آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور دو تین بار فرمایا: ''عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''مومن آدمی جب اس دنیا کے آخری اور آخرت کے پہلے مراحل میں ہوتا ہے تو آسمان سے سورج کی طرح کے انتہائی سفید چہروں والے فرشتے اس کے پاس آتے ہیں، ان کے پاس جنت کا کفن اور خوشبو ہوتی ہے، وہ آ کر اس آدمی کی آنکھوں کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں، اتنے میں موت کا فرشتہ آ کر اس کے سر کے قریب بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے: اے پاکیزہ روح! اللہ کی بخشش اور رضامندی کی طرف نکل۔ اس کی روح آرام سے بہتی ہوئی یوں نکل آتی ہے، جیسے مشکیزے سے پانی کا قطرہ نکل آتا ہے۔ جنت کے فرشتے اس روح کو موت کے فرشتے کے ہاتھوں میں ایک لمحہ کے لیے بھی نہیں رہنے دیتے، بلکہ وہ فوراً اسے وصول کر کے جنت والے کفن اور خوشبو میں لپیٹ دیتے ہیں، اس سے روئے زمین پر کستوری کی عمدہ ترین خوشبو جیسی مہک آتی ہے، فرشتے اسے لے کر اوپر جاتے ہیں اور وہ فرشتوں کی جس جماعت اور گروہ کے پاس سے گزرتے ہیں، وہ پوچھتے ہیں: یہ پاکیزہ روح کس کی ہے؟ اسے دنیا میں جن بہترین ناموں سے پکارا جاتا تھا، وہ فرشتے ان میں سے

(۳۰۲۸) تخریج: ...... اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ۳۲۱۲، ۴۷۵۳، وأخرجه النسائي: ۴/ ۷۸، وابن ماجه: ۱۵۴۹ مختصرا (انظر: ۱۸۵۳۴)

مَلَإٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا قَالُوْا: مَا هٰذَا الرُّوْحُ الطَّيِّبُ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بِأَحْسَنِ أَسْمَائِهِ الَّتِي كَانُوْا يُسَمُّوْنَهُ بِهَا فِي الدُّنْيَا حَتّٰى يَنْتَهُوا بِهَا إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَسْتَفْتِحُوْنَ لَهُ فَيُفْتَحُ لَهُمْ، فَيُشَيِّعُهُ مِنْ كُلِّ سَمَاءٍ مُقَرَّبُوْهَا إِلَى السَّمَاءِ الَّتِي تَلِيْهَا حَتّٰى يُنْتَهٰى بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اُكْتُبُوْا كِتَابَ عَبْدِي فِي عِلِّيِّيْنَ، وَأَعِيْدُوْهُ إِلَى الْأَرْضِ فَإِنِّي مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ وَفِيْهَا أُعِيْدُهُمْ وَمِنْهَا أُخْرِجُهُمْ تَارَةً أُخْرَى، قَالَ: فَتُعَادُ رُوْحُهُ فِي جَسَدِهِ فَيَأْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ، فَيَقُوْلُوْنَ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُوْلُ: رَبِّيَ اللّٰهُ، فَيَقُوْلُوْنَ لَهُ: مَا دِيْنُكَ؟ فَيَقُوْلُ: دِيْنِيَ الْإِسْلَامُ، فَيَقُوْلُوْنَ لَهُ: مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيْكُمْ؟ فَيَقُوْلُ: هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَيَقُوْلُوْنَ لَهُ: وَمَا عِلْمُكَ؟ فَيَقُوْلُ: قَرَأْتُ كِتَابَ اللّٰهِ فَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ، فَيُنَادِيْ مُنَادٍ فِي السَّمَاءِ أَنْ صَدَقَ عَبْدِيْ فَأَفْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَأَلْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ، قَالَ: فَيَأْتِيْهِ رَجُلٌ حَسَنُ الْوَجْهِ حَسَنُ الثِّيَابِ طَيِّبُ الرِّيْحِ، فَيَقُوْلُ: أَبْشِرْ بِالَّذِي يَسُرُّكَ، هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِي كُنْتَ تُوْعَدُ، فَيَقُوْلُ لَهُ: مَنْ أَنْتَ، فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِيْءُ بِالْخَيْرِ، فَيَقُوْلُ: أَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحُ، فَيَقُوْلُ: رَبِّ أَقِمِ السَّاعَةَ حَتّٰى

سب سے عمدہ نام لے کر بتاتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں ہے، یہاں تک وہ اسے پہلے آسمان تک لے جاتے ہیں اور اس کے لیے دروازہ کھلواتے ہیں، ان کے کہنے پر دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ پھر ہر آسمان کے مقرَّب فرشتے اس روح کو اوپر والے آسمان تک چھوڑ کر آتے ہیں، اس طرح اسے ساتویں آسمان تک لے جایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے کے (نامۂ اعمال والی) کتاب "عِلِّيِّيْنَ" میں لکھ دو اور اسے زمین کی طرف واپس لے جاؤ، کیونکہ میں نے اس کو اسی سے پیدا کیا ہے، اس لیے میں اس کو اسی میں لوٹاؤں گا اور پھر اس کو دوسری مرتبہ اسی سے نکالوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اس کی روح کو اس کے جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے، اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھا کر اس سے پوچھتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔ وہ کہتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا دین اسلام ہے۔ وہ کہتے ہیں: یہ جو آدمی تمہارے اندر مبعوث کیا گیا تھا، وہ کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: وہ اللہ کے رسول ہیں۔ وہ کہتے ہیں: یہ باتیں تمہیں کیسے معلوم ہوئیں؟ وہ کہتا ہے: میں نے اللہ کی کتاب پڑھی، اس پر ایمان لایا اور میں نے اس کی تصدیق کی، اس کے بعد آسمان سے اعلان کرنے والا اعلان کرتے ہوئے کہتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا ہے، اس کے لیے جنت کا بستر بچھا دو، اسے جنت کا لباس پہنا دو اور اس کے لیے جنت کی طرف سے ایک دروازہ کھول دو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پس اس کی طرف جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں آنے لگتی ہیں اور تاحدِ نظر اس کے لیے قبر کو فراخ کر دیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے پاس ایک انتہائی حسین وجمیل، خوش پوش اور عمدہ خوشبو والا ایک آدمی آتا ہے اور کہتا ہے: تمہیں ہر اس چیز کی بشارت

أَرْجِعَ إِلَى أَهْلِي وَمَالِي، وَقَالَ: وَإِنَّ الْعَبْدَ الْكَافِرَ، إِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا وَإِقْبَالٍ مِنَ الْآخِرَةِ نَزَلَ إِلَيْهِ مِنَ السَّمَاءِ مَلَائِكَةٌ سُودُ الْوُجُوهِ مَعَهُمُ الْمُسُوحُ، فَيَجْلِسُونَ مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ، ثُمَّ يَجِيءُ مَلَكُ الْمَوْتِ حَتّٰى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَيَقُولُ: أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيثَةُ! اُخْرُجِي إِلَى سَخَطٍ مِنَ اللّٰهِ وَغَضَبٍ، قَالَ: فَتَفَرَّقُ فِي جَسَدِهِ، فَيَنْتَزِعُهَا كَمَا يُنْتَزَعُ السَّفُّودُ مِنَ الصُّوفِ الْمَبْلُولِ فَيَأْخُذُهُ، فَإِذَا أَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوهَا فِي يَدِهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتّٰى يَجْعَلُوهَا فِي تِلْكَ الْمُسُوحِ وَيَخْرُجُ مِنْهَا كَأَنْتَنِ رِيحِ وُجِدَتْ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ فَيَصْعَدُونَ بِهَا، فَلَا يَمُرُّونَ بِهَا عَلٰى مَلَأٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا قَالُوا: مَا هٰذَا الرُّوحُ الْخَبِيثُ، فَيَقُولُونَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بِأَقْبَحِ أَسْمَائِهِ الَّتِي كَانَ يُسَمّٰى بِهَا فِي الدُّنْيَا حَتّٰى يُنْتَهٰى بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيُسْتَفْتَحُ لَهُ، فَلَا يُفْتَحُ لَهُ، ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ﴿لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ۔﴾ فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اُكْتُبُوا كِتَابَهُ فِي سِجِّينٍ فِي الْأَرْضِ السُّفْلٰى فَتُطْرَحُ رُوحُهُ طَرْحًا، ثُمَّ قَرَءَ: ﴿وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ، فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ

ہو جو تمہیں اچھی لگے، یہی وہ دن ہے جس کا تیرے ساتھ وعدہ تھا۔ وہ قبر والا پوچھتا ہے: تو کون ہے؟ تیرا چہرہ تو ایسا چہرہ لگتا ہے، جو خیر کے ساتھ آتا ہے۔ وہ جواباً کہتا ہے: میں تیرا نیک عمل ہوں۔ وہ کہتا ہے: اے میرے ربّ! قیامت قائم کر دے تاکہ میں اپنے اہل اور مال کی طرف لوٹ سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کافر آدمی جب اس دنیا سے رخصت ہو کر آخرت کی طرف جا رہا ہوتا ہے تو آسمان سے سیاہ چہروں والے فرشتے آتے ہیں، ان کے پاس ٹاٹ ہوتے ہیں، وہ آکر اس کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں، اتنے میں موت کا فرشتہ آکر اس کے سر کے قریب بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے: اے خبیث روح! اللہ کے غصے اور ناراضگی کی طرف نکل آ، وہ اس کے جسم میں بکھر جاتی ہے۔ پھر فرشتہ اسے یوں کھینچتا ہے جیسے کانٹے دار سلاخ کو تر اون میں سے کھینچ کر نکالا جاتا ہے۔ جب فرشتہ اسے نکال لیتا ہے تو دوسرے فرشتے اس روح کو اس کے ہاتھ میں ایک لحہ کے لیے بھی نہیں رہنے دیتے، بلکہ وہ اسے فوراً ٹاٹوں میں لپیٹ لیتے ہیں، روئے زمین پر پائے جانے والی سب سے گندی بدبو اس سے آتی ہے، فرشتے اسے لے کر اوپر کو جاتے ہیں۔ وہ فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرتے ہیں تو وہ پوچھتے ہیں: یہ خبیث روح کس کی ہے؟ اس آدمی کو دنیا میں جن برے ناموں سے پکارا جاتا تھا، وہ ان میں سے سب سے برا اور گندا نام لے کر بتاتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں ہے، یہاں تک کہ فرشتے اسے پہلے آسمان تک لے جاتے ہیں اور دروازہ کھلوانے کا کہتے ہیں، لیکن اس کے لیے آسمان کا دروازہ نہیں کھولا جاتا، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ۔﴾ (سورہ

سَجِّينٍ.﴾ فَتُعَادُ رُوْحُهُ فِي جَسَدِهِ وَيَأْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُوْلَانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُوْلُ: هَاهْ هَاهْ، لَا أَدْرِي، فَيَقُوْلَانِ: مَا دِيْنُكَ؟ فَيَقُوْلُ: هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي، فَيَقُوْلَانِ لَهُ: مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيْكُمْ؟ فَيَقُوْلُ: هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي، فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ كَذَبَ فَأَفْرِشُوْا لَهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوْا لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ، فَيَأْتِيْهِ مِنْ حَرِّهَا وَسُمُوْمِهَا، وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتّٰى يَخْتَلِفَ فِيْهِ أَضْلَاعُهُ، وَيَأْتِيْهِ رَجُلٌ قَبِيْحُ الْوَجْهِ قَبِيْحُ الثِّيَابِ مُنْتِنُ الرِّيْحِ، فَيَقُوْلُ: أَبْشِرْ بِالَّذِي يَسُوْءُكَ، هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِي كُنْتَ تُوْعَدُ، فَيَقُوْلُ: مَنْ أَنْتَ؟ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِيْءُ بِالشَّرِّ، فَيَقُوْلُ: أَنَا عَمَلُكَ الْخَبِيْثُ، فَيَقُوْلُ: رَبِّ لَا تُقِمِ السَّاعَةَ.)) (مسند احمد: ۱۸۷۳۳)

اعراف: ۴۰) یعنی: ''اوپر جانے کی خاطر ان کی روحوں کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور وہ جنت میں اس وقت تک نہ جاسکیں گے، یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے نکے سے نہ گزر جائے۔'' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اس کے (نامۂ اعمال) کی کتاب زمین کی زیریں تہ ''سجین'' میں لکھ دو۔ پھر اس کی روح کو زمین کی طرف پھینک دیا جاتا ہے۔ اس موقعہ پر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيْحُ فِي مَكَانٍ سَحِيْقٍ.﴾ (سورۂ حج: ۳۱) یعنی: ''اور جو شخص اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے، وہ گویا آسمان سے گر پڑا اور اسے پرندوں نے اچک لیا یا ہوا اسے اڑا کر دور دراز لے گئی۔'' اس کے بعد اس کی روح کو اس کے جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے اور دو فرشتے اس کے پاس پہنچ جاتے ہیں اور اسے بٹھا کر اس سے پوچھتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: ہائے ہائے! میں تو نہیں جانتا۔ وہ پوچھتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: ہائے ہائے! میں تو نہیں جانتا۔ وہ پوچھتے ہیں: یہ جو آدمی تمہارے اندر مبعوث کیا گیا تھا، وہ کون ہے؟ وہ کہتا ہے: ہائے ہائے! میں نہیں جانتا۔ آسمان سے اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے: یہ جھوٹا ہے، اس کے لیے جہنم کا بستر بچھا دو اور اس کے لیے جہنم کی طرف دروازہ کھول دو، پس وہاں سے اس کی طرف جہنم کی حرارت اور بدبو آنے لگتی ہے۔ اس کی قبر اس پر اس قدر تنگ کر دی جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسری میں گھس جاتی ہیں۔ ایک انتہائی بدشکل، بدصورت، گندے لباس والا بدبودار آدمی اس کے پاس آ کر کہتا ہے: تجھے ہر اس چیز کی بشارت ہو جو تجھے بری لگتی ہے، یہ وہی دن ہے کہ جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ وہ پوچھتا ہے: تو کون ہے؟ تیرا چہرہ تو ایسا

چہرہ ہے جو شرّ کے ساتھ آتا ہے؟ وہ کہتا ہے: میں تیرا برا عمل ہوں۔ وہ قبر والا کہتا ہے: اے میرے رب! قیامت قائم نہ کرنا۔''

فوائد: ......اللہ تعالیٰ ہم پر آسانیاں فرمائے، اس حدیث میں جو کچھ بیان کیا جا رہا ہے، ہم اس کے برحق ہونے پر یقین کرتے ہیں، لیکن اس کی کیفیت کو جانتے ہیں نہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ ''عِلِّيِّيْنَ'' آسمانوں میں یا جنت میں یا سدرۃ المنتہی یا عرش کے پاس ایک جگہ ہے، جہاں نیک لوگوں کی روحیں اور ان کے اعمال نامے محفوظ رہتے ہیں اور جس کے پاس مقرب فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ جبکہ ''سِجِّيْنٍ'' قید خانے کی طرح تنگ مقام ہے یا زمین کے سب سے نچلے حصے میں ایک جگہ ہے، جہاں کافروں، ظالموں اور مشرکوں کی روحیں اور ان کے اعمال نامے جمع اور محفوظ ہوتے ہیں۔

(٣٠٢٩) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيهِ:) حَتّٰى إِذَا خَرَجَ رُوْحُهُ صَلّٰى عَلَيْهِ كُلُّ مَلَكٍ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَكُلُّ مَلَكٍ فِي السَّمَاءِ وَفُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَابٍ إِلَّا وَهُمْ يَدْعُوْنَ اللّٰهَ أَنْ يُعْرَجَ بِرُوْحِهِ مِنْ قِبَلِهِمْ، فَإِذَا عُرِجَ بِرُوْحِهِ قَالُوْا: رَبِّ عَبْدُكَ فُلَانٌ، فَيَقُوْلُ: اِرْجِعُوْهُ، فَإِنِّي عَهِدْتُ إِلَيْهِمْ أَنِّي مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ وَفِيهَا أُعِيدُهُمْ، وَمِنْهَا أُخْرِجُهُمْ تَارَةً أُخْرٰى، قَالَ: فَإِنَّهُ يَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِ أَصْحَابِهِ إِذَا وَلَّوْا عَنْهُ فَيَأْتِيْهِ آتٍ، فَيَقُوْلُ: مَنْ رَبُّكَ، مَا دِيْنُكَ، مَنْ نَبِيُّكَ؟ فَيَقُوْلُ: رَبِّيَ اللّٰهُ، وَدِيْنِيَ الْإِسْلَامُ، وَنَبِيِّي مُحَمَّدٌ ﷺ، فَيَنْتَهِرُهُ، فَيَقُوْلُ: مَنْ رَبُّكَ، مَا دِيْنُكَ، مَنْ نَبِيُّكَ؟ وَهِيَ آخِرُ فِتْنَةٍ تُعْرَضُ عَلَى الْمُؤْمِنِ فَذَالِكَ حِيْنَ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿يُثَبِّتُ

''(دوسری سند) اس میں ہے: جب نیک آدمی کی روح نکلتی ہے تو زمین و آسمان کے درمیان والا اور آسمان کا ہر فرشتہ اس کے لیے رحمت کی دعاء کرتا ہے اور آسمان کے ہر دروازے والے فرشتے یہ دعا کرتے ہیں کہ اس نیک بندے کی روح ان کے دروازے کے راستے سے اوپر کو جائے۔ جب اس کی روح کو اوپر لے جایا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں، اے رب! یہ تیرا فلاں بندہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اسے واپس لے جاؤ، میرا ان سے وعدہ ہے کہ میں نے انہیں زمین سے پیدا کیا، اسی میں ان کو لوٹاؤں گا اور دوسری مرتبہ ان کو اسی سے نکالوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ (میت) واپس جانیوالے لوگوں کے جوتوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے، اتنے میں فرشتہ اس کے پاس آ جاتا ہے اور پوچھتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ نیک آدمی جواب دیتا ہے: میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں۔ یہ جواب سن کر فرشتہ اسے جھڑکتا ہے اور پھر پوچھتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ (حقیقت میں) یہ مومن کی

(٣٠٢٩) تخريج: ......اسناده ضعيف بهذه السياقة لضعف يونس بن خباب، وانظر صحيحه بالطريق الأول (انظر: ١٨٦١٤)

اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ.﴾ فَيَقُوْلُ: رَبِّيَ اللّٰهُ وَدِيْنِيَ الْإِسْلَامُ وَنَبِيِّي مُحَمَّدٌ ﷺ، فَيَقُوْلُ لَهُ: صَدَقْتَ، ثُمَّ يَأْتِيْهِ آتٍ حَسَنُ الْوَجْهِ طَيِّبُ الرِّيْحِ حَسَنُ الثِّيَابِ، فَيَقُوْلُ: أَبْشِرْ بِكَرَامَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَنَعِيْمٍ مُقِيْمٍ، فَيَقُوْلُ: وَأَنْتَ فَبَشَّرَكَ اللّٰهُ بِخَيْرٍ، مَنْ أَنْتَ؟ فَيَقُوْلُ: أَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحُ، كُنْتَ وَاللّٰهِ سَرِيْعًا فِي طَاعَةِ اللّٰهِ بَطِيْئًا عَنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَجَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا، ثُمَّ يُفْتَحُ لَهُ بَابٌ مِنَ الْجَنَّةِ وَبَابٌ مِنَ النَّارِ، فَيُقَالُ: هٰذَا كَانَ مَنْزِلُكَ لَوْ عَصَيْتَ اللّٰهَ، أَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهِ هٰذَا، فَإِذَا رَأَى مَا فِي الْجَنَّةِ قَالَ: رَبِّ عَجِّلْ قِيَامَ السَّاعَةِ كَيْمَا أَرْجِعَ إِلٰى أَهْلِي وَمَالِي، فَيُقَالُ لَهُ: اُسْكُنْ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا وَإِقْبَالٍ مِنَ الْآخِرَةِ نَزَلَتْ عَلَيْهِ مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ فَانْتَزَعُوْا رُوْحَهُ كَمَا يُنْتَزَعُ السَّفُّوْدُ الْكَثِيْرُ الشُّعَبِ مِنَ الصُّوْفِ الْمُبْتَلِّ، وَتُنْزَعُ نَفْسُهُ مَعَ الْعُرُوْقِ فَيَلْعَنُهُ كُلُّ مَلَكٍ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَكُلُّ مَلَكٍ فِي السَّمَاءِ وَتُغْلَقُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ لَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَابٍ إِلَّا وَهُمْ يَدْعُوْنَ اللّٰهَ أَنْ لَا تَعْرُجَ رُوْحُهُ مِنْ قِبَلِهِمْ فَإِذَا عُرِجَ بِرُوْحِهِ قَالُوْا: رَبِّ! فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ عَبْدُكَ، قَالَ: اِرْجِعُوْهُ، فَإِنِّي عَهِدْتُ إِلَيْهِمْ أَنِّي مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ وَفِيْهَا أُعِيْدُهُمْ وَمِنْهَا أُخْرِجُهُمْ

آزمائش اور امتحان کا آخری موقعہ ہوتا ہے۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾ (سورهٔ ابراهيم: ٢٧) یعنی: ''اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو دنیا اور آخرت میں صحیح بات پر ثابت قدم رکھتا ہے۔'' چنانچہ وہ (دوبارہ) جواب میں کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں، اس دفعہ فرشتہ کہتا ہے کہ تمہارے جواب درست ہیں۔ پھر اس کے پاس ایک حسین وجمیل، عمدہ خوشبو والا اور خوش لباس آدمی آ کر کہتا ہے: تم کو اللہ کی طرف سے اکرام اور ہمیشہ کی نعمتوں کی بشارت ہو۔ یہ کہتا ہے: تجھے بھی اللہ اچھی بشارتیں دے، تم کون ہو؟ وہ کہتا ہے: میں تیرا ہی نیک عمل ہوں، اللہ کی قسم! تو اللہ کی اطاعت کرنے میں تیز اور گناہ کرنے میں سست ہوتا تھا، اللہ تجھے اچھا بدلہ دے۔ پھر اس کے لیے جنت اور جہنم دونوں طرف سے ایک ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے: اگر تم اللہ کی نافرمانی کرتے تو تمہارا (جہنم والا) یہ ٹھکانہ ہوتا۔ اب اللہ نے تیرے لیے اس کے عوض یہ (جنت والی) جگہ تیار کی ہے۔ پھر جب وہ جنت کے مناظر اور نعمتیں دیکھتا ہے تو کہتا ہے: اے میرے رب! قیامت جلدی بپا کر تا کہ میں اپنے اہل اور مال میں لوٹ سکوں۔ لیکن اسے کہا جائے گا: تم یہاں سکون کرو۔ رہا مسئلہ کافر کا تو جب وہ دنیا سے رخصت ہو کر آخرت کی طرف جا رہا ہوتا ہے تو اس کے پاس تندمزاج اور سخت طبیعت فرشتے آ کر اس کی روح کو یوں کھینچتے ہیں جیسے زیادہ شاخوں والی سلاخ کو گیلی اون میں سے کھینچا جاتا ہے اور اس کی روح رگوں سمیت نکال لی جاتی ہے۔ زمین و آسمان کے درمیان والا اور آسمان کا ہر فرشتہ اس پر لعنت کرتا ہے، اس کے لیے آسمان کے دروازے

تَـارَةً أُخْرٰى، قَالَ: فَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِ أَصْحَابِهِ إِذَا وَلَّوْا عَنْهُ، قَالَ: فَيَأْتِيْهِ آتٍ فَيَقُوْلُ: مَنْ رَبُّكَ؟ مَا دِيْنُكَ؟ مَنْ نَبِيُّكَ؟ فَيَقُوْلُ: لَا أَدْرِي، فَيَقُوْلُ: لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَوْتَ، وَيَأْتِيْهِ آتٍ قَبِيْحُ الْوَجْهِ قَبِيْحُ الثِّيَابِ مُنْتِنُ الرِّيْحِ، فَيَقُوْلُ أَبْشِرْ بِهَوَانٍ مِنَ اللّٰهِ وَعَذَابٍ مُقِيْمٍ، فَيَقُوْلُ: وَأَنْتَ فَبَشَّرَكَ اللّٰهُ بِالشَّرِّ مَنْ أَنْتَ؟ فَيَقُوْلُ: أَنَا عَمَلُكَ الْخَبِيْثُ، كُنْتَ بَطِيْئًا عَنْ طَاعَةِ اللّٰهِ سَرِيْعًا فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ، فَجَزَاكَ اللّٰهُ شَرًّا، ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهُ أَعْمٰى أَصَمُّ أَبْكَمُ فِي يَدِهِ مِرْزَبَةٌ، لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ كَانَ تُرَابًا، فَيَضْرِبُهُ ضَرْبَةً حَتّٰى يَصِيْرَ تُرَابًا، ثُمَّ يُعِيْدُهُ اللّٰهُ كَمَا كَانَ فَيَضْرِبُهُ ضَرْبَةً أُخْرٰى فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ.)) قَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ، ثُمَّ يُفْتَحُ لَهُ بَابٌ مِنَ النَّارِ وَيُمَهَّدُ مِنْ فُرُشِ النَّارِ۔

(مسند احمد: ۱۸۸۱۵)

بند کر دیئے جاتے ہیں اور ہر دروازے کے فرشتے یہ دعا کرتے ہیں کہ اس کی روح ان کے دروازے سے نہ گزرنے پائے۔ جب اس کی روح کو اوپر لے جایا جاتا ہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے رب! یہ تیرا فلاں بن فلاں بندہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اسے واپس لے جاؤ۔ میرا ان سے وعدہ ہے کہ میں نے انہیں زمین سے پیدا کیا، اسی میں ان کو لوٹاؤں گا اور دوبارہ میں انہیں وہیں سے نکالوں گا، وہ واپس جانے والے لوگوں کے جوتوں کی آہٹ سن رہا ہوتا ہے، اتنے میں فرشتہ اس کے پاس آجاتا ہے۔ وہ پوچھتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ وہ جواباً کہتا ہے: میں نہیں جانتا۔ فرشتہ کہتا ہے: تو نے نہ سمجھا اور نہ اللہ کی کتاب کو پڑھا۔ اس کے بعد اس کے پاس ایک انتہائی بدصورت اور گندے لباس والا بدبودار آدمی آتا ہے اور کہتا ہے: تجھے اللہ کی طرف سے ذلت و رسوائی اور دائمی عذاب کی بشارت ہو۔ وہ کہتا ہے: تجھے بھی برائی کی بشارت ہو، تو کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میں تیرا برا عمل ہوں، تو اللہ کی اطاعت کرنے میں سست اور گناہ کرنے میں تیز تھا۔ اللہ تجھے برا بدلہ دے۔ پھر اس پر ایک اندھا، بہرا اور گونگا فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے، اس کے ہاتھ میں لوہے کا ایسا گرز ہوتا ہے کہ اگر وہ پہاڑ پر مارا جائے تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جائے۔ فرشتہ زور سے اسے یہ گرز مارتا ہے، وہ آدمی مٹی ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ ٹھیک کر دیتا ہے۔ وہ پھر اسے مارتا ہے، جس کی وجہ سے وہ چیختا چلاتا ہے، اور اس کی چیخ و پکار کو جن و انس کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس کے بعد اس کے لیے جہنم کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور اس کے لیے جہنم کا بستر بچھا دیا جاتا ہے۔''

فوائد: ......مومن کے صحیح جواب پر اسے جھڑکنا، یہ ایک امتحان ہے، جس میں اسے پرکھا جا رہا ہے کہ وہ اپنے عقیدے پر ثابت قدم رہتا ہے یا نہیں، اگر وہ دوسری دفعہ بھی اس کا جواب درست ہوتا ہے تو اس کا شرف ثابت ہو جاتا ہے اور وہ کرامت کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ حدیث کے بقیہ سارے امور واضح ہیں، لیکن ان کا تعلق عالَمِ غیب سے ہے، جن پر ہم صرف ایمان لا سکتے ہیں، ان کی کیفیت کو نہ معلوم کر سکتے ہیں اور نہ اس کے لیے کوشش کرتے ہیں۔ اس آیت ﴿وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ﴾ (سورۂ حج: ۳۱) یعنی: ''اور جو شخص اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے، وہ گویا آسمان سے گر پڑا اور اسے پرندوں نے اچک لیا یا ہوا اسے اڑا کر دور دراز لے گئی۔'' سے مراد یہ ہے کہ مشرک گمراہی میں ہے اور ہدایت سے دور ہے۔ جب کافر کی روح کو آسمان سے عذاب اور بدبختی کی طرف پھینک دیا جاتا ہے تو گویا وہ اس آیت کا مصداق بن رہا ہوتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موت کے وقت کی سختیاں اور چیز ہے اور روح کا نکلنا اور چیز ہے، مومن موت کے شدائد میں تو مبتلا ہوتا ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کا واقعہ بھی ہمارے سامنے ہے، لیکن روح کو آسانی کے ساتھ نکالا جاتا ہے، جبکہ فاسق وفاجر کی روح کے نکلنے کی جو مثال دی گئی، اس سے پتہ چلتا ہے کہ بڑی مشکل سے اس کی روح اس کے جسم سے جدا ہوتی ہے۔

9 ..... بَابٌ فِيْ أُمُوْرٍ تَتَعَلَّقُ بِالْأَرْوَاحِ
روح سے متعلقہ مسائل

(۳۰۳۰) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ (يَعْنِي الشَّافِعِيَّ) عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رضي الله عنه كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَائِرٌ يَعْلُقُ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِلٰى جَسَدِهِ يَوْمَ يَبْعَثُهُ)) (مسند احمد: ۱۵۸۷۰)

''سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کی روح ایک پرندہ ہوتی ہے، جو جنت کے درختوں سے کھاتی رہتی ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے جس دن اسے اٹھانا ہوگا، اس کی روح کو اس کے جسم میں لوٹا دے گا۔''

فوائد: ......اگر ''يَعْلَقُ'' پڑھیں تو اس کا معنی ''درخت سے لٹکنے'' کے ہیں۔ لیکن پہلا معنی زیادہ درست ہے، کیونکہ اس باب کے فوائد میں مذکورہ حدیث میں آپ ﷺ نے چگنے کی وضاحت کی ہے۔

(۳۰۳۱) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ

''سیدہ ام مبشر رضی اللہ عنہا نے سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، جبکہ وہ

(۳۰۳۰) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ۱٤٤۹، ٤۲۷۱، والنسائي: ٤/ ۱۰۸ (انظر: ۱۵۷۷٦، ۱۵۷۷۸)

(۳۰۳۱) تخريج: ......انظر الحديث السابق: ۳۰۳۰

مَالِكَ قَالَ: قَالَتْ أُمُّ مُبَشِّرٍ لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ وَهُوَ شَاكٍ، اِقْرَأْ عَلَى ابْنِي السَّلَامَ تَعْنِي مُبَشِّرًا، فَقَالَ: يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكِ يَا أُمَّ مُبَشِّرٍ، أَوَلَمْ تَسْمَعِي، مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُسْلِمِ طَيْرٌ تَعْلُقُ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يُرْجِعَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِلٰى جَسَدِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.)) قَالَتْ: صَدَقْتَ، فَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ۔ (مسند احمد: ۱۵۸۶۸)

مرض الموت میں مبتلا تھے، سے کہا: میرے بیٹے مبشر کو میرا سلام پہنچا دینا۔ سیّدنا کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: ام مبشر! اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے، کیا آپ نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''مسلمان کی روح ایک پرندہ ہوتی ہے، جنت کے درختوں سے کھاتی رہتی ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اس کے جسم میں لوٹا دے گا۔'' اس نے کہا: تم نے سچ کہا، پس میں اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتی ہوں۔''

فوائد: ......حقیقت یہ ہے کہ اچھے مقام میں جمع ہونے والی روحوں کا آپس تعارف ہوتا ہے اور وہ دنیا والوں کے بارے میں باتیں بھی کرتی ہیں، اگلی اور فوائد میں دی گئی روایات سے ایسے ہی ثابت ہوتا ہے۔

(۳۰۳۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِيْنَ تَلْتَقِي عَلٰى مَسِيْرَةِ يَوْمٍ مَا رَأَى أَحَدُهُمْ صَاحِبَهُ قَطُّ)) (مسند احمد: ٦٦٣٦)

''سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومنوں کی روحیں ایک دن کے فاصلہ پر جا کر دوسری روح سے ملتی ہیں، اگرچہ دنیا میں انہوں نے ایک دوسرے کو کبھی بھی نہ دیکھا ہو۔''

(۳۰۳۳)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) ((إِنَّ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَتَلْقِيَانِ عَلٰى مَسِيْرَةِ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَمَا رَأٰى وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ.)) (مسند احمد: ۷۰٤۸)

''(دوسری سند) آپ ﷺ نے فرمایا: ''مومنوں کی روحیں ایک دن، رات کے فاصلہ پر ایک دوسری کو جا کر ملتی ہیں، جبکہ انہوں نے ایک دوسرے کو نہیں دیکھا ہوتا۔''

(۳۰۳٤) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما وَهُوَ يَمُوْتُ فَقُلْتُ: أَقْرِئْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنِّي السَّلَامَ۔ (مسند احمد: ۱۹۷۱۱)

''محمد بن منکدر کہتے ہیں: میں سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، جبکہ ان کی وفات کا وقت قریب تھا، میں نے ان سے کہا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں میرا سلام عرض کر دینا۔''

(۳۰۳۵) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ

''سیّدنا انس بن مال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ

(۳۰۳۲) تخريج: ......حديث حسن، ابن لهيعة قد توبع (انظر: ٦٦٣٦)
(۳۰۳۳)تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول
(۳۰۳٤) تخريج: ......اثر صحيح الاسناد۔ أخرجه ابن ماجه: ١٤٥٠ (انظر: ١٩٤٨٢)
(۳۰۳۵) تخريج: ......اسناده ضعيف لابهام الواسطة بين سفيان و انس (انظر: ١٢٦٨٣)

النَّبِیُّ ﷺ: ((إِنَّ أَعْمَالَکُمْ تُعْرَضُ عَلٰی أَقَارِبِکُمْ وَعَشَائِرِکُمْ مِنَ الْأَمْوَاتِ، فَإِنْ کَانَ خَیْرًا اِسْتَبْشَرُوْا بِهِ وَإِنْ کَانَ غَیْرَ ذَالِكَ قَالُوْا: اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْهُمْ حَتّٰی تَهْدِیَهُمْ کَمَا هَدَیْتَنَا.)) (مسند احمد: ۱۲۷۱۳)

نے فرمایا: ”تمہارے اعمال، تمہارے فوت شدہ رشتہ داروں کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں، اگر اعمال اچھے ہوں تو وہ خوش ہوتے ہیں اور اگر اچھے نہ ہوں تو وہ کہتے ہیں: اے اللہ! ان لوگوں کو اس وقت تک موت نہ دینا، جب تو ان کو اس طرح ہدایت نہ دے دے، جس طرح تو نے ہم کو ہدایت دی تھی۔“

(۳۰۳۶) عَنْ أُمِّ هَانِیٍٔ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: أَنَتَزَاوَرُ إِذَا مُتْنَا وَیَرٰی بَعْضُنَا بَعْضًا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَکُوْنُ النَّسَمُ طَیْرًا تَعْلُقُ بِالشَّجَرِ حَتّٰی إِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ دَخَلَتْ کُلُّ نَفْسٍ فِی جَسَدِهَا)) (مسند احمد: ۲۷۹۳۱)

”سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ جب ہم مرجائیں گے تو کیا ہم ایک دوسرے کو ملیں گے اور ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمام روحوں کو پرندوں کی شکل دے دی جاتی ہے، پھر وہ درختوں سے کھاتی رہتی ہیں، جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر روح اپنے جسم میں داخل ہو جائے گی۔“

(۳۰۳۷) عَنْ أَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: ((إِنَّ الْمَیِّتَ یَعْرِفُ مَنْ یَحْمِلُهُ وَمَنْ یُغَسِّلُهُ وَمَنْ یُدْلِیْهِ فِی قَبْرِهِ.)) (مسند احمد: ۱۱۰۱۰)

”سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جولوگ میت کو اٹھاتے ہیں، اسے غسل دیتے ہیں اور اسے قبر میں اتارتے ہیں، میت ان سب کو پہچانتا ہے۔“

فوائد: ......سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ یَنْزِلُ بِهِ الْمَوْتُ وَیُعَایِنُ مَا یُعَایِنُ، فَوَدَّ لَوْخَرَجَتْ ـیَعْنِیْ نَفْسَهُـ وَاللّٰهُ یُحِبُّ لِقَائَهُ، وَإِنَّ الْمُؤْمِنَ یُصْعَدُ بِرُوْحِهِ إِلَی السَّمَاءِ فَتَأْتِیْهِ أَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِیْنَ فَیَسْتَخْبِرُوْنَهُ عَنْ مَعَارِفِهِمْ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ، فَإِذَا قَالَ: تَرَکْتُ فُلَانًا فِی الدُّنْیَا أَعْجَبَهُمْ ذٰلِكَ، وَإِذَا قَالَ: إِنَّ فُلَانًا قَدْ مَاتَ، قَالُوْا: مَاجِیْءَ بِهِ إِلَیْنَا، ....)) (مسند البزار: ص۹۲۔ زوائدہ، الصحیحة: ۲٦۲۸) یعنی: ”جب مؤمن پر عالمِ نزع طاری ہوتا ہے تو وہ مختلف حقائق کا مشاہدہ کر کے یہ پسند کرتا ہے کہ اب اس کی روح نکل جائے (تاکہ وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کر سکے) اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتے ہیں۔ مؤمن کی روح آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے اور (فوت شدگان) مؤمنوں کی ارواح کے پاس پہنچ جاتی ہے۔ وہ اس سے اپنے جاننے پہچاننے والوں کے بارے میں دریافت کرتی ہیں۔

(۳۰۳٦) تخریج: ......حدیث صحیح لغیره، وهذا اسناد فیه ابن لهیعة أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ٥/ ۳۳۰، وابن سعد: ۸/ ٤٦۰ (انظر: ۲۷۳۸۷)

(۳۰۳۷) تخریج: ......اسناده ضعیف لابهام الراوی عن ابی سعید (انظر: ۱۰۹۹۷)

جب وہ روح جواب دیتی ہے کہ فلاں تو ابھی تک دنیا میں ہی تھا (یعنی ابھی تک فوت نہیں ہوا تھا) تو وہ خوش ہوتی ہیں اور جب وہ جواب دیتی ہے کہ (جس آدمی کے بارے میں تم پوچھ رہی ہو) وہ تو مر چکا ہے، تو وہ کہتی ہیں: اسے ہمارے پاس نہیں لایا گیا (اس کا مطلب یہ ہوا کہ اسے جہنم میں لے جایا گیا ہے)،......۔''

مسروق کہتے ہیں: میں نے سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾ یعنی: ''جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل کیے جا چکے ہیں، ان کو مردہ گمان نہ ہو، بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے۔'' انھوں نے جواباً کہا: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں سوال کیا تھا اور آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ((أَرْوَاحُهُمْ فِيْ جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ لَهَا قَنَادِيْلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ، ثُمَّ تَأْوِيْ إِلٰى تِلْكَ الْقَنَادِيْلِ فَاطَّلَعَ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ اِطِّلَاعَةً فَقَالَ: هَلْ تَشْتَهُوْنَ شَيْئًا؟ قَالُوْا: أَيُّ شَيْءٍ نَشْتَهِيْ وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا، فَفَعَلَ ذَالِكَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَنْ يُتْرَكُوْا مِنْ أَنْ يَسْأَلُوْا قَالُوْا: يَا رَبِّ! نُرِيْدُ أَنْ تَرُدَّ أَرْوَاحَنَا فِيْ أَجْسَادِنَا حَتّٰى نُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِكَ مَرَّةً أُخْرٰى، فَلَمَّا رَأٰى أَنْ لَيْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرِكُوْا.)) یعنی: ''ان کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹوں میں ہوتی ہیں، ان کے لیے عرش کے ساتھ لٹکے ہوئے فانوس ہیں، وہ جنت میں جہاں چاہیں چگتی رہتی ہیں، پھر ان فانوسوں میں آ جاتی ہیں، ان کا ربّ ان پر جھانکتا ہے اور پوچھتا ہے: کیا تم مزید کوئی چیز چاہتی ہو؟ وہ کہتی ہیں: ہم مزید کس چیز کی خواہش کریں، جبکہ ہم جنت سے جہاں چاہیں وہاں چگتی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ تین دفعہ ایسے کرتا ہے، جب وہ دیکھتی ہیں کہ ان سے سوال کیا ہی جا رہا ہے تو وہ کہتی ہیں: اے رب! تو ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دے، تاکہ تیرے راستے میں دوبارہ قتل کیے جائیں، پس جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے تو ان کو ترک کر دیتا ہے۔ (صحیح مسلم)

قارئین کرام! غور کریں کہ ایک طرف قبر کے سوالات، قبر کا وسیع یا تنگ ہونا، قبر میں سکون یا عذاب ہونا، یا اس میں جنت یا جہنم سے دروازہ کھل جانا اور دوسری طرف روح کا پرندے کی شکل میں جنت میں پہنچ جانا، آپ ﷺ نے اسراء و معراج کے موقع پر موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے بھی دیکھا، پھر بیت المقدس میں تمام انبیاء کو نماز بھی پڑھائی اور چھٹے آسمان پر بھی ان سے ملاقات ہوئی۔ تو یہ ایسے امور ہیں کہ انسانی عقل جن کی حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتی، خلاصۂ کلام یہ ہے اچھا انسان اچھی جگہ میں اور برا انسان بری جگہ میں ہوگا۔ برزخی زندگی دنیا اور آخرت کی طرح ایک عالَم ہے، جس کا دنیوی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے، آج کل بعض لوگ انبیاء اور شہداء کی زندگی کو اس طرح ثابت کرنا چاہتے ہیں، جس طرح وہ دنیا میں زندہ تھے، یہ ان لوگوں کی کج فہمی، کند ذہنی اور قرآن و حدیث کی نصوص سے انتہائی جہالت کا نتیجہ ہے، جب آپ ﷺ نے شہدائے کرام کی زندگی کی وضاحت یا کیفیت بیان کر دی ہے تو ہمیں یہ کیسے زیب دیتا ہے کہ ہم یہی آیات پڑھ کر ان کی دنیوی زندگی کی طرح کی زندگی ثابت کرنا شروع کر دیں؟

10 ..... بَابُ الْمُبَادَرَةِ اِلٰی تَجْهِيْزِ الْمَيِّتِ وَقَضَاءِ دَيْنِهِ
میت کی تجہیز وتکفین اور قرضہ ادا کرنے میں جلدی کرنا

(۳۰۳۸) عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ يَا عَلِيُّ! لَا تُؤَخِّرْهُنَّ: اَلصَّلَاةُ إِذَا أَتَتْ، وَالْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ، وَالْأَيِّمُ إِذَا وَجَدَتَ كُفُوًا.)) (مسند احمد: ۸۲۸)

''سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے علی! تین کاموں میں تاخیر نہ کرنا: نماز کہ جب اس کا وقت ہو جائے، جنازہ کہ جب وہ حاضر ہو جائے اور غیر شادی شدہ کی شادی کرنا کہ جب تو اس کے ہم پلہ رشتہ پا لے۔''

فوائد: ......تینوں مسائل کے بارے میں حکم تو یہی ہے، بہر حال یہ روایت ضعیف ہے۔

(۳۰۳۹) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الصُّبْحَ فَقَالَ: ((مَا هُنَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ؟)) قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: ((إِنَّ صَاحِبَكُمْ مُحْتَبَسٌ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فِي دَيْنٍ عَلَيْهِ.)) (مسند احمد: ۲۰۳۸۵)

''سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی پھر پوچھا: ''یہاں بنو فلاں کا کوئی آدمی موجود ہے؟'' صحابہ نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے ساتھی کو قرضے کی وجہ سے جنت کے دروازے پر روک دیا گیا ہے۔''

(۳۰۴۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ مَا كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ.)) (مسند احمد: ۱۰۱۵۹)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا نفس اس وقت تک روک کر رکھا جاتا ہے، جب تک اس پر قرضہ باقی ہو۔''

(۳۰۴۱) عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ الْأَطْوَلِ رضی اللہ عنہ أَنَّ أَخَاهُ مَاتَ وَتَرَكَ ثَلْثَمِائَةِ دِرْهَمٍ، وَتَرَكَ عِيَالًا فَأَرَدْتُّ أَنْ أُنْفِقَهَا عَلٰى عِيَالِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ أَخَاكَ مَحْبُوْسٌ بِدَيْنِهِ فَاقْضِ عَنْهُ.)) فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَدْ أَدَّيْتُ إِلَّا دِيْنَارَيْنِ، اِدَّعَتْهُمَا

''سیّدنا سعد بن اطول رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ان کے بھائی کا انتقال ہو گیا، وہ تین سو درہم چھوڑ کر فوت ہوا تھا، اس کے اہل وعیال بھی تھے۔ میں نے چاہا کہ یہ رقم ان پر صرف کر دوں۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے بھائی کو قرضے کی وجہ سے روک لیا گیا ہے، اس لیے تم اس کی طرف سے قرضہ ادا کر دو۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کا تمام

(۳۰۳۸) تخريج: ......اسناده ضعيف لجهالة سعيد بن عبد الله الجهني أخرجه ابن ماجه: ۱۴۸٦، والترمذي: ۱۷۱ (انظر: ۸۲۸)

(۳۰۳۹) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه الحاكم: ۲/ ۲۵؛ والطبراني في "الأوسط": ۳۰۷۰ (انظر: ۲۰۱۲۴)

(۳۰۴۰) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۴۱۳، والترمذي: ۱۰۷۹ (انظر: ۱۰۱۵٦، ۹٦۷۹)

(۳۰۴۱) تخريج: ......حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف لجهالة عبد الملك أبي جعفر أخرجه ابن ماجه: ۲۴۳۳ (انظر: ۲۰۰۷٦)

امْرَأَةٌ وَلَيْسَ لَهَا بَيِّنَةٌ، قَالَ: ((فَأَعْطِهَا فَإِنَّهَا مُحِقَّةٌ)) (مسند احمد: ٢٠٣٣٦)

قرض ادا کر دیا ہے، لیکن دو دینار رہتے ہیں، ایک عورت نے ان کے بارے میں دعویٰ کر دیا ہے، لیکن اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اسے بھی دے دو، کیونکہ وہ حق بات کر رہی ہے۔''

فوائد: ...... ممکن ہے کہ آپ ﷺ کو وحی کے ذریعے اس عورت کے سچا ہونے کا علم ہو گیا ہے۔ اس باب کی احادیثِ صحیحہ سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے میت کا قرضہ اتارنے کی کوشش کرنی چاہیے، اگر وہ خود کوئی مال چھوڑ کر نہ گیا ہو تو اس کے قبیلے والے یہ ذمہ داری ادا کریں، بصورتِ دیگر عام دوسرے مسلمان۔ وگرنہ اگر ممکن ہوا تو بیت المال سے اس کا قرض ادا کیا جائے گا، کیونکہ فتوحات کے سلسلے کے بعد آپ ﷺ خود فوت ہونے والے مقروض مسلمانوں کا قرضہ ادا کرتے تھے۔ ایک اور بڑی اہم بات ہے اور لکھتے ہوئے ڈر بھی لگتا ہے کہ قرض لینے والے اس سے ناجائز فائدہ نہ اٹھالیں، وہ یہ ہے جس آدمی کا یہ پکا عزم ہو کہ اس نے اپنا قرضہ چکانا ہے اور پھر وہ عملی طور پر کوشش بھی کرتا ہے اور پہلی فرصت میں قسطیں ادا کرنے کا موقع ضائع نہیں جانے دیتا، پھر بھی وہ قرض چکائے بغیر فوت ہو جاتا ہے اور اس کے لواحقین اور بیت المال بھی ادا نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کی ادائیگی کے اسباب پیدا کر کے اس کی نیکیوں کو محفوظ کر لے گا۔ کئی احادیث سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے، جیسے سو افراد کے قاتل کی بخشش کے اسباب مہیا کر دیئے گئے۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ ایسے آدمی نے اللہ تعالیٰ کے ہاں جوابدہ ہونا ہے، اس لیے اسے غور کر لینا چاہیے کہ کیا اس کے پاس کوئی معقول عذر ہے۔ جلدی نمازِ جنازہ ادا کرنے کے بارے میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ، فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا إِلَيْهِ، وَإِنْ تَكُ سِوٰى ذَالِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ.)) یعنی: ''جنازے میں جلدی کرو، پس اگر وہ نیک ہے تو تم اسے خیر کی طرف بھیج رہے ہو اور اگر وہ برا ہے تو وہ تو شرّ ہے جسے تم اپنے کندھوں سے اتار رہے ہو۔'' (بخاری: ١٣١٥، مسلم: ٥٠ یا ٩٤٤)

11 ..... بَابُ تَسْجِيَةِ الْمَيِّتِ وَالرُّخْصَةِ فِيْ تَقْبِيْلِهِ

میت کو ڈھانپنے اور اسے بوسہ دینے کا بیان

(٣٠٤٢) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حِيْنَ تُوُفِّيَ سُجِّيَ بِثَوْبٍ حِبَرَةٍ۔ (مسند احمد: ٢٥٠٨٨)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ کو ایک دھاری دار یمنی چادر سے ڈھانپ دیا گیا۔''

فوائد: ...... موت کے بعد میت کو ڈھانپ دینے پر اہل علم کا اجماع ہے، اس میں میت کا احترام بھی ہے اور اس کی بے پردگی ہونے سے حفاظت بھی ہے۔

(٣٠٤٢) تخریج: ...... أخرجه البخاري: ٥٨١٤، ومسلم: ٩٤٢ (انظر: ٢٤٥٨١)

(۳۰۴۳) وَعَنْهَا أَيْضًا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رضی اللہ عنہ دَخَلَ عَلَيْهَا فَتَيَمَّمَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُسَجًّى بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ وَبَكَى، ثُمَّ قَالَ: أَبِي وَ أُمِّي! وَاللّٰهِ لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ أَبَدًا، أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِي قَدْ كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مِتَّهَا.)) (مسند احمد: ۲۵۳۷۵)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لائے اور سیدھے نبی کریم ﷺ کی طرف گئے، جبکہ آپ ﷺ دھاری دار یمنی چادر میں لپٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹایا، پھر آپ ﷺ پر جھکے اور آپ ﷺ کو بوسہ دیا اور رو پڑے۔ پھر کہا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ پر کبھی بھی دو موتیں جمع نہیں کرے گا، جو موت آپ پر لکھی گئی تھی وہ آپ فوت ہو چکے ہیں۔''

(۳۰۴۴) عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ، وَهُوَ مَيِّتٌ، حَتّٰى رَأَيْتُ الدُّمُوْعَ تَسِيْلُ عَلٰى وَجْهِهِ. (مسند احمد: ۲۴۶۶۶)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیا، جبکہ وہ میت تھے، اور آپ ﷺ کے آنسو ان کے چہرے پر بہنے لگے۔''

(۳۰۴۵)(وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ وَهُوَ مَيِّتٌ قَالَتْ: فَرَأَيْتُ دُمُوْعَهُ تَسِيْلُ عَلٰى خَدَّيْهِ يَعْنِي عُثْمَانَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَعَيْنَاهُ تُهْرَاقَانِ أَوْ قَالَ وَهُوَ يَبْكِي. (مسند احمد: ۲۶۲۳۱)

''(دوسری سند) میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے سیّدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیا، جب کہ وہ میت تھے، میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے آنسو عثمان کے رخساروں پر بہہ رہے تھے۔ عبد الرحمن نے کہا: اور آپ ﷺ کی آنکھیں بہہ رہی تھیں، یا کہا کہ آپ ﷺ رو رہے تھے۔''

فوائد: ......اس سلسلے میں صرف سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کو بوسہ دینا ثابت ہے، اہل علم نے کہا ہے کہ چونکہ کسی صحابی نے ان پر انکار نہیں کیا، اس لیے اس کو اجماع صحابہ سمجھا جائے گا۔ ویسے بھی یہ ایک معاملہ ہے، نہ کہ عبادت، اس لیے اگر کسی نص میں اس کی نفی نہیں کی گئی تو اس کو جائز ہی سمجھا جائے گا۔

اجماع صحابہ والی بات کے مقابلہ میں دوسری توجیہ زیادہ مناسب ہے کہ یہ عبادت نہیں اور اس کے بارے کوئی نہی وارد نہیں، اس وجہ سے یہ جائز ہے۔ (عبداللہ رفیق)

(۳۰۴۳) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۴۴۵۲، ۴۴۵۳، ۵۸۱۴، ومسلم: ۹۴۲ (انظر: ۲۴۵۸۱، ۲۴۸۶۳)

(۳۰۴۴) تخریج: ......اسناده ضعيف لضعف عاصم بن عبيد الله، وقد اضطرب فيه أخرجه ابوداود: ۳۱۶۳، والترمذی: ۹۸۹، وابن ماجه: ۱۴۵۶ (انظر: ۲۴۱۶۵، ۲۵۷۱۲)

(۳۰۴۵) تخریج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

أَبْوَابُ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ وَالْإِحْدَادِ وَالنَّعْيِ
میت پر رونے، سوگ کرنے اور موت کی اطلاع دینے کے ابواب

1 ..... بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ
میت پر رونے کی ناجائز صورت کا بیان

تنبیہ: ......قارئین سے گزارش ہے کہ وہ اس باب اور اگلے دو ابواب کی احادیث کا بغور مطالعہ کریں، باب ''نوحہ کے بغیر رونے کی رخصت کا بیان'' کے آخر میں نوحہ کی حقیقت اور رونے کے جواز پر بحث کی جائے گی۔

(۳۰٤٦) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ) رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الْجُيُوْبَ، وَلَطَمَ الْخُدُوْدَ، وَدَعٰى بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ)) (مسند احمد: ٤١١١)

''سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنا گریبان چاک کرے، رخسار پیٹے اور جاہلیت والی پکار پکارے، وہ ہم میں سے نہیں۔''

(۳۰٤٧)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) بِلَفْظٍ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُوْدَ، أَوْ شَقَّ الْجُيُوْبَ، أَوْ دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ.)) (مسند احمد: ٤٣٦١)

''(دوسری سند) جو شخص رخسار پیٹے، یا گریبان چاک کرے یا جاہلیت کی پکار پکارے، وہ ہم میں سے نہیں۔''

فوائد: ......''وہ ہم سے نہیں ہے۔'' سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کی سنت یا مکمل دین پر نہیں ہے، یہ معنی نہیں کہ وہ دین سے خارج ہو گیا ہے۔

(۳۰٤٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا رَجَعَ مِنْ أُحُدٍ سَمِعَ

''سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب احد سے واپس ہوئے تو آپ ﷺ نے انصاری خواتین

(۳۰٤٦) تخريج: ......أخرجه البخاري: ١٢٩٨، ٣٥١٩، ومسلم: ١٠٣ (انظر: ٤١١١)

(۳۰٤٧) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(۳۰٤٨) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ١٥٩١ (انظر: ٥٥٦٣)

نِسَاءَ الْأَنْصَارِ يَبْكِينَ عَلٰى أَزْوَاجِهِنَّ، فَقَالَ: ((لٰكِنْ حَمْزَةُ لَا بَوَاكِيَ لَهُ.)) فَبَلَغَ ذَالِكَ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ فَجِئْنَ يَبْكِينَ عَلٰى حَمْزَةَ۔ قَالَ: فَانْتَبَهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ فَسَمِعَهُنَّ وَهُنَّ يَبْكِينَ فَقَالَ: ((وَيْحَهُنَّ، لَمْ يَزَلْنَ يَبْكِينَ مُنْذُ اللَّيْلَةِ مُرُوْهُنَّ فَلْيَرْجِعْنَ وَلَا يَبْكِينَ عَلٰى هَالِكٍ بَعْدَ الْيَوْمِ.)) (مسند احمد: ٥٥٦٣)

کی آواز سنی، جو اپنے شوہروں کی شہادت پر رو رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لیکن حمزہ، اس کے لیے تو رونے والیاں کوئی نہیں ہیں۔'' جب یہ بات انصاری خواتین کو پہنچی تو وہ آئیں اور سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ پر رونے لگیں۔ جب رسول اللہ ﷺ رات کو بیدار ہوئے اور ان کو روتے ہوئے سنا تو فرمایا: ''ان پر افسوس ہے، یہ رات سے روتی رہیں، ان سے کہو کہ لوٹ جائیں اور آج کے بعد کوئی کسی فوت ہونے والے پر نہ روئیں۔''

فوائد: ...... ''وَیْح'' کا لفظ کبھی رحمت کے لیے استعمال ہوتا ہے اور کبھی عذاب کے لیے، سیاق وسباق کو دیکھ کر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اس حدیث سے واضح طور پر پتہ چل رہا ہے کہ شروع میں اس قسم کا رونا جائز تھا، بعد میں آپ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا۔

(٣٠٤٩) عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: أُغْمِيَ عَلٰى أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِي رضي الله عنه فَبَكَوْا عَلَيْهِ، فَقَالَ: إِنِّي بَرِيْءٌ مِمَّنْ بَرِئَ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ فَسَأَلُوْا عَنْ ذَالِكَ اِمْرَأَتَهُ، فَقَالَتْ: مَنْ حَلَقَ أَوْ خَرَقَ أَوْ سَلَقَ۔ (مسند احمد: ١٩٧٦٨)

''یزید بن اوس کہتے ہیں: سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوگئی، جب لوگ رونے لگے تو انہوں نے کہا: جس آدمی سے رسول اللہ ﷺ نے براءت کا اظہار کیا، میں بھی اس سے بری ہوں۔ لوگوں نے ان کی بیوی سے پوچھا کہ (رسول اللہ ﷺ نے کن لوگوں سے براءت کا اظہار کیا)۔ اس نے کہا: جو مصیبت کے وقت سر منڈائے، یا دامن پھاڑے یا ممنوعہ الفاظ کہتے ہوئے بلند آواز میں روئے۔''

(٣٠٥٠) عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ قَالَ: أُغْمِيَ عَلٰى أَبِي مُوْسٰى فَبَكَوْا عَلَيْهِ، فَأَفَاقَ فَقَالَ: إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكُمْ مِمَّنْ بَرِئَ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِمَّنْ حَلَقَ أَوْ خَرَقَ أَوْ سَلَقَ۔ (مسند احمد: ١٩٧٦٩)

''صفوان بن محرز کہتے ہیں: سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوئی، لوگ رونے لگے۔ جب ان کو افاقہ ہوا تو انھوں نے کہا: جس آدمی سے رسول اللہ ﷺ نے براءت کا اظہار کیا، میں بھی اس سے بری ہوں، یعنی اس سے جو (مصیبت کے وقت) سر منڈائے یا کپڑے پھاڑے یا بلند آواز سے واویلا کرے۔''

(٣٠٤٩) تخريج: ......أخرجه مسلم: ١٠٤ (انظر: ١٩٥٣٥، ١٩٥٣٩)

(٣٠٥٠) تخريج: ......انظر الحديث السابق: ٧٠

فوائد: ......صحیح بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب لوگ رو رہے تھے، اس وقت سیّدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ میں ان کا ردّ کرنے کی طاقت نہیں تھی، بعد میں جب افاقہ ہوا تو انھوں نے شرعی حکم کی وضاحت کر دی۔

(۳۰۵۱) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ ﴿يُبَايِعْنَكَ عَلٰى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا ...إِلٰى قَوْلِهِ... وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِي مَعْرُوْفٍ﴾ قَالَتْ: كَانَ مِنْهُ النِّيَاحَةُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِلَّا آلَ فُلَانٍ وَإِنَّهُمْ قَدْ كَانُوْا أَسْعَدُوْنِيْ فِيْ الْجَاهِلِيَّةِ فَلَا بُدَّ لِيْ مِنْ أَنْ أُسْعِدَهُمْ. قَالَتْ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِلَّا آلَ فُلَانٍ.)) (مسند احمد: ۲۱۰۷۷)

''سیدہ اِم عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ﴾ (سورۂ ممتحنہ: ۱۲) یعنی: ''اے نبی! جب اہل ایمان خواتین آپ کے پاس آئیں تو وہ ان باتوں کی بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی، چوری نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی، اپنی اولادوں کو قتل نہیں کریں گی اور کسی پر بہتان طرازی نہیں کریں گی اور کسی معروف کام میں آپ کی حکم عدولی نہیں کریں گی۔'' ان معروف کاموں میں سے ایک نوحہ بھی تھا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں خاندان والوں نے دورِ جاہلیت میں نوحہ کرنے میں میرا ساتھ دیا تھا۔ اب میرے لیے ضروری ہے کہ میں بھی ان کا ساتھ دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(ٹھیک ہے) مگر فلاں خاندان والے۔''

فوائد: ......اس حدیث میں آپ ﷺ نے خاص طور پر سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کو نوحہ کرنے کی اجازت دی، جبکہ شارع کو عام حکم سے تخصیص کرنے کا حق حاصل ہے، لہٰذا سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی اس رخصت کے علاوہ نوحہ کرنا حرام ہے۔

(۳۰۵۲) عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: بَايَعْنَا النَّبِيَّ ﷺ وَأَخَذَ عَلَيْنَا فِيْمَا أَخَذَ أَنْ لَا نَنُوْحَ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: إِنَّ آلَ فُلَانٍ أَسْعَدُوْنِيْ فِيْ الْجَاهِلِيَّةِ وَفِيْهِمْ مَأْتَمٌ فَلَا أُبَايِعُكَ حَتّٰى

''سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی، آپ ﷺ نے جن امور پر ہم سے بیعت لی، ان میں سے ایک چیز یہ تھی کہ ہم نوحہ نہ کریں، لیکن اتنے میں ایک انصاری عورت نے کہا: فلاں خاندان والوں نے دورِ جاہلیت میں نوحہ کے سلسلے میں میرا تعاون کیا، اب ان کے ہاں ایک

(۳۰۵۱) تخریج: ......أخرجه البخاری: ٤٨٩٢، ٧٢١٥، ومسلم: ٩٣٧ (انظر: ٢٠٧٩٦)

(۳۰۵۲) تخریج: ......انظر الحدیث السابق: ٧٢

أُسْعِدَهُمْ كَمَا أَسْعَدُوْنِي فَقَالَ: فَكَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَافَقَهَا عَلٰى ذَالِكَ فَذَهَبَتْ فَأَسْعَدَتْهُمْ ثُمَّ رَجَعَتْ فَبَايَعَتِ لنَّبِيَّ ﷺ قَالَ: فَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ فَمَاوَفَتِ امْرَأَةٌ مِنَّا غَيْرُ تِلْكَ، وَغَيْرُ أُمِّ سُلَيْمٍ بِنْتِ مِلْحَانَ۔ (مسند احمد: ۲۷۸۵۰)

مرگ ہو چکی ہے، اس لیے میں آپ ﷺ کی بیعت اس وقت تک نہیں کروں گی جب تک ان کے تعاون کی طرح ان کی مدد نہ کر آؤں۔ پس وہ چلی گئی، پھر واپس کر آ کر آپ ﷺ کی بیعت کی۔ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:ہم میں بیعت کرنے والی کسی ایک خاتون نے بھی وفا نہیں کی، ما سوائے اِس عورت اورام سلیم بنت ملحان کے۔''

فوائد: ......مجموعۂ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ جس عورت کومبہم انداز میں ذکر کیا گیا ہے،اس سے مراد سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا خود ہیں۔

(۳۰۵۳) عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ تَعْنِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَخَذَ عَلَيْنَا فِي الْبَيْعَةِ أَنْ لَا نَنُوْحَ فَمَا وَفَتِ امْرَأَةٌ مِنَّا، غَيْرُ خَمْسٍ أُمُّ سُلَيْمٍ وَامْرَأَةُ مُعَاذٍ وَابْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ، وَامْرَأَةٌ أُخْرٰى۔ (مسند احمد: ۲۷۸۴۸)

''سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیعت لیتے وقت اس بات کا عہد لیا تھا کہ ہم نوحہ بھی نہیں کریں گی۔ہم میں سے صرف ان پانچ عورتوں نے اس عہد کو پورا کیا تھا:ام سلیم،زوجۂ معاذ، بنتِ ابوسبرہ اور ایک اور خاتون۔''

فوائد: ......پانچویں خاتون سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا خود تھیں۔ان کی مراد یہ ہے کہ جن عورتوں نے آپ ﷺ کی بیعت کی تھی،ان میں سے پانچ نے پوری طرح اس عہد کو نبھایا تھا۔

(۳۰۵۴) عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: لَمَّا جَاءَ نَعْيُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ، جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْرَفُ فِي وَجْهِهِ الْحُزْنُ، قَالَتْ عَائِشَةُ: وَأَنَا أَطَّلِعُ مِنْ شَقِّ الْبَابِ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ فَذَكَرَ مِنْ بُكَائِهِنَّ فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ الرَّجُلُ، ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: قَدْ نَهَيْتُهُنَّ وَإِنَّهُنَّ لَمْ يُطِعْنَهُ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب سیّدنا جعفر بن ابی طالب، سیّدنا زید بن حارثہ اور سیّدنا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر آئی تو رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے اور آپ ﷺ کے چہرہ پر غم کے آثار نمایاں تھے۔ میں دروازے کے سوراخ سے دیکھ رہی تھی کہ ایک آدمی نے آ کر کہا:اے اللہ کے رسول! جعفر کے خاندان کی عورتیں رو رہی ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ ان کو روکے۔وہ گیا اور پھر واپس آ کر کہنے لگا: میں نے انہیں منع تو کیا ہے،لیکن انھوں نے میری بات نہیں مانی، تیسری مرتبہ پھر ایسا ہی ہوا۔آپ ﷺ نے فرمایا:''تم

(۳۰۵۳) تخريج: ......أخرجه مسلم: ۹۳۶ (انظر: ۲۷۳۰۵)

(۳۰۵۴) تخريج: ......أخرجه البخاری: ۱۲۹۹، ۱۳۰۵، ۴۲۶۳، ومسلم: ۹۳۵ (انظر: ۲۴۳۱۳)

حَتّٰى كَانَ فِي الثَّالِثَةِ، فَزَعَمَتْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أُحْثُوْا فِي وُجُوْهِهِنَّ التُّرَابَ.)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ ؓ: قُلْتُ: أَرْغَمَ اللّٰهُ بِأَنْفِكَ، وَاللّٰهِ مَا أَنْتَ بِفَاعِلٍ مَا قَالَ لَكَ وَلَا تَرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ٢٤٨١٧)

پھر ان کے مونہوں میں مٹی ڈال دو۔'' میں نے کہا: اللہ تیری ناک خاک آلود کرے! اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے تجھے جو حکم دیا، نہ تو تو نے اس پر عمل کیا اور نہ تو نے آپ ﷺ کو چھوا۔''

فوائد: ...... یہ تینوں صحابہ آٹھ سن ہجری میں ہونے والے غزوۂ مؤتہ میں شہید ہو گئے تھے۔ آپ ﷺ کا کہنا: ''تم پھر ان کے مونہوں میں مٹی ڈال دو۔'' اس سے مراد رونے پر مبالغہ کے ساتھ انکار کرنا اور منع کرنا ہے۔ حدیثِ مبارکہ کے آخر میں سیدہ عائشہ ؓ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ اس آدمی کو چاہیے تھا کہ آپ ﷺ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے عورتوں کو رونے سے روکتا، وگرنہ چپ ہو جاتا اور آپ ﷺ کو مزید پریشان نہ کرتا۔

(٣٠٥٥) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ؓ قَالَتْ: لَمَّا مَاتَ أَبُوْ سَلَمَةَ قُلْتُ: غَرِيْبٌ وَمَاتَ بِأَرْضِ غُرْبَةٍ، فَأَفَضْتُ بُكَاءً فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ تُرِيْدُ أَنْ تُسْعِدَنِي مِنَ الصَّعِيْدِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((تُرِيْدِيْنَ أَنْ تُدْخِلِي الشَّيْطَانَ بَيْتًا قَدْ أَخْرَجَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْهُ.)) قَالَتْ: فَلَمْ أَبْكِ عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ٢٧٠٠٥)

''سیدہ ام سلمہ ؓ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: جب سیّدنا ابوسلمہ ؓ کا انتقال ہوا تو میں نے کہا: پردیسی تھا اور پردیس میں فوت ہو گیا، پس میں رو پڑی۔ (مدینہ کی) بالائی بستیوں سے ایک خاتون آئی، اس کا ارادہ تھا کہ (نوحہ کرنے میں) میری مدد کرے گی، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جس گھر سے شیطان کو نکال دیا ہے تم دوبارہ اس کو وہاں داخل کرنا چاہتی ہو۔'' پس یہ سن کر میں نہ روئی۔''

فوائد: ...... سیدہ ابوسلمہ ؓ مکہ مکرمہ سے تعلق رکھتے تھے اور مدینہ منورہ میں فوت ہو گئے تھے، ان کی اہلیہ پردیس سے یہی کچھ مراد لے رہی ہیں۔

فَصْلٌ مِنْهُ فِيْمَا وَرَدَ مِنَ التَّغْلِيْظِ فِي النِّيَاحَةِ وَالنَّائِحَةِ وَالْمُسْتَمِعَةِ

نوحہ کرنے، نوحہ کرنے والی اور اسے سننے والی کے حق میں ثابت ہونے والی سختی کا بیان

(٣٠٥٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُصَلِّي الْمَلَائِكَةُ عَلٰى نَائِحَةٍ وَلَا عَلٰى مُرِنَّةٍ.)) (مسند احمد: ٨٧٣١)

''سیّدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے نوحہ کرنے والی اور بلند آواز سے رونے والی عورت کے لیے رحمت کی دعا نہیں کرتے۔''

(٣٠٥٥) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٩٢٢ (انظر: ٢٦٤٧٢)

(٣٠٥٦) تخريج: ......اسناده قابل للتحسين أخرجه الطيالسي: ٢٤٥٧، وابو يعلى: ٦١٣٧ (انظر: ٨٧٤٦)

(۳۰۵۷) عَنْ أَبِی سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ۔ (مسند احمد: ١١٦٤٥)

''سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے والی اور نوحہ سننے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔''

فوائد: ......لعنت کے معنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کے ہوتے ہیں۔

(۳۰۵۸) عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((شُعْبَتَانِ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُهُمَا النَّاسُ أَبَدًا: النِّيَاحَةُ وَالطَّعْنُ فِي النَّسَبِ.)) (مسند احمد: ٩٥٧١)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دورِ جاہلیت کے دو کام ہیں، لوگ ان کو کبھی بھی نہیں چھوڑیں گے: نوحہ کرنا اور نسب پر طعن کرنا۔''

فوائد: ......نسب پر طعن کرنے سے مراد آدمی کا اپنے آپ کو غیر باپ کی طرف منسوب کرنا ہے، یا کسی کو اس کے باپ، ماں یا برادری کی بنا پر طعنہ مارنا کہ وہ تو فلاں کمینے باپ کا بیٹا ہے یا اس کا تعلق تو فلاں گھٹیا برادری سے ہے۔

(۳۰۵۹) عَنْ أَبِی مَالِكِ الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَرْبَعٌ مِنَ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يُتْرَكْنَ، اَلْفَخْرُ فِی الْأَحْسَابِ، وَالطَّعْنُ فِی الْأَنْسَابِ، وَالْاِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُوْمِ، وَالنِّيَاحَةُ، وَالنَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ أَوْ دِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ.)) (مسند احمد: ٢٣٢٩١)

''سیّدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چار امورِ جاہلیت ہیں، لیکن ان کو چھوڑا نہیں جائے گا: حسب پر فخر کرنا، نسب پر طعن کرنا، تاروں کے ذریعہ بارش طلب کرنا اور نوحہ کرنا۔ نوحہ کرنے والی عورت اگر وفات سے پہلے توبہ نہیں کر لیتی تو اسے اس حال میں قیامت کے دن کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر تارکول یا خارش کی قمیص ہو گی۔''

فوائد: ......''حسب پر فخر کرنا'' اس سے مراد یہ ہے کہ آباء واجداد کے مناقب بیان کر کے اپنے آپ کو بڑا ثابت کرنا اور غرور اور تکبر کرتے ہوئے یہ کہنا کہ میں فلاں عالم، فلاں بہادر، فلاں ڈاکٹر یا فلاں مالدار کا بیٹا ہوں۔ اس میں کمال کسی کا ہوتا ہے اور بڑائی کوئی کر رہا ہوتا ہے۔ بات یہ ہے کہ اگر کسی کا دادا بڑا انسان تھا تو اس میں پوتے کا کیا کمال ہے، اسے چاہیے کہ اپنے اندر اس قسم کی صلاحیتیں پیدا کرے اور عاجزی وانکساری سے زندگی گزارے۔ نسب پر طعن کرنا اور حسب پر فخر کرنا، دونوں نحوستیں ہمارے معاشرے میں پائی جاتی ہیں، ان کے ذریعے نااہل اور جاہل لوگ

(۳۰۵۷) تخريج: ......اسناده ضعيف، محمد بن عطية وأبوه وجده ضعفاء أخرجه ابوداود: ٣١٢٨ (انظر: ١١٦٢٢)

(۳۰۵۸) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه البخاری فی "الادب المفرد": ٣٩٥ (انظر: ٩٥٧٤)

(۳۰۵۹) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٩٣٤ (انظر: ٢٢٩٠٣)

اپنے بڑے پن کو ثابت کر کے مطمئن رہنا چاہتے ہیں، ایک دن میں نے اچھے بھلے لکھے پڑے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم وہ لوگ ہیں کہ جن کے ماموں کو فلاں نواب نے اس کرسی یا مقام پر بٹھایا تھا، جہاں آصف علی زرداری کو بٹھایا تھا۔ یہ اس وقت کی بات ہے کہ زرداری عام مالدار آدمی تھا۔ سوال یہ ہے کہ اگر کسی کو زرداری کی سیٹ پر بٹھا دیا جائے تو اس سے بیٹھنے والے کو کتنی عظمت ملی، یہ فیصلہ تو منصف حضرات سے کروانا پڑے گا، بھلا بھانجوں کو اس پر اترانے کا کیا حق حاصل ہے۔ ''تاروں کے ذریعہ بارش طلب کرنا'' ہم ''ابواب الاستسقاء'' کے آخر میں اس پر بحث کر آئے ہیں۔

(۳۰۶۰)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فِي أُمَّتِي أَرْبَعًا مِنَ الْجَاهِلِيَّةِ لَيْسُوا بِتَارِكِيهِنَّ: اَلْفَخْرُ بِالْأَحْسَابِ، وَالطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ والْإِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُوْمِ وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ، فَإِنَّ النَّائِحَةَ إِنْ لَمْ تَتُبْ قَبْلَ أَنْ تَمُوْتَ فَإِنَّهَا تَقُوْمُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهَا سَرَابِيلُ مِنْ قَطِرَانٍ، ثُمَّ يُعْلَى عَلَيْهَا دِرْعٌ مِنْ لَهَبِ النَّارِ .)) (مسند احمد: ۲۳۲۹۲)

''(دوسری سند) آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں جاہلیت کے چار کام ایسے ہیں، جنہیں وہ ترک نہیں کریں گے: حسب پر فخر کرنا، نسب پر طعن کرنا، تاروں کے ذریعہ بارش طلب کرنا اور میت پر نوحہ کرنا۔ نیز فرمایا: ''اگر نوحہ کرنے والی عورت نے مرنے سے پہلے توبہ نہ کی تو قیامت کے دن اس طرح کھڑی ہوگی کہ اس پر تارکول کرے کرتے ہوں گے پھر ان پر آگ کے شعلوں کی قمیص چڑھا دی جائے گی۔''

3 ..... بَابُ مَا جَاءَ فِي أَنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ

گھر والوں کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب دیئے جانے کا بیان

تنبیہ: ..... رونے کی وجہ سے میت کو عذاب ہوتا ہے، اس سے مراد وہ رونا ہے، جس کے ساتھ نوحہ کرنے، چہرے پیٹنے اور گریبان چاک کرنے جیسے امور شامل ہوں۔ جس رونے کا ذکر اگلے باب میں آ رہا ہے، وہ جائز ہے، اس کی وجہ سے میت کو عذاب نہیں ہوتا۔

(۳۰۶۱) عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَبْرٍ فَقَالَ: ((إِنَّ هٰذَا لَيُعَذَّبُ الْآنَ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ .)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ ؓ:

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ''اس میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے اب عذاب ہو رہا ہے۔'' یہ سن کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ تعالیٰ ابو عبدالرحمن کو معاف

(۳۰۶۰) تخریج: ..... انظر الحديث بالطريق الأول

(۳۰۶۱) تخریج: ..... حديث صحيح۔ أخرجه الترمذي: ۱۰۰۴، وأخرجه مختصرا البخاري: ۱۲۸۶، ومسلم: ۹۲۸ (انظر: ٤٨٦٥)

غَفَرَ اللّٰهُ لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّهُ وَهِلَ ، إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى﴾ إِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ هٰذَا لَيُعَذَّبُ الْآنَ وَأَهْلُهُ يَبْكُوْنَ عَلَيْهِ .)). (مسند احمد: ٤٨٦٥)

فرمائے، انہیں غلطی لگ گئی ہے، اللہ تعالیٰ کا تو ارشاد یہ ہے: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى﴾ (سورۂ انعام: ١٦٤) یعنی: ''کوئی کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔'' اور رسول اللہ ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا: ''بیشک اس میت کو اب عذاب دیا جا رہا ہے اور اس کے گھر والے اس پر رو رہے ہیں۔''

فوائد: ......سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جو حدیثِ مبارکہ بیان کی، وہ واقعی آپ ﷺ کی حدیث ہے، کئی دوسرے صحابہ سے بھی مروی ہے۔ یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذاتی فہم ہے کہ وہ اس آیتِ مبارکہ کی روشنی میں سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو بھول جانے کی رائے دے رہی ہیں، حالانکہ اِس حدیث اور اِس آیت میں کوئی تضاد نہیں ہے، آگے اس کا بیان آئے گا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جو روایت بیان کر رہی ہیں، وہ بھی اپنی جگہ پر درست ہے، جمع و تطبیق کا بیان آگے آ رہا ہے۔

(٣٠٦٢) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قِيْلَ لَهَا: إِنَّ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ يَرْفَعُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ((إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ .)) قَالَتْ: وَهِلَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، إِنَّمَا قَالَ: ((إِنَّ أَهْلَ الْمَيِّتِ يَبْكُوْنَ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَيُعَذَّبُ بِجُرْمِهِ .)) (مسند احمد: ٢٤٨٠٦)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کسی نے ان سے کہا کہ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ تو نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ ''میت کو زندوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔'' انہوں نے کہا: ابوعبد الرحمٰن کو غلطی لگ گئی ہے، آپ ﷺ نے تو یوں فرمایا تھا کہ: ''میت کے لواحقین اس پر رو رہے ہیں، جبکہ اسے اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے۔''

(٣٠٦٣)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ لَهُ: يَا ابْنَ أُخْتِيْ ، إِنَّ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ تَغْنِي أَخْطَأَ سَمْعُهُ؟ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ رَجُلًا يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِعَمَلِهِ وَأَهْلُهُ يَبْكُوْنَ عَلَيْهِ وَإِنَّهَا وَاللّٰهِ مَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى- (مسند احمد: ٢٥١٤٤)

''(دوسری سند)سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عروہ سے کہا: میرے بھانجے! ابو عبد الرحمٰن یعنی ابن عمر کو سننے میں غلطی لگی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تو ایک آدمی کا ذکر کیا تھا، جسے اس کے اعمال کے جرم میں عذاب ہو رہا تھا اور اس کے اہل و عیال اس پر رو رہے تھے۔ اللہ کی قسم ہے کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے نفس کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔''

فوائد: ......سیدہ عائشہ اور سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی دو الگ الگ احادیث ہیں اور دونوں کا مفہوم بھی ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ میت کو اہل میت کے رونے کی وجہ سے عذاب کیوں ہوتا ہے؟ اس کا جواب آگے آ رہا ہے۔

(٣٠٦٢) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٣٩٧٨، ومسلم: ٩٣٢ (انظر: ٢٤٣٠٢)
(٣٠٦٣)تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

(٣٠٦٤) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِی بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا وَذُكِرَ لَهَا أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ: إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ۔ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: يَغْفِرُ اللّٰهُ لِأَبِی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ وَلٰكِنَّهُ نَسِيَ أَوْ أَخْطَأَ، إِنَّمَا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى يَهُوْدِيَّةٍ يُبْكٰى عَلَيْهَا فَقَالَ: ((إِنَّهُمْ لَيَبْكُوْنَ عَلَيْهَا وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِی قَبْرِهَا)) (مسند احمد: ٢٥٢٦٥)

''عمرہ کہتی ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے یہ ذکر ہوا کہ سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میت کو زندگان کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ تعالیٰ ابو عبد الرحمن کو معاف کرے، وہ جھوٹ نہیں بول رہے، یوں لگتا ہے کہ وہ بھول گئے ہیں یا ان سے غلطی ہوگئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک ایسی یہودی عورت کے پاس سے ہوا تھا کہ جس کے گھر والے اس پر رو رہے تھے، اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''یہ لوگ رو رہے ہیں اور اسے قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے۔''

(٣٠٦٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ نِيحَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (مسند احمد: ٥٢٦٢)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس پر نوحہ کیا گیا تو اس کو نوحہ کی وجہ سے قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا۔''

(٣٠٦٦) عَنْ أَبِی الرَّبِيْعِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فِی جَنَازَةٍ فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانٍ يَصِيْحُ فَبَعَثَ إِلَيْهِ فَأَسْكَتَهُ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! لِمَ أَسْكَتَّهُ؟ قَالَ: إِنَّهُ يَتَأَذّٰى بِهِ الْمَيِّتُ حَتّٰى يَدْخُلَ قَبْرَهُ۔ الْحَدِيْثِ۔ (مسند احمد: ٦١٩٥)

''ابو ربیع کہتے ہیں: میں ایک جنازہ میں سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، جب انہوں نے ایک رونے والے کی آواز سنی تو اس کی طرف ایک آدمی کو بھیج کر اسے خاموش کرایا۔ میں نے کہا: اے ابو عبد الرحمن! آپ نے اسے خاموش کیوں کرا دیا ہے؟ انھوں نے کہا: جب تک میت کو قبر میں داخل نہ کر دیا جائے تو اسے اس رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔''

(٣٠٦٧) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ الْكَافِرُ مِنْ كُفَّارِ قُرَيْشٍ يَمُوْتُ فَيَبْكِيْهِ أَهْلُهُ، فَيَقُوْلُوْنَ: اَلْمُطْعِمُ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کفار قریش میں سے جب کوئی کافر مرتا تو اس کے گھر والے اس پر روتے ہوئے کہتے: لوگوں کو بہت کھلانے والا،

(٣٠٦٤) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٩٣٢، وأخرج نحوه البخاری: ٣٩٧٨ (انظر: ٢٤٣٠٢، ٢٤٧٥٨)

(٣٠٦٥) تخريج: ......أخرجه البخاری: ١٢٨٦، ومسلم: ٩٢٨ (انظر: ٤٨٦٥، ٥٢٦٢)

(٣٠٦٦) ذتخريج: ......اسناده ضعيف، أبو شعبة الطحان جار الاعمش متروك، وأبو الربيع مجهول، وانظر الحديث السابق: ٨٤ (انظر: ٦١٩٥)

(٣٠٦٧) تخريج: ......اسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة (انظر: ٢٤٣٧٣)

الْجِفَانِ، الْمُقَاتِلُ الَّذِیْ، فَیَزِیْدُہُ اللّٰہُ عَذَابًا بِمَا یَقُوْلُوْنَ)) (مسند احمد: ۲۴۸۷۷)

لڑنے والا جو......، تو ان باتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو مزید عذاب دیتا۔‘‘

فوائد: ...... ”جَفْنَة“ کی جمع ”جِفَان“ ہے، جس کے معنی بڑے ٹب کے ہیں، جو سردار چربی اور تیل سے بھرا ہوا بڑا ٹب لوگوں کو کھلاتا تھا، عرب اسے کہتے تھے: اَنْتَ الْجَفْنَةُ الْغَرَّاءُ۔ (تم تو سفید ٹب ہو)، سفیدی سے مراد یہ ہے کہ وہ چربی اور تیل سے بھرا ہوا ہوتا تھا۔

(۳۰۶۸) وَعَنْهَا أَیْضًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہِ إِنَّهُمْ لَیَبْکُوْنَ عَلَیْہِ، وَإِنَّہُ لَیُعَذَّبُ فِیْ قَبْرِہِ بِذَنْبِہِ.)) (مسند احمد: ۲۵۰۰۰)

’’سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ لوگ اس پر رو رہے ہیں اور اسے قبر میں اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا ہے۔‘‘

(۳۰۶۹) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْمَیِّتُ یُعَذَّبُ فِیْ قَبْرِہِ بِالنِّیَاحَةِ عَلَیْہِ.)) (مسند احمد: ۱۸۰)

’’سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’میت پر نوحہ کیے جانے کی وجہ سے اس کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔‘‘

(۳۰۷۰) عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ لَمَّا عَوَّلَتْ عَلَیْہِ حَفْصَةُ رضی اللہ عنہا فَقَالَ: یَا حَفْصَةُ! أَمَا سَمِعْتِ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: ((اَلْمُعَوَّلُ عَلَیْہِ یُعَذَّبُ؟)) قَالَ: وَعَوَّلَ صُهَیْبٌ رضی اللہ عنہ، فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: یَا صُهَیْبُ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْمُعَوَّلَ عَلَیْہِ یُعَذَّبُ۔ (مسند احمد: ۲۶۸)

’’سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا، سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر بلند آواز سے روئیں تو انھوں نے کہا: اے حفصہ! کیا تو نے نہیں سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’اس کو عذاب دیا جاتا ہے، جس پر بلند آواز سے رویا جاتا ہے۔‘‘ پھر سیّدنا صہیب رضی اللہ عنہ بلند آواز سے روئے، اس پر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: صہیب! کیا تم نہیں جانتے کہ جس پر بلند آواز سے رویا جاتا ہے، اس کو عذاب دیا جاتا ہے۔‘‘

(۳۰۷۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: أَرْسِلُوْا إِلَیَّ طَبِیْبًا یَنْظُرُ إِلٰی

’’سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کسی طبیب کو بلاؤ، وہ میرے زخم کا معائنہ کرے، چنانچہ

(۳۰۶۸) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۳۹۷۸، ومسلم: ۹۳۲ (انظر: ۲۴۳۰۲، ۲۴۴۹۵)

(۳۰۶۹) تخریج: ......أخرجه مسلم: ۹۲۷ (انظر: ۱۸۰)

(۳۰۷۰) تخریج: ......أخرجه مسلم: ۱۲۷ (انظر: ۲۶۸)

(۳۰۷۱) تخریج: ......اسناده صحیح علی شرط الشیخین أخرجه الترمذی: ۱۰۰۲، والنسائی: ۴/ ۱۵، وانظر الحدیثین المتقدمین: ۸۸، ۸۹ (انظر: ۲۹۴)

جُرْحِي هٰذَا، قَالَ: فَأَرْسَلُوْا إِلٰى طَبِيْبٍ مِنَ الْعَرَبِ فَسَقٰى عُمَرَ نَبِيْذًا، فَشُبِّهَ النَّبِيْذُ بِالدَّمِ حِيْنَ خَرَجَ مِنَ الطَّعْنَةِ الَّتِي تَحْتَ السُّرَّةِ، قَالَ: فَدَعَوْتُ طَبِيْبًا آخَرَ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ بَنِي مُعَاوِيَةَ، فَسَقَاهُ لَبَنًا فَخَرَجَ اللَّبَنُ مِنَ الطَّعْنَةِ صَلْدًا أَبْيَضَ، فَقَالَ لَهُ الطَّبِيْبُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اِعْهَدْ، فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: صَدَقَنِيْ أَخُوْ بَنِي مُعَاوِيَةَ، وَلَوْ قُلْتَ غَيْرَ ذَالِكَ كَذَّبْتُكَ، قَالَ: فَبَكٰى عَلَيْهِ الْقَوْمُ حِيْنَ سَمِعُوْا ذَالِكَ، فَقَالَ: لَا تَبْكُوْا عَلَيْنَا، مَنْ كَانَ بَاكِيًا فَلْيَخْرُجْ، أَلَمْ تَسْمَعُوْا مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يُعَذَّبُ الْمَيِّتُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ.)) فَمِنْ أَجْلِ ذَالِكَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يُقِرُّ أَنْ يُبْكٰى عِنْدَهُ عَلٰى هَالِكٍ مِنْ وَلَدِهِ وَلَا غَيْرِهِمْ۔ (مسند احمد: ٢٩٤)

ایک عربی طبیب کو بلوایا گیا۔ اس نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نبیذ پلایا، جب وہ ناف کے نیچے والے زخم سے (خون آمیز نبیذ کی صورت میں) خارج ہوگیا، تو نبیذ خون کے مشابہ ہوگیا۔ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر میں بنی معاویہ کے انصار میں سے ایک دوسرا طبیب بلایا۔ اس نے آ کر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا، لیکن وہ تو زخم کے راستے سے صاف سفید دودھ ہی نکل آیا۔ طبیب نے کہا: امیر المومنین! وصیت کر لو، (آپ فوت ہونے والے ہیں)۔ یہ سن کر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: بنو معایہ کا یہ بھائی سچ کہہ رہا ہے، اگر تم کوئی اور بات کرتے تو میں اس کو غلط سمجھتا۔ یہ بات سن کر لوگ رو پڑے۔ جس پر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمارے اوپر نہ روؤ، جو رونا چاہتا ہے وہ باہر چلا جائے۔ کیا تم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ ''میت کو اس کے اہل و عیال کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔'' یہی وجہ ہے کہ سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ میت کے پاس رونے نہیں دیتے تھے۔ رونے والی ان کی اولاد ہو یا کوئی اور۔''

فوائد: ......اس حدیث میں اسی زخم کا ذکر ہے، جو ابولولو نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو لگایا تھا اور پھر آپ اسی وجہ سے شہید ہو گئے تھے۔

(٣٠٧٢) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ جَنَازَةَ أُمِّ أَبَانَ ابْنَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ، وَعِنْدَهُ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، فَجَاءَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْدُهُ قَائِدُهُ، قَالَ: فَأُرَاهُ أَخْبَرَهُ بِمَكَانِ ابْنِ عُمَرَ، فَجَاءَ حَتّٰى

''عبداللہ بن ابی ملیکہ کہتے ہیں: میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، ہم سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام ابان کے جنازہ کا انتظار کر رہے تھے، وہاں پر عمرو بن عثمان بھی موجود تھے، اتنے میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی تشریف لے آئے، جبکہ ایک آدمی ان کی رہنمائی کر رہا تھا (کیونکہ وہ نابینا ہو چکے تھے)، میرا خیال ہے کہ اس آدمی نے انہیں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق بتلایا، پس وہ آ کر میرے پہلو میں

(٣٠٧٢) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٩٢٨، وأخرجه مختصرا البخاري: ١٢٨٧ (انظر: ٢٨٨، ٢٨٩)

جَلَسَ إِلَى جَنْبِي وَكُنْتُ بَيْنَهُمَا، فَإِذَا صَوْتٌ مِنَ الدَّارِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ ﷺ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ.)) فَأَرْسَلَهَا عَبْدُ اللّٰهِ مُرْسَلَةً۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُنَّا مَعَ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ، حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ نَازِلٍ فِي ظِلِّ شَجَرَةٍ، فَقَالَ لِيْ: اِنْطَلِقْ فَاعْلَمْ مَنْ ذَالِكَ، فَانْطَلَقْتُ فَإِذَا هُوَ صُهَيْبٌ، فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: إِنَّكَ أَمَرْتَنِي أَنْ أَعْلَمَ لَكَ مَنْ ذَالِكَ، وَإِنَّهُ صُهَيْبٌ فَقَالَ: مُرُوْهُ فَلْيَلْحَقْ بِنَا، فَقُلْتُ: إِنَّ مَعَهُ أَهْلَهُ؟ قَالَ: وَإِنْ كَانَ مَعَهُ أَهْلُهُ، وَرُبَّمَا قَالَ أَيُّوْبُ مَرَّةً: فَلْيَلْحَقْ بِنَا، فَلَمَّا بَلَغْنَا الْمَدِيْنَةَ لَمْ يَلْبَثْ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْ أُصِيْبَ، فَجَاءَ صُهَيْبٌ فَقَالَ: وَا أَخَاهُ وَا صَاحِبَاهُ، فَقَالَ عُمَرُ ﷺ: أَلَمْ تَعْلَمْ أَوْ لَمْ تَسْمَعْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ.)) فَأَمَّا عَبْدُ اللّٰهِ فَأَرْسَلَهَا مُرْسَلَةً وَأَمَّا عُمَرُ فَقَالَ بِبَعْضِ بُكَاءِ فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ ﷺ فَذَكَرْتُ لَهَا قَوْلَ عُمَرَ، فَقَالَتْ: لَا وَاللّٰهِ! مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَحَدٍ وَلٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْكَافِرَ لَيَزِيْدُهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَذَابًا، وَإِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكٰى، ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى﴾ قَالَ أَيُّوْبُ: وَقَالَ ابْنُ

بیٹھ گئے، جبکہ میں ان دونوں کے درمیان آ گیا۔ جب گھر سے رونے کی آواز سنائی دی تو سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میت کو اس کے اہل و عیال کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔'' سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو مطلق طور پر بیان کیا اور (یہودی کے ساتھ خاص نہیں کیا)۔ یہ سن کر سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم امیر المومنین سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے، جب ہم بیداء مقام میں پہنچے تو درخت کے سائے میں ایک آدمی بیٹھا دکھائی دیا، امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: دیکھ کر آؤ، یہ آدمی کون ہے؟ میں نے جا کر دیکھا تو وہ سیّدنا صہیب رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے واپس آ کر عرض کیا کہ آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ یہ پتہ کر کے آؤں وہ آدمی کون ہے تو وہ سیّدنا صہیب رضی اللہ عنہ ہیں۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے کہا: ان سے جا کر کہو کہ ہمارے ساتھ مل جائیں۔ میں نے کہا: ان کے ہمراہ ان کے اہل خانہ بھی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگرچہ ان کے ساتھ اہل خانہ بھی ہوں، بس وہ ہمارے ساتھ مل جائیں۔ جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تھے تو امیر المومنین پر حملہ کر دیا گیا (اور آپ زخمی ہو گئے)۔ سیّدنا صہیب رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: ہائے میرے بھائی! ہائے میرے دوست! یہ سن کر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''میت کو اس کے بعض اہل و عیال کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔'' سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو مطلق طور پر بیان کیا اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ''بعض اہل و عیال'' کی قید لگائی۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: پھر میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ان کو بیان کی، انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے اس طرح نہیں فرمایا کہ میت کو کسی

أَبِي مُلَيْكَةَ: حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ، قَالَ: لَمَّا بَلَغَ عَائِشَةَ ؓ قَوْلُ عُمَرَ وَابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَتْ: إِنَّكُمْ لَتُحَدِّثُونِي عَنْ غَيْرِ كَاذِبَيْنِ وَلَا مُكَذَّبَيْنِ وَلٰكِنَّ السَّمْعَ يُخْطِىءُ۔ (مسند احمد: ۲۸۸)

کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے، آپ ﷺ نے تو یوں فرمایا تھا: ''بیشک اللہ تعالیٰ کافر کو اس کے اہل و عیال کے رونے کی وجہ سے مزید عذاب دیتا ہے۔'' اور اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ہنساتا اور رلاتا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسری کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔'' قاسم نے کہا: جب سید عائشہ ؓ تک سیّدنا عمر اور سیّدنا ابن عمر ؓ کی بات پہنچی تو انھوں نے کہا: بیشک تم مجھے ایسے لوگوں سے بیان کر رہے ہو جو نہ خود جھوٹ ہیں اور نہ ان کو جھٹلایا گیا ہے، اصل بات یہ ہے کہ سننے میں غلطی ہو جاتی ہے۔''

فوائد: ......''اور اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ہنساتا اور رلاتا ہے۔'' سیدہ عائشہ ؓ کے اس قول سے مراد یہ ہے کہ ابن آدم تو اپنے آنسوؤں کا مالک بھی نہیں ہے، رلانا اور ہنسانا تو اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہے، اس لیے اس پر تو ابن آدم کا محاسبہ ہی نہیں کیا جا سکتا، چہ جائیکہ اس کی وجہ سے کسی میت کی سزا شروع کر دی جائے۔ لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ یہ حدیث آپ ﷺ نے بیان کی ہے کہ ''میت کو اہل میت کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔'' فقیہۂ اسلام سیدہ عائشہ ؓ اگرچہ دوسروں کے سننے میں غلطی لگ جانے کا امکان ظاہر کرا ہی ہیں، لیکن حقائق ان کے اس فہم کی مخالفت میں جا رہے ہیں۔

سیدنا عمر ؓ کے زخمی ہونے کا واقعہ بیان کرنے سے پہلے صہیب کے راستہ میں ملنے کا ذکر اس لیے کیا جا رہا ہے کہ پتا چل جائے کہ جب عمر ؓ کا صہیب کے ساتھ بڑا گہرا تعلق تھا۔

(۳۰۷۳) عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ الْأَسَدِيِّ قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ قَرَظَةُ بْنُ كَعْبٍ فَنِيحَ عَلَيْهِ (وَفِي رِوَايَةٍ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ نِيحَ عَلَيْهِ بِالْكُوفَةِ قَرَظَةُ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيُّ) فَخَرَجَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ ؓ، فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهِ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: مَا بَالُ النَّوْحِ فِي الْإِسْلَامِ، أَمَا إِنِّي

''علی بن ربیعہ اسدی کہتے ہیں: قرظہ بن کعب نامی ایک انصاری آدمی فوت ہو گیا اور اس پر نوحہ کیا جانے لگا، ایک روایت میں ہے کہ کوفہ میں سب سے پہلے قرظہ بن کعب انصاری پر نوحہ کیا گیا، سیّدنا مغیرہ بن شعبہ ؓ منبر پر تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد کہا: اسلام میں نوحہ کا کیا کام؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''مجھ پر جھوٹ بولنا، یہ عام آدمی پر جھوٹ بولنے کی طرح

(۳۰۷۳) تخريج: ......أخرجه البخارى: ۱۲۹۱، وأخرجه مسلم: ٤ دون ذكر النوح، و ۹۳۳ بذكر النوح فقط (انظر: ۱۸۱٤۰)

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلٰى أَحَدٍ، أَلَا وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.)) أَلَا وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ يُنَحْ عَلَيْهِ يُعَذَّبْ بِمَا نِيحَ بِهِ عَلَيْهِ.)) (مسند احمد: ۱۸۳۲۰)

نہیں ہے، خبردار! جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم سے تیار کر لے۔'' اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا: ''جس پر نوحہ کیا گیا تو اسے اس وجہ سے عذاب دیا جائے گا کہ اس پر نوحہ کیا گیا۔''

(۳۰۷٤) عَنْ أَسِيْدِ بْنِ أَبِي أَسِيْدٍ عَنْ مُوْسٰى بْنِ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَلْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ، إِذَا قَالَتِ النَّائِحَةُ وَاعَضُدَاهُ، وَانَاصِرَهُ، وَاكَاسِيَاهُ، جُبِذَ الْمَيِّتُ وَقِيْلَ لَهُ: أَنْتَ عَضُدُهَا، أَنْتَ نَاصِرُهَا، أَنْتَ كَاسِيهَا.)) فَقُلْتُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى﴾ فَقَالَ: وَيْحَكَ أُحَدِّثُكَ عَنْ أَبِي مُوْسٰى عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُوْلُ هٰذَا؟ فَأَيُّنَا كَذَبَ؟ فَوَاللّٰهِ! مَا كَذَبْتُ عَلٰى أَبِي مُوْسٰى، وَلَا كَذَبَ أَبُوْ مُوْسٰى عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۱۹۹۵٤)

''سیّدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میت کو زندوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے، جب نوحہ کرنے والی کہتی ہے: ہائے میرے بازو! ہائے میرے مددگار! ہائے مجھے کپڑے پہنانے والے! تو فرشتے میت کو جھنجوڑتے اور کہتے ہیں: تو اس کا بازو تھا؟ تو اس کا مددگار تھا؟ تو اس کو کپڑے پہناتا تھا؟'' اسید کہتے ہیں: میں نے (تعجب کرتے ہوئے) کہا: سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى﴾ (سورۂ نعام: ۱٦٤) یعنی: ''کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔'' لیکن موسی بن ابی موسیٰ نے کہا: تو ہلاک ہو جائے، میں تجھے سیّدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ کے واسطے سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کر رہا ہوں اور تو اس طرح کہتا ہے؟ ہم میں سے کس نے جھوٹ بولا؟ اللہ کی قسم! میں نے سیّدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ پر جھوٹ نہیں بولا اور نہ ابو موسی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولا ہے۔''

فوائد: ......((يُعَذَّبُ الْمَيِّتُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ.)) یعنی: میت کو اس پر اس کے اہل وعیال کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث کو سیّدنا عمر اور ان کے بیٹے سیّدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی بھول چوک کا نتیجہ قرار دیا، حالانکہ بات اس طرح نہیں ہے۔ دراصل سیدہ کو اس حدیث کا علم نہیں تھا۔ یہی حدیث سیّدنا مغیرہ بن شعبہ اور سیّدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہما نے بھی بیان کی ہے، یہ کل چار صحابہ ہو گئے۔

(۳۰۷٤) تخريج: ......صحيح لغيره۔ أخرجه الترمذي: ۱۰۰۳، وابن ماجه: ۱۵۹٤ (انظر:)

یہاں یہ بات بھی قابل تذکرہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رائے یہ تھی سیّدنا عمر اور سیّدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہما حدیث اس طرح بیان نہیں کر رہے، جس طرح آپ ﷺ نے بیان کی تھی، لیکن وہ کتنے خوبصورت اور نرم انداز میں اپنا مدّعا بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ یہ لوگ نہ خود جھوٹے ہیں اور نہ کوئی ان کو جھٹلا سکتا ہے، بس اِن کو سننے میں کوئی غلطی لگ گئی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ سیّدنا عمر اور ان کے بیٹے کی بیان کردہ حدیث آپ ﷺ کی ہی ارشاد فرمائی ہوئی تھی۔ لیکن یہ سوال اپنی جگہ پر برقرار ہے کہ اس میں میت کا کیا قصور ہے کہ نوحہ کرنے والوں کی وجہ سے اس کو عذاب دیا جا رہا ہے۔
قرآن مجید کا بھی قانون ہے کہ نیک یا بد اعمال میں کوئی کسی کا ذمہ دار نہیں ہوگا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی ایک آیت کا ذکر کیا ہے۔ اس چیز کو سامنے رکھ کر علمائے اسلام نے اس حدیث کے اشکال کو یوں دور کیا ہے:

(۱) میت کو نوحہ کی وجہ سے عذاب اس وقت ہوتا ہے، جب یہ اس کا طریقہ ہو اور اس نے اپنی زندگی میں اپنے گھر والوں کو اس پر برقرار رکھا ہو، یا اس کے سامنے اس کے گھر والے نوحہ کرتے ہوں اور اس نے ان کو نہ منع کیا ہو یا اپنے بارے میں یہ وصیت کی ہو کہ اس کی میت پر رویا جائے۔ بصورتِ دیگر وہ عذاب کا مستحق نہیں ہوگا۔

(۲) جمہور اہل علم کا خیال ہے کہ یہ عذاب اس وقت ہوتا ہے جب میت نوحہ کرنے کی وصیت کر کے جائے، اور قدیم زمانے میں لوگ اس طرح کرتے تھے، جیسے طرفہ بن معبد نے کہا: "اذا انا مت فابکینی بما انا اهله وشقی علی الجیب یا ام معبد" جب میں مر جاؤں تو مجھ پر اتنا رونا کہ جتنا میں اس کا اہل ہوں اور مجھ پر گریبان چاک کر دینا، ام معبد!

(۳) نوحہ کی وجہ سے کافر میت کو عذاب ہوتا ہے، نہ کہ مومن کو، لیکن یہ ایک بعید تاویل ہے۔

(۴) جب مرنے والا ظالم ہو اور اس کے ظالمانہ افعال کا تذکرہ کرتے ہوئے نوحہ کیا جائے تو ان برائیوں کی وجہ سے اسے مزید عذاب ہوتا ہے۔

(۵) عذاب سے مراد فرشتوں کا میت کو ڈانٹ ڈپٹ کرنا، جیسے سیّدنا ابو موسی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میت کو زندہ لوگوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے، جب نوحہ کرنے والی کہتی ہے: او میرے بازو! او میرے مددگار! او مجھے لباس پہنانے والے! تو میت کو کوڑے لگائے جاتے ہیں اور فرشتہ اسے ڈانٹتے ہوئے کہتا ہے: تو اس کا بازو ہے، تو اس کا مددگار ہے، تو اس کو لباس پہنانے والا ہے۔ (اسی باب میں یہ حدیث گزر چکی ہے)

(۶) عذاب سے مراد میت کا نوحہ کی وجہ سے اپنے اہل کے لیے تکلیف محسوس کرنا ہے، کیونکہ اس کو ان پر ترس آتا ہے۔
پہلی دو وجوہات زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہیں، اگر کسی میت میں وہ دونوں نہ پائی جاتی ہوں تو ان شاء اللہ نوحہ کی وجہ سے اسے عذاب نہیں ہوگا، بالخصوص جب وہ نوحہ نہ کرنے نصیحت بھی کر گیا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو مخصوص احادیث بیان کیں کہ میت کو عذاب ہو رہا ہے اور اہل میت رو رہے ہیں، اِن احادیث کا نوحہ کی وجہ عذاب ہونے پر دلالت کرنے والی احادیث سے کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ یہ مخصوص واقعات

ہیں، جبکہ ہم وضاحت بھی کر آئے ہیں کہ ہر رونے سے میت کو عذاب نہیں ہوتا۔ اس باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جس خاندان میں نوحہ کیا جاتا ہو، یا کسی شخص کو اپنی فوتگی کے موقع پر نوحہ کیے جانے کا خطرہ ہو تو ایسی صورت میں نوحہ نہ کرنے کی وصیت ضروری ہے۔

3 ..... بَابُ الرَّخْصَةِ فِي الْبُكَاءِ مِنْ غَيْرِ نَوْحٍ
نوحہ کے بغیر رونے کی رخصت کا بیان

(٣٠٧٥) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَتْ امْرَأَةٌ: هَنِيْئًا لَكَ الْجَنَّةُ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ! وَفِي رِوَايَةٍ قَالَتِ امْرَأَتُهُ: هَنِيْئًا لَكَ يَا بْنَ مَظْعُوْنٍ! بِالْجَنَّةِ، فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَيْهَا نَظْرَةَ غَضَبٍ، فَقَالَ: ((وَمَا يُدْرِيْكِ؟)) قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَارِسُكَ وَصَاحِبُكَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي (وَفِي رِوَايَةٍ وَلَا بِهِ).)) فَأَشْفَقَ النَّاسُ عَلَى عُثْمَانَ، فَلَمَّا مَاتَتْ زَيْنَبُ (وَفِي رِوَايَةٍ: رُقَيَّةُ) ابْنَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((الْحَقِي بِسَلَفِنَا الصَّالِحِ الْخَيِّرِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ.)) فَبَكَتِ النِّسَاءُ، فَجَعَلَ عُمَرُ يَضْرِبُهُنَّ بِسَوْطِهِ فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ وَقَالَ: ((مَهْلًا يَا عُمَرُ!)) ثُمَّ قَالَ: ((ابْكِيْنَ وَإِيَّاكُنَّ وَنَعِيْقَ الشَّيْطَانِ.)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّهُ مَهْمَا كَانَ مِنَ الْعَيْنِ وَالْقَلْبِ فَمِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَمِنَ الرَّحْمَةِ، وَمَا كَانَ

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سیّدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ایک عورت نے کہا: اے عثمان بن مظعون! آپ کو جنت مبارک ہو۔ دوسری روایت میں ہے: ان کی بیوی نے کہا: اے ابن مظعون! آپ کو جنت کی مبارک ہو۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف غصے سے دیکھا اور فرمایا: ((آپ کو کیسے معلوم ہوا؟)) اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ آپ کے شہ سوار اور صحابی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا، جبکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔'' ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا ہوگا اور اس کے ساتھ کیا ہوگا۔'' یہ سن کر لوگ سیّدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے بارے میں فکر مند ہو گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی سیدہ زینب یا سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم ہمارے پیش رو صالح اور نیک سیرت فرد عثمان بن مظعون کو جا ملو۔'' پس عورتیں رونے لگیں اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کوڑے سے مارنا شروع کر دیا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کا ہاتھ روک لیا اور فرمایا: ''عمر ٹھہر جاؤ۔'' پھر فرمایا: ''روؤ روؤ، البتہ شیطانی چیخ و پکار سے بچنا۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

(٣٠٧٥) تخريج: ..... اسناده ضعيف، لضعف على بن زيد بن جدعان، ولين يوسف بن مهران أخرجه الطيالسي: ٢٦٩٤، والطبراني: ٨٣١٧، والحاكم: ٣/ ١٩٠ (انظر: ٢١٢٧، ٣١٠٣)

مِنَ الْيَدِ وَاللِّسَانِ فَمِنَ الشَّيْطَانِ.)) (مسند احمد: ٢١٢٧)

''جو رونا آنکھ اور دل سے ہو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور جذبۂ رحمت کی بنا پر ہوتا ہے، اور جو ہاتھ اور زبان سے ہو وہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔''

(٣٠٧٥)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ مِثْلَهُ) وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ: ((فَمِنَ الشَّيْطَانِ)) وَقَعَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى شَفِيْرِ الْقَبْرِ وَفَاطِمَةُ إِلٰى جَنْبِهِ تَبْكِي، فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَيْنَ فَاطِمَةَ بِثَوْبِهِ رَحْمَةً لَهَا۔ (مسند احمد: ٣١٠٣)

''(دوسری سند) اس میں ''پس وہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔'' کے بعد یہ اضافہ ہے: پھر رسول اللہ ﷺ قبر کے کنارے بیٹھ گئے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی آپ ﷺ کے پہلو میں بیٹھ کر رونے لگیں۔ آپ ﷺ ان کے ساتھ شفقت کرتے ہوئے ان کی آنکھوں کو اپنے کپڑے سے پونچھنے لگے۔''

فوائد: ......آپ ﷺ کا غصے سے دیکھنا، اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو جنت کی مبارک دے کر ایک غیبی امر پر اطلاع پانے کا دعوی کر رہی تھیں، آپ ﷺ نے ان کو سمجھانا چاہا کہ بیشک کوئی بندہ نیک ہوسکتا ہے، لیکن جب تک اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ اطلاع نہیں دے گا، اس وقت کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا جائے گا۔ صحابہ کا سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں فکر مند ہونا، اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ صحابی دوسرے صحابہ کے نزدیک نیک اور صالح فرد تھے، لیکن بعد میں جب آپ ﷺ نے اپنی بیٹی کی وفات پر سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی تعریف کی تو صحابہ مطمئن ہو گئے۔ حدیث میں مذکورہ خواتین کا رونا جائز تھا، لیکن سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو ناجائز سمجھ کر روکنا چاہا، اس لیے آپ ﷺ نے ان کو روکنے سے منع کر دیا۔

(٣٠٧٦) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ فِي قِصَّةِ مَوْتِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ النَّبِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا الصَّبِيَّ فَضَمَّهُ إِلَيْهِ، قَالَ أَنَسٌ رضی اللہ عنہ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَكِيْدُ بِنَفْسِهِ، قَالَ: فَدَمَعَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ، وَلَا نَقُوْلُ إِلَّا مَا يُرْضِي رَبَّنَا عَزَّوَجَلَّ

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے بیٹے سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کا قصہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لائے اور بچے کو بلوایا، پھر اسے اپنے سینہ سے لگا لیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ اس وقت حالتِ نزع میں تھے، اتنے میں آپ ﷺ کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں اور دل غمگین ہو رہا ہے، لیکن ہم بات صرف وہی کہیں گے جو ہمارے رب کو راضی کرے گی، اے ابراہیم! اللہ کی قسم! ہم

(٣٠٧٥) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(٣٠٧٦) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٢٣١٥، وأخرج بنحوه البخاري: ١٣٠٣ (انظر: ١٣٠١٤)

وَاللّٰهِ! إِنَّا بِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ.)) تیری وجہ سے یقیناً غمگین ہیں۔''

(مسند احمد: ١٣٠٤٥)

فوائد: ...... صحیح بخاری میں اس روایت کے الفاظ یہ ہیں: (جب رسول اللہ ﷺ سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کو عالم نزع میں دیکھ کر رونے لگے) تو سیّدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ بھی رو رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن عوف! یہ تو رحمت ہے۔'' پھر آپ ﷺ کے مزید آنسو بہنے لگے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: سیّدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اسی حدیث میں یہ الفاظ بھی واقع ہوئے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ رو رہے ہیں، کیا آپ نے رونے سے منع نہیں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تو اِن دو قسم کی بری اور بیوقوف آوازوں سے منع کیا ہے: (١) گانے والی آواز، جو کہ لہو، کھیل اور شیطان کی بانسری ہے اور (٢) مصیبت کے وقت کی آواز، یعنی چہرے کو نوچنا، گریبان کو چاک کرنا اور شیطان کی آواز (یعنی چیخ و پکار)، یہ میرا رونا تو رحمت ہے اور جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔'' (فتح الباری: ٣/ ٢٢٤)

(٣٠٧٧) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ فَاطِمَةَ رضي الله عنها بَكَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا أَبَتَاهُ مِنْ رَبِّهِ مَا أَدْنَاهُ، يَا أَبَتَاهُ إِلٰى جِبْرِيْلَ أَنْعَاهُ، يَا أَبَتَاهُ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ۔ (مسند احمد: ١٣٠٦٢)

''سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی وفات پر روئیں اور کہا: اے ابا جان! آپ اپنے ربّ کے کتنے قریب ہو گئے ہیں، اے ابا جان! میں جبریل کو آپ کی وفات کی خبر دیتی ہوں۔ اے ابا جان! جنت الفردوس آپ کا ٹھکانہ ہے۔''

(٣٠٧٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيْسٰى عَنْ جَبْرِ بْنِ عَتِيْكٍ عَنْ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى مَيِّتٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَأَهْلُهُ يَبْكُوْنَ، فَقُلْتُ: أَتَبْكُوْنَ وَهٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((دَعْهُنَّ يَبْكِيْنَ مَا دَامَ عِنْدَهُنَّ، فَإِذَا وَجَبَتْ فَلَا يَبْكِيْنَ)) فَقَالَ جَابِرٌ: فَحَدَّثْتُ بِهِ عُمَرَ بْنَ حُمَيْدٍ الْقُرَشِيَّ فَقَالَ: مَاذَا وَجَبَتْ؟ قَالَ: إِذَا أُدْخِلَ قَبْرَهُ۔ (مسند احمد: ٢٤١٥٢)

''سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ انصاریوں کے ہاں ایک قریب الموت آدمی کے پاس گئے، اس کے اہل وعیال رو رہے تھے۔ میں نے کہا: آپ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں رو رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کو چھوڑ دو، جب تک یہ آدمی ان کے پاس ہے، ان کو رونے دو، جب واجب ہو جائے گی تو یہ نہ روئیں۔'' جابر کہتے ہیں: میں نے یہ حدیث عمر بن حمید قرشی کو سنائی، انہوں نے پوچھا: ''واجب ہو جائے گی'' کا کیا معنی ہے؟ کہا: جب اس کو قبر میں داخل کر دیا جائے۔''

(٣٠٧٧) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ٤٤٦٢ (انظر: ١٣٠٣١)

(٣٠٧٨) تخريج: ...... حديث صحيح۔ أخرجه النسائي: ٦/ ٥٢ (انظر: ٢٣٧٥١)

فوائد: ......''جب واجب ہو جائے گی'' اس سے مراد موت ہے، جیسا کہ سنن اور موطا کی مرفوع روایت سے معلوم ہو رہا ہے۔ اس کے معانی دفن بیان کرنا، یہ راوی کا ذاتی فہم ہے، جو کہ صحیح نہیں ہے۔ موت واقع ہو جانے کے کوئی نہ روئے، ظاہر ہے کہ دوسری روایات کی روشنی میں اس سے مراد رونے کی ممنوعہ قسم ہے، جس میں چیخ و پکار ہو یا بلند آواز سے رونا ہو، کیونکہ رونا تو آپ ﷺ سے فعلاً بھی ثابت ہے، بلکہ اس کو رحمت قرار دے کر اس کی تعریف کی گئی ہے۔

(۳۰۷۹) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءِ بْنِ عَلْقَمَةَ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فِي السُّوْقِ وَمَعَهُ سَلَمَةُ بْنُ الْأَزْرَقِ إِلَى جَنْبِهِ فَمُرَّ بِجَنَازَةٍ يَتْبَعُهَا بُكَاءٌ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما: لَوْ تَرَكَ أَهْلُ هٰذَا الْمَيِّتِ الْبُكَاءَ لَكَانَ خَيْرًا لِمَيِّتِهِمْ، فَقَالَ سَلَمَةُ بْنُ الْأَزْرَقِ: تَقُوْلُ ذَالِكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ!؟ قَالَ: نَعَمْ، أَقُوْلُهُ، قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ وَمَاتَ مَيِّتٌ مِنْ أَهْلِ مَرْوَانَ فَاجْتَمَعَ النِّسَاءُ يَبْكِيْنَ عَلَيْهِ، فَقَالَ مَرْوَانُ: قُمْ يَا عَبْدَ الْمَلِكِ! فَانْهَهُنَّ أَنْ يَبْكِيْنَ، فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ: دَعْهُنَّ فَإِنَّهُ مَاتَ مَيِّتٌ مِنْ آلِ النَّبِيِّ ﷺ فَاجْتَمَعَ النِّسَاءُ يَبْكِيْنَ عَلَيْهِ، فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَنْهَاهُنَّ وَيَطْرُدُهُنَّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَعْهُنَّ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! فَإِنَّ الْعَيْنَ دَامِعَةٌ وَالْفُؤَادَ مُصَابٌ، وَإِنَّ الْعَهْدَ حَدِيْثٌ)) فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ: أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: يَأْثُرُهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ۔ (مسند احمد: ۵۸۸۹)

''محمد بن عمرو کہتے ہیں: میں بازار میں سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، ان کے پہلو میں سلمہ بن ازرق بھی موجود تھے، ایک جنازہ گزرا، اس کے ساتھ لوگ روتے جا رہے تھے، سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر اس میت والے یہ لواحقین رونا ترک کر دیں تو اس میت کے حق میں بہتر ہوگا۔ سلمہ بن ازرق نے کہا: ابو عبد الرحمن! آپ یہ بات کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں، میں کہہ رہا ہوں۔ سلمہ بن ازرق نے کہا: میں نے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، جبکہ مروان کے اہل میں سے کوئی فوت ہو گیا تھا، عورتیں جمع ہو کر رونے لگیں، مروان نے کہا: عبد الملک! اٹھو اور جا کر ان عورتوں کو رونے سے منع کرو۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: انہیں رونے دو، رسول اللہ ﷺ کا ایک رشتہ دار فوت ہو گیا تھا، عورتیں جمع ہو کر اس پر رونے لگیں، سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ انہیں روکنے اور ڈانٹ ڈپٹ کرنے کے لیے اٹھے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن خطاب، انہیں چھوڑو، آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں، دل غمگین ہیں اور مصیبت کا وقت بھی قریب ہے۔'' سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ نے یہ حدیث سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے خود سنی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے کہا: کیا وہ اسے نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے تھے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ یہ سن کر انھوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔''

(۳۰۷۹) تخریج: ......اسناده ضعيف لجهالة حال سلمة بن الأزرق أخرجه ابن ماجه: ۱۵۸۷، والنسائی: ۴/ ۱۹ (انظر: ۵۸۸۹، ۷۶۹۱)

فوائد: ......سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے تو واضح طور پر پتہ چل رہا ہے کہ آپ ﷺ اپنے قرابتدار کی مرگ پر اس رونے کی اجازت دے رہے تھے، جو شریعت میں جائز ہے، یعنی آنکھوں سے آنسو بہنا اور دل کا غمگین ہونا۔

(۳۰۸۰) عَنْ إِبْرَاهِيمَ الْهَجَرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رضی اللہ عنہ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ، فَمَاتَتْ ابْنَةٌ لَهُ وَكَانَ يَتْبَعُ جَنَازَتَهَا عَلَى بَغْلَةٍ خَلْفَهَا، فَجَعَلَ النِّسَاءُ يَبْكِينَ، فَقَالَ: لَا تَرْثِينَ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمَرَاثِي، فَتُفِيضُ إِحْدَاكُنَّ مِنْ عَبْرَاتِهَا مَا شَاءَتْ، كَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعًا ثُمَّ قَامَ بَعْدَ الرَّابِعَةِ قَدْرَ مَا بَيْنَ التَّكْبِيرَتَيْنِ يَدْعُو، ثُمَّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ فِي الْجَنَازَةِ هٰكَذَا۔ (مسند احمد: ۱۹۳۵۳)

''سیّدنا عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ ، جو بیعت رضوان کرنے والے صحابہ میں سے تھے، کی بیٹی کا انتقال ہوگیا۔ وہ ایک خچر پر سوار جنازہ کے پیچھے جا رہے تھے، اتنے میں عورتیں رونے لگیں، انہوں نے کہا: مرثیے مت کہو، رسول اللہ ﷺ نے مرثیوں سے منع فرمایا ہے۔ البتہ جس قدر چاہو آنسو بہا سکتی ہو۔ پھر انہوں نے نماز جنازہ میں چار تکبیرات کہیں، چوتھی تکبیر کے بعد بھی دو تکبیروں کے درمیان وقفہ کے برابر کھڑے ہو کر دعائیں کرتے رہے۔ پھر کہا: رسول اللہ ﷺ بھی جنازہ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔''

فوائد: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جنازے میں چوتھی تکبیر اور سلام کے درمیان دعا کرنا بھی ثابت ہے۔

(۳۰۸۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى بَعْضِ بَنَاتِهِ، وَهِيَ فِي السَّوْقِ، فَأَخَذَهَا وَوَضَعَهَا فِي حِجْرِهِ حَتَّى قُبِضَتْ فَدَمَعَتْ عَيْنَاهُ فَبَكَتْ أُمُّ أَيْمَنَ، فَقِيلَ لَهَا: أَتَبْكِينَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: أَلَا أَبْكِي وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَبْكِي، قَالَ: ((إِنِّي لَمْ أَبْكِ، وَهٰذِهِ رَحْمَةٌ إِنَّ الْمُؤْمِنَ تَخْرُجُ نَفْسُهُ مِنْ بَيْنِ جَنْبَيْهِ وَهُوَ يَحْمَدُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ (وَفِي لَفْظٍ)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ایک صاحب زادی کے ہاں تشریف لائے، جبکہ وہ عالمِ نزع میں تھی، آپ ﷺ نے اس کو پکڑا اور اپنی گود میں رکھا، اس وقت اس کی روح پرواز کر گئی، آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو آ گئے، سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا بھی رونے لگیں، ان سے کسی نے کہا: تم رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہوئے رو رہی ہیں؟ انہوں نے کہا: میں کیوں نہ روؤں، رسول اللہ ﷺ بھی تو رو رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تو نہیں رو رہا، یہ تو رحمت ہے۔ مومن کی روح اس کے پہلوؤں

(۳۰۸۰) تخریج: ......اسناده ضعيف لضعف ابراهيم بن مسلم الهجرى شیخ البانی نے ابن ماجہ کی روایت کو صحیح کہا، اس میں چار تکبیرات اور چوتھی تکبیر کے بعد دعا کرنے کا ذکر ہے، اس کا صحیح سند کے ساتھ ایک موقوف شاہد سنن بیہقی میں ہے۔ (ملاحظہ ہو: احكام الجنائز للألبانی: صـ۱۲٦)۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۵۰۳، ۱۵۹۲ (انظر: ۱۹۱٤٠)

(۳۰۸۱) تخريج: ......حديث حسن۔ أخرجه الترمذى فى "الشمائل": ۳۱۸، وابن ابى شيبة: ٤/ ۳۹٤، وعبد بن حميد: ۵۹۳ (انظر: ۲٤۱۲)

إِنَّ الْمُؤْمِنَ بِكُلِّ خَيْرٍ عَلٰى كُلِّ حَالٍ، إِنَّ نَفْسَهُ تَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ جَنْبَيْهِ وَهُوَ يَحْمَدُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ)) (مسند احمد: ٢٤١٢)

سے نکل رہی ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کر رہا ہوتا ہے۔ایک روایت میں ہے: مومن ہر حال میں ہر قسم کی بھلائی پر ہوتا ہے، جب اس کی روح اس کے پہلوؤں سے نکل رہی ہوتی ہے تو وہ اس حال میں بھی اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر رہا ہوتا ہے۔''

فوائد: ......اس صاحب زادی سے مراد آپ ﷺ کی نواسی تھیں، اگلی حدیث میں اس کی وضاحت آ رہی ہے۔ نبی کریم ﷺ اور سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا دونوں ہی رو رہے تھے، لیکن اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ام ایمن کا رونا آواز کے ساتھ تھا، اگر چہ وہ نوحہ نہیں تھا اور آپ ﷺ کا رونا بلا آواز تھا، جو دل کے نرم ہونے پر دلالت کرتا ہے، آپ ﷺ کا اپنے رونے کی نفی کرنا، اس سے مراد یہ تھا کہ آپ ﷺ اس کی طرح تو نہیں رو رہے تھے۔اس حدیث سے ایک اہم سبق یہ بھی ملتا ہے کہ مسلمان کو بڑی سے بڑی آزمائش پر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر کے اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہونے کا اظہار کرنا چاہیے۔

(٣٠٨٢) عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضي الله عنه قَالَ: أَرْسَلَتْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعْضُ بَنَاتِهِ أَنَّ صَبِيًّا لَهَا ابْنًا أَوْ ابْنَةً، قَدِ احْتُضِرَتْ فَاشْهَدْنَا، قَالَ: فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا يَقْرَأُ السَّلَامَ، وَيَقُوْلُ: ((إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ إِلٰى أَجَلٍ مُسَمًّى، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ)) فَأَرْسَلَتْ تُقْسِمُ عَلَيْهِ، فَقَامَ وَقُمْنَا فَرُفِعَ الصَّبِيُّ إِلٰى حِجْرِ أَوْ فِي حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ، وَفِي الْقَوْمِ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَ أُبَيٌّ أَحْسِبُ، فَفَاضَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: مَا هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!؟ قَالَ: ((إِنَّ هٰذِهِ رَحْمَةٌ يَضَعُهَا اللّٰهُ فِي قُلُوْبِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءُ)) (مسند احمد: ٢٢١١٩)

''سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی صاحب زادی (سیدہ زینب رضی اللہ عنہا) نے آپ ﷺ کو اطلاع بھجوائی کہ اس کا بیٹا یا بیٹی نزع کے عالَم میں ہے، لہٰذا آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائیں۔ آپ ﷺ نے جواباً اپنی بیٹی کو سلام بھجوایا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جو لے لے اور جو دے دے، سب کچھ اسی کا ہے اور اس کے پاس ہر چیز کا وقت مقرر ہے، پس چاہیے کہ وہ صبر کرے اور اجر کی امید رکھے۔'' لیکن اس دفعہ بیٹی نے قسم دے کر آپ ﷺ کو دوبارہ بلوایا۔ سو آپ ﷺ اٹھے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ چل پڑے۔ بچے کو آپ ﷺ کی گود میں رکھ دیا گیا، اس وقت اس کی روح پرواز کر رہی تھی۔لوگوں میں سیّدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ موجود تھے اور میرا خیال ہے کہ سیّدنا ابی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں بہہ پڑیں، سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کیا؟ آپ ﷺ نے

(٣٠٨٢) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٥٦٥٥، ٦٦٥٥، وأخرج بنحوه مسلم: ٩٢٣ (انظر: ٢١٧٧٦)

فرمایا: ''یہ رحمت ہے، جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے دل میں چاہتا ہے، رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے مہربان بندوں پر رحم کرتا ہے۔''

فوائد: ...... بیٹا یا بیٹی کہنا، یہ کسی راوی کو شک ہے، یہ بیٹی ہی تھیں، ان کا نام سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا تھا، جن کو اگلی حدیث میں اُمیمہ کہا گیا ہے۔

(۳۰۸۳)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِأُمَيْمَةَ ابْنَةِ زَيْنَبَ وَنَفْسُهَا تَقَعْقَعُ، كَأَنَّهَا فِي شَنٍّ، فَقَالَ: ((لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلِلّٰهِ مَا أَعْطَى وَكُلٌّ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى.)) قَالَ: فَدَمَعَتْ عَيْنَاهُ، فَقَالَ لَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَتَبْكِي؟ أَوَلَمْ تَنْهَ عَنِ الْبُكَاءِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا هِيَ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِي قُلُوْبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ.)) (مسند احمد: ۲۲۱۴۲)

''(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ کے پاس سیدہ امیمہ بنت زینب رضی اللہ عنہا کو لایا گیا، وہ عالَم نزع میں تھیں اور پرانے مشکیزے کی طرح لگ رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ جو لے لے اور جو دے دے، سب اسی کا ہے اور ہر چیز کا ایک وقتِ مقرر ہے۔'' یہ کہتے ہی رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، سیّدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ رو رہے ہیں؟ کیا آپ نے رونے سے منع نہیں فرمایا تھا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ رحمت ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈال رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ رحم کرنے والے بندوں پر ہی رحم فرماتا ہے۔''

فوائد: ...... یعنی اس کے سانس اکھڑنے کی آواز پرانے مشکیزے میں پانی کے چھلکنے کی آواز کی طرح تھی۔ (عبداللہ رفیق)

(۳۰۸٤)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) قَالَ: أَرْسَلَتِ ابْنَةُ النَّبِيِّ ﷺ إِنَّ ابْنِي يُقْبَضُ، فَأْتِنَا، ...... فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ مَا تَقَدَّمَ. (مسند احمد: ۲۲۱۳۲)

''(تیسری سند) رسول اللہ ﷺ کی صاحب زادی نے آپ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ اس کا بیٹا فوت ہو رہا ہے، لہٰذا آپ تشریف لائیں، ...... الحدیث۔''

فوائد: ...... اس حدیث سے یہ سبق بھی ملا کہ تعزیت کے لیے اور کسی کو تسلی دلانے کے لیے یہ دعا پڑھنی چاہیے: ((إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ.)) یعنی: ''اللہ تعالیٰ جو لے لے اور جو دے دے، سب کچھ اسی کا ہے اور اس کے پاس ہر چیز کا وقت مقرر ہے، پس چاہیے کہ وہ

(۳۰۸۳) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(۳۰۸٤) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

صبر کرے اور اجر کی امید رکھے۔'' اس دعا میں صبر پر آمادہ کیا جا رہا ہے اور یہ تلقین کی جا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہونا چاہیے۔

(٣٠٨٥) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ لَمَّا مَاتَ حَضَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ قَالَتْ: فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! إِنِّي لَأَعْرِفُ بُكَاءَ عُمَرَ مِنْ بُكَاءِ أَبِي بَكْرٍ وَأَنَا فِي حُجْرَتِي، وَكَانُوْا كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾۔ (مسند احمد: ٢٥٦١٠)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما وہاں تشریف لائے، سیدہ کہتی ہیں: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! میں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے رونے کی آواز علیحدہ علیحدہ پہچان رہی تھی، حالانکہ میں اپنے حجرے میں تھی، وہ صحابہ آپس میں ایسے ہی تھے، جیسے اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے: ﴿رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ (سورۂ فتح: ٢٩) یعنی: ''وہ آپس میں رحم دل تھے۔''

فوائد: ......مذکورہ بالا تین ابواب کی احادیث کا تعلق رونے، نوحہ کرنے اور اس قسم کے دوسرے امور سے ہے۔ ان احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جس رونے کا تعلق آنکھ کے آنسوؤں اور دل کے غم کے ساتھ ہو، وہ جائز ہے، بلکہ اس کی تعریف کی گئی ہے کیونکہ یہ رونا دل کی نرمی کا نتیجہ ہے، اس ضمن میں ایسی آواز بھی نکل سکتی ہے، جس کے سامنے شدتِ غم کی وجہ سے آدمی مغلوب ہو جاتا ہے، اس باب کی آخری حدیث کا تعلق اسی صورت سے ہے کہ جب سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ پر رو رہے تھے تو ان کے رونے کی آواز آ رہی تھی۔ اس کے علاوہ رونے کی ہر صورت کو نوحہ اور خلافِ شرع قرار دیا جائے گا، مثلا بلند آواز سے رونا، واویلا کرنا، اول فول بکنا، چیخنا، جاہلیت والی پکاریں پکارنا، روتے ہوئے یا اونچی آواز سے میت کے فضائل و محاسن اور عادات و اطوار کا تذکرہ کرنا، مثلا: ہائے میرے بازو، ہائے میرے مددگار، او بہادرا، گریبان چاک کرنا، رخسار پیٹنا، سر منڈانا، ممنوعہ الفاظ کہنا، اپنے لیے بددعا کرتے ہوئے رونا۔

عام آواز میں میت کی نیکیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کے حق میں شہادت دینا درست ہے، مثلا: وہ نمازی تھا، روزے دار تھا، اللہ تعالیٰ کا اطاعت گزار تھا، حقوق العباد ادا کرتا تھا، اس لیے اس کے بارے میں حسن ظن یہ ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے نرم رویہ اختیار کرے گا۔

(٣٠٨٥) تخريج: ......هذا حديث طويل وله شواهد يصح بها دون قولها: "كانت عينه لا تدمع على احد"۔ أخرجه ابن حبان: ٧٠٢٨، وابن ابى شيبة: ١٤/ ٤٠٨، وأخرج بعض جمله البخارى ومسلم (انظر: ٢٥٠٩٧)

4 ..... بَابُ مَا جَاءَ فِيْ نَعْيِ الْمَيِّتِ
دوسروں کو کسی کے مرنے کی خبر دینا

(٣٠٨٦) عَنْ بِلَالِ الْعَبَسِيِّ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ كَانَ إِذَا مَاتَ لَهُ مَيِّتٌ قَالَ: لَا تُؤْذِنُوْا بِهِ أَحَدًا، إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُوْنَ نَعْيًا، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى عَنِ النَّعْيِ۔ (مسند احمد: ٢٣٨٤٨)

''جب سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کا کوئی آدمی فوت ہوتا تو وہ کہتے: کسی کو اس کے فوت ہونے کی اطلاع نہ دو، مجھے خطرہ ہے کہ کہیں یہ خبر دینا اطلاع کرنے کی ممنوعہ صورت نہ بن جائے اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے کسی کے مرنے کی اطلاع دینے سے منع فرمایا۔''

(٣٠٨٧)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ النَّعْيِ۔ (مسند احمد: ٢٣٦٥٩)

''(دوسری سند) سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کے مرنے کی اطلاع نشر کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

(٣٠٨٨) عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: سُئِلَ جَابِرٌ عَمَّا يُدْعٰى لِلْمَيِّتِ؟ فَقَالَ: مَا أَبَاحَ لَنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَا أَبُوْ بَكْرٍ وَلَا عُمَرُ رضی اللہ عنہما۔ (مسند احمد: ١٤٩٠٧)

''ابوزبیر کہتے ہیں: سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے میت کے لیے دی جانے والی پکار کے بارے میں پوچھا گیا، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اور سیّدنا ابوبکر اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما نے ہمیں اس کی اجازت نہیں دی۔''

فائدہ: ......''نَعْيٌ'' یا ''نَعِيٌّ'' کے لغوی معانی ہیں: کسی کی موت کی خبر دینا۔ آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے، جبکہ جب آپ ﷺ نے بعض لوگوں کی موت کا اعلان کیا تو اس وقت یہی الفاظ استعمال کیے گئے، مثلا: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ((إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ، خَرَجَ إِلَى الْمُصَلّٰى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا۔)) یعنی: ''جس دن نجاشی فوت ہوا، اسی دن آپ ﷺ نے اس کی موت کی خبر دی، پھر نماز گاہ کی طرف نکلے، لوگوں کی صفیں بنوائیں اور چار تکبیرات کہیں۔'' (بخاری: ١٢٤٥) اسی طرح سیّدنا جعفر، سیّدنا زید اور سیّدنا ابن رواحہ رضی اللہ عنہم وغیرہ کا اعلان بھی کیا گیا۔

ان روایات میں جمع تطبیق کی صورت یہ ہے کہ جس اعلان کا مقصد یہ ہو کہ قریبی رشتہ دار اور دوسرے مسلمان جمع ہو کر غسل وغیرہ کے مراحل طے کریں اور جنازے کے وقت کا تعین کر کے میت کو قبرستان لے جا کر نماز جنازہ ادا کریں تو یہ عمل درست ہے اور آپ ﷺ نے یہی اعلان کیا تھا، بہرحال اس ضمن میں بھی اعلانات کی کثرت سے گریز کرنا چاہیے۔

(٣٠٨٦) تخريج: ......اسناده ضعيف لانقطاعه، بلال العبسي لم يسمع من حذيفة أخرجه ابن ماجه: ١٤٧٦، والترمذي: ٩٨٦ (انظر: ٢٣٤٥٥)

(٣٠٨٧) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(٣٠٨٨) تخريج: ......اسناده ضعيف، حجاج بن ارطاة مدلس وقد عنعن أخرجه ابن ماجه: ١٥٠١ (انظر: ١٤٨٤٦)

اس کے علاوہ ہر ایک صورت ممنوع ہے، مثلا: میت کے محاسن و مناقب بیان کرتے ہوئے اطلاع دینا، مرثیے پڑھتے ہوئے اعلان کرنا، شہداء کے بینرز لکھوانا، اشتہار چھپوانا، دیواروں پر لکھنا اور دس پندرہ پندرہ دن تشہیر کے اس انداز پر صرف کر دینا، رکشوں وغیرہ پر لاؤڈ سپیکر لگا کر ایک شہر کی گلی گلی میں اعلانات کی بھرمار کر دینا، بلاضرورت بازاروں میں اونچے مقامات پر کھڑے ہو کر مرگ کی اطلاع دینا۔ علی ہذا القیاس۔

5 ..... بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِحْدَادِ عَلَى الْمَيِّتِ

میت پر سوگ منانے کا بیان

(۳۰۸۹) عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا.)) (مسند احمد: ۲۷۲۹۰)

''زوجۂ رسول سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے سنا کہ ''جس عورت کا اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان ہے، اس کے لیے کسی میت پر تین دنوں سے زیادہ سوگ منانا حلال نہیں ہے، ماسوائے خاوند کے، کہ اس کے لیے چار ماہ دس دن (سوگ ہے)۔''

فوائد: ......سوگ میں خاتون کو زینت ترک کرنا پڑتی ہے، آنے والی چوتھی حدیث اور اس کے فوائد میں تفصیل بیان کی گئی ہے۔

(۳۰۹۰) عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: تُوُفِّيَ حَمِيْمٌ لِأُمِّ حَبِيْبَةَ رضی اللہ عنہا فَدَعَتْ بِصُفْرَةٍ، فَمَسَحَتْ بِذِرَاعَيْهَا وَقَالَتْ: إِنَّمَا أَصْنَعُ هٰذَا لِشَيْءٍ سَمِعْتُ (وَفِي رِوَايَةٍ: لِأَنَّ) رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجِهَا أَرْبَعَةَ وَعَشْرًا.)) (مسند احمد: ۲۷۳۰۲)

''سیدہ زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا ایک رشتہ دار فوت ہو گیا، انہوں نے خوشبو منگوا کر بازوؤں پر لگائی اور کہا: میں نے خاص وجہ کی بنا پر ایسے کیا اور وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت کا اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان ہے، اس کے لیے کسی میت پر تین دنوں سے زیادہ سوگ منانا حلال نہیں ہے، ماسوائے خاوند کے، کہ اس کے لیے چار ماہ دس دن (سوگ ہے)۔''

(۳۰۹۱) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۳۰۸۹) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۱۲۸۲، ومسلم: ۱٤۸۷ (انظر: ۲٦۷٥٤)

(۳۰۹۰) تخریج: ......أخرجه البخاری: ٥۳۳۹، ومسلم: ۱٤۸٦ (انظر: ۲٦۷٦٦)

(۳۰۹۱) تخریج: ......اسناده علی شرط مسلم أخرجه عن عائشة مسلم: ۱٤۹۱ (انظر: ۲٤۰۹۲، ۲٦٤٥٤)

قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ، إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ.)) (مسند احمد: ٢٦٩٨٦)

فرمایا: ''جو عورت اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے، اس کے لیے کسی میت پر تین دنوں سے زیادہ سوگ منانا حلال نہیں ہے، ماسوائے خاوند کے۔''

(٣٠٩٢) وَعَنْ حَفْصَةَ ؓ مِثْلُهُ (وَزَادَتْ بَعْدَ "إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ": ((فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا)) (مسند احمد: ٢٦٩٨٥)

''سیدہ حفصہ ؓ سے اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ "إِلَّا زَوْجٍ" کے الفاظ کے بعد یہ الفاظ ہیں: پس وہ اس پر چار ماہ دس دن سوگ منائے گی۔''

(٣٠٩٣) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ ؓ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُحِدَّ الْمَرْأَةُ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا إِلَّا عَصْبًا، وَلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمَسُّ طِيْبًا إِلَّا عِنْدَ طُهْرِهَا، فَإِذَا طَهُرَتْ مِنْ حَيْضِهَا نُبْذَةً مِنْ قُسْطٍ وَ أَظْفَارٍ)) (مسند احمد: ٢١٠٧٥)

''سیدہ ام عطیہ انصاریہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عورت کسی میت پر تین دنوں سے زیادہ سوگ نہ منائے، سوائے خاوند پر، اس پر چار ماہ دس دن سوگ منائے گی، اس دوران وہ رنگے ہوئے کپڑے نہ پہنے، لیکن رنگے ہوئے سوت کا کپڑا پہن سکتی ہے، سرمہ نہ لگائے، خوشبو استعمال نہ کرے، مگر جب ایام حیض سے پاک ہو تو تب تھوڑی سی قسط یا اظفار کی خوشبو استعمال کر لے۔''

فوائد: ......سنن ابوداود اور سنن نسائی کی روایت میں ((وَلَا تَخْتَضِبْ)) (اور مہندی نہ لگائے) اور سنن نسائی کی روایت میں ((وَلَا تَمْتَشِطُ)) (اور کنگھی بھی نہ کرے) کے الفاظ کی زیادتی ہے۔ اس حدیث میں سوگ منانے والی خاتون کے احکام بیان کیے گئے ہیں۔ ''لیکن رنگے ہوئے سوت کا کپڑا پہن سکتی ہے۔'' اس سے مراد وہ کپڑا ہے جس کی بنائی ہی رنگین دھاگوں سے کی گئی ہو۔ آج کل عام طور پر خواتین ان شرائط کی قطعی طور پر کوئی لحاظ نہیں کرتی، جبکہ اس معاملے میں درج ذیل حدیث سے سختی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

سیدہ ام سلمہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک عورت کے شوہر کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد اس کی آنکھ میں تکلیف ہوئی تو اس کے گھر والے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے سرمہ لگانے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سرمہ مت لگاؤ، (زمانۂ جاہلیت میں تو) تمھیں بدترین کپڑے میں وقت گزارنا پڑتا تھا، یا (راوی کو شک ہے کہ یہ فرمایا کہ) بدترین گھر میں وقت گزارنا پڑتا تھا، جب اس طرح ایک سال پورا ہو جاتا تو اس کے پاس سے کتا گزرتا اور وہ اس پر مینگنی پھینکتی (تب عدت سے باہر آتی) لہٰذا تم سرمہ نہ لگاؤ جب تک کہ چار ماہ دس دن نہ گزر جائیں۔'' (بخاری: ٥٣٣٨، مسلم: ١٤٨٦)

(٣٠٩٢) تخريج: ......أخرجه مسلم: ١٤٩٠ (انظر: ٢٦٤٥٣)
(٣٠٩٣) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٥٣٤٢، ومسلم: ص ١١٢٨ (انظر: ٢٠٧٩٤)

(۳۰۹۴) عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ ؓ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْيَوْمَ الثَّالِثَ مِنْ قَتْلِ جَعْفَرٍ، فَقَالَ: ((لَا تُحِدِّي بَعْدَ يَوْمِكِ هٰذَا)) (مسند احمد: ۲۷۶۲۳)

''سیدہ اسما بنت عمیس ؓ کہتی ہیں: سیّدنا جعفر ؓ کی شہادت کے تیسرے دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''آج کے بعد سوگ نہ کرنا۔''

(۳۰۹۵) (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَتْ: لَمَّا أُصِيبَ جَعْفَرٌ أَتَانَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((قُومِي الْبَسِي، ثَوْبَ الْحِدَادِ، ثَلَاثًا، ثُمَّ اصْنَعِي مَا شِئْتِ.)) قَالَ عَبْدُ اللهِ وَحَدَّثَنَا ابْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ مِثْلَهُ (مسند احمد: ۲۸۰۱۵)

''(دوسری سند) وہ کہتی ہیں: جب سیّدنا جعفر ؓ کا سانحہ پیش آیا تو نبی کریم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور فرمایا، اٹھو! تین دن کے لیے سوگ کا لباس پہن لو، اس کے بعد جو چاہو کرنا۔''

فوائد: ......سیدہ اسماء بنت عمیس ؓ بالاتفاق سیّدنا جعفر بن ابو طالب ؓ کی بیوی تھیں۔ لیکن سابقہ احادیث میں بیوی کو چار ماہ دس دن سوگ میں رہنے کا حکم دیا گیا اور اس حدیث میں صرف تین دن کا، اس تضاد کو کیسے دور کیا جائے؟ یا اس کی کیا وجہ ہے؟ مختلف شارحین نے مختلف جوابات دیے ہیں:

(۱) اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سیدہ اسماء ؓ کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کے افسوس میں مبالغے اور غلوّ سے کام نہ لیں، بلکہ اب سوگ والی عام حالت اختیار کر کے دوسرے اہل میت کی طرح اپنے کام کاج میں مصروف ہو جائیں، وگرنہ اصل عدت تو چار ماہ دس دنوں تک جاری رہے گی۔

(۲) یہ حدیث شاذ ہے، کیونکہ اس میں دوسری احادیث صحیحہ کی مخالفت پائی جاتی ہے۔

(۳) سیدہ اسماء ؓ حاملہ تھیں اور تیسرے دن بچہ پیدا ہو گیا تھا، اس لیے ان کی عدت ختم ہو گئی تھی، کیونکہ حاملہ خاتون کی عدت وضعِ حمل ہے۔

(۳۰۹٤) تخريج: ......هذا حديث اختلف فی وصله وارساله، وارسالُه اصح، لكن صححه الامام احمد وقال ابن حجر: قوی الاسناد۔ أخرجه ابن حبان: ۳۱٤۸، والطبرانی فی "الكبير": ۲٤/ ۳٦۹، والبيهقی: ۷/ ٤۳۸ (انظر: ۲۷۰۸۳، ۲۷٤٦۸)

(۳۰۹۵) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

اَبْوَابُ غُسْلِ الْمَيِّتِ
میت کوغسل دینے کے مسائل

1 ..... بَابُ مَنْ يَلِيهِ وَرِفْقِهِ بِهِ وَسَتْرِهِ عَلَيْهِ وَثَوَابِ ذٰلِكَ
میت کے امور کا ذمہ دار کون ہے؟ اس کا اور اس کے ساتھ نرمی کرنے اس پر پردہ ڈالنے اور اس کے ثواب کا بیان

(٣٠٩٦) عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا فَأَدّٰى فِيْهِ الْأَمَانَةَ، وَلَمْ يُفْشِ عَلَيْهِ مَا يَكُوْنُ مِنْهُ عِنْدَ ذَالِكَ، خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.)) وَقَالَ: ((لِيَلِهِ أَقْرَبُكُمْ مِنْهُ، إِنْ كَانَ يَعْلَمُ، فَإِنْ كَانَ لَا يَعْلَمُ فَمَنْ تَرَوْنَ أَنَّ عِنْدَهُ حَظًّا مِنْ وَرَعٍ وَأَمَانَةٍ.)) (مسند احمد: ٢٥٣٩٣)

''سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص میت کو غسل دے، (اس سلسلہ کے تمام امور کی) ادائیگی میں امانت کا خیال رکھے اور میت کی (پردہ والی اور ناپسندیدہ چیزوں کا) افشا نہ کرے تو وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہو جاتا ہے، جس دن اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''میت کا قریبی رشتہ دار اس کے امور کا ذمہ دار بنے، بشرطیکہ اسے (ان امور کا) علم ہو، وگرنہ جس کو تم تقوے اور امانت والا سمجھو (اس کو یہ ذمہ داری سونپ دو)۔''

(٣٠٩٧) عَنْ صَالِحٍ أَبِي حُجَيْرٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ خُدَيْجٍ ؓ قَالَ: وَكَانَتْ لَهُ

''صحابیٔ رسول سیّدنا معاویہ بن خدیج ؓ کہتے ہیں: جو شخص میت کو غسل اور کفن دے، پھر اس کے ساتھ جائے اور اس کے

(٣٠٩٦) تخريج: ......اسناده ضعيف لضعف جابر بن يزيد الجعفي، ويحيى الجزار لم يذكروا له سماعا من عائشة أخرجه الطبراني في "الأوسط": ٣٥٩٩، والبيهقي: ٣/ ٣٩٦ (انظر: ٢٤٨٨١)

(٣٠٩٧) تخريج: ......اسناده ضعيف لجهالة حال صالح أبي حجير بن حجير، ثم ان في سماع ثابت من صالح شكا، أشار اليه ابوزرعة العراقي في "ذيل الكاشف" أخرجه البخاري في "التاريخ الكبير": ٤/ ٢٧٥، وابن سعد: ٧/ ٥٠٣ (انظر: ٢٧٢٥٨)

صُحْبَةٌ، مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا وَكَفَّنَهُ وَتَبِعَهُ وَوَلِيَ جُثَّتَهُ، رَجَعَ مَغْفُورًا لَهُ۔ قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: قَالَ أَبِي: لَيْسَ بِمَرْفُوعٍ۔ (مسند احمد: ۲۷۸۰۰)

دفن کا اہتمام کرے تو بخشا بخشایا واپس آئے گا۔ امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: یہ مرفوع نہیں ہے۔"

فوائد: …… یہ حدیث حکماً مرفوع ہے، کیونکہ ایسی بات اپنی رائے سے نہیں کہی جا سکتی۔

(۳۰۹۸) عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ: أَنَّ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَبَضَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَغَسَّلُوْا وَكَفَّنُوْهُ وَحَنَّطُوْهُ وَحَفَرُوْا لَهُ وَأَلْحَدُوْا لَهُ وَصَلَّوْا عَلَيْهِ، ثُمَّ دَخَلُوْا قَبْرَهُ فَوَضَعُوْهُ عَلَيْهِ اللَّبِنَ ثُمَّ خَرَجُوْا مِنَ الْقَبْرِ ثُمَّ حَثَوْا عَلَيْهِ التُّرَابَ، ثُمَّ قَالُوْا: يَا بَنِيْ آدَمَ! هٰذِهِ سُنَّتُكُمْ۔ (مسند احمد: ۲۱۵٦۰)

"سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: فرشتوں نے آدم علیہ السلام کی روح کو قبض کیا، پھر ان کو غسل دے کر کفن پہنایا اور خوشبو لگائی، بعد ازاں ان کی قبر کھودی اور لحد تیار کی۔ پھر ان کی نماز جنازہ پڑھی اور ان کی قبر میں داخل ہوئے اور ان کو قبر میں اتار دیا، پھر اس پر اینٹیں رکھ کر قبر سے باہر آئے اور اس پر مٹی ڈال کر کہا: اے بنی آدم! تمہارے لیے مردوں کو دفن کرنے کا یہ طریقہ ہے۔"

فوائد: …… یہ روایت تو موقوف اور ضعیف ہے، لیکن ہماری شریعت میں کفن و دفن کا یہی انداز مشروع ہے۔

(۳۰۹۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَا يَسْتُرُ عَبْدٌ عَبْدًا فِي الدُّنْيَا إِلَّا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ۹۲۳۷)

"سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص دنیا میں دوسرے آدمی پر پردہ ڈالے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر پردہ ڈالے گا۔"

فوائد: …… پردہ ڈالنے سے مراد عیب کو چھپانا ہے، یہ حدیث اپنے عموم کی بنا پر زندہ اور میت دونوں کو شامل ہے، زندہ کے عیب کے بارے میں شرعی اصول یہ ہے کہ سب سے پہلے اس کی اصلاح کے لیے ہر ممکنہ شرعی کوشش کی جائے گی، وگرنہ خاموشی، لیکن اگر اس عیب کی وجہ سے کسی مسلمان کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہوگا، تو اسے آگاہ کیا جائے گا۔

2..... بَابُ مَا جَاءَ فِيْ غُسْلِ أَحَدِ الزَّوْجَيْنِ لِلْآخَرِ

میاں بیوی کا ایک دوسرے کو غسل دینے کا بیان

(۳۱۰۰) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: دَخَلَ

"سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جس دن رسول اللہ ﷺ (کی

(۳۰۹۸) تخریج: ……هذا حديث طويل، اسناده ضعيف، عتى بن ضمرة السعدى يضعف فيما يتفرد به لجهالته، وان وثقه بعضهم أخرجه الحاكم: ۲/ ۵۴۵، والطبرانى فى "الأوسط": ۸۲۵۷، والطيالسى: ۵۴۹، وابن ابى شيبة: ۳/ ۲۴۳، والبيهقى: ۳/ ۴۰۴، وبعضهم يختصره (انظر: ۲۱۲۴۰)

(۳۰۹۹) تخريج: ……أخرجه مسلم: ۲۵۹۰ (انظر: ۹۰۴۵)

(۳۱۰۰) تخريج: ……أخرجه مسلم: ۲۳۸۷، وأخرجه البخارى: ۵٦٦٦، ۷۲۱۷ بلفظ: ((فأستغفر لك وأدعو لك)) بدل: ((فهيأتك ودفنتك)) (انظر: ۲۵۱۱۳)

عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْيَوْمِ الَّذِي بُدِئَ فِيْهِ ، فَقُلْتُ: وَا رَأْسَاهُ ، فَقَالَ: ((وَدِدْتُ أَنَّ ذَالِكَ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ فَهَيَّأْتُكِ وَدَفَنْتُكِ .)) (مسند احمد: ٢٥٦٢٦)

مرض الموت) کا آغاز ہوا تو آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں نے کہا: ہائے میرا سر۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تو چاہتا ہوں کہ ایسا ہوتا کہ (تم بیمار ہو جانے کے بعد فوت ہو جاتیں) پھر تم کو تیار کر کے دفن کر دیتا۔''

(٣١٠١)(وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ) قَالَ: ((مَا ضَرَّكِ لَوْ مُتِّ قَبْلِي فَغَسَّلْتُكِ وَكَفَّنْتُكِ ، ثُمَّ صَلَّيْتُ عَلَيْكِ وَدَفَنْتُكِ .)) (مسند احمد: ٢٦٤٣٣)

''(دوسری سند) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں ہوگا کہ اگر تم مجھ سے قبل فوت جاؤ تو میں تم کو غسل دے کر کفن پہناؤں گا اور پھر تمہاری نمازِ جنازہ پڑھ کر تجھے دفن کروں گا۔''

(٣١٠٢) عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ: لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنَ الْأَمْرِ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا غَسَّلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا نِسَاءُهُ۔ (مسند احمد: ٢٦٨٣٧)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی تھیں: جس چیز کا مجھے بعد میں پتہ چلا، اگر اس کا پہلے پتہ ہوتا تو آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی بیویاں ہی غسل دیتیں۔''

فوائد: ......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مکمل روایت آگے آ رہی ہے، اس باب کی احادیث سے معلوم ہوا کہ میاں بیوی یک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں۔ اس ضمن میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہ مسلک ہے کہ خاوند بیوی کو غسل نہیں دے سکتا، کیونکہ موت کی وجہ سے ان میں جدائی پیدا ہو جاتی ہے، یہی وجہ یہ ہے کہ بیوی کے مرنے کے بعد اس کی بہن اُس مرد کے لیے حلال ہو جاتی ہے۔

اس میں تو کوئی شک و شبہ نہیں کہ اس بیوی کی بہن اس خاوند کے لیے حلال ہو جاتی ہے، یہ شرعی حکم ہے، لیکن اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی کہ عقل کو دخل دیتے ہوئے ایک شرعی حکم کی روشنی میں دوسرے شرعی حکم کو ردّ کر دیا جائے، جس نبی نے اپنی زوجۂ محترمہ کو غسل دینے کا عزم کر کے ایک شرعی حکم کی وضاحت کی، اسی کی شریعت کا یہ اصول تھا کہ بیوی کے فوت ہو جانے کے بعد اس کی بہن حلال ہو جاتی ہے۔ اگر عقلی نکات کی روشنی میں فیصلے کرنے ہیں تو گزارش ہوگی کہ مرد کا اپنی ساس سے نکاح کرنا حرام ہے، تو کیا بیوی کی وفات کے بعد ساس سے نکاح کرنا حلال ہو جائے گا کیونکہ بیوی سے بیوی کا رشتہ تو منقطع ہو چکا ہے؟ شرعی احکام کو ہو بہو تسلیم کیا جانا چاہیے، مثلا: بیوی زندہ ہو یا فوت ہو جائے، اس کی ماں سے نکاح کرنا حرام ہے، بیوی کی وفات کے بعد اس کی بہن، بھتیجی اور بھانجی وغیرہ کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے، بیوی کو

(٣١٠١)تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(٣١٠٢) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه أبو داود: ٣١٤١، وابن ماجه: ١٤٦٤ (انظر: ٢٦٣٠٦)

غسل دینا درست ہے۔ علی ہذا القیاس۔

ابن منذر نے کہا: اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ عورت، اپنے خاوند کو غسل دے سکتی ہے، سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ ان کی بیوی سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ان کو غسل دے، پھر ایسے ہی ہوا تھا، سیّدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی ام عبداللہ کو غسل دیا تھا، نیز سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے غسل دیا تھا۔

3 ..... بَابُ تَرْكِ غُسْلِ الشَّهِيْدِ وَمَا جَاءَ فِيْهِ
شہید کو غسل نہ دینے کا بیان

(۳۱۰۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: لَـمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ أَشْرَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الشُّهَدَاءِ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا يَوْمَئِذٍ، فَقَالَ: ((زَمِّلُوْهُمْ بِدِمَائِهِمْ فَإِنِّي قَدْ شَهِدْتُ عَلَيْهِمْ)) فَكَانَ يُدْفَنُ الرَّجُلَانِ وَالثَّلَاثَةُ فِي الْقَبْرِ الْوَاحِدِ، وَيُسْأَلُ أَيُّهُمْ كَانَ أَقْرَأَ لِلْقُرْآنِ فَيُقَدِّمُوْنَهُ، قَالَ: فَدُفِنَ أَبِي وَعَمِّي يَوْمَئِذٍ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ۔ (مسند احمد: ۲۴۰۵۹)

''سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: احد کے دن نبی کریم ﷺ شہداء پر متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''ان کو خون سمیت ڈھانپ دو، میں ان کے حق میں گواہی دوں گا۔)) پھر دو دو، تین تین آدمیوں کو ایک ایک قبر میں دفن کیا گیا اور دفن کے وقت یہ پوچھا جاتا ہے کہ ان میں سے کون زیادہ قرآن پڑھا ہوا ہے، پھر اسے قبر میں مقدم کرتے تھے۔ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس روز میرے والد اور چچا کو ایک قبر میں دفن کیا گیا۔''

(۳۱۰۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعَيْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا أَشْرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى قَتْلٰى أُحُدٍ قَالَ: ((أَشْهَدُ عَلٰى هٰؤُلَاءِ، مَا مِنْ مَجْرُوْحٍ جُرِحَ فِي اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ إِلَّا بَعَثَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجُرْحُهُ يَدْمٰى، اَللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالرِّيْحُ رِيْحُ الْمِسْكِ، أُنْظُرُوْا أَكْثَرَهُمْ جَمْعًا لِلْقُرْآنِ، فَقَدِّمُوْهُ أَمَامَهُمْ فِي الْقَبْرِ)) (مسند احمد: ۲۴۰۵۸)

''سیّدنا عبد اللہ بن صعیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ شہدائے احد پر متوجہ ہوئے تو فرمایا: ''میں ان پر گواہ ہوں، جو آدمی بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں زخمی ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اس حال میں اٹھائے گا کہ اس کے زخم سے خون جاری ہوگا، اس کا رنگ تو خون جیسا ہی ہوگا، لیکن خوشبو کستوری کی سی ہوگی۔ اب دیکھو! ان میں سے جس کو قرآن مجید زیادہ یاد ہو، اسے قبر میں آگے کی طرف رکھو۔''

(۳۱۰۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما عَنِ

''سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ

(۳۱۰۳) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۱۳۴۳، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۵۳ (انظر: ۲۳۶۶۰)
(۳۱۰۴) تخریج: ......حدیث صحیح۔ أخرجه الطحاوی فی ''شرح مشکل الآثار'': ۲۵۸ (انظر: ۲۳۶۵۸)
(۳۱۰۵) تخریج: ......حدیث صحیح۔ أخرج بنحوه البخاری: ۱۳۴۳، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، دون ذکر الجرح او الدم۔ (انظر: ۱۴۱۸۹)

النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي قَتْلَى أُحُدٍ: ((لَا تُغَسِّلُوهُمْ فَإِنَّ كُلَّ جُرْحٍ أَوْ كُلَّ دَمٍ يَفُوحُ مِسْكًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.)) وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ (مسند احمد: ١٤٢٣٨)

نے شہدائے احد کے متعلق فرمایا: ''انہیں غسل نہ دو، کیونکہ قیامت کے دن ہر زخم یا ہر خون سے کستوری کی خوشبو آئے گی۔'' پھر آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی۔''

(٣١٠٦) عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ فَرُّوخَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: شَهِدْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ دُفِنَ فِي ثِيَابِهِ بِدِمَائِهِ وَلَمْ يُغَسَّلْ۔ (مسند احمد: ٥٣١)

''عبد اللہ بن فروخ کہتے ہیں: میں موجود تھا، سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو خون سمیت ان کے کپڑوں میں دفن کیا گیا اور ان کو غسل نہیں دیا گیا۔''

فوائد: ......تمام احادیث اپنے مفہوم میں واضح ہیں کہ شہید سے اسلحہ وغیرہ اتار کر اس کو غسل دیئے بغیر اس کو اس کے کپڑوں میں کفن دے کر نماز جنازہ پڑھے بغیر دفن کر دیا جائے گا اور مجبوری کے وقت دو تین تین افراد کو ایک ایک قبر میں دفن کیا جا سکتا ہے، البتہ ان میں جو زیادہ قرآن مجید پڑھنے والا ہو، اسے قبلہ کی طرف مقدم کر کے رکھا جائے۔ لیکن شہید کی نماز جنازہ پڑھنا بھی درست ہے، دلائل درج ذیل ہیں: سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ ایک دن نکلے اور آٹھ سالوں کے بعد احد والوں پر اسی طرح نماز پڑھی، جیسے میت پر پڑھتے، ایسے معلوم ہوتا تھا کہ آپ ﷺ زندوں اور مردوں کو الوداع کہہ رہے ہیں، پھر منبر کی طرف پھرے۔...... (بخاری، مسلم)

شداد بن ہاد کہتے ہیں: ایک بدّو نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ پر ایمان لایا اور آپ ﷺ کی پیروی کی، پھر اس نے کہا: میں آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت کرتا ہوں،...... تھوڑے ہی دنوں کے بعد صحابہ دشمن سے لڑنے کے لیے تشریف لے گئے، اس بدّو کو نبی کریم ﷺ کے پاس اٹھا کر لایا گیا، اس کو تیر لگ گیا تھا،...... پھر آپ ﷺ نے اس کو اپنے جبّے میں کفن دیا اور اس کو آگے کر کے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ (سنن نسائی)

سیّدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے احد والے دن سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حکم دیا، پس ان کو چادر میں لپیٹا گیا، پھر آپ ﷺ نے ان پر نماز پڑھی اور نو تکبیرات کہیں، پھر دوسرے شہداء کو قطار میں رکھا جاتا اور آپ ﷺ ان پر سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ سمیت نماز جنازہ پڑھتے۔ (معانی الآثار للطحاوی: ١/ ٢٩٠، وله شواهد ذكر الالبانی فی "التعليقات الجياد")

(٣١٠٦) تخريج: ......اسناده ضعيف، محبوب بن محرز ضعفه الدارقطني، وقال ابو حاتم: يكتب حديثه، وذكره ابن حبان في الثقات، وابراهيم بن عبد الله بن فروخ مجهول (انظر: ٥٣١)

4 ..... بَابُ صِفَةِ غُسْلِ الْمَيِّتِ
میت کو غسل دینے کا بیان

(۳۱۰۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ أَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: أَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نُغَسِّلُ ابْنَتَهُ عَلَيْهَا السَّلَامُ، فَقَالَ: ((اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَالِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذَالِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي)) قَالَتْ: فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ، فَأَلْقَى إِلَيْنَا حِقْوَهُ وَقَالَ: ((أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ)) قَالَ: وَقَالَتْ حَفْصَةُ قَالَ: ((اغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا.)) قَالَ: قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ: مَشَطْنَاهَا ثَلَاثًا قُرُونٍ (زَادَتْ فِي رِوَايَةٍ) وَأَلْقَيْنَا خَلْفَهَا قَرْنَيْهَا وَنَاصِيَتَهَا۔

''سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں، رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا: ''اس کو پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ تین یا پانچ دفعہ غسل دو یا اگر ضرورت محسوس کرو تو اس سے زیادہ مرتبہ نہلا دو، البتہ آخری دفعہ میں کچھ کافور ملا لینا، پھر جب غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دینا۔'' پس جب ہم غسل سے فارغ ہوئیں تو ہم آپ ﷺ کو اطلاع دی، آپ ﷺ نے اپنے ازار کا کپڑا ہمیں دیا اور فرمایا: ''سب سے پہلے اس کو اس چادر میں لپیٹو۔'' سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''اسے طاق یعنی تین یا پانچ یا سات دفعہ غسل دو۔'' سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم نے کنگھی کر کے ان کے بالوں کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک روایت میں ہیں: ہم نے ان کے سامنے والے اور جانبین کے بالوں کو پیچھے کر دیا تھا۔''

(مسند احمد: ۲۱۰۷۱)

فوائد: ...... آپ ﷺ کی یہ بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا تھیں، آٹھ سن ہجری کے اوائل میں ان کی وفات ہوئی تھی، اگرچہ بعض روایات سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے، لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ جب آپ ﷺ غزوۂ بدر میں مصروف تھے، اس وقت ان کی وفات ہوئی تھی۔ تین حصوں سے مراد تین مینڈھیاں ہیں، جیسا کہ دوسری روایات میں وضاحت کی گئی ہے۔ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کی بھی یہی رائے ہے، البتہ احناف کا خیال یہ ہے کہ عورت کے بالوں کو کھلا رکھ کر اس کے چہرے پر اور پیچھے ڈال دیئے جائیں، لیکن اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کنگھی کر کے اس کی مینڈھیاں بنا دینی چاہئیں۔

(۳۱۰۸) عَنْ قَتَادَةَ قَالَ أَخَذَ ابْنُ سِيرِينَ غُسْلَهُ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: غَسَّلْنَا ابْنَةَ

''قتادہ کہتے ہیں: ابن سیرین رحمہ اللہ نے غسل کا طریقہ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے سیکھا تھا وہ کہتی ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ

(۳۱۰۷) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ۱۲۵۳، ۱۲۵٤، ۱۲۵۸، ومسلم: ۹۳۹ (انظر: ۲۰۷۹۰)

(۳۱۰۸) تخريج: ...... انظر الحديث السابق

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَمَرَنَا أَنْ نَغْسِلَهَا بِالسِّدْرِ ثَلَاثًا فَإِنْ أَنْجَتْ، وَإِلَّا فَخَمْسًا، فَإِنْ أَنْجَتْ وَإِلَّا فَأَكْثَرَ مِنْ ذَالِكَ قَالَتْ: فَرَأَيْنَا أَنَّ أَكْثَرَ مِنْ ذَالِكَ سَبْعٌ۔ (مسند احمد: ۲۱۰۸۱)

کی صاحبزادی کو غسل دینے کا ارادہ کیا، آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اسے بیری کے پتے ملے ہوئے پانی سے تین بار غسل دیں، اگر اچھی طرح صفائی ہو جائے تو ٹھیک، ورنہ پانچ مرتبہ غسل دیں۔ اگر اس سے صفائی ہو جائے تو ٹھیک، وگرنہ اس سے زیادہ مرتبہ غسل دیں۔ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہمارا خیال ہے کہ پانچ سے زیادہ مرتبہ سے مراد سات مرتبہ ہے۔"

فوائد: ......سنن ابی داود کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((اَوْ سَبْعًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَالِكَ اِنْ رَأَيْتُنَّهٗ.)) یعنی: "یا سات مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ غسل دو، اگر تم اس کی ضرورت محسوس کرو۔" ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کم از کم تین دفعہ غسل دینا ضروری ہے، اگر ضرورت ہو تو اس سے زیادہ دفعہ بھی دیا جا سکتا ہے، لیکن طاق عدد کا خیال رکھنا چاہیے۔

(۳۱۰۹) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُمْ فِي غُسْلِ ابْنَتِهِ: ((اِبْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا.)) (مسند احمد: ۲۷۸۴۵)

"سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحب زادی کے غسل کے موقعہ پر انہیں فرمایا: "اس کی دائیں جانب سے اور اعضائے وضو سے غسل شروع کرو۔"

فوائد: ......اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ غسل دینے والا پہلے میت کی دائیں جانب کھڑا ہو اور اس جانب کو دھونے سے پہلے اس طرف کے وضو والے اعضاء پہلے دھوئے، پھر یہی عمل بائیں جانب کھڑا ہو کر کرے، اس طرح ایک دفعہ غسل مکمل ہو جائے گا۔ میت کو وضو کروانا، اس کے بارے میں کوئی صحیح اور واضح روایت نہیں ہے، سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث درج ذیل ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((فاذا فرغت من غسل سُفلتها غسلا نقيا بماء وسدر فوضئيها وضوء للصلاة ثم اغسليها.)) یعنی: "پس جب تو اس کے نچلے حصے کو پانی اور بیری کے پتوں سے اچھی طرح دھونے سے فارغ ہو جائے تو اسے نماز والا وضو کروانا، پھر غسل دینا۔" (معجم کبیر طبرانی: ۲۵/ ۱۲۴)

لیکن امام البانی نے (سلسلہ ضعیفہ: ۵۹۵۷) میں کہا: یہ حدیث منکر ہے،...... حافظ ذہبی نے "المیزان" میں کہا: اس کی ایک طویل حدیث میت کے غسل کے بارے میں ہے، لیکن وہ منکر ہے، حافظ ابن حجر نے ان کے کلام کو "اللسان" میں برقرار رکھا۔ میت کو غسل دینے کے بارے میں اِن اور دیگر صحیح روایات کا خلاصہ یہ ہے:

(۱)۔ کم از کم تین دفعہ غسل دیا جائے، بتقاضۂ ضرورت زیادہ دفعہ دیا جا سکتا ہے، لیکن طاق کا خیال رکھا جائے۔

(۳۱۰۹) تخريج: ..... أخرجه البخاری: ۱۶۷، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ومسلم: ۹۳۹ (انظر: ۲۷۳۰۲)

(۲)۔ پانی میں بیری کے پتے ڈالنے چاہئیں، اگر ایسی چیز میسر نہ ہو تو صابن وغیرہ سے صفائی کرنی چاہیے۔
(۳)۔ آخری دفعہ پانی میں خوشبو ملا لینی چاہیے، کافور افضل ہے۔
(۴)۔ مینڈھیاں وغیرہ کھول کر سر کو بالوں سے سمیت اچھی طرح دھونا چاہیے۔
(۵)۔ بالوں کی باقاعدہ کنگھی کرنی چاہیے اور عورت کی تین مینڈھیاں بنا کر پیچھے کو ڈال دینی چاہئیں۔
(۶)۔ دائیں جانب سے غسل شروع کیا جائے، اور پھر ہر جانب کو دھوتے وقت اعضائے وضو کو مقدم کیا جائے۔
(۷)۔ مرد حضرات، مردوں کو اور خواتین، عورتوں کو غسل دیں، البتہ میاں بیوی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں۔

بعض لوگوں کو دیکھا گیا کہ وہ میت کو پہلے تین تین ڈھیلوں کے ساتھ استنجاء کرواتے ہیں، حالانکہ ڈھیلہ پاخانہ والی جگہ تک پہنچ بھی نہیں پاتا، یہ طریقہ محض تکلف ہے، غسل دینے والے کو چاہیے کہ اگر مناسب سمجھے تو پیٹ کو ہلکا سا دبا دے تاکہ ممکنہ حد تک گندگی کا اخراج ہو جائے، پھر متاثرہ جگہ کو دھو کر مذکورہ بالا طریقے کے مطابق غسل دے دے۔

❁❁❁❁

اَبْوَابُ الْكَفَنِ وَتَوَابِعِهِ
کفن اور اس سے متعلقہ مسائل

1 ..... بَابُ اِسْتِحْبَابِ اِحْسَانِ الْكَفَنِ مِنْ غَيْرِ مُغَالَاةٍ وَاِخْتِيَارِ الْاَبْيَضِ
اس امر کا بیان کہ غلو کئے بغیر میت کو عمدہ کفن دیا جائے اور سفید کفن زیادہ پسندیدہ ہے

(٣١١٠) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ يَوْمًا فَذَكَرَ رَجُلًا قُبِضَ وَكُفِّنَ فِي كَفَنٍ غَيْرِ طَائِلٍ، وَقُبِرَ لَيْلًا فَزَجَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُقْبَرَ بِاللَّيْلِ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ يُضْطَرَّ إِنْسَانٌ إِلٰى ذَالِكَ، وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا كَفَّنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحَسِّنْ كَفَنَهُ.)) (مسند احمد: ١٤١٩٢)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا اور ایسے آدمی کا ذکر کیا گیا، جو فوت ہوا اور اسے معمولی سا کفن دے کر رات کو ہی دفن کر دیا گیا، پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھے بغیر رات کو دفن کرنے سے منع کر دیا، الّا یہ کہ بندہ مجبور ہو جائے، پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو وہ اچھا کفن دیا کرے۔''

فوائد: ...... سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا وَلِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ، فَإِنَّهُمْ يُبْعَثُوْنَ فِيْ أَكْفَانِهِمْ، وَيَتَزَاوَرُوْنَ فِيْ أَكْفَانِهِمْ.)) (التاريخ للخطيب: : ٩/ ٨٠، صحيحة: ١٤٢٥)

یعنی: ''جب کوئی آدمی اپنے بھائی کو کفن دینے کا ذمہ دار بنے تو اچھا کفن دے، کیونکہ مردوں کو اپنے کفنوں میں اٹھایا جائے گا اور اسی لباس میں وہ ملاقاتیں کریں گے۔'' اس حدیث میں گھٹیا اور ناقص کفن سے گریز کرنے کی تعلیم دی گئی ہے، بہر حال اس معاملے میں زیادہ غلو بھی نہیں ہونا چاہیے۔ متوسط درجے کے کپڑے میں کفن دینا چاہیے۔

(٣١١١) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ

(٣١١٠) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٩٤٣ (انظر: ١٤١٤٥)

(٣١١١) تخريج: ......حديث صحيح، وهذا اسناد فيه عبد الله بن لهيعة أخرجه ابوداود: ٣١٥٠ (انظر: ١٤٦٠١)

قَالَ: ((مَنْ وَجَدَ سَعَةً، فَلْيُكَفِّنْ فِي ثَوْبٍ حِبَرَةٍ.)) (مسند احمد: ١٤٦٥٥)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی میں استطاعت ہو تو وہ (میت کو) یمن کے دھاری دار کپڑے میں کفن دے۔''

فوائد: ...... ہمارے ہاں لوگ کفن کے لیے سفید کپڑے کو شرط کی حد تک سمجھنے لگ گئے ہیں، ان کو تمام نصوص پر عمل کرنے کی تلقین کرنی چاہیے۔ اس حدیث کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: تینوں چادریں دھاری دار ہوں یا (۲) دو چادریں سفید ہوں اور ایک دھاری دار، شیخ البانی نے مؤخر الذکر رائے کو اختیار کیا ہے۔

(٣١١٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمْ الْبَيَاضَ، فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ، وَإِنَّ مِنْ خَيْرِ أَكْحَالِكُمُ الْإِثْمِدَ، يَجْلُوْ الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ.)) (مسند احمد: ٢٢١٩)

''سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفید لباس پہنا کرو، کیونکہ یہ تمہارے بہترین لباسوں میں سے ہے اور اپنے مردوں کو اسی میں کفن دیا کرو۔ اور تمہارے سرموں میں بہترین سرمہ اثمد ہے، یہ بینائی کو تیز کرتا اور پلکوں کو اگاتا ہے۔''

(٣١١٣) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبِيْضَ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ.)) (مسند احمد: ٢٠٣٦٥)

''سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفید لباس پہنا کرو اور مردوں کو اسی میں کفن دیا کرو۔''

2 ..... بَابُ صِفَةِ الْكَفَنِ لِلرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ وَفِيْ كَمْ ثَوْبٍ يَكُوْنُ
مرد اور عورت کے کفن کی کیفیت کا بیان، نیز وہ کتنے کپڑے ہونے چاہئیں

(٣١١٤) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَهَا: يَا بُنَيَّةُ! أَيَّ يَوْمٍ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قُلْتُ: يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ، قَالَ: فِيْ كَمْ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: بیٹی! رسول اللہ ﷺ کا انتقال کس روز کو ہوا تھا؟ میں نے کہا: سوموار کو۔ پوچھا: آپ لوگوں نے آپ ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا تھا؟ میں نے کہا: ابا جان! ہم نے

(٣١١٢) تخريج: ...... صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٣٨٧٨، ٤٠٦١ (انظر: ٢٢١٩، ٣٤٢٦)

(٣١١٣) تخريج: ...... حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف لضعف على بن عاصم و انقطاع بين أبى قلابة وسمرة أخرجه النسائى: ٤/ ٣٤، والترمذى: ٢٨١٠، وابن ماجه: ٣٥٦٧ (انظر: ٢٠١٠٥، ٢٠٢١٨، ٢٠٢٣٥)

(٣١١٤) تخريج: ...... حديث صحيح۔ أخرجه الطبرانى فى "الأوسط": ٨٣٦٩، وتوفيه يوم الأثنين وكفنه فى ثلاثة اثواب رواهما البخارى ومسلم عن عائشة (انظر: ٢٤٨٦٩)

كَفَّنْتُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قُلْتُ: يَا أَبَتِ! كَفَّنَّاهُ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيْضٍ سُحُوْلِيَّةٍ جُدَدٍ يَمَانِيَةٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَلَا عِمَامَةٌ أُدْرِجَ فِيْهَا إِدْرَاجًا۔ (مسند احمد: ۲۵۳۸۱)

آپ ﷺ کو تین سفید نئے یمنی سحولی کپڑوں میں کفن دیا تھا، ان میں قمیص تھی نہ عمامہ، آپ ﷺ کو ان چادروں میں لپیٹ دیا گیا تھا۔''

فوائد: ......اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ تین چادریں بچھا دی جائیں اور ان کے اوپر میت کو رکھ کر ان کو اس پر لپیٹ دیا جائے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایات میں بھی یہ وضاحت موجود ہے کہ اِن تین کپڑوں میں قمیص اور پگڑی نہیں تھی، جن روایات میں قمیص کا ذکر ہے، وہ یا تو ضعیف ہیں یا اس صحیح ترین حدیث کی مخالفت کی وجہ سے شاذ ہیں۔ کیا کفن کے لیے تین کپڑوں کا ہونا ضروری ہے؟ اس کا ذکر اگلے تین ابواب میں آ رہا ہے۔

(۳۱۱۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ: فِي قَمِيْصِهِ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ، وَحُلَّةٍ نَجْرَانِيَّةٍ، اَلْحُلَّةُ ثَوْبَانِ۔ (مسند احمد: ۱۹۴۲)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا، ایک قمیص تھی، جس میں آپ ﷺ فوت ہوئے تھے اور نجرانی حلّہ (جوڑا) تھا، حلہ دو کپڑوں کا ہوتا ہے۔''

(۳۱۱٦) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ أَيْضًا قَالَ: كُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي بُرْدَيْنِ أَبْيَضَيْنِ وَبُرْدٍ أَحْمَرَ۔ (مسند احمد: ۲۸٦۳)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سفید رنگ کی دو اور سرخ رنگ کی ایک چادر میں کفن دیا گیا۔''

فوائد: ......درج ذیل حدیث کی روشنی میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا حدیث کو سمجھا جا سکتا ہے: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کو روئی کے بنے ہوئے سفید رنگ کے تین سحولی کپڑوں میں کفن دیا گیا، ان میں کوئی قمیص یا پگڑی نہیں تھی، رہا مسئلہ لوگوں کے اس قول کا کہ آپ ﷺ کو حلّہ میں کفن دیا گیا، تو یہ ایک شبہ کا نتیجہ ہے، کیونکہ آپ ﷺ کو کفن دینے کے لیے حلّہ خریدا تو گیا تھا، لیکن پھر اسے ترک کر دیا گیا اور آپ ﷺ کو سفید رنگ کے تین سحولی کپڑوں میں کفن دے دیا گیا۔

(۳۱۱۷) عَنِ ابْنَةِ أُهْبَانَ أَنَّ أَبَاهَا أَمَرَ أَهْلَهُ حِيْنَ ثَقُلَ أَنْ يُكَفِّنُوْهُ وَلَا يُلْبِسُوْهُ قَمِيْصًا،

''بنت اہبان سے روایت ہے کہ جب ان کے والد مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے اپنے اہل و عیال کو وصیت

(۳۱۱۵) تخريج: ......اسناده ضعيف، يزيد بن أبي زياد ضعيف أخرجه أبوداود: ۳۱۵۳، وابن ماجه: ۱٤۷۱ (انظر:)

(۳۱۱٦) تخريج: ......حسن، محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى قد توبع أخرجه البيهقي: ۳/ ٤۰۰، والطبراني: ۱۲۰۵٦، وعبد الرزاق: ٦۱٦٦ (انظر: ۲۲۸٤، ۲۸٦۱)

(۳۱۱۷) تخريج: ......حديث حسن۔ أخرجه الطبراني: ۸٦٤ (انظر: ۲۰٦۷۱)

قَالَتْ: فَأَلْبَسْنَاهُ قَمِيصًا، فَأَصْبَحْنَا وَالْقَمِيصُ عَلَى الْمِشْجَبِ۔ (مسند احمد: ۲۰۹۴۷)

کی کہ وہ ان کو کفن دیں اور قمیص نہ پہنائیں۔ وہ کہتی ہیں: مگر ہم نے ان کو قمیص پہنا دیا، لیکن جب صبح ہوئی تو (کیا دیکھتے ہیں کہ) قمیص کھونٹی پر موجود تھی۔''

فوائد: ......اس میں سیّدنا اہبان رضی اللہ عنہ کی منقبت کا بیان ہے کہ گھر والوں نے ان کی وصیت کو نافذ کرنے سے روگردانی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو عزت دی اور ان کی وصیت کی تکمیل کے باطنی اسباب پیدا کر دیئے۔

(۳۱۱۸) عَنْ لَيْلَى ابْنَةِ قَانِفِ الثَّقَفِيَّةِ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كُنْتُ فِيمَنْ غَسَّلَ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہا عِنْدَ وَفَاتِهَا وَكَانَ أَوَّلَ مَا أَعْطَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ الْحِقَاءُ ثُمَّ الدِّرْعُ، ثُمَّ الْخِمَارُ، ثُمَّ الْمِلْحَفَةُ، ثُمَّ أُدْرِجَتْ بَعْدُ فِي الثَّوْبِ الآخِرِ، قَالَتْ: وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْبَابِ مَعَهُ كَفَنُهَا يُنَاوِلُنَاهُ ثَوْبًا ثَوْبًا۔ (مسند احمد: ۲۷۶۷۶)

''سیدہ لیلیٰ بنت قانف ثقفیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں ان عورتوں میں شامل تھی، جنہوں نے سیدہ ام کلثوم بنت رسول رضی اللہ عنہا کو ان کی وفات کے موقع پر غسل دیا تھا۔ ان کے کفن کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے ہمیں اپنے تہبند کی چادر دی، اس کے بعد بالترتیب قمیص، دوپٹہ اور ایک بڑی چادر دی، پھر ان کو ایک اور کپڑے میں لپیٹ دیا گیا۔ سیدہ لیلیٰ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دروازے کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ان کا کفن تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایک کر کے یہ کپڑے ہمیں پکڑا رہے تھے۔''

فوائد: ......چونکہ یہ پانچ کپڑوں والی حدیث ضعیف ہے، اس لیے عورت کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح تین کپڑوں میں ہی کفن دیا جائے گا۔

(۳۱۱۹) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ أَبِيهِ (عَلِيِّ رضی اللہ عنہ) قَالَ: كُفِّنَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي سَبْعَةِ أَثْوَابٍ۔ (مسند احمد: ۷۲۸)

''سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سات کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا۔''

(۳۱۱۸) تخريج: ......اسناده ضعيف لجهالة نوح بن حكيم الثقفي، وأما الرجل الذى يقال له داود، فالله اعلم من هو أخرجه ابو داود: ۳۱۵۷ (انظر: ۲۷۱۳۵)

(۳۱۱۹) تخريج: ......اسناده ضعيف لتفرد عبد الله بن محمد بن عقيل به، ولمخالفته الحديث الصحيح الذى رواه البخارى ومسلم عن عائشة رضی اللہ عنہا ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم كُفِّن فى ثلاثة أثواب يمانية بيض سحولية من كرسف۔ والقول الفصل فى عبد الله بن محمد بن عقيل ما قال ابن حجر فى "التلخيص الحبير" أنه سيء الحفظ يصلح حديثه للمتابعات، فأما اذا انفرد فيحسن، وأما اذا خالف فلايقبل۔ أخرجه ابن ابى شيبة: ۳/ ۲۶۲، والبزار: ۶۴۶، وابن سعد: ۲/ ۲۸۷ (انظر: ۷۲۸، ۸۰۱)

3 ..... بَابُ التَّكْفِينِ مِنْ رَأْسِ الْمَالِ وَجَوَازِ تَكْفِينِ الرَّجُلَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَالْإِقْتِصَارِ عَلٰى مَا يَسْتُرُ الْعَوْرَةَ إِذَا دَعَتِ الضَّرُوْرَةُ وَاسْتِحْبَابِ الْمُوَاسَاةِ بِالْكَفَنِ

میت کی تکفین اس کے راس المال سے کرنے، ضرورت کے وقت دو دو تین تین اموات کو ایک ایک کپڑے میں کفن دینے، کہ شرم والے مقامات پر پردہ ہو جائے، اور کسی دوسرے آدمی کو کفن دینے کے مستحب ہونے کا بیان

(۳۱۲۰) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتٰى عَلٰى حَمْزَةَ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَرَآهُ قَدْ مُثِّلَ بِهِ، فَقَالَ: ((لَوْلَا أَنْ تَجِدَ صَفِيَّةُ فِي نَفْسِهَا لَتَرَكْتُهُ حَتّٰى تَأْكُلَهُ الْعَافِيَةُ، وَقَالَ زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: تَأْكُلَهُ الْعَاهَةُ حَتّٰى يُحْشَرَ مِنْ بُطُوْنِهَا.)) قَالَ: ثُمَّ دَعَا بِنَمِرَةٍ، فَكَفَّنَهُ فِيْهَا، قَالَ: وَكَانَتْ إِذَا مُدَّتْ عَلٰى رَأْسِهِ بَدَتْ قَدَمَاهُ، وَإِذَا مُدَّتْ عَلٰى قَدَمَيْهِ بَدَا رَأْسُهُ قَالَ: وَكَثُرَ الْقَتْلٰى وَقَلَّتِ الثِّيَابُ، قَالَ: وَكَانَ يُكَفَّنُ أَوْ يُكَفِّنَ الرَّجُلَيْنِ شَكَّ صَفْوَانُ، وَالثَّلَاثَةَ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ، قَالَ: وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْأَلُ عَنْ أَكْثَرِهِمْ قُرْآنًا فَيُقَدِّمُهُ إِلَى الْقِبْلَةِ، قَالَ: فَدَفَنَهُمْ رَسُوْلُ ﷺ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ، وَقَالَ زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، فَكَانَ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ وَالثَّلَاثَةُ يُكَفَّنُوْنَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ۔ (مسند احمد: ۱۲۳۲۵)

''سیّدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیّدنا حمزہ ؓ کے پاس آ کر کھڑے ہوئے اور دیکھا کہ ان کا مثلہ کیا جا چکا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر صفیہ محسوس نہ کرتی تو میں ان کو ایسے ہی رہنے دیتا، یہاں تک درندے اور (گوشت خور) پرندے ان کو کھا جاتے اور ان ان کے پیٹوں سے ان کا حشر ہوتا۔'' پھر آپ ﷺ نے دھاری دار چادر منگوا کر ان کو اس میں کفن دیا، وہ چادر اس قدر چھوٹی تھی کہ اگر سر کو ڈھانپا جاتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر اسے پاؤں پر ڈالا جاتا تو سر ننگا ہو جاتا۔ پھر آپ ﷺ دو دو تین تین آدمیوں کو ایک کپڑے میں کفن دیتے پھر پوچھتے کہ ان میں سے زیادہ قرآن مجید کس کو یاد ہے، پس اسے (لحد میں) قبلہ کی طرف مقدم کرتے۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ نے شہداء کو دفن کر دیا اور ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ زید بن حباب راوی نے کہا: ایک ایک، دو دو اور تین تین آدمیوں کو ایک ایک کپڑے میں کفن دیا گیا۔''

فوائد: ......سیدہ صفیہ ؓ، سیّدنا حمزہ ؓ کی سگی بہن تھیں۔ آپ ﷺ چاہتے یہ تھے کہ سیّدنا حمزہ ؓ کا پورا بدن، اللہ تعالیٰ کی راہ میں فنا ہو جائے اور اس طرح ان کا اجر مکمل ہو جائے۔ ایک کپڑے میں ایک سے زائد شہداء کو دفن کرنا، اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں: (۱) ایک کپڑے کو پھاڑ کر دو یا تین حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصے کو علیحدہ علیحدہ میت

(۳۱۲۰) تخريج: ......حسن لغيره۔ أخرجه أبو داود: ۳۱۳۶، والترمذي: ۱۰۱۶ (انظر: ۱۲۳۰۰)

پر لپیٹ دیا جاتا اور (۲) ایک ہی کپڑے میں دو یا تین شہدا کو لپیٹ دیا جاتا، اس طرح ان کے ننگے جسم ایک دوسرے کے ساتھ لگ جاتے۔ پہلے معنی کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ترجیح دی ہے، کیونکہ حدیث کا سیاق وسباق اسی پر دلالت کرتا ہے۔ شہداء کے کفن کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ ان کو ان کے پہنے ہوئے کپڑوں میں ہی لپیٹ دیا جائے، تو پھر اس حدیث کا کیا مفہوم ہوا کہ ایک کپڑے میں دو تین تین شہدا کو کفن دیا گیا، اسی طرح بعض شہداء کے علیحدہ سے چادریں لائی گئیں، جیسا کہ اگلی حدیث سے واضح ہوگا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ شرعی حکم تو یہی ہے کہ شہید کو اس کے لباس میں کفن دیا جائے، لیکن اس مقام پر صورت حال یہ تھی کہ ان شہدا نے جو لباس پہنا ہوا تھا، وہ ان کے کفن کے لیے پورا نہیں تھا، بلکہ بعض کا لباس تو انتہائی مختصر تھا اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ بھی حالتِ جنگ میں پھٹ گیا ہو یا دشمنوں نے خاص مقاصد کی وجہ سے اسے ضائع کر دیا ہو یا اتار لیا ہو، اس لیے کفن دیتے وقت درج بالا صورت پیش آئی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجبوری کی صورت میں ایک کپڑے میں کفن دیا جا سکتا ہے، مزید اضطراری کیفیت بن جائے تو نامکمل کپڑے میں کفن دینا یا شرمگاہ کو ڈھانپ دینا بھی درست ہے۔

(۳۱۲۱) عَنِ الزُّبَيْرِ (بْنِ الْعَوَّامِ) رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّهُ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ أَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ تَسْعٰى حَتّٰى إِذَا كَادَتْ أَنْ تُشْرِفَ عَلَى الْقَتْلٰى، قَالَ: فَكَرِهَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَرَاهُمْ، فَقَالَ: ((الْمَرْأَةَ الْمَرْأَةَ.)) قَالَ الزُّبَيْرُ رضی اللہ عنہ: فَتَوَسَّمْتُ أَنَّهَا أُمِّي صَفِيَّةُ، قَالَ: فَخَرَجْتُ أَسْعٰى إِلَيْهَا فَأَدْرَكْتُهَا قَبْلَ أَنْ تَنْتَهِيَ إِلَى الْقَتْلٰى، قَالَ: فَلَدَمَتْ فِي صَدْرِي وَكَانَتِ امْرَأَةً جَلْدَةً قَالَتْ: إِلَيْكَ، لَا أَرْضَ لَكَ، قَالَ: فَقُلْتُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَزَمَ عَلَيْكِ، قَالَ: فَوَقَفَتْ وَأَخْرَجَتْ ثَوْبَيْنِ مَعَهَا فَقَالَتْ: هٰذَانِ ثَوْبَانِ جِئْتُ بِهِمَا لِأَخِي حَمْزَةَ فَقَدْ بَلَغَنِي مَقْتَلُهُ فَكَفِّنُوهُ فِيهِمَا، قَالَ: فَجِئْنَا بِالثَّوْبَيْنِ لِنُكَفِّنَ فِيهِمَا حَمْزَةَ

''سیّدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: احد کے روز ایک خاتون دوڑتی ہوئی آ رہی تھی اور قریب تھا کہ وہ آ کر شہداء کو دیکھ لے، لیکن آپ ﷺ اس بات کو ناپسند کر رہے تھے کہ وہ شہداء کو (ان کی اس حالت میں) دیکھے، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: ''عورت، عورت، (اس کو شہداء کے پاس آنے سے بچاؤ) سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے پہچان لیا کہ وہ میری والدہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ہیں، پس میں جلدی سے ادھر گیا اور قبل اس کے کہ وہ شہداء تک جا پہنچتیں، میں ان تک جا پہنچا، لیکن چونکہ وہ مضبوط خاتون تھیں، اس لیے انہوں نے میرے سینے پر ضرب لگائی اور کہا: پرے ہٹ جا، تیرا کوئی ٹھکانہ نہ ہو۔ لیکن جب میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں روکنے کا حکم دیا ہے، یہ سن کر وہ رک گئیں، ان کے پاس دو کپڑے تھے، انہوں نے وہ نکالے اور کہا: یہ دو کپڑے ہیں، میں اپنے بھائی حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے لائی ہوں، کیونکہ مجھے اس کی شہادت کی اطلاع ملی

(۳۱۲۱) تخريج: ...اسناده حسن۔ أخرجه البزار: ۹۸۰، وابويعلى: ٦٨٦، والبيهقى: ۱۳/ ٤٠١ (انظر: ١٤١٨)

فَإِذَا إِلٰى جَنْبِهِ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ قَتِيلٌ قَدْ فُعِلَ بِهِ كَمَا فُعِلَ بِحَمْزَةَ، قَالَ: فَوَجَدْنَا غَضَاضَةً وَحَيَاءً أَنْ نُكَفِّنَ حَمْزَةَ فِي ثَوْبَيْنِ وَالْأَنْصَارِيُّ لَا كَفَنَ لَهُ، فَقُلْنَا: لِحَمْزَةَ ثَوْبٌ وَلِلْأَنْصَارِيِّ ثَوْبٌ، فَقَدَرْنَاهُمَا، فَكَانَ أَحَدُهُمَا أَكْبَرَ مِنَ الْآخَرِ فَأَقْرَعْنَا بَيْنَهُمَا، فَكَفَّنَّا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فِي الثَّوْبِ الَّذِي طَارَ۔ (مسند احمد: ۱۴۱۸)

ہے، ان کو ان کپڑوں میں کفن دینا، سو ہم سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو کفن دینے کے لیے وہ دو کپڑے لے آئے، لیکن اچانک ان کے پہلو میں ایک شہید انصاری بھی پڑا ہے، اس کے ساتھ بھی مثلہ کیا گیا ہے، تو ہمیں اس میں بے مروتی اور ناانصافی محسوس ہوئی کہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو دو کپڑوں میں کفن دیں اور انصاری کے لیے ایک کپڑا بھی نہ ہو۔ پھر ہم نے دونوں کپڑے ماپے، چونکہ ان میں سے ایک بڑا نکلا تھا، اس لیے ہم نے ان دونوں شہداء کے درمیان قرعہ ڈالا، جس کے حصے میں جو کپڑا آیا، ہم نے اسے اس میں کفن دے دیا۔''

فوائد: ......سبحان اللہ! یہ تھا ان ہستیوں کا جذبۂ اطاعتِ رسول اور باہمی محبت والفت اور عدل وانصاف۔ رضی اللہ عنہم۔

(۳۱۲۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَفَّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَمْزَةَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، قَالَ جَابِرٌ ذٰلِكَ الثَّوْبُ نَمِرَةٌ۔ (مسند احمد: ۱۴۵۷۵)

''سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو ایک کپڑے میں کفن دیا تھا اور وہ کپڑا دھاری دار تھا۔''

(۳۱۲۳) عَنْ خَبَّابِ (بْنِ الْأَرَتِّ رضی اللہ عنہ) قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَبْتَغِي وَجْهَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَمِنَّا مَنْ مَضٰى لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا، مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ شَيْئًا نُكَفِّنُهُ فِيهِ إِلَّا نَمِرَةً كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَأَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نُغَطِّيَ بِهَا رَأْسَهُ وَنَجْعَلَ

''سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی، اس لیے اللہ تعالیٰ پر ہمارا ثواب ثابت ہوگیا (جیسا کہ اس نے وعدہ کیا ہے)۔ پھر ہم میں بعض لوگ ایسے تھے، جو اپنے عمل کا اجر کھائے بغیر اللہ کے پاس چلے گئے، ان میں سے ایک سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی تھے، جو احد کے دن شہید ہو گئے، ہمیں ان کے کفن کے لیے صرف ایک چادر مل سکی اور وہ بھی اس قدر مختصر تھی کہ جب ہم ان کا سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور جب ان کے پاؤں کو ڈھانپا جاتا تو سر ننگا ہو جاتا۔

(۳۱۲۲) تخریج: ......اسناده حسن أخرجه الترمذي: ۹۹۷ (انظر: ۱۴۵۲۱)

(۳۱۲۳) تخریج: ......أخرجه البخاري: ۱۲۷۶، ۳۹۱۳، ۳۹۱۴، ۴۰۴۷، ومسلم: ۹۴۰ (انظر: ۲۱۰۵۸)

عَلٰی رِجْلَیْهِ إِذْخِرًا وَمِنَّا مَنْ أَیْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ یَهْدِبُهَا یَعْنِی یَجْتَنِیْهَا۔ (مسند احمد: ۲۱۳۷۲)

بالآخر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ان کا سر ڈھانپ دیں اور ان کے پاؤں پر اذخر (گھاس) ڈال دیں، جبکہ ہم میں بعض ایسے بھی ہیں جن کا پھل تیار ہو چکا اور اب وہ اسے چن رہا ہے۔''

فوائد: ......آخری جملے کا مطلب فتوحات کے نتیجے میں ملنے والی غنیمتیں اور دوسرے اسباب دنیا ہیں۔

(۳۱۲٤) وَعَنْهُ أَیْضًا أَنَّ حَمْزَةَ رضی اللہ عنہ لَمْ یُوْجَدْ لَهُ كَفَنٌ إِلَّا بُرْدَةٌ مَلْحَاءُ، إِذَا جُعِلَتْ عَلٰی رَأْسِهِ قَلَصَتْ عَنْ قَدَمَیْهِ، وَإِذَا جُعِلَتْ عَلٰی قَدَمَیْهِ قَلَصَتْ عَنْ رَأْسِهِ حَتّٰی مُدَّتْ عَلٰی رَأْسِهِ وَجُعِلَ عَلٰی قَدَمَیْهِ الْإِذْخِرُ۔ (مسند احمد: ۲۷۷۶۱)

''سیدنا خباب رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے کفن کے لیے صرف ایک دھاری دار چادر میسر آ سکی اور وہ (بھی اس قدر مختصر تھی) کہ اگر ان کے سر پر ڈالی جاتی تو پاؤں سے ہٹ جاتی تھی اور اگر پاؤں پر ڈالی جاتی تو سر سے ہٹ جاتی۔ آخر کار چادر ان کے سر پر رکھی گئی اور پاؤں پر اذخر (گھاس) ڈال دی گئی۔''

فوائد: ......تمام احادیث کا مفہوم واضح ہے۔

4 ..... بَابُ تَكْفِیْنِ الشَّهِیْدِ فِیْ ثِیَابِهِ الَّتِیْ قُتِلَ فِیْهَا

شہید کو انہی کپڑوں میں کفن دینے کا بیان، جن میں وہ شہادت پاتا ہے

(۳۱۲۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: رُمِیَ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فِی صَدْرِهِ أَوْ قَالَ فِی جَوْفِهِ، فَأُدْرِجَ فِی ثِیَابِهِ كَمَا هُوَ وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۱۵۰۱۵)

''سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی کو اس کے سینے یا پیٹ میں تیر لگا تو اس کو اس کے انہی کپڑوں میں لپیٹ دیا گیا، جبکہ ہم (ایسا کرتے وقت) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔''

(۳۱۲٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَوْمَ أُحُدٍ بِالشُّهَدَاءِ أَنْ یُنْزَعَ عَنْهُمُ الْحَدِیْدُ وَالْجُلُوْدُ، وَقَالَ: ((ادْفِنُوْهُمْ بِدِمَائِهِمْ وَثِیَابِهِمْ)) (مسند احمد: ۲۲۱۷)

''سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احد کے موقع پر شہداء کے بارے میں حکم دیا کہ ان سے لوہے اور ہتھیاروں کو اتار دیا جائے اور فرمایا: ''ان کو ان کے خونوں اور کپڑوں سمیت دفن کر دیا جائے۔''

(۳۱۲٤) تخریج: ......اسناده صحیح ۔ أخرجه الطبرانی: ۳٦۷٤، ۳٦۸۲ (انظر: ۲۱۰۷۲، ۲۷۲۱۹)

(۳۱۲۵) تخریج: ......امام البانی نے اس حدیث کو حسن کہا۔ اسناده علی شرط مسلم، وأبو الزبیر لم یصرح بسماعه من جابر أخرجه ابو داود: ۳۱۳۳ (انظر: ۱٤۹۵۲)

(۳۱۲٦) تخریج: ......حسن لغیره۔ أخرجه ابو داود: ۳۱۳٤، وابن ماجه: ۱۵۱۵ (انظر: ۲۲۱۷)

(۳۱۲۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعَيْرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ أُحُدٍ: ((زَمِّلُوْهُمْ فِي ثِيَابِهِمْ.)) وَجَعَلَ يَدْفِنُ فِي الْقَبْرِ الرَّهْطَ، وَقَالَ: ((قَدِّمُوْا أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا.)) (مسند احمد: ۲٤۰٥٦)

''سیّدنا عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احد والے دن فرمایا: ''ان شہداء کو ان کے کپڑوں میں ہی ڈھانپ دو۔'' پھر آپ ﷺ ایک ایک قبر میں متعدد شہداء کو دفن کرنے لگے اور فرمایا: ''جسے قرآن زیادہ یاد ہے، اسے قبر میں مقدم کرو۔''

فوائد: ......ان احادیث سے معلوم ہوا کہ شہید سے اس کے اصل لباس کے علاوہ جنگی لباس اور دوسرے اوزار اتار لیے جائیں اور اس کو اس کے پہنے ہوئے کپڑوں میں کفن دے دیا جائے۔ ہاں اگر وہ کپڑے پھٹ چکے ہوں یا ناقص ہوں یا کسی صورت میں ضائع ہو گئے ہوں تو دوسرے کپڑوں سے کفن دیا جا سکتا ہے، جیسا کہ پچھلے باب میں وضاحت کی جا چکی ہے۔ آج بھی اگر کسی علاقے میں ایک وقت میں زیادہ اموات ہو جائیں اور لوگ ہر ایک کے لیے الگ الگ قبر نہ بنا سکتے ہوں تو ان کو چاہیے کہ دو تین تین افراد کو ایک ایک قبر میں دفن کر دیں۔

5 ..... بَابُ تَطْيِيبِ بَدَنِ الْمَيِّتِ وَكَفْنِهِ إِلَّا الْمُحْرِمَ وَمَا جَاءَ فِي تَكْفِيْنِ الْمُحْرِمِ
میت کے بدن و کفن کو خوشبو لگانے کا بیان، الّا یہ کہ وہ محرِم ہو، نیز محرم کی تکفین کا بیان

(۳۱۲۸) عَنْ جَابِرٍ (بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَجْمَرْتُمْ الْمَيِّتَ، فَأَجْمِرُوْهُ ثَلَاثًا.)) (مسند احمد: ۱٤٥٩٤)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم جب میت کو عود سے دھونی دو تو تین دفعہ دھونی دیا کرو۔''

فوائد: ......اگر عود میسر نہ ہو تو کوئی سی بہترین خوشبو لگائی جا سکتی ہے، تاکہ مقصود پورا ہو جائے۔ احرام والا آدمی اس حکم سے مستثنی ہے، اگلی حدیث میں اس کی وضاحت آ رہی ہے۔

(۳۱۲۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوْهُ فِي ثَوْبَيْهِ، وَلَا تُمِسُّوْهُ

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر میں تھا، اس کی اونٹنی نے اس کو اس طرح گرایا کہ اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ فوت ہو گیا، جبکہ وہ احرام کی حالت میں تھا۔ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ

(۳۱۲۷) تخريج: ......أخرجه البخاري: ۱۳٤۳، ۱۳٤٥، ۱۳٤٦، ۱۳٤۷، ۱۳٥۳ (انظر: ۲۳٦٥۷ الى ۲۳٦٦۰)

(۳۱۲۸) تخريج: ......اسناده قوى على شرط مسلم أخرجه ابن ابى شيبة: ۳/ ۲٦٥، وابويعلى: ۲۳۰۰، وابن حبان: ۳۰۳۱، والحاكم: ۱/ ۳٥٥، والبيهقى: ۳/ ٤۰٥ (انظر: ۱٤٥٤۰)

(۳۱۲۹) تخريج: ......أخرجه البخاري: ۱۸٥۱، ومسلم: ۱۲۰٦ (انظر: ۱۸٥۰)

بِطِيْبٍ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا .)) (مسند احمد: ۱۸۵۰)

نے فرمایا: ''اسے پانی اور بیری کی پتوں کے ساتھ غسل دے کر اس کے ان ہی دو کپڑوں میں کفن دے دو اور اس کو خوشبو نہ لگاؤ اور اس کے سر کو بھی نہ ڈھانپو، کیونکہ اسے قیامت کے دن اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ یہ تلبیہ کہہ رہا ہوگا۔''

(۳۱۳۰)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) يَقُوْلُ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَّ رَجُلٌ عَنْ بَعِيْرِهِ فَوُقِصَ فَمَاتَ (الْحَدِيْثَ كَمَا تَقَدَّمَ وَفِيْهِ) فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُهِلًّا وَقَالَ مَرَّةً يُهِلُّ۔ (مسند احمد: ۱۹۱٤)

''(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک آدمی اونٹ سے گر گیا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ فوت ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''......کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے روز اس حال میں اٹھائے گا کہ وہ تلبیہ کہہ رہا ہوگا۔''

(۳۱۳۲)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ فَأَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُغَسَّلَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَأَنْ يُكَفَّنَ فِي ثَوْبَيْنِ، وَقَالَ: ((لَا تُمِسُّوْهُ بِطِيْبٍ خَارِجَ رَأْسِهِ .)) قَالَ شُعْبَةُ، ثُمَّ إِنَّهُ حَدَّثَنِي بِهِ بَعْدَ ذَالِكَ، فَقَالَ: خَارِجَ رَأْسِهِ أَوْ وَجْهِهِ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّدًا .)) (مسند احمد: ۲۶۰۰)

''(تیسری سند) اسی طرح کی حدیث ہے، البتہ اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا کہ اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دے کر دو کپڑوں میں کفن دے دو، نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے خوشبو نہ لگاؤ اور اس کا سر بھی ننگا ہونا چاہیے۔'' اس کے بعد امام شعبہ نے اس حدیث کو یوں بیان کیا: ''اس کا سر یا چہرہ ننگا ہونا چاہیے، کیونکہ اس کو قیامت کے دن اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اس کا سر چپکایا ہوا ہوگا۔''

فوائد: ......آپ ﷺ کے زمانے میں احرام باندھنے والے بعض لوگ سر پر کوئی چیز لگا کر بالوں کو چپکا لیا کرتے تھے، تا کہ وہ جڑیں رہیں اور خاک آلود نہ ہوں، ممکن ہے کہ اس آدمی نے بھی اپنے بالوں کو چپکایا ہوا ہو، جس کی وجہ سے آپ ﷺ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی ہو۔ احرام کی حالت میں فوت ہونے والے کی یہ خصوصیات ہیں کہ اسے دو کپڑوں میں ہی کفن دیا جائے اور سر کو نہ ڈھانپا جائے اور خوشبو بھی نہ لگائی جائے، امام احمد اور امام شافعی رحمہما اللہ کی یہی رائے ہے، لیکن امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا خیال یہ ہے اس کے ساتھ عام میت والا سلوک کیا جائے، اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں اول الذکر مسلک راجح ہے۔

❁❁❁❁

(۳۱۳۰)تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(۳۱۳۲)تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

اَبْوَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ
نماز جنازہ کے ابواب

1..... بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ وَتَشْيِيعِ الْجَنَازَةِ
نماز جنازہ پڑھنے اور میت کے ساتھ جانے کی فضیلت کا بیان

(٣١٣٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَلَهُ قِيْرَاطٌ وَمَنِ انْتَظَرَ حَتّٰى يُفْرَغَ مِنْهَا فَلَهُ قِيْرَاطَانِ.)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا قِيْرَاطَانِ؟ قَالَ: ((مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيْمَيْنِ.)) (مسند احمد: ٧١٨٨)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی میت کی نماز جنازہ پڑھے، اس کے لیے ایک قیراط ثواب ہو گا اور جو تدفین سے فراغت تک انتظار کرے، اس کے لیے دو قیراط ثواب ہے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! دو قیراط کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو بڑے پہاڑوں کے برابر ہیں۔''

(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَاتَّبَعَهَا فَلَهُ قِيْرَاطَانِ مِثْلَيْ أُحُدٍ وَمَنْ صَلّٰى وَلَمْ يَتْبَعْهَا فَلَهُ قِيْرَاطٌ مِثْلُ أُحُدٍ، قَالَ ابْنُ بَكْرٍ الْقِيْرَاطُ مِثْلُ أُحُدٍ)) (مسند احمد: ٧٦٧٦)

''(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد بھی میت کے ساتھ رہتا ہے، اسے احد کے برابر دو پہاڑوں جتنا ثواب ملتا ہے اور جو شخص نماز پڑھ کر واپس آ جاتا ہے اور اس کے ساتھ نہیں رہتا، اسے ایک پہاڑ کے برابر ثواب ملتا ہے۔''

(٣١٣٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ: قَالَ

''سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(٣١٣٣) تخریج: ......أخرجه البخاری: ١٣٢٣، ١٣٢٤، ١٣٢٥، مسلم: ٩٤٥ (انظر: ٧١٨٨)

تخریج: ......انظر الحدیث بالطریق الأول

(٣١٣٤) تخریج: ......حدیث صحیح، وفی هذا الاسناد علة تفطن لها البخاری امام هذه الصنعة، فقال فی "تاریخه": ٢/ ٢٧٤: ...... عن سالم البراد عن أبی هریرة قوله۔ وقال ابن أبی خالد: سمع سالما أبا عبد الله البراد، سمع ابن عمر، عن النبی ﷺ، مثله، وهذا لایصح، لأن الزهری قال عن سالم: ان ابن عمر أنکر علی أبی هریرة حتی سأل عائشة أخرجه ابن ابی شیبة: ٣/ ٣٢٠ (انظر: ٤٦٥٠)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَلَهُ قِيْرَاطٌ.)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مِثْلَ قِيْرَاطِنَا هٰذَا؟ قَالَ: ((لَا، بَلْ مِثْلُ أُحُدٍ أَوْ أَعْظَمُ مِنْ أُحُدٍ.)) (مسند احمد: ٦٣٠٥)

نے فرمایا: ''جو آدمی کسی میت کی نماز جنازہ پڑھتا ہے اسے ایک قیراط ثواب ملتا ہے۔'' صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہمارے اس قیراط کی طرح؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، وہ قیراط تو احد پہاڑ کے برابر ہے یا اس سے بھی بڑا ہے۔''

فوائد: ......اہل عرب کے ہاں قیراط بہت تھوڑی مقدار پر مشتمل ایک وزن کا نام تھا، اس لیے صحابہ نے اس کو سامنے رکھتے ہوئے سوال کیا، مزید وضاحت باب کے آخر میں آئے گی۔

(٣١٣٥)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً حَتّٰى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَإِنَّ لَهُ قِيْرَاطًا.)) فَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْقِيْرَاطِ، فَقَالَ: ((مِثْلُ أُحُدٍ.)) (مسند احمد: ٤٦٥٠)

''(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو جنازے کے ساتھ چلا، یہاں تک کہ اس پر نماز پڑھی تو اس کے لیے ایک قیراط ثواب ہے۔'' جب آپ ﷺ سے قیراط کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''احد پہاڑ کی طرح ہوتا ہے۔''

(٣١٣٦)(١٤٦) وَعَنْهُ أَيْضًا رضي الله عنه أَنَّهُ مَرَّ بِأَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَصَلّٰى عَلَيْهَا فَلَهُ قِيْرَاطٌ، فَإِنْ شَهِدَ دَفْنَهَا فَلَهُ قِيْرَاطَانِ، اَلْقِيْرَاطُ أَعْظَمُ مِنْ أُحُدٍ.)) فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ رضي الله عنه: أَبَا هِرٍّ! أُنْظُرْ مَا تُحَدِّثُ بِهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ (وَفِي لَفْظٍ: أُنْظُرْ مَا تُحَدِّثُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! فَإِنَّكَ تُكْثِرُ الْحَدِيْثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ) فَقَامَ إِلَيْهِ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه حَتّٰى انْطَلَقَ بِهِ إِلٰى عَائِشَةَ رضي الله عنها فَقَالَ لَهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! أَنْشُدُكِ بِاللّٰهِ أَمَا سَمِعْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَصَلّٰى عَلَيْهَا فَلَهُ قِيْرَاطٌ، فَإِنْ شَهِدَ دَفْنَهَا فَلَهُ

''سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ وہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، جبکہ وہ یہ حدیث بیان کر رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی میت کے ساتھ جائے اور نماز جنازہ پڑھے اسے ایک قیراط ثواب ملتا ہے اور اگر وہ دفن تک ساتھ رہے تو اسے دو قیراط ثواب ملتا ہے، ایک قیراط احد پہاڑ سے بھی بڑا ہوتا ہے۔'' یہ حدیث سن کر سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ابو ہر! ذرا خیال کرو کہ تم رسول اللہ ﷺ سے کیا کچھ بیان کر رہے ہو؟ ایک روایت میں ہے: انہوں نے کہا: ابو ہریرہ! ذرا غور کرو کہ تم رسول اللہ ﷺ سے کیا بیان کر رہے ہو؟ تم رسول اللہ سے بہت زیادہ احادیث بیان کرتے ہو۔ یہ سن کر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے گئے اور کہا اے ام المومنین! میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر یہ پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ

(٣١٣٥)تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الأول

(٣١٣٦)تخريج: ......أخرجه البخاري: ١٣٢٣، ١٣٢٤، ومسلم: ٩٤٥ (انظر: ٤٤٥٣)

قِيْرَاطَانِ.)) ؟ قَالَتْ: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ، فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ: إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَشْغَلُنِي عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غَرْسُ الْوَادِيِّ وَلَا صَفْقٌ بِالْأَسْوَاقِ، إِنِّي إِنَّمَا كُنْتُ أَطْلُبُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَلِمَةً يُعَلِّمُنِيهَا وَأُكْلَةً يُطْعِمُنِيهَا؟ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ: أَنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! كُنْتَ أَلْزَمَنَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ وَأَعْلَمَنَا بِحَدِيْثِهِ۔ (مسند احمد: ٤٤٥٣)

فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ''جو آدمی میت کے ساتھ چلے اور نماز جنازہ پڑھے تو اسے ایک قیراط اور جو آدمی دفن تک ساتھ رہے اسے دو قیراط اجر ملتا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں، میں نے یہ حدیث سنی ہے۔ پھر سیّدنا ابو ہریرہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ نے کہا: (اصل بات یہ ہے کہ) نہ کھیتی باڑی مجھے رسول اللہ ﷺ سے مصروف رکھ سکی اور نہ بازاروں میں سودا کرنا، میں تو اس تلاش میں رہتا تھا کہ آپ ﷺ مجھے کسی کلمے اور فرمان کی تعلیم دے دیں اور کوئی کھانا کھلا دیں۔ یہ سن کر سیّدنا ابن عمر ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ نے کہا: اے ابو ہریرہ! واقعی تم ہم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے اور ہم سب سے بڑھ کر احادیث رسول کو جانتے ہیں۔''

فوائد: ...... پہلے تو سیّدنا عبد اللہ بن عمر ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ نے تعجب کا اظہار کیا کہ ان کی طرح کا ایک آدمی اس قدر کثرت سے احادیث کیوں بیان کرتا ہے، لیکن جب متعلقہ شخص نے شہادت پیش کرنے کے بعد ساری وجوہات پیش کیں تو سیّدنا عبد اللہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کا شبہ زائل ہو گیا، دراصل وہ سب لوگ حق کے متلاشی تھے اور جب حقائق سامنے آ جاتے تو ان کے شبہات زائل ہو جاتے تھے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ کے مطابق آخر میں سیّدنا عبد اللہ بن عمر ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ نے یہ افسوس بھی کیا تھا کہ وہ تو پھر میت کی تدفین سے غائب ہو کر کئی قیراط ضائع کر چکے ہیں۔

(٣١٣٧) عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً، وَفِي رِوَايَةٍ مَنْ صَلّٰى عَلٰى جِنَازَةٍ) فَلَهُ قِيْرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَ دَفْنَهَا فَلَهُ قِيْرَاطَانِ.)) قِيْلَ: وَمَا الْقِيْرَاطَانِ؟ قَالَ: ((أَصْغَرُهُمَا مِثْلُ أُحُدٍ.)) (مسند احمد: ٢٢٧٣٤)

''مولائے رسول سیّدنا ثوبان ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص میت کے ساتھ جا کر نماز جنازہ پڑھے، اسے ایک قیراط اور جو دفن تک ساتھ رہے، اسے دو قیراط اجر ملتا ہے۔'' کسی نے کہا: دو قیراطوں سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''چھوٹا قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوتا ہے۔''

(٣١٣٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً

''سیّدنا عبد اللہ بن مغفل ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی نماز جنازہ پڑھنے تک میت کے

(٣١٣٧) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٩٤٦ (انظر: ٢٢٣٧٦)

(٣١٣٨) تخريج: ......صحيح لغيره۔ أخرجه النسائي: ٤/ ٥٥ (انظر: ١٦٧٩٨، ٢٠٥٧٥)

يُصَلِّي عَلَيْهَا فَلَهُ قِيْرَاطٌ، وَمَنِ انْتَظَرَهَا حَتّٰى يُفْرَغَ مِنْهَا فَلَهُ قِيْرَاطَانِ.)) (مسند احمد: ١٦٩٢١)

ساتھ رہتا ہے اسے ایک قیراط اجر ملتا ہے اور جو شخص انتظار کرتا ہے، یہاں تک کہ اس کے دفن سے فارغ ہو جاتا ہے تو اس کو دو قیراط ثواب ملتا ہے۔''

(٣١٣٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً يَحْمِلُ مِنْ عُلُوِّهَا، وَحَثَا فِي قَبْرِهَا وَقَعَدَ حَتّٰى يُؤْذَنَ لَهُ، آبَ بِقِيْرَاطَيْنِ مِنَ الْأَجْرِ، كُلُّ قِيْرَاطٍ مِثْلُ أُحُدٍ.)) (مسند احمد: ١٠٨٨٧)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص میت کی چارپائی اٹھانے کے وقت سے اس کے ساتھ رہتا ہے اور قبر میں مٹی بھی ڈالتا ہے اور اس وقت تک ساتھ رہتا ہے کہ دفن کے بعد اسے واپسی کی اجازت دے دی جاتی ہے تو وہ اجر کے دو قیراط لے کر واپس ہوتا ہے اور ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوتا ہے۔''

فوائد: ...... ''مِنْ عُلُوِّهَا'' کا مرادی معنی ''مِنْ اِبْتِدَائِهَا'' ہے، یعنی شروع سے اس کے ساتھ رہتا ہے، ویسے اس لفظ میں میت کی چارپائی کندھوں پر اٹھانے کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔

(٣١٤٠) عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِي رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ جَاءَ جَنَازَةً فِي أَهْلِهَا فَتَبِعَهَا حَتّٰى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَلَهُ قِيْرَاطٌ، وَمَنْ مَضٰى مَعَهَا فَلَهُ قِيْرَاطَانِ مِثْلُ أُحُدٍ.)) (مسند احمد: ١١٩٤٢)

''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اہل میت کے ہاں جائے، پھر نماز جنازہ پڑھنے تک میت کے ساتھ رہے تو اسے ایک قیراط اور جو (دفن تک) اس کے ساتھ رہے، اسے ثواب کے دو قیراط ملیں گے، (ایک قیراط) احد پہاڑ کی مثل ہوتا ہے۔''

(٣١٤١)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ وَشَيَّعَهَا كَانَ لَهُ قِيْرَاطَانِ، وَمَنْ صَلّٰى عَلَيْهَا وَلَمْ يُشَيِّعْهَا كَانَ لَهُ قِيْرَاطٌ، وَالْقِيْرَاطُ مِثْلُ أُحُدٍ۔ (مسند احمد: ١١١٦٩)

''(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص میت کی نماز جنازہ پڑھتا ہے، پھر اسے رخصت کرنے کے لیے (قبر تک) ساتھ رہتا ہے تو اسے اجر کے دو قیراط ملتے ہیں اور جو نماز پڑھ کر (واپس آ جاتا ہے اور) آخر تک اس کے ساتھ نہیں رہتا، تو اسے ایک قیراط ملتا ہے، ایک قیراط احد پہاڑ جتنا بڑا ہوتا ہے۔''

(٣١٣٩) تخريج: ...... حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف لجهالة عبد الله بن هرمز (انظر: ١٠٨٧٥)

(٣١٤٠) تخريج: ...... حديث صحيح۔ أخرجه البزار: ٨٢٤، وابن ابي شيبة: ٣/ ٣٢١، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار": ١٢٥٨ (انظر: ١١١٥٢، ١١٢١٨، ١١٩٢٠)

(٣١٤١) تخريج: ...... انظر الحديث بالطريق الأول

(۳۱٤۲) عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً حَتَّى يُصَلَّى عَلَيْهَا وَيُفْرَغَ مِنْهَا فَلَهُ قِيرَاطَان، وَمَنْ تَبِعَ حَتَّى يُصَلَّى عَلَيْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَهُوَ أَثْقَلُ فِي مِيزَانِهِ مِنْ أُحُدٍ.)) (مسند احمد: ۲۱۵۲۰)

''سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص میت کے ساتھ جائے (اور اس کے ساتھ ہی رہے) یہاں تک کہ نمازِ جنازہ اور (تدفین) سے فارغ ہو جائے تو اس کے دو قیراط اجر ہوگا اور جو آدمی اس کے ساتھ جائے، یہاں تک کہ اس پر نماز سے فارغ ہوا جائے، اس کے لیے ایک قیراط اجر ہوگا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! یہ قیراط اس شخص کے ترازو میں احد پہاڑ سے بھی بھاری ہوگا۔''

فوائد: ......اس باب کی احادیث میں میت کے ساتھ جانے، نمازِ جنازہ پڑھنے اور تدفین تک ساتھ رہنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے، تمام احادیث اپنے مفہوم میں واضح ہیں، ان احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ نمازِ جنازہ پڑھ کر واپس آ جانے والے کو اجر وثواب کا ایک قیراط اور نماز کے بعد تدفین کے مراحل سے فارغ ہونے کے بعد آنے والے کو دو قیراط ملیں گے۔ ''قیراط'' تھوڑی مقدار کے ایک وزن کا نام تھا، جو درہم کے بارہویں حصے کے برابر تھا، اِن احادیث میں مذکورہ قیراط سے مراد یہ نہیں ہے، اس کی مقدار کتنی ہے؟ اس کی آپ ﷺ نے خود وضاحت کر دی ہے۔

2 ..... بَابُ مَا يُرْجَى لِلْمَيِّتِ بِكَثْرَةِ الْمُصَلِّيْنَ عَلَيْهِ

نمازِ جنازہ میں نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے میت کے بارے میں رکھی جانے والی (بخشش کی) امید کا بیان

(۳۱٤۳) عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْيَزَنِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ هُبَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يَمُوْتُ فَيُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْا أَنْ يَكُوْنُوا ثَلَاثَةَ صُفُوْفٍ، إِلَّا غُفِرَ لَهُ)) قَالَ: فَكَانَ مَالِكُ بْنُ هُبَيْرَةَ يَتَحَرّٰى إِذَا قَلَّ أَهْلُ الْجَنَازَةِ أَنْ يَجْعَلَهُمْ ثَلَاثَةَ صُفُوْفٍ۔ (مسند احمد: ۱٦۸٤٤)

''سیّدنا مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مومن فوت ہو جائے اور تین صفوں پر مشتمل مسلمانوں کی ایک جماعت اس کی نمازِ جنازہ پڑھے تو اسے بخش دیا جائے گا۔'' یہی وجہ ہے کہ جب سیّدنا مالک بن ھبیرہ رضی اللہ عنہ جب دیکھتے کہ جنازہ میں نمازیوں کی تعداد کم ہے تو ان کی تین صفیں بنا لیتے۔''

(۳۱٤۲) تخريج: ......حديث صحيح، حجاج بن أرطاة قد توبع أخرجه ابن ماجه: ۱۵٤۱ (انظر: ۲۱۲۰۱)

(۳۱٤۳) تخريج: ...... اس کی سند میں محمد بن اسحاق راوی مدلس ہے، لیکن شیخ البانی نے فوائد میں مذکور حدیث کی بنا پر اس کو قابل حجت قرار دیا ہے۔ أخرجه ابن ماجه: ۱٤۹۰ (انظر: ۱٦۷۲٤)

فوائد: ......سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی جَنَازَۃٍ وَمَعَہٗ سَبْعَۃُ نَفَرٍ، فَجَعَلَ ثَلَاثَۃً صَفًّا، وَاثْنَیْنِ صَفًّا وَاثْنَیْنِ صَفًّا۔ یعنی: رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز جنازہ پڑھائی، جبکہ آپ ﷺ کے ساتھ سات افراد تھے، پس آپ ﷺ نے تین کو ایک صف میں، دو کو ایک صف میں اور بقیہ دو کو ایک صف میں کھڑا کیا۔ (معجم كبير للطبراني، وفيه ابن لهيعة لكنه مستشهد بحديث مالك بن هبيرة رضی اللہ عنہ)

درج ذیل حدیث میں بھی اس مسئلے کی طرف اشارہ ملتا ہے: عبد اللہ بن ابی طلحہ کہتے ہیں: جب سیّدنا عمیر بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے لیے بلایا، پس آپ ﷺ تشریف لائے اور ان کے گھر میں اس طرح نماز جنازہ پڑھائی کہ آپ ﷺ آگے بڑھے، سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے تھے اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا اس کے پیچھے تھیں، اوران کے ساتھ اور کوئی آدمی نہیں تھا۔ (مستدرك حاكم: ١/ ٣٦٥، سنن بيهقي: ٤/ ٣٠، وله شاهد من حديث انس رضی اللہ عنہ بمعناه أخرجه الامام احمد: ٣/ ٢١٧)

چونکہ عام نمازوں کی طرح ایک مرد مقتدی نے امام کے ساتھ کھڑے ہونا تھا، لیکن آپ ﷺ نے ان کو پیچھے کھڑا کیا، تا کہ دو صفیں تو مستقل طور پر بن گئیں، یہ احتمال برقرار ہے کہ ایسی صورت میں امام کو بحیثیتِ صف شمار کیا جائے گا یا نہیں؟ بہر حال جہاں تک ممکن ہو سکے نماز جنازہ میں کم از کم تین صفیں بنا لینی چاہئیں، اس سے زیادہ کی کوئی حد نہیں ہے اور ان کا طاق یا جفت رکھنا شرط نہیں۔ آج کل باقاعدہ طور پر نماز جنازہ شروع کرنے سے پہلے صفوں کو شمار کیا جاتا ہے اور جفت ہونے کی صورت میں ایک نئی صف بنا کر ان کو طاق بنا دیا جاتا ہے۔ ایسا کرنا محض تکلف ہے اور کسی شرعی دلیل سے یہ قید ثابت نہیں ہوتی۔

(٣١٤٤) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَمُوْتُ أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَيُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ النَّاسِ يَبْلُغُوْنَ أَنْ يَكُوْنُوْا مَائَةً، فَيَشْفَعُوْا لَهُ إِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ.)) (مسند احمد: ٢٤٥٣٩)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان فوت ہو جائے اور اس پر ایک سو آدمیوں کی جماعت نماز جنازہ پڑھ کر سفارش کرے تو ان کی سفارش قبول کی جائے گی۔''

(٣١٤٥) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند احمد: ١٣٨٤٠)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے۔''

(٣١٤٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

(٣١٤٤) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٩٤٧ (انظر: ٢٤٠٣٨)
(٣١٤٥) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٩٤٧ (انظر: ١٣٨٠٤)
(٣١٤٦) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٩٤٨ (انظر: ٢٥٠٩)

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ.)) (مسند احمد: ۲۵۰۹)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان فوت جائے اور اس کے جنازے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرنے والے چالیس آدمی کھڑے ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کے حق میں ان کی سفارش قبول کر لیتا ہے۔''

(۳۱۴۷) عَنْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ إِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ.)) قَالَ أَبُوْ الْمَلِيْحِ: اَلْأُمَّةُ أَرْبَعُوْنَ إِلٰى مِائَةٍ فَصَاعِدًا۔ (مسند احمد: ۲۷۳۴۸)

''سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس مسلمان کی نماز جنازہ پڑھنے والی ایک امت ہو تو اس کے حق میں ان کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔'' ابو ملیح راوی کہتا ہے: چالیس سے سو اور اس سے زائد تک کے افراد کو ''امت'' کہتے ہیں۔''

فوائد: ......ابو ملیح کی یہ تفسیر مذکورہ بالا احادیث کے مفہوم کے موافق ہے، کیونکہ ایک حدیث میں چالیس افراد کا ذکر ہے اور ایک میں سو کا۔ ان احادیث میں نماز جنازہ میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کے شریک ہونے کی ترغیب دلائی گئی ہے، بہر حال ان کا اہل توحید اور اہل اخلاص ہونا ضروری ہے۔

3 ..... مَشْرُوْعِيَّةُ الصَّلَاةِ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ وَعَدَمِ مَشْرُوْعِيَّتِهَا عَلَى الشُّهَدَاءِ

انبیاء کی نماز جنازہ مشروع ہونے اور شہداء کی یہ نماز غیر مشروع ہونے کا بیان

(۳۱۴۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا بَهْزٌ وَأَبُوْ كَامِلٍ قَالَا ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ (يَعْنِي الْجَوْنِيَّ) عَنْ أَبِي عَسِيْبٍ أَوْ أَبِي عَسِيْمٍ قَالَ بَهْزٌ: إِنَّهُ شَهِدَ الصَّلَاةَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا: كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْهِ؟ قَالَ: أُدْخُلُوْا أَرْسَالًا أَرْسَالًا، قَالَ: فَكَانُوْا يَدْخُلُوْنَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ فَيُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ ثُمَّ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْبَابِ الْآخَرِ، الْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ۲۱۰۴۷)

''سیدنا ابو عسیب (یا ابو عسیم) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جبکہ وہ نبی کریم ﷺ کی نمازِ جنازہ میں حاضر تھے، وہ کہتے ہیں کہ صحابہ نے آپس میں کہا کہ اب ہم آپ ﷺ پر نماز جنازہ کیسے پڑھیں؟ ایک نے کہا: مختلف گروہوں کی صورت میں داخل ہوتے جاؤ۔ پس وہ ایک دروازہ سے داخل ہو کر آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ پڑھتے اور دوسرے دروازہ سے باہر نکل جاتے،......'' الحدیث۔

(۳۱۴۷) تخریج: ......صحیح، وهذا اسناد ضعیف أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۲۳/ ۱۰۶۰، وابن ابی شیبة: ۳/ ۳۲۱، والبخاری فی "التاریخ الکبیر": ۵/ ۱۱۳ (انظر: ۲۶۸۱۲)

(۳۱۴۸) تخریج: ......اسناده صحیح (انظر: ۲۰۷۶۶)

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام نے مختلف گروہوں کی شکل میں نبی کریم ﷺ کی نماز جنازہ ادا کی تھی، ممکن ہے کہ ہر گروہ با جماعت نماز جنازہ ادا کرتا ہو یا علیحدہ علیحدہ، دونوں احتمال موجود ہیں۔اسی طرح آپ ﷺ کی اس انداز میں نماز جنازہ ادا کرنا، اس کی یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ صحابہ کرام آپ ﷺ کی میت کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے سے باہر نہیں نکالنا چاہتے تھے۔آپ ﷺ کی نماز جنازہ کی روایات (سنن ابن ماجہ: ۱۶۲۸) میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اور دلائل (بیہقی: ۷/ ۲۵۰) میں سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہیں، لیکن وہ ضعیف ہیں، البتہ نماز جنازہ کا قصہ شواہد کی بنا پر درست ہے۔

(۳۱٤۹) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي قَتْلَى أُحُدٍ: ((لَا تُغَسِّلُوْهُمْ، فَإِنَّ كُلَّ جُرْحٍ أَوْ كُلَّ دَمٍ يَفُوْحُ مِسْكًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ.)) (مسند احمد: ١٤٢٣٨)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شہدائے احد کے بارے میں فرمایا: ''تم انہیں غسل نہ دو، کیونکہ قیامت کے دن ان کے ہر زخم یا خون سے کستوری کی خوشبو پھوٹے گی۔'' پھر آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی تھی۔''

(۳۱۵۰) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: فَدَفَنَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ. (مسند احمد: ١٢٣٢٥)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شہدائے احد کو نماز جنازہ پڑھے بغیر دفن کر دیا تھا۔''

فوائد: ......''شہید کو غسل نہ دینے کا بیان'' کے باب میں یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ شہید کی نماز جنازہ پڑھنا اور نہ پڑھنا دونوں طرح درست ہے۔

4 ..... بَابُ مَا جَاءَ فِيْ الصَّلَاةِ عَلَى الصَّغِيْرِ وَالسِّقْطِ وَعَدَمِهَا

چھوٹے اور قبل از وقت پیدا ہونے والے نامکمل بچے کی نماز جنازہ پڑھنے اور نہ پڑھنے کا بیان

(۳۱۵۱) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضي الله عنه قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى ابْنِهِ إِبْرَاهِيْمَ وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا، وَقَالَ:

''سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ، جو سولہ ماہ کی عمر میں فوت ہو گئے تھے، کی نماز جنازہ پڑھی تھی۔آپ ﷺ نے ان کے متعلق یہ

(۳۱٤۹) تخريج: ......أخرج بنحوه البخاري: ۱۳٤۳، ۱۳٤۵، ۱۳٤٦، ۱۳۵۳، ٤٠٧۹ (انظر: ١٤١٨٩)

(۳۱۵۰) تخريج: ......حسن لغيره۔ أخرجه أبوداود: ۳۱۳٦، والترمذي: ۱۰۱٦، هذا حديث طويل، تقدم برقم: ۱۳٤، ولم يذكر ابوداود لفظة: "ولم يصلي عليهم" (انظر: ١٢٣٠٠)

(۳۱۵۱) تخريج: ......قوله((إِنَّ لَهُ فِي الْجَنَّةِ مَنْ يُتِمُّ رَضَاعَهُ))صحيح، وهذا اسناد ضعيف لضعف جابر بن يزيد الجعفي أخرجه البخاري: ۱۳۸۲، ۳۲۵۵ بلفظ: لما توفى ابراهيم عليه السلام قال رسول الله ﷺ: ((ان له مرضعا في الجنة.)) (انظر: ١٨٤٩٧، ١٨٥٠٢)

((إِنَّ لَهُ فِي الْجَنَّةِ مَنْ يُتِمُّ رَضَاعَهُ، وَهُوَ صِدِّيقٌ.)) (مسند احمد: ١٨٦٩١)

بھی فرمایا تھا کہ ''اس کے لیے جنت میں (خواتین) ہیں جو اس کی رضاعت مکمل کریں گی، (یہ میرا بیٹا) صِدِّیق ہے۔''

فوائد: ......آپ ﷺ کے بیٹے سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ اٹھارہ ماہ کی عمر میں فوت ہو گئے تھے، صحیح روایت کے مطابق آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ ادا نہیں کی تھی، وہ تمام روایات جن میں ان پر نماز جنازہ ادا کرنے کا ذکر ہے، سند کے اعتبار سے ضعیف ہیں۔ اس مسئلہ کے لیے ملاحظہ ہو: (نصب الراية: ٢/ ٢٧٩، زاد المعاد: ١/ ٥١٣)

صحیح مسلم کی روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ((وَإِنَّ لَهُ لَظِئْرَيْنِ فِي الْجَنَّةِ تُكْمِلَانِ رَضَاعَهُ فِي الْجَنَّةِ.)) یعنی: ''اور اس کے لیے جنت میں دو دایاں ہیں جو جنت میں اس کی رضاعت کو مکمل کریں گی۔'' اس حدیث کی روشنی میں اوپر والی حدیث کے ترجمہ میں ''خواتین'' کا لفظ استعمال کیا گیا۔

(٣١٥٢) عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلسِّقْطُ (وَفِي رِوَايَةٍ الطِّفْلُ) يُصَلّٰى عَلَيْهِ وَيُدْعٰى لِوَالِدَيْهِ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ۔ (مسند احمد: ١٨٣٥٨)

''سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبل از وقت نامکمل پیدا ہونے والے بچے کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور اس کے والدین کے حق میں مغفرت و رحمت کی دعا کی جائے۔''

فوائد: ......احادیث صحیحہ کی روشنی میں حمل ٹھہرنے سے چار ماہ کے بعد بچے میں روح پھونک دی جاتی ہے اور وہ ایک (زندہ) جان بن جاتا ہے، اس لیے اگر اس مدت کے بعد حمل ساقط ہو جاتا ہے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے، جس میں اس کے والدین کے لیے دعا کی جاتی ہے۔

(٣١٥٣) عَنْ إِسْمَاعِيلَ السُّدِّيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: قُلْتُ: صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى ابْنِهِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: لَا أَدْرِي، رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ لَوْ عَاشَ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا۔ (مسند احمد: ١٤٠٣٠)

''اسمٰعیل سدی کہتے ہیں میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ آیا رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرزند ابراہیم کی نماز جنازہ پڑھی تھی؟ انہوں کہا، مجھے معلوم نہیں۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، وہ اگر زندہ رہتا تو ''صدیق نبی'' ہوتا۔''

فوائد: ......اس موضوع کی موقوف روایات کو بھی مرفوع کا حکم دیا جائے گا، کیونکہ ان کا رائے اور اجتہاد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسماعیل کہتے ہیں: میں نے سیّدنا ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا اس نے آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم کو دیکھا ہے۔ انھوں نے کہا: وہ چھوٹی عمر میں ہی فوت گئے تھے، اگر یہ فیصلہ ہو چکا ہوتا کہ محمد ﷺ کے بعد

(٣١٥٢) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه الترمذي: ١٠٣١، وابن ماجه: ١٥٠٧، والنسائي: ٤/ ٥٦ بلفظ: ((...... والطفل يصلى عليه .)) (انظر: ١٨١٦٢، ١٨١٧٤)

(٣١٥٣) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه ابن سعد: ١/ ١٤٠ (انظر: ١٣٩٨٥)

کسی نبی نے آنا ہے تو ان کو زندگی عطا کر دی جاتی، لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (صحیح بخاری: ٦١٩٤)
سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ لَہُ مُرْضِعًا فِی الْجَنَّۃِ وَلَوْ عَاشَ لَکَانَ صِدِّیْقًا نَبِیًّا۔)) یعنی: ''بیشک اس کو دودھ پلانے والی جنت میں ہے، اور اگر یہ (میرا بیٹا) زندہ رہتا تو صدّیق اور نبی ہوتا۔'' (ابن ماجہ: ١٥١١، ولھذا القدر من الحدیث شواھد)

قادیانی ذہن کے لوگوں نے اس حدیث اور ان اقوال کی روشنی میں نبی کریم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا انکار کیا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ان واضح ترین شرعی دلائل کا کیا جائے گا، جن میں آپ ﷺ پر نبوت و رسالت کے ختم ہو جانے کی وضاحت کی گئی ہے، دوسری بات یہ ہے کہ تعلیق بالمحال کا نتیجہ بھی محال ہوتا ہے، یعنی نہ سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ زندہ رہے اور نہ ان کو نبوت ملی۔ اس قسم کی تعلیق تو قرآن مجید میں بھی کثرت سے استعمال ہوئی ہے۔ مثلا:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ۔﴾ (سورۂ زمر: ٦٥) یعنی: ''(اے محمد!) اگر تو نے شرک کیا تو تیرے عمل ضرور ضرور ضائع ہو جائیں گے اور ضرور ضرور تو خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔''

مزید ارشاد ہوا: ﴿وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَھْوَاءَ ھُمْ بَعْدَ مَا جَاءَ کَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَکَ مِنَ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ۔﴾ (سورۂ بقرہ: ١٢٠) یعنی: ''(اے محمد!) اگر تو نے اپنے پاس علم آ جانے کے بعد ان کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیرا کوئی دوست اور مددگار نہیں ہو گا۔''

سوچنے والی بات یہ ہے کہ نہ آپ ﷺ سے یہ امور ہونے تھے اور نہ آپ ﷺ نے ان کا انجامِ بد بھگتنا تھا، اسے تعلیق بالمحال کہتے ہیں، قرآن مجید میں کئی مقامات پر ایسی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ اس لیے سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ سے متعلقہ اس حدیثِ مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ فیصلہ ہو چکا ہوتا کہ سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ زندہ رہیں تو وہ صِدِّیق اور نبی ہوتے، لیکن چونکہ محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آپ ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ بند ہو چکا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کے ارادے نے یہ تقاضا کیا کہ وہ بچپنے میں ہی فوت جائیں، لہٰذا اس سے آپ ﷺ کی ختم نبوت کی نفی نہیں ہوتی۔

شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: یہ روایات اگرچہ موقوف ہیں، لیکن ان کا حکم مرفوع کا ہے، کیونکہ ان کا تعلق ایسے غیبی امور سے ہے کہ جن میں رائے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، بہرحال ان کی معرفت کے بعد ان سے قادیانیوں کا نبوت کے جاری رہنے کا استدلال کرنا باطل ہو جاتا ہے، بلکہ ان کی دلیل الٹا ان کے خلاف جا رہی ہے، کیونکہ اس میں تو یہ وضاحت کر دی گئی ہے کہ سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی بچپنے میں وفات کا سبب ہی یہی تھا کہ آپ ﷺ کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا۔ (سلسلہ ضعیفہ: ٢٢٠)

اس قسم کی ایک مثال یہ ہے: سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَوْ کَانَ

بَعْدِيْ نَبِيٌّ ، لَكَانَ عُمَرُ .)) (جامع الترمذی: ۲/ ۲۹۳، الصحیحۃ: ۳۲۷)

یعنی: ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر (رضی اللہ عنہ) ہوتا۔'' چونکہ آپ ﷺ کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا تھا، اس لیے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی اس درجے پر فائز نہ ہو سکے، دراصل اس حدیث میں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی صلاحیت، لیاقت، قابلیت، اہلیت، حق گوئی اور حق کے قریب ہونے کی نشاندہی کی گئی ہے۔

(۳۱۵٤) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: لَقَدْ تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِبْنَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَهْرًا فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ٢٦٨٣٦)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ اٹھارہ ماہ کی عمر میں فوت ہو گئے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی۔''

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نابالغ بچے کی نماز جنازہ نہ پڑھنا بھی درست ہے۔

5 ..... بَابُ تَرْكِ الْإِمَامِ الصَّلَاةَ عَلَى الْغَالِّ وَقَاتِلِ نَفْسِهِ وَنَحْوِهِمَا

وقت کے امام کا خیانت کرنے والے اور خودکشی کرنے والے جیسے لوگوں کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کا بیان

(۳۱۵۵) عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ تُوُفِّيَ بِخَيْبَرَ، وَأَنَّهُ ذُكِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ .)) قَالَ: فَتَغَيَّرَتْ وُجُوْهُ الْقَوْمِ لِذَالِكَ فَلَمَّا رَأَى الَّذِي بِهِمْ قَالَ: ((إِنَّ صَاحِبَكُمْ غَلَّ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ .)) فَفَتَّشْنَا مَتَاعَهُ فَوَجَدْنَا فِيْهِ خَرَزًا مِنْ خَرَزِ الْيَهُوْدِ مَا يُسَاوِي دِرْهَمَيْنِ۔ (مسند احمد: ١٧١٥٦)

''سیّدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان خیبر میں فوت ہو گیا، جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم خود ہی اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو۔'' یہ سن کر صحابہ کے چہرے متغیر ہو گئے۔ آپ ﷺ نے جب ان کی پریشانی دیکھی تو فرمایا: ''تمہارے اس ساتھی نے اللہ کی راہ میں (مالِ غنیمت میں سے) خیانت کی ہے۔'' پھر ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو ہمیں اس میں یہودیوں کے موتیوں میں سے کچھ موتی ملے، جو دو درہموں کے برابر تھے۔''

فوائد: ......بلاشک وشبہ مسلمانوں کو خائن کی نماز جنازہ ادا کرنی چاہیے، آپ ﷺ کا یہ نماز ادا نہ کرنا، اس سے مقصود لوگوں کو زجر و توبیخ کرنا تھا، تاکہ دوسرے لوگ ایسے جرم کا ارتکاب کرنے سے باز رہیں۔ ہمارے معاشرے میں اس سنت پر عمل کرنے کی صورت یہ ہوگی کہ شہر کے مشہور و معروف علمائے دین ایسے مجرموں کے جنازے میں شرکت کرنے سے گریز کریں۔ اس حدیثِ مبارکہ سے خائن لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے کہ آپ ﷺ نے دو درہموں

(۳۱۵٤) تخریج: ......حسن۔ أخرجه ابوداود: ۳۱۸۷(انظر: ۲٦۳۰۵)

(۳۱۵۵) تخریج: ......حسن۔ أخرجه ابوداود: ۲۷۱۰، والنسائی: ٤/ ن ٦٤، وابن ماجه: ۲۸٤۸(انظر: ۱۷۰۳۱، ۲۱٦۷۵)

کی مالیت کی خیانت کرنے والے کی نماز جنازہ ادا نہیں کی۔

(۳۱۵۶) عَنْ سِمَاكٍ (ابنِ حَرْبٍ) أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ ﷺ يَقُوْلُ: مَاتَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاتَ فُلَانٌ، قَالَ: ((لَمْ يَمُتْ.)) ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ ثُمَّ الثَّالِثَةَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((كَيْفَ مَاتَ؟)) قَالَ: نَحَرَ نَفْسَهُ بِمِشْقَصٍ، قَالَ: فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ، (وَفِي رِوَايَةٍ) قَالَ: ((إِذًا لَا أُصَلِّي عَلَيْهِ.)) (مسند احمد: ۲۱۱۰۱)

''سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی فوت ہو گیا، ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں آدمی فوت ہو گیا ہے۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ فوت نہیں ہوا۔'' اس نے دوبارہ اور پھر سہ بارہ آ کر آپ ﷺ کو یہی بات بتلائی۔ اور آپ ﷺ نے پوچھا: ''اسے موت کس طرح آئی ہے؟'' اس نے کہا کہ اس نے ایک چوڑے تیر کے ذریعے اپنے آپ کو ذبح کر ڈالا، یہ سن کر آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر میں تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا۔''

فوائد: ...... سنن ابن ماجہ (۱۵۲۶) اور مسند احمد (۲۰۸۸۳) کی دوسری روایت کے آخر میں راویٔ حدیث کے یہ الفاظ بھی مروی ہیں: كُلُّ ذَالِكَ أَدَبٌ مِنْهُ۔ یعنی: آپ ﷺ کا اس شخص کا نماز جنازہ نہ پڑھنا ایک تادیبی کاروائی تھی، تاکہ دوسرے عبرت حاصل کریں اور ایسا اقدام کرنے سے باز رہیں۔ خودکشی کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے، بہرحال عام مسلمانوں کو اس کی نماز جنازہ ادا کرنی چاہیے۔

(۳۱۵۷) عَنْ أَبِي قَتَادَةَ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دُعِيَ لِجَنَازَةٍ سَأَلَ عَنْهَا فَإِنْ أُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرٌ قَامَ فَصَلّٰى عَلَيْهَا، وَإِنْ أُثْنِيَ عَلَيْهَا غَيْرُ ذَالِكَ، قَالَ لِأَهْلِهَا: ((شَأْنُكُمْ بِهَا.)) وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهَا۔ (مسند احمد: ۲۲۹۲۲)

''سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو نماز جنازہ کے لیے بلایا جاتا تو آپ ﷺ اس کے بارے میں پوچھتے تھے، اگر اس کے حق میں بھلائی کی باتیں کی جاتیں تو آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ ادا کر لیتے، لیکن اگر اس کے برعکس باتیں کی جاتیں تو آپ ﷺ فرماتے: ''تم خود اس کا کچھ کر لو۔'' اور آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھتے۔''

فوائد: ...... آپ ﷺ نے خیانت کرنے والے اور خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ ادا نہیں کی اور شروع شروع میں مقروض کی نماز جنازہ بھی ادا نہیں کرتے تھے۔ اس حدیث میں برعکس باتوں سے مراد کون سے نقائص ہیں،

(۳۱۵۶) تخريج: ...... أخرجه مطولا ومختصرا مسلم: ۹۷۸ (انظر: ۲۰۸۱۶، ۲۰۸۴۸)

(۳۱۵۷) تخريج: ...... اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه ابن حبان: ۳۰۵۷، وعبد بن حميد: ۱۹۶، والحاكم: ۱/ ۳۶۴ (انظر: ۲۲۵۵۵)

جن کی بنا پر آپ ﷺ نماز جنازہ ادا نہیں کیا کرتے تھے؟ یا تو ان سے مراد خیانت اور خودکشی وغیرہ ہیں کہ دوسری روایات سے جن کی تفصیل کا علم ہوتا ہے یا پھر بعض اہل علم کے قول کے مطابق بھلائی والی باتوں کا مصداق مومن اور اس کے برعکس باتوں کا مصداق منافق ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جس میت پر لوگوں کا تبصرہ اچھا نہ ہوتا ہو آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھتے ہوں۔

6 ..... بَابُ هَلْ يُصَلِّي الْإِمَامُ عَلٰى مَنْ قُتِلَ فِيْ حَدٍّ أَمْ لَا

جو شخص کسی شرعی حد میں قتل کیا جائے، امام اس کی نماز جنازہ پڑھے یا نہ پڑھے، اس کا بیان

(٣١٥٨) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ اِعْتَرَفَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِزِنًا، وَقَالَتْ: أَنَا حُبْلٰى، فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ وَلِيَّهَا، فَقَالَ: ((أَحْسِنْ إِلَيْهَا، فَإِذَا وَضَعَتْ فَأَخْبِرْنِي.)) فَفَعَلَ، فَأَمَرَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا، ثُمَّ أَمَرَ بِرَجْمِهَا فَرُجِمَتْ، ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! رَجَمْتَهَا، ثُمَّ تُصَلِّي عَلَيْهَا؟ فَقَالَ: ((لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِيْنَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَوَسِعَتْهُمْ وَهَلْ وَجَدْتَ شَيْئًا أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى؟)) (مسند احمد: ٢٠١٠١)

''سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جہینہ قبیلے کی ایک خاتون نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر زنا کا اقرار کیا اور بتلایا کہ وہ اس وقت حاملہ بھی ہے، آپ ﷺ نے اس کے سرپرست کو بلایا اور اس سے فرمایا: ''اس کے ساتھ حسن سلوک سے رپیش آ ؤ، جب یہ بچہ جنم دے تو مجھے بتلانا۔'' چنانچہ اس نے ایسے ہی کیا۔ پس نبی کریم ﷺ نے اس خاتون کے متعلق حکم دیا، سو اس پر اس کا لباس اچھی طرح باندھ دیا گیا اور پھر اسے رجم کرنے کا حکم دیا اور اسے رجم کر دیا گیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ لیکن سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے پہلے تو اسے رجم کیا اور اب اس کی نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اس کو تمام اہل مدینہ میں تقسیم کیا جائے تو وہ سب کو کفایت کر جائے گی۔ بھلا کیا تم نے اس سے افضل چیز بھی پائی ہے کہ اس نے خود کو اللہ تعالیٰ کے لیے قربان کر دیا ہے۔''

فوائد: ......معلوم ہوا کہ جو فرد شرعی حد کی وجہ سے وفات پا جائے، اس کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیے۔

(٣١٥٩) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاعْتَرَفَ

''سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنو اسلم کا ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور زنا کا اعتراف کیا،

(٣١٥٨) تخريج: ......أخرجه مسلم: ١٦٩٦ (انظر: ١٩٨٦١، ١٩٩٠٣)

(٣١٥٩) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٦٨٢٠، ومسلم: ١٦٩١ (انظر: ١٤٤٦٢)

بِـالـزِّنَا فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ اعْتَرَفَ فَأَعْرَضَ عَـنْـهُ حَتّٰـى شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَبِكَ جُنُوْنٌ؟)) قَالَ: لَا، قَـالَ: ((أَحْـصَنْتَ؟)) قَالَ: نَعَمْ، فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَـرُجِـمَ بِـالْـمُصَلّٰى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْـحِـجَارَةُ فَرَّ، فَأُدْرِكَ فَرُجِمَ حَتّٰى مَاتَ، فَـقَـالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْـرًا وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ١٤٥١٦)

لیکن آپ ﷺ نے اس سے اعراض کیا، اس نے پھر اعتراف کیا، لیکن آپ ﷺ نے پھر اعراض کیا، یہاں تک کہ اس نے اپنے اوپر چار گواہیاں دیں۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تو پاگل ہے؟'' اس نے کہا: جی نہیں۔ آپ ﷺ نے پھر پوچھا: ''کیا تو شادی شدہ ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا، چنانچہ اسے عیدگاہ یا جنازہ گاہ میں لے جا کر رجم کیا گیا، جب اسے پتھر لگے تو وہ بھاگ کھڑا ہوا، لیکن پھر اسے پا لیا گیا اور اسے مزید پتھر مارے گئے، یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں اچھے کلمات کہے، لیکن اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔''

فوائد: ......لیکن صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے حق میں خیر والی باتیں کہیں اور اس پر نماز جنازہ ادا کی۔ ان دونوں روایات میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے رجم کے فوراً بعد نماز نہیں پڑھی، بلکہ بعد میں ادا کی تھی۔

7 ..... بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْغَائِبِ

غائبانہ نماز جنازہ کا بیان

(٣١٦٠) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: نَعٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الـنَّـجَـاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ فَخَرَجَ إِلَى الْمُصَلّٰى فَصَفَّ أَصْحَابَهُ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا۔ (مسند احمد: ٩٦٤٤)

''سیّدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ جس روز نجاشی کا انتقال ہوا، رسول اللہ ﷺ نے اسی دن ہمیں اس کی وفات کی اطلاع دی، پھر آپ ﷺ جنازہ گاہ یا عیدگاہ کی طرف تشریف لے گئے اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی، آپ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کی صف بندی کی اور اس پر چار تکبیرات کہیں۔''

فوائد: ......یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا کہ حبشہ میں ہونے والی وفات کا اسی دن آپ ﷺ کو پتہ چل گیا تھا، حبشہ کے بادشاہ کا لقب نجاشی ہوتا تھا۔ حافظ ابن حجر ؒ نے کہا: ظاہر بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھنے کیلئے جنازہ گاہ یا عیدگاہ کی طرف اس لیے گئے تا کہ مسلمانوں کی بڑی تعداد جمع ہو جائے اور یہ بات بھی مشہور ہو جائے کہ اس نے اسلام پر وفات پائی ہے، کیونکہ بعض لوگوں کو اس کے مسلمان ہونے کا علم ہی نہ تھا۔ ابن ابی حاتم نے تفسیر میں

(٣١٦٠) تخريج: ......أخرجه البخاري: ١٢٤٥، ومسلم: ٩٥١ (انظر: ٩٦٤٦)

اور دارقطنی نے افراد میں یہ روایت نقل کی ہے کہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: جب نبی کریم ﷺ نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھائی تو کسی صحابی نے کہا: آپ ﷺ نے تو حبشہ کے ایک آدمی کی نماز جنازہ پڑھ دی ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ خَاشِعِينَ لِلَّهِ لَا يَشْتَرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ﴾ (آل عمران: ۱۹۹) یعنی: ''یقیناً اہل کتاب میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور تمہاری طرف جو اتارا گیا ہے اور ان کی جانب جو نازل ہوا اس پر بھی، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو تھوڑی قیمت پر بیچتے نہیں، ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔'' معجم کبیر اور معجم اوسط میں اس کے شواہد بھی موجود ہیں اور مؤخر الذکر کی روایت میں یہ زیادتی بھی ہے کہ یہ اعتراض کرنے والا منافق تھا۔ (فتح الباری: ۳/ ۲۴۲)

(۳۱۶۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَاتَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ مِنَ الْحَبْشِ، هَلُمَّ فَصُفُّوْا.)) فَصَفَفْنَا، قَالَ: فَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ وَنَحْنُ۔ (مسند احمد: ۱۴۱۹۷)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج حبشہ کا ایک نیک آدمی فوت ہو گیا ہے، اس لیے آؤ اور صفیں بناؤ۔'' پس ہم نے صفیں بنائیں اور آپ ﷺ اور ہم نے نماز جنازہ پڑھی۔''

(۳۱۶۲) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَاتَ الْيَوْمَ عَبْدُ اللّٰهِ صَالِحٌ أَصْحَمَةُ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا عَلَيْهِ.)) فَقَامَ فَأَمَّنَا فَصَلّٰى عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ۱۴۴۸۶)

''(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج اللہ کا ایک نیک بندہ اصحمہ فوت ہو گیا ہے، پس تم کھڑے ہو اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھو۔'' پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور ہماری امامت کرائی اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔''

(۳۱۶۳) عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ، فَقَالَ: ((صَلُّوْا عَلٰى أَخٍ لَكُمْ مَاتَ بِغَيْرِ أَرْضِكُمْ)) قَالُوْا: مَنْ هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((صَحْمَةُ النَّجَاشِيُّ)) فَقَامُوْا فَصَلَّوْا عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ۱۶۲۴۷)

''سیّدنا حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ''اپنے ایک بھائی کی نماز جنازہ پڑھو، جو علاقہ غیر میں فوت ہو گیا ہے۔'' صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! وہ کون؟ فرمایا: ''صحمہ نجاشی۔'' چنانچہ صحابہ کھڑے ہوئے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی۔''

(۳۱۶۱) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۱۳۲۰، ۳۸۷۷، ومسلم: ۹۵۲ (انظر: ۱۴۱۵۰، ۱۴۴۳۳)

(۳۱۶۲) تخریج: ......انظر الحدیث بالطریق الأول

(۳۱۶۳) تخریج: ......اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۵۳۷ (انظر: ۱۶۱۴۶، ۱۶۱۴۷)

فوائد: ......اس نجاشی کا نام ''اصحمہ'' تھا، جیسا کہ اس سے پہلے والی حدیث میں گزر چکا ہے، وہ روایات شاذ ہیں، جن میں اس کا نام ''صحمہ'' یا ''صحہ'' بتلایا گیا ہے۔

(٣١٦٤) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَخَاكُمُ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا عَلَيْهِ .)) قَالَ: فَقُمْنَا فَصَفَفْنَا عَلَيْهِ كَمَا نَصُفُّ عَلَى الْمَيِّتِ وَصَلَّيْنَا عَلَيْهِ كَمَا نُصَلِّي عَلَى الْمَيِّتِ. (مسند احمد: ٢٠١٨٤)

''سیدنا عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے، پس آؤ اور اس کی نماز جنازہ پڑھو۔'' چنانچہ ہم کھڑے ہوئے اور اس طرح صفیں بنائیں جیسے ہم میت پر صفیں بناتے ہیں اور اس طرح نماز جنازہ پڑھی، جس طرح ہم حاضر میت کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔''

فوائد: ......صفوں، تکبیروں اور دعاؤں وغیرہ کا سلسلہ اسی طرح کا تھا، جیسے حاضر میت کا ہوتا ہے۔

(٣١٦٥) عَنْ جَرِيْرٍ (بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ) ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَخَاكُمُ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ فَاسْتَغْفِرُوا لَهُ .)) (مسند احمد: ١٩٤٣٥)

''سیدنا جریر بن عبد اللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے، اس کی بخشش کی دعا کرو۔''

(٣١٦٦) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ. (مسند احمد: ٧١٤٧)

''سیدنا ابو ہریرہ ؓ نے نبی کریم ﷺ سے اسی قسم کی روایت بیان کی ہے۔''

(٣١٦٧) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى عَلَى النَّجَاشِيِّ. (مسند احمد: ٢٢٩٢)

''سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔''

فوائد: ......یہ احادیث غائبانہ نماز جنازہ کی قوی دلیل ہیں۔ اس مسئلہ سے ہٹ کر اس حدیث کی مزید کوئی تاویل کرنا بلا دلیل ہے۔ سیدنا عقبہ بن عامر ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِي سِنِيْنَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ، ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: ...... (صحیح بخاری: ٤٠٤٢)

(٣١٦٤) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه الترمذي: ١٠٣٩، والنسائي: ٤/ ٧٠ (انظر: ١٩٩٤٢)

(٣١٦٥) تخريج: ......صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لضعف شريك بن عبد الله النخعي أخرجه ابن ابي شيبة: ٣/ ٣٦٣، والطبراني في "الكبير": ٢٣٤٦، ولفظ الطبراني: ((فصلوا عليه)) (انظر: ١٩١٨٦)

(٣١٦٦) تخريج: ......أخرجه البخاري: ١٢٤٥، ١٣٣٣، ومسلم: ٩٥١ (انظر: ٩٦٤٦)

(٣١٦٧) تخريج: ...... صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لضعف علي بن زيد بن جدعان، ولجهالة الراوي عن ابن عباس (انظر: ٢٢٩٢)

یعنی: رسول اللہ ﷺ نے احد کے شہداء پر آٹھ سالوں کے بعد نماز پڑھی، ایسے لگ رہا تھا کہ آپ ﷺ زندوں اور مردوں کو الوداع کہہ رہے ہیں، پھر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا:......۔ان احادیث سے معلوم ہوا کہ غائبانہ نماز جنازہ ادا کی جا سکتی ہے۔

8 ..... بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ بَعْدَ الدَّفْنِ
دفن کے بعد قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان

(٣١٦٨) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ إِنسَانًا كَانَ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ أَسْوَدَ، مَاتَ أَوْ مَاتَتْ، فَفَقَدَهَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا فَعَلَ الْإِنسَانُ الَّذِي كَانَ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ؟)) قَالَ: فَقِيلَ لَهُ: مَاتَ، قَالَ: ((فَهَلَّا آذَنْتُمُونِي بِهِ؟)) فَقَالُوا: بِأَنَّهُ كَانَ لَيْلًا، قَالَ: ((فَدُلُّونِي عَلٰى قَبْرِهَا)) قَالَ: فَأَتَى الْقَبْرَ فَصَلّٰى عَلَيْهَا۔ قَالَ ثَابِتٌ عِنْدَ ذَالِكَ أَوْ فِي حَدِيثٍ آخَرَ، ((إِنَّ هٰذِهِ الْقُبُورَ مَمْلُوءَةٌ ظُلْمَةً عَلٰى أَهْلِهَا وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُنَوِّرُهَا بِصَلَاتِي عَلَيْهِمْ)) (مسند احمد: ٩٠٢٥)

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسجد میں جھاڑو دینے والا ایک سیاہ فام آدمی تھا یا عورت تھی، وہ فوت ہو گیا، جب نبی کریم ﷺ کو وہ نظر نہ آیا تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''مسجد کی صفائی کرنے والے کا کیا بنا؟'' کسی نے کہا کہ وہ تو فوت ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے مجھے اطلاع کیوں نہیں دی؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: یہ رات کا واقعہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی قبر کی طرف میری رہنمائی کرو۔'' پس آپ ﷺ قبر پر تشریف لے گئے اور نماز جنازہ ادا کی۔ اس حدیث کے راوی ثابت نے یہ یا کوئی اور حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک یہ قبریں اندھیرے سے بھری ہوئی ہیں، میری اس نماز کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو منور کر دیا ہے۔''

(٣١٦٩) عَنْ أَنَسٍ (بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ) أَنَّ أَسْوَدَ كَانَ يُنَظِّفُ الْمَسْجِدَ، فَدُفِنَ لَيْلًا وَأَتَى النَّبِيُّ ﷺ فَأُخْبِرَ فَقَالَ: ((انْطَلِقُوا إِلٰى قَبْرِهِ.)) فَانْطَلَقُوا إِلٰى قَبْرِهِ، فَقَالَ: ((إِنَّ هٰذِهِ الْقُبُورَ مُمْتَلِئَةٌ عَلٰى أَهْلِهَا ظُلْمَةً، وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُنَوِّرُهَا بِصَلَاتِي عَلَيْهَا.))

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام آدمی مسجد کی صفائی کیا کرتا تھا، وہ رات کو فوت ہو گیا اور اسے رات کو ہی دفن کر دیا گیا۔ جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ کو اس کی اطلاع دی گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''چلو اس کی قبر کی طرف، یہ قبریں اندھیرے سے بھری ہوئی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو ان پر میری نماز کی وجہ سے روشن کر

(٣١٦٨) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٤٥٨، ٤٦٠، ١٣٣٧، ومسلم: ٩٥٦ (انظر: ٨٦٣٤، ٩٠٣٧)

(٣١٦٩) تخريج: ......صحيح لغيره۔ أخرجه الدارقطني: ٢/ ٧٧، والطيالسي: ٢٤٤٦۔ وأخرجه مختصرا مسلم: ٩٥٥ بلفظ: ان النبي ﷺ صلى على قبر۔ (انظر: ١٢٣١٨، ١٢٥١٧)

فَأَتَى الْقَبْرَ فَصَلَّى عَلَيْهِ، وَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَخِي مَاتَ وَلَمْ تُصَلِّ عَلَيْهِ، قَالَ: فَأَيْنَ قَبْرُهُ؟ فَأَخْبَرَهُ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَ الْأَنْصَارِيِّ۔ (مسند احمد: ١٢٤٤٥)

دیتا ہے۔'' پھر آپ ﷺ اس کی قبر کے پاس آئے اور اس کی نماز جنازہ ادا کی۔ ایک انصاری صحابی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا بھائی فوت ہوا تھا اور آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''اس کی قبر کہاں ہے؟'' اس نے آپ ﷺ کو بتلایا اور آپ ﷺ اس کے ہمراہ وہاں تشریف لے گئے۔''

(٣١٧٠) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى عَلٰى قَبْرِ امْرَأَةٍ قَدْ دُفِنَتْ۔ (مسند احمد: ١٢٣٤٣)

''سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دفن کر دی جانے والی ایک عورت کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی تھی۔''

(٣١٧١) عَنْ يَزِيْدَ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا وَرَدْنَا الْبَقِيْعَ إِذَا هُوَ بِقَبْرٍ جَدِيْدٍ، فَسَأَلَ عَنْهُ، فَقِيْلَ فُلَانَةٌ، فَعَرَفَهَا، فَقَالَ: ((أَلَا آذَنْتُمُوْنِي بِهَا؟)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كُنْتَ قَائِلًا صَائِمًا فَكَرِهْنَا أَنْ نُؤْذِنَكَ، فَقَالَ: ((لَا يَمُوْتَنَّ فِيكُمْ مَيِّتٌ مَا كُنْتُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ إِلَّا آذَنْتُمُوْنِي بِهِ فَإِنَّ صَلَاتِي عَلَيْهِ لَهُ رَحْمَةٌ؟)) قَالَ: ثُمَّ أَتَى الْقَبْرَ فَصَفَّنَا خَلْفَهُ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا۔ (مسند احمد: ١٩٦٨١)

''سیّدنا یزید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلے، جب ہم بقیع میں پہنچے آپ ﷺ نے وہاں ایک نئی قبر دیکھ کر اس کے متعلق پوچھا، جب آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ فلاں عورت کی قبر ہے تو آپ ﷺ نے اسے پہچان لیا اور پھر پوچھا: ''تم نے مجھے اس کے بارے میں بتلایا کیوں نہیں تھا؟'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ روزے کی حالت میں تھے اور قیلولہ کر رہے تھے، اس لیے ہم نے آپ ﷺ کو اطلاع دینا مناسب نہ سمجھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(ایسے نہ کیا کرو،) جب بھی تم میں سے کوئی فوت ہو جائے اور میں تمہارے درمیان موجود ہوں تو مجھے ضرور اطلاع دیا کرو، کیونکہ کسی میت پر میرا نماز جنازہ ادا کرنا اس کے لیے باعث ِ رحمت ہے۔'' پھر آپ ﷺ اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور ہمیں اپنے پیچھے صفوں میں کھڑا کیا اور چار تکبیرات کہیں۔''

(٣١٧٠) تخريج: ......انظر الحديث السابق ١٧٧

(٣١٧١) تخريج: ......اسناده صحيح إن ثبت سماع خارجة بن زيد من عمه يزيد بن ثابت، والا فمنقطع أخرجه ابن ماجه: ١٥٢٨، والنسائي: ٤/ ٨٤ (انظر: ١٩٤٥٢)

فوائد: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اس طرح قبر پر دوبارہ نماز جنازہ پڑھنا مسنون عمل ہے، نیز یہ بھی پتہ چلا کہ ایک آدمی ایک سے زائد دفعہ بھی نماز جنازہ ادا کرسکتا ہے، کیونکہ جن صحابہ نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی، یقیناً وہ پہلے پڑھ چکے ہوں گے، کیونکہ وہی اس میت کو دفنانے والے تھے۔

(۳۱۷۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى عَلٰى صَاحِبِ قَبْرٍ بَعْدَ مَا دُفِنَ۔ (مسند احمد: ۱۹۶۲)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک قبر والے پر اس کی تدفین کے بعد اس کی نماز جنازہ ادا کی۔''

(۳۱۷۳) (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ مَرَّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى قَبْرٍ مَنْبُوْذٍ، فَأَمَّهُمْ وَصَفُّوْا خَلْفَهُ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَمْرٍو! وَمَنْ حَدَّثَكَ؟ قَالَ: اِبْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ۔ (مسند احمد: ۳۱۳٤)

''(دوسری سند) امام شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے ایک ایسے آدمی نے خبر دی جو رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک الگ تھلگ قبر کے پاس سے گزرا تھا، پس آپ ﷺ نے صحابہ کی امامت کرائی اور انھوں نے آپ ﷺ کے پیچھے صفیں بنائیں۔ سلیمان شیبانی نے کہا: اے ابو عمرو! آپ کو یہ واقعہ کس نے بیان کیا تھا؟ انھوں نے کہا: سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے۔''

فوائد: ......ان احادیث سے ثابت ہوا کہ دفن کر دی جانے والی میت پر بھی نماز جنازہ ادا کی جا سکتی ہے، اگرچہ اس کی نماز جنازہ پہلے پڑھی جا چکی ہو، کیونکہ درج بالا صورتوں میں صحابہ کرام نے نماز جنازہ پڑھ کر ہی ان لوگوں کو دفنایا تھا، اس ضمن میں مخصوص قیدوں کی شرط لگانا باطل ہے، مثلا: تدفین سے تیسرے دن تک نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے، یا ایک ماہ تک، یا جب تک کہ جسم تر نہ ہو جائے، یا جب تک جسم مٹی نہ بن جائے۔ اسی طرح نماز جنازہ کی اس صورت کو آپ ﷺ کے ساتھ خاص کر دینا بھی درست نہیں ہے، کیونکہ اس خصوصیت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

9 ..... بَابُ عَدَدِ تَكْبِيْرِ صَلَاةِ الْجَنَازَةِ وَمَا جَاءَ فِيْ التَّسْلِيْمِ مِنْهَا

نمازِ جنازہ میں تکبیرات کی تعداد اور سلام کا بیان

(۳۱۷٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَعَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّجَاشِيَّ لِأَصْحَابِهِ وَهُوَ بِالْمَدِيْنَةِ فَصَلَّوْا خَلْفَهُ وَصَلّٰى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں صحابہ کرام کو نجاشی کی وفات کی خبر دی، پھر صحابہ نے آپ ﷺ کی اقتدا میں نمازِ جنازہ ادا کی اور آپ ﷺ

(۳۱۷۲) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۱۲٤۷، ۱۳۱۹، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲٦، ۱۳٤۰، ومسلم: ۹۵٤ (انظر: ۱۹٦۲، ۳۱۳٦)

(۳۱۷۳) تخریج: ......انظر الحدیث بالطریق الأول

(۳۱۷٤) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ومسلم: ۹۵۱ (انظر: ۷۷۷٦)

أَرْبَعًا۔ (مسند احمد: ۷۷٦۳)

نے اس کی نماز جنازہ پڑھاتے ہوئے چار تکبیرات کہیں۔''

(۳۱۷۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم: ((كَبِّرُوْا عَلٰى مَوْتَاكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ۔)) (مسند احمد: ۱٤٦۷۲)

''سیّدنا جابر بن عبداللہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے فرمایا: ''دن ہو یا رات، تم اپنے مردوں پر نماز پڑھتے ہوئے چار تکبیرات کہا کرو۔''

فوائد: ...... یہ حدیث تو ضعیف ہے، تاہم نبی کریم ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کے فعل سے چار تکبیرات ثابت ہیں۔

(۳۱۷٦) عَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ الْمُؤَذِّنِ قَالَ: تُوُفِّيَ أَبُوسَرِيْحَةَ، فَصَلّٰى عَلَيْهِ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا، وَقَالَ: كَذَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم۔ (مسند احمد: ۱۹٥۱٦)

''ابو سلمان موذن سے روایت ہے کہ ابوسریحہ(حذیفہ بن اسید)فوت ہو گئے اور سیّدنا زید بن ارقم ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ نے ان کی نماز جنازہ ادا کی اور اس میں چار تکبیرات کہیں اور کہا: رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے بھی ایسے ہی کیا تھا۔''

فوائد: ...... یہ حدیث ضعیف ہے، اس کی مزید وضاحت اگلی حدیث سے ہوگی، بہر حال نبی کریم ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کے فعل سے چار تکبیرات ثابت ہیں۔

(۳۱۷۷) عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ كَانَ يُكَبِّرُ عَلٰى جَنَائِزِنَا أَرْبَعًا وَإِنَّهُ كَبَّرَ عَلٰى جَنَازَةٍ خَمْسًا فَسَأَلُوْهُ، فَقَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم يُكَبِّرُهَا أَوْكَبَّرَهَا النَّبِيُّ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم۔ (مسند احمد: ۱۹٤۸۷)

''ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں: سیّدنا زید بن ارقم ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ہمارے جنازوں میں چار تکبیرات کہا کرتے تھے، ایک جنازہ میں انہوں نے پانچ تکبیرات کہہ دیں، جب لوگوں نے اس کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے کہا: رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم اسی طرح تکبیرات کہا کرتے تھے۔''

(۳۱۷۸)(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ عَلٰى جَنَازَةٍ فَكَبَّرَ خَمْسًا، فَقَامَ إِلَيْهِ أَبُوْ عِيْسٰى عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلٰى، فَأَخَذَ بِيَدِهِ

''(دوسری سند) عبد الاعلی کہتے ہیں: میں نے سیّدنا زید بن ارقم ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کی، انہوں نے پانچ تکبیرات کہیں، ابوعیسیٰ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ ان کی طرف گئے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا: کیا آپ بھول گئے تھے؟ انہوں نے کہا:

(۳۱۷۵) تخریج: ......اسناده ضعيف، ابن لهيعة سيىء الحفظ (انظر: ۱٤٦۱۷)

(۳۱۷٦) تخريج: ......اسناده ضعيف، لضعف شريك بن عبد الله النخعى، وجهالة حال أبى سلمان المؤذن أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٤۹۹٥، والطحاوى فى "شرح معانى الآثار": ۱/ ٤۹٤ (انظر: ۱۹۳۰۱)

(۳۱۷۷) تخريج: ......أخرجه مسلم: ۹٥۷(انظر: ۱۹۲۷۲، ۱۹۳۲۰)

(۳۱۷۸) تخريج: ......اسناده ضعيف، عبد الاعلى بن عامر الثعلبى قد اتفقوا على ضعفه أخرجه الطحاوى فى "شرح معانى الآثار": ۱...... ٤۹٤، والطبرانى فى "الاوسط": ۱۸٤٤(انظر: ۱۹۳۰۰)

فَقَالَ: نَسِيتَ؟ قَالَ: لَا، وَلٰكِنْ صَلَّيْتُ خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ خَلِيلِي ﷺ فَكَبَّرَ خَمْسًا فَلَا أَتْرُكُهَا۔ (مسند احمد: ١٩٥١٥)

جی نہیں، میں نے اپنے خلیل ابو القاسم ﷺ کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی ہے، آپ ﷺ نے بھی پانچ تکبیرات کہی تھیں، لہٰذا میں اس عمل کو ترک نہیں کروں گا۔''

(٣١٧٩) عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْجَابِرِ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ عِيسَى مَوْلًى لِحُذَيْفَةَ (بْنِ الْيَمَان) بِالْمَدَائِنِ عَلٰى جَنَازَةٍ فَكَبَّرَ خَمْسًا، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا فَقَالَ: مَا وَهِمْتُ، وَلَا نَسِيتُ وَلٰكِنْ كَبَّرْتُ كَمَا كَبَّرَ مَوْلَايَ وَوَلِيُّ نِعْمَتِي حُذَيْفَةُ ابْنُ الْيَمَانِ رضی اللہ عنہ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ وَكَبَّرَ خَمْسًا، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا فَقَالَ: مَا نَسِيتُ وَلَا وَهِمْتُ وَلٰكِنْ كَبَّرْتُ كَمَا كَبَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى جَنَازَةٍ فَكَبَّرَ خَمْسًا۔ (مسند احمد: ٢٣٨٤١)

''یحییٰ بن عبد اللہ کہتے ہیں: میں نے مدائن میں سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے غلام عیسیٰ کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کی، انہوں نے پانچ تکبیرات کہیں، پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: مجھے وہم ہوا ہے نہ میں بھولا ہوں، میں نے تو اسی طرح تکبیرات کہی ہیں، جس طرح میرے آقا سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہی تھیں، انہوں نے ایک جنازہ پڑھا اور پانچ تکبیرات کہیں، پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر کہا: میں بھولا ہوں نہ مجھے وہم ہوا ہے، بات یہ ہے کہ میں نے اسی طرح تکبیرات کہی ہیں جس طرح رسول اللہ ﷺ نے کہی تھیں، آپ ﷺ نے پانچ تکبیرات کہیں ہیں۔''

(٣١٨٠) عَنْ إِبْرَاهِيمَ الْهَجَرِيِّ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفٰى قَامَ عَلٰى جَنَازَةِ بِنْتٍ لَهُ فَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ، ثُمَّ قَامَ هُنَيَّةً، فَسَبَّحَ بَعْضُ الْقَوْمِ فَانْفَتَلَ فَقَالَ: أَكُنْتُمْ تَرَوْنَ أَنِّي أُكَبِّرُ الْخَامِسَةَ؟ قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا كَبَّرَ الرَّابِعَةَ قَامَ هُنَيَّةً فَلَمَّا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ جَلَسَ وَجَلَسْنَا إِلَيْهِ۔ (مسند احمد: ١٩٦٣٧)

''ابراہیم ہجری کہتے ہیں کہ سیّدنا عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیرات کہیں، پھر کچھ دیر کے لیے کھڑے رہے۔ جب بعض مقتدیوں نے سبحان اللہ کہہ کر لقمہ دیا تو انہوں نے سلام پھیر کر کہا: کیا تمہارا یہ خیال تھا کہ میں پانچویں تکبیر کہنے والا ہوں؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں، پھر انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب چوتھی تکبیر کہہ لیتے تو کچھ دیر اسی حالت میں کھڑے رہتے، پھر جب جنازہ رکھ دیا گیا تو وہ بیٹھ گئے اور ہم بھی اس کے پاس بیٹھ گئے۔''

(٣١٧٩) تخريج: ......صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف، يحيى بن عبد الله التيمى مختلف فيه، ولم يتابع على حديثه هذا، وعيسى مولى حذيفة البزاز ضعفه الدارقطنى أخرجه الخطيب فى "تاريخ بغداد": ١١/ ١٤٢، والطحاوى فى "شرح معانى الآثار": ١/ ٤٩٤، والدارقطنى: ٢/ ٧٣، و أخرجه ابن ابى شيبة: ٣/ ٣٠٣ مقتصرا على فعل حذيفة (انظر: ٢٣٤٤٨)

(٣١٨٠) تخريج: ......ضعيف لضعف على بن عاصم والواسطى (انظر: ١٩٤١٧)

فوائد: ......امام احمد رحمہ اللہ نے تکبیرات کی مختلف تعداد پر مشتمل روایات کا احاطہ نہیں کیا، اس موضوع کی تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز جنازہ میں کم از کم تکبیرات کی تعداد چار ہے اور زیادہ سے زیادہ نو ہے، زیادہ تر احادیث میں چار تکبیرات کا ہی ذکر ہے۔ چار اور پانچ تکبیرات کے دلائل تو اوپر گزر چکے ہیں، باقی تعداد درج ذیل مرفوع اور موقوف روایات سے ثابت ہوتی ہے۔ سیّدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس میں نو تکبیرات کہیں۔ (معانی الآثار للطحاوی: ۱/ ۲۹۰)

سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ پر کھڑے ہوئے، ......، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق ان کو قبلہ کی سمت میں لایا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نو تکبیرات کہیں۔ (معجم کبیر للطبرانی: ۳/ ۱۰۷)

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیّدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس میں چھ تکبیرات کہیں، پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر کہا: یہ بدری صحابی ہے۔ (مستدرک حاکم: ۳/ ۴۰۹، سنن بیہقی: ٤/ ٣٦)

عبد خیر کہتے ہیں: سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بدری صحابہ کی نماز جنازہ میں چھ، دوسرے صحابہ کی نماز میں پانچ اور بقیہ لوگوں پر چار تکبیرات کہتے تھے۔ (سنن دارقطنی: ۱۹۱، سنن بیہقی: ٤/ ٣٧)

موسی بن عبد اللہ کہتے ہیں: سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بدری صحابی سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی اور اس میں سات تکبیرات کہیں۔ (سنن بیہقی: ٤/ ٣٦)

یہ آثار موقوف ہیں، لیکن ان کا حکم مرفوع کا ہے، کیونکہ ان میں ذاتی رائے کا دخل نہیں ہے اور صحابہ کی موجودگی میں یہ عمل کیا گیا اور انھوں نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ آٹھ تکبیرات کے بارے میں کوئی خاص نص نہیں ہے۔

10 ..... بَابُ مَا يُقَالُ مِنَ الْأَدْعِيَةِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ

نمازِ جنازہ میں میت پر پڑھی جانے والی دعاؤں کا بیان

(٣١٨١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه وَقَدْ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي عَلٰى جَنَازَةٍ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((أَنْتَ خَلَقْتَهَا وَأَنْتَ رَزَقْتَهَا، وَأَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْإِسْلَامِ، وَأَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا، تَعْلَمُ سِرَّهَا وَعَلَانِيَتَهَا، جِئْنَا

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک میت پر نماز جنازہ میں یہ دعا کرتے ہوئے سنا: أَنْتَ خَلَقْتَهَا وَأَنْتَ رَزَقْتَهَا، وَأَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْإِسْلَامِ، وَأَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا، تَعْلَمُ سِرَّهَا وَعَلَانِيَتَهَا، جِئْنَا شُفَعَاءَ فَاغْفِرْ لَهَا۔ (تو نے اسے پیدا

(٣١٨١) تخريج: ......ضعيف، فيه ثلاث علل: (١) اضطراب وقع في اسناده، و(٢) جهالة بعض رواته و(٣) رواية بعضهم موقوفا على أبي هريرة أخرجه ابن ابي شيبة: ٣/ ٢٩٢، ١٠/ ٤١٠، والبيهقي: ٤/ ٤٢، والنسائي في "عمل اليوم والليلة": ١٠٧٦، والطبراني: ١١٨٢ (انظر: ٧٤٧٧)

شُفَعَاءَ فَاغْفِرْلَهَا .)) (مسند احمد: ۷٤۷۱)

کیا، تو نے اس کو رزق دیا، تو نے اسے اسلام کی طرف ہدایت دی، تو نے اس کی روح کو قبض کیا اور تو ہی اس کے ظاہر اور باطن کو جانتا ہے، ہم اس کے سفارشی بن کر آئے ہیں، پس تو اس کو بخش دے)۔''

(۳۱۸۲) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلّٰى عَلَى الْجَنَازَةِ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَ ذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيْمَانِ .)) (مسند احمد: ۸۷۹۵)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کی نماز جنازہ پڑھتے تو یہ دعا کرتے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَ ذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيْمَانِ۔ (اے اللہ! تو ہمارے زندوں اور فوت شدگان کو، حاضرین اور غائبین کو، چھوٹوں اور بڑوں کو اور ہمارے مردوں اور عورتوں کو بخش دے، اے اللہ! تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھنا چاہے، اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو فوت کرنا چاہے، اس کو ایمان پر فوت کر)۔''

(۳۱۸۳) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند احمد: ۱۷٦۸۸)

''سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے۔''

(۳۱۸٤) وَعَنْ أَبِي إِبْرَاهِيْمَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ ۔ (مسند احمد: ۱۷٦۸٤)

''ابو ابراہیم انصاری نے بھی اپنے باپ کے واسطے سے نبی کریم ﷺ سے اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے۔''

(۳۱۸۲) تخریج: ...... حدیث صحیح بطرقه و شواهده، وهذا اسناد ضعیف لضعف ایوب بن عتبة أخرجه ابوداود: ۳۲۰۱، والترمذی: ۱۰۲٤، وابن ماجه: ۱٤۹۸ (انظر: ۸۸۰۹)

(۳۱۸۳) تخریج: ...... رجال اسناد ثقات رجال الشیخین، لکن اختلف فیه علی یحیی بن ابی کثیر أخرجه الطبرانی فی "الدعاء": ۱۱۷۱، والنسائی فی "عمل الیوم واللیلة": ۱۰۸٦، والبیهقی: ٤/ ٤۱ (انظر: ۱۷٥٤٦)

(۳۱۸٤) تخریج: ...... صحیح لغیره، وهذا اسناد ضعیف، ابو ابراهیم وابوه لا یعرفان، وقد اختلف فیه علی یحیی بن ابی کثیر أخرجه الترمذی: ۱۰۲٤ (انظر: ۱۷٥٤۳)

(۳۱۸۵) عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ رضی اللہ عنہ أَنَّ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ، فَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ، أَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ، اَللّٰهُمَّ فَاغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ.)) (مسند احمد: ۱٦۱۱٤)

''سیّدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (ایک جنازے میں) یہ دعا کرتے سنا: اَللّٰهُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ، فَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ، أَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ، اَللّٰهُمَّ فَاغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ (اے اللہ! فلاں بن فلاں تیری حفاظت اور عہد وامان میں ہے، پس اسے قبر کے فتنے اور آگ کے عذاب سے بچا، تو وفا والا اور حق والا ہے، اے اللہ! پس اس کو بخش دے ور اس پر رحم فرما، پس بیشک تو بہت بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے)۔''

فوائد: ......مسند احمد کی روایت میں ''اَللّٰهُمَّ'' کی جگہ پر ''آلا'' کے الفاظ ہیں، اس سے مراد میت کے لیے دعا کرنا ہے۔

(۳۱۸٦) عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ (الأَشْجَعِيِّ الأَنْصَارِيِّ) رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى عَلٰى مَيِّتٍ فَفَهِمْتُ مِنْ صَلَاتِهِ عَلَيْهِ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ واعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَ وَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَنَجِّهِ مِنَ النَّارِ وَقِهِ عَذَابَ الْقَبْرِ.)) (مسند احمد: ۲٤٤۷٥)

''سیّدنا عوف بن مالک اشجعی انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک میت کی نماز جنازہ پڑھتے دیکھا، میں نے سمجھ لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا پڑھی: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ واعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَنَجِّهِ مِنَ النَّارِ وَقِهِ عَذَابَ الْقَبْرِ۔ (اے اللہ! اس کو بخش دے، اس پر رحم کر، اسے عافیت دے، اس کو معاف کر دے، اس کی قیام گاہ کو عزت والا بنا، اس کے داخل ہونے کی جگہ کو وسیع کر دے، اس کو پانی، برف اور اولوں

(۳۱۸٥) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ۳۲۰۲، وابن ماجه: ۱٤۹۹ (انظر: ۱٦۰۱۸)

(۳۱۸٦) تخريج: ......أخرجه مسلم: ۹٦۳ (انظر: ۲۳۹۷٥)

سے دھو دے، اس کو گناہوں سے یوں پاک کر دے، جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کیا، تو اس کے گھر کی بہ نسبت اچھا گھر، اہل کی بہ نسبت اچھے اہل اور بیوی کی بہ نسبت اچھی بیوی عطا فرما، اس کو جنت میں داخل کر دے اور اس کو آگ سے نجات عطا فرما اور قبر کے عذاب سے بچا لے)۔"

11..... بَابُ مَوْقِفِ الْمُصَلّٰی مِنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ إِذَا كَانَ إِمَامًا أَوْ مُنْفَرِدًا وَكَيْفَ يَفْعَلُ إِذَا اجْتَمَعَتْ أَنْوَاعٌ مِنَ الْجَنَائِزِ

اس امر کا بیان کہ امام یا منفرد آدمی مرد اور عورت کی نماز جنازہ پڑھاتے وقت کہاں کھڑا ہو اور جب متعدد جنازے ہوں تو کیا کیا جائے؟

(۳۱۸۷) عَنْ أَبِي غَالِبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ أُتِيَ بِجَنَازَةِ رَجُلٍ فَقَامَ عِنْدَ رَأْسِ السَّرِيرِ، ثُمَّ أُتِيَ بِجَنَازَةِ امْرَأَةٍ، فَقَامَ أَسْفَلَ مِنْ ذَالِكَ حِذَاءَ السَّرِيرِ، فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ لَهُ الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ: يَا أَبَا حَمْزَةَ! أَهٰكَذَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُومُ مِنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ نَحْوًا مِمَّا رَأَيْتُكَ فَعَلْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ فَقَالَ: اِحْفَظُوْا۔ (مسند احمد: ۱۲۲۰۴)

"ابو غالب کہتے ہیں کہ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس مرد کا جنازہ لایا گا، پس وہ چار پائی (یعنی میت) کے سر کے پاس کھڑے ہوئے، پھر جب عورت کا جنازہ لایا گیا تو وہ اس سے نیچے چار پائی کے برابر کھڑے ہوئے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو علاء بن زیاد نے ان سے کہا: اے ابوحمزہ! کیا رسول اللہ ﷺ بھی مرد اور عورت کے جنازہ میں اسی طرح کھڑے ہوا کرتے تھے، جس طرح میں نے آپ کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، پھر علاء بن زیاد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: یہ مسئلہ یاد کرلو۔"

فوائد: ......ابو داود کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: فَقَامَ عِنْدَ رَأْسِهِ۔ (اس کے سر کے برابر کھڑے ہوئے) "وہ اس سے نیچے چار پائی کے برابر کھڑے ہوئے۔" اس کی وضاحت بھی ابو داود کی روایت کے ان الفاظ سے ہوتی ہے: فَقَامَ عِنْدَ عَجِيزَتِهَا۔ (پس وہ اس کے سرین کے پاس کھڑے ہوئے)

(۳۱۸۸) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى عَلٰى أُمِّ فُلَانٍ (وَفِي رِوَايَةٍ:

"سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ام فلاں (یعنی سیدہ ام کعب رضی اللہ عنہا)، جو نفاس کی حالت

(۳۱۸۷) تخریج: ......اسنادہ صحیح۔ أخرجہ ابوداود: ۳۱۹۴، وابن ماجہ: ۱۴۹۴، والترمذی: ۱۰۳۴ (انظر: ۱۲۱۸۰)

(۳۱۸۸) تخریج: ......أخرجہ البخاری: ۳۳۲، ۱۳۳۱، ومسلم: ۹۶۴ (انظر: ۲۰۱۶۲)

أُمِّ كَعْبٍ) مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا فَقَامَ وَسْطَهَا۔ (مسند احمد: ٢٠٤٢٤)

میں فوت ہوئی تھیں، کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کے درمیان میں کھڑے ہوئے۔''

فوائد: ......ان روایات سے معلوم ہوا کہ امام کو مرد میت کے سر کے سامنے اور عورت میت کے سرین کے سامنے کھڑے ہونا چاہیے، امام شافعی اور امام احمد کی یہی رائے ہے، لیکن امام ابوحنیفہ کے ایک قول کے مطابق امام ہر میت کے سینے کے برابر کھڑا ہوگا، وہ مرد ہو یا عورت، لیکن ان روایات کی روشنی میں پہلا مسلک قوی ہے۔

(٣١٨٩) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَاتَ ابْنٌ لِأَبِي طَلْحَةَ فَصَلَّى عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَامَ أَبُوْ طَلْحَةَ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ وَ أُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَ أَبِي طَلْحَةَ كَأَنَّهُمْ عُرْفُ دِيْكٍ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ۔ (مسند احمد: ١٣٣٠٣)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا فوت ہوگیا اور نبی کریم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی، سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا، ان کے پیچھے کھڑی ہوگئیں، وہ مرغ کی کلغی کی طرح لگ رہے تھے، سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے اس بات کی وضاحت کی۔''

فوائد: ......مرغ کی کلغی سے مراد یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے پیچھے کھڑے تھے، جیسے مرغ کی کلغی پر ابھرے ہوئے لگا تار نشان ہوتے ہیں۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث شواہد کی بنا پر صحیح ہے، دیکھیں باب: ''نماز جنازہ میں نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے میت کے بارے میں رکھی جانے والی (بخشش کی) امید کا بیان''

12..... بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ
مسجد میں نماز جنازہ کا بیان

(٣١٩٠) عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: لَمَّا تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ وَأُتِيَ بِجَنَازَتِهِ أَمَرَتْ بِهِ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا أَنْ يُمَرَّ بِهِ عَلَيْهَا فَشُقَّ بِهِ فِي الْمَسْجِدِ، فَدَعَتْ لَهُ، فَأُنْكِرَ ذَالِكَ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ: مَا أَسْرَعَ النَّاسَ إِلَى الْقَوْلِ، مَا صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى ابْنِ بَيْضَاءَ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ۔ (مسند احمد: ٢٥٠٠٣)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا اور ان کی میت کو (قبرستان کی طرف) لے جایا جا رہا تھا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکم دیا کہ ان کی میت کو ان کے پاس سے گزارا جائے، پس اس میت کو مسجد کے وسط میں رکھا گیا اور انھوں نے اس کے لیے دعا کی، لیکن جب لوگوں نے اس طرح کرنے پر انکار کیا تو سیدہ رضی اللہ عنہا نے کہا: لوگ عیب نکالنے میں کس قدر جلدی کرتے ہیں، حقیقت حال تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے بیٹے کی نماز جنازہ

(٣١٨٩) تخريج: ......اسناده ضعيف لجهالة أم يحيى (انظر: ١٣٢٧٠)

(٣١٩٠) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه مسلم: ٩٧٣ (انظر: ٢٤٤٩٨)

مسجد میں ہی پڑھی تھی۔‘‘

(۳۱۹۱)(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا أَرْسَلَتْ هِيَ وَأَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ إِلٰى أَهْلِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ أَنْ مُرُّوْا بِهِ عَلَيْنَا فِي الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى عَلَيْهِ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ فَأَنْكَرَ ذَالِكَ النَّاسُ، فَذُكِرَ ذَالِكَ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، فَقَالَتْ: أَلَا تَعْجَبُوْنَ مِنَ النَّاسِ حِيْنَ يُنْكِرُوْنَ هٰذَا؟ فَوَاللّٰهِ مَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى سَهْلِ بْنِ بَيْضَاءَ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ۔ (مسند احمد: ۲۵۸۷۱)

’’(دوسری سند) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے اور آپ ﷺ کی دوسری بیویوں نے سیّدنا سعد بن ابووقاص رضی اللہ عنہ کے لواحقین کی طرف طرف پیغام بھیجا کہ وہ اس میت کو ہمارے ہاں مسجد میں لے کر آئیں، پس امہات المومنین نے ان کی نماز جنازہ پڑھی، لوگوں نے اس صورت پر انکار کیا، جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس بات کا علم ہوا تو انھوں نے کہا: کیا تم کو ان لوگوں پر تعجب نہیں ہوتا جو اس صورت پر انکار کرتے ہیں؟ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا سہل بن بیضاء کی نماز جنازہ مسجد میں ہی پڑھی تھی۔‘‘

فوائد: ......صحیح مسلم کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: وَاللّٰهِ! لَقَدْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى ابْنَيْ بَيْضَاءَ فِي الْمَسْجِدِ۔ یعنی: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے دونوں بیٹوں کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی تھی۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ مسجد میں میت رکھنا اور اس کی نماز جنازہ ادا کرنا درست ہے، امام شافعی اور امام احمد کا یہی مسلک ہے، لیکن امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنا مکروہ ہے، کیونکہ ان کے نزدیک میت نجس اور پلید ہوتی ہے، لیکن مذکورہ بالا حدیث سے اس رائے کا ردّ ہوتا ہے، اسی طرح میت کو پلید قرار دینے کی رائے بھی درست نہیں ہے۔

(۳۱۹۲)عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَيْسَ لَهُ شَيْءٌ.)) (مسند احمد: ۹۷۲۸)

’’لیکن یہ روایت صحیح ہے، کیونکہ اس صالح سے ابن ابی ذئب کا سماع اس کے اختلاط سے پہلے کا تھا، جیسا کہ شیخ البانی نے وضاحت کی ہے، ملاحظہ ہو: (صحیحہ: ۲۳۵۱۔ أخرجہ ابوداود: ۳۱۹۱، وابن ماجہ: ۱۵۱۷)(انظر: ۹۷۳۰)۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی، اس کے لیے کوئی ثواب نہیں ہے۔‘‘

(۳۱۹۱)تخریج: ......انظر الحدیث بالطریق الاول

(۳۱۹۲)تخریج: ......اسنادہ ضعیف، صالح مولی التوأمة کان قد اختلط

فوائد: ......اگر اس روایت کے لفظ "لَہٗ" میں "لام"کو "عَلٰی" کے معنی میں لیا جائے تو اس روایت کا معنی یہ ہو گا: "جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی، اس پر کوئی گناہ نہیں۔" جبکہ سنن ابوداود کے الفاظ بھی "فَلَا شَیْءَ عَلَیْہِ" کے ہیں اور قرآن وحدیث نصوص میں "لام"کو "عَلٰی" کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا﴾ یعنی "فَعَلَیْهَا" اگر اس حدیث کا یہ معنی کیا جائے تو اس کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی سابقہ روایات سے کوئی تعارض نہیں رہے گا، لیکن اس کا معنی "اس کے لیے کوئی ثواب نہیں ہے" ہی کیا جائے تو پھر تعارض پیدا ہو جائے گا۔

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ان دو احادیث میں جمع وتطبیق کی سب سے بہترین صورت یہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث جواز پر دلالت کرتی ہے اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جواز کی نفی نہیں کرتی، بلکہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کی وجہ سے مخصوص اجر وثواب کی نفی کر رہی ہے۔

ابو الحسن سندھی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں ادا کی گئی نمازِ جنازہ کے اجر وثواب (میں) مسجد کی وجہ سے (اضافہ نہیں ہوتا)، جیسا کہ فرضی نمازوں کا مسئلہ ہے۔ اصل نمازِ جنازہ کا اجر محفوظ رہتا ہے۔ ہاں یہ جو وہم پیدا ہوتا ہے کہ مسجد کی وجہ سے (مزید) اجر وثواب ملے گا، اس حدیث میں اس کی نفی کی گئی ہے۔ اس حدیث سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنا درست ہے، لیکن مسجد میں ادائیگی کی وجہ سے اس کی کوئی فضیلت نہیں ہے۔ دونوں احادیث میں جمع وتطبیق کی صورت پیدا کرنے کے لیے یہی احتمال بیان کرنا درست ہے۔ اس لیے مسجد میں نمازِ جنازہ کو مکروہ سمجھنا مشکل ہے، البتہ اتنا کہنا درست ہے کہ یہ نماز مسجد کے علاوہ کسی اور مقام پر پڑھنا افضل ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کثرت سے یہی طریقہ اختیار کیا ہے اور ایک دو بار ہی مسجد میں نماز ادا کی ہے۔ واللہ اعلم۔

میں (البانی) کہتا ہوں: اس جمع وتطبیق سے واضح ہوتا ہے کہ مسجد میں نمازِ جنازہ ادا کرنا جائز ہے، البتہ مسجد سے باہر کسی مقام میں ادا کرنا افضل ہے، خواہش پرستی اور مذہبی تعصب سے محفوظ آدمی کی یہی رائے ہو گی، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غالب عمل یہی تھا، جیسا کہ میں نے (احکام الجنائز: ص ۱۰۶۔ ۱۰۷) میں وضاحت کی ہے۔ (صحیحہ: ۲۳۵۱)

حَمْلُ الْجَنَازَةِ وَالسَّيْرِ بِهَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِذَالِكَ

جنازہ کو اٹھانے، اس کو لے چلنے اور اس سے متعلقہ دیگر امور کا بیان

حَمْلُ الْجَنَازَةِ وَالْإِسْرَاعُ بِهَا مِنْ غَيْرِ رَمَلٍ

جنازہ کو اٹھانے اور دوڑے بغیر تیزی سے لے کر جانے کا بیان

(۳۱۹۳) عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدِ نِ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ((إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ، وَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى

"سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب میت کو چار پائی پر رکھ دیا جاتا ہے اور مرد اسے کندھوں پر اٹھا لیتے ہے، اگر وہ میت نیک ہو تو کہتی ہے: مجھے

(۳۱۹۳) تخريج: ......أخرجه البخاري: ۱۳۱۴، ۱۳۱٦ (انظر: ۱۱۳۷۲)

أَعْنَاقِهِمْ، فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِي، وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا، أَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهَا الْإِنْسَانُ لَصَعِقَ.)) (مسند احمد: ۱۱۳۹۲)

آگے لے چلو اور اگر وہ نیک نہ ہو تو کہتی ہے: ہائے! تم مجھے کدھر لے کر جا رہے ہو۔ انسان کے علاوہ ہر مخلوق اس کی آواز کو سنتی ہے اور اگر انسان اسے سن لے تو وہ بے ہوش ہو جائے۔''

فوائد: ......اس حدیث کے معنی و مفہوم کو بلا تاویل تسلیم کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ اس میت میں شعور پیدا کر کے اس کو بولنے کی قوت عطا کرتا ہے، جبکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(۳۱۹۴) عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ جَنَازَةَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ رضی اللہ عنہا بِسَرِفَ، قَالَ: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ: هٰذِهِ مَيْمُوْنَةُ، إِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوْهَا وَلَا تُزَلْزِلُوْهَا۔ (مسند احمد: ۲۰۴٤)

''عطاء کہتے ہیں: ہم سرف کے مقام پر سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ زوجۂ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازے میں شریک تھے، انھوں نے کہا: یہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ہیں، جب تم ان کی میت کو اٹھاؤ تو اسے شدت اور سختی کے ساتھ حرکت نہ دو۔''

فوائد: ......جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمرۂ قضا ادا کر کے مکہ سے واپس لوٹ رہے تھے تو اسی مقام پر سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ میت کی کرامت کا لحاظ کرتے ہوئے اس کے ساتھ نرمی کی جائے۔

(۳۱۹۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْنَا نَبِيَّنَا صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ السَّيْرِ بِالْجَنَازَةِ، فَقَالَ: اَلسَّيْرُ مَا دُوْنَ الْخَبَبِ، فَإِنْ يَكُ خَيْرًا يُعَجَّلْ إِلَيْهِ أَوْ تُعَجَّلْ إِلَيْهِ، وَإِنْ يَكُ سِوَى ذَاكَ فَبُعْدًا لِأَهْلِ النَّارِ، الْجَنَازَةُ مَتْبُوْعَةٌ وَلَا تَتْبَعُ، لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَقَدَّمَهَا۔ (مسند احمد: ۳۹۳۹)

''سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنازہ کو لے کر جانے کی کیفیت کے بارے میں سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے لے کر تیزی سے چلا جائے، لیکن دوڑا نہ جائے، اگر وہ میت نیک ہوا تو وہ بھلائی کی طرف جلدی پہنچے گا اور اگر نیک نہ ہوا تو آگ والوں کے لیے ہلاکت ہے، جنازے کے پیچھے پیچھے چلا جائے، اس کو پیچھے نہ لگایا جائے، جو جنازے کے آگے چلے گا وہ ہم میں سے نہیں ہوگا۔''

(۳۱۹٤) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٥٠٦٧، ومسلم: ١٤٦٥ (انظر: ٢٠٤٤، ٣٢٥٩)

(۳۱۹٥) تخريج: ......اسناده ضعيف لجهالة أبي ماجد الحنفي، ويحيى بن عبد الله بن الحارث التيمي ضعفه ابن معين وأبوحاتم والنسائي، وقال احمد: ليس به بأس، وقال العجلي: يكتب حديثه وليس بالقوي، ووثقه الترمذي۔ أخرجه ابوداود: ٣١٨٤، والترمذي: ١٠١١، وابن ماجه: ١٤٨٤ (انظر: ٣٥٨٥، ٣٩٣٩)

فوائد: ...... پیدل چلنے والے لوگ جنازے کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے چل سکتے ہیں، آگے اس مسئلہ کی وضاحت آ رہی ہے۔

(۳۱۹۶) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مِهْرَانَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ حِيْنَ حَضَرَهُ الْمَوْتُ: لَا تَضْرِبُوْا عَلَيَّ فُسْطَاطًا، وَلَا تَتْبَعُوْنِي بِمِجْمَرٍ، وَأَسْرِعُوْا بِي، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا وُضِعَ الرَّجُلُ الصَّالِحُ عَلٰى سَرِيْرِهِ قَالَ قَدِّمُوْنِي قَدِّمُوْنِي، وَإِذَا وُضِعَ الرَّجُلُ السُّوْءُ عَلٰى سَرِيْرِهِ قَالَ يَا وَيْلَهُ أَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِي.)) (مسند احمد: ۷۹۰۱)

''عبدالرحمن بن مہران کہتے ہیں: جب سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے کہا: ''مجھ پر کوئی خیمہ نصب نہ کرنا اور میرے جنازے کے ساتھ دھونی دان لے کر نہ جانا اور میرے بارے میں جلدی کرنا، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جب نیک آدمی کو چار پائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے: مجھے جلد لے چلو، مجھے جلد لے چلو، لیکن جب گنہگار بندے کو چار پائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے: ہائے! تم مجھے کدھر لے جا رہے ہو۔''

فوائد: ...... ''مجھ پر کوئی خیمہ نصب نہ کرنا'' اس کا معنی یہ ہے کہ کوئی ایسا خیمہ نہ لگانا، جس میں لوگ تعزیت کے لیے جمع ہو کر بیٹھ جائیں۔

(۳۱۹۷) عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَا أَعْلَمُ إِلَّا رَفَعَ الْحَدِيْثَ، قَالَ: ((أَسْرِعُوْا بِجَنَائِزِكُمْ، فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً عَجَّلْتُمُوْهَا إِلَى الْخَيْرِ، وَإِنْ كَانَتْ طَالِحَةً اِسْتَرَحْتُمْ مِنْهَا وَوَضَعْتُمُوْهَا عَنْ رِقَابِكُمْ)) (مسند احمد: ۷۷۵۹)

''ابن المسیب کہتے ہیں کہ سیّدنا ابو ہریرہ ﷺ نے کہا، راوی کہتا ہے: میرا خیال ہے کہ انھوں نے مرفوعا ہی بیان کیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے جنازوں کے سلسلے میں جلدی کیا کرو، اگر وہ نیک ہوں تو تم انہیں خیر کی طرف جلد لے جاؤ گے اور اگر وہ برے ہوں گے تو تم (جلدی) راحت پا لو گے اور ان کو اپنے کندھوں سے اتار دو گے۔''

(۳۱۹۸) عَنْ عُيَيْنَةَ ثَنَا أَبِي قَالَ: خَرَجْتُ فِي جَنَازَةِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: فَجَعَلَ رِجَالٌ مِنْ أَهْلِهِ يَسْتَقْبِلُوْنَ الْجَنَازَةَ

''عیینہ کے والد عبدالرحمن بن جوشن کہتے ہیں: میں عبدالرحمن بن سمرہ کے جنازہ کے ساتھ نکلا اور دیکھا کہ ان کے گھرانے کے بعض لوگ اس جنازے آگے آگے الٹے پاؤں چلتے ہوئے

(۳۱۹۶) تخريج: ...... صحيح لغيره۔ أخرجه النسائي: ٤/ ٤٠، والطيالسي: ٢٣٣٦، والبيهقي: ٤/ ٢١، وأخرجه البخاري عن أبي سعيد الخدري: ١٣١٤، ١٣١٦ (انظر: ٧٩١٤)

(۳۱۹۷) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ١٣١٥، ومسلم: ٩٤٤ (انظر: ٧٢٦٧، ٧٧٧٢)

(۳۱۹۸) تخريج: ...... اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٣١٨٢، ٣١٨٣، والنسائي: ٤/ ٤٢ (انظر: ٢٠٤٠٠)

فَيَمْشُوْنَ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ، وَيَقُوْلُوْنَ رُوَيْدًا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكُمْ، قَالَ: فَلَحِقَنَا أَبُوْبَكْرَةَ رضی اللہ عنہ مِنْ طَرِيْقِ الْمِرْبَدِ فَلَمَّا رَاٰى أُولٰئِكَ وَمَا يَصْنَعُوْنَ حَمَلَ عَلَيْهِمْ بِبَغْلَتِهِ، وَأَهْوٰى لَهُمْ بِالسَّوْطِ وَقَالَ: خَلُّوْا، فَوَالَّذِي كَرَّمَ وَجْهَ أَبِي قَاسِمٍ ﷺ لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَإِنَّا لَنَكَادُ أَنْ نَرْمُلَ بِهَا۔ (مسند احمد: ٢٠٦٧١)

یہ کہہ رہے ہیں: (لوگو!) اللہ تم میں برکت کرے، آرام سے چلو۔ اسی اثنا میں سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ مربد والے راستے سے ہمیں آ ملے، جب ان لوگوں کو یہ کام کرتے دیکھا تو خچر ان پر چڑھا دیا اور اپنی لاٹھی ان پر لہرائی اور کہا: ہٹ جاؤ۔ اس ذات کی قسم جس نے ابو القاسم ﷺ کے چہرے کو عزت بخشی! میں نے اس سلسلہ میں لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دیکھا، قریب ہوتا تھا کہ ہم دوڑ ہی پڑیں۔''

فوائد: ......معلوم ہوا کہ جنازے کو لے کر جلدی جلدی چلنا چاہیے، ہمارے ہاں یہی طریقہ رائج ہے۔

(٣١٩٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا تَبِعَ جَنَازَةً، قَالَ: ((انْبَسِطُوْا بِهَا وَلَا تَدِبُّوا دَبِيْبَ الْيَهُوْدِ بِجَنَائِزِهَا.)) (مسند احمد: ٨٧٤٥)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی جنازہ کے ساتھ جاتے تو فرماتے: ''اسے لے کر جلدی جلدی چلو اور یہودیوں کی طرح جنازہ لے کر آہستہ آہستہ نہ چلو۔''

(٣٢٠٠) عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ (أَبِي مُوْسَى الأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ) قَالَ: إِنَّ أُنَاسًا مَرُّوا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِجَنَازَةٍ يُسْرِعُوْنَ بِهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِتَكُنْ عَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ.)) (مسند احمد: ١٩٨٤١)

''سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ کو لے کر بڑی تیزی کے ساتھ گزرے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم پر سکینت ہونی چاہیے۔''

(٣٢٠١) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ قَالَ: مَرَّتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جَنَازَةٌ تُمْخَضُ مَخْضَ الزِّقِّ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((عَلَيْكُمُ الْقَصْدَ)) (مسند احمد: ١٩٨٧٣)

''(دوسری سند) سیّدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا، مشکیزے کی طرح ہل رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میانہ روی اختیار کرو۔''

فوائد: ......جنازہ اٹھانا مسلمانوں کا ایک دوسرے کے ساتھ تعاون ہے، لیکن اس تعاون کی شکل یہ نہیں ہونی

(٣١٩٩) تخريج: ......اسناده ضعيف جدا، عبد الحكيم قائد سعيد بن أبي عروبة متروك (انظر: ٨٧٦٠)

(٣٢٠٠) تخريج: ......اسناده ضعيف لضعف ليث بن ابى سليم أخرجه ابن ماجه: ١٤٧٩ (انظر: ١٩٦١٢)

(٣٢٠١) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

چاہیے کہ زندہ لوگوں کو دھکے لگنا اور تکلیف پہنچنا شروع ہو جائے، اسی طرح بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ اگر وہ کندھا نہ دے سکیں تو دور سے چارپائی کو ایک دو انگلیوں کے ساتھ سہارا دینے کی کوشش کرتے ہیں، یہ سب تکلف کی صورتیں ہیں۔
جنازہ اٹھانے کی درج ذیل مخصوص حدیث ضعیف ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ حَمَلَ جَنَازَةً اَرْبَعِيْنَ خُطْوَةً كَفَّرَتْ عَنْهُ اَرْبَعِيْنَ كَبِيْرَةً .)) یعنی: ''جس نے چالیس قدم جنازے کو اٹھایا، یہ عمل اس کے چالیس کبیرہ گناہوں کا کفارہ بنے گا۔'' (البحر الرائق: ۲/ ۲۰۷) لیکن یہ حدیث ضعیف ہے، کیونکہ اس کی سند میں علی بن ابی سارہ ضعیف راوی ہے۔

اَلْمَشْيُ اَمَامَ الْجَنَازَةِ وَخَلْفَهَا وَمَا جَاءَ فِيُ الرُّكُوْبِ مَعَهَا
جنازہ کے آگے پیچھے چلنے اور سوار ہو کر جانے کا بیان

(۳۲۰۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ ثَنَا الْهَجَرِيُّ قَالَ: خَرَجْتُ فِي جَنَازَةِ بِنْتِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ عَلٰى بَغْلَةٍ لَهُ حَوَّاءَ يَعْنِي سَوْدَاءَ، قَالَ فَجَعَلَ النِّسَاءُ يَقُلْنَ لِقَائِدِهِ: قَدِّمْهُ أَمَامَ الْجَنَازَةِ فَفَعَلَ، قَالَ: فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ لَهُ: أَيْنَ الْجَنَازَةُ؟ قَالَ: قَالَ: خَلْفَكَ، قَالَ: قَالَ: فَفَعَلَ ذَالِكَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: أَلَمْ أَنْهَكَ أَنْ تُقَدِّمَنِي أَمَامَ الْجَنَازَةِ، قَالَ: سَمِعَ امْرَأَةً تَلْتَدِمُ وَقَالَ مَرَّةً تَرْثِي (وَفِي رِوَايَةٍ فَجَعَلَ النِّسَاءُ يَبْكِيْنَ) فَقَالَ: مَهْ، أَلَمْ أَنْهَكُنَّ عَنْ هٰذَا؟ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَنْهٰى عَنِ الْمَرَاثِي لِتُفِضْ إِحْدَاكُنَّ مِنْ عَبْرَتِهَا مَا شَاءَتْ۔ فَلَمَّا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ تَقَدَّمَ فَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ، ثُمَّ قَامَ

''ابو اسحاق ابراہیم بن مسلم ہجری کہتے ہیں: میں سیّدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کے جنازہ میں شریک ہوا، وہ خود اپنے سیاہ رنگ کے خچر پر سوار تھے، عورتوں نے ان کے کوچوان سے کہا: ان کو جنازہ سے آگے لے چلو، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اتنے میں سیّدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: جنازہ کہاں ہے؟ کوچوان نے بتایا کہ وہ تو پیچھے ہے، انہوں نے ایک دو مرتبہ یہ سوال کر کے کہا: کیا میں نے تجھے اس سے منع نہیں کیا تھا کہ تو مجھے جنازے سے آگے لے آئے۔ اتنے میں انھوں نے ایک عورت کو چہرہ پیٹتے ہوئے سنا، ایک روایت میں مرثیہ پڑھنے اور ایک روایت میں رونے کا ذکر ہے، بہرحال انھوں نے کہا: چپ ہو جاؤ، کیا میں نے تمہیں اس کام سے روکا نہیں تھا؟ بے شک رسول اللہ ﷺ نے مرثیوں سے منع کیا ہے، ہاں تم جس قدر چاہو آنسو بہا سکتی ہو، پھر جب جنازہ رکھ دیا گیا تو وہ آگے بڑھے اور چار تکبیرات کہیں، اس کے بعد کچھ دیر خاموش کھڑے رہے، کچھ لوگوں

(۳۲۰۲) تخريج: ......النهى عن لحوم الحمر الأهلية منه صحيح وهذا اسناد ضعيف لضعف على بن بن عاصم والواسطى أخرج عبد الرزاق: ۸۷۲۲، والطحاوى فى "شرح معانى الآثار": ٤/ ۲۰۵ النهى عن لحوم الحمر الاهلية۔ (انظر: ۱۹٤۱۷)

هُنَيَّةً فَسَبَّحَ بِهِ بَعْضُ الْقَوْمِ فَانْفَتَلَ فَقَالَ: أَكُنْتُمْ تَرَوْنَ أَنِّي أُكَبِّرُ الْخَامِسَةَ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ إِذَا كَبَّرَ الرَّابِعَةَ قَامَ هُنَيَّةً فَلَمَّا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ جَلَسَ وَجَلَسْنَا فَسُئِلَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَقَالَ: تَلَقَّانَا يَوْمَ خَيْبَرَ حُمُرٌ أَهْلِيَّةٌ خَارِجًا مِنَ الْقَرْيَةِ فَوَقَعَ النَّاسُ فِيْهَا فَذَبَحُوْهَا فَإِنَّ الْقُدُوْرَ لَتَغْلِي بِبَعْضِهَا إِذْ نَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: اَهْرِيْقُوْهَا، قَالَ فَأَهْرَقْنَاهَا، وَرَأَيْتُ عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي اَوْفٰى مِطْرَفًا مِنْ خَزٍّ۔ (مسند احمد: ۱۹۶۳۷)

نے ''سجان اللہ'' کہہ کر لقمہ دیا، نماز سے فارغ ہو کر انہوں نے کہا: کیا تمہارا خیال یہ تھا کہ میں پانچویں تکبیر کہوں گا؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ انہوں نے کہا: بے شک رسول اللہ ﷺ جب چوتھی تکبیر کہتے تو اسی طرح تھوڑی دیر ٹھہر جاتے تھے۔ پھر جب جنازہ رکھ دیا گیا تو وہ بیٹھ گئے اور ہم بھی ان کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ اس وقت ان سے پالتو گدھوں کے متعلق دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا: ''خیبر کے موقع پر ہم نے بستی سے باہر کچھ گدھے پائے اور ان کو ذبح کر دیا، ابھی ہنڈیوں میں کچھ گوشت ابلنے ہی لگا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا: ان کو بہا دو، پس ہم نے ان کو بہا دیا۔ اس دن میں نے سیّدنا عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ پر ایک اونی چادر دیکھی جس کے کناروں پر ریشم کی کڑھائی تھی۔''

(۳۲۰۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ مَعَ جَنَازَةِ ثَابِتِ بْنِ الدَّحْدَاحَةِ عَلٰى فَرَسٍ أَغَرَّ مُحَجَّلٍ، تَحْتَهُ لَيْسَ عَلَيْهِ سَرْجٌ، مَعَهُ النَّاسُ وَهُمْ حَوْلَهُ قَالَ: فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ حَتّٰى فَرَغَ مِنْهُ، ثُمَّ قَامَ فَقَعَدَ عَلٰى فَرَسِهِ، ثُمَّ انْطَلَقَ يَسِيْرُ حَوْلَهُ الرِّجَالُ۔ (مسند احمد: ۲۱۱۲۵)

''سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ سیّدنا ثابت بن دحداحہ رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں تشریف لے گئے، آپ ﷺ ایک گھوڑے پر سوار تھے، اس کا منہ اور چاروں پاؤں سفید تھے، آپ ﷺ کے نیچے کوئی زین وغیرہ بھی نہیں تھی، لوگ آپ ﷺ کے ارد گرد چل رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے اتر کر نماز جنازہ پڑھائی اور بیٹھے رہے یہاں تک کہ تدفین سے فارغ ہو گئے، اس کے بعد آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور گھوڑا پر سوار ہو کر چلنے لگے، جبکہ لوگ آپ ﷺ کے ارد گرد چل رہے تھے۔''

فوائد: ......صحیح مسلم اور مسند احمد کی دوسری روایات کے مطابق آپ ﷺ سیّدنا ثابت بن دحداحہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد گھوڑے پر سوار ہوئے، لیکن اس روایت میں ہے کہ آپ ﷺ جاتے وقت بھی سوار ہو کر گئے تھے، لیکن یہ روایت ضعیف ہے، جبکہ درج ذیل روایت سے بھی جاتے وقت پیدل چلنا ہی ثابت ہوتا ہے:

(۳۲۰۳) تخريج: ......هذا الحديث باطل بهذا السياق لان عمر بن موسى كان يضع الحديث و أخرجه مسلم: ۹۶۵ بلفظ قريب منه (انظر: ۲۰۸۳٤، ۲۰۹٤٤)

سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک سواری لائی گئی، جبکہ آپ ﷺ کے ایک جنازے کے ساتھ تھے، لیکن آپ ﷺ نے سوار ہونے سے انکار کر دیا، لیکن جب آپ ﷺ واپس پلٹے تو سواری لانے پر اس پر سوار ہو گئے، جب آپ ﷺ سے اس فرق کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ الْمَلَائِکَةَ کَانَتْ تَمْشِیْ فَلَمْ اَکُنْ لِاَرْکَبَ وَهُمْ یَمْشُوْنَ، فَلَمَّا ذَهَبُوْا رَکِبْتُ.)) یعنی: ''(آتے وقت) فرشتے چل رہے تھے، اس لیے یہ مناسب نہیں تھا کہ میں سوار ہو جاؤں اور وہ چل رہے ہوں، اب جب وہ چلے گئے ہیں تو میں سوار ہو گیا ہوں۔'' (ابوداود: ۳۱۷۷)

(۳۲۰٤)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِی جَنَازَةِ أَبِی الدَّحْدَاحِ وَهُوَ عَلٰی فَرَسٍ یَتَوَقَّصُ، وَنَحْنُ نَسْعَی حَوْلَهُ۔ (مسند احمد: ۲۱۲٤۲)

''(دوسری سند) سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سیّدنا ابودحداح رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں شریک تھے، جبکہ آپ ﷺ ایک گھوڑے پر سوار تھے، جو اچھلتا ہوا جا رہا تھا اور ہم آپ ﷺ کے اردگرد دوڑ رہے تھے۔''

(۳۲۰۵) عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلرَّاكِبُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِیْ حَیْثُ شَاءَ مِنْهَا، وَالطِّفْلُ یُصَلّٰی عَلَیْهِ)) (مسند احمد: ۱۸۳۹٤)

''سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوار جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل آدمی جہاں مرضی چلے اور بچے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔''

(۳۲۰٦)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اَلرَّاكِبُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِیْ أَمَامَهَا قَرِیْبًا عَنْ یَمِیْنِهَا أَوْ عَنْ یَسَارِهَا، وَالسِّقْطُ یُصَلّٰی عَلَیْهِ وَیُدْعٰی لِوَالِدَیْهِ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ.)) (مسند احمد: ۱۸۳۵۸)

''(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سوار جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل آدمی اس کے سامنے اور دائیں بائیں قریب قریب چل سکتا ہے اور نامکمل مردہ پیدا ہو جانے والے بچے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور اس کے والدین کے لیے بخشش اور رحمت کی دعا کی جائے گی۔''

(۳۲۰۷) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما كَانَ یَمْشِیْ بَیْنَ

''سالم بن عبداللہ بن عمر کہتے ہیں: سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جنازے کے آگے آگے چلتے تھے اور رسول اللہ ﷺ

(۳۲۰٤)تخریج: ......انظر الحدیث بالطریق الاول

(۳۲۰۵) تخریج: ......حدیث صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۱٤۸۱، ۱۵۰۷ (انظر: ۱۸۲۰۷)

(۳۲۰٦)تخریج: ......حدیث صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۳۱۸۰ وانظر الحدیث بالطریق الاول (انظر: ۱۸۱۸۱)

(۳۲۰۷) تخریج: ......رجاله ثقات رجال الشیخین أخرجه ابوداود: ۳۱۷۹، والترمذی: ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، والنسائی: ٤/ ۵٦، وابن ماجه: ۱٤۸۲ (انظر: ٤۵۳۹، ٦۲۵۳)

يَدَى الْجَنَازَةِ، وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَمْشِي بَيْنَ يَدَيْهَا وَ أَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہم ۔ (مسند احمد: ۶۲۵۳)

اور سیّدنا ابوبکر، سیّدنا عمر اور سیّدنا عثمان ‌رضی ‌اللہ ‌عنہم بھی جنازے کے آگے آگے چلتے تھے۔''

(۳۲۰۸)(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہما أَنَّهُ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَ عُمَرَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہما يَمْشُوْنَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ۔ (مسند احمد: ۴۵۳۹)

''(دوسری سند) سیّدنا عبد اللہ بن عمر ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم ، سیّدنا ابوبکر اور سیّدنا عمر ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کو جنازے کے آگے آگے چلتے ہوئے دیکھا۔''

(۳۲۰۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ حُرَيْثٍ عَادَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہما فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: أَتَعُوْدُ الْحَسَنَ وَفِي نَفْسِكَ مَا فِيْهَا؟ فَقَالَ لَهُ عَمْرٌو: إِنَّكَ لَسْتَ بِرَبِّي فَتَصْرِفَ قَلْبِي حَيْثُ شِئْتَ۔ قَالَ عَلِيٌّ: أَمَا إِنَّ ذَالِكَ لا يَمْنَعُنَا أَنْ نُؤَدِّيَ إِلَيْكَ النَّصِيْحَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ عَادَ أَخَاهُ إِلَّا ابْتَعَثَ اللّٰهُ لَهُ سَبْعِيْنَ أَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ، مِنْ أَيِّ سَاعَاتِ النَّهَارِ كَانَ حَتّٰى يُمْسِيَ، وَمِنْ أَيِّ سَاعَاتِ اللَّيْلِ كَانَ حَتّٰى يُصْبِحَ۔)) قَالَ لَهُ عَمْرٌو: كَيْفَ تَقُوْلُ فِي الْمَشْيِ مَعَ الْجَنَازَةِ بَيْنَ يَدَيْهَا أَوْ خَلْفَهَا فَقَالَ عَلِيٌّ: إِنَّ فَضْلَ الْمَشْيِ مِنْ خَلْفِهَا عَلٰى بَيْنِ يَدَيْهَا كَفَضْلِ صَلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ فِي جَمَاعَةٍ عَلَى الْوَحْدَةِ۔ قَالَ عَمْرٌو: فَإِنِّي رَأَيْتُ أَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہما يَمْشِيَانِ أَمَامَ الْجَنَازَةِ۔ قَالَ عَلِيٌّ: إِنَّهُمَا إِنَّمَا

''عبداللہ بن یسار کہتے ہیں: سیّدنا عمرو بن حدیث ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ، سیّدنا حسن بن علی ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کی عیادت کے لیے گئے، سیّدنا علی ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ نے ان سے کہا: آپ حسن کی عیادت کے لیے آئے ہیں، جب کہ آپ کے دل میں ان کے خلاف جذبات ہیں۔ یہ سن کر سیّدنا عمرو ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ نے کہا: آپ میرے رب نہیں کہ میرے دل کو جدھر چاہیں پھیر سکیں۔ سیّدنا علی ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ نے کہا: بہرحال یہ چیز آپ کو نصیحت کی بات کہنے سے مانع نہیں بن سکتی، میں نے رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جو مسلمان بھی اپنے کسی بھائی کی تیمارداری کے لیے جائے تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتوں کو اس کے لیے رحمت کی دعا کرنے کے لیے بھیجتا ہے، اگر یہ عمل دن کے کسی وقت میں ہو تو یہ فرشتے شام تک اور اگر رات کو ہو تو صبح تک دعا کرتے رہتے ہیں۔'' پھر سیّدنا عمرو ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ نے پوچھا: جنازہ کے آگے یا پیچھے چلنے کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں، سیّدنا علی ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ نے کہا: جنازہ کے پیچھے چلنے والے کو آگے چلنے والے پر اس طرح فوقیت حاصل ہے، جیسے باجماعت نماز پڑھنے والے کو اکیلے پڑھنے والے پر ہے۔ یہ سن کر سیّدنا عمرو ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ نے کہا: میں نے تو سیّدنا ابوبکر اور

(۳۲۰۸) تخريج: ...... انظر الحديث بالطريق الاول

(۳۲۰۹) تخريج: ...... حسن لغيره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة عبد الله بن يسار أخرجه ابوداود: ۳۰۹۹، وابن ماجه: ۱۴۴۲ دون ذكر فضل المشى (انظر: ۶۱۲، ۷۵۴)

كَرِهَا أَنْ يُخْرِجَا النَّاسَ۔ (مسند احمد: ٧٥٤)

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما کو جنازہ کے آگے چلتے دیکھا ہے۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: چونکہ انہوں نے (ایک جہت میں ہی رہ کر) لوگوں کو مشقت میں ڈالنا اچھا نہ سمجھا، (اس لیے ایسے کیا تھا)۔"

(٣٢١٠) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ (بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ) قَالَ: سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمَسِيْرِ بِالْجَنَازَةِ فَقَالَ: ((مَتْبُوْعَةٌ وَلَيْسَتْ بِتَابِعَةٍ.)) (مسند احمد: ٣٥٨٥)

"سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے جنازہ کے ساتھ چلنے کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جنازے کے پیچھے رہا جائے، اس کو اپنے پیچھے نہ کیا جائے۔"

(٣٢١١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَتْبَعُ الْجَنَازَةَ صَوْتٌ وَلَا نَارٌ وَلَا يُمْشٰى بَيْنَ يَدَيْهَا.)) (مسند احمد: ١٠٨٤٣)

"سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نہ آواز اور آگ کو جنازے کے پیچھے لگایا جائے اور نہ اس کے آگے چلا جائے۔"

فوائد: ......اس باب کی احادیثِ مبارکہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جنازے کے ساتھ پیدل جانا چاہیے، بہر حال سوار ہو کر جانا بھی جائز ہے، جنازے کے ساتھ والے پیدل لوگ جنازے کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں کہیں بھی چل سکتے ہیں، افضل یہی ہے کہ پیچھے چلا جائے، کیونکہ عام احادیث کا بھی یہی تقاضا ہے اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا قول بھی بڑا واضح ہے، سوار لوگوں کو پیچھے ہی رہنا چاہیے، واپسی پر بلا کراہت سوار ہونا جائز ہے۔

اَلنَّهْيُ عَنْ اِتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ بِنَارٍ اَوْ صِيَاحٍ اَوْ نِسَاءٍ

جنازے کے ساتھ آگ لے جانے، چیخ و پکار کرنے اور عورتوں کے جانے کا ممنوع ہونا

(٣٢١٢) عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَرَّتْ بِنَا جَنَازَةٌ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَوْ

"مجاہد سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا، پھر انھوں نے کہا:

(٣٢١٠) تخريج: ......اسناده ضعيف لجهالة أبي ماجد الحنفي، ويحيى بن عبد الله بن الحارث التيمي ضعفه ابن معين وأبوحاتم والنسائي، وقال احمد: ليس به بأس، وقال العجلي: يكتب حديثه وليس بالقوي، ووثقه الترمذي۔ أخرجه ابوداود: ٣١٨٤، والترمذي: ١٠١١، وابن ماجه: ١٤٨٤ (انظر: ٣٥٨٥، ٣٩٣٩)۔ أخرجه (انظر:)

(٣٢١١) تخريج: ......اسناده ضعيف لجهالة الرجل من اهل المدينة و ابيه، ورباب بن عمير الحنفي جهله الدارقطني في "الضعفاء": ١٣٥ وقال عن حديثه هذا في "سؤالات البرقاني": يترك هذا الحديث، وقال ابن حجر: مقبول أخرجه ابوداود: ٣١٧١ (انظر: ١٠٨٣١)

(٣٢١٢) تخريج: ......حسن بمجموع طرقه و شواهده أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٣٤٩٨، ورواه ابن ماجه: ١٥٨٣ مختصرة بالمرفوع فقط (انظر: ٥٦٦٨)

قُمْتَ بِنَا مَعَهَا، قَالَ: فَأَخَذَ بِيَدِي فَقَبَضَ عَلَيْهَا قَبْضًا شَدِيدًا، فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنَ الْمَقَابِرِ سَمِعَ رَنَّةً مِنْ خَلْفِهِ وَهُوَ قَابِضٌ عَلَى يَدِي فَاسْتَدَارَ، فَاسْتَقْبَلَهَا فَقَالَ لَهَا شَرًّا، وَقَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَتَّبِعَ جَنَازَةً فِيهَا رَنَّةٌ۔ (مسند احمد: ٥٦٦٨)

اگر تم بھی کھڑے ہو اور (ہمارے ساتھ چلو)۔ پھر انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور اس کو سختی سے پکڑا، جب ہم قبرستان کے قریب پہنچے تو انہوں نے اپنے پیچھے ایک عورت کے چیخنے کی آواز سنی، جبکہ انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا ہوا تھا، انھوں نے مجھے گھمایا اور اس کی طرف متوجہ ہو کر اس کو ڈانٹا اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسے جنازے کے ساتھ جانے سے منع فرمایا ہے، جس کے ساتھ رونے کی آواز ہو۔''

فوائد: ......ابن ماجہ کی روایت میں "رَانَّةٌ" (رونے والی خاتون) کے الفاظ ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتوں کے لیے ان کی بے صبری کی وجہ سے جنازوں کے ساتھ چلنا مکروہ ہے۔ بہر حال اگر نماز جنازہ مسجد یا گھر کے اندر ہی پڑھا جا رہا ہو تو عورتوں کو شرکت کرنی چاہیے، جیسا کہ گزر جانے والے چوتھے باب ''مسجد میں نماز جنازہ کا بیان'' میں مذکورہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔

(٣٢١٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُتْبَعُ الْجَنَازَةُ بِنَارٍ وَلَا صَوْتٍ.)) (مسند احمد: ٩٥١١)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنازہ کے ساتھ آگ اور آواز نہیں ہونی چاہیے۔''

فوائد: ......آواز سے مراد نوحہ، چیخ و پکار اور بلند آواز سے مخصوص ذکر جیسے ناپسندیدہ اور بدعتی امور ہیں، ہمارے ہاں بعض لوگ چار پائی کو کندھا دیتے وقت ''کلمۂ شہادت'' کا لفظ دوہراتے ہیں، یہ لفظ غیر مسنون بھی ہے اور بے معنی بھی۔ قیس بن عباد کہتے ہیں: كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ يَكْرَهُوْنَ رَفْعَ الصَّوْتِ عِنْدَ الْجَنَائِزِ۔ یعنی: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنازوں کے پاس بلند آواز کو ناپسند کرتے تھے۔ (سنن بیهقی: ٤/ ٧٤)

(٣٢١٤) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: نُهِيَ عَنْ اِتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا۔ (مسند احمد: ٢٧٨٤٦)

''سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہمیں جنازوں کے پیچھے چلنے سے منع کیا گیا، لیکن ہم پر اتنی سختی نہیں کی گئی۔''

فوائد: ......منع کرنے والے نبی کریم ﷺ تھے، جیسا کہ دوسری روایات میں وضاحت کی گئی ہے، نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا حرام نہیں ہے۔

(٣٢١٣) تخريج: ......حسن لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٣١٧١ (انظر: ٩٥١٥، ١٠٨٣١)

(٣٢١٤) تخريج: ......أخرجه البخاري: ١٢٧٨، ومسلم: ٩٣٨ (انظر: ٢٧٣٠٢)

(۳۲۱۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نَمْشِي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ بَصُرَ بِامْرَأَةٍ لَا نَظُنُّ أَنَّهُ عَرَفَهَا فَلَمَّا تَوَجَّهْنَا إِلَى الطَّرِيْقِ وَقَفَ حَتَّى انْتَهَتْ إِلَيْهِ، فَإِذَا فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہا، فَقَالَ: ((مَا أَخْرَجَكِ مِنْ بَيْتِكِ يَافَاطِمَةَ!؟)) قَالَتْ: أَتَيْتُ أَهْلَ هٰذَا الْبَيْتِ فَرَحَّمْتُ إِلَيْهِمْ مَيِّتَهُمْ وَعَزَّيْتُهُمْ، فَقَالَ: ((لَعَلَّكِ بَلَغْتِ مَعَهُمُ الْكُدٰى؟)) قَالَتْ: مَعَاذَ اللّٰهِ! أَنْ أَكُوْنَ بَلَغْتُهَا مَعَهُمْ وَقَدْ سَمِعْتُكَ تَذْكُرُ فِي ذَالِكَ مَا تَذْكُرُ، قَالَ: ((لَوْ بَلَغْتِهَا مَعَهُمْ مَا رَأَيْتِ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَرَاهَا جَدُّ أَبِيْكِ .)) (مسند احمد: ٦٥٧٤)

''سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جا رہے تھے کہ آپ ﷺ کی نگاہ ایک خاتون پر پڑی، ہمارا یہ خیال نہیں تھا کہ آپ ﷺ نے اسے پہچان لیا ہو گا، جب ہم راستہ کی طرف مڑے تو آپ ﷺ رک گئے، یہاں تک کہ وہ خاتون آپ ﷺ کے پاس پہنچ گئی، وہ آپ ﷺ کی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں، آپ ﷺ نے پوچھا: ''فاطمہ! تم کس غرض سے گھر سے باہر آئی ہو؟'' انہوں نے کہا: ''میں فلاں گھر والوں کے پاس گئی تھی، ان کے میت کے حق میں رحمت کے کلمات کہے اور (ان کے فوت والے آدمی کی وجہ سے) ان کے ساتھ تعزیت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ تو ان کے ہمراہ ''کدیٰ'' (قبرستان) پہنچ گئی ہو؟'' انہوں نے کہا: اللہ کی پناہ کہ میں ان کے ساتھ ''کدیٰ'' مقام تک پہنچتی، جبکہ میں اس بارے میں آپ کے (وعید والے) کلمات سن چکی ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم ان کے ساتھ اس مقام تک پہنچ جاتو اس وقت تک جنت کو نہ دیکھ سکتیں، جب تک تیرا باپ نہ دیکھ لیتا۔''

فوائد: ......اس حدیث کے آخری جملے کو سخت وعید پر محمول کیا جائے گا، بہرحال یہ حدیث ضعیف ہے۔

مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةً فَلَا يَجْلِسُ حَتّٰى تُوْضَعَ وَمَا جَاءَ فِي الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ إِذَا مَرَّتْ

جنازے کے ساتھ چلنے والے کے جنازے کے رکھے جانے تک نہ بیٹھنے اور جنازے کے گزرتے وقت اس کے لیے کھڑے ہونے کا بیان

(۳۲۱٦) عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ

''سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جنازہ دیکھو تو اس کے لیے کھڑے ہو جایا

(۳۲۱۵) تخريج: ......اسناده ضعيف، ربيعة بن سيف المعافري، قال البخاري: عنده مناكير، وضعفه الازدي والنسائي، وقال النسائي ايضا: لا بأس به، وقال الدارقطني: صالح، وذكره ابن حبان في "الثقات": ٦/ ٣٠١ وقال: كان يخطيء كثيرا أخرجه ابوداود: ٣١٢٣، والنسائي: ٤/ ٢٧ (انظر: ٦٥٧٤)

(۳۲۱٦) تخريج: ......أخرجه البخاري: ١٣١٠، ومسلم: ٩٥٩ (انظر: ١١١٩٥)

فَقُومُوا لَهَا، فَمَنِ اتَّبَعَهَا فَلَا يَقْعُدْ حَتّٰى تُوضَعَ .)) (مسند احمد: ١١٣٨٦)

کرو اور جو کوئی جنازے کے ساتھ جائے، وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک اسے (زمین پر) رکھ نہ دیا جائے۔''

(٣٢١٧) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَلَمْ يَمْشِ مَعَهَا فَلْيَقُمْ حَتّٰى تَغِيبَ عَنْهُ، وَمَنْ مَشٰى مَعَهَا فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى تُوضَعَ .)) (مسند احمد: ٧٥٨٣)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی نمازِ جنازہ پڑھے اور تدفین کے لیے میت کے ساتھ نہ جائے تو وہ اس وقت تک کھڑا رہے، جب تک وہ اس سے غائب نہ ہو جائے، اور جو آدمی اس کے ساتھ جائے، وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک اسے زمین پر نہ رکھ دیا جائے۔''

(٣٢١٨) عَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ رَاٰى جَنَازَةً فَقَامَ إِلَيْهَا وَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى جَنَازَةً فَقَامَ لَهَا۔ (مسند احمد: ٤٢٦)

''سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ ایک جنازہ دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ بھی ایک جنازہ دیکھ کر کھڑے ہوئے تھے۔''

(٣٢١٩) عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا رَاٰى أَحَدُكُمُ الْجَنَازَةَ فَلَمْ يَكُنْ مَاشِيًا مَعَهَا فَلْيَقُمْ حَتّٰى تُجَاوِزَهُ أَوْ تُوضَعَ .)) (مسند احمد: ١٥٧٦٣)

''سیّدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی جنازہ دیکھے، جبکہ وہ اس کے ساتھ جانے والا نہ ہو تو وہ اس وقت تک کھڑا رہے، جب تک وہ اس سے تجاوز نہ کر جائے یا اسے رکھ نہ دیا جائے۔''

(٣٢٢٠) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِذَا رَأَيْتَ جَنَازَةً فَقُمْ حَتّٰى تُجَاوِزَكَ أَوْ قَالَ قِفْ حَتّٰى تُجَاوِزَكَ .)) (مسند احمد: ١٥٧٦٢)

''(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تو جنازہ دیکھے تو اس وقت تک کھڑا رہ جب تک وہ تجھ سے آگے نہ گزر جائے۔''

(٣٢٢١) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا يَحْيٰى وَوَكِيعٌ عَنْ زَكَرِيَّا حَدَّثَنِي عَامِرٌ قَالَ كَانَ أَبُوْ سَعِيدٍ وَمَرْوَانُ جَالِسَيْنِ فَمُرَّ عَلَيْهِمَا بِجَنَازَةٍ فَقَامَ أَبُوْ سَعِيدٍ فَقَالَ مَرْوَانُ:

''عامر کہتے ہیں: سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور مروان بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا، سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے، مروان نے ان سے کہا: بیٹھے رہو، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو (جنازے کے لیے) کھڑے

(٣٢١٧) تخريج: ......صحيح لغيره (انظر: ٧٥٩٣)

(٣٢١٨) تخريج: ......حسن لغيره۔ أخرجه الطحاوي: ١/ ١٨٥ (انظر: ٤٢٦)

(٣٢١٩) تخريج: ......أخرجه البخاري: ١٣٠٨، ومسلم: ٩٥٨ (انظر: ١٥٦٧٥)

(٣٢٢٠) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

(٣٢٢١) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه النسائي: ٤/ ٤٥ (انظر: ١١٥٠٦)

اِجْلِسْ، فَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ، فَقَامَ مَرْوَانُ وَقَالَ وَكِيعٌ مَرَّتْ بِهِ جَنَازَةٌ فَقَامَ۔ (مسند احمد: ۱۱۵۲۶)

ہوتے ہوئے دیکھا تھا، یہ سن کر مروان بھی کھڑا ہو گیا۔''

(۳۲۲۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ مَرْوَانَ، فَمَرَّتْ جَنَازَةٌ فَمَرَّ بِهِ أَبُوْ سَعِيْدٍ فَقَالَ: قُمْ أَيُّهَا الأَمِيْرُ! فَقَدْ عَلِمَ هٰذَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا تَبِعَ جَنَازَةً لَمْ يَجْلِسْ حَتَّى تُوضَعَ۔ (مسند احمد: ۱۱۹۴۹)

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مروان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، وہاں سے ایک جنازہ گزرا، سیّدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بھی وہاں سے گزرے اور انھوں نے کہا: اے امیر! کھڑے ہو جاؤ، یہ (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) جانتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب کسی جنازہ کے ساتھ جاتے تو اس وقت تک نہ بیٹھتے، جب تک اس کو زمین پر نہ رکھ دیا جاتا۔''

فوائد: ......اس حدیث کے دوسرے طرق سے پتہ چلتا ہے کہ سیّدنا ابوہریرہ اور سیّدنا ابوسعید رضی اللہ عنہما اور مروان سب نے اس میت کی نماز جنازہ ادا کی تھی، بلکہ مروان نے تو امامت کروائی تھی، جنازے کے بعد جب مروان بیٹھا تو اس کے ساتھ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی بیٹھ گئے، ممکن ہے کہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما اس کھڑے ہونے کو واجب نہ سمجھتے ہوں یا پھر انھوں نے مصلحت سے کام لیا ہو۔

اَلْقِيَامُ لِجَنَازَةِ الْكَافِرِ
کافر کی میت کے لیے کھڑے ہونا

(۳۲۲۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! تَمُرُّ بِنَا جَنَازَةُ الْكَافِرِ أَفَنَقُوْمُ لَهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ، قُوْمُوْا لَهَا، فَإِنَّكُمْ لَسْتُمْ تَقُوْمُوْنَ لَهَا إِنَّمَا تَقُوْمُوْنَ إِعْظَامًا لِلَّذِي يَقْبِضُ النُّفُوْسَ.)) (مسند احمد: ۶۵۷۳)

''سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول! جب ہمارے پاس سے کافر کا جنازہ گزرے تو کیا ہم اس کے لیے کھڑا ہوا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! اس کے لیے کھڑا ہوا کرو، پس بیشک تم اس کے لیے نہیں، بلکہ روحوں کو قبض کرنے والی ذات کی تعظیم میں کھڑے ہوتے ہو۔''

(۳۲۲۲) تخريج: ......أخرجه البخاري: ۱۳۰۹ (انظر: ۱۱۹۲۷)

(۳۲۲۳) تخريج: ......صحيح، وهذا اسناد ضعيف أخرجه الطحاوي في "شرح معاني الآثار": ۱/ ۴۸۶، وابن حبان: ۳۰۵۳، والحاكم: ۱/ ۳۵۷، والبيهقي: ۴/ ۲۷ (انظر: ۶۵۷۳)

فوائد: ......یعنی تمہارے کھڑے ہونے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے، جومخلوقات کی زندگی کو موت سے بدل دیتا ہے، اس سے تم کو اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قہر یاد آ جانا چاہیے اور غفلت اور دنیا سے دھوکہ کھانے سے باز آ جانا چاہیے۔

(٣٢٢٤) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا عَبْدُ الرَّزَاقِ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ يَقُوْلُ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ لِجَنَازَةٍ مَرَّتْ بِهِ حَتّٰى تَوَارَتْ، قَالَ: فَأَخْبَرَنِي أَبُوْ الزُّبَيْرِ أَيْضاً أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ يَقُوْلُ: قَامَ لنَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ لِجَنَازَةِ يَهُوْدِيِّ حَتّٰى تَوَارَتْ۔ (مسند احمد: ١٤١٩٤)

''سیّدنا جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک جنازہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرا، آپ ﷺ اس کے لیے کھڑے رہے، یہاں تک کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ ابوزبیر نے مجھے یہ بھی بیان کہ سیّدنا جابر بن عبد اللہ ؓ نے کہا: نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ ایک یہودی کے جنازہ کے لیے کھڑے رہے، یہاں تک کہ وہ نظروں سے اوجھل ہوگیا۔''

(٣٢٢٥) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ: مَرَّتْ بِنَا جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقُمْنَا مَعَهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ۔ قَالَ: ((إِنَّ الْمَوْتَ فَزَعٌ، فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا)) (مسند احمد: ١٤٤٨٠)

''سیّدنا جابر بن عبداللہ ؓ کہتے ہیں: ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا، اسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ اور ہم کھڑے ہو گئے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک موت ایک گھبراہٹ ہے، اس لیے جب تم کوئی جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو۔''

(٣٢٢٦)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ)قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَمَرَّتْ بِنَا جَنَازَةٌ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُ فَذَهَبْنَا لِنَحْمِلَهَا إِذَا هِيَ جَنَازَةُ يَهُوْدِيَّةٍ، فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُوْدِيَّةٍ، قَالَ: ((إِنَّ لِلْمَوْتِ فَزَعًا، فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا لَهَا۔)) (مسند احمد: ١٤٨٧٢)

''(دوسری سند) سیّدنا جابر ؓ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، ہمارے قریب سے ایک جنازہ گزرا، اسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور ہم بھی اس کو اٹھانے کے لیے چل پڑے، لیکن اچانک پتہ چلا کہ وہ تو ایک یہودی عورت کا جنازہ تھا، جب ہم نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ یہ تو ایک یہودی عورت کا جنازہ ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک موت کی گھبراہٹ ہوتی ہے، اس لیے تم جنازہ دیکھ کر کھڑے ہو جایا کرو۔''

(٣٢٢٤) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٩٦٠ (انظر: ١٤١٤٧)

(٣٢٢٥) تخريج: ......أخرجه البخاري: ١٣١١، ومسلم: ٩٦٠(انظر: ١٤٤٢٧)

(٣٢٢٦)تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

فوائد: ......یعنی موت کو دیکھنے کے بعد غفلت کو ختم کرنے کے لیے مسلمان کو کھڑا ہو جانا چاہیے، تا کہ وہ عبرت حاصل کرے اور تساہل ترک کر دے، اس لیے اس معاملے میں مسلم اور غیر مسلم جنازے کو برابر قرار دیا گیا۔

(۳۲۲۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: مُرَّ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ: ((قُوْمُوْا، فَإِنَّ لِلْمَوْتِ فَزَعًا.))

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھڑے ہو جاؤ، بے شک موت کی ایک پریشانی ہوتی ہے۔''

(۳۲۲۸) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّتْ بِهِ جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ، فَقَامَ، فَقِيْلَ لَهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ، فَقَالَ: ((إِنَّ لِلْمَوْتِ فَزَعًا.)) (مسند احمد: ۸۵۰۸)

''(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک یہودی کا جنازہ گزرا، آپ ﷺ کھڑے ہو گئے، کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو ایک یہودی کا جنازہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک موت کی ایک گھبراہٹ ہوتی ہے۔''

(۳۲۲۹) عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى أَنَّ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ وَ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ رضي الله عنهما كَانَا قَاعِدَيْنِ بِالْقَادِسِيَّةِ، فَمَرُّوْا بِجَنَازَةٍ، فَقَامَا، فَقِيْلَ: إِنَّمَا هُوَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ، فَقَالَا: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرُّوْا عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَامَ، فَقِيْلَ لَهُ: إِنَّهُ يَهُوْدِيٌّ، فَقَالَ: ((أَلَيْسَتْ نَفْسًا؟)) (مسند احمد: ۲۴۳۴۳)

''ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں: سیّدنا سہل بن حنیف اور سیّدنا قیس بن سعد رضی اللہ عنہما قادسیہ مقام میں بیٹھے ہوئے تھے کہ لوگ ایک جنازہ لے کر گزرے، یہ دونوں کھڑے ہو گئے۔ کسی نے ان سے کہا: یہ تو ذمی لوگوں میں سے تھا۔'' انھوں نے کہا: لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے جنازہ لے کر گزرے تو آپ ﷺ اس کے لیے کھڑے ہوئے، کسی نے آپ ﷺ سے کہا: یہ تو یہودی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ ایک جان نہیں ہے؟''

فوائد: ......اس حدیث کا مفہوم سابقہ احادیث والا ہی ہے، یعنی یہ بھی مرنے والا ایک نفس ہی ہے اور ہمارا کھڑا ہونا موت کی صعوبت کی یاددہانی کی خاطر ہے۔

(۳۲۳۰) عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَمِّهِ يَزِيْدَ بْنِ ثَابِتٍ رضي الله عنه أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ

''سیّدنا یزید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، جبکہ آپ ﷺ اپنے

(۳۲۲۷) تخریج: ......اسناده حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۵۴۳ (انظر: ۷۸۶۰، ۸۵۲۷)

(۳۲۲۸) تخریج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

(۳۲۲۹) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۱۳۱۲، ومسلم: ۹۶۱ (انظر: ۲۳۸۴۲)

(۳۲۳۰) تخریج: ......حديث صحيح۔ أخرجه النسائی: ۴/ ۴۵ (انظر: ۱۹۴۵۳)

فِی أَصْحَابِهِ فَطَلَعَتْ جَنَازَةٌ، فَلَمَّا رَآهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَارَ وَ ثَارَ أَصْحَابُهُ مَعَهُ، فَلَمْ يَزَالُوْا قِيَامًا حَتّٰى نَفَذَتْ، قَالَ: وَاللّٰهِ! مَا أَدْرِی مِنْ تَأَذٍّ بِهَا، أَوْ مِنْ تَضَايُقِ لْمَكَانِ، وَلَا أَحْسِبُهَا إِلَّا يَهُوْدِيًّا أَوْ يَهُوْدِيَّةً، وَمَا سَأَلْنَا عَنْ قِيَامِهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۱۹٦۸۲)

صحابہ میں تشریف فرما تھے، اتنے میں ایک جنازہ نظر آیا، جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو آپ ﷺ اور صحابہ جلدی سے کھڑے ہو گئے اور اس کے گزر جانے تک کھڑے رہے۔ اللہ کی قسم! مجھے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ آپ اس کی (بدبو) کی تکلیف کی وجہ سے کھڑے ہوئے یا جگہ کی تنگی کی وجہ سے، جبکہ میرا تو یہی خیال ہے کہ وہ جنازہ کسی یہودی مرد یا عورت کا تھا، بہرحال ہم نے آپ ﷺ کے کھڑے ہونے کا سبب دریافت نہیں کیا تھا۔''

فوائد: ...... چونکہ سابقہ احادیث میں غیر مسلم کے جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہونے کی وجوہات بیان کی جا چکی ہیں، البتہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیّدنا یزید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ان کا علم نہیں تھا۔

مَنْ قَالَ بِنَسْخِ الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ
میت کو دیکھ کر کھڑے ہونے کے منسوخ ہو جانے کا بیان

(۳۲۳۱) عَنْ لَيْثٍ، عَنْ أَبِی بُرْدَةَ بْنِ أَبِی مُوْسَى الْأَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا مَرَّتْ بِكُمْ جَنَازَةٌ فَإِنْ كَانَ مُسْلِمًا أَوْ يَهُوْدِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا فَقُوْمُوْا لَهَا، فَإِنَّهُ لَيْسَ لَهَا نَقُوْمُ، وَلٰكِنْ نَقُوْمُ لِمَنْ مَعَهَا مِنَ الْمَلَائِكَةِ.)) قَالَ لَيْثٌ فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ لِمُجَاهِدٍ فَقَالَ: حَدَّثَنِی عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَخْبَرَةَ الْأَزْدِیُّ، قَالَ: إِنَّا لَجُلُوْسٌ مَعَ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ نَنْتَظِرُ جَنَازَةً إِذْ مَرَّتْ بِنَا أُخْرٰى، فَقُمْنَا، فَقَالَ عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ: مَا يُقِيْمُكُمْ؟ فَقُلْنَا: هٰذَا مَا تَأْتُوْنَا بِهِ يَا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ! قَالَ:

''سیّدنا ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تمہارے پاس سے کوئی جنازہ گزرے، وہ مسلمان کا ہو یا یہودی کا یا عیسائی کا، تم اسے دیکھ کر کھڑے ہو جایا کرو، ہم اس کے لیے نہیں، بلکہ اس کے ساتھ آنے والے فرشتوں کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔'' لیث کہتے ہیں: جب میں نے یہ حدیث مجاہد کو بیان کی تو انھوں نے کہا: مجھے عبداللہ بن سخبرہ ازدی نے بیان کرتے ہوئے کہا: ہم سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ایک جنازے کا انتظار کر رہے تھے کہ ہمارے قریب سے کوئی اور جنازہ گزرا، ہم اسے دیکھ کر کھڑے ہو گئے، لیکن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: تم کیوں کھڑے ہوئے ہو؟ ہم نے کہا: اے اصحابِ محمد! تم نے ہمیں جو حدیث

(۳۲۳۱) تخريج: ...... هذا الحديث انما هو حديثان، (۱) حديث ابی موسی وهو صحيح لغيره أخرجه ابن ابی شيبة: ۳/ ۳۵۷، و(۲) حديث علی، وهو صحيح دون قوله: "وكانوا اهل كتاب، وكان يتشبه بهم" أخرجه ابن ابی شيبة: ۳/ ۳۵۸، والنسائی: ٤/ ٤٦، وأخرجه مسلم: ۱۸٤۰ مختصرا۔ (انظر: ۱۹۷۰۵)

وَمَا ذَالِكَ؟ قُلْتُ: زَعَمَ أَبُوْ مُوْسٰی أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا مَرَّتْ بِكُمْ جَنَازَةٌ، فَإِنْ كَانَ مُسْلِمًا أَوْ يَهُوْدِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا فَقُوْمُوا لَهَا، فَإِنَّهُ لَيْسَ لَهَا نَقُوْمُ، وَلٰكِنْ نَقُوْمُ لِمَنْ مَعَهَا مِنَ الْمَلَائِكَةِ.)) فَقَالَ عَلِيٌّ ﷺ: مَا فَعَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَطُّ غَيْرَ مَرَّةٍ بِرَجُلٍ مِنَ الْيَهُوْدِ، وَكَانُوْا أَهْلَ كِتَابٍ وَكَانَ يَتَشَبَّهُ بِهِمْ، فَإِذَا نُهِيَ اِنْتَهٰى، فَمَا عَادَلَهَا بَعْدُ۔ (مسند احمد: ۱۹۹٤۲)

بیان کی ہے، ہم اس پر عمل کر رہے ہیں۔ انھوں نے پوچھا: وہ کون سی حدیث ہے؟ میں نے کہا کہ سیّدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تمہارے پاس سے کوئی جنازہ گزرے، وہ مسلمان کا ہو یا یہودی کا یا عیسائی کا، تم اسے دیکھ کر کھڑے ہو جایا کرو، ہم اس کے لیے نہیں، بلکہ اس کے ساتھ آنے والے فرشتوں کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔'' یہ سن کر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے یہ عمل صرف ایک دفعہ ایک یہودی کے ساتھ کیا تھا اور اس کی وجہ بھی یہ تھی کہ یہ لوگ چونکہ اہل کتاب تھے، اور آپ ﷺ بھی ان کی موافقت کیا کرتے تھے، جب آپ ﷺ کو (اللہ کی طرف سے) روک دیا گیا تو آپ ﷺ رک گئے اور اس کے بعد ایسا عمل نہیں کیا۔''

(۳۲۳۲) عَنْ أَبِی مَعْمَرٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ عَلِيٍّ ﷺ فَمَرَّ بِهِ جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا نَاسٌ فَقَالَ عَلِيٌّ ﷺ: مَنْ أَفْتَاكُمْ هٰذَا؟ فَقَالُوْا: أَبُوْ مُوْسٰی، فَقَالَ: إِنَّمَا فَعَلَ ذَالِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرَّةً فَكَانَ يَتَشَبَّهُ بِأَهْلِ الْكِتَابِ، فَلَمَّا نُهِيَ انْتَهٰى۔ (مسند احمد: ۱۲۰۰)

''ابومعمر کہتے ہیں: ہم سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، وہاں سے ایک جنازہ گزرا اور لوگ اسے دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تمہیں کھڑے ہونے کا فتویٰ کس نے دیا؟ لوگوں نے کہا کہ سیّدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے، یہ سن کر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے یہ عمل صرف ایک دفعہ کیا تھا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ پسند کرتے تھے کہ اہل کتاب سے موافقت اختیار کی جائے، لیکن جب (اللہ کی طرف سے) آپ ﷺ کو روک دیا گیا تو آپ ﷺ رک گئے۔''

فوائد: ......سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ آپ ﷺ نے ایسا صرف ایک یہودی کے ساتھ کیا تھا، تو گزارش ہے کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو صرف ایک واقعہ کا علم تھا، وگرنہ پچھلے باب کی احادیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ واقعہ ایک سے زائد دفعہ پیش آیا تھا۔

(۳۲۳۲) تخريج: ......صحيح۔ أخرجه الطيالسی: ۱٦۲، والحميدی: ۵۰، وابويعلی: ۲٦٦، وأخرج بنحوه ابن ابی شيبة: ۳/ ۳۵۸، والنسائی: ٤/ ٤٦ (انظر: ۱۲۰۰)

(٣٢٣٣) وَعَنْ وَاقِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ: شَهِدْتُ جَنَازَةً فِي بَنِي سَلِمَةَ، فَقُمْتُ فَقَالَ لِي نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ: اِجْلِسْ فَإِنِّي سَأُخْبِرُكَ فِي هٰذَا بِثَبْتٍ، حَدَّثَنِي مَسْعُوْدُ بْنُ الْحَكَمِ الزُّرَقِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه بِرَحْبَةِ الْكُوْفَةِ، وَهُوَ يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَنَا بِالْقِيَامِ فِي الْجَنَازَةِ، ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ ذَالِكَ وَأَمَرَنَا بِالْجُلُوْسِ۔ (مسند احمد: ٦٢٣)

''واقد بن عمرو کہتے ہیں: میں بنوسلمہ کے ایک جنازہ میں حاضر ہوا اور (جنازہ کو دیکھ کر) میں کھڑا ہو گیا۔ نافع بن جبیر نے مجھ سے کہا: بیٹھ جاؤ، میں تمہیں اس مسئلہ کے بارے میں ایک ثقہ آدمی کی حدیث بیان کرتا ہوں، مسعود بن حکم زرقی نے مجھے بیان کیا کہ انہوں نے مسجد کوفہ کے صحن میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہونے کا ہمیں حکم تو دیا تھا، لیکن اس کے بعد آپ بیٹھے رہتے اور ہمیں بھی بیٹھے رہنے کا حکم دیا۔''

(٣٢٣٤) عَنْ يَزِيْدَ يَعْنِي بْنَ إِبْرَاهِيمَ وَهُوَ التُّسْتَرِيُّ أَنْبَأَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: نُبِّئْتُ أَنَّ جَنَازَةً مَرَّتْ عَلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما فَقَامَ الْحَسَنُ وَقَعَدَ ابْنُ عَبَّاسٍ، فَقَالَ الْحَسَنُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَلَمْ تَرَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مَرَّتْ بِهِ جَنَازَةٌ فَقَامَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بَلٰى وَقَدْ جَلَسَ، فَلَمْ يُنْكِرِ الْحَسَنُ مَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما۔ (مسند احمد: ١٧٢٦)

''محمد بن سیرین کہتے ہیں: مجھے یہ بتلایا گیا کہ سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک جنازہ گزرا، اسے دیکھ کر سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے، لیکن سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیٹھے رہے، سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تم نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا نہیں تھا کہ جب آپ ﷺ کے پاس سے جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے تھے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، لیکن پھر آپ ﷺ بیٹھ گئے تھے۔ یہ سن کر سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے ان کی بات پر کوئی انکار نہیں کیا۔''

(٣٢٣٥) عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رضي الله عنهما أَنَّهُ مَرَّ بِهِمْ جَنَازَةٌ فَقَامَ الْقَوْمُ وَلَمْ يَقُمْ، فَقَالَ الْحَسَنُ: مَا صَنَعْتُمْ؟ إِنَّمَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَأَذِّيًا بِرِيْحِ الْيَهُوْدِيِّ۔ (مسند احمد: ١٧٢٢)

''سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا، اسے دیکھ کر لوگ کھڑے ہو گئے، لیکن وہ بیٹھے رہے، پھر سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ تم نے کیا کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ تو صرف یہودی میت کی بدبو کی تکلیف کی وجہ سے کھڑے ہوئے تھے۔''

(٣٢٣٣) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٩٦٢ (انظر: ٦٢٣)

(٣٢٣٤) تخريج: ......حسن لغيره۔ أخرجه النسائي: ٤/ ٤٦، ٤٧ (انظر: ١٧٢٦)

(٣٢٣٥) تخريج: ......اسناده ضعيف، الحجاج بن ارطاة مدلس، ومحمد بن على بن الحسين لم يدرك الحسن بن على عم ابيه۔ أخرج بنحوه النسائي: ٤/ ٤٧ (انظر: ١٧٢٢)

(۳۲۳۶) عَنْ حُسَيْنٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَوْ عَنْ أَحَدِهِمَا ﷺ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّمَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَجْلِ جَنَازَةِ يَهُوْدِيٍّ مُرَّ بِهَا عَلَيْهِ فَقَالَ: ((آذَانِيْ رِيْحُهَا)) (مسند احمد: ۱۷۳۳)

''سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ دونوں سے یا ان میں سے کسی ایک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک یہودی کا جنازہ گزرا، آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ''مجھے اس کی بدبو نے تکلیف دی ہے۔''

فوائد: ...... جنازے کے لیے کھڑے ہونے کی وجوہات پچھلے باب میں گزر چکی ہیں۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث اور درج ذیل روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کے لیے کھڑا ہونا منسوخ ہو چکا ہے، امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہم اللہ کی یہی رائے ہے۔ سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جنازے کے لیے کھڑے ہوتے تھے، یہاں تک کہ اسے لحد میں رکھ دیا جاتا تھا، ایک دن ایک یہودی عالم آپ ﷺ کے پاس سے گزرا اور کہا: ہم بھی اسی طرح کرتے ہیں، آپ ﷺ خود بھی بیٹھ گئے اور یہ بھی فرمایا: ((اِجْلِسُوْا خَالِفُوْهُمْ)) یعنی: ''بیٹھ جاؤ اور ان کی مخالفت کرو۔'' (ابو داود: ۳۱۷۶)

لیکن امام احمد اور دوسرے کچھ ائمہ کی رائے یہ ہے کہ یہ قیام منسوخ نہیں ہوا، بلکہ آپ ﷺ نے بیٹھ کر میت کے لیے کھڑے نہ ہونے کی رخصت دے دی، وگرنہ اصل حکم یہی ہے کہ کھڑا ہوا جائے، سیّدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اول الذکر مسلک قوی معلوم ہوتا ہے۔

ثَنَاءُ النَّاسِ عَلَى الْمَيِّتِ وَشَهَادَتُهُمْ لَهُ

لوگوں کا میت کی تعریف کرنا اور اس کے حق میں گواہی دینا

(۳۲۳۷) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: مَرُّوْا بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ.)) وَمَرُّوْا بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ.)) فَقَالَ عُمَرُ ﷺ: فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقُلْتُ: ((وَجَبَتْ، وَجَبَتْ،

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ لوگ ایک جنازہ لے کر گزرے تو لوگوں نے اس کے حق میں کلمۂ خیر کہا، یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، واجب ہو گئی۔'' اور لوگ ایک اور جنازہ لے کر گزرے اور لوگوں نے اس کے حق میں برا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، واجب ہو گئی۔'' سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں، جب ایک جنازہ گزارا گیا اور اس کے حق میں تعریفی کلمات کہے گئے تو

(۳۲۳۶) تخريج: ...... اسناده ضعيف لانقطاعه، فان محمد بن على بن الحسين لم يدرك الحسن بن على وابن عباس أخرج بنحوه النسائي: ٤/ ٤٧ (انظر: ١٧٢٢، ١٧٣٣)

(۳۲۳۷) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ٢٦٤٢، ومسلم: ٩٤٩ (انظر: ١٢٩٣٩)

وَجَبَتْ.)) وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا فَقُلْتَ: ((وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَ)) فَقَالَ: ((مَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ.)) (مسند احمد: ۱۲۹۶۹)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی۔'' اور جب دوسرا جنازہ گزارا گیا اور اس کے حق میں برا تذکرہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی۔'' آپ ﷺ نے (وضاحت کرتے ہوئے) فرمایا: ''جس کے حق میں تم لوگوں نے اچھے کلمات کہے، اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کے حق میں تم نے برے کلمات کہے، اس کے لیے جہنم واجب ہوگئی۔ دراصل تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو، تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو، تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔''

(۳۲۳۸) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُهُ، وَفِيهِ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فِي مَنَاقِبِ الْخَيْرِ، (وَقَالَ فِي الْأُخْرٰى) فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا فِي مَنَاقِبِ الشَّرِّ، فَقَالَ: ((وَجَبَتْ)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّكُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ)) (مسند احمد: ۱۰۴۷۶)

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے، البتہ اس میں ہے: لوگوں نے اس کے خیر والے اوصاف بیان کیے، (اور دوسرے جنازے کے) برے اوصاف بیان کیے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی ہے۔'' پھر فرمایا: ''بیشک تم زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔''

(۳۲۳۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ جَلَسَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ مَجْلِسًا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَجْلِسُهُ، تَمُرُّ عَلَيْهِ الْجَنَازَةُ، قَالَ: فَمَرُّوا فَأَثْنَوْا خَيْرًا، فَقَالَ: وَجَبَتْ، ثُمَّ مَرُّوا بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَوْا خَيْرًا فَقَالَ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُّوا بِجَنَازَةٍ فَقَالُوا خَيْرًا فَقَالَ: وَجَبَتْ، ثُمَّ مَرُّوا بِجَنَازَةٍ فَقَالُوا: هٰذَا كَانَ أَكْذَبَ النَّاسِ، فَقَالَ: إِنَّ أَكْذَبَ النَّاسِ أَكْذَبُهُمْ

''عبداللہ بن بریدہ کہتے ہیں: سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ ایسی جگہ بیٹھے، جہاں رسول اللہ ﷺ بیٹھا کرتے تھے اور لوگ وہاں سے جنازے لے کر گزرتے تھے، (اس بار بھی) لوگ ایک جنازہ لے کر گزرے اور لوگوں نے اس کے حق میں تعریفی کلمات کہے، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: واجب ہوگئی۔ اس کے بعد لوگ ایک اور جنازہ لے کر گزرے، اس کے حق میں بھی لوگوں نے کلمۂ خیر کہا، انہوں نے کہا: واجب ہوگئی، اس کے بعد لوگ ایک اور جنازہ لے کر گزرے، اس کی بھی مدح سرائی کی گئی، تو

(۳۲۳۸) تخریج: ......حدیث صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۲۳۳۳، والنسائی: ۴/ ۵۰، وابن ماجه: ۱۴۹۲ (انظر: ۷۵۵۲، ۱۰۰۱۳، ۱۰۴۷۱)

(۳۲۳۹) تخریج: ......حدیث صحیح (انظر: ۳۸۹)

عَلَى اللّٰهِ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ مَنْ كَذَبَ عَلٰى رُوْحِهِ فِي جَسَدِهِ۔ قَالَ: قَالُوْا: أَرَأَيْتَ إِذَا شَهِدَ أَرْبَعَةٌ؟ قَالَ: وَجَبَتْ۔ قَالُوْا: وَثَلَاثَةٌ؟ قَالَ: وَجَبَتْ، قَالُوْا: وَاثْنَانِ؟ قَالَ: وَجَبَتْ۔ وَلَأَنْ أَكُوْنَ قُلْتُ وَاحِدًا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، قَالَ: فَقِيْلَ لِعُمَرَ ﷺ: هٰذَا شَيْءٌ تَقُوْلُهُ بِرَأْيِكَ أَمْ شَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: لَا، بَلْ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۳۸۹)

انھوں نے کہا: واجب ہوگئی۔ اس کے بعد لوگ پھر ایک جنازہ لے کر گزرے تو لوگوں نے کہا: یہ سب سے جھوٹا آدمی تھا، یہ سن کر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جو آدمی لوگوں میں سب سے زیادہ جھوٹا ہوگا، وہ اللہ پر بھی سب سے زیادہ جھوٹ بولنے والا ہوتا ہے، اس سے کم درجہ جھوٹا وہ ہوتا ہے، جو اپنے جسم میں روح پر جھوٹ بولتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا: آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر چار آدمی گواہی دیں تو؟ انھوں نے کہا: واجب ہو جائے گی، لوگوں نے کہا: اگر تین آدمی گواہی دیں تو؟ انھوں نے کہا: تب بھی واجب ہو جائے گی، لوگوں نے کہا: اگر دو آدمی گواہی دیں تو؟ انھوں نے کہا: پھر بھی واجب ہو جائے گی۔ اور اگر میں نے ایک آدمی کی گواہی کے بارے میں بھی پوچھ لیا ہوتا تو یہ بات مجھے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہوتی۔ کسی نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: یہ سارا کچھ آپ اپنی رائے سے کہہ رہے ہیں یا رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ انھوں نے کہا: جی نہیں، میں نے یہ ساری باتیں رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں۔''

فوائد: ......''جو اپنے جسم میں روح پر جھوٹ بولتا ہے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آدمی اپنے آپ کو ایسی صفت سے موصوف ٹھہرانا چاہتا ہے، جو حقیقت میں اس میں نہیں ہے۔

(۳۲۴۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي الأَسْوَدِ أَنَّهُ قَالَ: أَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَوَافَيْتُهَا وَقَدْ وَقَعَ فِيْهَا مَرَضٌ فَهُمْ يَمُوْتُوْنَ مَوْتًا ذَرِيْعًا فَجَلَسْتُ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ فَمَرَّتْ بِهِ جَنَازَةٌ فَأُثْنِيَ عَلٰى صَاحِبِهَا خَيْرٌ، فَقَالَ عُمَرُ ﷺ: وَجَبَتْ، ثُمَّ مُرَّ بِأُخْرٰى فَأُثْنِيَ عَلٰى صَاحِبِهَا خَيْرٌ، فَقَالَ عُمَرُ ﷺ: وَجَبَتْ، ثُمَّ مُرَّ بِالثَّالِثَةِ فَأُثْنِيَ

''ابوالاسود کہتے ہیں: میں مدینہ منورہ آیا، ان دنوں وہاں ایک وبا پھیلی ہوئی تھی اور لوگ بڑی تیزی سے مر رہے تھے۔ میں سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ وہاں سے ایک جنازہ گزرا، اس کے حق میں دوسرے لوگوں کی طرف سے کلمۂ خیر کہا گیا، تو انھوں نے کہا: واجب ہوگئی۔ اس کے بعد ایک اور جنازہ گزرا، اس کے حق میں بھی تعریفی کلمات کہے گئے، تو انھوں نے کہا: واجب ہوگئی، اس کے بعد ایک تیسرا جنازہ گزرا، اس کی مذمت کی گئی، لیکن تب بھی انہوں نے کہا:

(۳۲۴۰) تخريج: ......أخرجه البخاري: ۲٦٤۳ (انظر: ۱۳۹)

عَلَيْهَا شَرٌّ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: وَجَبَتْ، فَقَالَ أَبُو الْأَسْوَدِ: مَا وَجَبَتْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! قَالَ: قُلْتُ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ.)) قَالَ: فَقُلْنَا: وَثَلَاثَةٌ؟ قَالَ: فَقَالَ: ((وَثَلَاثَةٌ.)) قَالَ: قُلْنَا: وَاثْنَانِ؟ قَالَ: ((وَاثْنَانِ.)) قَالَ: ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ. (مسند احمد: ۱۳۹)

واجب ہو گئی۔ ابوالاسود نے کہا: امیر المومنین! کیا چیز واجب ہو گئی؟ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے تو اسی طرح بات کی، جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمائی تھی کہ ”جس مسلمان کے حق میں چار آدمی خیر کی گواہی دے دیں، اللہ اسے جنت میں داخل کر دیتا ہے۔ ہم نے پوچھا: تین آدمی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تین بھی۔“ ہم نے پوچھا: اور دو آدمی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دو بھی۔“ پھر ہم ایک آدمی کی گواہی کے بارے میں سوال نہ کر سکے۔“

(۳۲٤۱) عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ الثَّقَفِيِّ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَقُوْلُ بِالنَّبَاءَةِ أَوِ النَّبَاوَةِ، شَكَّ نَافِعُ بْنُ عُمَرَ، مِنَ الطَّائِفِ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ تُوشِكُوْنَ أَنْ تَعْرِفُوْا أَهْلَ الْجَنَّةِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، أَوْ قَالَ: خِيَارَكُمْ مِنْ شِرَارِكُمْ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ النَّاسِ: بِمَ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: ((بِالثَّنَاءِ السَّيِّءِ وَالثَّنَاءِ الْحَسَنِ، وَأَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ)) (مسند احمد: ۱۵۵۱۸)

”سیّدنا ابو زہیر ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو طائف کے قریب ”نَبَاءَة“ یا ”نَبَاوَة“ مقام پر یہ فرماتے ہوئے سنا: ”لوگو! تم جہنمیوں میں سے جنتیوں یا بروں میں سے نیکوں کو پہچان سکتے ہو۔“ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بری یا اچھی تعریف کے ساتھ، دراصل تم لوگ زمین میں ایک دوسرے کے حق میں اللہ کے گواہ ہو۔“

(۳۲٤۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ يَرْوِيْهِ عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ يَشْهَدُ لَهُ ثَلَاثَةُ أَبْيَاتٍ مِنْ جِيْرَانِهِ الْأَدْنَيْنَ بِخَيْرٍ إِلَّا قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَدْ قَبِلْتُ شَهَادَةَ عِبَادِيْ عَلٰى مَا عَلِمُوْا وَغَفَرْتُ لَهُ مَا أَعْلَمُ)) (مسند احمد: ۸۹۷۷)

”سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”جو مسلمان آدمی فوت ہو جائے اور اس کے قریبی ہمسایوں میں سے تین گھر والے لوگ اس کے حق میں خیر کی گواہی دے دیں تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے: میرے بندوں نے اپنے علم کے مطابق جو گواہی دی ہے، میں نے اسے قبول کر لیا ہے اور وہ (گناہ) معاف کر دیئے ہیں، جو میں جانتا ہوں۔“

(۳۲٤۱) تخریج: ......حدیث صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ٤۲۲۱ (انظر: ۱٥٤۳۹)

(۳۲٤۲) تخریج: ......اسناده ضعيف لابهام الشيخ البصرى، لكن له شواهد (انظر: ۸۹۸۹)

(۳۲۴۳) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَشْهَدُ لَهُ أَرْبَعَةُ أَهْلِ أَبْيَاتٍ مِنْ جِيرَانِهِ الْأَدْنَيْنَ إِلَّا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: قَدْ قَبِلْتُ فِيهِ عِلْمَكُمْ وَغَفَرْتُ لَهُ مَا لَا تَعْلَمُونَ.)) (مسند احمد: ۱۳۵۷۵)

''سیدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان بھی فوت ہو جائے اور اس کے حق میں قریبی ہمسایوں میں سے چار گھر والے اس کے حق میں گواہی دیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اس کے حق میں تمہارے علم کو قبول کرتا ہوں اور اس کے جن (گناہوں) کا تمہیں علم نہیں ہے، ان کو معاف کرتا ہوں۔''

(۳۲۴۴) عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ ؓ قَالَ: مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِجَنَازَةٍ قَالَ: ((مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ.)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا الْمُسْتَرِيحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ؟ قَالَ: ((اَلْمُؤْمِنُ اسْتَرَاحَ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَأَذَاهَا إِلٰى رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَالْفَاجِرُ اِسْتَرَاحَ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ.)) (مسند احمد: ۲۲۹۰۴)

''سیدنا ابو قتادہ بن ربعی ؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا، آپ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: ''یہ راحت پا گیا ہے یا دوسروں نے اس سے راحت پائی ہے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کا کیا مطلب ہے کہ یہ راحت پا گیا ہے یا دوسروں نے اس سے راحت پائی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مومن دنیا کے مصائب اور تکلیفوں سے راحت پا کر اللہ کی رحمت میں چلا جاتا ہے اور فاجر آدمی سے دوسرے انسان، شہر، درخت اور چوپائے راحت پا جاتے ہیں۔''

فوائد: ......کوئی مانے یا نہ مانے، یہ ایک حقیقت ہے کہ اس گواہی سے مراد قطعی طور پر یہ نہیں ہے کہ تکلف کے ساتھ میت کے مرثیے پڑھے جائیں اور نظم و نثر کی صورت میں مختلف مجلسوں میں اس کے اوصاف بیان کیے جائے اور اس ضمن میں بعض گویا نما اور قوّال لوگوں کی خدمات حاصل کی جائیں، جن کا مقصود لواحقین کی خوشامد اور چاپلوسی کرنا ہوتا ہے۔ ان احادیث میں ایسی شہادت کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دلوں میں الہام کرتا ہے اور وہ چاہتے نہ چاہتے ہوئے بول پڑتے ہیں اور یہ گواہی دینے والے ثقہ، بااعتماد اور شریعت کا فہم رکھنے والے لوگ ہوتے ہیں جو اپنی طبیعت اور معاشرے سے متاثر ہوئے بغیر میت کی اچھائیوں یا برائیوں کو سامنے رکھ میت کا اچھا یا برا تذکرہ کر بیٹھتے ہیں، جبکہ برے تذکرے سے ان کا مقصود مردوں کو برا بھلا کہنا بھی نہیں ہوتا ہے، جس سے اگلی احادیث میں منع کیا جا رہا ہے۔

(۳۲۴۳) تخریج: ......اسناده ضعيف، مؤمل بن اسماعيل سيىء الحفظ، لكن يشهد له الحديث المتقدم أخرجه ابويعلى: ۳۴۸۱، وابن حبان: ۳۰۲۶، والحاكم: ۱/ ۳۷۸ (انظر: ۱۳۵۴۱)

(۳۲۴۴) تخريج: ......أخرجه البخاري: ۶۵۱۳، ومسلم: ۹۵۰ (انظر: ۲۲۵۶)

اَلنَّهْيُ عَنْ سَبِّ الْأَمْوَاتِ وَذِكْرِ مَسَاوِيهِمْ

مردوں کو برا بھلا کہنے اور ان کی خامیوں کو یاد کرنے سے ممانعت کا بیان

(۳۲٤٥) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلٰى مَا قَدَّمُوا.)) (مسند احمد: ٢٥٩٨٤)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم مردوں کو برا بھلا نہ کہا کرو کیونکہ وہ اپنے کیے ہوئے اعمال تک پہنچ چکے ہیں۔''

(۳۲٤٦) عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ سَبِّ الْأَمْوَاتِ. (مسند احمد: ١٨٣٩٥)

''سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مردوں کو گالی دینے سے منع فرمایا۔''

(۳۲٤٧) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَتُؤْذُوا الْأَحْيَاءَ.)) (مسند احمد: ١٨٣٩٧)

''(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم مردوں کو برا بھلا نہ کہا کرو، اس طرح سے زندگان کو تکلیف دو گے۔''

(۳۲٤٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَسُبُّوا مَوْتَانَا فَتُؤْذُوا أَحْيَاءَ نَا.)) (مسند احمد: ٢٧٣٤)

''سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم ہمارے مردوں کو برا بھلا نہ کہا کرو، اس طرح ہمیں تکلیف پہنچاؤ گے۔''

فوائد: ...... لیکن یہ حدیث شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔

(۳۲٤٩) عَنْ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَمِّ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ: نَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ مِنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، فَقَالَ لَهُ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ رضی اللہ عنہ: قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَنْهٰى عَنْ سَبِّ الْمَوْتٰى، فَلِمَ تَسُبُّ عَلِيًّا وَقَدْ مَاتَ. (مسند احمد: ١٩٥٠٣)

''قطبہ بن مالک کہتے ہیں کہ جب سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ نازیبا کلمات کہے تو سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ مردوں کو برا بھلا کہنے سے منع کیا کرتے تھے، لہٰذا تم سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کیوں کہتے ہو، جبکہ وہ وفات پا چکے ہیں۔''

(۳۲٤٥) تخريج: ......أخرجه البخاري: ١٣٩٣، ٦٥١٦ (انظر: ٢٥٤٧٠)

(۳۲٤٦) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه الترمذي: ١٩٨٢ (انظر: ١٨٢٠٨، ١٨٢٠٩)

(۳۲٤٧) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

(۳۲٤٨) تخريج: ......اسناده ضعيف، عبد الاعلى بن عامر الثعلبي ضعفه احمد و ابوزرعة وابوحاتم والنسائي وابن معين وغيرهم أخرجه النسائي: ٨/ ٣٣ (انظر: ٢٧٣٤)

(۳۲٤٩) تخريج: ......صحيح، وهذا اسناد ضعيف لجهالة حجاج مولى بني ثعلبة أخرجه الطبراني في "الكبير": ٤٩٧٥، والحاكم: ١/ ٣٨٤، وابن ابي شيبة: ٣/ ٣٦٦ (انظر: ١٩٢٨٨)

فوائد: ......اس باب کی اور اس موضوع کی دیگر کئی احادیث میں مردوں کو برا بھلا کہنے سے روکا گیا ہے، جبکہ گزشتہ باب میں آپ ﷺ کے سامنے بعض مردوں کو برا بھلا کہا گیا اور آپ ﷺ خاموش رہے، امام نووی نے اس ظاہری تناقض میں جمع و تطبیق کی یہ صورت پیش کی: آپ ﷺ نے جن مردوں کو گالیاں دینے سے منع فرمایا ہے، ان سے مراد وہ لوگ ہیں، جو منافق، کافر اور فسق یا بدعت کا اظہار کرنے والے نہ ہوں، وگرنہ ایسے بروں کا برا تذکرہ کرنا تو جائز ہے، تاکہ دوسرے لوگ ان کی اقتداء کرنے سے باز رہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ان دو ابواب کی احادیث میں سرے سے کوئی تضاد نہیں ہے، پہلے باب کا مصداق یہ صورت ہے کہ کسی ذاتی رنجش اور چغلی و غیبت والی صورتوں کے علاوہ برے کو برا کہنے کی شہادت دی جائے، ظاہر ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو واضح طور پر گناہوں کا ارتکاب کرنے میں، ظلم کرنے میں اور نیکی والے امور ترک کرنے میں ملوث ہو گا، لیکن یہ گواہی بھی اس انداز میں نہ ہو کہ لواحقین کو تکلیف ہونے لگے، اور دوسرے باب کا مصداق وہ شخص ہے کہ جس کی حسنات غالب ہوں اور شرعی لوگ اسے نیک سمجھتے ہوں، ایسے آدمی کے عیوب اور نقائص پر پردہ ڈالا جائے اور اس کو برا بھلا نہ کہا جائے اور یہ صورت بھی اس باب میں داخل ہے کہ برے آدمی پر برا ہونے کی شہادت دینے کا یہ مطلب نہیں کہ اس کے ایک ایک عیب کو منظر عام پر لایا جائے اور اس انداز میں ان کا تذکرہ کیا جائے کہ زندگان تکلیف محسوس کریں۔ لہٰذا میت کے بارے میں شہادت دینے کا مفہوم اور ہے اور اس کو برا بھلا کہنے کا مطلب اور ہے۔

❁❁❁❁

اَلدَّفْنُ وَاَحْكَامُ الْقُبُوْرِ
دفن کے ابواب اور قبروں کے احکام

اِخْتِيَارُ اللَّحْدِ عَلَى الشَّقِّ وَتَعْمِيقِ الْقَبْرِ وَتَوْسِيعِهِ وَدَفْنِ الْاِثْنَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ فِيْ قَبْرٍ وَاحِدٍ اِذَا اقْتَضَى الْحَالُ ذَالِكَ

''لحد'' کو ''شق'' پر ترجیح دینا، قبر کو گہرا اور وسیع کرنا اور حالات کے تقاضے کے مطابق دو تین تین افراد کو ایک قبر میں دفنانا

لَحْد: بغلی قبر کو لحد کہتے ہیں، جس میں قبر کے قبلہ والی جانب میں گڑھا بنا کر اس میں میت کو اتارا جاتا ہے۔

شَقّ: سیدھی قبر بنانا، جس میں قبر کے درمیان میں میت کے لیے گڑھا کھودا جاتا ہے۔

(۳۲۵۰) عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ ؓ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ فَدَخَلَ فِي الْإِسْلَامِ، فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُهُ الْإِسْلَامَ وَهُوَ فِي مَسِيْرِهِ فَدَخَلَ خُفُّ بَعِيْرِهِ فِي جُحْرِ يَرْبُوْعٍ فَوَقَصَهُ بَعِيْرُهُ فَمَاتَ، فَأَتَى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((عَمِلَ قَلِيْلًا وَأُجِرَ كَثِيْرًا، قَالَهَا حَمَّادٌ، ثَلَاثًا، اَللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا.)) (مسند احمد: ۱۹۳۷۱)

''سیّدنا جریر بن عبداللہ بجلی ؓ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے آ کر اسلام قبول کیا، ایک سفر کے دوران رسول اللہ ﷺ اسے اسلام کی تعلیم دیتے رہے، چلتے چلتے اس کے اونٹ کا پاؤں ایک قسم کے چھوٹے چوہے کے بل پر جا پڑا، جس کی وجہ سے وہ اونٹ سے گر کر فوت ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ اس کی میت کے پاس آئے اور فرمایا: ''اس نے عمل تو تھوڑا کیا، لیکن ثواب بہت زیادہ پا لیا۔)) حماد راوی نے یہ جملہ تین دفعہ دہرایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''لحد ہمارے لیے ہے اور شق دوسروں کے لیے ہے۔''

(۳۲۵۱) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) بِنَحْوِهِ

''(دوسری سند) اس میں ہے: رسول اللہ ﷺ تشریف لائے

(۳۲۵۰) تخريج: ...... حديث حسن بطرقه أخرجه ابن ماجه: ۱۵۵۵ (انظر: ۱۹۱۵۸، ۱۹۱۵۹)

(۳۲۵۱) تخريج: ...... انظر الحديث بالطريق الاول

وَفِيْهِ: فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى جَلَسَ عَلٰى شَفِيْرِ الْقَبْرِ، قَالَ: فَقَالَ: ((اِلْحَدُوْا، وَلَا تَشُقُّوْا، فَإِنَّ اللَّحْدَ لَنَا وَالشَّقَّ لِغَيْرِنَا)) (مسند احمد: ١٩٣٩٠)

اور قبر کے کنارے پر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''بغلی قبر بناؤ، شق نہ بناؤ، کیونکہ لحد ہمارے لیے ہے اور شق دوسروں کے لیے۔''

(٣٢٥٢) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِأَهْلِ الْكِتَابِ)) (مسند احمد: ١٩٤٢٦)

(تیسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لحد ہمارے لیے ہے اور شق اہل کتاب کے لیے۔''

فوائد: ......اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ مسلمانوں کے لیے لحد افضل ہے، اگرچہ شق بھی جائز ہے، کیونکہ مدینہ میں لحد بنانے والا اور شق بنانے والا دونوں آدمی موجود تھے اور آپ ﷺ نے دونوں کو برقرار رکھا ہوا تھا، اور نبی کریم ﷺ کی تدفین کے موقع پر صحابہ نے آپس میں یہ مشورہ کیا تھا کہ ان دو میں جو پہلے پہنچے گا، آپ ﷺ کے لیے اسی کے عمل کو ترجیح دی جائے گی، چنانچہ لحد بنانے والا پہلے پہنچ گیا تھا، اس لیے آپ ﷺ کے لیے لحد بنایا گیا۔ امام نووی نے کہا: اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ لحد اور شق دونوں میں میت کو دفن کرنا جائز ہے۔

(٣٢٥٣) عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَتِ الْأَنْصَارُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَصَابَنَا قَرْحٌ وَجَهْدٌ، فَكَيْفَ تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ((احْفِرُوْا وَأَوْسِعُوْا (زَادَ فِي رِوَايَةٍ: وَأَعْمِقُوْا) وَاجْعَلُوْا الرَّجُلَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ فِي الْقَبْرِ.)) قَالُوْا: فَأَيُّهُمْ نُقَدِّمُ؟ قَالَ: ((أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا.)) قَالَ: فَقُدِّمَ أَبِي عَامِرٌ بَيْنَ يَدَيْ رَجُلٍ أَوِ اثْنَيْنِ۔ (مسند احمد: ١٦٣٦٧)

''سیدنا ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: غزوہ احد والے دن انصاری صحابہ، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم بہت زخمی اور تھکے ہوئے ہیں، (اب ان شہداء کی تدفین کے بارے میں) آپ ہمیں کیا حکم دیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قبریں کھودو اور ان کو وسیع اور گہرا کرو، اور دو دو اور تین تین آدمی ایک ایک قبر میں دفنا دو۔'' انھوں نے کہا: ہم ان میں سے کس کو مقدم کر کے رکھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جسے زیادہ قرآن یاد ہو۔'' ہشام کہتے ہیں: چنانچہ میرے والد عامر کو ایک یا دو آدمیوں سے آگے رکھا گیا۔''

(٣٢٥٤) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قُتِلَ

''(دوسری سند) سیدنا ہشام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے والد غزوہ

(٣٢٥٢) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

(٣٢٥٣) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٣٢١٥، والترمذي: ١٧١٣، وابن ماجه: ١٥٦٠، والنسائي: ٤/ ٨٣(انظر: ١٦٢٥٩)

(٣٢٥٤) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

أَبِی یَوْمَ أُحُدٍ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((اِحْفِرُوْا وَ وَسِّعُوْا وَأَحْسِنُوْا، وَادْفِنُوْا الاثْنَیْنِ وَالثَّلَاثَةَ فِی الْقَبْرِ، وَقَدِّمُوْا أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا (وَفِی رِوَایَةٍ أَكْثَرَهُمْ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ) وَكَانَ أَبِی ثَالِثَ ثَلَاثَةٍ وَكَانَ أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا فَقُدِّمَ. (مسند احمد: ١٦٣٦٩)

احد والے دن شہید ہو گئے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قبریں کھودو، وسیع کرو اور ان کو اچھا بناؤ اور دو دو، تین تین افراد کو ایک ایک قبر میں دفن کرو اور جس کو زیادہ قرآن یاد ہو، اسے آگے کی طرف رکھو۔'' میرے باپ تین افراد میں سے تیسرے تھے، چونکہ ان کو قرآن زیادہ یاد تھا، اس لیے ان کو مقدم کر کے رکھا گیا۔''

فوائد: ......معلوم ہوا کہ مجبوری کے وقت دو تین تین افراد کو ایک قبر میں دفن کرنا جائز ہے، جیسے زمین کا تنگ ہونا، کھودنے والوں پر شاق گزرنا، وغیرہ۔ نیز قبر گہری، وسیع اور خوبصورت ہونی چاہیے۔

(٣٢٥٥) عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَیْبٍ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَأَنَا غُلَامٌ مَعَ أَبِی فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی حَفِیْرَةِ الْقَبْرِ فَجَعَلَ یُوْصِی الْحَافِرَ وَیَقُوْلُ: ((أَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ الرَّأْسِ وَأَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ الرِّجْلَیْنِ لَرُبَّ عِذْقٍ لَهُ فِی الْجَنَّةِ)) (مسند احمد: ٢٣٨٥٩)

''ایک انصاری صحابی بیان کرتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری کے جنازہ میں نکلے، میں چھوٹا لڑکا تھا اور اپنے والد کے ہمراہ گیا تھا، رسول اللہ ﷺ قبر کے گڑھے کے قریب بیٹھ گئے اور قبر بنانے والے سے فرمانے لگے: ''سر کی طرف سے قبر کو کھلا کرو، پاؤں کی طرف وسیع کرو، جنت میں اس میت کے لیے کھجور کے بہت سے خوشے ہیں۔''

(٣٢٥٦) عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِی وَقَّاصٍ ؓ أَنَّهُ قَالَ: اِلْحَدُوْا لِی لَحْدًا وَانْصِبُوْا عَلَیَّ اللَّبِنَ نَصْبًا كَمَا صُنِعَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. (مسند احمد: ١٤٥٠)

''سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ نے کہا: تم لوگ میرے لیے لحد بنانا اور میرے اوپر اسی طرح کچی اینٹیں رکھ دینا، جس طرح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا گیا تھا۔''

(٣٢٥٥) تخریج: ......اسناده قوی أخرجه ابوداود: ٣٣٣٢ (انظر: ٢٢٥٠٩، ٢٣٤٦٥)
(٣٢٥٦) تخریج: ......أخرجه مسلم: ٩٦٦ (انظر: ١٤٥٠)

مِنْ اَيْنَ يُدْخَلُ الْمَيِّتُ قَبْرَهُ وَمَا يُقَالُ عِنْدَ ذَالِكَ وَمَنْ يُدْخِلُهُ، وَمَا جَاءَ فِي الْحَثْيِ فِي الْقَبْرِ وَانْتِظَارِ الْفَرَاغِ مِنَ الدَّفْنِ

اس امر کا بیان کہ میت کو کہاں سے قبر میں داخل کیا جائے، اس وقت کیا کہا جائے اور اس کو اتارنے والا کون ہو، نیز قبر پر مٹی ڈالنے اور دفن سے فراغت کا انتظار کرنے کا بیان

(۳۲۵۷) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا وُضِعَتْ أُمُّ كُلْثُومٍ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہا فِي الْقَبْرِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ﴿مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرٰى﴾ قَالَ: ثُمَّ لَا أَدْرِي أَقَالَ بِاسْمِ اللّٰهِ، وَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ أَمْ لَا، فَلَمَّا بُنِيَ عَلَيْهَا لَحْدُهَا طَفِقَ يَطْرَحُ إِلَيْهِمُ الْجَبُوْبَ، وَيَقُوْلُ: ((سُدُّوْا خِلَالَ اللَّبِنِ.)) ثُمَّ قَالَ: ((أَمَا إِنَّ هٰذَا لَيْسَ بِشَيْءٍ وَلٰكِنَّهُ يَطِيْبُ بِنَفْسِ الْحَيِّ.)) (مسند احمد: ۲۲۵٤۰)

''سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کی بیٹی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو قبر میں رکھا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ﴿مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ ...... تَارَةً أُخْرٰى﴾ (سورۂ طه، ۵۵) (ہم نے تمہیں اسی مٹی سے پیدا کیا اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے اور پھر اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے) سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں یہ نہیں جانتا کہ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھی تھی یا نہیں: بِاسْمِ اللّٰهِ، وَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ (اللہ کے نام کے ساتھ، اللہ کی راہ میں اور اللہ کے رسول کے طریقے کے مطابق دفن کرتے ہیں)۔ جب لحد کی چنائی کر دی گئی تو آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف گارا پھینکا اور فرمایا: ''اس سے اینٹوں کے شگافوں کو پر کر دو۔'' پھر فرمایا: ''یہ کوئی ضروری چیز نہیں ہے، بس زندہ لوگوں کا نفس ذرا مطمئن ہو جاتا ہے۔''

فوائد: ...... بعض لوگ میت کو قبر میں اتارتے وقت یا اس میں مٹی ڈالتے وقت یہ آیت پڑھتے ہیں، ان کا یہ عمل درست نہیں ہے، کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے۔

(۳۲۵۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا وَضَعْتُمْ مَوْتَاكُمْ فِي الْقَبْرِ، فَقُوْلُوْا: بِاسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ٤٨١٢)

''سیدنا عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اپنے فوت شدگان کو قبر میں اتارو تو یہ دعا پڑھا کرو: بِاسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ (اللہ کے نام کے ساتھ اور اس کے رسول کے طریقے پر)۔''

(۳۲۵۷) تخریج: ...... اسناده ضعيف جدا، عبيد الله بن زحر الافريقي و علي بن يزيد الالهاني ضعيفان، وقال الذهبي: علي بن يزيد متروك أخرجه الحاكم: ۲/ ۳۷۹، والبيهقي: ۳/ ٤۰۹ (انظر: ۲۲۱۸۷)

(۳۲۵۸) تخریج: ...... صحيح۔ أخرجه ابوداود: ۳۲۱۳، والترمذي: ۱۰٤٦، وابن ماجه: ۱۵۵۰ (انظر: ٤۸۱۲)

فوائد: ......اس دعا کے لفظ "مِلَّةِ" کی بجائے "سُنَّةِ" کہنا بھی درست ہے اور ایک حدیث میں اس دعا کے یہ الفاظ مذکور ہیں: بِاسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

(۳۲۵۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا هُشَيْمٌ أَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ شَهِدَ جَنَازَةَ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: فَأَظْهَرُوْا الْإِسْتِغْفَارَ، فَلَمْ يُنْكِرْ ذَالِكَ أَنَسٌ، قَالَ هُشَيْمٌ: قَالَ خَالِدٌ فِي حَدِيثِهِ: وَأَدْخَلُوْهُ مِنْ قِبَلِ رِجْلِ الْقَبْرِ، وَقَالَ هُشَيْمٌ مَرَّةً: إِنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ مَاتَ بِالْبَصْرَةِ فَشَهِدَهُ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَأَظْهَرُوْا لَهُ الاسْتِغْفَارَ۔ (مسند احمد: ٤٠٨٠)

''ابن سیرین کہتے ہیں کہ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ ایک انصاری آدمی کے جنازہ میں شریک تھے، لوگوں نے اس کے حق میں بلند آواز سے دعائے مغفرت کی اور سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے ان پر کوئی انکار نہیں کیا۔ خالد راوی نے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے کہا: انہوں نے میت کو قبر کے پاؤں کی طرف سے اتارا تھا۔ اور ہشیم راوی نے ایک مرتبہ اس حدیث کو یوں بیان کیا: بصرہ میں ایک انصاری آدمی فوت ہو گیا تھا، سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بھی اس کے جنازہ میں شریک تھے، لوگوں نے میت کے حق میں باآواز بلند دعائے مغفرت کی تھی۔''

فوائد: ......ہم ''جنازے کے ساتھ آگ لے جانے، چیخ و پکار کرنے اور عورتوں کے جانے کا ممنوع ہونا'' کے باب میں یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ میت کے پاس کون سی آواز منع ہے، نیز میت کو قبر میں اتارنے کی دعا کی بھی وضاحت ہو چکی، اِس حدیث سے مراد اتفاقی طور پر دعائیہ کلمات کی آواز کا بلند ہو جانا ہے۔ اس حدیث میں ایک اور اہم مسئلے کا بیان ہے، جس سے ہمارے ہاں عام طور پر غفلت برتی جا رہی ہے، اور وہ ہے میت کو اس کی قبر کی پاؤں والی سمت سے داخل کرنا، اس کی مرفوع دلیل یہ ہے:

حارث نے یہ وصیت کی تھی کہ سیّدنا عبد اللہ بن یزید رضی اللہ عنہ ان کی نماز جنازہ پڑھائیں، پس انھوں نے نماز جنازہ پڑھائی اور پھر ان کو قبر کے پاؤں والی جانب سے قبر میں داخل کیا اور کہا: هٰذَا مِنَ السُّنَّةِ۔ یعنی: یہ سنت طریقہ ہے۔ (ابوداود: ۳۲۱۱) امام بیہقی نے اپنی سنن میں اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے مروی اس کے شواہد ذکر کیے اور پھر کہا: اہل حجاز میں یہی طریقہ مشہور تھا، پھر انھوں نے دو ایسی احادیث بیان کیں، جن کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبلہ کی جانب سے داخل کیا گیا اور پھر ان کو ضعیف قرار دیا اور حقیقت بھی یہی ہے کہ وہ ضعیف ہیں، امام شافعی رحمہ اللہ نے دوسری حدیث کو اس وجہ سے معلول قرار دیا ہے کہ اس کے متن پر عمل کرنا ناممکن ہے، جیسا کہ انھوں نے اپنی کتاب (''الام'': ۱/ ۲٤۱) میں کہا: مجھے ثقہ لوگوں نے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر گھر میں داخل ہونے والے کی دائیں جانب پڑتی ہے اور دیوار کے ساتھ ملی ہوئی ہے، جس دیوار کے پہلو میں لحد ہے، وہ گھر کے قبلہ کی سمت میں ہے اور اس کے نیچے لحد ہے، اس لیے یہ کیسے ممکن ہے کہ جس طرف سے دیوار ہو، اس طرف سے میت کو داخل

(۳۲۵۹) تخریج:...... اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین (انظر: ٤٠٨٠)

کیا جائے، صرف یہی صورت ممکن رہ جاتی ہے کہ قبر کے پاؤں کی جانب سے اس کو سرکایا جائے یا پھر قبلہ کی مخالف سمت سے داخل کیا جائے، جبکہ کثرتِ موت کی وجہ سے مردوں کی تدفین سمیت ان کے تمام امور ہمارے ہاں مشہور ہوتے ہیں اور ائمہ اور دوسرے با اعتماد لوگ بھی موجود ہوتے ہیں اور یہ امور اتنے عام ہو جاتے ہیں کہ بسا اوقات اصل حدیث ذہن میں ہی نہیں رہتی، جبکہ صورتحال یہ تھی کہ عوام، عوام سے نقل کرتے آرہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور مہاجرین و انصار کی موجودگی میں اس بات میں کوئی اختلاف نہیں تھا کہ میت کو قبر کے پاؤں کی جانب سے سرکایا جائے، پھر دوسرے علاقے سے ایک آنے والا آتا ہے اور وہ ہمیں یہ بتلانا چاہتا ہے کہ ہم میت کو قبر میں کیسے داخل کریں۔

(٣٢٦٠) عَنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: شَهِدْنَا ابْنَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ، فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ، ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ مِنْكُمْ مِنْ رَجُلٍ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ؟)) قَالَ سُرَيْجٌ: يَعْنِي: ذَنْبًا، فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ: أَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((فَانْزِلْ.)) قَالَ: فَنَزَلَ فِي قَبْرِهَا۔ (مسند احمد: ١٣٤١٦)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کی ایک صاحب زادی کے جنازہ میں شریک تھے، آپ ﷺ قبر کے پاس تشریف فرما تھے اور میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم میں کوئی ایسا آدمی ہے، جس نے اِس رات کو (اپنی بیوی سے) ہم بستری نہ کی ہو؟'' سریج نے کہا: اس کا معنی گناہ ہے، سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر اترو۔'' پس وہ ان کی قبر میں اترے۔''

فوائد: ......سریج کا بیان کردہ معنی درست نہیں ہے، جیسا کہ اگلی روایت سے واضح ہو رہا ہے۔

(٣٢٦١) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رُقَيَّةَ رضی اللہ عنہا لَمَّا مَاتَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لا يَدْخُلِ الْقَبْرَ رَجُلٌ قَارَفَ أَهْلَهُ.)) فَلَمْ يَدْخُلْ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ الْقَبْرَ۔ (مسند احمد: ١٣٤٣١)

''سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ جب آپ ﷺ کی بیٹی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے آج رات اپنی بیوی سے ہم بستری کی ہو وہ قبر میں داخل نہ ہو۔'' پس سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ قبر میں داخل نہ ہوئے۔''

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیر محرم اور اجنبی بھی عورت کو دفنا سکتا ہے، کیونکہ سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے بیٹیوں کے لیے اجنبی تھے۔ بہرحال کسی میت کی تدفین کے سب سے زیادہ مستحق اس کے رشتہ دار ہیں، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ﴾ (سورۂ انفال: ٧٥)

(٣٢٦٠) تخريج: ......أخرجه البخاري: ١٢٨٥ (انظر: ١٣٣٨٣)

(٣٢٦١) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط مسلم أخرجه الحاكم: ٤/ ٤٧، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار": ٢٥١٢ (انظر: ١٣٣٩٨)

یعنی: ''اور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ مستحق ہیں۔'' نیز آپ ﷺ کو سیّدنا علی، سیّدنا عباس، سیّدنا فضل اور مولائے رسول سیّدنا صالح رضی اللہ عنہم نے دفنایا تھا، اگر رشتہ دار نہ ہوں یا معذور ہوں تو دوسرے لوگوں کو تعاون کرنا چاہیے۔ نیز یہ بھی پتہ چلا کہ قبر میں اترنے والے کے لیے شرط یہ ہے کہ اس نے گزشتہ رات کو حق زوجیت ادا نہ کیا ہو۔

(٣٢٦٢) عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَحَمَلَ مِنْ عُلُوِّهَا، وَحَثَا فِی قَبْرِهَا، وَقَعَدَ حَتّٰی يُؤْذَنَ لَهُ آبَ بِقِيْرَاطَيْنِ مِنَ الْأَجْرِ، كُلُّ قِيْرَاطٍ مِثْلُ أُحُدٍ.)) (مسند احمد: ١٠٨٨٧)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص میت کی چارپائی اٹھانے کے وقت سے اس کے ساتھ رہتا ہے اور قبر میں مٹی بھی ڈالتا ہے اور اس وقت تک ساتھ رہتا ہے کہ دفن کے بعد اسے واپسی کی اجازت دے دی جاتی ہے تو وہ اجر کے دو قیراط لے کر واپس ہوتا ہے اور ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوتا ہے۔''

فوائد: ......''مِنْ عُلُوِّهَا'' کا مرادی معنی ''مِنْ اِبْتِدَائِهَا'' ہے، یعنی شروع سے اس کے ساتھ رہتا ہے، ویسے اس لفظ میں میت کی چارپائی کندھوں پر اٹھانے کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔

اَلدَّفْنُ لَيْلًا وَبَيَانُ الْاَوْقَاتِ الْمَنْهِيِّ عَنِ الدَّفْنِ فِيْهَا

میت کو رات کو دفن کرنے کا اور ان اوقات کا بیان جن میں تدفین منع ہے

(٣٢٦٣) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِیِّ ﷺ قَالَ: تُوُفِّیَ رَجُلٌ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَنِی عُذْرَةَ فَقُبِرَ لَيْلًا، فَنَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُقْبَرَ الرَّجُلُ لَيْلًا حَتّٰی يُصَلّٰی عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ يَضْطَرُّوْا إِلٰی ذَالِكَ۔ (مسند احمد: ١٥٣٦١)

''سیّدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بنو عذرہ خاندان کا ایک آدمی رات کو فوت ہوا اور اسے رات کو ہی دفن کر دیا گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے رات کو دفن کرنے سے منع فرما دیا، جب تک اس کی نماز جنازہ ادا نہ کر لی جائے، الا یہ کہ لوگ (رات کو دفن) کرنے پر مجبور ہو جائیں۔''

فوائد: ......سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی کا ذکر کیا، وہ فوت ہو گیا تھا، اسے ردی سا کفن دے کر رات کو دفن کر دیا گیا، پھر آپ ﷺ نے اس سے ڈانٹ دیا کہ بندے کو رات کو دفن کیا جائے، جب تک اس کی نماز جنازہ ادا نہ کر لی جائے، الا یہ کہ کوئی آدمی ایسا کرنے پر مجبور ہو جائے۔ (صحیح مسلم)

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے رات کو ایک آدمی کو قبر میں داخل کیا اور اس کی قبر میں چراغ جلایا۔ (ترمذی، ابن ماجه)

(٣٢٦٢) تخريج: ......حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف لجهالة عبد الله بن هرمز (انظر: ١٠٨٧٥)
(٣٢٦٣) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٩٤٣ (انظر: ١٤١٤٥، ١٥٢٨٧)

مذکورہ بالا اور دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کو دفن کرنے سے منع کرنے کے دو اسباب نمازیوں کی قلت اور کفن کا ردّی ہونا ہے، اگر یہ دو وجوہات نہ پائی جاتی ہوں تو رات کو دفن کرنا بھی بلا کراہت جائز ہے، اور اگر کوئی مجبوری ہو تو پھر کسی وجہ اور سبب کو مدنظر رکھے بغیر رات کو ہی دفن کر لینا چاہیے، مثلا میت کے متغیر ہونے کا خطرہ، دشمن کا ڈر، گرمی کی شدت وغیرہ۔ احادیث و واقعات کے مطابق رات کو دفن کرنے کے جتنے واقعات پیش آئے، ان کو ان ہی صورتوں پر محمول کیا جائے گا۔

(٣٢٦٤) عَنْ عَائِشَةَ ﷺ قَالَتْ: مَا عَلِمْنَا بِدَفْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى سَمِعْتُ صَوْتَ الْمَسَاحِي مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ لَيْلَةَ الْأَرْبِعَاءِ، قَالَ مُحَمَّدٌ، وَالْمَسَاحِي الْمَرُوْرُ۔ (مسند احمد: ٢٤٨٣٧)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہمیں تو رسول اللہ ﷺ کے دفن ہو جانے کا اس وقت علم ہوا کہ جب نے بدھ والی رات کے آخری حصے میں بیلچوں وغیرہ کی آوازیں سنیں۔ محمد بن اسحاق کہتے ہیں: ''اَلْمَسَاحِیْ'' کا معنی بیلچہ ہے۔''

فوائد: ......لفظ ''اَلْمَسَاحِیْ'' کے یہ دو معنی بیان کیے گئے ہیں، ممکن ہے کہ ابن اسحاق کی مراد بیلچوں وغیرہ کی آواز ہو، بہرحال مفہوم ایک ہی بنتا ہے۔

(٣٢٦٥) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ ﷺ قَالَ: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ يَنْهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نُصَلِّيَ فِيْهَا أَوْ أَنْ نَقْبُرَ فِيْهِنَّ مَوْتَانَا: حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتّٰى تَرْتَفِعَ، وَحِيْنَ يَقُوْمُ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ حَتّٰى تَمِيْلَ الشَّمْس، وَحِيْنَ تَضَيَّفُ لِلْغُرُوْبِ حَتّٰى تَغْرُبَ۔ (مسند احمد: ١٧٥١٢)

''سیّدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ان تین اوقات میں نماز پڑھنے اور مردوں کو دفن کرنے سے منع فرمایا: (۱) جب سورج طلوع ہو رہا ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ بلند ہو جائے، (۲) جب دوپہر کے وقت کھڑا ہو جانے والا کھڑا ہو جائے، یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے، اور (۳) جب سورج غروب ہونے کے لیے جھک جائے، یہاں تک کہ وہ غروب ہو جائے۔''

فوائد: ......دوسری صورت سے مراد زوال کا وقت ہے، جب سورج کے وسطِ آسمان میں پہنچ جانے کی وجہ سے بظاہر کسی چیز کا سایہ مغرب اور مشرق کی طرف نظر نہیں آ رہا ہوتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز فجر اور نماز عصر کے بعد نماز جنازہ جیسی سببی نماز پڑھنا درست ہے۔ ذہن نشین رہنا چاہیے کہ طلوع آفتاب کی تکمیل کے بعد کراہت کا وقت ختم ہو جاتا ہے، جیسا کہ بعض احادیث میں عمومی طور پر اس کا ذکر کیا گیا ہے، اس مسئلے میں درج ذیل تفصیل کو سامنے رکھا جائے: سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی درج بالا حدیث، جس میں سورج کے بلند ہو جانے کا ذکر ہے۔ سیّدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ

(٣٢٦٤) تخریج: ......حدیث محتمل للتحسین أخرجه ابن ابی شیبة: ٣/ ٣٤٧ (انظر: ٢٤٣٣٣)
(٣٢٦٥) تخریج: ......أخرجه مسلم: ٨٣١ (انظر: ١٧٣٧٧)

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((...... ثُمَّ اقْصِرْ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَتَرْتَفِعَ قِیْسَ رُمْحٍ اَوْ رُمْحَیْنِ...... .)) (ابوداود) یعنی: ''...... پھر نماز ادا کرنے سے رک جا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور ایک دو نیزے بلند ہو جائے۔''

سیّدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر بحث کرتے ہوئے شارح ابوداود علامہ عظیم آبادی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''فَتَرْتَفِعَ قِیْسَ رُمْحٍ ......'' کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ کراہت کا وقت صرف سورج کے طلوع ہونے سے ختم نہیں ہوتا، بلکہ اس کا بلند ہونا ضروری ہے، صحیح بخاری میں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ والی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ((حَتّٰی تَشْرُقَ الشَّمْسُ)) یعنی: ''یہاں تک کہ سورج روشن ہو جائے (چمکنے لگے)۔'' اور صحیح مسلم میں سیّدنا عقبہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((حَتّٰی تَشْرُقَ الشَّمْسُ بَازِغَةً .)) ان روایات سے معلوم ہوا کہ طلوع سے صرف سورج کا ظاہر ہونا مراد نہیں، بلکہ اس کا بلند ہونا اور روشن ہونا ہے۔ قاضی عیاض نے بھی یہی بات ذکر کی، جبکہ امام نووی نے کہا: اگر مختلف روایات کو جمع کیا جائے تو یہی بات متعین ہوگی کہ سورج بلند ہونے تک کراہت کا وقت قائم رہتا ہے۔ (عون المعبود: ٢/٦٣٨)

تو ان احادیث کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ نفلی نماز کا آغاز طلوعِ آفتاب کے فوراً بعد نہیں کرنا چاہیے، بلکہ سورج کے ایک دو نیزے بلند ہونے کا انتظار کیا جائے۔

تَسْوِیَةُ الْقُبُوْرِ وَرَشُّ الْمَاءِ عَلَیْهَا وَتَسْنِیْمُهَا لِتُعْرَفَ

قبروں کو برابر کرنا، ان پر پانی چھڑکنا اور ان کو کوہان نما بنانا تا کہ ان کو پہچانا جا سکے

(٣٢٦٦) عَنْ أَبِی مُحَمَّدٍ عَنِ الْهُذَلِیِّ عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی جَنَازَةٍ، فَقَالَ: ((أَیُّكُمْ یَنْطَلِقُ إِلَى الْمَدِیْنَةِ، فَلَا یَدَعُ بِهَا وَثَنًا إِلَّا كَسَرَهُ وَلَا قَبْرًا إِلَّا سَوَّاهُ وَلَا صُوْرَةً إِلَّا لَطَخَهَا؟)) فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَانْطَلَقَ فَهَابَ أَهْلَ الْمَدِیْنَةِ فَرَجَعَ، فَقَالَ عَلِیٌّ: أَنَا أَنْطَلِقُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: فَانْطَلَقَ، ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَمْ أَدَعْ بِهَا وَثَنًا إِلَّا كَسَرْتُهُ وَلَا قَبْرًا إِلَّا سَوَّیْتُهُ، وَلَا

''ابومحمد ہذلی، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ میں شریک تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے وہ کون ہے جو مدینہ جائے اور وہاں جا کر ہر بت کو توڑ دے، ہر قبر کو برابر کر دے اور ہر تصویر کو مسخ کر دے؟'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں یہ کام کروں گا، پھر وہ چلا تو گیا، لیکن مدینہ والوں سے ڈر کر واپس آ گیا۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس کام کے لیے جاتا ہوں، پھر وہ چلے گئے اور واپس آ کر کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے ہر بت کو توڑ ڈالا، ہر قبر کو برابر کر دیا اور ہر تصویر کو مسخ کر دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(٣٢٦٦) تخریج: ......اسنادہ ضعیف، ابو محمد الهذلی لایعرف أخرجه الطیالسی: ٩٦، وابویعلی: ٥٠٦ (انظر: ٦٥٧)

صُوْرَةً إِلَّا لَطَخْتُهَا، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ عَادَ لِصَنْعَةِ شَيْءٍ مِنْ هٰذَا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ.)) ثُمَّ قَالَ: ((لَا تَكُوْنَنَّ فَتَّانًا وَلَا مُخْتَالًا وَلَا تَاجِرًا إِلَّا تَاجِرَ خَيْرٍ، فَإِنَّ أُولٰئِكَ هُمُ الْمَسْبُوْقُوْنَ بِالْعَمَلِ.)) (مسند احمد: ٦٥٧)

''جس نے دوبارہ اس قسم کا کوئی کام کیا تو اس نے اس دین کا انکار کر دیا جو محمد ﷺ پر نازل ہوا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم فتنہ باز اور متکبر نہ بننا اور تاجر بھی نہ بننا، الا یہ کہ خیر کا تاجر ہو، کیونکہ یہ لوگ (اچھے) عمل میں پیچھے رہ جائیں گے۔''

(٣٢٦٧) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَنْ يُسَوِّيَ كُلَّ قَبْرٍ وَأَنْ يَلْطَخَ كُلَّ صَنَمٍ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي أَكْرَهُ أَنْ أَدْخُلَ بُيُوْتَ قَوْمِي، قَالَ: فَأَرْسَلَنِي، فَلَمَّا جِئْتُ، قَالَ: ((يَا عَلِيُّ! لَا تَكُوْنَنَّ فَتَّانًا، وَلَا مُخْتَالًا وَلَا تَاجِرًا إِلَّا تَاجِرَ خَيْرٍ فَإِنَّ أُولٰئِكَ مُسَوِّفُوْنَ أَوْ مَسْبُوْقُوْنَ فِي الْعَمَلِ)) (مسند احمد: ١١٧٦)

''سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہر قبر کو برابر کرنے اور ہر بت کو توڑ ڈالنے کے لیے ایک انصاری کو بھیجا، لیکن اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنی قوم کے گھروں کے اندر داخل ہونے کو ناپسند کرتا ہوں۔ اس لیے آپ ﷺ نے مجھے بلا بھیجا، جب میں آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''علی! تم فتنہ باز اور متکبر نہ بننا اور نہ ہی تاجر بننا، الا یہ کہ خیر کا تاجر ہو، یہ لوگ عمل میں ٹال مٹول کرنے والے ہیں یا دوسروں سے پیچھے رہ جائیں گے۔''

فوائد:...... یعنی آج کرتے ہیں، کل کر لیں گے، بس کر ہی لیں گے۔ وہ یہی باتیں کرتے کرتے وقت گزار دیتے ہیں، ان کو کام کرنے کی توفیق نہیں ملتی۔ یہ بڑا خطرناک انداز ہے، جس کا نتیجہ محرومی ہی ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس انداز سے بچائے۔ (آمین) نیکی کے کام جلد اور اول فرصت میں کرنے کی عادت بنانی چاہیے۔ (عبداللہ رفیق)

(٣٢٦٨) عَنْ جَرِيْرِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ قَالَ لِأَبِيْهِ: لَأَبْعَثَنَّكَ فِيْ مَا بَعَثَنِي فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أُسَوِّيَ كُلَّ قَبْرٍ وَأَنْ أَطْمِسَ كُلَّ صَنَمٍ۔ (مسند احمد: ٨٨٩)

''جناب حیان کہتے ہیں: سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: میں تمہیں ایک ایسے کام کے لیے بھیجوں گا کہ جس کے لیے رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا، اور وہ یہ تھا کہ میں ہر قبر کو برابر کر دوں اور ہر بت کو توڑ ڈالوں۔''

فوائد: ......اس سلسلے میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی درج ذیل روایت صحیح ہے: ابو ہیاج اسدی کہتے ہیں:

(٣٢٦٧) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

(٣٢٦٨) تخريج: ......اسناده ضعيف جدا، يونس بن خباب كذبه يحيى بن سعيد، وقال ابن معين: رجل سوء ضعيف، وقال البخاري: منكر الحديث۔ أخرجه البزار: ٩١١ (انظر: ٦٨٣، ٨٨٩)

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: اَبْعَثُكَ عَلٰى مَا بَعَثَنِیْ عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّیْتَهُ۔ (صحیح مسلم: ٩٦٩) یعنی: کیا میں تجھے ایسا کام کرنے کے لیے بھیج دوں، جس کی طرف رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا؟ کہ تو کسی تصویر کو نہ چھوڑے، مگر اس کو مٹا دے اور کسی اونچی قبر کو نہ چھوڑے، مگر اس کو برابر کر دے۔ اس سے مراد وہ قبریں ہیں، جن کو خاص مقاصد کی وجہ سے ضرورت سے زیادہ اونچا کر دیا جاتا ہے۔ قبر کتنی اونچی ہونی چاہیے؟ اس کے بارے میں یہ مسلک راجح نظر آتا ہے کہ جو مٹی اس میں سے نکلتی ہے، وہ اس پر ڈال کر اس کو کوہان نما بنا دیا جائے۔

(٣٢٦٩) عَنْ ثُمَامَةَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ فَضَالَةَ بْنِ عُبَیْدِ الْاَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ اِلٰى اَرْضِ الرُّوْمِ، وَكَانَ عَامِلًا لِمُعَاوِیَةَ عَلَى الدَّرْبِ، فَاُصِیْبَ ابْنُ عَمٍّ لَنَا، فَصَلّٰى عَلَیْهِ فَضَالَةُ رضی اللہ عنہ وَقَامَ عَلٰى حُفْرَتِهِ، حَتّٰى وَارَاهُ فَلَمَّا سَوَّیْنَا عَلَیْهِ حُفْرَتَهُ، قَالَ: اَخِفُّوْا عَنْهُ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ یَاْمُرُنَا بِتَسْوِیَةِ الْقُبُوْرِ۔ (مسند احمد: ٢٤٤٣١)

''ثمامہ ہمدانی کہتے ہیں: ہم سیّدنا فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ کے ہمراہ روم کی طرف نکلے، وہ وہاں سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے درب کے حاکم تھے، ہوا یوں کہ ہمارا ایک چچا زاد بھائی فوت ہو گیا، سیّدنا فضالہ رضی اللہ عنہ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس وقت تک اس کی قبر پر کھڑے رہے تا آنکہ اس کو دفن کر دیا، جب ہم نے (مٹی ڈال کر) اس کا گڑھا برابر کرنے لگے تو انھوں نے کہا: ذرا مٹی کم ڈالو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ ہمیں قبر کو زمین کے برابر کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔''

(٣٢٧٠) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) قَالَ: غَزَوْنَا اَرْضَ الرُّوْمِ وَعَلٰى ذَالِكَ الْجَیْشِ فَضَالَةُ بْنُ عُبَیْدِ الْاَنْصَارِیُّ رضی اللہ عنہ فَذَكَرَ الْحَدِیْثَ، فَقَالَ فَضَالَةُ: خَفِّفُوْا فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَاْمُرُ بِتَسْوِیَةِ الْقُبُوْرِ۔ (مسند احمد: ٢٤٤٣٣)

''(دوسری سند) ثمامہ کہتے ہیں: ہم نے روم کے علاقے والوں سے جہاد کیا، اس لشکر کے امیر سیّدنا فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ تھے...... سارا واقعہ بیان کیا...... سیّدنا فضالہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مٹی تھوڑی ڈالو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ حکم دیتے ہوئے سنا تھا کہ قبروں کو زمین کے برابر کر دیا جائے۔''

(٣٢٧١) (وَمِنْ طَرِیْقٍ ثَالِثٍ) عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِیْبٍ اَنَّ اَبَا عَلِیٍّ الْهَمْدَانِیَّ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ

''(تیسری سند) ابو علی ثمامہ ہمدانی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے سیّدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ مسلمانوں کی قبروں

(٣٢٦٩) تخریج: ......أخرجه مسلم: ٩٦٨ (انظر: ٢٣٩٣٤)

(٣٢٧٠) تخریج: ......انظر الحدیث بالطریق الاول

(٣٢٧١) تخریج: ......حدیث صحیح، وهذا اسناد ضعیف، عبد الله بن لهیعة سیء الحفظ، وانظر الحدیث بالطریق الاول أخرجه الطبرانی فی "الكبیر": ١٨/ ٨١٠، وفی "الاوسط": ٣١٨٨ (انظر: ٢٣٩٥٩)

رَأَى فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ رضی اللہ عنہ أَمَرَ بِقُبُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَسُوِّيَتْ بِأَرْضِ الرُّوْمِ وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: سَوُّوْا قُبُوْرَكُمْ بِالْأَرْضِ۔ (مسند احمد: ٢٤٤٥٩)

کو زمین کے برابر کر دینے کا حکم دیتے تھے، چنانچہ روم کے علاقے میں مسلمانوں کی قبروں کو زمین کے برابر کر دیا گیا۔ پھر انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ''تم اپنی قبروں کو زمین کے برابر کر دیا کرو۔''

فوائد: ……اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ قبر کو زمین سے بلند کر کے بنایا جائے گا اور اسے زمین کے بالکل برابر نہیں کیا جائے گا، تا کہ اس کی حفاظت ہوتی رہے اور اس کی توہین نہ ہونے پائے۔ تو پھر سیّدنا فضالہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ اس حدیث اور اس سے ان کے کیے ہوئے استدلال کا کیا بنے گا؟ اس کے مختلف جوابات ہیں: (۱) آپ ﷺ کے اس فرمان کا تعلق غیر شرعی اونچی قبروں سے تھا، جیسا کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں گزر چکا ہے، لیکن سیّدنا فضالہ رضی اللہ عنہ نے اس کو عام سمجھ لیا اور (۲) یہ بھی ممکن ہے کہ قبروں کو زمین کے برابر کر دینے کا معنی یہ ہو کہ ان کو کم بلند رکھا جائے۔ قبر کے بارے میں مزید احادیث:

سفیان تمار کہتے ہیں: رَأَيْتُ قَبْرَ النَّبِيِّ ﷺ مُسَنَّمًا۔ (صحیح بخاری) یعنی: میں نے نبی کریم ﷺ کی قبر دیکھی، وہ کوہان نما تھی۔

قاسم کہتے ہیں: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور کہا: امی جان! مجھے نبی کریم ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھیوں کی قبریں دکھاؤ، فَكَشَفَتْ لِيْ عَنْ ثَلَاثَةِ قُبُوْرٍ لَا مُشْرِفَةٍ وَلَا لَاطِئَةٍ، مَبْطُوْحَةٍ بِبَطْحَاءِ الْعَرْصَةِ الْحَمْرَاءِ۔ پس انھوں نے مجھے تینوں قبریں دکھائیں، وہ نہ تو زیادہ بلند تھیں اور نہ (زمین کے) برابر اور ان پر سرخ میدان کی کنکریاں بچھی ہوئی تھیں۔ (ابو داود: ۳۲۲۰)

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے لیے لحد بنایا گیا اور کچی اینٹوں سے چنائی کی گئی اور آپ ﷺ کی قبر زمین سے تقریبا ایک بالشت بلند رکھی گئی۔ (صحیح ابن حبان: ۲۱۶۰، سنن بیھقی: ۳/ ۴۱۰)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: اس کی مزید تائید ان احادیث سے بھی ہوتی ہے، جن کے مطابق قبر سے نکلنے والی مٹی سے زیادہ مٹی ڈالنے سے منع کیا گیا ہے، یہ بات تو یقینی ہے کہ تدفین کے بعد قبر پر وہ مٹی باقی رہے گی، جو لحد سے نکلی تھی، کیونکہ اس میں تو میت کو رکھ دیا جاتا ہے، اور اس مٹی سے تقریبا قبر ایک بالشت ہی بلند ہوتی ہے۔ (احکام الجنائز: ص ۱۵۴)

بعض علاقوں میں لحد یا شق سے نکلنے والی مٹی زیادہ ہوتی ہے، اس ضمن میں مٹی کی کیفیت بھی مختلف ہو سکتی ہے، کیونکہ پہلے تو وہ جمی ہوئی ہوتی ہے، لیکن جب اسے کھود کر دوبارہ قبر پر ڈالا جاتا ہے تو اس کا حجم بڑھ جاتا ہے، لیکن چند دنوں کے بعد یا بارش کی وجہ سے وہ پھر دب جاتی ہے، اس لیے یہ زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قبر سے جو مٹی نکلے، اسے قبر پر ڈال دیا جائے۔ درج ذیل حدیث ِ مبارکہ اسی مفہوم پر دلالت کرتی ہے:

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُبْنٰى عَلَى الْقَبْرِ أَوْ يُزَادَ عَلَيْهِ……۔ یعنی:

رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ قبر پر عمارت بنائی جائے یا اس پر (اس سے نکلنے والی مٹی کے علاوہ) مزید مٹی ڈالی جائے۔ (سنن نسائی: ۲۰۲۷) امام بیہقی نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے: باب لایزاد علی القبر اکثر من ترابہ لئلا یرتفع ، یعنی: قبر سے نکلنے والی مٹی کے علاوہ اور زیادہ مٹی نہ ڈالی جائے، تاکہ وہ اونچی نہ ہو جائے)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدٍ - يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ - ، عَنْ أَبِيْهِ مُرْسَلًا: رَشَّ عَلٰى قَبْرِ إِبْنِهِ إِبْرَاهِيْمَ الْمَاءَ۔ (مراسیل ابی داود: ۴۲۴/۳۰۴، سنن بیھقی: ۳/۴۱۱، صحیحه: ۳۰۴۵، شیخ البانی نے اس کے شواہد کا ذکر کیا ہے۔) عبداللہ بن محمد بن ابن عمر اپنے باپ سے مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے بیٹے سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر پر پانی چھڑکا۔

اَلنَّهْيُ عَنِ الْبِنَاءِ عَلَى الْقُبُوْرِ وَتَقْصِيْصِهَا وَالْجُلُوْسِ عَلَيْهَا وَالصَّلَاةِ إِلَيْهَا وَمَا جَاءَ فِيْ كَسْرِ عَظْمِ الْمَيِّتِ وَالْمَشْيِ بَيْنَ الْقُبُوْرِ بِالنَّعْلِ

قبروں کے اوپر عمارت بنانے، ان کو چونا گچ کرنے، ان کے اوپر بیٹھنے اور ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت کا بیان اور میت کی ہڈی توڑنے اور جوتے پہن کر قبروں کے درمیان چلنے (کے جواز یا عدم جواز) کا بیان

(۳۲۷۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: سَمِعْتُ ﷺ يَنْهَى أَنْ يُقْعَدَ عَلَى الْقَبْرِ وَأَنْ يُقَصَّصَ أَوْ يُبْنٰى عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ۱۴۱۹۵)

''سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو قبر پر بیٹھنے، اسے چونا گچ کرنے اور اس پر عمارت بنانے سے منع کرتے ہوئے سنا۔''

(۳۲۷۳) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُبْنٰى عَلَى الْقَبْرِ وَأَنْ يُجَصَّصَ۔ (مسند احمد: ۲۷۰۹۰)

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر پر عمارت بنانے اور اسے چونا گچ کرنے سے منع فرمایا۔''

فوائد: ...... ترمذی کی روایت میں یہ الفاظ بھی مذکور ہیں: ((...... وَأَنْ يُكْتَبَ عَلَيْهِ......)) یعنی: اور قبر پر لکھنے سے بھی منع فرمایا۔ سنن نسائی کی ایک روایت میں بھی قبر پر لکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ قبر پر لکھنا بھی منع ہے، لیکن اس وقت قبروں کو اونچا بنانا، پکا کرنا، ان پر لکھنا، سنگ مرمر کی تختیاں لگانا، بار بار ان کی مرمت کرنا، ان کے اوپر کمرے بنانا، قبروں پر بیٹھنا، ان میں بلکہ ان پر جوتوں سمیت چلنا، یہ امور عام ہو چکے ہیں، اس طرح کئی احادیث مبارکہ کی مخالفت ہو رہی ہے۔ البتہ قبر کی شناخت کے لیے لکھنے کے علاوہ کوئی اور علامت لگائی جا سکتی ہے، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے:

(۳۲۷۲) تخریج: ...... أخرجه مسلم: ۹۷۰ (انظر: ۱۴۱۴۸)

(۳۲۷۳) تخریج: ...... حديث صحيح لغيره، وهذا اسناد اختلف فيه على ابن لهيعة (انظر: ۲۶۵۵۵)

سیّدنا مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہے: جب سیّدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اور ان کو دفنا دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو ایک پتھر لانے کا حکم دیا، لیکن جب وہ نہ اٹھا سکا تو رسول اللہ ﷺ خود کھڑے ہوئے اور اپنے بازوؤں سے کپڑا ہٹایا، پھر اس پتھر کو اٹھا کر ان کی قبر کے سر کی جانب رکھا اور فرمایا: ((اَتَعَلَّمُ بِهَا قَبْرَ اَخِيْ، وَاَدْفِنُ اِلَيْهِ مَنْ مَاتَ مِنْ اَهْلِيْ.)) یعنی: ''اس کے ذریعے میں اپنے بھائی (عثمان بن مظعون) کی قبر کو پہچانوں گا اور اپنے خاندان میں سے فوت ہونے والوں کو یہاں دفن کروں گا۔'' (ابو داود: ۳۲۰۶)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قبرستان میں کسی خاندان کے لیے جگہ مختص کی جا سکتی ہے۔

(۳۲۷٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَأَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِيَابَهُ حَتَّى تُفْضِيَ إِلَى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرٍ۔ (وَفِي لَفْظٍ) خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَطَأَ عَلَى قَبْرِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ.)) (مسند احمد: ۸۰۹۳)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کوئی آدمی آگ کے انگارے پر بیٹھ جائے اور وہ اس کے کپڑے جلا کر اس کے چمڑے تک جا پہنچے، تو یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی قبر پر بیٹھے۔ ایک روایت میں ہے: یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی مسلمان کی قبر کو روندے۔''

(۳۲۷۵) عَنْ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيِّ رضی اللہ عنہ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تُصَلُّوْا إِلَى الْقُبُوْرِ وَلَا تَجْلِسُوْا عَلَيْهَا (وَفِي لَفْظٍ) لَا تَجْلِسُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوْا عَلَيْهَا.)) (مسند احمد: ۱۷۳٤۷)

''سیّدنا ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبروں کی طرف رخ کر کے نہ نماز پڑھو اور نہ ان پر بیٹھو۔'' ایک روایت میں ہے: ''نہ تم قبروں پر بیٹھا کرو اور نہ ان پر نماز پڑھا کرو۔''

(۳۲۷٦) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهِ وَهُوَ حَيٌّ)) قَالَ: يَرَوْنَ أَنَّهُ فِي الْإِثْمِ، قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَظُنُّهُ قَوْلَ دَاوُدَ۔ (مسند احمد: ۲۵۸۷۰)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میت کی ہڈی کو توڑنا ایسے ہی ہے، جیسے زندہ کی ہڈی توڑی جائے۔'' اہل علم کا خیال ہے کہ (اس حدیث کا تعلق ہڈی توڑنے) کے گناہ سے ہے، عبد الرزاق نے کہا: میرا خیال ہے کہ یہ داود بن قیس کا قول ہے۔''

(۳۲۷٤) تخريج: ......أخرجه مسلم: ۹۷۱ (انظر: ۸۱۰۸)

(۳۲۷۵) تخريج: ......أخرجه مسلم: ۹۷۲ (انظر: ۱۷۲۱۵)

(۳۲۷٦) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الثاني

(۳۲۷۷)(وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ كَسْرَ عَظْمِ الْمُؤْمِنِ مَيِّتًا مِثْلُ كَسْرِهِ حَيًّا.)) (مسند احمد: ۲٤۸۱۲)

''(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فوت شدہ مومن کی ہڈی توڑنا ایسے ہی ہے جیسے زندگی میں اس کی ہڈی توڑی جائے۔''

فوائد: ......اس حدیث کا تعلق میت کے احترام سے ہے، جس کی بے حرمتی کا لازمی نتیجہ گناہ ہے، بہرحال میت کی ہڈی توڑنے سے قصاص یا دیت واجب نہیں ہوتی۔

(۳۲۷۸) عَنْ بَشِيْرِ بْنِ الْخَصَاصِيَةِ ؓ، بَشِيْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: كُنْتُ أُمَاشِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ آخِذًا بِيَدِهِ فَقَالَ لِي: ((يَا ابْنَ الْخَصَاصِيَةِ! مَا أَصْبَحْتَ تَنْقِمُ عَلَى اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى. أَصْبَحْتَ تُمَاشِي رَسُوْلَهُ)) قَالَ أَحْسَبُهُ قَالَ آخِذًا بِيَدِهِ، قَالَ: قُلْتُ: مَا أَصْبَحْتُ أَنْقِمُ عَلَى اللّٰهِ شَيْئًا، قَدْ أَعْطَانِي اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ خَيْرٍ، قَالَ: فَأَتَيْنَا عَلَى قُبُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ، فَقَالَ: لَقَدْ سَبَقَ هٰؤُلَاءِ خَيْرًا كَثِيْرًا)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ أَتَيْنَا عَلَى قُبُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ، فَقَالَ: ((لَقَدْ أَدْرَكَ هٰؤُلَاءِ خَيْرًا كَثِيْرًا)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَقُوْلُهَا، قَالَ: فَبَصُرَ بِرَجُلٍ يَمْشِي بَيْنَ الْمَقَابِرِ فِي نَعْلَيْهِ، فَقَالَ: ((وَيْحَكَ، يَا صَاحِبَ السِّبْتِيَّتَيْنِ! أَلْقِ سِبْتِيَّتَيْكَ)) مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا۔ فَنَظَرَ الرَّجُلُ، فَلَمَّا رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَلَعَ نَعْلَيْهِ۔ (مسند احمد: ۲۱۰٦۸)

''سیدنا بشیر بن خصاصہ ؓ، رسول اللہ ﷺ کا رکھا ہوا نام بشیر، سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑے آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''خصاصیہ کے بیٹے! تم اللہ تعالیٰ پر کسی چیز کا عیب لگاتے ہو، حالانکہ تم اس کے رسول کے ساتھ چل رہے ہو اور تم نے ان کا ہاتھ بھی تھام رکھا ہے؟'' میں نے کہا: میں اللہ تعالیٰ پر کس چیز کا عیب لگا سکتا ہوں، جبکہ اس نے تو مجھے ہر قسم کی خیر عطا کر رکھی ہے۔ اتنے میں ہم مشرکوں کی قبروں تک جا پہنچے، ان کو دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ لوگ بڑی بھلائی کو (پیچھے چھوڑ کر) آگے نکل گئے ہیں۔'' آپ ﷺ نے یہ بات تین بار ارشاد فرمائی، اس کے بعد ہم مسلمانوں کی قبروں کے پاس پہنچ گئے، ان کو دیکھ کر آپ ﷺ نے تین بار فرمایا: ''ان لوگوں نے (اسلام قبول کر کے) بہت زیادہ بھلائی پائی ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو جوتوں سمیت قبروں میں چلتے ہوئے دیکھا اور اسے فرمایا: ''اے سبتی جوتوں والے! تو ہلاک ہو جائے! اپنے جوتوں کو اتار دے۔'' آپ ﷺ نے دو یا تین بار یہ بات

(۳۲۷۷)تخريج: ......صحيح أخرجه ابوداود: ۳۲۰۷، وابن ماجه: ۱٦۱٦ (انظر: ۲٤۳۰۸)

(۳۲۷۸) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ۳۲۳۰، وابن ماجه: ۱۵٦۸، والنسائي: ٤/ ۹٦ (انظر: ۲۲۰۷۸۷)

ارشاد فرمائی، جب اس آدمی نے دیکھا اور رسول اللہ ﷺ پر اس کی نظر پڑھی تو اس نے اپنے جوتے اتار دیئے۔''

فوائد: ...... ''سِبْت'' گائے کے اس چمڑے کو کہتے ہیں، جس کو قرظ یا سلم کے درخت کے پتوں سے رنگا گیا ہو اور اس کے بال اتارے نہ گئے ہوں۔ اس چمڑے سے بنائے گئے جوتوں کو ''نِعَال سِبْتِیَة'' کہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے قبروں کے احترام کی خاطر اس شخص کو جوتے اتار دینے کا حکم دیا تھا۔ سیّدنا بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ کا سابقہ نام ''زحم'' تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر کے بشیر رکھا تھا، اس لیے ان کو آپ ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہوئے ''بشیرِ رسول'' کہا جاتا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبرستان میں جوتوں سمیت نہیں چلنا چاہیے، قبروں کے احترام کی خاطر یہ حکم دیا گیا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ممکن ہے کہ اس شخص کے جوتے میں گندگی لگی ہوئی ہو یا وہ متکبرانہ چال چل رہا ہو یا خاص کر سبتی جوتوں کی وجہ ہو۔ لیکن یہ سارے احتمالات بلا دلیل ہیں اور حدیث کے ظاہری مفہوم کے مخالف ہیں۔

قبرستان میں فوت شدگان کے لیے دعا کرنے، قبروں کی زیارت کرنے وغیرہ کے لیے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جانا عام تھا، زیادہ قبور کے آداب کے حوالہ سے اس مسئلہ کے متعلق زیر مطالعہ حدیث کے علاوہ کوئی حدیث منقول نہیں۔ یہ ایک خاص واقعہ ہے، اس مسئلہ کا تعلق عموم بلویٰ کے ساتھ ہے۔ پھر بھی آپ اور صحابہ سے قبرستان میں جوتے اتارنے کے تذکرہ نہ ہونے سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جوتے اتارنے کی بات نبی کریم ﷺ نے کسی خاص پس منظر میں کی ہے نہ کہ اس لیے کہ قبرستان میں جوتے پہن کر جانا ناجائز ہے۔ (عبداللہ رفیق)

(۳۲۷۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ سُفْيَانُ يَرْفَعُهُ، قَالَ: ((إِنَّ الْمَيِّتَ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ، إِذَا وَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ)) (مسند احمد: ۹۷٤۰)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب لوگ میت کو دفن کے بعد واپس جاتے ہیں تو میت ان لوگوں کے جوتوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے۔''

(۳۲۸۰) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكَ رضي الله عنه أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلّٰى عَنْهُ أَصْحَابُهُ حَتّٰى إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے دوست اسے چھوڑ کر واپس جاتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی

(۳۲۷۹) تخريج: ...... صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ابی شيبة: ۳/ ۳۷۸، والبزار: ۸۷۳، وابن حبان: ۳۱۱۸ (انظر: ۹۷٤۲)

(۳۲۸۰) تخريج: ...... أخرجه البخاری: ۱۳۳۸، ۱۳۷٤، ومسلم: ۲۸۷۰ (انظر: ۱۲۲۷۱)

نِـعَـالِهِـمْ أَتَـاهُ مَـلَـكَانِ فَيُقْعِدَانِـهِ...... .)) الْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ١٢٢٩٦)

آواز سنتا ہے، پھر اس کے پاس دو فرشتے آ کر اسے بٹھا دیتے ہیں......۔''

فوائد: ...... یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ میت کا جوتوں کی آواز سننا، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جوتے پہن کر قبروں پر یا ان کے درمیان میں چلنا جائز ہے، لہٰذا ان دو احادیث کا اس حدیث سے کوئی تعارض نہیں ہے، جس میں جوتے پہن کر قبرستان میں چلنے سے منع کیا گیا ہے، جبکہ یہ حدیث ممانعت میں واضح بھی ہے۔

تَعْزِيَةُ الْمُصَاب وَثَوَابُ صَبْرِهٖ وَأَمْرُهُ بِهٖ وَمَا يُقَالُ لِذَالِكَ

مصیبت زدہ کی تعزیت کرنا، صبر کرنے کا ثواب، صبر کرنے کا حکم اور ایسی صورتوں میں کیا کہا جائے، ان سب امور کا بیان

(٣٢٨١) عَنْ ثَابِتٍ (الْبُنَانِيِّ) قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَعْنِي بْنَ مَالِكٍ ﷺ يَقُوْلُ لِامْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ: أَتَـعْـرِفِيْنَ فُلَانَةَ؟ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ مَرَّ بِهَا وَهِيَ تَبْكِي عَلٰى قَبْرٍ، فَقَالَ لَهَا: ((اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ.)) فَقَالَتْ لَهُ إِلَيْكَ عَنِّيْ، فَإِنَّكَ لَا تُبَالِي بِمُصِيْبَتِي، قَالَ: وَلَمْ تَكُنْ عَرَفَتْهُ، فَقِيلَ لَهَا: إِنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَأَخَذَهَا مِثْلُ الْمَوْتِ، فَجَاءَتْ إِلٰى بَابِهِ فَلَمْ تَجِدْ عَلَيْهِ بَوَّابًا، فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي لَمْ أَعْرِفْكَ، فَقَالَ: ((إِنَّ الصَّبْرَ عِنْدَ أَوَّلِ صَدْمَةٍ.)) (مسند احمد: ١٢٤٨٥)

''ثابت بنانی کہتے ہیں: سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل خانہ کی ایک خاتون سے کہا: کیا تم فلاں عورت کو جانتی ہو؟ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس سے گزرے، جبکہ وہ ایک قبر پر رو رہی تھی، اور آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''اللہ سے ڈرو اور صبر کرو۔'' اس نے آگے سے کہا: تم مجھ سے دور ہو جاؤ، تمہیں میری مصیبت کی کیا پرواہ ہے۔ دراصل یہ خاتون آپ ﷺ کو پہچانتی نہیں تھی، بعد میں اسے بتلایا گیا کہ یہ تو رسول اللہ ﷺ تھے، یہ سن کر اس پر موت کی گھبراہٹ سی طاری ہوگئی اور وہ آپ ﷺ کے دروازے پر پہنچ گئی اور وہاں کوئی دربان نہ پایا، پھر اس نے آپ ﷺ سے یوں عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک صبر تو وہ ہوتا ہے جو صدمہ کے شروع میں کیا جائے۔''

فوائد: ......یعنی جونہی مسلمان کو اپنی کسی چھوٹی بڑی مصیبت کی خبر ہوتی ہے، تو اسی وقت سے صبر کے تقاضے شروع ہو جاتے ہیں، یہ صبر نہیں ہے کہ خبر ملتے ہی واویلا کر لیا جائے، جنون کی سی کیفیت طاری کر لی جائے اور بعد میں تھک ہار کر صبر کا دامن پکڑ لیا جائے، کیونکہ وقت گزرنے سے تو ہر ایک کو صبر آ ہی جاتا ہے۔ اس حدیث سے انتہائی اہم سبق یہ بھی ملتا ہے کہ جو کسی کے مقام و مرتبہ کو نہ پہچانتا ہو، اس کے گستاخانہ رویے کو محسوس نہیں کرنا چاہیے، جیسا کہ

(٣٢٨١) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٧١٥٤، ومسلم: ٩٢٦ (انظر: ١٢٤٥٨)

آپ ﷺ نے اس عورت کی بات سن کر خاموشی اختیار کی، یہ اس عورت کے بیٹے کی قبر تھی۔

(۳۲۸۲) عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ وَلَا مُسْلِمَةٍ يُصَابُ بِمُصِيبَةٍ فَيَذْكُرُهَا وَإِنْ طَالَ عَهْدُهَا، قَالَ عُبَادَةُ: قَدُمَ عَهْدُهَا، فَيُحْدِثُ لِذَالِكَ اسْتِرْجَاعًا إِلَّا جَدَّدَ اللّٰهُ لَهُ عِنْدَ ذَالِكَ فَأَعْطَاهُ مِثْلَ أَجْرِهَا يَوْمَ أُصِيبَ بِهَا .)) (مسند احمد: ۱۷۳٤)

''سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی مسلمان مرد و زن کو کوئی مصیبت لاحق ہوتی ہے اور پھر وہ بعد میں اسے یاد کر کے از سرِ نو ''إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھتا ہے، اگرچہ اس صدمے کو لمبا عرصہ گزر چکا ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس چیز کی تجدید کر کے اسے اتنا اجر عطا کرتا ہے، جتنا صدمے والے دن دیا تھا۔''

فوائد: ...... یہ کلمات مصیبت زدہ لوگوں کا ملجا و ماوی ہیں اور بندہ یہ کلمات ادا کر کے اپنی موت اور حشر کا اقرار کرتا ہے اور یقینی طور پر تسلیم کرتا ہے کہ ہر چیز نے اپنے مالکِ حقیقی کی طرف ہی لوٹنا ہے۔

(۳۲۸۳) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ فَيَقُوْلُ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي (وَفِي رِوَايَةٍ: اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ أَحْتَسِبُ مُصِيبَتِي، فَأْجُرْنِي فِيهَا) وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَجَرَهُ اللّٰهُ فِي مُصِيبَتِهِ وَخَلَفَ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا .)) قَالَتْ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُوْ سَلَمَةَ، قُلْتُ: مَنْ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَتْ: فَعَزَمَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِي، فَقُلْتُهَا: اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا، قَالَتْ: فَتَزَوَّجْتُ

''زوجۂ رسول سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے سنا: ''جس آدمی کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ یہ دعا پڑھے: ''إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ أَحْتَسِبُ مُصِيبَتِي، فَأْجُرْنِي فِيهَا وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا۔'' (بیشک ہم سب اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اے اللہ! میں تیرے ہاں اپنی مصیبت پر ثواب طلب کرتا ہوں، پس تو مجھے اس میں اجر دے اور اس کا بہترین متبادل عطا فرما) تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی مصیبت میں اجر دیتا ہے اور نعم البدل عطا کرتا ہے۔'' ہوا یوں کہ جب میرے شوہر سیّدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو میں نے کہا کہ ابو سلمہ سے بہتر کون ہوگا، جو رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے مجھے ہمت دی اور میں یہ دعا پڑھتی رہی: ''اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا

(۳۲۸۲) تخريج: ......اسناده ضعيف جدا، هشام بن ابى هشام متروك، وأمه لايعرف حالها أخرجه ابن ماجه: ۱٦۰۰ (انظر: ۱۷۳٤)

(۳۲۸۳) تخريج: ......أخرجه مسلم: ۹۱۸ (انظر: ۲٦٦۳٥)

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ٢٧١٧٠)

مِنْهَا۔" (اے اللہ! تو مجھے اس مصیبت میں اجر دے اور اس کا بہترین متبادل عطا فرما۔) تو (اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ) میں نے رسول اللہ ﷺ سے شادی کر لی۔"

فوائد: ......اس دعا کے الفاظ "اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ أَحْتَسِبُ مُصِيبَتِي، فَأْجُرْنِي فِيهَا" کی بجائے یہ الفاظ "اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي" کہنا بھی درست ہیں، عام کتب میں یہی مؤخر الذکر الفاظ لکھے جاتے ہیں۔ یہ دعا انتہائی بابرکت ہے، جبکہ تمام مصائب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں، اس لیے صبر کے ساتھ یہ دعا پڑھتے رہنا چاہیے۔

(٣٢٨٤) عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: أَرْسَلَتْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعْضُ بَنَاتِهِ أَنَّ صَبِيًّا لَهَا ابْنًا أَوِ ابْنَةً قَدِ احْتُضِرَتْ فَاشْهَدْنَا، قَالَ: فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا يَقْرَأُ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ: ((إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطٰى (وَفِي لَفْظٍ: لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلِلّٰهِ مَا أَعْطٰى) وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ إِلٰى أَجَلٍ مُسَمًّى، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ.)) (مسند احمد: ٢٢١١٩)

"سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک صاحبزادی نے آپ ﷺ کو یہ پیغام بھیجا کہ اس کا بیٹا یا بیٹی موت کے قریب جا پہنچا ہے، اس لیے آپ ﷺ ان کے ہاں تشریف لائیں۔ لیکن آپ ﷺ نے ان کو سلام بھیجا اور (تسلی دینے کے لیے) فرمایا: "بیشک اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے جو اس نے لے لیا اور اس کے لیے ہے جو اس نے دیا اور اس کے ہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے، پس (میرے بیٹی) صبر کرے اور اس پر اجر کی امید رکھے۔"

فوائد: ......تعزیت اور تسلی دلانے کے لیے یہ بہترین الفاظ ہیں، بخاری و مسلم کی روایت میں اس دعا کے الفاظ یہ ہیں اور یہی عام کتب میں شائع ہوتے ہیں: إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى۔ نیز دعا وغیرہ کے ذریعے تسلی دلانے کے لیے کوئی بھی جائز انداز اختیار کیا جا سکتا ہے، تعزیت کی فضیلت یہ ہے: محمد بن عمرو بن حزم روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يُعَزِّي أَخَاهُ بِمُصِيبَةٍ، إِلَّا كَسَاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ مِنْ حُلَلِ الْكَرَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.)) (ابن ماجه: ١٦٠١، صحيحه: ١٩٥)

"جو مؤمن اپنے بھائی کی مصیبت پر اس کی تعزیت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن عزت و شرافت کی عمدہ پوشاک پہنائے گا۔" تعزیت کے معانی تسلی دلانے کے ہیں۔ اپنے مومن بھائیوں کی تکالیف میں ان کا سہارا بننے کے لیے ہر جائز حربہ استعمال کرنا چاہیے۔ مثلا میت کے کفن و دفن میں تعاون کرنا، اس کی نمازِ جنازہ میں شرکت کرنا، اس کے بچوں کے ساتھ پیار کرنا، اس کے قریبی رشتہ داروں کے لیے چند دن کھانے کا اہتمام کرنا اور نبوی انداز اپناتے ہوئے اس کے لیے دعا کرنا۔ تعزیت کا تعلق صرف کسی کی فوتگی سے نہیں، بلکہ مومن جب بھی کسی قسم کی آفت میں مبتلا ہو جائے تو اس کی تسلی دلانے کو تعزیت کہتے ہیں۔

(٣٢٨٤) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٥٦٥٥، ٦٦٥٥، ومسلم ٩٢٣ (انظر: ٢١٧٧٦)

صُنْعُ طَعَامٍ لِأَهْلِ الْمَيِّتِ وَكَرَاهَتُهُ مِنْهُمْ لِأَجْلِ اجْتِمَاعِ النَّاسِ عَلَيْهِ

اہلِ میت کے لیے کھانا تیار کرنے اور اس چیز کے مکروہ ہونے کا بیان کہ یہ کھانا اہل میت خود تیار کریں، کیونکہ وہ لوگوں کے اکٹھ کی وجہ سے مصروف ہوں گے

(۳۲۸۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: لَمَّا جَاءَ نَعْيُ جَعْفَرٍ حِينَ قُتِلَ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِصْنَعُوْا لِآلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا، فَقَدْ أَتَاهُمْ أَمْرٌ يَشْغَلُهُمْ أَوْ أَتَاهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ.)) (مسند احمد: ۱۷۵۱)

''سیّدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب سیّدنا جعفر بن ابی طالب کی شہادت کی اطلاع آئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''آلِ جعفر کے لیے کھانا تیار کرو، کیونکہ ان کے پاس ایسی خبر آئی ہے، جس نے انہیں مشغول کر دیا ہے۔''

(۳۲۸٦) عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رضی اللہ عنہا فِي قِصَّةِ مَوْتِ زَوْجِهَا جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِأَهْلِهِ: ((لَا تُغْفِلُوْا آلَ جَعْفَرٍ مِنْ أَنْ تَصْنَعُوْا لَهُمْ طَعَامًا فَإِنَّهُمْ قَدْ شُغِلُوْا بِأَمْرِ صَاحِبِهِمْ.)) (مسند احمد: ۲۷٦۲٦)

''سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا اپنے شوہر سیّدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اہل خانہ سے فرمایا: ''آلِ جعفر کے لیے کھانا تیار کرنے میں غفلت نہ برتو، کیونکہ وہ اپنے سربراہ (کی شہادت) کہ وجہ سے مصروف ہیں۔''

(۳۲۸۷) عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ مِنْ أَهْلِهَا، فَاجْتَمَعَ النِّسَاءُ، ثُمَّ تَفَرَّقْنَ إِلَّا أَهْلَهَا وَخَاصَّتَهَا، أَمَرَتْ بِبُرْمَةٍ مِنْ تَلْبِينَةٍ فَطُبِخَتْ، ثُمَّ صُنِعَ ثَرِيدٌ، فَصُبَّتِ التَّلْبِينَةُ عَلَيْهَا، ثُمَّ قَالَتْ: كُلْنَ مِنْهَا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((التَّلْبِينَةُ مُجِمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيْضِ، تَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ.)) (مسند احمد: ۲۵۷۳٤)

''عروہ کہتے ہیں: جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے خاندان میں سے کوئی فوت ہوتا اور عورتیں جمع ہوتیں اور پھر ان کے چلے جانے کے بعد خاص خاص عورتیں باقی رہ جاتے تو وہ حکم دیتیں کی ہنڈیا میں تلبینہ پکایا جائے، پس وہ تیار کیا جاتا، پھر ثرید بنا کر اس پر تلبینہ ڈال دیا جاتا، پھر وہ کہتیں: عورتو! اس سے کھاؤ، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''تلبینہ مریض کے دل کو سکون پہنچاتا ہے اور کسی حد تک غم کو بھی ہلکا کرتا ہے۔''

(۳۲۸۵) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ۳۱۳۲، وابن ماجه: ۱٦۱۰، والترمذي: ۹۹۸ (انظر: ۱۷۵۱)

(۳۲۸٦) تخريج: ......اسناده ضعيف لجهالة ام عيسى الجزار، لكن يشهد له ما قبله أخرجه ابن ماجه: ۱٦۱۱ (انظر: ۲۷۰۸٦)

(۳۲۸۷) تخريج: ......أخرجه البخاري: ۵٤۱۷، ومسلم: ۲۲۱٦ (انظر: ۲٤۵۱۲، ۲۵۲۱۹)

فوائد: ......تلبینہ: مختلف تعریفوں کے ساتھ اس کی وضاحت کی گئی ہے: (۱) بھوسی یا چھنے ہوئے آٹے میں دودھ اور شہد ملا کر بنایا ہوا حریرہ، (۲) دودھ، (۳) خالص آٹا، (۴) وہ آٹا، جس میں چربی ہو۔ عام طور پر پہلا معنی ہی مراد لیا جاتا ہے۔

ثرید: روٹی کو چور کر شوربے میں بھگو کر بنایا ہوا کھانا، کبھی کبھی ساتھ گوشت بھی ڈالا جاتا ہے۔

چونکہ معدہ کے اوپر والے کنارے پر دل ہوتا ہے اور قلتِ غذا کی وجہ سے غم زدہ آدمی کے اعضاء اور معدہ میں خشکی پیدا ہو جاتی ہے، جس کے نتیجہ میں دل کمزور ہو جاتا ہے، اس کھانے سے دل کو قوت ملتی ہے اور اس کا غم قدرے ہلکا ہو جاتا ہے۔

(۳۲۸۸) عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ ﷺ قَالَ: كُنَّا نَعُدُّ الْاِجْتِمَاعَ إِلٰى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَصَنِيْعَةِ الطَّعَامِ بَعْدَ دَفْنِهِ مِنَ النِّيَاحَةِ۔ (مسند احمد: ٦٩٠٥)

''سیّدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم تدفین کے بعد میت کے لواحقین کے ہاں لوگوں کے جمع ہونے کو اور کھانا تیار کرنے کو نوحہ شمار کرتے تھے۔''

فوائد: ......ان احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ میت کے انتہائی قریبی رشتہ داروں کے لیے کھانا تیار کیا کریں۔ لیکن اس وقت ہمارے ہاں بڑی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت جنازے اور تعزیت میں شرکت کرنے والوں کے لیے کھانے کا اہتمام کرنا ہے، جس کا جنازہ گاہ میں باقاعدہ اعلان بھی کیا جاتا ہے اور جس کو اہل میت چاروناچار اپنی عزت سمجھنے لگ گئے ہیں۔ یہ عجیب ہمدردی اور خیرخواہی ہے کہ ایک طرف تو اہل میت کرب و اذیت میں مبتلا ہوں اور دوسری طرف بڑے پیمانے پر ان کو کھانے کا اہتمام بھی کرنا پڑ جائے، بندۂ غریب نے خود بعض ایسے واقعات دیکھے ہیں کہ برادری کے ایک بڑے آدمی کی فوتگی پر ابھی تک اس کے لیے غسل وکفن کا اہتمام نہیں کیا گیا تھا کہ اہل میت جمع ہو کر کھانے کے بارے میں فکرمند تھے اور اپنی ایک گائے ذبح کرنے کے بارے میں سوچ رہے تھے اور ایسے لوگ بھی دیکھے ہیں کہ وہ فوتگی کے رواجوں کو پورا کرتے کرتے کنگال ہو گئے اور دس دس سالوں تک اپنے پاؤں پر کھڑے نہ ہو سکے، جبکہ اس سے قبل ان کے ذاتی کاروبار بھی تھے۔ یہ نظام شرعاً اور اخلاقاً کسی طرح بھی جائز نہیں ہے اور حقیقت یہ ہے کہ لوگوں کی اکثریت اس رواج سے انتہائی تنگ ہے، لیکن بزعم خود اپنی عزت اور ناک کا مسئلہ سمجھ بیٹھے ہیں۔

یہ کوئی انسانیت ہے کہ پانچ چھ سو، ہزار پندرہ سو افراد میں سے ایک ایک آدمی کو ایک ایک کپ چائے یا میٹھا پانی اور بوتلیں وغیرہ پلانے کے بہانے اہل میت یا کسی ایک شخص کے سرمائے کا بڑا حصہ خرچ کر دیا جائے اور پریشانی کے ان دنوں میں ان کو سکون کی سانس نہ لینی دی جائے، جب تعزیت کے لیے دس پندرہ بندے اکٹھے پہنچتے ہیں تو ضیافت

(۳۲۸۸) تخریج: ......حدیث صحیح، نصر بن باب، وان کان ضعیف الحدیث، متابَعٌ أخرجه ابن ماجه: ١٦١٢ (انظر: ٦٩٠٥)

کے لیے معین کی گئی یوتھ فورس میں کھلبلی مچ جاتی ہیں اور ادھر ادھر دوڑ دھوپ شروع ہو جاتی ہے اور بعض بڑے چودھریوں کے لیے تو پانی والی، چائے والے اور کھانے وغیرہ کا انتہائی پر تکلف بندوبست کیا جاتا ہے، خدا کی قسم ہے کہ میں ایسے موقعوں پر خود حاضر تھا کہ جہاں کھانا کم پڑ جانے کی وجہ سے اہل میت انتہائی سخت پریشان تھے اور ایک دوسرے کو کوس رہے تھے، شاید ان کو اتنی پریشانی بچھڑنے والے کی وجہ سے نہ ہوئی ہو۔ جنازے اور تعزیت میں شرکت والے یہ لوگ انسانیت کو ستانے کے لیے آتے ہیں یا ان کا سہارا بننے کے لیے، جبکہ ان کی اکثریت اس کھانے پینے کو پسند بھی نہیں کرتی۔ یہی وہ لوگ ہیں جو حقیقی اور سچی محبتوں سے خالی ہیں، یہ ظاہری ٹیپ ٹاپ اور خوشامد کے طلبگار ہیں، شریعت کی پاسداری میں ان کو عزتیں نظر نہیں آتیں اور غریب رشتہ داروں کی مدد کرنے سے اور شرعی ضیافت سے دل چرانا جن کی روش ہے۔ اسی طرح میت کے نام پر قل خوانی، ختم شریف، تیجا، ساتواں، دسواں، بیسواں، چالیسواں، ان امور کے بہانے کر کے جمع ہونا اور کھانے کا اہتمام کرنا، یہ سب بدعتی امور ہیں، جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

وُصُوْلُ ثَوَابِ الْقُرَبِ الْمُهْدَاةِ اِلَى الْمَوْتٰى
وہ اعمالِ صالحہ جن کا ثواب فوت شدگان تک پہنچتا ہے

(۳۲۸۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ أَخَا بَنِي سَاعِدَةَ تُوُفِّيَتْ أُمُّهُ، وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ وَأَنَا غَائِبٌ عَنْهَا، فَهَلْ يَنْفَعُهَا إِنْ تَصَدَّقْتُ بِشَيْءٍ عَنْهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ.)) قَالَ: فَإِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّ حَائِطِي الْمِخْرَفَ (وَفِي لَفْظٍ: الْمِخْرَافَ) صَدَقَةٌ عَلَيْهَا۔ (مسند احمد: ۳۵۰۸)

''سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ بنو ساعدہ کے بھائی سیّدنا سعد بن عبادہ ساعدی رضی اللہ عنہ کی والدہ کا انتقال ہو گیا، جبکہ وہ موجود نہیں تھے، بعد میں انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول! میری عدم موجودگی میں میری ماں فوت ہو گئی ہے، اب اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اسے فائدہ ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' جی ہاں۔'' تو انہوں نے کہا: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا مخرف (یا مخراف) نامی باغ اس کے لیے صدقہ ہے۔''

(۳۲۹۰) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ، فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ.)) (مسند احمد: ۲٤۷۵۵)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کہ: میری والدہ اچانک فوت ہو گئی ہے، میرا خیال ہے کہ وہ بات کر سکتی تو صدقہ کرتی، تو اب اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اسے ثواب ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جی ہاں۔''

(۳۲۸۹) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ۲۷۵٦ (انظر: ۳۰۸۰، ۳۵۰۸)
(۳۲۹۰) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ۲۷٦۰، ومسلم: ۱۰۰٤ (انظر: ۲٤۲۵۱)

(۳۲۹۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ سَمِعْتُ شُعْبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يُحَدِّثُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ أُمَّهُ مَاتَتْ فَقَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ أَفَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ.)) قَالَ: فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((سَقْيُ الْمَاءِ.)) قَالَ: فَتِلْكَ سِقَايَةُ آلِ سَعْدٍ بِالْمَدِينَةِ۔ قَالَ شُعْبَةُ: فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ: مَنْ يَقُوْلُ "تِلْكَ سِقَايَةُ آلِ سَعْدٍ"؟ قَالَ: الْحَسَنُ۔ (مسند احمد: ٢٤٣٤٦)

''حسن کہتے ہیں کہ سیّدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا انتقال ہو گیا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: میری والدہ فوت ہو گئی ہے، کیا میں اس کی طرف سے صدقہ کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' انہوں نے کہا: تو پھر کونسا صدقہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانی پلانا۔'' اس نے کہا: مدینہ میں یہ آل سعد کی سبیل ہے۔ شعبہ کہتے ہیں: میں نے قتادہ سے پوچھا کہ ''مدینہ میں یہ آل سعد کی سبیل ہے'' کے الفاظ کہنے والا راوی کون ہے۔ انھوں نے کہا: حسن ہے۔''

فوائد: ......سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی ماں کی طرف سے کنواں کھدوایا تھا۔

(۳۲۹۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ، أَفَيُجْزِئُ عَنْهَا أَنْ أُعْتِقَ عَنْهَا؟ قَالَ: ((أَعْتِقْ عَنْ أُمِّكَ.)) (مسند احمد: ٢٤٣٤٧)

''سیّدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: میری والدہ فوت ہو گئی ہے، جبکہ ان پر ایک نذر بھی تھی، اب اگر میں ان کی طرف سے غلام آزاد کروں تو ان کو کفایت کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی ماں کی طرف سے آزاد کرو۔''

فوائد: ......ان کی ماں نے ایک غلام آزاد کرنے کی نذر مانی تھی۔

(۳۲۹۳) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَنْحَرَ مِائَةَ بَدَنَةٍ، وَإِنَّ هِشَامَ بْنَ الْعَاصِ نَحَرَ حِصَّتَهُ خَمْسِيْنَ بَدَنَةً، وَأَنَّ عَمْرًوا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ: ((أَمَّا أَبُوْكَ فَلَوْ كَانَ أَقَرَّ بِالتَّوْحِيْدِ فَصُمْتَ وَتَصَدَّقْتَ

''سیّدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عاص بن وائل نے جاہلیت میں سو اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی تھی، (پھر وہ مرگیا اور اس کے ایک بیٹے) ہشام بن عاص نے اپنے حصے کے پچاس اونٹ ذبح کر دیئے، لیکن سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہارے باپ نے توحید کا

(۳۲۹۱) تخريج: ......حسن۔ أخرجه ابوداود: ١٦٨١، والنسائي: ٦/ ٢٥٥، وابن ماجه: ٣٦٨٤ (انظر: ٢٢٤٥٩)

(۳۲۹۲) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٢٧٦١، ٦٦٩٨، ومسلم: ١٦٣٨ لكن جعلاه من مسند ابن عباس (انظر: ١٨٩٣، ٢٣٨٤٦)

(۳۲۹۳) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٢٨٨٣ (انظر: ٦٧٠٤)

عَنْهُ نَفَعَهُ ذَالِكَ .)) (مسند احمد: ٦٧٠٤)

اقرار کیا ہوتا اور پھر تم اس کی طرف سے روزے رکھتے اور صدقہ کرتے تو اسے اس کا فائدہ ہوتا۔''

فوائد: ......عاص کے دو بیٹے ہشام اور عمرو تھے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کفر پر مرنے والے کو نیک عمل کوئی فائدہ نہیں دیتا۔

(٣٢٩٤) عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ أَبِی مَاتَ وَتَرَكَ مَالاً وَلَمْ يُوصِ، فَهَلْ يُكَفِّرُ عَنْهُ أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ .)) (مسند احمد: ٨٨٢٨)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے کہا: میرے والد فوت ہو گئے ہیں اور انھوں نے مال تو چھوڑا ہے، لیکن کوئی وصیت نہیں کی، تو کیا ان کی طرف سے میرا صدقہ کرنا ان کے گناہوں کا کفارہ بن سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔''

(٣٢٩٥) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ أَنَّ غُلَامًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ (وَفِي لَفْظٍ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ) فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَتَرَكَتْ حُلِيًّا أَفَأَتَصَدَّقُ بِهِ عَنْهَا؟ قَالَ: ((أُمُّكَ أَمَرَتْكَ بِذَالِكَ؟)) قَالَ: لَا۔ قَالَ: ((فَأَمْسِكْ عَلَيْكَ حُلِيَّ أُمِّكَ .)) (مسند احمد: ١٧٥٧٣)

''سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور یہ سوال کیا: میری والدہ کچھ زیورات چھوڑ کر فوت ہوگئی ہیں، تو کیا میں یہ زیورات ان کی طرف سے صدقہ کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہاری والدہ نے تمہیں اس طرح کرنے کا حکم دیا تھا؟'' اس نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر اپنی ماں کے زیورات کو اپنے پاس ہی رکھو (اور صدقہ نہ کر)۔''

فوائد: ......چونکہ یہ آدمی خود زیادہ محتاج تھا، اس لیے یہ جس مال کا وارث بنا، اسے اپنے پاس رکھنے کا حکم دیا گیا۔

(٣٢٩٦) عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يٰسٓ قَلْبُ الْقُرْآنِ، لَا يَقْرَؤُهَا رَجُلٌ يُرِيْدُ اللّٰهَ تَعَالٰى وَالدَّارَ الْآخِرَةَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ وَاقْرَءُ وهَا عَلٰى مَوْتَاكُمْ)) (مسند احمد: ٢٠٥٦٦)

''سیّدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورۂ یٰس، قرآن کریم کا دل ہے، جو آدمی اللہ تعالیٰ اور آخرت کے گھر کا ارادہ کرتے ہوئے اس کی تلاوت کرتا ہے، اسے بخش دیا جاتا ہے، اور اپنے قریب الموت لوگوں پر بھی اس سورت کی تلاوت کیا کرو۔''

(٣٢٩٤) تخريج: ......أخرجه مسلم: ١٦٣٠ (انظر: ٨٨٤١)

(٣٢٩٥) تخريج: ......اسناده ضعيف، ومتنه منكر، ابن لهيعة سيىء الحفظ أخرجه الطبراني فى "الكبير": ١٧/ ٧٧٢ (انظر: ١٧٣٥٦، ١٧٤٣٧)

(٣٢٩٦) تخريج: ......اسناده ضعيف لجهالة الرجل وأبيه أخرجه ابوداود: ٣١٢١، وابن ماجه: ١٤٤٨ (انظر: ٢٠٣٠٠، ٢٠٣٠١)

فوائد: ......شریعت مطہرہ کا اصل قانون یہ ہے کہ ہر کوئی اپنی نیکی اور برائی کا خود ذمہ دار ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَيْهَا﴾ (سورۂ فصلت: ٤٦)

یعنی: ''جو نیکی کرتا ہے، وہ اپنے لیے ہی کرتا ہے اور جو گناہ کرتا ہے، اس کا وبال بھی اسی پر ہی ہوگا۔''

نیز ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى﴾ (سورۂ انعام: ٦٤)

یعنی: ''کوئی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔''

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى﴾ (سورۂ نجم: ٣٩)

یعنی: ''انسان کو وہی ملے گا جو اس نے خود کیا۔''

کئی آیات و احادیث سے یہ مسئلہ ثابت ہے، لیکن زندگان کے بعض امور اور اعمال سے میت کو بھی فائدہ پہنچتا ہے، اس باب میں کسی کی طرف سے نیابۃ کام کرنے کی بعض صورتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے، وہ امور درج ذیل ہیں:

(۱) مسلمان کا میت کے لیے دعا کرنا، بشرطیکہ قبولیت کی شرطیں پوری ہوں، کئی شرعی نصوص سے یہ صورت ثابت ہوتی ہے، مثلا ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ جَاءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (سورۂ حشر: ١٠)

یعنی: ''اور ان کے لیے جو ان کے بعد آئیں وہ کہتے ہیں، اے ہمارے پروردگار! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ایمان داروں کے لیے ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) نہ ڈال، اے ہمارے رب بیشک تو بہت شفقت و مہربانی کرنے والا ہے۔'' خود نماز جنازہ بھی اس صورت کی بڑی دلیل ہے، جس کا موضوع اور مقصد ہی میت کے لیے دعا کرنا ہے۔

(۲) میت کے ولی کا وہ روزے رکھنا، جو اس ولی کے ذمے ہوں، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ، صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ.)) یعنی: ''جو آدمی مرجائے اور اس پر روزے ہوں، تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے۔'' (بخاری، مسلم)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک عورت سمندری سفر کر رہی تھی، اس نے نذر مانی کہ اللہ تعالیٰ نے اسے نجات دلا دی تو وہ ایک ماہ روزے رکھے گی، وہ نجات تو پا گئی، لیکن ابھی تک روزے نہیں رکھے تھے کہ فوت ہوگئی، اس کی بہن یا بیٹی نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور ساری صورتحال بتلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ((اَرَاَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ كُنْتِ تَقْضِيْنَهُ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ۔ قَالَ: ((فَدَيْنُ اللّٰهِ اَحَقُّ اَنْ يُقْضٰى .)) یعنی: ''تیرا کیا خیال ہے کہ اس پر قرض ہوتا تو کیا تو نے ادا کرنا تھا؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تو اللہ تعالیٰ کا قرض اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اسے ادا کیا جائے۔'' (صحیح بخاری: ١٩٥٣، صحیح مسلم: ١٥٤، ١١٤٨، ابوداود: ٣٣١٠ والسياق له)

(۳) میت کا قرضہ ادا کرنا، ادا کرنے والا کوئی بھی ہو سکتا ہے، یہ کئی احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔

(۴) نیک اولاد کے اعمالِ صالحہ کا ثواب ان کے والدین کو بھی ملتا ہے، کیونکہ اولاد اپنے والدین کی کمائی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى﴾ یعنی: ''اور انسان کے لیے نہیں ہے، مگر وہی جو اس نے کوشش کی۔'' اور آپ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ اَطْيَبَ مَا اَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ، وَاِنَّ وَلَدَهُ مِنْ كَسْبِهِ.)) یعنی: ''بیشک سب سے پاکیزہ چیز، جو بندہ کھاتا ہے، وہ اس کی اپنی کمائی ہے اور اس کی اولاد اس کی کمائی میں سے ہے۔'' (ابوداود: ۳۵۲۸، نسائی: ۴٤٤۹، ابن ماجه: ۲۱۳۷)

ان احادیث سے بھی اس رائے کی تائید ہوتی ہے، جن میں اولاد کے ان خاص خاص اعمال کا ذکر ہے، جن سے اس کے والدین کو نفع پہنچتا ہے، مثلا: حج کرنا، صدقہ کرنا، روزے رکھنا، غلام آزاد کرنا، اس باب میں ایسی بعض احادیث کا ذکر ہو چکا ہے۔

(۵) وہ آثارِ صالحہ اور صدقاتِ جاریہ، جو میت خود سرانجام دے کر جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ﴾ (سورۂ یس: ۱۲) یعنی: ''اور ہم لکھتے جاتے ہیں وہ اعمال بھی جن کو لوگ آگے بھیجتے ہیں اور ان کے وہ اعمال بھی جن کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔'' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةِ اَشْيَاءَ: اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهُ.)) یعنی: ''جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے، مگر تین چیزوں سے: صدقہ جاریہ، وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔ (صحیح مسلم: ١٤، ١٦٣١)

نیز سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ، عِلْمًا عَلِمَهُ وَنَشَرَهُ، وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ، وَمُصْحَفًا وَرَّثَهُ، اَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ، اَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيْلِ بَنَاهُ اَوْ نَهْرًا اَجْرَاهُ اَوْ صَدَقَةً اَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِيْ صِحَّتِهِ وَ حَيَاتِهِ يَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ.)) یعنی: ''جو نیکیاں مومن تک اس کی موت کے بعد پہنچتی رہتی ہیں، وہ یہ ہیں: اس کا سکھایا ہوا اور نشر کیا ہوا علم، نیک اولاد، کسی کو دیا ہوا قرآن مجید، اس کی تعمیر کی ہوئی مسجد، مسافروں کے لیے اس کا بنایا ہوا گھر، اس کی جاری کردہ نہر اور صدقہ جو اس نے اپنی زندگی اور صحت کے دوران دیا۔'' (ابن ماجه: ۲٤۲) اس موضوع پر دلالت کرنے والی بہت سی احادیث ہیں۔

❀❀❀❀

عَذَابُ الْقَبْرِ
عذاب قبر کے ابواب

هَوْلُ الْقَبْرِ وَفِتْنَتُهُ وَالسُّؤَالُ فِيهِ وَشِدَّتُهُ
قبر کی ہولناکی، آزمائش، اس میں کیے جانے والا سوال اور اس کی سختی کا بیان

(۳۲۹۷) عَنْ هَانِئٍ مَوْلٰى عُثْمَانَ (بْنِ عَفَّانَ) قَالَ: كَانَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِذَا وَقَفَ عَلٰى قَبْرٍ بَكٰى حَتّٰى يَبُلَّ لِحْيَتَهُ، فَقِيْلَ لَهُ: تَذْكُرُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ، فَلَا تَبْكِي وَتَبْكِي مِنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْقَبْرُ أَوَّلُ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ فَإِنْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ مِنْهُ، وَإِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ.)) قَالَ: وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَاللّٰهِ! مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا وَالْقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ.)) (مسند احمد: ٤٥٤)

''سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام ہانی کہتے ہیں کہ جب سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ ان کی داڑھی تر ہو جاتی، کسی نے ان سے کہا: آپ جنت اور دوزخ کا ذکر بھی کرتے ہیں، لیکن اس وقت تو اتنا نہیں روتے اور قبر کو دیکھ کر اس قدر روتے ہیں؟'' انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''قبر آخرت کی منازل میں سب سے پہلی منزل ہے، اگر کوئی آدمی اس میں کامیاب ہو جاتا ہے تو بعد والے مراحل اس سے زیادہ آسان ہو جائیں گے، لیکن اگر کوئی شخص اس سے ہی نجات نہ پا سکا تو بعد والے مراحل اس سے مشکل ہوں گے۔'' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں نے جب بھی (اللہ کے عذاب کے) مناظر دیکھے تو قبر کا منظر سب سے ہولناک پایا۔''

فوائد: ......قبر، آخرت کی پہلی منزل ہے اور ہر قبر والے کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ حشر کے میدان میں اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا، آنے والی دوسری حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ جنتی پر قبر میں جنت اور دوزخی پر دوزخ پیش کی جاتی ہے۔

(۳۲۹۷) تخریج: ......اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ٤٢٦٧، والترمذی: ٢٣٠٨ (انظر: ٤٥٤)

(٣٢٩٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو (بْنِ الْعَاصِ) رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ فَتَّانَ الْقُبُوْرِ، فَقَالَ عُمَرُ: أَتُرَدُّ عَلَيْنَا عُقُوْلُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ كَهَيْئَتِكُمُ الْيَوْمَ.)) فَقَالَ عُمَرُ: بِفِيْهِ الْحَجَرُ۔ (مسند احمد: ٦٦٠٣)

''سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر کے فَتَّان (فرشتوں) کا ذکر کیا، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا وہاں ہماری عقلیں لوٹا دی جائیں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، بالکل آج کی طرح۔'' تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کے منہ میں پتھر۔''

فوائد: ...... ''فَتَّان'' سے مراد قبر میں فتنے اور آزمائش میں ڈالنے والے فرشتے ہیں۔ ''اس کے منہ میں پتھر'' سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ ان الفاظ کے ذریعے اپنے دل میں ایمان کے رسوخ کا اظہار کرنا چاہتے ہیں کہ جب فرشتے قبر میں ان سے سوال کریں گے تو وہ ان کو ایسا درست جواب دیں گے کہ وہ خاموش ہو جائیں گے۔ عرب لوگوں کے ہاں یہ الفاظ سائل کو خاموش کر دینے سے کنایہ ہیں۔

(٣٢٩٩) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا يُعْرَضُ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ، إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ، يُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى تُبْعَثَ إِلَيْهِ (زَادَفِي رِوَايَةٍ) يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (مسند احمد: ٤٦٥٨)

''سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر آدمی پر (قبر میں) میں صبح و شام اس کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے، اگر وہ جنتی ہو تو اہلِ جنت کا اور اگر وہ جہنمی ہے تو اہل جہنم کا، اور اس سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قیامت کے روز جب تجھے اٹھایا جائے گا تو یہ تیرا ٹھکانہ ہوگا۔''

(٣٣٠٠) عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جَنَازَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَاأَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ تُبْتَلٰى فِي قُبُوْرِهَا، فَإِذَا الْإِنْسَانُ دُفِنَ فَتَفَرَّقَ عَنْهُ أَصْحَابُهُ، جَاءَهُ مَلَكٌ، فِي يَدِهِ مِطْرَاقٌ فَأَقْعَدَهُ قَالَ: مَا تَقُوْلُ فِي

''سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک جنازہ میں شریک تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! اس امت کو قبروں میں آزمایا جاتا ہے، جب انسان کو دفن کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے جدا ہوتے ہیں تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور اس کے ہاتھ میں ایک گرز ہوتا ہے، وہ اس میت کو بٹھا کر پوچھتا ہے: تم اس آدمی (یعنی

(٣٢٩٨) تخريج: ......حسن لغيره۔ أخرجه ابن حبان: ٣١١٥، الطبراني في ''الكبير'' (انظر: ٦٦٠٣)

(٣٢٩٩) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٦٥١٥، ومسلم: ٢٨٦٦ (انظر: ٤٦٥٨، ٥١١٩)

(٣٣٠٠) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه البزار: ٨٧٢ (انظر: ١١٠٠٠)

هٰـذَا الرَّجُلِ؟ فَإِنْ كَانَ مُؤْمِنًا قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، فَيَـقُـوْلُ: صَـدَقْـتَ، ثُمَّ يُفْتَحُ لَهُ بَابٌ إِلَى الـنَّـارِ فَيَـقُـوْلُ: هٰذَا كَانَ مَنْزِلُكَ لَوْ كَفَرْتَ بِرَبِّكَ، فَأَمَّا إِذْ آمَنْتَ فَهٰذَا مَنْزِلُكَ، فَيُفْتَحُ لَـهُ بَـابٌ إِلَى الْجَنَّةِ فَيُرِيْدُ أَنْ يَنْهَضَ إِلَيْهِ، فَيَـقُوْلُ لَهُ: أُسْكُنْ وَيُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ (وَإِنْ كَـانَ كَافِرًا أَوْ مُنَافِقًا) يَقُوْلُ لَهُ: مَا تَقُوْلُ فِي هٰـذَا الـرَّجُـلِ؟ فَيَقُوْلُ: لَا أَدْرِي، سَمِعْتُ الـنَّـاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَيَقُوْلُ: لَا دَرَيْتَ وَلَا تَـلَيْـتَ وَلَا اهْتَـدَيْـتَ، ثُمَّ يُفْتَحُ بَابٌ إِلَى جَـنَّةٍ فَيَقُوْلُ: هٰذَا مَنْزِلُكَ لَوْ آمَنْتَ بِرَبِّكَ، فَأَمَّا إِذَا كَفَرْتَ بِهِ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ أَبْدَلَكَ بِهِ هٰذَا وَيُفْتَحُ لَهُ بَابٌ إِلَى النَّارِ، ثُمَّ يَقْمَعُهُ قَـمْـعَـةً بِالْمِطْرَاقِ يَسْمَعُهَا خَلْقُ اللّٰهِ كُلُّهُمْ غَيْـرَ الثَّـقَـلَيْـنِ.)) فَـقَـالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: يَا رَسُـوْلَ الـلّٰـهِ! مَا أَحَدٌ يَقُوْمُ عَلَيْهِ مَلَكٌ فِي يَـدِهِ مِـطْـرَاقٌ إِلَّا هُبِـلَ عِـنْدَ ذَالِكَ؟ فَقَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ﴿يُثَبِّتُ الـلّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِـالْـقَـوْلِ الثَّـابِـتِ﴾ (مسـنـد احمد: ١١٠١٣)

محمد رسول اللہ ﷺ) کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ اگر وہ مومن ہوتو وہ کہتا ہے: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔'' یہ سن کر فرشتہ اس سے کہتا ہے: تم نے سچ کہا۔ پھر اس میت کے لیے جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور فرشتہ اسے کہتا ہے: اگر تم نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا ہوتا تو تمہارا یہ ٹھکانہ ہوتا، مگر اب تم مومن ہو، اس لیے تمہارا ٹھکانہ یہ ہے، اتنے میں اس کے لیے جنت کی طرف سے دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جب وہ میت ادھر کو اٹھنے کا ارادہ کرتا ہے تو فرشتہ اس سے کہتا ہے: (اِدھر ہی) سکون اختیار کرو، پھر اس کے لیے اس کی قبر کو وسیع کر دیا جاتا ہے۔ اور اگر میت کافر یا منافق ہو تو فرشتہ اس سے پوچھتا ہے: تو اس ہستی (محمد ﷺ) کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ وہ کہتا ہے: میں تو کچھ نہیں جانتا، البتہ لوگوں کو کچھ کہتے ہوئے سنتا تھا، فرشتہ کہتا ہے: تو نے نہ سمجھا، نہ پڑھا اور نہ ہی ہدایت پائی۔ اس کے بعد اس کے لیے جنت کی طرف سے دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور وہ فرشتہ اس سے کہتا ہے: اگر تو اپنے رب پر ایمان لاتا تو تیرا ٹھکانا یہ ہوتا، مگر تو نے چونکہ اپنے رب کے ساتھ کفر کیا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے اس کے متبادل ایک اور ٹھکانا تیار کیا ہے، اتنے میں اس کے لیے جہنم کی طرف سے دروازہ کھول دیا جاتا ہے، پھر وہ فرشتہ اس کو گرز کی ایک زبردست ضرب لگاتا ہے، جس کی آواز کو جن و انس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق سنتی ہے۔'' یہ حدیث سن کر کچھ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب فرشتہ ہاتھ میں گرز لے کر کسی آدمی کے ساتھ کھڑا ہوگا تو وہ تو حواس باختہ ہو جائے گا؟ آپ ﷺ نے جواباً یہ آیت پڑھی: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾ (سورۂ ابراھیم: ٢٧)

یعنی: ''اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو کلمۂ توحید پر ثابت قدم رکھتا ہے۔''

فوائد: ......اس حدیث کے شروع میں مذکور امت سے مراد ہر وہ مسلمان اور کافر ہے، جس کو نبی کریم ﷺ کی دعوت پہنچی ہو۔ پوری آیت یہ ہے: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظَّالِمِيْنَ﴾ (سورۂ ابراھیم: ۲۷) یعنی: ''اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو دنیا اور آخرت میں صحیح بات پر ثابت قدم رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو گمراہ کر دیتا ہے۔'' مومن کو پہلے جہنم والا اور کافر و منافق کو پہلے جنت والا ٹھکانہ دکھانے کی وجہ یہ ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرے اور زیادہ خوش ہو اور کافر کی حسرت میں اضافہ ہو۔

(۳۳۰۱) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلّٰى عَنْهُ أَصْحَابُهُ حَتّٰى إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهِ فَيَقُوْلَانِ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ، لِمُحَمَّدٍ ﷺ؟ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُوْلُ: أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ، فَيُقَالُ: اُنْظُرْ إِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ، قَدْ أَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهِ مَقْعَدًا فِي الْجَنَّةِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَيَرَاهُمَا جَمِيْعًا قَالَ رَوْحٌ فِي حَدِيْثِهِ: قَالَ قَتَادَةُ: فَذَكَرَ لَنَا أَنَّهُ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا، وَيُمْلَأُ عَلَيْهِ خَضِرًا إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ، ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى حَدِيْثِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: قَالَ: وَأَمَّا الْكَافِرُ أَوِ الْمُنَافِقُ فَيُقَالُ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ؟ فَيَقُوْلُ: لَا أَدْرِي، كُنْتُ أَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ، فَيُقَالُ لَهُ: لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ، ثُمَّ يُضْرَبُ بِمِطْرَاقٍ مِنْ حَدِيْدٍ ضَرْبَةً بَيْنَ أُذُنَيْهِ فَيَصِيْحُ صَيْحَةً فَيَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيْهِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ:

''سیّدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب انسان کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور لوگ (اس کی تدفین کے بعد) واپس جاتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے، پھر اس کے پاس دو فرشتے آ جاتے ہیں اور اسے بٹھا کر اس سے محمد ﷺ کی بارے میں پوچھتے ہیں: تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہے گا؟ مومن میت کہتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اس سے کہا جاتا ہے: تو جہنم میں اپنے ٹھکانے کی طرف دیکھ، اللہ نے تمہارے لیے اس کے عوض جنت میں ٹھکانا تیار کر دیا ہے، وہ اپنے دونوں ٹھکانوں کی طرف دیکھتا ہے اور قیامت کے دن تک اس کی قبرستر ہاتھ تک فراخ کر دی جاتی ہے اور اس کو تروتازہ نعمتوں سے بھر دیا جاتا ہے۔ رہا مسئلہ کافر یا منافق کہا تو اس سے بھی یہی سوال کیا جاتا ہے کہ تو اس ہستی (محمد ﷺ) کے بارے میں کیا کہے گا؟ وہ کہتا ہے: ''میں تو نہیں جانتا، لوگ جو کچھ کہتے تھے، میں بھی کہہ دیتا تھا، (لیکن اب میرے علم کوئی چیز نہیں ہے)۔ اس سے کہا جاتا ہے: تو نے نہ سمجھا اور نہ پڑھا، پھر اس کے کانوں کے درمیان لوہے کے گرز کی ایک ایسی ضرب لگائی جاتی ہے، جس کی وجہ سے وہ ایسا چلّا تا ہے کہ جن وانس کے علاوہ قریب والی مخلوق اس کی چیخ و پکار کو سنتی ہے

(۳۳۰۱) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۱۳۳۸، ۱۳۷٤، ومسلم: ۲۸۷۰(انظر: ۱۲۲۷۱)

يُـضَيَّـقُ عَـلَيْـهِ قَبْـرُهُ حَتّٰـى تَـخْتَـلِفَ أَضْلَاعُهُ .)) (مسند احمد: ۱۲۲۹٦)

اور اس قبر کو اس قدر تنگ کر دیا جاتا ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسری میں گھس جاتی ہیں۔''

فوائد: ......ابوداود کی سیّدنا براء رضی اللہ عنہ والی حدیث میں مومن کے لیے منتہائے نگاہ تک قبر کے وسیع ہو جانے کا ذکر ہے، جبکہ اس حدیثِ مبارکہ میں ستر ہاتھ کی حد بتائی گئی تو ان شاء اللہ اس وسعت کا دارمدار مومن کے اعمالِ صالحہ پر ہے، جو جتنا نیک ہوگا، اس کو اتنی ہی وسعت ملے گی۔

(۳۳۰۲) عَـنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَـالَتْ: جَاءَ تْ يَهُـوِدِيَّةٌ فَـاسْتَطْعَمَتْ عَلٰى بَابِي، فَقَالَتْ: أَطْعِـمُـوْنِـي أَعَاذَكُمُ اللّٰهُ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ وَمِـنْ فِتْـنَةِ عَـذَابِ الْقَبْرِ، قَالَتْ: فَلَمْ أَزَلْ أَحْبِسُهَـا حَتّٰى جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُـوْلَ الـلّٰهِ! مَا تَقُوْلُ هٰذِهِ الْيَهُوْدِيَّةُ؟ قَالَ: ((وَمَـا تَـقُوْلُ؟)) قُلْتُ: تَقُوْلُ: أَعَاذَكُمُ اللّٰهُ مِـنْ فِتْـنَةِ الـدَّجَّالِ وَمِنْ فِتْنَةِ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ قَـالَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: فَـقَـامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا يَسْتَعِيْذُ بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ عَذَابِ الـنَّـارِ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا فِتْنَةُ الدَّجَّالِ فَإِنَّهُ لَمْ يَـكُـنْ نَبِيٌّ إِلَّا قَدْ حَذَّرَ أُمَّتَهُ وَسَأُحَذِّرُكُمُوْهُ تَـحْذِيْرًا لَمْ يُحَذِّرْهُ نَبِيٌّ أُمَّتَهُ إِنَّهُ أَعْوَرُ وَاللّٰهُ عَـزَّوَجَلَّ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَـافِرٌ يَقْرَؤُهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ۔ فَأَمَّا فِتْنَةُ الْقَبْرِ فَبِي تُـفْتَـنُـوْنَ وَعَـنِّـي تُسْـأَلُوْنَ، فَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ الـصَّـالِـحُ أُجْلِـسَ فِـي قَبْـرِهِ غَيْـرَ فَـزِعٍ وَلَا مَشْعُوْفٍ، ثُمَّ يُقَالُ لَهُ: فِيْمَ كُنْتَ؟ فَيَقُوْلُ: فِـي الْإِسْلَامِ، فَيُقَالُ: مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میرے دروازے پر ایک یہودی عورت کھانا مانگنے کے لیے آئی اور اس نے کہا: ''اللہ تمہیں فتنۂ دجال اور عذابِ قبر سے محفوظ رکھے، مجھے کھانا دو۔ میں نے اسے کافی دیر تک روکے رکھا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ یہودی عورت کیا کہتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا کہتی ہے؟'' میں نے کہا: یہ کہتی ہے کہ اللہ تمہیں دجال کے فتنہ سے اور قبر کے عذاب سے محفوظ رکھے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے، اپنے ہاتھوں کو پھیلایا اور اللہ سے دجال کے فتنہ اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگنے لگے۔ پھر فرمایا: ''دجال کا فتنہ تو ایسا فتنہ ہے کہ ہر نبی نے اپنی امت کو اس سے خبردار کیا۔ میں بھی تمہیں اس سے ایسا خبردار کرتا ہوں کہ کسی نبی نے اپنی امت کو ویسا خبردار نہیں کیا، (سنو کہ) وہ کانا ہوگا، جبکہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے اور اس کی آنکھوں کے درمیان ''کافر'' کا لفظ لکھا ہوا گا، ہر مومن اسے پڑھ لے گا۔ رہا مسئلہ فتنۂ قبر کا تو اس میں تو میرے بارے میں بھی تمہیں آزمایا جائے گا اور میرے متعلق تم سے سوال کیا جائے گا۔ جب مرنے والا آدمی نیک ہوتا ہے تو اسے قبر میں اس حال میں بٹھایا جاتا ہے کہ اس پر گھبراہٹ اور پریشانی کے کوئی آثار نہیں ہوتے۔ اس سے پوچھا جاتا ہے:

(۳۳۰۲) تـخـريـج: ......اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه البيهقى فى "اثبات عذاب القبر": ۲۹ (انظر: ۲۵۰۸۹)

كَانَ فِيكُمْ؟ فَيَقُوْلُ: مَحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ نَا بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَصَدَّقْنَاهُ، فَيُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ فَيَنْظُرُ إِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا، فَيُقَالُ لَهُ: أُنْظُرْ إِلٰى مَا وَقَاكَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ يُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ إِلَى الْجَنَّةِ، فَيَنْظُرُ إِلٰى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيهَا فَيُقَالُ لَهُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا، وَيُقَالُ: عَلَى الْيَقِيْنِ كُنْتَ وَعَلَيْهِ مِتَّ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ. وَإِنْ كَانَ الرَّجُلُ سَوْءً أُجْلِسَ فِي قَبْرِهِ فَزِعًا مَشْعُوْفًا، فَيُقَالُ لَهُ: فِيمَ كُنْتَ؟ فَيَقُوْلُ: لَا أَدْرِي، فَيُقَالُ: مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ فِيكُمْ؟ فَيَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ قَوْلًا فَقُلْتُ كَمَا قَالُوْا، فَيُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ الْجَنَّةِ فَيَنْظُرُ إِلٰى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيهَا، فَيُقَالُ لَهُ: أُنْظُرْ إِلٰى مَا صَرَفَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَنْكَ، ثُمَّ يُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ فَيَنْظُرُ إِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَيُقَالُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ مِنْهَا، كُنْتَ عَلَى الشَّكِّ وَعَلَيْهِ مِتَّ، وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُعَذَّبُ.)) (مسند احمد: ٢٥٦٠٢)

تم کس دین پر تھے؟ وہ کہتا ہے: اسلام پر تھا۔ پھر اس سے پوچھا جاتا ہے: تمہارے درمیان جس ہستی کو مبعوث کیا گیا، وہ کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: وہ اللہ کے رسول محمد ﷺ ہیں، وہ اللہ کی طرف سے ہمارے پاس واضح دلائل لے کر تشریف لائے تھے اور ہم نے ان کی تصدیق کی۔'' اس کے بعد اس کے لیے جہنم کی طرف ایک سوراخ کھول دیا جاتا ہے اور وہ دیکھتا ہے کہ جہنم کا بعض حصہ بعض کو کھا رہا ہے۔ اس سے کہا جاتا ہے: اس چیز کی طرف دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے جس سے تمہیں بچا لیا ہے، اُدھر دیکھو، پھر اس کے لیے جنت کی طرف ایک سوراخ کھول دیا جاتا ہے، وہ جنت کی رونق و بہار اور اس میں موجود دوسری نعمتوں کو دیکھتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے: اس جنت میں یہ ٹھکانہ تیرا ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ تم دنیا میں یقین پر جیئے، اسی پر فوت ہوئے اور اسی پر ان شاء اللہ اٹھائے جاؤ گے۔ اور اگر وہ میت برا ہو تو اسے جب قبر میں بٹھایا جاتا ہے تو وہ گھبرایا ہوا اور بہت زیادہ خوفزدہ ہوتا ہے۔ اس سے پوچھا جاتا ہے: تو دنیا میں کس دین پر تھا؟ وہ جواب دیتا ہے: میں کچھ نہیں جانتا۔ اس سے کہا جاتا ہے: جس ہستی کو تمہارے درمیان مبعوث کیا گیا، وہ کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میں نے لوگوں کو جو کہتے ہوئے سنا، میں نے بھی وہی کچھ کہہ دیا تھا، (اب تو مجھے کسی چیز کا علم نہیں ہے)۔ اس کے بعد اس کے لیے جنت کی طرف ایک شگاف کھول دیا جاتا ہے، وہ اس کی رونقوں اور اس کی نعمتوں کو دیکھتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے: اس چیز کی طرف دیکھ جو اللہ تعالیٰ نے تجھ سے پھیر لی ہے، اتنے میں جہنم کی طرف سے ایک سوراخ کھول دیا جاتا ہے، وہ اس کی طرف دیکھتا ہے کہ اس کا بعض بعض کو کھا رہا ہوتا ہے، پھر اسے کہا جاتا ہے: جہنم میں تیرا ٹھکانہ یہ ہے، دراصل بات یہ ہے کہ تو شک

پر تھا، اسی پر مرا اور اسی پر تجھے ان شاء اللہ اٹھایا جائے گا، پھر اسے عذاب دیا جاتا ہے۔''

فوائد: ...... یہودی عورت کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کھانا مانگنے کے لیے آنا، اس سے ہمیں بھی کافر اور مسلمان کے تعلق کو سمجھنا چاہیے، کسی بھی کافر سے نفرت کرنا اور بات ہے اور اس کے ساتھ لین دین کرنا اور بات ہے۔

(۳۳۰۳) عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَأَلَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما عَنْ فَتَّانِيِ الْقَبْرِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ تُبْتَلٰى فِي قُبُوْرِهَا، فَإِذَا أُدْخِلَ الْمُؤْمِنُ قَبْرَهُ وَتَوَلّٰى عَنْهُ أَصْحَابُهُ جَاءَ مَلَكٌ شَدِيْدُ الْانْتِهَارِ فَيَقُوْلُ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ؟ فَيَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ: إِنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَعَبْدُهُ، فَيَقُوْلُ لَهُ الْمَلَكُ: أُنْظُرْ إِلٰى مَقْعَدِكَ الَّذِيْ كَانَ فِي النَّارِ، قَدْ أَنْجَاكَ اللّٰهُ مِنْهُ وَأَبْدَلَكَ بِمَقْعَدِكَ الَّذِي تَرٰى مِنَ النَّارِ مَقْعَدَكَ الَّذِيْ تَرٰى مِنَ الْجَنَّةِ، فَيَرَاهُمَا كِلَاهُمَا، فَيَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ: دَعُوْنِي، أُبَشِّرُ أَهْلِيْ، فَيُقَالُ لَهُ: أُسْكُنْ، وَأَمَّا الْمُنَافِقُ فَيَقْعُدُ إِذَا تَوَلّٰى عَنْهُ أَهْلُهُ، فَيُقَالُ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِي هٰذَا الرَّجُلُ؟ فَيَقُوْلُ: لَا أَدْرِي، أَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ، فَيُقَالُ لَهُ: لَا دَرَيْتَ، هٰذَا مَقْعَدُكَ الَّذِي كَانَ لَكَ مِنَ الْجَنَّةِ، قَدْ أُبْدِلْتَ مَكَانَهُ مَقْعَدَكَ مِنَ النَّارِ.)) قَالَ جَابِرٌ: فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ فِي الْقَبْرِ عَلٰى مَا

''ابوزبیر کہتے ہیں: میں نے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے قبر میں فتنے میں ڈالنے والے فرشتوں کے متعلق دریافت کیا، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کے بارے میں یہ فرماتے ہوئے سنا: ''لوگوں کو ان کی قبروں میں آزمایا جاتا ہے، جب مومن کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے اور لوگ اسے دفنا کر واپس آتے ہیں تو ایک انتہائی بارعب فرشتہ اس کے پاس آجاتا ہے اور کہتا ہے: تم اس شخصیت (محمد ﷺ) کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ مومن جواب دیتا ہے: وہ اللہ کے رسول اور بندے ہیں۔ فرشتہ اس سے کہتا ہے: تم جہنم میں اپنے اس ٹھکانے کو دیکھو کہ جس سے اللہ نے تمہیں نجات دلائی ہے اور اپنے اس ٹھکانے کی طرف دیکھ، جو اللہ تعالیٰ نے جہنم والی اس منزل کے متبادل تجھے عطا کیا ہے، پھر وہ دونوں ٹھکانوں کو دیکھتا ہے اور کہتا ہے: مجھے چھوڑ دو ذرا، میں اپنے اہل خانہ کو خوشخبری سناتا ہوں، لیکن اس سے کہا جاتا ہے: ٹھہر جا۔ رہا مسئلہ منافق کا تو جب لوگ اسے دفنا کر واپس ہوتے ہیں تو اسے بٹھا کر اس سے پوچھا جاتا ہے: تم اس ہستی (محمد ﷺ) کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ وہ کہتا ہے: میں نہیں جانتا، بس میں بھی وہی کہہ دیتا تھا، جو دوسرے لوگ کہا کرتے تھے، پس اس سے کہا جاتا ہے: تو نے سمجھا نہیں، تیرا جنت میں یہ مقام تھا، لیکن اب اس کے عوض تیرے لیے جہنم میں یہ ٹھکانا ہے۔''

(۳۳۰۳) تخريج: ...... حديث صحيح، ابن لهيعة قد توبع- أخرجه الطبراني في "الاوسط": ۹۰۷۲، وعبد الرزاق: ٦٧٤٤ (انظر: ١٤٧٢٢)

مَاتَ، الْمُؤْمِنُ عَلٰى إِيْمَانِهِ، وَالْمُنَافِقُ عَلٰى نِفَاقِهِ.)) (مسند احمد: ١٤٧٧٩)

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا تھا کہ ''ہر آدمی جس عقیدے پر فوت ہوتا ہے، اس کو اسی عقیدے پر اٹھایا جاتا ہے، یعنی مومن کو ایمان پر اور منافق کو نفاق پر۔''

(٣٣٠٤) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: كَانَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا تُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قَالَ: ((إِذَا دَخَلَ الإِنْسَانُ قَبْرَهُ، فَإِنْ كَانَ مُؤْمِنًا أَحَفَّ بِهِ عَمَلُهُ، الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ، قَالَ فَيَأْتِيهِ الْمَلَكُ مِنْ نَحْوِ الصَّلَاةِ فَتَرُدُّهُ وَمِنْ نَحْوِ الصِّيَامِ فَيَرُدُّهُ، قَالَ فَيُنَادِيهِ اِجْلِسْ، قَالَ فَيَجْلِسُ فَيَقُوْلُ لَهُ: مَا ذَا تَقُوْلُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ يَعْنِي النَّبِيَّ؟ قَالَ: مَنْ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَنَا أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: يَقُوْلُ: وَمَا يُدْرِيكَ؟ أَدْرَكْتَهُ؟ قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ، قَالَ: يَقُوْلُ: عَلٰى ذَالِكَ عِشْتَ وَعَلَيْهِ مِتَّ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ، قَالَ وَإِنْ كَانَ فَاجِرًا أَوْ كَافِرًا قَالَ جَاءَ الْمَلَكَ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ شَيْءٌ يَرُدُّهُ، قَالَ: فَأَجْلَسَهُ، قَالَ: يَقُوْلُ: اِجْلِسْ، مَا ذَا تَقُوْلُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ؟ قَالَ: أَيُّ رَجُلٍ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ، قَالَ: يَقُوْلُ: وَاللّٰهِ! مَا أَدْرِي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ، قَالَ: فَيَقُوْلُ لَهُ الْمَلَكُ: عَلٰى ذَالِكَ عِشْتَ وَعَلَيْهِ

''سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب انسان قبر میں داخل ہوتا ہے، تو اگر وہ مومن ہو تو اس کے نیک اعمال نماز اور روزہ وغیرہ اسے گھیر لیتے ہیں، جب فرشتہ اس کی طرف نماز والی جانب سے آتا ہے تو نماز اسے روک لیتی ہے اور جب روزہ والی جانب سے آتا ہے تو روزہ اسے روک دیتا ہے، اس لیے فرشتہ دور سے ہی آواز دے دیتا ہے: بیٹھ جا، وہ اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے، فرشتہ پوچھتا ہے: تم اس آدمی یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ وہ آگے سے پوچھتا ہے: وہ کون سا آدمی؟ فرشتہ کہتا ہے: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ وہ کہتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ فرشتہ کہتا ہے: تمہیں اس کا علم کیسے ہوا؟ کیا تم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تھا؟ وہ کہتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ فرشتہ کہتا ہے: تم نے اسی عقیدہ پر زندگی گزاری، اسی پر تمہیں موت آئی اور تمہیں اسی پر اٹھایا جائے گا۔ اگر فوت شدہ آدمی کافر یا فاجر ہو تو اس کے پاس فرشتہ آتا ہے اور (عمل کی صورت میں) اس کے پاس فرشتے کو روکنے والی کوئی چیز نہیں ہوتی، سو وہ اسے بٹھا کر پوچھتا ہے: تو اس آدمی کے بارے کیا کہتا ہے؟ وہ کہتا ہے: کونسا آدمی؟ فرشتہ کہتا ہے: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ وہ کہتا ہے: اللہ کی قسم! میں تو کچھ نہیں جانتا، ہاں میں لوگوں کو جو بات کہتے ہوئے سنتا تھا، میں بھی وہی کہہ دیتا تھا۔ فرشتہ اس

(٣٣٠٤) تخريج: ......رجاله ثقات رجال الصحيح غير ان محمد بن المنكدر لم يذكروا له سماعا من اسماء بنت ابی بکر، وهو قد ادركها أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ٢٤/ ٢٨١ (انظر: ٢٦٩٧٦)

مِـتَّ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ ، قَالَ وَتُسَلَّطُ عَلَيْهِ دَابَّةٌ فِـي قَبْـرِهِ مَـعَـهَـا سَـوْطٌ ثَمَرَتُهُ جَمْرَةٌ مِثْلَ غَـرْبِ الْبَعِيرِ ، تَضْرِبُهُ مَاشَاءَ اللّٰهُ ، صَمَّاءُ لَا تَسْمَعُ صَوْتَهُ فَتَرْحَمَهُ .)) (مسند احمد: ٢٧٥١٦)

سے کہتا ہے: اسی پر تیری زندگی گزری، اسی پر تجھے موت آئی اور اسی پر تجھے اٹھایا جائے گا۔ اس کے بعد اس کی قبر میں اس پر ایک جاندار مسلط کر دیا جاتا ہے، اس کے پاس ایک کوڑا ہوتا ہے، جس کی (ضرب) کا نتیجہ اونٹ کے بڑے ڈول کی طرح کا انگارہ ہوتا ہے، جب تک اللہ کو منظور ہوگا وہ اسے مارتا رہے گا، وہ جاندار بہرا ہوگا، تاکہ اس کی آواز سن کر اس پر رحم نہ کر دے۔''

فوائد: ......نیک اور برے اعمال اعراض ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ ان کو وجود عطا کر دے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ایک روایت میں ''ثَـمَرَتُهُ جَمْرَةٌ'' کی بجائے ''تَـمْرَتُهُ جَمْرَةٌ'' کے الفاظ ہیں، جن کے معانی واضح نہیں ہو رہے۔ مختلف احادیث میں آپ ﷺ کے بارے میں سوال کرتے ہوئے ''هٰـذَا الرَّجُلُ'' (یہ آدمی) کے الفاظ استعمال کیے گئے۔ ان الفاظ سے عربی زبان، اس کے اصول وقواعد اور شرعی نصوص سے غافل لوگوں نے یہ استدلال کشید کرنے کی کوشش کی ہے کہ آپ ﷺ کو ہر قبر میں وجود سمیت پیش کیا جاتا ہے اور اس طرح آپ ﷺ ہر جگہ حاضر وناظر ہیں۔ اس عقیدے کا قرآن و حدیث کی دوسری نصوص کے قطعی طور پر الٹ ہونا ایک الگ بات ہے، صرف مذکورہ بالا احادیث پر غور کرتے ہیں:

اِن لوگوں کے اس استدلال کا دارومدار لفظ ''هٰـذَا'' پر ہے، کیونکہ ان کا خیال ہے کہ یہ لفظ صرف اس چیز کے لیے بولا جاتا ہے، جو سامنے موجود ہے، تو گزارش ہے کہ عربی زبان میں اس لفظ کے سامنے موجود ہونا ضروری نہیں، بلکہ اس اشارے والے لفظ کا اطلاق اس مشار الیہ پر بھی ہو جاتا ہے جو مخاطِب اور مخاطَب دونوں کے ذہن میں ہو، اس کو عربی زبان کی اصطلاح میں ''عہد ذہنی'' کہتے ہیں، آپ غور کریں کہ جب بنو عبد القیس کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوا تو انھوں نے اپنی ایک مجبوری کا یوں اظہار کیا: ''بَيْـنَـنَـا وَبَيْنَكَ هٰذَا الْحَيُّ مِـنْ كُـفَّـارِ مُضَرَ......'' یعنی: اے اللہ کے رسول! آپ کے اور ہمارے درمیان مضر کے کفار کا یہ قبیلہ حائل ہے، اس لیے ہم صرف حرمت والے مہینوں میں آپ کے پاس آ سکتے ہیں۔ یہ قبیلہ وہاں موجود نہ تھا، لیکن رسول اللہ ﷺ اور اس وفد کے لوگوں کے ذہنوں میں تھا، اس لیے ''هٰذَا'' کہہ کر ذہن کے تصور کی طرف اشارہ کیا گیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب فرشتہ قبر میں یہ سوال کرتا ہے کہ ''تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہتا ہے؟'' تو وہ میت آگے سے پوچھتا ہے: مَنْ؟ (کون سا آدمی)، أَيُّ رَجُلٍ؟ (کون سا آدمی)۔ اگر وہاں آپ ﷺ کا وجود مبارک ہو تو آگے سے یہ سوال کرنے کا کیا تک بنتا ہے۔ اس باب اور آنے والے باب کی احادیث سے عذابِ قبر کا واضح ثبوت ملتا ہے، اس کی ہیئت وکیفیت کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے، گزارش ہے کہ بندہ مرنے کے بعد عالم برزخ میں چلا جاتا ہے، جس کا اس دنیا سے کوئی تعلق نہیں ہے، وہاں ہر نبی اور امتی اور ہر نیک و بد ایک عالَم میں ہوتا ہے، لیکن ہم اس عالَم کی حقیقت

کو اپنی عقل کی روشنی میں سمجھنے کی کبھی بھی جرأت نہیں کریں گے۔ ان شاء اللہ۔ "كِتَابُ الْجَنَائِزِ" میں باب ''روح سے متعلقہ مسائل'' میں اس کی مزید توضیح ہو چکی ہے۔

عَذَابُ الْقَبْرِ وَالتَّعَوُّذُ مِنْهُ

عذاب قبر اور اس سے پناہ مانگنے کا بیان

(٣٣٠٥) عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: دَخَلَتْ عَلَيْهَا يَهُوْدِيَّةٌ اسْتَوْهَبَتْهَا طِيْبًا، فَوَهَبَتْ لَهَا عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا، فَقَالَتْ: أَجَارَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ' قَالَتْ: فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِنْ ذَالِكَ، حَتّٰى جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لَهُ، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ لِلْقَبْرِ عَذَابًا؟ قَالَ: ((نَعَمْ، إِنَّهُمْ لَيُعَذَّبُوْنَ فِي قُبُوْرِهِمْ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ.)) (مسند احمد: ٢٤٦٨١)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ایک یہودی عورت میرے پاس آئی اور خوشبو مانگی، سو جب میں نے اسے خوشبو دے دی تو اس نے کہا: اللہ آپ کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے۔ اس دعا سے میرے دل میں تردّد ہونے لگا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے، میں نے آپ ﷺ کو یہ بات بتلائی اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا قبر میں عذاب ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، مردوں کو قبر میں ایسا عذاب ہوتا ہے کہ چوپائے اس کی آواز کو سنتے ہیں۔''

فوائد: ......عوام الناس کو اس حدیث سے ایک اہم نکتہ یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ یہ ضروری نہیں کہ ہر اہل علم کو ہر مسئلے کا علم ہو، دیکھیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس واقعہ سے پہلے عذابِ قبر کا علم نہیں تھا، لیکن انھوں نے اس تردد والی کیفیت کو اپنے لیے کافی نہیں سمجھا اور تحقیق کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا، اسی طرح ہمیں ہر مسئلے کی قرآن و حدیث کے ذریعے تحقیق کرنی چاہیے۔

(٣٣٠٦) عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ يَهُوْدِيَّةً كَانَتْ تَخْدِمُهَا، فَلَا تَصْنَعُ إِلَيْهَا عَائِشَةُ شَيْئًا مِنَ الْمَعْرُوْفِ إِلَّا قَالَتْ لَهَا الْيَهُوْدِيَّةُ وَقَاكِ اللّٰهُ عَذَابَ الْقَبْرِ، قَالَتْ: فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيَّ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ لِلْقَبْرِ عَذَابٌ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: ((لَا، وَعَمَّ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ایک یہودی عورت میری خدمت کیا کرتی تھی، میں جب بھی اسے کوئی چیز دیتی تو وہ کہتی: اللہ تم کو عذابِ قبر سے محفوظ رکھے۔ جب رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا قیامت سے پہلے قبر میں بھی عذاب ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی نہیں، بھلا تم یہ سوال کیوں پوچھ رہی ہو؟'' میں نے کہا: فلاں یہودی عورت، جب بھی ہم اسے کوئی چیز دیتے ہیں

(٣٣٠٥) تخريج: ......أخرجه البخارى: ٦٣٦٦، ومسلم: ٥٨٦ (انظر: ٢٤١٧٨)

(٣٣٠٦) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط الشيخين (انظر: ٢٤٥٢٠)

ذَالِكَ؟)) قَالَتْ: هٰذِهِ الْيَهُوْدِيَّةُ لَا نَصْنَعُ إِلَيْهَا مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئاً إِلَّا قَالَتْ وَقَاكِ اللّٰهُ عَذَابَ الْقَبْرِ۔ قَالَ: ((كَذَبَتْ يَهُوْدُ وَهُمْ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ أَكْذَبُ، لَا عَذَابَ دُوْنَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ.)) قَالَتْ: ثُمَّ مَكَثَ بَعْدَ ذَالِكَ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَمْكُثَ، فَخَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ نِصْفَ النَّهَارِ مُشْتَمِلاً بِثَوْبِهِ مُحْمَرَّةً عَيْنَاهُ، وَهُوَ يُنَادِي بِأَعْلٰى صَوْتِهِ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! أَظَلَّتْكُمُ الْفِتَنُ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، أَيُّهَا النَّاسُ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا، أَيُّهَا النَّاسُ! اِسْتَعِيْذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَإِنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ حَقٌّ)) (مسند احمد: ۲۵۰۲۵)

تو وہ کہتی ہے: اللہ تم کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہودی جھوٹ بولتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ پر بہت زیادہ جھوٹ باندھتے ہیں، قیامت کے روز سے پہلے کوئی عذاب نہیں ہوگا۔'' اس کے بعد کچھ ایام آپ ﷺ ٹھہرے رہے، جتنا اللہ تعالیٰ کو منظور تھا، ایک روز آپ ﷺ عین دوپہر کے وقت نکلے، جبکہ آپ ﷺ نے اپنے اوپر ایک کپڑا اوڑھا ہوا تھا اور آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں اور آپ ﷺ بلند آواز سے فرماتے جا رہے تھے: ''لوگو! اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح تم پر فتنے چھا رہے ہیں، لوگو! جو کچھ میں جانتا ہوں، اگر تم بھی اسے جان لیتے تو تم بہت زیادہ روتے اور کم ہنستے، لوگو! عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگا کرو، بے شک قبر کا عذاب حق ہے۔''

فوائد: ...... مذکورہ بالا دو احادیث میں دو قصے ہیں، پہلی دفعہ آپ ﷺ نے لاعلمی کا اظہار کیا، پھر جب آپ ﷺ کو علم ہوا تو بات واضح کر دی۔ اگر یہ کہا جائے کہ عذابِ قبر سے متعلقہ درج ذیل دو آیات تو مکہ مکرمہ میں نازل ہو چکی تھیں: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظَّالِمِيْنَ﴾ (سورۂ ابراھیم: ۲۷) یعنی: ''اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو دنیا اور آخرت میں صحیح بات پر ثابت قدم رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو گمراہ کر دیتا ہے۔'' ﴿اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا﴾ (سورۂ غافر: ٤٦) یعنی: ''صبح وشام ان (آلِ فرعون) پر آگ پیش کی جاتی ہے۔''

تو آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں اس یہودیہ کی دعا پر لاعلمی کا اظہار کیسے کر دیا؟ حافظ ابن حجر نے جواب دیتے ہوئے کہا: پہلی آیت کے مفہوم سے ان لوگوں کے حق میں عذابِ قبر ثابت ہو رہا ہے جو ایمان سے متصف نہیں تھے اور دوسری آیت کا تعلق آل فرعون سے ہے، ظاہر ہے کہ دوسرے کفار کا بھی یہی حکم ہوگا، آپ ﷺ نے اس چیز کا انکار کیا تھا کہ توحید پرستوں کو عذابِ قبر میں مبتلا کیا جائے، پھر جب آپ ﷺ کو مطلع کیا گیا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی مشیت کارفرما ہوتی ہے اور یہ عذاب کسی کو بھی ہو سکتا ہے، تو پھر آپ ﷺ نے اس سے ڈرایا اور مبالغہ کی حد تک اس سے پناہ طلب کی اور یہی تعلیم دی۔ آنے والی حدیث سے جمع وتطبیق کی اسی صورت کی تائید ہوتی ہے۔ ''جو کچھ میں جانتا ہوں، اگر تم بھی اسے جان لیتے تو......'' اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا نافرمانوں کو عذاب دینا، بندوں کا محاسبہ ومناقشہ کرنا اور رازوں کو

فاش کرتا ہے، کیونکہ آپ ﷺ کو جب قبر اور جہنم کے حالات پر مطلع کیا جاتا تو آپ ﷺ یہ مناظر دیکھ لیتے تھے۔

(٣٣٠٧) وَعَنْهَا أَيْضًا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَعِنْدِي امْرَأَةٌ مِنَ الْيَهُودِ وَهِيَ تَقُولُ: أَشَعَرْتِ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ؟ فَارْتَاعَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ: ((إِنَّمَا تُفْتَنُ الْيَهُودُ.)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها: فَلَبِثْنَا لَيَالِيَ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ: ((هَلْ شَعَرْتِ أَنَّهُ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ؟)) قَالَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدُ يَسْتَعِيذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ (مسند احمد: ٢٦٦٣٤)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے، جبکہ اس وقت ایک یہودی عورت میرے پاس بیٹھی کہہ رہی تھی: کیا تم جانتی ہو کہ تم لوگوں کو قبروں میں آزمایا جائے گا؟ یہ سن کر نبی کریم ﷺ کانپ اٹھے اور فرمایا: ''صرف یہودی لوگ قبروں میں آزمائے جائیں گے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: چند ہی راتیں گزری تھیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا: ''کیا تم جانتی ہو میری طرف وحی کی گئی ہے کہ واقعی تم لوگوں کو قبروں میں آزمایا جائے گا؟'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: اس کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کو عذاب قبر سے پناہ مانگتے ہوئے سنتی تھی۔''

(٣٣٠٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَتْنِي جَارَةٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا كَانَتْ تَسْمَعُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ عِنْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ.)) (مسند احمد: ٢٢٦٨٤)

''عبداللہ بن قاسم کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی ایک پڑوسن نے مجھے بیان کیا کہ وہ طلوع فجر کے وقت رسول اللہ ﷺ کو یہ دعا کرتے سنا کرتی تھی: "اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ۔" (اے اللہ! میں تجھ سے قبر کے عذاب اور فتنے سے پناہ طلب کرتا ہوں۔)۔''

(٣٣٠٩) عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ الدَّجَّالَ، فَقَالَ: ((إِحْدٰى عَيْنَيْهِ كَأَنَّهَا زُجَاجَةٌ خَضْرَاءُ (وَفِي رِوَايَةٍ عَيْنُهُ خَضْرَاءُ كَأَنَّهَا الزُّجَاجَةُ)) وَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.)) (مسند احمد: ٢١٤٦٣)

''سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا: ''اس کی ایک آنکھ سبز شیشے کی طرح ہوگی اور تم عذابِ قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرو۔''

(٣٣٠٧) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٥٨٤ (انظر: ٢٦١٠٥)

(٣٣٠٨) تخريج: ......اسناده حسن (انظر: ٢٢٦٨٤)

(٣٣٠٩) تخريج:...... اسناده صحيح۔ أخرجه الطيالسى فى مسنده: ٥٤٤، والبيهقى فى "اثبات عذاب القبر": ٢٠٥ (انظر: ٢١١٤٥)

(۳۳۱۰) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ سَمِعَ أُمَّ خَالِدٍ بِنْتَ خَالِدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ) ﷞ قَالَ: وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غَيْرَهَا، سَمِعْتِ النَّبِيَّ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ (مسند احمد: ۲۷۵۹۸)

''سفیان بن عیینہ کہتے ہیں: میں نے سیدہ ام خالد بنت خالد بن سعید بن عاص ﷞ سے سنا اور ان کے علاوہ کسی سے نہیں کہ وہ یہ کہتا ہو کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، انھوں نے نبی کریم ﷺ کو عذابِ قبر سے پناہ مانگتے ہوئے سنا۔''

(۳۳۱۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ (بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷛) قَالَ: قَالَتْ أُمُّ حَبِيْبَةَ ﷞ ابْنَةُ أَبِي سُفْيَانَ: اَللّٰهُمَّ أَمْتِعْنِي بِزَوْجِي رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبِأَبِي أَبِي سُفْيَانَ وَبِأَخِي مُعَاوِيَةَ، قَالَ: فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّكِ سَأَلْتِ اللّٰهَ لِآجَالٍ مَضْرُوْبَةٍ وَأَيَّامٍ مَعْدُوْدَةٍ وَأَرْزَاقٍ مَقْسُوْمَةٍ، لَنْ يُعَجِّلَ شَيْءٌ قَبْلَ حِلِّهِ أَوْ يُؤَخِّرَ شَيْءٌ عَنْ حِلِّهِ، وَلَوْ كُنْتِ سَأَلْتِ اللّٰهَ أَنْ يُعِيْذَكِ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ كَانَ أَخْيَرَ وَأَفْضَلَ۔ (مسند احمد: ۳۷۰۰)

''سیّدنا عبداللہ بن مسعود ﷛ کہتے ہیں: سیدہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان ﷞ نے یہ دعا کی: یا اللہ! مجھے میرے شوہر رسول اللہ ﷺ، باپ ابوسفیان اور بھائی معاویہ سے فائدہ اٹھانے کا موقع عطا فرما، لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم نے اللہ تعالیٰ سے ایسی باتوں کا سوال کیا ہے جن کے اوقات اور ایام مقرر کیے جا چکے ہیں اور ان کے رزق بھی تقسیم کیے جا چکے ہیں۔ کوئی چیز اپنے مقرر وقت سے مقدم یا موخر نہیں ہو سکتی، اگر تم اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتیں کہ وہ تمہیں آگ اور قبر کے عذاب سے پناہ میں رکھے تو یہ تیرے لیے بہتر اور افضل ہوتا۔''

فوائد: ......''فائدہ اٹھانے کا موقع عطا فرما۔'' اس دعا کا معنی یہ ہے کہ یہ تینوں ہستیاں لمبی عمر پائیں، تا کہ سیدہ ام حبیبہ ﷞ ان سے مستفید ہوتی رہے۔ اگر لوگوں کی عمر اور رزق کا فیصلہ ہو چکا ہے تو عذاب یا نجات کی تقدیر بھی تو لکھی جا چکی ہے، لہٰذا اول الذکر سے روک کر موٴخر الذکر کا سوال کرنے کا حکم دینے میں کیا حکمت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جہنم یا قبر کے عذاب سے نجات پانے کی دعا کرنا عبادت ہے اور شریعت میں عبادات کا ہی حکم دیا گیا ہے، جیسا کہ جب تقدیر کے سلسلے میں ہی آپ ﷺ سے کہا گیا: کیا ہم اپنی کتاب اور تقدیر فیصلے پر اعتماد نہ کر لیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ۔)) یعنی: ''عمل کرو، پس ہر شخص کو اس عمل کے لیے آسان کر دیا گیا ہے، جس کے لیے اس کو پیدا کیا گیا ہے۔'' جب کہ لمبی عمر کی دعا کرنا عبادت نہیں، اس لیے جیسے ہم تقدیر کا سہارا لے کر صوم وصلاۃ کو ترک نہیں کر سکتے، اسی طرح جہنم سے نجات کی دعا کو بھی ترک نہیں کیا جا سکتا۔ واللہ اعلم۔

(۳۳۱۰) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٦٣٦٤ (انظر: ٢٧٠٥٨)

(۳۳۱۱) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٢٦٦٣ (انظر: ٣٧٠٠)

عَذَابُ الْكُفَّارِ وَالْيَهُودِ فِي الْقَبْرِ

قبر میں کفار اور یہود کو عذاب دیے جانے کا بیان

(۳۳۱۲) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يُسَلَّطُ عَلَى الْكَافِرِ فِي قَبْرِهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ تِنِّينًا، تَلْدَغُهُ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ، فَلَوْ أَنَّ تِنِّينًا مِنْهَا نَفَخَ فِي الْأَرْضِ مَا أَنْبَتَتْ خَضْرَاءَ.)) (مسند احمد: ۱۱۳۵٤)

''سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''قبر میں کافر پر ننانوے اژدہا مسلط کر دیئے جاتے ہیں، جو قیامت کے قائم ہونے تک اسے ڈستے رہتے ہیں، (وہ اس قدر زہریلے ہیں کہ) اگر ان میں سے ایک اژدہا زمین پر پھونک مار دے تو وہ سبزہ نہ اگا سکے۔''

(۳۳۱۳) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((يُرْسَلُ عَلَى الْكَافِرِ حَيَّتَانِ، وَاحِدَةٌ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ وَأُخْرَى مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ تَقْرُضَانِهِ قَرْضًا، كُلَّمَا فَرَغَتَا عَادَتَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.)) (مسند احمد: ۲۵۷۰٤)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کافر پر دو سانپ چھوڑے جاتے ہیں، ایک سر کی طرف سے اور دوسرا پاؤں کی طرف سے، دونوں اسے بار بار کاٹتے رہتے ہیں، جب وہ ایک دفعہ فارغ ہو جاتے ہیں تو دوبارہ لوٹ آتے ہیں، قیامت کے دن تک ایسے ہوتا رہتا ہے۔''

(۳۳۱٤) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: بَيْنَمَا نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ فِي نَخْلٍ لَنَا لِأَبِي طَلْحَةَ يَتَبَرَّزُ لِحَاجَتِهِ قَالَ: وَبِلَالٌ يَمْشِي وَرَاءَهُ يُكَرِّمُ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَمْشِيَ إِلَى جَنْبِهِ، فَمَرَّ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ بِقَبْرٍ، فَقَامَ حَتَّى تَمَّ إِلَيْهِ بِلَالٌ، فَقَالَ: وَيْحَكَ يَا بِلَالُ! هَلْ تَسْمَعُ مَا أَسْمَعُ؟ فَقَالَ: مَا أَسْمَعُ شَيْئًا، قَالَ: ((صَاحِبُ الْقَبْرِ يُعَذَّبُ.)) قَالَ: فَسُئِلَ

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ، سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے کھجوروں کے باغ میں قضائے حاجت کے لیے گئے، سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے اکرام میں آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے، نہ کہ پہلو بہ پہلو، آپ ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے اور وہاں ٹھہر گئے، یہاں تک سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے قریب آ گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلال! تم ہلاک ہو جاؤ، جو کچھ میں سن رہا ہوں، تم بھی سن رہے ہو؟'' انھوں نے کہا: میں تو کچھ نہیں

(۳۳۱۲) تخريج: ......اسناده ضعيف لضعف دراج أبي السمح في روايته عن ابي الهيثم أخرجه ابن ابي شيبة: ۱۳/ ۱۷۵، وابن حبان: ۳۱۲۱، والدارمي: ۲/ ۳۳۱، وابويعلى ۱۳۲۹ (انظر: ۱۱۳۳٤)

(۳۳۱۳) تخريج: ......اسناده ضعيف لجهالة ام محمد، وعلى بن زيد بن جدعان ضعيف أخرجه الخطيب في "تاريخه": ۲/ ۳۸٤ (انظر: ۲۵۱۸۹)

(۳۳۱٤) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه الحاكم: ۱/ ٤۰، والبيهقي في "اثبات عذاب القبر": ۹٤ (انظر: ۱۲۵۵۸، ۱۳۷۱۹)

عَنْهُ فَوُجِدَ يَهُوْدِيًّا۔ (مسند احمد: ۱۲۵۵۸)

سن رہا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس قبر والے کو عذاب دیا جارہا ہے۔'' پھر اس کے بارے میں جب پوچھا گیا تو وہ یہودی نکلا۔''

(۳۳۱۵) عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ: ((يَهُوْدُ تُعَذَّبُ فِي قُبُوْرِهَا.)) (مسند احمد: ۲۳۹۳۶)

''سیّدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ غروب آفتاب کے بعد باہر تشریف لے گئے اور کوئی آواز سن کر فرمایا: ''یہودیوں کو قبروں میں عذاب دیا جارہا ہے۔''

عَذَابُ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ فِيْ الْقَبْرِ

دورِ جاہلیت والے لوگوں کا قبر میں عذاب

(۳۳۱٦) عَنْ أُمِّ مُبَشِّرٍ (امْرَأَةِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ) رضی اللہ عنہا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا فِي حَائِطٍ مِنْ حَوَائِطِ بَنِي النَّجَّارِ، فِيْهِ قُبُوْرٌ مِنْهُمْ، قَدْ مَاتُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَسَمِعَهُمْ وَهُمْ يُعَذَّبُوْنَ، فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((اِسْتَعِيْذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.)) قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَإِنَّهُمْ لَيُعَذَّبُوْنَ فِي قُبُوْرِهِمْ؟ قَالَ: ((نَعَمْ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ.)) (مسند احمد: ۲۷۵۸٤)

''سیدہ ام مبشر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، جبکہ میں بنونجار کے باغات میں سے ایک باغ میں تھی، اس باغ میں کچھ قبریں بھی تھیں، ان قبروں والے (قبل از اسلام یعنی) دورِ جاہلیت میں مرے تھے، آپ ﷺ نے ان کو عذاب دیئے جانے کی آوازیں سنیں، چنانچہ آپ ﷺ یہ فرماتے ہوئے نکل گئے: ''تم عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ مانگا کرو۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ان لوگوں کو قبروں میں عذاب ہو رہا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، ان کو ایسا عذاب دیا جاتا ہے کہ جو جانوروں کو سنائی دیتا ہے۔''

(۳۳۱۷) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ حَائِطًا مِنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ لِبَنِي النَّجَّارِ، فَسَمِعَ صَوْتًا مِنْ قَبْرٍ، فَسَأَلَ

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں بنونجار کے ایک باغ میں تشریف لے گئے، وہاں آپ ﷺ نے ایک قبر سے آواز سنی اور پوچھا کہ ''یہ آدمی

(۳۳۱۵) تخریج:...... أخرجه البخاری: ۱۳۷۵، ومسلم: ۲۸٦۹ (انظر: ۲۳۵۳۹)

(۳۳۱٦) تخریج: ......حدیث صحیح۔ أخرجه ابن ابی شیبة: ۳/ ۳۷٤، ۱۰/ ۱۹۳، وابن حبان: ۳۱۲۵، والطبرانی فی "الکبیر": ۲۵/ ۲٦۸، والبیهقی فی "اثبات عذاب القبر": ۹۵ (انظر: ۲۷۰٤٤)

(۳۳۱۷) تخریج: ......أخرجه مسلم: ۲۸٦۸ (انظر: ۱۲۰۰۷، ۱۲۸۰۸)

عَنْهُ: ((مَتٰى دُفِنَ هٰذَا؟)) فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! دُفِنَ هٰذَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَأَعْجَبَهُ ذَالِكَ وَقَالَ: ((لَوْ لَا أَنْ لَا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يُسْمِعَكُمْ عَذَابَ الْقَبْرِ.)) (مسند احمد: ١٢٠٣٠)

کب دفن کیا گیا تھا؟'' صحابہ نے بتایا: اے اللہ کے رسول! یہ آدمی قبل از اسلام دور جاہلیت میں دفن ہوا تھا، یہ سن کر آپ ﷺ کو قدرے اطمینان ہوا اور فرمایا: ''اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم مُردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں عذاب قبر کی آواز سنا دے۔''

(٣٣١٨)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ خَرِبًا لِبَنِي النَّجَّارِ، وَكَانَ يَقْضِي فِيْهَا حَاجَةً، فَخَرَجَ إِلَيْنَا مَذْعُوْرًا أَوْ فَزِعًا، وَقَالَ: ((لَوْلَا أَنْ لَا تَدَافَنُوْا لَسَأَلْتُ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى أَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ أَهْلِ الْقُبُوْرِ مَا أَسْمَعَنِي)) (مسند احمد: ١٢١٢٠)

''(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ بنونجار کی ایک ویران سی جگہ میں داخل ہوئے، آپ ﷺ وہاں قضائے حاجت کرتے تھے، ایک دن وہاں سے گھبرا کر نکلے اور فرمایا: ''اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ قبروں والوں کے عذاب کی جو آوازیں میں سنتا ہوں، وہ تمہیں بھی سنا دے۔''

(٣٣١٩) عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ؓ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِي حَائِطٍ مِنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ فِي أَقْبُرٍ وَهُوَ عَلٰى بَغْلَتِهِ فَحَادَتْ بِهِ، وَكَادَتْ أَنْ تُلْقِيَهُ، فَقَالَ: ((مَنْ يَعْرِفُ هٰذِهِ الْأَقْبُرَ؟)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَوْمٌ هَلَكُوْا فِي الْجَاهِلِيَّةِ؟ فَقَالَ: ((لَوْلَا أَنْ لَا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُسْمِعَكُمْ عَذَابَ الْقَبْرِ.)) ثُمَّ قَالَ لَنَا: ((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ.)) قُلْنَا: نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، ثُمَّ قَالَ: ((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ.)) فَقُلْنَا: نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، ثُمَّ قَالَ:

''سیّدنا ابو سعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ سیّدنا زید بن ثابت ؓ نے کہا: ہم مدینہ کے ایک باغ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، وہاں کچھ قبریں بھی تھیں، آپ ﷺ جس خچر پر سوار تھے، وہ اچانک بدکنے لگا اور قریب تھا کہ آپ ﷺ کو نیچے گرا دیتا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''ان قبروں والوں کو کون جانتا ہے؟'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ لوگ اسلام سے قبل دورِ جاہلیت میں مر گئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم مُردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں عذابِ قبر کی آوازیں سنا دے۔'' پھر آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''تم عذابِ جہنم سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔'' ہم نے کہا: ہم جہنم کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم مسیح دجال کے فتنہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔'' ہم نے کہا:

(٣٣١٨) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

(٣٣١٩) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٢٨٦٧ (انظر: ٢١٦٥٨)

((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.)) فَقُلْنَا: نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، ثُمَّ قَالَ: ((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.)) فَقُلْنَا: نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ۔ (مسند احمد: ٢١٩٩٧)

ہم مسیح دجال کے فتنہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''عذابِ قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔'' ہم نے کہا: ''ہم عذابِ قبر سے بھی اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم زندگی اور موت کے فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔'' ہم نے کہا: ''ہم زندگی اور موت کے فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔''

فوائد: ......ان احادیث کا موضوع بھی سابقہ احادیث والا ہے، پہلے اس امر کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ عذابِ قبر برحق ہے، لیکن اس کی ہیئت و کیفیت کیا ہے، اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ ان احادیث سے اس مسئلہ کی وضاحت بھی ہو جاتی ہے کہ آپ ﷺ سے پہلے جاہلیت کا زمانہ فترے کا دور نہیں تھا، لیکن سابقہ انبیاء کی وجہ سے تکلیف کا دور تھا، یہی وجہ ہے کہ اس زمانے میں مرنے والے نافرمانوں کو قبر میں عذاب دیا جا رہا تھا۔

عَذَابُ عُصَاةِ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْقَبْرِ وَمَا يُخَفِّفُهُ عَنْهُمْ وَاَنَّ اَكْثَرَهُ بِسَبَبِ الْبَوْلِ

گنہگار مومنوں کو قبر میں عذاب ہونے اور اس کو ہلکا کرنے والے امور کا بیان اور اس چیز کی وضاحت کہ یہ عذاب زیادہ پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے

(٣٣٢٠) عَنْ طَاوُوْسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ: ((اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ، (قَالَ وَكِيْعٌ مِنْ بَوْلِهِ) وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ)) ثُمَّ أَخَذَ جَرِيْدَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ، فَغَرَزَ فِيْ كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً، فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا؟ قَالَ: ((لَعَلَّهُمَا أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا [قَالَ وَكِيْعٌ تَيْبَسَا])) (مسند احمد: ١٩٨٠)

''سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ دو قبروں کے پاس سے نبی کریم ﷺ کا گزر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''ان دو قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور وہ کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں ہو رہا، ان میں سے ایک اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے ایک چھڑی لی، اس کو چیر کر اس کے دو حصے بنا لیے اور ہر حصہ ایک ایک قبر پر گاڑھ دیا، صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے یہ کام کیوں کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''شاید ان سے عذاب میں اس وقت تک تخفیف کر دی جائے، جب تک یہ خشک نہ ہو جائیں۔''

(٣٣٢١)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ مُجَاهِدٍ

''(دوسری سند) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ

(٣٣٢٠) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٢١٨، ١٣٦١، ومسلم: ٢٩٢ (انظر: ١٩٨٠)

(٣٣٢١) تخريج: ......انظر الحديث بالطريق الاول

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِحَائِطٍ مِنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِيْ قَبْرِهِمَا فَذَكَرَهُ وَقَالَ حَتّٰى يَيْبَسَا أَوْ مَالَمْ يَيْبَسَا۔ (مسند احمد: ۱۹۸۱)

مدینہ منورہ کے باغات میں سے ایک باغ کے پاس سے گزرے اور قبر میں عذاب دیئے جانے والے دو انسانوں کی آوازیں سنیں،............۔''

(۳۳۲۲) وَعَنْ يَعْلَى بْنِ سَيَابَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِنَحْوِهِ۔ (مسند احمد: ۱۷۷۰۳)

''سیّدنا یعلی بن سیابہ رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی قسم کی روایت بیان کی ہے۔''

(۳۳۲۳) عَنْ أَبِي بَكْرَةَ (نُفَيْعِ بْنِ الْحَارِثِ رضی اللہ عنہ) قَالَ: بَيْنَا أَنَا أُمَاشِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِيْ وَرَجُلٌ عَنْ يَسَارِهِ فَإِذَا نَحْنُ بِقَبْرَيْنِ أَمَامَنَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيْرٍ وَبَلٰى، فَأَيُّكُمْ يَأْتِيْنِيْ بِجَرِيْدَةٍ.)) فَاسْتَبَقْنَا، فَسَبَقْتُهُ فَأَتَيْتُهُ بِجَرِيْدَةٍ فَكَسَرَهَا نِصْفَيْنِ فَأَلْقٰى عَلٰى ذَا الْقَبْرِ قِطْعَةً وَعَلٰى ذَا الْقَبْرِ قِطْعَةً وَقَالَ: ((إِنَّهُ يُهَوَّنُ عَلَيْهِمَا مَا كَانَتَا رَطْبَتَيْنِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ إِلَّا فِي الْبَوْلِ وَالْغِيْبَةِ.)) (مسند احمد: ۲۰۶۴٤)

''سیّدنا ابوبکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب چل رہا تھا، اچانک دو قبریں ہمارے سامنے آ گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور انہیں یہ عذاب کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں ہو رہا، البتہ (یہ گناہ ہیں کبیرہ)، تم میں سے کون آدمی چھڑی لائے گا.)) یہ سن کر ہم دونوں لپکے، لیکن میں سبقت لے گیا اور چھڑی لے آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ ایک قبر پر اور دوسرا دوسری قبر پر رکھ دیا اور فرمایا: ''جب تک یہ تر رہیں گی، تب تک ان کے عذاب میں کمی کی جائے گی اور ان کو عذاب پیشاب اور چغلی کی وجہ سے ہو رہا ہے۔''

(۳۳۲٤) عَنْ جَسْرَةَ قَالَتْ: حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: دَخَلَتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ مِنَ الْيَهُوْدِ، فَقَالَتْ: إِنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ مِنَ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ایک یہودی عورت میرے پاس آئی اور کہا: پیشاب کی وجہ سے قبر کا عذاب ہوتا ہے۔'' میں نے کہا: تم غلط کہتی ہو، اس نے کہا: بات ایسے ہی ہے، بلکہ ہم تو

(۳۳۲۲) تخریج: ......اسناده ضعیف لجهالة حبیب بن ابی جبیرة أخرجه ابن ابی شیبة: ۳/ ۳۷٦، والبیهقی فی "عذاب القبر": ۱۲٦، والطبرانی فی "الکبیر": ۲۲/ ۷۰۵ (انظر: ۱۷۵٦۰)

(۳۳۲۳) تخریج: ......اسناده قوی أخرجه ابن ماجه: ۳٤۹ (انظر: ۲۰۳۷۳، ۲۰٤۱۱)

(۳۳۲٤) تخریج: ......اسناده ضعیف بهذه السیاقة، جسرة بنت دجاجة لم یوثقها سوی العجلی وابن حبان، وقال البخاری: عندها عجائب، وقدامة بن عبد الله العامری روی عنه جمع وذکره ابن حبان فی "الثقات"۔ أخرجه النسائی: ۳/ ۷۲ (انظر: ۲٤۳۲٤)

الْبَوْلِ، فَقُلْتُ: كَذَبْتِ، فَقَالَتْ: بَلٰى إِنَّا لَنَقْرِضُ مِنْهُ الثَّوْبَ وَالْجِلْدَ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الصَّلَاةِ وَقَدِ ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا، فَقَالَ: ((مَا هٰذِهِ؟)) فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَتْ، فَقَالَ: ((صَدَقَتْ.)) قَالَتْ: فَمَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ يَوْمِئِذٍ إِلَّا قَالَ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ: ((اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ (أَعِذْنِيْ مِنْ حَرِّ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ.)) (مسند احمد: ۲۴۸۲۸)

اس کی وجہ سے کپڑے اور چمڑے کو بھی کاٹتے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز کی طرف نکلے اور ہماری آوازیں بلند ہو چکی تھیں، آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' میں نے اس یہودی عورت کی بات کا ذکر کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ سچ کہہ رہی ہے۔'' اس کے بعد آپ ﷺ جب بھی نماز ادا کرتے تو آخر میں یہ دعا پڑھتے تھے: "اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ (أَعِذْنِيْ مِنْ حَرِّ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ" (اے اللہ! جبریل ومیکائیل کے رب! مجھے آگ کی گرمی اور قبر کے عذاب سے محفوظ رکھنا)۔''

(۳۳۲۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَكْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ فِي الْبَوْلِ.)) (مسند احمد: ۸۳۱۳)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زیادہ تر پیشاب کی وجہ سے عذابِ قبر ہوتا ہے۔''

(۳۳۲۶) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ فِي يَوْمٍ شَدِيْدِ الْحَرِّ نَحْوَ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ، قَالَ: فَكَانَ النَّاسُ يَمْشُوْنَ خَلْفَهُ، قَالَ: فَلَمَّا سَمِعَ صَوْتَ النِّعَالِ وَقَرَ ذَالِكَ فِي نَفْسِهِ، فَجَلَسَ حَتّٰى قَدَّمَهُمْ أَمَامَهُ لِئَلَّا يَقَعَ فِيْ نَفْسِهِ مِنَ الْكِبْرِ فَلَمَّا مَرَّ بِبَقِيْعِ الْغَرْقَدِ، إِذَا بِقَبْرَيْنِ قَدْ دَفَنُوْا فِيْهِمَا رَجُلَيْنِ، قَالَ: فَوَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ دَفَنْتُمْ هَاهُنَا الْيَوْمَ؟)) قَالُوْا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! فُلَانٌ وَفُلَانٌ، قَالَ: ((إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ الْآنَ وَيُفْتَنَانِ فِي قَبْرَيْهِمَا.)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ

''سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سخت گرمی والے ایک دن میں بقیع الغرقد کی جانب سے گزرے، لوگ آپ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے، جب آپ ﷺ نے لوگوں کے جوتوں کی آہٹ سنی تو یہ آپ ﷺ پر گراں گزرا، آپ ﷺ وہیں بیٹھ گئے، یہاں تک کہ لوگ آپ ﷺ سے آگے گزر گئے، تاکہ آپ ﷺ کے دل میں تکبر پیدا نہ ہو۔ جب آپ ﷺ بقیع الغرقد کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے دو قبریں دیکھیں، لوگوں نے ان میں دو آدمیوں کو دفن کیا تھا۔ آپ ﷺ وہاں رک گئے اور پوچھا: ''آج تم نے یہاں کن لوگوں کو دفن کیا ہے؟'' صحابہ نے بتایا: اے اللہ کے نبی! یہ فلاں دو آدمی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

(۳۳۲۵) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه ابن ماجه: ۳۴۸ (انظر: ۸۳۳۱، ۹۰۳۳)

(۳۳۲۶) تخريج: ......اسناده ضعيف جدا من اجل على بن يزيد الالهانى أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ۷۸۶۹، ورواه ابن ماجه: ۲۴۵ مختصرا باوله الى قوله: "لئلا يقع فى نفسه شىء من الكبر" (انظر: ۲۲۲۹۲)

اللّٰہِ! فِیْمَ ذَالِکَ؟ قَالَ: ((أَمَّا أَحَدُھُمَا فَکَانَ لَایَسْتَنْزِہُ مِنَ الْبَوْلِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَکَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَۃِ.)) وَأَخَذَ جَرِیْدَۃً رَطْبَۃً، فَشَقَّھَا ثُمَّ جَعَلَھَا عَلَی الْقَبْرَیْنِ، قَالُوْا: یَا نَبِیَّ اللّٰہِ! وَلِمَ فَعَلْتَ؟ قَالَ: ((لَیُخَفَّفَنَّ عَنْھُمَا.)) قَالُوْا: یَا نَبِیَّ اللّٰہُ! وَحَتّٰی مَتٰی یُعَذِّبُھُمَا اللّٰہُ؟ قَالَ: ((غَیْبٌ لَا یَعْلَمُہُ إِلَّا اللّٰہُ وَلَوْلَا تَمْرِیْغُ قُلُوْبِکُمْ أَوْ تَزَیُّدُکُمْ فِی الْحَدِیْثِ لَسَمِعْتُمْ مَا اَسْمَعُ.)) (مسند احمد: ۲۲۶۴۸)

''ان کو اس وقت قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔'' صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! انہیں عذاب دیے جانے کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان میں سے ایک آدمی پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کرتا تھا۔'' آپ ﷺ نے ایک تر چھڑی لے کر اسے چیرا اور دونوں قبروں پر ان کو رکھ دیا۔ صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے نبی! آپ نے یہ کام کس لیے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کی وجہ سے ان کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ ان کو کب تک عذاب دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ غیب کی بات ہے، جسے اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہارے دلوں کی بدلتی کیفیات یا بہت زیادہ گفتگو نہ ہوتی تو تم بھی وہ کچھ سنتے جو میں سنتا ہوں۔''

(۳۳۲۷) عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی قَبْرٍ فَقَالَ: ((ائْتُوْنِیْ بِجَرِیْدَتَیْنِ.)) فَجَعَلَ إِحْدَاھُمَا عِنْدَ رَأْسِہِ وَالْأُخْرٰی عِنْدَ رِجْلَیْہِ۔ فَقِیْلَ: یَا نَبِیَّ اللّٰہِ! أَیَنْفَعُہُ ذَالِکَ؟ قَالَ: ((لَنْ یَزَالَ أَنْ یُخَفَّفَ عَنْہُ بَعْضُ عَذَابِ الْقَبْرِ مَا کَانَ فِیْھِمَا نُدُوٌّ.)) (مسند احمد: ۹۶۸۴)

''سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ''میرے پاس دو چھڑیاں لاؤ۔'' آپ ﷺ نے ایک کو اس کے سرہانے اور دوسری کو پائنتی کی طرف رکھ دیا، کسی نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا اس سے میت کو فائدہ پہنچے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت تک عذابِ قبر میں کچھ تخفیف رہے گی، جب تک ان میں تری رہے گی۔''

(۳۳۲۸) عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ: کُنْتُ جَالِسًا مَعَ سُلَیْمَانَ بْنِ صُرَدٍ وَخَالِدِ بْنِ عُرْفُطَۃَ ؓ قَالَ: فَذَکَرُوْا رَجُلًا مَاتَ مِنْ بَطْنِہِ، قَالَ: فَکَأَنَّمَا اِشْتَھَیَا أَنْ یُصَلِّیَا عَلَیْہِ،

''عبد اللہ بن یسار کہتے ہیں: میں سیّدنا سلیمان بن صرد اور سیّدنا خالد بن عرفطہ ؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، لوگوں نے بتایا کہ فلاں آدمی پیٹ کی بیماری کی وجہ سے فوت ہو گیا ہے، انہوں نے اس کی نماز جنازہ ادا کرنی چاہی اور ایک نے دوسرے سے

(۳۳۲۷) تخریج: ......اسنادہ صحیح علی شرط مسلم أخرجہ ابن ابی شیبۃ: ۳/ ۳۷۶، واسحاق بن راھویہ فی ''مسندہ'': ۲۰۷ (انظر: ۹۶۸۶)

(۳۳۲۸) تخریج: ......اسنادہ صحیح۔ أخرجہ الترمذی: ۱۰۶۴، والنسائی: ۴/ ۹۸ (انظر: ۱۸۳۱۰، ۱۸۳۱۲، ۲۲۵۰۰)

قَالَ: فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ: أَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ قَتَلَهُ بَطْنُهُ فَإِنَّهُ لَنْ يُعَذَّبَ فِي قَبْرِهِ؟)) قَالَ الْآخَرُ: بَلٰى۔ (مسند احمد: ۲۲۸٦۷)

کہا: کیا نبی کریم ﷺ نے ایسے فرمایا تھا کہ ''جو آدمی پیٹ کی بیماری کی وجہ فوت ہو جائے اس کو ہرگز قبر میں عذاب نہیں دیا جائے گا۔''؟ دوسرے نے کہا: جی ہاں فرمایا ہے۔''

مَاجَاءَ فِيْ ضَغْطَةِ الْقَبْرِ

فصل چہارم: قبر کے میت کو سختی کی ساتھ دبوچنے کا بیان

(۳۳۲۹) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا إِلٰى سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، حِيْنَ تُوُفِّيَ قَالَ فَلَمَّا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَوُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَسُوِّيَ عَلَيْهِ سَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَبَّحْنَا طَوِيْلًا، ثُمَّ كَبَّرَ فَكَبَّرْنَا، فَقِيْلَ يَا رَسُوْلُ اللّٰهِ لَمْ سَبَّحْتَ، ثُمَّ كَبَّرْتَ؟ قَالَ لَقَدْ تَضَايَقَ عَلٰى هٰذَا الْعَبْدِ الصَّالِحِ قَبْرُهُ حَتّٰى فَرَّجَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَنْهُ۔ (مسند احمد: ۱٤۹۳٤)

''سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے، جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا، ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں گئے، آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، بعد ازاں جب انہیں قبر میں رکھ کر مٹی برابر کر دی گئی تو رسول اللہ ﷺ کافی دیر تک ''سُبحان اللّٰہ'' اور ''اللّٰہ اکبر'' پڑھتے رہے۔ ہم بھی آپ ﷺ کے ہمراہ ''سبحان اللّٰہ'' اور ''اللّٰہ اکبر'' کہتے رہے۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! اس موقع پر ''سبحان اللّٰہ'' اور ''اللّٰہ اکبر'' کہنے کی کیا وجہ تھی؟ فرمایا: اس صالح بندے پر اس کی قبر تنگ ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے فراخ کر دیا۔''

(۳۳۳۰) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ لِلْقَبْرِ ضَغْطَةً، وَلَوْ كَانَ أَحَدٌ نَاجِيًا مِنْهَا نَجَا مِنْهَا سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ۔)) (مسند احمد: ۲٤۷۸۷)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک قبر کا دبوچنا ہوتا ہے اور اگر کوئی اس سے نجات پا سکتا ہوتا تو وہ سعد بن معاذ ہوتا۔''

فوائد: ……اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ نیک لوگ بھی کسی نہ کسی گناہ سے متاثر ہو جاتے ہیں، اس کے بدلے اس کو قبر کے دباؤ میں مبتلا ہونا پڑتا ہے، پھر اسے رحمت پا لیتی ہے، جیسا کہ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو قبر کے دبوچنے کے

(۳۳۲۹) تخریج: ……اسناده حسن۔ أخرجه الطبرانی: ۵۳٤٦، والبیهقی فی "اثبات عذاب القبر": ۱۱۳ (انظر: ۱٤۸۷۳)

(۳۳۳۰) تخریج: ……حدیث صحیح۔ أخرجه الطحاوی فی "شرح مشکل الآثار": ۲۷۳، والطبرانی فی "الاوسط": ٤٦۲٤، والبیهقی فی "اثبات عذاب القبر": ۱۰۸ (انظر: ۲٤۲۸۳)

سبب کی وضاحت بعض روایات میں یوں کی گئی ہے کہ وہ بعض اوقات پیشاب کے سلسلے میں احتیاط نہیں کرتے تھے۔ سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک بچے کو دفنایا گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَوْ أُفْلِتَ اَحَدٌ مِنْ ضَمَّةِ الْقَبْرِ ، لَأُفْلِتَ هٰذَا الصَّبِيُّ۔)) (معجم کبیر: ۱/۱۹۳/۱، الصحیحۃ: ۲۱۶۴) یعنی: ''اگر کسی کو قبر کے دبوچنے سے چھٹکارا مل سکتا ہوتا تو وہ یہ بچہ ہوتا۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک بچے یا بچی کا جنازہ پڑھا اور فرمایا: ((لَوْ كَانَ نَجَا اَحَدٌ مِنْ ضَمَّةِ الْقَبْرِ لَنَجَا هٰذَا الصَّبِيُّ۔)) یعنی: ''اگر قبر کے دبانے سے کوئی نجات پا سکتا تو یہ بچہ نجات پا جاتا۔'' (معجم اوسط للطبرانی: ۳/ ۳۶۱)

امام البانی رحمہ اللہ نے سلسلہ صحیحہ میں اس حدیث پر ''ضمة القبر لا ينجو منها حتى الصبيان'' کی سرخی ثبت کی ہے۔ معلوم ہوا کہ قبر ایک بار دبوچتی ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ (آمین) سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ (سعد بن معاذ) ہے، جس کے لیے عرش ہلنے لگا، اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور ستر ہزار فرشتے ان کے جنازے میں شریک ہوئے، (لیکن جب ان کو دفن کیا گیا تو ان کو قبر میں) بھینچا گیا، پھر یہ کیفیت چھٹ گئی۔'' (نسائی) اگر اس موضوع کی تمام روایات کو اور ان کے سیاق و سباق کو دیکھا جائے تو یہی کہنا مناسب ہوگا کہ یہ عذاب کی ایک قسم ہے، جس سے میت کو تکلیف ہوتی ہے۔

(۳۳۳۱) عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي جَنَازَةٍ، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ قَعَدَ عَلَى شَفَتِهِ فَجَعَلَ يَرُدُّ بَصَرَهُ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: ((يُضْغَطُ الْمُؤْمِنُ فِيهِ ضَغْطَةً تَزُولُ مِنْهَا حَمَائِلُهُ وَيُمْلَأُ عَلَى الْكَافِرِ نَارًا۔)) ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ عِبَادِ اللّٰهِ؟ اَلْفَظُّ الْمُسْتَكْبِرُ، أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ عِبَادِ اللّٰهِ؟ الضَّعِيفُ الْمُسْتَضْعَفُ ذُو الطِّمْرَيْنِ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّ اللّٰهُ قَسَمَهُ۔)) (مسند احمد: ۲۳۸۵۰)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک تھے، جب ہم قبر کے قریب آئے تو نبی کریم ﷺ قبر کے کنارے پر بیٹھ گئے اور قبر کے اندر دیکھنے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کو قبر میں اس قدر دبایا جاتا ہے کہ اس کے کندھے اور سینے کی ہڈیاں اپنی جگہ سے زائل ہو جاتی ہیں اور کافر کی قبر کو تو آگ سے بھر دیا جاتا ہے۔ کیا میں تمہیں یہ نہ بتلا دوں کہ اللہ کے بندوں میں سے بدترین لوگ کون ہیں؟ وہ ہیں جو بدمزاج اور متکبر ہوتے ہیں۔ اور کیا میں تمہیں یہ بھی نہ بتلا دوں کہ سب سے بہترین بندگانِ خدا کون سے ہیں؟ وہ ہیں جو دو بوسیدہ کپڑے والے ضعیف اور فقیر ہوتے ہیں اور جن کو لوگ بھی کمزور سمجھتے ہیں، لیکن اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم اٹھا دیں تو وہ بھی ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔''

(۳۳۳۱) تخريج:......اسناده ضعيف لضعف محمد بن جابر بن سيار الحنفي، ولانقطاعه، فان ابا البختري سعيد بن فيروز لم يدرك حذيفة (انظر: ۲۳۴۵۷)

اَلْمَيِّتُ يُنْقَلُ أَوْ يُنْبَشُ لِغَرَضٍ صَحِيحٍ
کسی صحیح مقصد کے لیے میت کو منتقل کرنے یا اس کی قبر اکھاڑنے کا بیان

(۳۳۳۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ أَتَى ابْنُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّكَ إِنْ لَمْ تَأْتِهِ لَمْ نَزَلْ نُعَيَّرُ بِهٰذَا، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَهُ قَدْ أُدْخِلَ فِي حُفْرَتِهِ، فَقَالَ: ((أَفَلَا قَبْلَ أَنْ تُدْخِلُوْهُ؟)) فَأُخْرِجَ مِنْ حُفْرَتِهِ فَتَفَلَ عَلَيْهِ مِنْ قَرْنِهِ إِلٰى قَدَمِهِ وَأَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ۔ (مسند احمد: ۱۵۰۴۹)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب عبداللہ بن ابی (منافق) مرا تو اس کا بیٹا نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ ﷺ اس کے پاس نہ آئے تو ہمیں ہمیشہ عار دلائی جاتی رہے گی، پس جب نبی کریم ﷺ وہاں تشریف لائے تو دیکھا کہ اس کو قبر میں رکھا جا چکا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اسے قبر میں داخل کرنے سے پہلے مجھے کیوں نہیں بلوا لیا تھا؟'' پھر اسے قبر سے نکالا گیا اور آپ ﷺ نے اسے اس کے سر سے قدم تک اپنا لعاب لگایا اور اسے اپنی قمیص پہنا دی۔

فوائد:...... رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے بیٹے عبداللہ نے تبرک کے لیے آپ ﷺ کی قمیص کا مطالبہ کیا تھ، جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق انھوں نے کہا تھا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلْبِسْ اَبِیْ قَمِيْصَكَ الَّذِیْ يَلِیْ جِلْدَكَ۔ یعنی: اے اللہ کے رسول! آپ میرے باپ کو وہ قمیص پہنائیں، جو آپ کے چمڑے سے لگتی رہی۔

نبی کریم ﷺ نے دلجوئی کرتے ہوئے ایسے کیا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے بعد میں درج ذیل آیات کے ذریعے ان امور کا سلسلہ ہی ختم کر دیا تھا:

﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ، اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فَاسِقُوْنَ﴾ (سورۂ توبہ: ۱۰۸) یعنی: ''ان میں سے کوئی مر جائے تو آپ اس پر نماز جنازہ ہرگز نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں، یہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہیں اور مرتے دم تک بدکار بے اطاعت رہے ہیں۔''

﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ، ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ، وَاللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ﴾ (سورۂ توبہ: ۸۰) یعنی: ''ان کے لیے تو استغفار کر یا نہ کر، اگر تو ستر مرتبہ بھی اس کے لیے استغفار کرے تو بھی اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا، یہ اس لیے کہ انھوں نے اللہ سے اور اس کے رسول کفر کیا ہے، ایسے فاسق لوگوں کو رب کریم ہدایت نہیں دیتا۔''

(۳۳۳۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: ''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: غزوہ احد میں میرے

(۳۳۳۲) تخریج:...... أخرجه البخاری: ۱۲۷۰، ۱۳۵۰، ۵۷۹۵، ومسلم: ۲۷۷۳ (انظر: ۱۴۹۸۶، ۱۵۰۷۵)
(۳۳۳۳) تخریج:...... اسناده ضعیف، عمر بن سلمة بن ابی یزید وابوه مجهولان أخرجه (انظر:)

أُسْتُشْهِدَ أَبِی بِأُحُدٍ فَأَرْسَلَتْنِی أَخَوَاتِی إِلَيْهِ بِنَاضِحٍ لَهُنَّ، فَقُلْنَ: اِذْهَبْ فَاحْتَمِلْ أَبَاكَ عَلٰى هٰذَا الْجَمَلِ فَأَدْفِنْهُ فِی مَقْبَرَةِ بَنِی سَلِمَةَ، قَالَ: فَجِئْتُهُ وَأَعْوَانٌ لِی، فَبَلَغَ ذَالِكَ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ بِأُحُدٍ فَدَعَانِی وَقَالَ: ((وَالَّذِی نَفْسِی بِيَدِهِ! لَايُدْفَنُ إِلَّا مَعَ إِخْوَتِهِ۔)) فَدُفِنَ مَعَ أَصْحَابِهِ بِأُحُدٍ۔ (مسند احمد: ۱۵۳۳۱)

ابو جان شہید ہو گئے، میری بہنوں نے مجھے ایک اونٹ دے کر بھیجا اور کہا: جاؤ اور اپنے ابا جان کی میت کو اس اونٹ پر لاد کر بنوسلمہ کے قبرستان میں دفن کرو۔ پس میں اور میرے مددگار آ گئے، لیکن جب نبی کریم ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی، جبکہ آپ ﷺ احد میں بیٹھے ہوئے تھے، تو آپ ﷺ نے مجھے بلا کر فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ان کو اپنے (شہید) بھائیوں کے ساتھ ہی دفن کیا جائے گا۔'' پس انہیں اپنے ساتھیوں کے ساتھ دفن کیا گیا۔

فوائد:...... یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ صحیح ہے: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: احد کے شہداء کو ان کے مقام سے اٹھا لیا گیا، لیکن رسول اللہ ﷺ کے مُنَادِی نے اعلان کیا: اَنْ رُدُّوْا الْقَتْلٰى اِلٰى مَضَاجِعِهَا۔ یعنی: ''شہداء کو ان کے مقامات کی طرف لوٹا دو۔'' (مسند احمد: ۱٤۱٦۹، ابوداود: ۳۱٦٥، نسائی: ٤/ ۷۹، ترمذی: ۱۷۱۷)

شہید کے علاوہ دوسرے اموات کو دوسرے مقامات میں منتقل کیا جا سکتا ہے، کیونکہ اس بارے میں کوئی ایسی روایت نہیں ہے، جس کی روشنی میں یہ پابندی لگائی جا سکے، جبکہ اصل تو جواز ہی ہے، سیدنا سعد بن ابی وقاص اور سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہما عقیق کے مقام پر فوت ہوئے تھے اور ان کو مدینہ منورہ لا کر دفن کیا گیا تھا۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: دُفِنَ مَعَ اَبِیْ رَجُلٌ فَكَانَ فِیْ نَفْسِیْ مِنْ ذَالِكَ حَاجَةٌ فَاَخْرَجْتُهٗ بَعْدَ سِتَّةِ اَشْهُرٍ فَمَا اَنْكَرْتُ مِنْهُ شَيْئًا اِلَّا شُعَيْرَاتٌ، كُنَّ فِیْ لِحْيَتِهٖ مِمَّا يَلِیْ الْاَرْضَ۔ (صحیح بخاری: ۱۳٥۱، ابوداود: ۳۲۳۲ واللفظ لہ) یعنی: (غزوۂ احد کے موقع پر) میرے باپ کو ایک آدمی کے ساتھ ایک قبر میں دفن کیا گیا، اس وجہ سے میرے دل میں ایک تردّد سا تھا، بالآخر میں نے چھ ماہ کے بعد ان کو نکالا اور (الگ قبر میں دفن کر دیا)، میں نے ان کے جسم کی کوئی چیز بدلی ہوئی نہیں پائی تھی، البتہ زمین کے ساتھ لگنے کی وجہ سے داڑھی کے کچھ بال متأثر ہوئے تھے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا نبی کریم ﷺ کو اس واقعہ کی خبر ہو گئی تھی کہ یہ واضح طور پر حجت بن سکے یا آپ ﷺ کو اطلاع نہیں ہوئی تھی، مؤخر الذکر بات ہی درست معلوم ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کو اس امر کا کوئی علم نہیں تھا، اگر ایسی بات ہوتی تو سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اس کی وضاحت کرتے، جبکہ صحیح بخاری کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: دُفِنَ مَعَ اَبِیْ رَجُلٌ فَلَمْ تَطِبْ نَفْسِیْ حَتّٰى اَخْرَجْتُهٗ فَجَعَلْتُهٗ فِیْ قَبْرٍ عَلٰى حِدَةٍ۔ یعنی: میرے والد کے ساتھ ایک اور بندے کو بھی دفن کر دیا گیا تھا، اس وجہ سے مجھے کوئی خاص اطمینان نہیں تھا، اس لیے میں نے ان کو نکال کر علیحدہ قبر میں دفن کر دیا تھا۔

ان الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا ذاتی فعل تھا، اس لیے اس کو بطور حجت پیش نہیں کیا جا سکتا، اس لیے کسی بڑی مصلحت یا مجبوری کے بغیر میت کو اس کی تدفین کے بعد قبر سے نہیں نکالنا چاہیے۔ میت کو قبر میں رکھنے کے بعد کسی مقصد کیلئے اسے فوراً نکال لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے عبداللہ بن ابی کے ساتھ کیا تھا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں باب قائم کیا ہے: "هل يخرج الميت من القبر واللحد لعلة" کیا میت کو کسی وجہ سے قبر اور لحد سے نکالا جا سکتا ہے؟ اور پھر جابر رضی اللہ عنہ کی یہی روایت پیش کی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سے استدلال کرنا مقصد ہے کہ میت کو کسی وجہ سے قبر سے نکالنا جائز ہے۔ باقی رہا مسئلہ یہ کہ نبی اکرم ﷺ کو اس کی اطلاع نہیں ہوئی ہوگی، تو اس حوالہ سے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کام نبی اکرم ﷺ کے دور میں ایک صحابی نے کیا ہے اگر یہ ٹھیک نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے ذریعہ اس سے روک دیتا، اگر آپ ﷺ نے وحی کے ذریعہ نہیں روکا تو یہ کام کرنا جائز اور درست ہے۔ مرفوع تقریری حکمی کی وضاحت شرح نخبۃ الفکر، اسناد کی بحث (ص۹۲) میں دیکھیں۔ (عبداللہ رفیق)

اَلنَّهْيُ عَنِ اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ عَلَى الْقُبُوْرِ

قبروں کے اوپر مساجد بنانے کی ممانعت کا بیان

(٣٣٣٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى، اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔)) (مسند احمد: ١٠٧٢٧)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ کو ہلاک کرے، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنالیا تھا۔''

(٣٣٣٥) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ، اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔)) (مسند احمد: ٧٨١٣)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہودیوں کو تباہ کرے، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا۔''

(٣٣٣٦) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَعَنَ (وَفِي لَفْظٍ قَاتَلَ) اللّٰهُ الْيَهُوْدَ، اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔)) (مسند احمد: ٢١٩٤٠)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے یا ان کو ہلاک کرے، انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنالیا۔''

(٣٣٣٤) تخريج:...... أخرجه البخارى: ٤٣٧، ومسلم: ٥٣٠ (انظر: ١٠٧١٦)

(٣٣٣٥) تخريج:...... انظر الحديث بالطريق الاول

(٣٣٣٦) تخريج:...... صحيح لغيره أخرجه الطبرانى: ٤٩٠٧، وعبد بن حميد: ٢٤٤ (انظر: ٢١٦٠٤)

(۳۳۳۷) عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ؓ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَدْخِلْ عَلَيَّ أَصْحَابِيْ، فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَكَشَفَ الْقِنَاعَ، ثُمَّ قَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى، اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) (مسند احمد: ۲۲۱۱۷)

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''میرے صحابہ کو میرے پاس بلاؤ۔'' پس وہ آ گئے، آپ ﷺ نے سر والا کپڑا ہٹایا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ پر لعنت کرے، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیا۔''

(۳۳۳۸)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ) إِلَّا إِنَّهُ قَالَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ وَهُوَ مُتَقَنِّعٌ بِبُرْدٍ لَهُ مَعَافِرِيٍّ وَلَمْ يَقُلْ وَالنَّصَارٰى۔ (مسند احمد: ۲۲۱۱۸)

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: جب صحابہ آئے تو اس وقت آپ ﷺ نے یمن کی بنی ہوئی معافری چادر لپیٹی ہوئی تھی، اس روایت میں ''نصاریٰ'' کا لفظ نہیں ہے۔

(۳۳۳۹) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِيْ وَثَنًا، لَعَنَ اللّٰهُ قَوْمًا، اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔)) (مسند احمد: ۷۳۵۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا، اللہ ایسے لوگوں پر لعنت کرے، جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیا۔''

فوائد: چونکہ یہود ونصاریٰ انبیاء کی تعظیم میں ان کی قبروں کو سجدہ کرتے تھے اور نماز میں ان کی طرف متوجہ ہوتے تھے، اس طرح انھوں نے ان قبروں کو بت بنا رکھا تھا، اس لیے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ آپ ﷺ کی قبر بت نہ بن جائے۔ جو لوگ مخصوص ہیئت اور عجز وانکساری کے ساتھ مسجد نبوی میں آپ ﷺ کی قبر مبارک کی طرف رخ کر کے ذکر واذکار یا درود وسلام کا اہتمام کرتے ہیں، ان کو اس قسم کی احادیث کی روشنی میں اپنے کیے سے باز آ جانا چاہیے۔

(۳۳۴۰) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِيْ عِيْدًا وَلَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا، وَحَيْثُمَا كُنْتُمْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری قبر کو عید نہ بنا لینا اور اپنے گھروں کو قبرستان نہ بنا لینا، تم جہاں کہیں بھی ہو، مجھ پر درود بھیج دیا کرو، بے شک

(۳۳۳۷) تخریج:...... صحیح لغیره أخرجه الطیالسی: ۶۳۴، والبزار سی "مسنده": ۲۶۰۹، والطبرانی فی "الکبیر": ۳۹۳، ۴۱۱ (انظر: ۲۱۷۷۴)

(۳۳۳۸) تخریج:...... انظر الحدیث بالطریق الاول

(۳۳۳۹) تخریج:...... اسناده قوی أخرجه الحمیدی: ۱۰۲۵، وابن سعد: ۲/ ۲۴۱، وابن عبد البر فی "التمهید": ۵/ ۴۴ (انظر: ۷۳۵۸)

(۳۳۴۰) تخریج:...... اسناده حسن أخرجه ابوداود: ۲۰۴۲ (انظر: ۸۸۰۴)

فَصَلُّوْا عَلَیَّ فَإِنَّ صَلَاتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ۔)) تمہارا درود مجھ تک پہنچ جائے گا۔‘‘
(مسند احمد: ۸۷۹۰)

فوائد: ’’میری قبر کو عید نہ بنا لینا‘‘ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ کی قبر مبارک کو میلہ گاہ نہ بنا لیا جائے اور اس کی زیارت کے لیے ایام و اوقات کو مخصوص نہ کر لیا جائے اور حج و عمرہ یا مسجدِ حرام اور مسجدِ نبوی کی طرح کسی سفر کا مقصود اس کی زیارت نہ ہو، وگرنہ یہود و نصاری کے ساتھ مشابہت قرار پائے گی۔

’’اپنے گھروں کو قبرستان نہ بنا لینا‘‘ اس کا مفہوم یہ ہے کہ گھروں میں نفلی عبادت کا اہتمام کیا جائے اور اسے قبر نہ بنا دیا جائے کہ اس میں کوئی عبادت نہ ہوتی ہو۔

(حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری: ۱/ ۵۲۹) میں لکھا ہے کہ اس کا ظاہری مفہوم یہ بھی ہے کہ اپنے فوت شدگان کو گھروں میں دفن نہ کرو، یعنی میت کو دفن کرنے کی جگہ قبرستان ہے نہ کہ گھر۔ عبداللہ رفیق)

آپ ﷺ تک درود کیسے پہنچتا ہے؟ درج ذیل احادیثِ مبارکہ سے اس امر کی وضاحت ہو جاتی ہے:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَۃً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ اُمَّتِیَ السَّلَامَ۔)) (سنن نسائی: ۱۲۸۲) یعنی: ’’بیشک اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں، جو زمین میں سیاحت کرتے ہیں، وہ مجھے میری امت کی طرف سے سلام پہنچاتے ہیں۔‘‘

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَکْثِرُوْا الصَّلَاۃَ عَلَيَّ، فَإِنَّ اللّٰہَ وَکَّلَ بِیْ مَلَکًا عِنْدَ قَبْرِيْ، فَإِذَا صَلّٰی عَلَيَّ رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِیْ قَالَ لِي ذٰلِکَ الْمَلَکُ: یَا مُحَمَّدُ! إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانَ صَلّٰی عَلَیْکَ السَّاعَۃَ۔)) (الدیلمي: ۱/ ۱/ ۳۱، الصحیحۃ: ۱۵۳۰)

یعنی: ’’مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میری قبر کے پاس ایک فرشتہ مقرر کیا ہے، جب میرا امتی مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ فرشتہ مجھے کہتا ہے: اے محمد! فلاں بن فلاں نے آپ پر ابھی درود بھیجا ہے۔‘‘

(۳۳۴۱) عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِی مَرَضِہِ الَّذِی لَمْ یَقُمْ مِنْہُ: ((لَعَنَ اللّٰہُ الْیَہُوْدَ وَالنَّصَارٰی فَإِنَّہُمُ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِیَائِہِمْ مَسَاجِدَ۔)) قَالَتْ: وَلَوْلَا ذَالِکَ أُبْرِزَ قَبْرُہُ، غَیْرَ أَنَّہُ خُشِیَ أَنْ یُتَّخَذَ مَسْجِدًا۔ (مسند احمد: ۲۵۰۱۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اس بیماری کے دوران فرمایا، جس سے صحت یاب نہ ہو سکے: ’’اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیا تھا۔‘‘ پھر سیدہ نے کہا: اگر اس بات کا خطرہ نہ ہوتا تو آپ ﷺ کی قبر کو بھی (گھر سے باہر) واضح طور پر بنایا جاتا۔

(۳۳۴۱) تخریج: أخرجہ البخاری: ۱۳۳۰، ومسلم: ۵۲۹ (انظر: ۲۴۵۱۳)

(۳۳۴۲) عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ ؓ قَالَ: آخِرُ مَا تَكَلَّمَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَخْرِجُوْا يَهُوْدَ أَهْلِ الْحِجَازِ وَأَهْلَ نَجْرَانَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ، وَاعْلَمُوا أَنَّ شِرَارَ النَّاسِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) (مسند احمد: ۱۶۹۱)

سیدنا ابوعبیدہ ؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سب سے آخری بات یہ فرمائی تھی: ''حجاز کے یہودیوں اور نجران والوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دو اور یاد رکھو کہ سب سے برے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیا تھا۔''

فوائد: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنانا، ان پر مسجدیں تعمیر کرنا اور ان پر سجدہ کرنا شرعاً حرام ہے، جب نبی کریم ﷺ، سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر ؓ کی قبریں سیدہ عائشہ ؓ کے حجرے میں بنائی گئی تھیں تو اس وقت وہ جگہ مسجد نبوی کا حصہ نہیں تھی، بعد میں کی جانے والی توسیع کی وجہ سے اس مقام کو مسجد کی حدود نے گھیر لیا۔

جزیرۃ العرب: بحر ہند، بحر شام پھر دجلہ فرات نے جتنے علاقے پر قبضہ کیا ہوا ہے یا طول کے لحاظ سے عدن ابین کے درمیان سے لے کر اطراف شام تک کا علاقہ اور عرض کے اعتبار سے جدہ سے لے کر آبادی عراق کے اطراف تک کا علاقہ جزیرۃ العرب کہلاتا ہے۔

سیدنا عمر بن خطاب ؓ نے نبی کریم ﷺ کے اس حکم کی تعمیل کی، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح خیبر کے بعد یہودیوں کو وہاں سے نکال دینے کا ارادہ کیا، کیونکہ اس وقت خیبر کی زمین تو اللہ تعالی، رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی ہو چکی تھی۔ یہودیوں نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ ان کو خیبر میں رہنے دیا جائے، وہ کام کریں گے اور نصف پیداوار آپ ﷺ کو دیں گے۔ آپ ﷺ نے ان کا مطالبہ تسلیم کر لیا اور فرمایا: ''ہم جب تک چاہیں گے تم لوگوں کو یہاں ٹھہرنے کی اجازت دیں گے۔'' سو وہ وہیں رہے، حتی کہ سیدنا عمر ؓ نے ان کو تیما اور اریحا کے مقام کی طرف جلاوطن کر دیا۔ (بخاری: ۲۳۳۸) تیما اور اریحا، شام میں ہیں۔

❁❁❁❁

(۳۳۴۲) تخريج:…… اسناده صحيح أخرجه الطيالسی: ۲۲۹، والدارمی: ۲۴۹۸، والبزار: ۴۳۹، والطحاوی فی "شرح مشكل الآثار": ۴/ ۱۲، والبيهقی: ۹/ ۲۰۸ (انظر: ۱۶۹۱)

زِيَارَةُ الْقُبُوْرِ
قبروں کی زیارت کے بارے میں ابواب

بَابُ اِسْتِحْبَابِهَا لِلرِّجَالِ دُوْنَ النِّسَاءِ
اس امر کا بیان کہ قبروں کی زیارت صرف مردوں کے لیے مستحب ہے، نہ کہ عورتوں کے لیے

(۳۳۴۳) عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ وَعَنِ الْأَوْعِيَةِ، وَأَنْ تُحْبَسَ لُحُوْمُ الْأَضَاحِيْ بَعْدَ ثَلَاثٍ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنِّيْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا، فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْآخِرَةَ، وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الْأَوْعِيَةِ فَاشْرَبُوْا فِيْهَا، وَاجْتَنِبُوْا كُلَّ مَا أَسْكَرَ، وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْأَضَاحِيْ أَنْ تَحْبِسُوْهَا بَعْدَ ثَلَاثٍ فَاحْبِسُوْا مَا بَدَا لَكُمْ)) (مسند احمد: ۱۲۳۶)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت، (چند مخصوص) برتنوں اور تین دنوں کے بعد تک قربانی کے گوشت کو بچا رکھنے سے منع فرمایا تھا۔ لیکن بعد میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب تم ان کی زیارت کیا کرو، کیونکہ یہ تمہیں آخرت یاد دلائے گی، نیز میں نے تمہیں کچھ برتنوں سے منع کیا تھا، اب تم ان میں بھی پی سکتے ہو، لیکن ہر نشہ دینے والی چیز سے بچو اور میں نے تمہیں تین دن کے بعد تک قربانی کے گوشت کو بچا رکھنے سے منع کیا تھا، اب تم جب تک چاہو اسے رکھ سکتے ہو۔''

فوائد: بعض لوگوں کے فقر و فاقہ کی بنا پر قربانی کا گوشت تین ایام کے بعد تک ذخیرہ کرنے سے منع کیا گیا تھا، اسی طرح شراب کی حرمت کے موقع پر ان برتنوں کو استعمال کرنے سے روک دیا گیا تھا: کدو سے بنایا ہوا مٹکا، کھجور کے تنے کو کرید کر بنایا ہوا برتن، روغن کیا ہوا برتن اور پرانا سبز مٹکا۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد آپ ﷺ نے تینوں امور کی اجازت دے دی تھی۔

(۳۳۴۴) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ ''سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بھی نبی کریم ﷺ سے اسی قسم کی

(۳۳۴۳) تخریج:...... صحیح لغیرہ أخرجه ابویعلی: ۲۷۸ ورواه ابن ابی شيبة: ۸/ ۱۱۱ مختصر بلفظ: ((كنت نهيتكم عن هذه الاوعية، فاشربوا فيها واجتنبوا ما أسكر۔)) (انظر: ۱۲۳۶)

(۳۳۴۴) تخریج:...... أخرجه مسلم: ۹۷۷ (انظر: ۲۲۹۵۸)

(بُرَیْدَۃَ الْأَسْلَمِیِّ ؓ) عَنِ النَّبِیِّ ﷺ نَحْوُہُ۔ (مسند احمد: ۲۳۳۴۶)

روایت بیان کرتے ہیں۔

(۳۳۴۵) وَعَنْ أَبِی سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ نَحْوُہُ وَفِیْہِ: ((وَنَھَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ، فَإِنْ زُرْتُمُوْھَا فَلَا تَقُوْلُوْا ھُجْرًا۔)) (مسند احمد: ۱۱۶۵۰)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے۔ البتہ اس میں یہ الفاظ ہیں: ''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا، لیکن اب اگر تم قبرستان کی زیارت کرو تو کوئی فحش بات نہ کیا کرو۔''

(۳۳۴۶) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((نَھَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ، ثُمَّ بَدَا لِیْ أَنَّھَا تُرِقُّ الْقَلْبَ وَتُدْمِعُ الْعَیْنَ وَتُذَکِّرُ الْآخِرَۃَ فَزُوْرُوْھَا وَلَا تَقُوْلُوْا ھُجْرًا۔)) (مسند احمد: ۱۳۵۲۱)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تو تھا، لیکن پھر مجھے خیال آیا ان کی زیارت سے دلوں میں رقت پیدا ہوتی ہے، آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں اور آخرت یاد آتی ہے، لہٰذا تم قبروں کی زیارت کیا کرو، لیکن کوئی فحش کام نہ کیا کرو۔''

(۳۳۴۷) عَنْ أَبِی ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ: زَارَ النَّبِیُّ ﷺ قَبْرَ أُمِّہِ فَبَکٰی وَأَبْکٰی مَنْ حَوْلَہُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِسْتَأْذَنْتُ رَبِّی فِی أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَھَا فَلَمْ یُؤْذَنْ لِی وَاسْتَأْذَنْتُہُ فِی أَنْ أَزُوْرَ قَبْرَھَا فَأَذِنَ لِی، فَزُوْرُوْا الْقُبُوْرَ فَإِنَّھَا تُذَکِّرُ الْمَوْتَ۔)) (مسند احمد: ۹۶۸۶)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی اور خود بھی روئے اور اپنے ساتھ والوں کو بھی رلایا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنے رب سے یہ اجازت طلب کی کہ میں اپنی والدہ کے حق میں دعائے مغفرت کروں؟ لیکن مجھے اجازت نہیں دی گئی۔ پھر جب میں نے اس کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اجازت دے دی، تم بھی قبروں کی زیارت کیا کرو، کیونکہ یہ موت یاد دلاتی ہیں۔''

فوائد: ان احادیث سے ثابت ہوا کہ قبروں کی زیارت مشروع ہے، تاہم زائرین کو شرعی احکام کا پابند رہنا چاہیے، اس موضوع کی تمام روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ قبروں کی زیارت کے دو مقاصد ہیں: (۱) سبق حاصل کرنا اور (۲) مرنے والوں کے حق میں سلامتی اور مغفرت کی دعا کرنا، کسی مشرک کی قبر کی زیارت کا مقصود صرف پہلا ہونا چاہیے کہ آخرت یاد آ جائے، رہا یہ مسئلہ کہ مشرک کی قبر پر کیا پڑھا جائے تو اس کی وضاحت درج ذیل حدیث میں کی گئی ہے:

(۳۳۴۵) تخریج:...... حدیث صحیح أخرجه مالك فی "الموطا": ۲/ ٤٨٥ (انظر: ۱۱٦۰٦، ۱۱٦۲۷)

(۳۳۴۶) تخریج:...... صحیح بطرقه و شواهده أخرجه تام و مقطعا ابن ابی شیبة: ۳/ ۳٤۲، ۸/ ۱۵۹، وابویعلی: ۳۷۰۵، ۳۷۰۰٦، والحاکم: ۱/ ۳۷٦، والبیهقی: ٤/ ۷۷ (انظر: ۱۳٤۸۷)

(۳۳۴۷) تخریج:...... أخرجه مسلم: ۹۷٦ (انظر: ۹٦۸۸)

عَنْ سَعْدٍ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أَبِي كَانَ يَصِلُ الرَّحِمَ، وَكَانَ، وَكَانَ، فَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: ((فِي النَّارِ۔)) فَكَأَنَّ الْأَعْرَابِيَّ وَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَأَيْنَ أَبُوْكَ؟ قَالَ: ((حَيْثُمَا مَرَرْتَ بِقَبْرِ كَافِرٍ، فَبَشِّرْهُ بِالنَّارِ۔)) قَالَ: فَأَسْلَمَ الْأَعْرَابِيُّ بَعْدُ، فَقَالَ: لَقَدْ كَلَّفَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَعَبًا: مَا مَرَرْتُ بِقَبْرِ كَافِرٍ إِلَّا بَشَّرْتُهُ بِالنَّارِ۔ (الصحيحة:١٨)

''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک بدو نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میرا باپ صلہ رحمی کرتا تھا اور وہ ایسا ایسا (یعنی عظیم) آدمی تھا، اب وہ (بعد از موت) کہاں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آتشِ دوزخ میں ہے۔'' یہ سن کر بدّو رنجیدہ ہوا اور یہ سوال کیا کہ آپ کے باپ کہاں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب بھی تو کسی کافر کی قبر کے پاس سے گزرے تو اسے جہنم کی آگ کی خوشخبری سنا دینا۔'' بعد میں وہ بدو مسلمان ہو گیا تھا اور کہتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے مشقت میں ڈال دیا ہے، اب میں کسی کافر کی قبر کے پاس نہیں گزرتا مگر اسے آگ کی خوشخبری سناتا ہوں۔
(الطبرانی:١/١٩/١، والبزار:١/٦٤۔٦٥، والضیاء فی ''المختارۃ'':١/٣٣٣، الصحیحۃ:١٨)

اس حدیث میں جس مسئلہ کو بیان کیا گیا ہے، اکثر لوگ اس سے غافل ہیں اور وہ ہے کافر کی قبر کے پاس سے گزرتے وقت اس کو جہنم کی خوشخبری سنانا۔ واضح ہے کہ مومن کو بیدار کیا جا رہا ہے اور اسے کافر کے جرم کی سنگینی پر متنبہ کیا جا رہا ہے، کیونکہ اس نے کفر و شرک کا ارتکاب کر کے اتنا بڑا گناہ کیا کہ دنیا کے سارے اس کے مقابلے میں کم تر نظر آتے ہیں، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ﴾ (سورۂ نساء: ٤٨، ١١٦)
یعنی: ''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔''
عورتوں کی زیارت کے مسئلے کی وضاحت اگلے باب میں ملاحظہ فرمائیں۔

فَصْلٌ مِنْهُ مَا جَاءَ فِيْ لَعْنِ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ

قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والوں اور ان پر چراغ جلانے والوں پر لعنت کا بیان

(٣٣٤٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ۔ (مسند احمد: ٢٩٨٤)

''سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والوں اور قبروں پر چراغ جلانے والوں پر لعنت کی ہے۔

(٣٣٤٨) تخريج:……حسن لغيره دون ذكر السرج، وهذا اسناد ضعيف لضعف ابی صالح باذام مولی ام هانیٔ
أخرجه ابوداود: ٣٢٣٦، وابن ماجه: ١٥٧٥، والترمذی: ٣٢٠، والنسائی: ٤/ ٩٤(انظر: ٢٠٣٠، ٢٩٨٤)

(۳۳۴۹) عَنْ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ۔ (مسند احمد: ۱۵۷٤۲)

''سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کثرت سے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

(۳۳۵۰) عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ للّٰهِ ﷺ لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ۔ (مسند احمد: ۸٤۳۰)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کثرت سے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔

فوائد:...... اگرچہ بعض اہل علم نے مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں یہ کہا ہے کہ عورتوں کے لیے قبرستان جانا غیر شرعی کام ہے، لیکن اس باب کی تمام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں بھی مردوں کی طرح قبروں کی زیارت کر سکتی ہیں، مذکورہ بالا احادیث آپ ﷺ نے اس زمانے میں بیان فرمائی تھیں، جب مطلق طور پر قبرستان کی زیارت کرنا منع تھا، اس دعوی کے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) پچھلے باب میں یہ حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ گزر چکی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کر دیا تھا، لیکن اب تم ان کی زیارت کیا کرو، کیونکہ اس سے آخرت یاد آتی ہے۔'' آپ ﷺ کا یہ حکم اور اس کی وجہ عام ہیں اور خواتین و حضرات دونوں کو شامل ہیں۔

(۲) سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت ایک قبر پر رو رہی تھی، آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ((اِتَّقِی اللّٰهَ وَاصْبِرِیْ۔)) فَقَالَتْ لَهُ إِلَيْكَ عَنِّیْ، فَإِنَّكَ لَا تُبَالِی بِمُصِيبَتِی، قَالَ: وَلَمْ تَكُنْ عَرَفَتْهُ، فَقِيلَ لَهَا: إِنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَأَخَذَهَا مِثْلُ الْمَوْتِ، فَجَاءَتْ إِلٰى بَابِهِ فَلَمْ تَجِدْ عَلَيْهِ بَوَّابًا، فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّی لَمْ أَعْرِفْكَ، فَقَالَ: ((إِنَّ الصَّبْرَ عِنْدَ أَوَّلِ صَدْمَةٍ۔)) یعنی: آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے ڈرو اور صبر کرو۔'' اس نے آگے سے کہا: تم مجھ سے دور ہو جاؤ، تمہیں میری مصیبت کی کیا پرواہ ہے۔ دراصل یہ خاتون آپ ﷺ کو پہچانتی نہیں تھی، بعد میں اسے بتلایا گیا کہ یہ تو رسول اللہ ﷺ تھے، یہ سن کر اس پر موت کی سی گھبراہٹ طاری ہو گئی اور وہ آپ ﷺ کے دروازے پر پہنچ گئی اور وہاں کوئی دربان نہ پایا، پھر اس نے آپ ﷺ سے یوں عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک صبر تو وہ ہوتا ہے جو صدمہ کے شروع میں کیا جائے۔'' (بخاری: ۷۱۵٤، مسلم: ۹۲٦)

غور کریں کہ اگر عورتوں کا قبرستان میں جانا علی الاطلاق ممنوع ہوتا تو آپ ﷺ اسے قبرستان آنے پر ضرور ڈانٹتے، جبکہ آپ ﷺ نے صرف اسے تقوی اور صبر کی تلقین کی۔

(۳۳٤۹) تخریج:......حسن لغیره أخرجه ابن ماجه: ۱۵۷٤ (انظر: ۱۵٦۵۷)

(۳۳۵۰) تخریج:......اسناده حسن أخرجه ابن ماجه: ۱۵۷٦، والترمذی: ۱۰۵٦ (انظر: ۸٤٤۹)

(۳) عبد اللہ بن ابی ملیکہ کہتے ہیں: ایک دن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا قبرستان سے واپس آ رہی تھیں، میں نے پوچھا: ام المؤمنین! کہاں سے آ رہی ہو؟ انھوں نے کہا: (اپنے بھائی) عبد الرحمٰن بن ابی بکر کی قبر سے۔ میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے تو قبروں کی زیارت سے منع نہیں کیا ہوا تھا؟ انھوں نے کہا: نَعَمْ، ثُمَّ أَمَرَ بِزِيَارَتِهَا ، وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهَا: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَخَّصَ فِي زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ۔ یعنی: جی ہاں (آپ ﷺ نے منع کیا تھا) لیکن پھر ان کی زیارت کی اجازت دے دی تھی۔ ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کی رخصت دے دی تھی۔ (حاكم: ۱/ ۳۷٦، بيهقى: ٤/ ۷۸، والرواية الاخرى لابن ماجه: ۱/ ٤٧٥)

(۴) محمد بن قیس کہتے ہیں: (یہ ایک طویل روایت ہے، اگلے باب میں آ رہی ہے) جس کے مطابق آپ ﷺ بقیع قبرستان گئے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کے پیچھے پیچھے وہاں پہنچ گئیں، پھر سیدہ کے کہنے پر آپ ﷺ نے ان کو قبروں کی زیارت کے وقت اس دعا کی تعلیم دی: اَلسَّلَامُ عَلٰى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ۔ (صحيح مسلم: ۹۷٤)

حافظ ابن حجر نے (التلخيص: ٥/ ٢٤٨) میں اس حدیث سے عورتوں کے زیارتِ قبور کا استدلال کیا ہے۔ رہا یہ مسئلہ کہ قبرستان کی زیارت کرنے والی عورتوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ وہاں جا کر خلافِ شرع کوئی کام نہ کریں تو یہ مسئلہ تو خواتین و حضرات دونوں کے لیے ضروری ہے۔

بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ وَهَلْ يَسْمَعُ الْمَيِّتُ قَوْلَ الْحَيِّ؟

اس امر کا بیان کہ قبروں کی زیارت کے موقع کیا کہا جائے اور کیا میت، زندہ کی بات سنتا ہے؟

(۳۳۵۱) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ (بُرَيْدَةَ الأَسْلَمِيِّ) ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُهُمْ إِذَا خَرَجُوْا إِلَى الْمَقَابِرِ ، فَكَانَ قَائِلُهُمْ يَقُوْلُ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ ، قَالَ مُعَاوِيَةُ فِي حَدِيْثِهِ: إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ ، أَنْتُمْ فَرَطُنَا وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ ، وَنَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ۔ (مسند احمد: ۲۳۳۷۳)

''سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ لوگ قبرستان کی طرف جاتے تو آپ ﷺ ان کو یہ دعا پڑھنے کی تعلیم دیتے تھے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ ، إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ ، أَنْتُمْ فَرَطُنَا وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ ، وَنَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ۔ (اے ان گھروں والو مومنو اور مسلمانو! تم پر سلامتی ہو، ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، تم ہم سے آگے ہو اور ہم تمہارے پیچھے پیچھے آ رہے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت مانگتے ہیں۔)''

(۳۳۵۱) تخريج:...... أخرجه مسلم: ۹۷۵ (انظر: ۲۲۹۸۵)

فوائد:...... مرنا تو یقینی ہے، لیکن برکت کے طور پر اور اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان کے پیش نظر دعا کے الفاظ میں ''ان شاء اللہ'' کہا گیا ہے:

﴿وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَيْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذَالِكَ غَدًا اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ﴾ یعنی: ''اور ہرگز ہرگز کسی کام پر یوں نہ کہنا کہ میں اسے کل کروں گا۔ مگر ساتھ ہی ان شاء اللہ کہہ لینا۔'' (سورۂ کہف: ۲۳، ۲۴)

(۳۳۵۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ أَتَى الْمَقْبَرَةَ فَسَلَّمَ عَلٰى أَهْلِ الْمَقْبَرَةِ فَقَالَ: ((سَلَامٌ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ! وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ......)) اَلْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ۷۹۸۰)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک قبرستان میں تشریف لے گئے اور ان کو سلام کہتے ہوئے یہ دعا پڑھی: سَلَامٌ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ! وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ۔ (اس گھر کے صاحب ایمان لوگو! تم پر سلامتی ہو، ان شاء اللہ ہم بھی تمہیں ملنے والے ہیں۔)''

(۳۳۵۳) ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ، أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ بْنِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ قَالَ يَوْمًا: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنْ أُمِّي؟ فَظَنَنَّا أَنَّهُ يُرِيْدُ أُمَّهُ الَّتِي وَلَدَتْهُ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قُلْتُ: بَلٰى۔ قَالَ: قَالَتْ: لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِيَ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْهَا عِنْدِي، اِنْقَلَبَ، فَوَضَعَ رِدَائَهُ وَخَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَبَسَطَ طَرَفَ إِزَارِهِ عَلٰى فِرَاشِهِ فَاضْطَجَعَ، فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا رَيْثَمَا ظَنَّ أَنِّي قَدْ رَقَدْتُ فَأَخَذَ رِدَائَهُ رُوَيْدًا، وَانْتَعَلَ رُوَيْدًا وَفَتَحَ الْبَابَ فَخَرَجَ ثُمَّ أَجَافَهُ رُوَيْدًا، فَجَعَلْتُ دِرْعِي فِي رَأْسِي وَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَّعْتُ إِزَارِي ثُمَّ

''ایک دن محمد بن قیس نے کہا: کیا میں تمہیں اپنی اور اپنی والدہ سے ایک حدیث بیان نہ کر دوں؟ ہم نے سمجھا کہ اس کی مراد اس کی حقیقی والدہ ہے، پھر انہوں نے کہا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا میں تمہیں اپنا اور رسول اللہ ﷺ کا ایک واقعہ بیان کروں؟ میں نے عرض کیا: جی کیوں نہیں، پھر انھوں نے کہا: جب میری رات تھی جس میں نبی کریم ﷺ میرے پاس تھے، آپ ﷺ (عشاء کے بعد) واپس تشریف لائے، چادر رکھی، جوتے اتار کر پائنتی کی طرف رکھ دیئے اور چادر کا ایک حصہ بستر پر بچھا کر لیٹ گئے۔ آپ ﷺ کچھ دیر لیٹے رہے، (میرے خیال کے مطابق) جب آپ ﷺ نے سمجھا کہ میں سو گئی ہوں تو آپ ﷺ نے آہستہ سے اپنی چادر اٹھائی، آرام سے جوتے پہنے اور دروازہ کھول کر باہر تشریف لے گئے اور آہستگی سے اسے بند کر دیا۔ اُدھر میں نے بھی اپنا دوپٹہ سنبھالا، سر پر رکھا، چادر اوڑھی، شلوار پہنی اور آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑی۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ بقیع قبرستان

(۳۳۵۲) تخریج:...... أخرجه مسلم: ۲٤۹ (انظر: ۷۹۹۳)

(۳۳۵۳) تخریج:...... أخرجه مسلم: ۹۷٤ (انظر: ۲۵۸۵۵)

انْطَلَقْتُ عَلٰى أَثَرِهِ حَتّٰى جَاءَ الْبَقِيْعَ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ انْحَرَفَ فَانْحَرَفْتُ فَأَسْرَعَ فَأَسْرَعْتُ فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ، فَأَحْضَرَ فَأَحْضَرْتُ، فَسَبَقْتُهُ، فَدَخَلْتُ فَلَيْسَ إِلَّا أَنِ اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ فَقَالَ: ((مَالَكِ يَا عَائِشَةُ! حَشْيَا رَابِيَةً؟)) قَالَتْ: قُلْتُ: لَا شَيْءَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((لَتُخْبِرِيْنِيْ أَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ۔)) قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، فَأَخْبَرْتُهُ، قَالَ: ((فَأَنْتِ السَّوَادُ الَّذِيْ رَأَيْتُ أَمَامِي؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، فَلَهَزَنِي فِي ظَهْرِيْ لَهْزَةً أَوْجَعَتْنِيْ وَقَالَ: ((أَظَنَنْتِ أَنْ يَحِيْفَ عَلَيْكِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ؟)) قَالَتْ: مَهْمَا يَكْتُمِ النَّاسُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ، قَالَ: ((نَعَمْ فَإِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَانِيْ حِيْنَ رَأَيْتِ فَنَادَانِيْ فَأَخْفَاهُ مِنْكِ فَأَجَبْتُهُ فَأَخْفَيْتُهُ مِنْكِ، وَلَمْ يَكُنْ لِيَدْخُلَ عَلَيْكِ وَقَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ وَظَنَنْتُ أَنَّكِ قَدْ رَقَدْتِ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوْقِظَكِ وَخَشِيْتُ أَنْ تَسْتَوْحِشِيْ، فَقَالَ: إِنَّ رَبَّكَ جَلَّ وَعَزَّ يَأْمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَ أَهْلَ الْبَقِيْعِ فَتَسْتَغْفِرَ لَهُمْ۔)) قَالَتْ: فَكَيْفَ أَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: ((قُوْلِيْ: اَلسَّلَامُ عَلٰى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ

میں جا پہنچے، وہاں کافی دیر کھڑے رہے اور تین مرتبہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے، بعد ازاں آپ ﷺ واپس لوٹے اور میں بھی لوٹنے لگی، آپ ﷺ تیز تیز چلے تو میں نے بھی رفتار تیز کر دی، جب آپ ﷺ کچھ دوڑے تو میں بھی دوڑنے لگی۔ پھر جب آپ ﷺ مزید تیز ہو گئے تو میں بھی مزید تیز ہو گئی اور آپ ﷺ سے آگے نکل گئی اور گھر پہنچ کر ابھی لیٹی ہی تھی کہ آپ ﷺ بھی تشریف لے آئے اور فرمایا: ''عائشہ! کیا بات ہے، سانس پھولا ہوا ہے، پیٹ اٹھا ہوا ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کوئی بات نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم خود ہی مجھے بتا دو، ورنہ باریک بیں اور باخبر ربّ مجھے بتلا دے گا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے والدین آپ پر قربان ہوں، پھر میں نے سارا واقعہ آپ کو بیان کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو مجھے اپنے سامنے کالا سا وجود نظر آ رہا تھا، یہ تم تھی؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے میری کمر میں مکا مارا، جس سے مجھے تکلیف ہوئی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے یہ سمجھ لیا تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر زیادتی کریں گے؟'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: لوگ جیسے مرضی چھپا لیں، لیکن اللہ تعالیٰ تو اسے جانتا ہی ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں، بات یہ تھی کہ جب تم نے مجھے دیکھا تھا اس وقت جبریل علیہ السلام نے آ کر مجھے آواز دی اور آواز کو تم سے پوشیدہ رکھا، میں نے بھی اپنی آواز کو تم سے مخفی رکھتے ہوئے اس کی بات کا جواب دیا، وہ اس وقت تمہارے پاس تو آ نہیں سکتا تھا، کیونکہ تم نے کپڑے وغیرہ ایک طرف رکھے ہوئے تھے، جبکہ میں نے سمجھا تھا تم سو چکی ہو اور تمہیں جگانا بھی مناسب نہ سمجھا، تاکہ تم اکیلی پریشان نہ ہو جاؤ، جبریل علیہ السلام نے مجھے کہا: آپ کا ربّ آپ کو حکم دے رہا

لَلَاحِقُوْنَ۔)) (مسند احمد: ٢٦٣٨٠)

ہے کہ آپ ﷺ بقیع والوں کے پاس جا کر ان کے لیے بخشش کی دعا کریں، (اس لیے میں چلا گیا تھا)۔'' پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں کیسے دعا پڑھا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم یوں کہا کرو: اَلسَّلَامُ عَلٰی أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَلَاحِقُوْنَ۔ (سلامتی ہو ان گھروں والے مومنوں اور مسلمانوں پر اور اللہ تعالیٰ ہم سے پہلے والوں اور بعد والوں پر رحم کرے اور ہم بھی ان شاء اللہ ملنے والے ہیں۔)''

فوائد: حدیث مبارکہ اپنے مفہوم میں واضح ہے کہ مسلمانوں کے قبرستان میں جا کر ان کے لیے مغفرت کی دعا کرنا اتنا اہم معاملہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جبریل علیہ السلام کے ذریعے اس چیز کا خاص طور پر حکم دیا۔ اس حدیث میں آپ ﷺ کے اخلاقِ عالیہ کی بھی ایک بڑی مثال پیش کی گئی ہے کہ آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نیند کا لحاظ کرتے ہوئے سارے امور چپکے چپکے سرانجام دیئے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس ظن میں مبتلا ہوگئی تھیں کہ آپ ﷺ کسی اور بیوی کے گھر جا رہے ہیں۔

اس حدیث کا یہ جملہ بدعقیدہ لوگوں کے لیے قابل توجہ ہے: ''عائشہ! تم خود ہی مجھے بتا دو، ورنہ باریک بین اور باخبر ربّ مجھے بتلا دے گا۔'' اگر نبی کریم ﷺ عالم الغیب ہوتے تو آپ ﷺ کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ساری نقل و حرکت کا علم ہوتا، یہ نقطہ بھی غور طلب ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جاگ رہی تھیں، جبکہ آپ ﷺ نے تو یہ سمجھ لیا تھا کہ سیدہ سو رہی ہیں۔ دراصل جب کوئی آدمی شرعی علوم سے دور ہو جاتا ہے تو وہ کسی بھی عقیدے اور بدعت کو رواج دے سکتا ہے۔

(٣٣٥٤) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَأْتِي بَعْضَ نِسَائِهِ فَاتَّبَعْتُهُ فَأَتَى الْمَقَابِرَ، ثُمَّ قَالَ: ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ: وَأَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ) وَإِنَّا بِكُمْ لَاحِقُوْنَ،

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: ایک رات رسول اللہ ﷺ اٹھ کر چل پڑے، میں نے سمجھا کہ آپ ﷺ کسی اور بیوی کے پاس جا رہے ہیں، اس لیے میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چل پڑی، لیکن دیکھا کہ آپ ﷺ قبرستان تشریف لے گئے اور (یہ دعا کرتے ہوئے) فرمایا: اَلسَّلَامُ

(٣٣٥٤) تخریج:……اسناده ضعيف لضعف شريك بن عبد الله النخعي، وعاصم بن عبيد الله العمري قد توبع أخرجه ابوداود، والنسائي: ٧/ ٧٥، وابن ماجه: ١٥٤٦ (انظر: ٢٤٤٢٥، ٢٤٤٧٥)

اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُمْ۔)) قَالَتْ: ثُمَّ الْتَفَتَ فَرَآنِي، فَقَالَ: ((وَيْحَهَا، لَوِ اسْتَطَاعَتْ مَا فَعَلَتْ۔)) (مسند احمد: ۲۴۹۷۹)

عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَأَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَإِنَّا بِكُمْ لَاحِقُونَ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُمْ۔ (اس گھر والے مومنو! تم پر سلامتی ہو، تم ہم سے آگے ہو اور ہم بھی تم کو ملنے والے ہیں، اے اللہ! ہمیں ان کے اجر سے محروم نہ کرنا اور ان کے بعد ہمیں کسی فتنے میں نہ ڈالنا۔)'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: پھر آپ ﷺ میرے طرف متوجہ ہوئے اور مجھے دیکھ کر کہا: ''یہ ہلاک ہو جائے، اگر اس کو یہ طاقت ہوتی تو یہ کام نہ کرتی۔''

مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اپنی غیرت کے جذبات روکنے کی طاقت رکھتی تو میرے پیچھے نہ آتی۔ دیکھیں بلوغ الامانی: جز۸/۱۷۶۔ (عبداللہ رفیق)

(۳۳۵۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: وَقَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْقَلِيبِ يَوْمَ بَدْرٍ، فَقَالَ: ((يَا فُلَانُ! يَا فُلَانُ! هَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا؟ أَمَا وَاللّٰهِ! إِنَّهُمُ الْآنَ لَيَسْمَعُونَ كَلَامِي۔)) قَالَ يَحْيٰى: فَقَالَتْ عَائِشَةُ: غَفَرَ اللّٰهُ لِأَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ، إِنَّهُ وَهِلَ۔ إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَاللّٰهِ! إِنَّهُمْ لَيَعْلَمُونَ الْآنَ أَنَّ الَّذِي كُنْتُ أَقُولُ لَهُمْ حَقًّا، وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُولُ: ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾ ﴿وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُورِ۔﴾ (مسند احمد: ۴۸۶۴)

''سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ بدر والے دن رسول اللہ ﷺ نے کنویں (جس میں کفار کے مقتولوں کو پھینک دیا گیا تھا) کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا: ''او فلاں! او فلاں! تمہارے رب نے تمہارے ساتھ جو وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے درست پایا ہے؟ خبردار! اللہ کی قسم ہے کہ یہ لوگ اس وقت میرا کلام سن رہے ہیں۔ لیکن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ تعالیٰ ابو عبد الرحمن پر رحم فرمائے، وہ بھول گئے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا کہ ''اب یہ جانتے ہیں کہ میں ان سے جو کچھ کہتا تھا، وہ حق تھا۔'' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بیشک تو مردوں کو نہیں سنا سکتا۔'' نیز فرمایا: ''جو لوگ قبروں میں ہیں، تو ان کو نہیں سنا سکتا۔''

فوائد: اس مسئلہ سے متعلق جو حدیثِ مبارکہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اس کے مطابق آپ ﷺ نے غزوۂ بدر میں قتل ہونے والے کافروں کو ان کے اور ان کے آباء کے ناموں کے ساتھ آواز دی، اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ان جسموں سے کیا گفتگو کر رہے ہیں، جن میں روحیں نہیں ہیں؟

(۳۳۵۵) تخریج:......أخرجه البخاری: ۳۹۷۹، ۳۹۸۰، ۳۹۸۱، ومسلم: ۹۳۲ (انظر: ۴۸۶۴، ۴۹۵۸)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ! مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْھُمْ۔)) یعنی: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! جو کچھ میں ان کو کہہ رہا ہوں تم ان کی بہ نسبت اس کو زیادہ سننے والے نہیں ہو۔'' (بخاری: ۳۹۷۶)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مردوں کے سننے پر مطلق طور پر انکار کرنا، اس رائے کی دلیل ان آیات کا حقیقی معنی ہے، اگر ان آیات کو مجازی معنی پر محمول کیا جائے کہ زندہ کافروں کو مردوں سے تشبیہ دی گئی ہے کہ انھوں نے آپ ﷺ کی بات کو قبول نہیں کیا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رائے کے حق میں کوئی دلیل باقی نہیں رہتی، جبکہ ان آیات کا سیاق وسباق بھی اس حقیقت پر دلالت کرتا ہے کہ ان میں مردوں سے مراد کفار ہیں جو حق کو اس انداز میں سننے سے عاجز تھے کہ وہ اس کو قبول بھی کر لیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ اس حدیث کی طرح کی حدیث سیدنا عمر، سیدنا ابو طلحہ اور سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نے بھی روایت کی ہے اور جمہور اہل علم نے اس حدیث کو قبول کیا ہے، اس لیے یہ خیال درست نہیں رہتا ہے کہ اس سلسلے میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے غلطی ہوگئی ہے۔ اگر یہ شواہد نہ ہوتے تب بھی اس قسم کے احتمال کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اب رہا مسئلہ اس حدیث اور ان آیات کے حقیقی معانی کے ظاہری تضاد کا، تو اس کو دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ حدیث کا تعلق ایک خاص موقع سے ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کے اس جواب سے یہ بات سمجھی جا رہی ہے کہ ''یہ لوگ اب میری بات سن رہے ہیں۔''

❁❁❁❁

كِتَابُ الزَّكٰوةِ
زکوۃ کا بیان

فَضْلُ الزَّكٰوةِ وَاَنْوَاعُهَا
زکوۃ کی فضیلت اور اس کی انواع
مَا وَرَدَ فِيْ فَضْلِهَا
زکوۃ کی فضیلت کا بیان

الزکاۃ :لغوی معنی: پاک وصاف ہونا، اضافہ، بڑھوتری

اصطلاحی تعریف: مخصوص مدت کے بعد یا فی الفور مخصوص اموال میں سے، مخصوص مقدار کے ساتھ واجب ہونے والا حق، جو شرعی مصارفِ زکوۃ میں خرچ کر دیا جاتا ہے۔ ۲ سن ہجری میں زکوۃ فرض ہوئی تھی، قرآن و حدیث میں اس کی فرضیت اور تفصیلی احکام کا تذکرہ موجود ہے، بعض دلائل کا ذکر درج ذیل ہے۔

(۳۳۵٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقْبَلُ الصَّدَقَاتِ وَيَأْخُذُهَا بِيَمِينِهِ فَيُرَبِّيهَا لِأَحَدِكُمْ كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ مُهْرَهُ أَوْ فَلُوَّهُ أَوْ فَصِيلَهُ حَتّٰى إِنَّ اللُّقْمَةَ لَتَصِيرُ مِثْلَ جَبَلِ أُحُدٍ، قَالَ وَكِيعٌ فِي حَدِيثِهِ: وَتَصْدِيقُ ذَالِكَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ ﴿وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ﴾ ﴿وَيَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ﴾ (مسند احمد: ۱۰۰۹۰)

''سیدنا ابوہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ صدقات کو قبول کرتا ہے اور ان کو دائیں ہاتھ میں وصول کرتا ہے، پھر وہ ان کو یوں بڑھاتا رہتا ہے، جیسے تم میں سے کوئی گھوڑی، اونٹنی یا گائے کے بچے کی پرورش کرتا ہے، یہاں تک کہ ایک لقمہ احد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔'' وکیع نے اپنی روایت میں کہا: آپ ﷺ کے اس فرمان کی تصدیق قرآن مجید کی ان آیات سے ہوتی ہے: ''اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کے صدقات کو پکڑ لیتا ہے۔'' (سورۂ توبہ: ۱۰۴) ''اور اللہ سود کو ختم کرتا اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔'' (سورۂ بقرۃ: ۲۸٦)

(۳۳۵٦) تخریج:...... حديث صحيح أخرجه الترمذي: ٦٦٢ (انظر: ۱۰۰۸۸)

فوائد:...... پہلی آیت کے الفاظ کسی راوی کی بھول چوک کا نتیجہ ہیں، قرآن مجید میں یہ آیت اس طرح ہے: ﴿اَلَمْ یَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَاْخُذُ الصَّدَقَاتِ﴾ اور سورۂ شوری کے الفاظ یوں ہیں: ﴿وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ﴾۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو بھول چوک سے پاک ہے۔

(۳۳۵۷) وَعَنْهُ أَیْضًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ مِنْ طَیِّبٍ، وَلَا یَقْبَلُ اللّٰهُ إِلَّا طَیِّبًا وَلَا یَصْعَدُ إِلَی السَّمَاءِ إِلَّا طَیِّبٌ إِلَّا وَهُوَ یَضَعُهَا فِی یَدِ الرَّحْمٰنِ أَوْ فِی کَفِّ الرَّحْمٰنِ فَیُرَبِّیهَا لَهُ کَمَا یُرَبِّی أَحَدُکُمْ فَلُوَّهُ أَوْ فَصِیلَهُ حَتّٰی إِنَّ التَّمْرَةَ لَتَکُوْنُ مِثْلَ الْجَبَلِ الْعَظِیْمِ۔)) (مسند احمد: ۹۴۱۳)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مومن حلال اور پاکیزہ کمائی میں سے صدقہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی صرف پاکیزہ ہی کو قبول فرماتا ہے اور آسمان کی طرف بھی صرف یہی حلال کمائی چڑھتی ہے، بہرحال اللہ تعالیٰ اس (صدقہ کو) اپنے ہاتھ میں لے کر یوں بڑھاتا رہتا ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنی گھوڑی، یا گائے کے بچے کو پالتا ہے، یہاں تک کہ ایک کھجور بہت بڑے پہاڑ کے برابر ہو جاتی ہے۔''

فوائد: صدقہ وخیرات کسی بھی عبادت گزار کی عبادات کا اہم جزو ہے اور اس کے بغیر زندگی نامکمل ہے، نبی کریم ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں مختلف انداز میں صدقہ کی عظیم مثالیں پیش کیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اس پہلو کو تشنہ نہ رہنے دیا۔

(۳۳۵۸) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ۲۶۵۰۳)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے۔

(۳۳۵۹) عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الْبَخِیْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ مَثَلُ رَجُلَیْنِ عَلَیْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِیْدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ أَیْدِیهِمَا إِلٰی تَرَاقِیهِمَا، فَکُلَّمَا هَمَّ الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَةٍ اتَّسَعَتْ عَلَیْهِ حَتّٰی تُعَفِّیَ أَثَرَهُ، وَکُلَّمَا هَمَّ الْبَخِیْلُ بِصَدَقَةٍ انْقَبَضَتْ عَلَیْهِ کُلُّ حَلْقَةٍ مِنْهَا إِلٰی صَاحِبَتِهَا وَتَقَلَّصَتْ عَلَیْهِ۔)) قَالَ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بخل کرنے والے اور صدقہ کرنے والے کی مثال ان دو آدمیوں کی سی ہے جن پر لوہے کے دو جبے ہوں اور ان کے ہاتھ ہنسلی کی ہڈیوں تک باندھ دیئے گئے ہوں، جب صدقہ کرنے والا صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا جبہ اس حد تک کھل کر وسیع ہو جاتا ہے کہ اس کے پاؤں کے نشان مٹانے لگ جاتا ہے، لیکن جب بخیل آدمی صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے جبہ کا ایک ایک حلقہ سکڑ کر اس کے اوپر بری

(۳۳۵۷) تخریج:......أخرجه مسلم: ۱۰۱٤، وعلقه البخاری باثر الحدیثین: ۱٤۱۰، ۷٤۳۰ (انظر: ۱۰۹٤۵)
(۳۳۵۹) تخریج:......أخرجه البخاری: ۱٤٤۳، ۲۹۱۷، ومسلم: ۱۰۲۱ (انظر: ۹۰۵۷)

يَقُولُ: ((فَيَجْهَدُ أَنْ يُوَسِّعَهَا فَلَا تَتَّسِعُ۔)) (مسند احمد: ٩٠٤٥)

طرح تنگ ہو جاتا ہے۔'' پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''پھر وہ اپنے جبہ کو کھلا کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے مگر وہ وسیع نہیں ہوتا۔''

فوائد: جس طرح نمازی کے لیے نماز پڑھنا آسان اور بے نمازی کے لیے یہی عمل بہت مشکل ہوتا ہے، اسی طرح صدقہ کرنا سخی کے لیے انتہائی آسان اور بخیل کے لیے بڑا مشکل ہوتا ہے، اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہر شخص کو اپنے کمائے ہوئے مال سے محبت ہوتی ہے اور ایسا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دینا دل گردے کا کام ہے، لیکن نجات کے لیے ضروری بھی، کسی بخیل شخص کو سخاوت پر آمادہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تھوڑی مقدار میں اس سے صدقہ و خیرات کروایا جائے، آہستہ آہستہ راہیں کھلتی چلی جائیں گی۔

(٣٣٦٠) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ قَطُّ إِلَّا بُعِثَ بِجَنْبَتَيْهَا مَلَكَانِ يُنَادِيَانِ يُسْمِعَانِ أَهْلَ الْأَرْضِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! هَلُمُّوْا إِلَى رَبِّكُمْ فَإِنَّ مَا قَلَّ وَكَفَى خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ وَأَلْهَى وَلَا آبَتْ شَمْسٌ قَطُّ إِلَّا بُعِثَ بِجَنْبَتَيْهَا مَلَكَانِ يُنَادِيَانِ يُسْمِعَانِ أَهْلَ الْأَرْضِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ: اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَأَعْطِ مُمْسِكًا مَالًا تَلَفًا۔)) (مسند احمد: ٢٢٠٦٤)

''سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے دونوں پہلوؤں میں دو فرشتے بھیجے جاتے ہیں، وہ جن و انس کے علاوہ روئے زمین کی ہر چیز کو سناتے ہوئے اعلان کرتے ہیں: لوگو! اپنے پروردگار کی طرف آ جاؤ، بے شک کم مقدار اور کفایت کرنے والی چیز اس سے بہتر ہے جو زیادہ تو ہو مگر غافل کر دے، اسی طرح جب سورج غروب ہوتا ہے تو اس وقت بھی دو فرشتے اس کے دونوں پہلوؤں میں بھیجے جاتے ہیں اور جن و انس کے علاوہ باقی اہل زمین کو سناتے ہوئے یہ اعلان کرتے ہیں: اے اللہ! اپنی راہ میں خرچ کرنے والے کو اس کا نعم البدل عطا فرما اور بخیل کے مال کو تلف کر دے۔''

(٣٣٦١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: يَا ابْنَ آدَمَ! أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ، وَقَالَ: يَمِيْنُ اللّٰهِ مَلْأَى سَحَّاءُ، لَا يَغِيْضُهَا شَيْءٌ اللَّيْلَ

''سیدنا ابو ہریرہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا کہ: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابن آدم! تو (میری راہ میں) خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا اور ہمیشہ عطا کرنے والا ہے

(٣٣٦٠) تخريج:...... اسناده حسن أخرجه الطيالسي: ٩٧٩، وابن حبان: ٦٨٦، ٣٣٢٩، والطبراني في "الاوسط": ٢٩١٢، والحاكم: ٢/ ٤٤٤ (انظر: ٢١٧٢١)

(٣٣٦١) تخريج:...... أخرجه مسلم: ٩٩٣ (انظر: ٧٢٩٨)

وَالنَّهَارَ۔)) (مسند احمد: ٧٢٩٦)

اور رات اور دن میں (خرچ کی جانے والی) کوئی چیز اس میں کمی نہیں کر سکتی۔''

فوائد: یعنی اللہ تعالیٰ کے خزانے لامتناہی ہیں اور کسی قسم کی سخاوت اور عطا سے ان میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی، حالانکہ پوری مخلوق ان سے مستفید ہو رہی ہے۔

(٣٣٦٢) وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ فَسَمِعَ صَوْتًا فِي سَحَابَةٍ: اِسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ، فَتَنَحّٰى ذَالِكَ السَّحَابُ فَأَفْرَغَ مَاءَهُ فِي حَرَّةٍ، فَانْتَهٰى إِلَى الْحَرَّةِ، فَإِذَا هُوَ فِي أَذْنَابِ شِرَاجٍ، وَإِذَا شَرْجَةٌ مِنْ تِلْكَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذَالِكَ الْمَاءَ كُلَّهُ، فَتَبِعَ الْمَاءَ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِي حَدِيقَتِهِ يُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمِسْحَاتِهِ، فَقَالَ لَهُ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ! مَا اسْمُكَ؟ قَالَ: فُلَانٌ بِالْاِسْمِ الَّذِي سَمِعَ فِي السَّحَابَةِ، فَقَالَ لَهُ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ! لِمَ تَسْأَلُنِي عَنِ اسْمِي؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ صَوْتًا فِي السَّحَابِ الَّذِي هٰذَا مَاؤُهُ، يَقُولُ: اِسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ لِاسْمِكَ، فَمَا تَصْنَعُ فِيهَا؟ قَالَ: أَمَّا إِذَا قُلْتَ هٰذَا، فَإِنِّي أَنْظُرُ إِلٰى مَا خَرَجَ مِنْهَا فَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهِ وَآكُلُ أَنَا وَعِيَالِي ثُلُثَهُ وَأَرُدُّ فِيهَا ثُلُثَهُ۔)) (مسند احمد: ٧٩٢٨)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی ایک جنگل میں تھا کہ اس نے بادل میں یہ آواز سنی: (بادل!) فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کر۔ وہ بادل ایک طرف کو چل پڑا اور جا کر ایک پختہ زمین پر برسا، جب یہ آدمی وہاں پہنچا تو وہ کیا دیکھتا ہے کہ سارا پانی جمع ہو کر مختلف نالیوں سے ہوتا ہوا ایک بڑے نالے کی صورت بن گیا۔ یہ آدمی پانی کے ساتھ ساتھ چل پڑا، آگے جا کر دیکھا کہ ایک آدمی اپنے باغ میں کھڑا اپنی کَسّی سے پودوں کو پانی لگا رہا ہے۔ اس نے پوچھا: اللہ کے بندے! تیرا نام کیا ہے؟ اس نے وہی نام بتایا جو اس نے بادل میں سنا تھا۔ باغ والے نے کہا: اللہ کے بندے! تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟'' اس نے کہا: جس بادل کا یہ پانی ہے، میں نے اس میں آواز سنی تھی، تمہارا نام لے کر کہا گیا کہ جا کر اس کے باغ کو سیراب کر۔ لہٰذا اب آپ یہ بتائیں کہ آپ کونسا کوئی خاص کام کرتے ہیں؟ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت آپ کو حاصل رہتی ہے؟ باغ والے نے کہا: آپ نے پوچھ ہی لیا ہے تو سنو! میں اس باغ کی کل آمدنی میں سے ایک تہائی اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیتا ہوں، ایک تہائی میں اور میرے اہل وعیال کھا لیتے ہیں اور ایک تہائی اسی باغ پر خرچ کرتا ہوں۔''

فوائد: ایک روایت میں ہے: وَأَجْعَلُ ثُلُثَهُ فِي الْمَسَاكِينِ وَالسَّائِلِينَ وَابْنِ السَّبِيلِ۔ یعنی: ''میں اس پیداوار کا تیسرا حصہ مسکینوں، سائلوں اور مسافروں پر خرچ کر دیتا ہوں۔'' اس حدیث سے ایسے لوگوں پر صدقہ

(٣٣٦٢) تخريج:......أخرجه مسلم: ٢٩٨٤ (انظر: ٧٩٤١)

کرنے اوران کے ساتھ احسان کرنے کی فضیلت ثابت ہورہی ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کا ذریعہ اعمالِ صالحہ ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ سے معجزاتی طور پر برکتیں حاصل کرنے کے لیے پہلے پہل بڑی محنت کرنا پڑتی ہے، پیداوار کا تیسرا حصہ مسکینوں، سائلوں اور مسافروں پر خرچ کر دینا دل گردے کا کام ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس عمل کی قدر کرتے ہوئے اس کی جولاج رکھی، وہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ بہرحال شروع شروع میں صدقہ وخیرات کرنے کے لیے اپنے نفس کو کافی حد تک مجبور کرنا پڑتا ہے۔ ہمارے ہاں ایک بڑی مصیبت یہ بھی ہے کہ اگر ہم کسی محتاج کو صدقہ دیتے ہیں تو اس کی عزت کرتے ہوئے یہ کام نہیں کرتے اور بعد میں اگر وہ آجائے تو اسے انتہائی گھٹیا انداز میں دیکھا جاتا ہے اور تحقیر آمیز انداز میں واپس کر دیا جاتا ہے، جبکہ ایسا رویہ مال و دولت کے لیے بڑا وبال ہے۔

(۳۳۶۳) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي ذُوْمَالٍ كَثِيرٍ وَذُوْ أَهْلٍ وَوَلَدٍ وَحَاضِرَةٍ، فَأَخْبِرْنِي كَيْفَ أُنْفِقُ وَكَيْفَ أَصْنَعُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تُخْرِجُ الزَّكَاةَ مِنْ مَالِكَ، فَإِنَّهَا طُهْرَةٌ تُطَهِّرُكَ، وَتَصِلُ أَقْرِبَائَكَ وَتَعْرِفُ حَقَّ السَّائِلِ وَالْجَارِ وَالْمِسْكِيْنِ۔)) فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَقْلِلْ لِيْ۔ قَالَ ﷺ: ((فَآتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهُ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا)) قَالَ: حَسْبِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِذَا أَدَّيْتُ الزَّكَاةَ إِلٰى رَسُوْلِكَ فَقَدْ بَرِئْتُ مِنْهَا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ إِذَا أَدَّيْتَهَا إِلٰى رَسُوْلِيْ فَقَدْ بَرِئْتَ مِنْهَا، فَلَكَ أَجْرُهَا وَإِثْمُهَا عَلٰى مَنْ بَدَّلَهَا۔)) (مسند احمد: ۱۲۴۲۱)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بنو تمیم کا ایک آدمی، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں کافی مال دار ہوں اور میرا خاندان بھی بڑا ہے، بچے بھی ہیں اور میرے ہاں مہمان بھی بکثرت آتے ہیں، اب آپ مجھے بتائیں کہ میں مال کیسے خرچ کروں یا کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے مال کی زکوۃ ادا کیا کر، یہ پاکیزہ عمل تجھے پاک کردے گا، اسی طرح اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کیا کر اور تجھے سائل، پڑوسی اور مسکین کے حق کی بھی معرفت ہونی چاہیے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان باتوں کو میرے لیے ذرا اختصار کے ساتھ واضح کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کو ان کے حقوق ادا کر اور فضول خرچی سے بچ۔'' یہ سن کر اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میرے لیے کافی ہے کہ جب میں آپ کے قاصد کو زکوۃ ادا کردوں تو کیا میں اللہ اور رسول کے ہاں اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو جاؤں گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، جب تو میرے قاصد کو زکوۃ ادا کردے گا تو تو

(۳۳۶۳) تخريج:..... رجاله ثقات رجال الشيخين، لكن قيل في رواية سعيد بن ابي هلال عن انس: انها مرسلة أخرجه الحاكم: ۲/ ۳۶۰(انظر: ۱۲۳۹۴)

اس سے بری ہو جائے گا اور تجھے اس کا اجر مل جائے گا، ہاں جو اس کو (ناجائز انداز میں) تبدیل کر دے گا تو اس کا گناہ اسی پر ہی ہوگا۔''

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی آدمی خلیفۂ وقت یا اس کے قاصد کو زکوۃ دے دے تو وہ اس فرض سے بریٔ الذمہ ہو جائے گا، اگر خلافِ توقع ایسا ذمہ دار خیانت کرتا ہے تو اس کا ذمہ دار وہ خود ہوگا، زکوۃ دینے والے اللہ تعالیٰ کے ہاں ماجور ہوگا۔ لیکن یہ اصول اس وقت ہے جب قاصد وغیرہ کی امانت کے بارے میں حسنِ ظن ہو، وگرنہ استطاعت کے مطابق مالدار کو چاہیے کہ وہ اپنی زکوۃ کی رقم خود مستحق لوگوں تک پہنچا دے، اس کی مزید وضاحت باب ''زکوۃ کے عامل کو زکوۃ دے دینے سے مالک بریٔ الذمہ ہو جاتا ہے، خواہ وہ نمائندہ اس میں جائز تصرف کرے'' میں آ رہی ہے۔

اِفْتِرَاضُ الزَّكَاةِ وَالْحَثُّ عَلَيْهَا وَالتَّشْدِيْدُ فِيْ مَنْعِهَا
زکوۃ کی فرضیت، اس کی ترغیب اور زکوۃ ادا نہ کرنے کی مذمت کا بیان

(٣٣٦٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ إِلَى الْيَمَنِ، قَالَ: ((إِنَّكَ تَأْتِيْ قَوْمًا أَهْلَ كِتَابٍ، فَادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْكَ لِذَالِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْكَ لِذَالِكَ، فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ، وَتُرَدُّ فِي فُقَرَائِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْكَ لِذَالِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ، وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ حِجَابٌ)) (مسند احمد: ٢٠٧١)

''سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو ان سے فرمایا: ''تم اہل کتاب لوگوں کے ہاں جا رہے ہو، تم سب سے پہلے ان کو یہ دعوت دینا کہ وہ یہ شہادت دیں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ اگر وہ تمہاری یہ بات تسلیم کر لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ تمہاری یہ بات بھی مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ نے ان کے مالوں پر زکوۃ بھی فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لے کر ان کے فقیروں میں تقسیم کی جائے گی۔ اگر وہ تمہاری یہ بات بھی تسلیم کر لیں تو (زکوۃ لیتے وقت) ان کے قیمتی مال سے بچنا اور مظلوم کی بددعا سے بھی بچ کر رہنا، کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔''

فوائد: آپ ﷺ کی اس ترتیب سے داعی کو سبق حاصل کرنا چاہیے اور اہم امور سے پہلے زیادہ اہم کو ترجیح

(٣٣٦٤) تخريج:……أخرجه البخاري: ٢٤٤٨، ومسلم: ١٩ (انظر: ٢٠٧١)

دینی چاہیے۔ اس حدیثِ مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وتر نفلی نماز ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو ۱۰ ہجری میں یمن کی طرف بھیجا تھا، جبکہ اس وقت وتر ایک معروف نماز تھی۔

''مظلوم کی بددعا سے بچنا'' یہ ایک انتہائی اہم نصیحت ہے، لیکن ہر دور کی اکثریت مظلوم و مقہور لوگوں کے حقوق ادا کرنے سے نہ صرف قاصر رہی ہے، بلکہ سرے سے اس اکثریت کو یہ شعور بھی نہ رہا کہ معاشرے کے کم درجہ لوگوں کے حقوق ہیں کون سے۔ بہرحال نہ صرف ایسے طبقے کی بددعاؤں سے بچنا چاہیے، بلکہ درج ذیل حدیث کا مصداق بننا چاہیے:

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَبْغُوْنِي الضُّعَفَاءَ، فَإِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِكُمْ۔))

''سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''ضعفاء کو میرے لئے تلاش کر کے لاؤ، بیشک تم لوگ انہی کمزوروں کی وجہ سے رزق دیئے اور مدد کئے جاتے ہو۔'' (أبوداود: ۱/ ٤٠٥، النسائی: ۲/ ٦٥، الترمذی: ۳/ ۳۲، الصحیحۃ: ۷۷۹)

شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: کمزوروں کی وجہ سے لوگوں کی مدد کی جاتی ہے، یہ تائید و نصرت صالحین کی ذات کی وجہ سے نہیں، بلکہ ان کی دعا اور اخلاص کی وجہ سے ہوتی ہے، جیسا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جب سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو یہ گمان ہونے لگا کہ وہ اپنے سے کم مال والے صحابہ پر فضیلت رکھتے ہیں، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّمَا يَنْصُرُ اللّٰهُ هٰذِهِ الْأُمَّةَ بِضَعِيْفِهَا: بِدَعْوَتِهِمْ وَصَلَاتِهِمْ وَإِخْلَاصِهِمْ۔)) یعنی: ''اللہ تعالیٰ اس امت کے کمزور لوگوں کی دعاؤں، نمازوں اور اخلاص کی وجہ سے اس امت کی مدد کرتا ہے۔ (سنن نسائی: ۲/ ٦٥، الفوائد لتمام: ق ۱۰۵/ ۲، الحلیۃ لأبی نعیم: ٥/ ۲٦)

''اس روایت کی سند شیخین کی شرط پر صحیح ہے، بلکہ مطلوبہ تفسیر کے علاوہ یہ روایت صحیح بخاری میں بھی ہے، اور اسی طرح اس کو امام احمد (۱/ ۱٦۳) نے بھی روایت کیا ہے۔ (صحیحہ: ۷۷۹) اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ ضعیف لوگوں کی عبادات و ادعیہ میں اخلاص زیادہ ہوتا ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے میں لذت محسوس ہوتی ہے، کیونکہ ان کے دل دنیا کی محبت اور چاہت سے خالی ہوتے ہیں، ان کا صرف ایک مقصد ہوتا ہے کہ ان کی دعائیں قبول اور ان کے اعمال پاک ہو جائیں۔

امیر اور غریب اور قوی اور ضعیف میں بیان کیا گیا مذکورہ بالا فرق امیر اور قوی لوگوں کے لیے قابل تسلیم نہیں ہے، کیونکہ وہ ان تجربات سے نہیں گزرے اور ان کو سرے سے یہ احساس نہیں کہ ان لوگوں کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا تعلق ہوتا ہے۔

(۳۳٦٥) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔'' مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس

(۳۳٦٥) تخریج:......أخرجه البخاری: ٦٩٢٤، ٦٩٢٥، ۷۲۸٤، ومسلم: ۲۰ (انظر: ٦۷، ۱۰۸٤۰)

حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَإِذَا قَالُوْهَا عَصَمُوْا مِنِّی دِمَائَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ۔)) قَالَ: فَلَمَّا قَامَ أَبُوْ بَكْرٍ، وَارْتَدَّ مَنِ ارْتَدَّ، أَرَادَ أَبُوْ بَكْرٍ قِتَالَهُمْ، قَالَ عُمَرُ: كَيْفَ تُقَاتِلُ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ؟ قَالَ: فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: وَاللّٰهِ! لَأُقَاتِلَنَّ قَوْمًا ارْتَدُّوْا عَنِ الزَّكَاةِ وَاللّٰهِ! لَوْ مَنَعُوْنِیْ عَنَاقًا مِمَّا فَرَضَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ لَقَاتَلْتُهُمْ۔ قَالَ عُمَرُ: فَلَمَّا رَأَيْتُ اللّٰهَ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِقِتَالِهِمْ عَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ۔ (مسند احمد: ۱۰۸۵۲)

وقت تک قتال کروں جب تک وہ ''لا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ'' کا اعتراف نہ کرلیں، جب وہ اس کا اعتراف کرلیں گے تو وہ اپنے خون اور مال مجھ سے محفوظ کرلیں گے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔'' جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالی اور مرتد ہونے والے مرتد ہوگئے تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کا ارادہ کیا۔لیکن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جولوگ نماز پڑھتے ہیں، آپ ان سے کیسے قتال کریں گے؟ لیکن سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں ان لوگوں سے ضرور قتال کروں گا جو زکوۃ ادا کرنے سے انکاری ہیں۔اللہ کی قسم ہے، اگر ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی فرض کی ہوئی ایک بکری بھی نہ دی تو میں ان سے لڑوں گا۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے (زکوۃ کے اِن انکاریوں سے) لڑنے کے لیے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا ہے تو میں جان گیا کہ یہی حق ہے۔

(۳۳۶۶) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ: لَمَّا ارْتَدَّ أَهْلُ الرِّدَّةِ فِي زَمَانِ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ يَا أَبَا بَكْرٍ! وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی يَقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَإِذَا قَالُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ عَصَمُوْا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ۔)) فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ: وَاللّٰهِ! لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ! لَوْ

''عبید اللہ بن عبداللہ کہتے ہیں: جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں لوگ مرتد ہو گئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابوبکر! بھلا آپ ان لوگوں سے قتال کیسے کر سکتے ہیں، جب کہ رسول اللہ ﷺ نے تو فرمایا تھا کہ ''مجھے اس وقت تک لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے، جب تک وہ ''لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' نہ کہہ دیں، اور جب وہ یہ کلمہ ''لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' پڑھ لیں گے تو اپنے خون اور مال مجھ سے محفوظ کرلیں گے، مگر حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔'' لیکن سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! جو لوگ نماز اور زکوۃ میں فرق کریں گے، میں ان سے ضرور لڑوں گا، بے شک زکوۃ مال کا حق ہے۔

(۳۳۶۶) تخریج:.....أخرجه البخاری: ۱۳۹۹، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ومسلم: ۲۰، وھو الحدیث المتقدم (انظر: ۱۱۷، ۲۳۹)

مَنَعُوْنِی عَنَاقًا کَانُوْا یُؤَدُّوْنَهَا إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَیْهَا، قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: فَوَاللّٰهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَیْتُ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِی بَکْرٍ رضی اللہ عنہ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ۔ (مسند احمد: ۲۳۹)

اللہ کی قسم ہے، اگر ان لوگوں نے ایک بکری روک لی، جو یہ رسول اللہ ﷺ کو ادا کیا کرتے تھے، تو میں اس وجہ سے ان سے لڑوں گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے فوراً پتہ چل گیا کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ قتال کے لیے کھولا ہے، پس میں نے یہ جان لیا کہ یہی بات برحق ہے۔

فوائد: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مختلف انداز میں بعض لوگ مرتد ہو گئے تھے، کسی نے دوبارہ بتوں کی پوجا اختیار کر لی، کوئی مسیلمہ کذاب سے جا ملا اور بعض لوگ ایمان پر تو برقرار تھے، لیکن انھوں نے بغاوت اور لالچ کرتے ہوئے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے صرف "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کے الفاظ کے مصداق کو سامنے رکھ کر مانعینِ زکوۃ سے لڑائی نہ کرنے کا مشورہ دیا، لیکن سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کلمہ کے مفہوم کو سامنے رکھ کر نماز اور زکوۃ کو اسی کا تقاضا قرار دیا اور یہی معنی درست تھا، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوْا اَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَیُقِیْمُوْا الصَّلَاةَ وَیُؤْتُوْا الزَّکَاةَ، ثُمَّ قَدْ حُرِّمَ عَلَیَّ دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ، وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔ یعنی: "مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک لڑوں جب تک وہ (ان امور کو سرانجام نہ دیں): (۱) یہ شہادت دیں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور محمد ﷺ اسی کے رسول ہیں، (۲) نماز قائم کریں اور (۳) زکوۃ ادا کریں۔ تب مجھ پر ان کے خون اور مال حرام ہوں گے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔" (مسند احمد: ۸۵٤٤، ۲/ ۳٤٥)

سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے اس بحث مباحثے سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ان کے علم میں نہیں تھی۔

(۳۳٦۷) عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ صَاحِبِ کَنْزٍ، لَا یُؤَدِّی زَکَاتَهُ إِلَّا جِیْءَ بِهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَبِکَنْزِهِ فَیُحْمٰی عَلَیْهِ صَفَائِحُ فِی نَارِ جَهَنَّمَ فَیُکْوٰی بِهَا جَبِیْنُهُ وَظَهْرُهُ حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰهُ بَیْنَ عِبَادِهِ فِی یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِیْنَ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّوْنَ، ثُمَّ یَرٰی سَبِیْلَهُ إِمَّا إِلَی الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَی النَّارِ، وَمَا مِنْ صَاحِبِ

"سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "خزانے کا مالک، جو اس کی زکوۃ ادا نہیں کرتا، اسے قیامت کے دن خزانے سمیت لایا جائے گا اور اس کے خزانے کو تختیوں کی شکل دے کر جہنم کی آگ پر خوب گرم کیا جائے گا، پھر اس سے اس کی پیشانی، پہلو اور پیٹھ کو داغا جاتا رہے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلے کرنے سے فارغ ہو جائے گا، تمہارے حساب کے مطابق یہ پچاس ہزار سال کے برابر دن ہوگا، اس کے بعد وہ بندہ اپنا راستہ

(۳۳٦۷) تخریج:...... أخرجه مسلم: ۹۸۷ (انظر: ۷٥٦۳)

إِبِلٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاتَهَا إِلَّا جِيءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَبِإِبِلِهِ كَأَوْفَرِ مَا كَانَتْ عَلَيْهِ، فَيُبْطَحُ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ كُلَّمَا مَضَى أُخْرَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُولَاهَا حَتَّى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ، ثُمَّ يَرٰى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ، وَمَا مِنْ صَاحِبِ غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاتَهَا إِلَّا جِيءَ بِهِ وَبِغَنَمِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَوْفَرِ مَا كَانَتْ فَيُبْطَحُ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ فَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا، وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا كُلَّمَا مَضَتْ أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا حَتَّى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ، ثُمَّ يَرٰى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ۔)) قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَالْخَيْلُ؟ قَالَ: ((اَلْخَيْلُ مَعْقُودٌ بِنَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ، وَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ، وَهِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَهِيَ عَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ (فَأَمَّا الَّذِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ) الَّذِي يَتَّخِذُهَا وَيَحْبِسُهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَمَا غَيَّبَتْ فِي بُطُونِهَا فَهُوَ لَهُ أَجْرٌ، وَإِنِ اسْتَنَّتْ مِنْهُ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَ لَهُ فِي كُلِّ خُطْوَةٍ خَطَاهَا أَجْرٌ، وَلَوْ عَرَضَ لَهُ نَهَرٌ فَسَقَاهَا مِنْهُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ قَطْرَةٍ غَيَّبَتْهُ فِي بُطُونِهَا أَجْرٌ، حَتَّى ذَكَرَ الْأَجْرَ فِي أَرْوَاثِهَا وَأَبْوَالِهَا، (وَأَمَّا الَّذِي هِيَ لَهُ سِتْرٌ) فَرَجُلٌ يَتَّخِذُهَا تَعَفُّفًا وَتَجَمُّلًا

دیکھے گا کہ وہ جنت کی طرف ہے یا جہنم کی طرف۔ اسی طرح جو کوئی اونٹوں کا مالک ہو اور وہ ان کی زکوۃ ادا نہ کرے تو اسے قیامت کے دن اونٹوں سمیت لایا جائے گا، جبکہ وہ اونٹ بھی خوب موٹے تازے ہوں گے، پھر اس مالک کو ایک وسیع چٹیل میدان میں لٹا کر اونٹ اس کے اوپر سے گزارے جائیں گے، جب آخری اونٹ گزر جائے گا تو پہلے اونٹ کو دوبارہ لایا جائے گا۔ اس کے ساتھ یہ سلوک اس وقت تک جاری رہے گا، جب تک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلے کرنے سے فارغ نہ ہو جائے، وہ دن تمہارے حساب کے مطابق پچاس ہزار برس کا ہوگا، اس کے بعد دیکھا جائے گا کہ اس کا راستہ جنت کی طرف ہے یا جہنم کی طرف۔ اسی طرح جو آدمی بکریوں کا مالک ہو اور وہ ان کی زکوۃ ادا نہ کرتا ہو تو اسے بھی قیامت کے دن بکریوں سمیت لایا جائے گا، جبکہ وہ بکریاں خوب موٹی تازی ہوں گی۔ اس آدمی کو وسیع چٹیل میدان میں لٹا دیا جائے گا اور وہ بکریاں اپنے کھروں سے اسے روندیں گی اور سینگوں سے ماریں گی، جب آخری بکری گزر جائے گی تو پہلی بکری کو دوبارہ لایا جائے گا اور اس کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا رہے گا، تاآنکہ اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلے کرنے سے فارغ ہو جائے، وہ دن تمہارے اعداد وشمار کے مطابق پچاس ہزار سالوں کے برابر ہوگا، اس کے بعد دیکھا جائے گا کہ اس کا راستہ جنت کی طرف ہے یا جہنم کی طرف۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! گھوڑوں کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت تک گھوڑوں کی پیشانی میں خیر وبرکت رکھ دی گئی ہے، (دراصل) گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں: ایک (اپنے مالک کے لیے) اجر وثواب، ایک پردہ پوشی اور ایک گناہ کا سبب ہوتا ہے، جو اجر وثواب کا ذریعہ ہوتا ہے، وہ وہ گھوڑا ہوتا

وَتَكَرُّمًا وَلَا يَنْسَى حَقَّهَا فِي ظُهُوْرِهَا وَبُطُوْنِهَا فِي عُسْرِهَا وَيُسْرِهَا (وَأَمَّا الَّذِي عَلَيْهِ وِزْرٌ) فَرَجُلٌ يَتَّخِذُهَا أَشَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ وَبَذَخًا عَلَيْهِمْ۔)) قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَالْحُمُرُ؟ قَالَ: ((مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيْهَا شَيْءٌ إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ۔ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔﴾)) (مسند احمد: ۸۹٦۵)

ہے کہ جس کو اس کا مالک جہاد فی سبیل اللہ کی غرض سے پالتا ہے، ایسا گھوڑا اپنے پیٹ میں جو کچھ ڈالے گا، وہ اس کے مالک کے لیے اجر ہوگا، جب وہ ایک دو ٹیلوں تک چلے گا تو اس کے ہر ہر قدم کے بدلے مالک کو اجر ملے گا اور اگر اس کے سامنے نہر آجاتی اور وہ اس سے پانی پی لیتا ہے تو ہر قطرہ، جو وہ اپنے پیٹ میں داخل کرتا ہے، اس کے عوض اس کو اجر ملے گا۔'' پھر آپ ﷺ نے اس کے پیشاب اور لید کی وجہ سے بھی اجر کا ذکر کیا۔ ''جو گھوڑا آدمی کے لیے پردہ پوشی کا ذریعہ ہے، یہ وہ گھوڑا ہے کہ جس کو پالنے کا سبب یہ ہے کہ ضرورت کے وقت کسی سے مانگنا نہ پڑے اور اس سے اسے زینت و جمال اور عزت حاصل ہو، ہاں یہ بات ہے کہ ایسا مالک اپنے گھوڑے کی پشت اور پیٹ کے حق سے غافل نہ ہو، رہا اس گھوڑے کا مسئلہ جو اپنے مالک کے لیے گناہ کا سبب بنتا ہے تو وہ وہ ہوتا ہے کہ جس کا مالک فخر، تکبر اور لوگوں کے سامنے ریاکاری کرنے کے لیے اسے پالتا ہے۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! گدھوں کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے متعلق مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں کیا گیا، البتہ ایک آیت ہے جو بے مثال اور (ہر خیر کو) شامل ہے، یعنی: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ۔ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾ (سورۂ زلزال: ۸) یعنی: ''جو کوئی ایک ذرہ برابر نیکی کرے گا، وہ اسے دیکھ لے گا اور جو کوئی ذرہ برابر گناہ کرے گا تو وہ بھی اس کو دیکھ لے گا۔''

فوائد: حدیث مبارکہ کے شروع میں مذکورہ ''خزانے'' سے مراد وہ مال ہے کہ جو نصاب زکوۃ تک پہنچ چکا ہو، لیکن اس کی زکوۃ ادا نہ کی جاتی ہو، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَلْبَسُ أَوْضَاحًا مِنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَكَنْزٌ هُوَ؟ فَقَالَ ﷺ: ((مَابَلَغَ أَنْ تُؤَدّٰى زَكَاتُهُ فَزُكِّيَ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ۔))

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں سونے سے تیار کردہ پازیب پہنتی تھی، ایک دن میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ بھی خزانہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو (زیور) زکاۃ کے نصاب کو پہنچ جائے اور اس کی زکاۃ ادا کر دی جائے تو وہ خزانہ نہیں رہتا۔'' (أبو داود: ١٥٦٤، صحیحه: ٥٥٩٩)

اس حدیث میں سونے، چاندی، اونٹ اور بکریوں کی زکوۃ کا ذکر ہے، ان کا نصاب اور شرح کا بیان آگے آئے گا، گھوڑے کی زکوۃ کے بارے میں تو آپ ﷺ کا واضح فرمان یہ بھی ہے: ((لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي فَرَسِهِ صَدَقَةٌ۔)) یعنی: ''مسلمان پر اس کے گھوڑے کی زکوۃ نہیں ہے۔'' (بخاری، مسلم)

اس حدیثِ مبارکہ سے اہم مسئلہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کسی بھی چیز کے ثبوت کے لیے الگ سے دلیل کی ضرورت ہے، مثلا اونٹوں، گائیوں اور بکریوں پر زکوۃ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ گھوڑوں، گدھوں اور اس کے قسم کے دوسرے جانوروں پر بھی زکوۃ کی فرضیت کا فتوی دے دیا جائے، اس باب میں ہر جنس کے نصاب اور شرح کے بارے میں خاص دلیل کی ضرورت ہے۔

(٣٣٦٨) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي عُمَرَ الْغُدَانِيِّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ جَالِسًا فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَامِرِ ابْنِ صَعْصَعَةَ، فَقِيْلَ لَهُ: هَذَا أَكْثَرُ عَامِرِيٍّ مَالاً، فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ: رُدُّوْهُ إِلَيَّ فَرَدُّوْهُ عَلَيْهِ، فَقَالَ نُبِّئْتُ أَنَّكَ ذُوْمَالٍ كَثِيْرٍ؟ فَقَالَ الْعَامِرِيُّ: وَاللهِ! إِنَّ لِيْ مِائَةَ حُمْرٍ وَمِائَةَ أُدْمٍ، حَتّٰى عَدَّ مِنْ أَلْوَانِ الإِبِلِ وَأَفْنَانِ الرَّقِيْقِ وَرِبَاطِ الْخَيْلِ، فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ: إِيَّاكَ وَأَخْفَافَ الإِبِلِ وَأَظْلَافَ الْغَنَمِ، يُرَدِّدُ ذَالِكَ عَلَيْهِ حَتّٰى جَعَلَ لَوْنُ الْعَامِرِيِّ يَتَغَيَّرُ أَوْ يَتَلَوَّنُ، فَقَالَ: مَا ذَاكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟! فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ

''ابو عمر غدانی کہتے ہیں: میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، وہاں سے بنو عامر بن صعصعہ کے ایک آدمی کا گزر ہوا، اس کے بارے میں ان کو بتایا گیا کہ یہ اپنے قبیلہ کا امیر ترین آدمی ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اسے میرے پاس بلاؤ، لوگوں نے اسے بلایا، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم کافی مالدار ہو؟ عامری نے کہا: جی ہاں، اللہ کی قسم! میرے پاس ایک سو گدھے اور ایک سو سفید رنگ کے اونٹ ہیں، پھر اس نے مختلف قسم کے اونٹوں، غلاموں اور گھوڑوں کا ذکر کیا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: تم ذرا اونٹوں کے پاؤں اور بکریوں کے کھروں سے بچ کر رہنا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اتنی بار یہ بات دوہرائی کہ اس عامری کا رنگ بدلنا شروع ہو گیا، بالآخر اس نے کہا: اے ابو ہریرہ! بھلا آپ کی اس بات کا مطلب کیا ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس آدمی کے پاس

(٣٣٦٨) تخريج:...... حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف لجهالة ابى عمر أخرجه ابو داود: ١٦٦٠، والنسائي: ٥/ ١٢ (انظر: ١٠٣٥٠)

يَقُوْلُ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ إِبِلٌ لَا يُعْطِي حَقَّهَا (فَذَكَرَ مِثْلَ الْحَدِيْثِ الْمُتَقَدِّمِ ثُمَّ قَالَ) وَإِذَا كَانَتْ لَهُ بَقَرٌ لَا يُعْطِي حَقَّهَا فِي نَجْدَتِهَا وَرِسْلِهَا فَإِنَّهَا تَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَغَذِّ مَا كَانَتْ وَأَكْبَرِهِ وَأَسْمَنِهِ وَأَسَرِّهِ، ثُمَّ يُبْطَحُ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ فَتَطَؤُهُ فِيْهِ كُلُّ ذَاتِ ظِلْفٍ بِظِلْفِهَا وَتَنْطَحُهُ كُلُّ ذَاتِ قَرْنٍ بِقَرْنِهَا، إِذَا جَاوَزَتْهُ أُخْرَاهَا أُعِيْدَتْ عَلَيْهِ أُوْلَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ يَرٰى سَبِيْلَهُ، وَإِذَا كَانَتْ لَهُ غَنَمٌ، (فَذَكَرَ نَحْوَ الْحَدِيْثِ الْمُتَقَدِّمِ ثُمَّ قَالَ) فَقَالَ الْعَامِرِيُّ: وَمَا حَقُّ الْإِبِلِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ!؟ قَالَ أَنْ تُعْطِيَ الْكَرِيْمَةَ وَتَمْنَحَ الْغَزِيْرَةَ وَتُفْقِرَ الظَّهْرَ، وَتَسْقِيَ اللَّبَنَ وَتُطْرِقَ الْفَحْلَ۔ (مسند احمد: ۱۰۳۵۵)

اونٹ ہوں اور وہ ان کا حق ادا نہ کرے، .... (پھر گزشتہ حدیث کی طرح کی حدیث ذکر کی) اور جس کے پاس گائیں ہوں اور وہ تنگدستی و خوشحالی میں ان کا حق ادا نہ کرے تو وہ قیامت کے دن خوب ہوشیار بن کر اور خوب موٹی تازی ہو کر آئیں گی، پھر ان کے لیے ایک چٹیل میدان تشکیل دیا جائے گا (اس مالک کو وہاں لٹا دیا جائے گا)، وہ گائیں اسے اپنے کھروں سے روندیں گی اور سینگوں سے ماریں گی، جب آخری گائے گزر جائے گی تو پہلی کو دوبارہ لایا جائے گا، (یہ سزا اس وقت تک ہوتی رہے گی) جب تک لوگوں کے درمیان فیصلہ نہ کر دیا جائے، جبکہ اس دن کی مقدار ایک ہزار سال کے برابر ہوگی، پھر دیکھا جائے گا کہ اس کا راستہ (جنت کی طرف ہے یا جہنم کی طرف)۔ اور جس کے پاس بکریاں ہوں، ....(گزشتہ حدیث کی مانند حدیث ذکر کی) عامری نے کہا: اے ابو ہریرہ! اونٹوں کا حق کیا ہے؟ انھوں نے کہا: اونٹوں کا حق یہ ہے کہ زکوۃ ادا کرتے وقت بہترین اونٹ ادا کرو، دودھ والا جانور کسی کو عاریۃً دے دیا کرو، ضرورت مند کو سواری کے لیے اونٹ دیا کرو، اسی طرح دودھ بھی لوگوں کو پلایا کرو اور جفتی کے لیے بھی عاریۃً نر اونٹ دے دیا کرو۔

فوائد: اکثر و بیشتر نصوص سے ثابت ہوتا ہے کہ زکوۃ، نصاب تک پہنچ جانے والے مال کا حق ہے، لیکن اس حدیث کے آخر میں مندرج سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول سے پتہ چلتا ہے کہ زکوۃ کے علاوہ بھی مال میں حق ہے، کئی دوسری نصوص سے بھی یہی مسئلہ سمجھ آتا ہے، مثلا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی گزشتہ سے پیوستہ حدیث کی ایک سند میں یہ الفاظ بھی مروی ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مِنْ حَقِّ الْإِبِلِ اَنْ تُحْلَبَ عَلَى الْمَاءِ)) یعنی: ''یہ اونٹوں کے حق میں سے ہے کہ پانی پر ان کو دوہا جائے (تاکہ وہاں آنے والے محتاج لوگوں کی ضرورت پوری ہو جائے)۔'' (صحیح بخاری: ۲۳۷۸) اس حدیث کے سیاق و سباق کو سمجھ کر اس جملے کی اہمیت کا اندازہ لگانے کے لیے متن کی آنے والے حدیث کا بغور مطالعہ کریں۔

''سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ مِنْ كُلِّ جَادٍّ عَشَرَةَ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ بِقِنْوٍ

يُعَلَّقُ فِي الْمَسْجِدِ لِلْمَسَاكِينِ۔ یعنی: ''نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ کھجوروں کے دس وسق کاٹ لینے والا ہر آدمی مسجد میں مساکین کے لیے پختہ کھجوروں کا گچھا لٹکا دیا کرے۔ (ابوداود: ۱۶۶۲) دس وسق کا وزن تقریباً ۳۱ء۳۲ کلوگرام ہوتا ہے، صدقہ کا یہ حکم زکوۃ کے علاوہ تھا۔

سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَأْتِي رَجُلٌ مَوْلَاهُ يَسْأَلُهُ فَضْلًا عِنْدَهُ فَيَمْنَعُهُ إِيَّاهُ إِلَّا دُعِيَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا يَتَلَمَّظُ فَضْلَهُ الَّذِي مَنَعَ۔)) یعنی: ''جب آدمی اپنے آزاد شدہ (یا کسی رشتہ دار) کے پاس آ کر اس سے اس کی ضرورت سے زائد کسی چیز کا سوال کرتا ہے لیکن وہ نہیں دیتا تو روزِ قیامت اس کیلئے ایک سانپ لایا جائے گا جو اس کی روکی ہوئی زائد از ضرورت چیز کو منہ میں پھرائے گا۔'' (أبوداود: ٥١٣٩، والنسائي في "الكبرى": ٢/١٠٠، مسند أحمد: ٥/٣، ٥، صحيحه: ٢٤٣٨)

''اس حدیثِ مبارکہ کا یہ مطلب ہوا کہ ہمارے مال و دولت میں زکوۃ کے علاوہ بھی حق ہے، جب کوئی آدمی ہم سے زائد از ضرورت چیز کا سوال کرے تو اسے دے دینی چاہیے، بالخصوص جب سوال کرنے والا رشتہ دار ہو۔ غور و فکر کرنے والے مالدار حضرات کے لیے اس حدیث میں بہت بڑی وعید بیان کی گئی ہے اور اس وقت اکثر لوگ اس وعید کا مصداق بن رہے ہیں۔

يَتَلَمَّظُ: کا معنی ہے، وہ اپنی زبان منہ میں پھیرے گا۔ ''فَضْلُهُ'' یہ رفع کے ساتھ پڑھا جائے تو یہ دُعِیَ کی ضمیر سے بدل بنے گا اور نصب کے ساتھ ہو تو شجاعا سے بدل ہے۔ دونوں صورتوں میں مفہوم یہ ہے کہ اس کا زائد مال جو وہ بچا کر رکھتا رہا ہے، ایک سانپ کی صورت میں آئے گا، اس کی طرف سورۂ آل عمران: ۱۸۰، میں اشارہ کیا گیا ہے اور احادیث میں اس کی وضاحت بھی کی گئی ہے ایسی کچھ احادیث آگے متن کتاب میں بھی آ رہی ہیں۔ (عبداللہ رفیق)

(٣٣٦٩) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَا ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ لَا يَفْعَلُ فِيهَا حَقَّهَا (فَذَكَرَ نَحْوَ مَا تَقَدَّمَ فِي الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ ثُمَّ قَالَ) وَلَا صَاحِبِ كَنْزٍ لَا يَفْعَلُ فِيهِ حَقَّهُ إِلَّا جَاءَ كَنْزُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ، يَتْبَعُهُ فَاغِرًا فَاهُ۔ فَإِذَا

''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اونٹوں کا مالک ہو اور ان کا حق ادا نہ کرتا ہو، ...... (اونٹ، گائے اور بکری کی زکوۃ کے بارے میں جو تفصیل گزر چکی ہے، وہی یہاں ذکر کی، پھر فرمایا:) جو خزانے کا مالک ہو اور اس میں سے اس کا حق ادا نہ کرتا ہو تو قیامت کے دن اس کا خزانہ ایک گنجے سانپ کی صورت میں منہ کھولے ہوئے آئے گا اور اپنے مالک کا پیچھا کرے گا، مالک اسے دیکھ کر بھاگنا شروع کر دے گا، لیکن اس کا رب اسے آواز دے گا: یہ تیرا وہی خزانہ ہے جسے تو نے سنبھال سنبھال کر رکھا تھا، اسے

(٣٣٦٩) تخريج:......أخرجه مسلم٩٨٨ (انظر: ١٤٤٤٢)

رَآهُ فَرَّ مِنْهُ فَيُنَادِيهِ رَبُّهُ خُذْ كَنْزَكَ الَّذِي خَبَّأْتَهُ فَأَنَا عَنْهُ أَغْنَى مِنْكَ ، فَإِذَا رَأَى أَنَّهُ لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ سَلَكَ يَدَهُ فِي فِيهِ فَقَضِمَهَا قَضْمَ الْفَحْلِ.)) قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: وَسَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا حَقُّ الإِبِلِ؟ قَالَ: ((حَلْبُهَا عَلَى الْمَاءِ ، وَإِعَارَةُ دَلْوِهَا ، وَإِعَارَةُ فَحْلِهَا وَمَنِيحَتُهَا ، وَحَمْلٌ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ.)) قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِيهَا كُلِّهَا وَقَعَدَ لَهَا ، وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِيهِ ، قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ هٰذَا الْقَوْلَ ، ثُمَّ سَأَلْنَا جَابِرًا الأَنْصَارِيَّ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ. (مسند احمد: ١٤٤٩٦)

اب لے لے، میں تیری بہ نسبت اس سے زیادہ غنی ہوں۔ جب وہ آدمی دیکھے گا کہ اس سے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں تو وہ اپنا ہاتھ اس کے منہ میں ڈال دے گا اور وہ سانپ اس کے ہاتھ کو اونٹ کی طرح چبانا شروع کر دے گا۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اونٹوں کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواباً فرمایا: ''پانی کے پاس اس کو دوہنا، اس کا ڈول عاریۃً دینا، جفتی کے لیے نر اونٹ کو عاریۃً دینا، دودھ والی اونٹنی عاریۃً دے دینا اور اللہ کی راہ میں اونٹوں پر سوار کرنا۔''

فوائد: غور کیا جائے کہ آپ ﷺ عذاب سے بچنے کے لیے اونٹ کے کن حقوق کی نشاندہی کر رہے ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ زکوۃ کے علاوہ بھی مال میں حق ہے۔

(٣٣٧٠) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ ، يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ)) ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ ـ الخ الآيَةَ﴾۔ (مسند احمد: ٨٦٤٦)

''سیدنا ابو ہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے جس آدمی کو مال دیا ہو اور وہ اس کی زکوۃ ادا نہ کرتا ہو تو قیامت کے دن اس کے لیے اس کے مال کو گنجے سانپ کی شکل دی جائے گی، اس (کی آنکھوں) پر دو سیاہ نقطے ہوں گے، وہ قیامت کے دن اپنے مالک کے جبڑوں کو پکڑ کر کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلِلّٰهِ

(٣٣٧٠) تخريج:......أخرجه البخاري: ١٤٠٣ ، ٤٥٦٥ (انظر: ٨٦٦١)

مِيْرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾ (سورۂ آل عمران ۱۸۰) یعنی ''اور جولوگ اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے بخل کرتے ہیں وہ اسے اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں، وہ تو ان کے حق میں بہت ہی برا ہے، وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں قیامت کے دن اسی کو اس کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا، زمین اور آسمانوں کی میراث اللہ ہی کے لیے ہے اور تم جو کچھ کرتے ہو وہ اس سے اچھی طرح باخبر ہے۔''

(۳۳۷۱) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَكُوْنُ كَنْزُ أَحَدِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ ذَا زَبِيْبَتَيْنِ يَتْبَعُ صَاحِبَهُ وَهُوَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُ، وَلَا يَزَالُ يَتْبَعُهُ حَتّٰى يُلْقِمَهُ إِصْبَعَهُ۔)) (مسند احمد: ۸۹۲۰)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کا خزانہ قیامت کے دن دو سیاہ نقطوں والے گنجے سانپ کی شکل اختیار کر لے گا، پھر وہ اپنے مالک کا پیچھا کرے گا اور وہ اس سے بچنے کی کوشش کرے گا، لیکن وہ سانپ اس کا پیچھا کرتا رہے گا یہاں تک کہ وہ اپنی انگلی اس کے منہ میں ڈال دے گا۔''

(۳۳۷۲) عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَأْتِيْ رَجُلٌ مَوْلَاهُ فَيَسْأَلُهُ مِنْ فَضْلٍ هُوَ عِنْدَهُ فَيَمْنَعُهُ إِلَّا دُعِيَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعٌ يَتَلَمَّظُ فَضْلُهُ الَّذِيْ مَنَعَهُ (وَفِيْ رِوَايَةٍ:) مَا مِنْ مَوْلًى يَأْتِيْ مَوْلًى لَهُ فَيَسْأَلُهُ مِنْ فَضْلٍ عِنْدَهُ فَيَمْنَعُهُ إِلَّا جَعَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ شُجَاعًا يَنْهَسُهُ قَبْلَ الْقَضَاءِ۔)) (مسند احمد: ۲۰۲۸۵)

''سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''جو آدمی اپنے رشتہ دار کے پاس آ کر اس سے ایسی چیز کا سوال کرتا ہے جو اس کی ضرورت سے زائد ہو، لیکن وہ اسے نہ دے تو قیامت کے دن اس مالک کے لیے ایک سانپ بلایا جائے گا جو اپنی زبان کو ہلاتا ہوگا، یہ (سانپ) اسی کا زائد مال ہو گا، جو اس نے مانگنے والے کو نہیں دیا تھا۔'' ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''جو رشتہ دار اپنے کسی رشتہ دار سے زائد چیز کا سوال کرتا ہے اور وہ اسے نہیں دیتا تو اللہ تعالیٰ ایسے مال کو اس کے لیے سانپ

(۳۳۷۱) تخریج:...... اسناده قوی، وهو الحديث المتقدم (انظر: ۸۹۲۰)

(۳۳۷۲) تخریج:...... اسناده حسن أخرجه ابوداود باثر الحديث: ۵۱۳۹، والنسائی: ۵/ ۸۲ (انظر: ۲۰۰۲۰، ۲۰۰۳۲)

بنا دے گا، جو قیامت کے دن فیصلہ مکمل ہونے تک اسے ڈستا رہے گا۔''

فوائد: لیکن صورتحال یہ ہے کہ مالدار لوگوں کی اولین ترجیح یہ ہوتی ہے کہ وہ غریب رشتہ داروں سے دور ہو جائیں، اس مقصد کے حصول کے لیے وہ ان کو زکوۃ دینے سے بھی گریز کرتے ہیں، جبکہ اس حدیثِ مبارکہ کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے رشتہ دار محتاج کی ضرورت پوری کر دی جائے۔

(۳۳۷۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا يَمْنَعُ عَبْدٌ زَكَاةَ مَالِهِ إِلَّا جُعِلَ شُجَاعٌ أَقْرَعُ يَتْبَعُهُ يَفِرُّ مِنْهُ وَهُوَ يَتْبَعُهُ، فَيَقُوْلُ: أَنَا كَنْزُكَ۔)) ثُمَّ قَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ مِصْدَاقَهُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔﴾ قَالَ سُفْيَانُ، مَرَّةً يُطَوَّقُهُ فِي عُنُقِهِ۔ (مسند احمد: ۳۵۷۷)

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتا، قیامت کے دن اس کے مال کو گنجے سانپ کی شکل دی جائے گی اور وہ اپنے مالک کا پیچھا کرے گا، یہ اس سے بچنے کے لیے بھاگے گا، لیکن وہ سانپ یہ کہتے ہوئے اس کا پیچھا کرتا رہے گا: میں تیرا خزانہ ہوں۔'' پھر سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کتاب اللہ سے اس حدیث کی مصداق آیت تلاوت کی: ﴿سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔﴾ (سورۂ آل عمران، ۱۸۰) یعنی: ''یہ لوگ جو بخل کرتے رہے، عنقریب قیامت کے دن ان کی گردنوں میں اس کا طوق پہنا دیا جائے گا۔'' امام سفیان نے ایک دفعہ کہا: ان کی گردن میں طوق پہنایا جائے گا۔

فوائد: بخل سے مراد زکوۃ کی عدم ادائیگی ہے، جیسا کہ سابقہ حدیث سے معلوم ہو رہا ہے۔

(۳۳۷٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ الَّذِي لَا يُؤَدِّيْ زَكَاةَ مَالِهِ يُمَثِّلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ مَالَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيْبَتَانِ، ثُمَّ يَلْزَمُهُ يُطَوِّقُهُ يَقُوْلُ أَنَا كَنْزُكَ أَنَا كَنْزُكَ۔)) (مسند احمد: ٥٧٢٩)

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے مال کو دو نقطوں والے گنجے سانپ کی شکل دے دے گا، وہ سانپ اس آدمی کے ساتھ ساتھ رہے گا، بلکہ اس کے گلے کا طوق بن جائے گا اور وہ کہے گا: میں تیرا خزانہ ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔''

(۳۳۷۳) تخریج:……اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه الترمذي: ۳۰۱۲، والنسائي ٥/ ١١، وابن ماجه: ١٧٨٤ (انظر: ۳۵۷۷)

(۳۳۷٤) تخريج:……اسناده صحيح على شرط الشيخين أخرجه النسائي: ٥/ ٣٨ (انظر: ٥٧٢٩، ٦٤٤٨)

(۳۳۷۵) عَنِ الأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ وَأَنَا أُرِيدُ الْعَطَاءَ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ فَجَلَسْتُ إِلَى حَلْقَةٍ مِنْ حِلَقِ قُرَيْشٍ فَجَاءَ رَجُلٌ عَلَيْهِ أَسْمَالٌ لَهُ قَدْ لَفَّ ثَوْبًا عَلَى رَأْسِهِ قَالَ: بَشِّرِ الْكَنَّازِيْنَ بِكَيٍّ فِي الْجِبَاهِ وَبِكَيٍّ فِي الظُّهُوْرِ وَبِكَيٍّ فِي الْجُنُوْبِ، ثُمَّ تَنَحّٰى إِلَى سَارِيَةٍ فَصَلّٰى خَلْفَهَا رَكْعَتَيْنِ فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقِيْلَ: هٰذَا أَبُوْ ذَرٍّ (رضی اللہ عنہ) فَقُلْتُ: مَا شَيْءٌ سَمِعْتُكَ تُنَادِي بِهِ؟ قَالَ: مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا شَيْئًا سَمِعُوْهُ مِنْ نَبِيِّهِمْ صلی اللہ علیہ وسلم فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، إِنِّي كُنْتُ آخُذُ الْعَطَاءَ مِنْ عُمَرَ فَمَا تَرٰى، قَالَ خُذْهُ فَإِنَّ فِيهِ الْيَوْمَ مَعُوْنَةً وَيُوْشِكُ أَنْ يَكُوْنَ دَيْنًا، فَإِذَا كَانَ دَيْنًا فَارْفُضْهُ(وَفِي لَفْظٍ) فَإِذَا كَانَ ثَمَنًا لِدِيْنِكَ فَدَعْهُ۔ (مسند احمد: ۲۱۸۱۷)

''احنف بن قیس کہتے ہیں: میں مدینہ منورہ آیا، میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے عطیہ لینا چاہتا تھا۔ میں قریش کے ایک حلقہ میں جا بیٹھا، پراگندہ لباس والا ایک آدمی وہاں آیا، اس نے سر پر ایک کپڑا لپیٹا ہوا تھا، وہ یوں کہنے لگا: خزانے جمع کرنے والوں کو یہ بشارت دے دو کہ ان کی پیشانی، پشت اور پہلو آگ سے داغے جائیں گے۔ پھر وہ علیحدہ ہوا اور ایک ستون کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ بتایا گیا: یہ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ ہیں۔ پس میں ان کے پاس گیا اور کہا: یہ جو کچھ تم کہہ رہے تھے، اس کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا: جی میں نے تو صرف وہ بات کی ہے جو ان لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔ میں نے کہا: اللہ تم پر رحمت کرے، میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے عطیہ لیا کرتا تھا، اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ انھوں نے کہا: لے لیا کرو، آج کل تو اس کی شکل تعاون کی ہے، لیکن قریب ہے کہ یہ قرضہ بن جائے گا، جب یہ صورت پیدا ہو جائے تو ترک کر دینا۔ (ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:) جب ایسا مال تمہارے دین کی قیمت بن جائے تو اسے ترک کر دینا۔

فوائد: مرفوع حدیث کا مفہوم تو پہلے بھی گزر چکا ہے، حدیث کے آخر میں سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے جس صورت سے منع کیا، وہ اب شادی اور خوشی کے دوسرے موقعوں پر بدرجۂ اتم پیدا ہو چکی ہے، اگر ایک آدمی کسی کی شادی، بچے کی پیدائش، منگنی، امتحان میں کامیابی، گھر کی تعمیر اور حج وعمرہ کی ادائیگی کے موقعوں پر اگر کسی کو نقدی اور کسی اور چیز کی صورت میں تحفہ دے رہا ہے تو اسے آئندہ اس سے بہتر یا اس جیسے تحفے کی امید بھی ہوتی ہے اور لینے والا بھی اسی نیت سے ریکارڈ تیار کر رہا ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ بڑے لوگوں نے محبت اور تعاون کے لیے ان چیزوں کی بنیاد رکھی ہو، لیکن اب ان کا نتیجہ نفرت اور پریشانی کے علاوہ کچھ نہیں رہا، بندۂ غریب نے خود اچھے بھلے سنجیدہ اور مذہبی لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم نے ان کے بیٹے کی شادی کے موقع پر پانچ سو ''نیوندرا'' دیا تھا، لیکن انھوں نے تو سو روپے پر ''ٹرکا'' دیا ہے۔ اللہ کی قسم ہے کہ آج اچھی خاصی آمدنی والے شادی کی دعوت ملنے پر پریشان ہو جاتے ہیں کہ انہیں دولہا کو ہار بھی ڈالنا

(۳۳۷۵) تخریج:......أخرجه مسلم: ۹۹۲ (انظر: ۲۱٤۷۰)

پڑے گا، نیوندرا بھی دینا پڑے گا، دلہن کو دیکھنے کا کرایہ بھی ادا کرنا پڑے گا، علی ہذا القیاس۔ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جب لین دین کی بنیاد یہ چیز بن جائے تو اس وقت عطیوں کا سلسلہ بند کر دینا چاہیے، بڑی حکمت و دانائی والے تھے وہ لوگ، جو کہ حقیقی محبتوں کے علم بردار تھے۔

(۳۳۷٦) عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ: ((هُمُ الْأَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ! هُمُ الْأَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ!)) فَأَخَذَنِيْ غَمٌّ وَجَعَلْتُ أَتَنَفَّسُ، قَالَ: قُلْتُ: هٰذَا شَيْءٌ حَدَثَ فِيَّ! قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هُمْ فَدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ: قَالَ: ((اَلْأَكْثَرُوْنَ، إِلَّا مَنْ قَالَ فِي عِبَادِ اللّٰهِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَقَلِيْلٌ مَا هُمْ، مَا مِنْ رَجُلٍ يَمُوْتُ فَيَتْرُكُ غَنَمًا أَوْ إِبِلًا أَوْ بَقَرًا لَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ، إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا تَكُوْنُ وَأَسْمَنَ حَتّٰى تَطَأَهُ بِأَظْلَافِهَا وَتَنْطَحَهُ بِقُرُوْنِهَا حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ، ثُمَّ تَعُوْدُ أُوْلَاهَا عَلٰى أُخْرَاهَا۔)) وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((كُلَّمَا نَفِدَتْ أُخْرَاهَا عَادَتْ عَلَيْهِ أُوْلَاهَا۔)) (مسند احمد: ۲۱٦۷۸)

''سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، جبکہ آپ ﷺ اس وقت کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ فرمانے لگے: ''ربّ کعبہ کی قسم! وہی بہت زیادہ خسارے والے ہیں، ربّ کعبہ کی قسم! وہی خسارے میں ہیں۔'' مجھے شدید غم نے دبوچ لیا اور اور میں ٹھنڈی آہیں بھرنے لگا، (میں دل میں ہی کہنے لگا کہ) کیا میرے اندر کوئی خرابی آ گئی ہے، جس کی وجہ سے آپ ﷺ یہ کچھ فرما رہے ہیں، اس لیے میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں، کون لوگ خسارے میں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''زیادہ مال والے، ماسوائے ان لوگوں کے جو (صدقہ کرتے ہوئے) مال کو اِدھر اُدھر لٹا دیتے ہیں، لیکن ایسے لوگ تھوڑے ہیں، جو شخص بکریاں، اونٹ اور گائے وغیرہ اس حالت میں چھوڑ کر مرتا ہے کہ وہ ان کی زکوۃ ادا نہ کرتا ہو تو قیامت کے دن یہ جانور خوب موٹے تازے ہو کر آئیں گے اور اپنے مالک کو اپنے پاؤں، کھروں سے روندیں گے اور اپنے سینگوں سے اس کو ماریں گے، یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا، آخری جانور کے گزرنے کے بعد پھر پہلے کو دوبارہ لایا جائے گا۔'' ایک روایت میں ہے: ''جب آخری جانور گزر جائے گا تو پہلے کو لوٹا لیا جائے گا۔''

فوائد: مال کو ادھر ادھر لٹانے سے مراد کثرت سے صدقہ و خیرات کرنا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمانا کہ زیادہ مال والے خسارے میں ہیں، اس فرمانِ عالی شان کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ اور غرباء و فقراء کی فضیلت پر مشتمل احادیثِ مبارکہ اور صحابۂ کرام اور سلف صالحین کی سوانح عمریوں کا مطالعہ کرنا ضروری ہے، بہر حال

(۳۳۷٦) تخريج:...... أخرجه مسلم: ۹۹۰ (انظر: ۲۱۳۵۱)

سونے کا چمچ لے کر پیدا ہونے والے عام طور پر ان حقائق کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔

(۳۳۷۷) عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ قَبِيصَةَ بْنَ هُلْبٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: وَذَكَرَ الصَّدَقَةَ قَالَ: ((لَا يَجِيئَنَّ أَحَدُكُمْ بِشَاةٍ لَهَا يُعَارٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ۲۲۳۱۷)

''سیدنا ہُلب طائی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے زکوۃ پر مشتمل ایک حدیث بیان، اس میں یہ فرمایا تھا کہ: ''تم میں سے کوئی آدمی قیامت کے دن اس حال میں نہ آئے کہ اس کے ساتھ اس کی بکری ہو، جو ممیا رہی ہو۔''

فوائد: زکوۃ ایک اہم رکنِ اسلام اور نماز کی طرح کا فریضہ ہے، اس کی عدم ادائیگی پر کئی وعیدیں بیان کی گئی ہیں، بعض کا ذکر اس باب میں ہو چکا ہے۔ آخری حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی مالک اپنے جانوروں کی زکوۃ ادا نہیں کرتا تو ایسا جانور قیامت والے دن اس کے ساتھ ہوگا اور اپنی مخصوص آواز نکال رہا ہوگا۔

ممکن ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صدقہ کے ضمن میں اس کے اندر خیانت کرنے والوں کے لیے وعید بیان کی ہو جیسا کہ صحیح بخاری، کتاب الزکوۃ، باب اثم مانع الزکوۃ: رقم: ۱۴۰۲ کے تحت امام بخاری نے حدیث بیان کی ہے کہ کوئی آدمی اپنی گردن پر بکری اٹھا کر نہ لائے، وہ ممیا رہی ہو، کوئی اپنی گردن پر اونٹ اٹھا کر نہ لائے جو بلبلا رہا ہو...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہ خیانت کے بارے میں ہے، اس طرح امام بخاری نے کتاب الجہاد، باب الغلول (رقم: ۳۰۷۳) میں بکری اور اونٹ کو اس طرح اٹھا کر لانے کے بارے بات کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ کوئی اپنی گردن پر گھوڑا اٹھا کر نہ لائے...... کوئی سونا چاندی اور دیگر سامان اپنی گردن پر اٹھا کر نہ لائے...... ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خائن قسم کے لوگوں کو میدان محشر میں یہ سزا ملے گی کہ وہ جس جانور یا مال و سامان کی خیانت کریں گے وہ اپنی گردن پر اٹھا کر ان کو لائیں گے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس دن کی ذلت و رسوائی سے بچائے۔ (عبداللہ رفیق)

كِتَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِيْ جَمَعَ فِيْهِ فَرَائِضَ الصَّدَقَةِ
زکوۃ کے فرائض پر مشتمل رسول اللہ ﷺ کی تحریر کا بیان

نوٹ: اس باب میں اونٹوں کی عمروں کے بارے میں استعمال ہونے والی خاص اصطلاحات درج ذیل ہیں، قارئین ان کو ضبط کر لیں۔

بِنْتِ مَخَاض: ایک سالہ اونٹنی، بِنْتِ لَبُون: دو سالہ اونٹنی، اِبْنِ لَبُون: دو سالہ نر اونٹ، حِقَّة: تین سالہ اونٹنی، جَذَعَة: چار سالہ اونٹنی۔

(۳۳۷۷) تخريج: ...... صحيح لغيره أخرجه الطيالسي في "مسنده": ۱۰۸٦ (انظر: ۲۱۹۷۰)

(٣٣٧٨) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ يَعْنِي الْوَاسِطِيَّ عَنْ سُفْيَانَ يَعْنِي بْنَ حُسَيْنٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ (عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا) قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ كَتَبَ الصَّدَقَةَ وَلَمْ يُخْرِجْهَا، إِلَى عُمَّالِهِ حَتَّى تُوُفِّيَ، قَالَ فَأَخْرَجَهَا أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ مِنْ بَعْدِهِ فَعَمِلَ بِهَا حَتَّى تُوُفِّيَ، ثُمَّ أَخْرَجَهَا عُمَرُ مِنْ بَعْدِهِ فَعَمِلَ بِهَا، قَالَ فَلَقَدْ هَلَكَ عُمَرُ يَوْمَ هَلَكَ وَإِنَّ ذَالِكَ لَمَقْرُونٌ بِوَصِيَّتِهِ، فَقَالَ كَانَ فِيهَا فِي الْإِبِلِ فِي كُلِّ خَمْسٍ شَاةٌ، حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى أَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ إِلَى خَمْسٍ وَعِشْرِينَ فَفِيهَا بِنْتُ مَخَاضٍ، إِلَى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ ابْنَةُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُونٍ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ فَفِيهَا ابْنَةُ لَبُونٍ، إِلَى خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيهَا حِقَّةٌ، إِلَى سِتِّينَ فَإِذَا زَادَتْ فَفِيهَا حِقَّتَانِ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ، فَإِذَا كَثُرَتِ الْإِبِلُ فَفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ، وَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ ابْنَةُ لَبُونٍ، (وَفِي الْغَنَمِ) مِنْ أَرْبَعِينَ شَاةٌ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ بَعْدُ فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ حَتَّى تَبْلُغَ أَرْبَعَمِائَةٍ، فَإِذَا كَثُرَتِ الْغَنَمُ

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زکوۃ کے احکام تحریر کروائے، لیکن ابھی تک ان کو عاملین کی طرف نہیں بھیجا تھا کہ آپ ﷺ انتقال فرما گئے، پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہ تحریر عمال کی طرف بھجوائی اور ان کی وفات تک اس پر عمل ہوتا رہا، ان کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی وہی تحریر اپنے عمال کو بھجوائی اور اس پر عمل ہوتا رہا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت وہ تحریر ان کی وصیت کے ساتھ موجود تھی، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: اس میں یہ تفصیل لکھی ہوئی تھی: ''چوبیس اونٹوں تک ہر پانچ اونٹ میں ایک بکری بطور زکوۃ مقرر ہے، جب پچیس اونٹ ہو جائیں تو ایک بنتِ مخاض فرض ہے، اگر بنتِ مخاض نہ ہو تو ابن لبون دیا جا سکتا ہے، زکوۃ کی یہ مقدار پینتیس اونٹوں تک ہے، جب چھتیس ہو جائیں تو پینتالیس اونٹوں تک بنتِ لبون واجب ہے، پھر چھیالیس سے ساٹھ تک حِقّہ ہے، اس سے بڑھ جائیں تو پچھتر تک جذعہ ہے، جب اونٹ اس مقدار سے بھی بڑھ جائیں تو نوے (٩٠) تک دو عدد بنتِ لبون ہوں گی۔ اس کے بعد اکانوے سے ایک سو بیس تک تین حقے واجب ہیں اور جب اونٹ اس سے بھی زائد ہوں تو ہر پچاس پر ایک حقہ اور ہر چالیس میں ایک بنتِ لبون بطور زکوۃ فرض ہے۔ رہا مسئلہ بکریوں کی زکوۃ کا تو (٤٠) سے (١٢٠) بکریوں تک ایک بکری اور (١٢١) سے (٢٠٠) تک دو بکریاں بطورِ زکوۃ فرض ہیں، اگر وہ اس سے زیادہ ہو جائیں تو (٣٠٠) تک تین بکریاں اور اس کے بعد (٤٠٠) ہو جائیں تو چار بکریاں ہیں۔ اس سے بھی زیادہ بکریاں ہوں تو ہر (١٠٠) میں ایک بکری۔ زکوۃ سے بچنے

(٣٣٧٨) تخريج:..... حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف لضعف سفيان بن حسين في روايته عن الزهري
أخرجه ابوداود: ١٥٦٨، والترمذي: ٦٢١، وابن ماجه: ١٧٧٩٨، ١٨٠٥ (انظر: ٤٦٣٢، ٤٦٣٤)

فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ، وَكَذَالِكَ لَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ مَخَافَةَ الصَّدَقَةِ، وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بِالسَّوِيَّةِ، لَا تُؤْخَذُ هَرِمَةٌ ـ وَلَا ذَاتُ عَيْبٍ مِنَ الْغَنَمِ ـ (مسند احمد: ٤٦٣٤)

کے لیے ایک ریوڑ کو الگ الگ یا الگ الگ ریوڑوں کو اکٹھا نہ کیا جائے۔ اگر ایک سے زائد شرکاء کی بکریوں میں سے زکوۃ واجب ہوگئی تو وہ آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیں گے۔ زکوۃ میں کوئی بوڑھی یا عیب والی بکری نہ لی جائے۔''

فوائد: ساری حدیث واضح احکام پر مشتمل ہے، استعمال ہونے والی اصطلاحات کے معانی یہ ہیں:

''زکوۃ سے بچنے کے لیے ایک ریوڑ کو الگ الگ یا الگ الگ ریوڑوں کو اکٹھا نہ کیا جائے۔'' اول الذکر کی صورت یہ ہے کہ دو آدمیوں کے پاس (۷۰) بکریوں کا ریوڑ ہو، ایسے ریوڑ پر ایک بکری زکوۃ ہوگی، لیکن زکوۃ وصول کنندہ کے آنے پر دونوں مالک (۳۵، ۳۵) بکریاں لے کر الگ الگ ہو جائیں تو وہ زکوۃ سے بچ جائیں گے، ایسا کرنے سے آپ ﷺ منع فرما رہے ہیں۔

''اگر ایک سے زائد شرکاء کی بکریوں میں سے زکوۃ واجب ہوگئی تو وہ آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیں گے۔'' اس کی صورت یہ ہے کہ دو آدمیوں کے اشتراک میں (۴۰) بکریاں ہوں، ہر ایک کی (۲۰، ۲۰) ہوں، اب زکوۃ میں تو ایک بکری ہی لی جائے گی، ایسی صورت میں ایک مالک دوسرے کو بکری کی آدھی قیمت ادا کرے گا اور دوسرا مالک اپنی بکری دے کر زکوۃ ادا کر دے گا۔

اس تحریر سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ ﷺ ضرورت کے مطابق بعض احادیث لکھوانے کا اہتمام کرتے تھے۔

(۳۳۷۹) عَنْ طَارِقٍ قَالَ: خَطَبَنَا عَلِيٌّ ؓ فَقَالَ: مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ مِنَ الْوَحْيِ أَوْ قَالَ كِتَابٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا مَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ، وَهٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ، الْمَقْرُوْنَهِ بِسَيْفِي، وَعَلَيْهِ سَيْفٌ حِلْيَتُهُ حَدِيْدٌ، وَفِيْهَا فَرَائِضُ الصَّدَقَاتِ ـ (مسند احمد: ۷۹۸)

''طارق کہتے ہیں: سیدنا علی ؓ نے ہمیں خطبہ دیا اور اس میں یہ بھی کہا: ہمارے پاس کوئی مخصوص وحی یا رسول اللہ ﷺ کی کوئی الگ تحریر نہیں ہے، ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس صحیفہ والی ہدایات دی گئی ہیں، جو صحیفہ میری تلوار کے ساتھ بندھا ہوا ہے۔ اس وقت سیدنا علی ؓ کے پاس ایک تلوار تھی اور اس کا زیور لوہے کا تھا، اس میں زکوۃ کا نصاب تحریر تھا۔

(۳۳۸۰) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا ؓ يَقُوْلُ: مَا عِنْدَنَا كِتَابٌ نَقْرَؤُهُ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا فِي الْقُرْآنِ وَمَا هٰذِهِ

''(دوسری سند) طارق کہتے ہیں: میں نے سیدنا علی ؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا: ہمارے پاس کوئی علیحدہ تحریر نہیں ہے جو ہم تم لوگوں پر پڑھیں، ما سوائے قرآن اور اس صحیفہ کے، اس وقت

(۳۳۷۹) تخريج:......حسن لغيره أخرجه البزار: ٥١٣ (انظر: ۷۸۲)

(۳۳۸۰) تخريج:......انظر الحديث بالطريق الاول

الصَّحِيفَةِ، صَحِيفَةٌ كَانَتْ فِي قِرَابِ سَيْفِ كَانَ عَلَيْهِ، حِلْيَتُهُ حَدِيدٌ، أَخَذْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِيهَا فَرَائِضُ الصَّدَقَةِ۔
(مسند احمد: ٨٧٤)

وہ صحیفہ ان کی تلوار کے میان میں تھا، جس کا زیور لوہے کا تھا، میں نے یہ صحیفہ خود رسول اللہ ﷺ سے لیا تھا، اس میں زکوۃ کا نصاب تحریر کیا گیا ہے۔

فوائد: یہ وہی صحیفہ تھا، جس کا ذکر پچھلی حدیث میں گزر چکا ہے۔

(٣٣٨١) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخَذْتُ هَذَا الْكِتَابَ مِنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رضی اللہ عنہ كَتَبَ لَهُمْ: أَنَّ هٰذِهِ فَرَائِضُ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمُسْلِمِينَ الَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِهَا، وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَ ذٰلِكَ فَلَا يُعْطِهِ۔ فِيمَا دُونَ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الْإِبِلِ، فَفِي كُلِّ خَمْسٍ ذَوْدٍ شَاةٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَعِشْرِينَ فَفِيهَا ابْنَةُ مَخَاضٍ إِلَى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ ابْنَةُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَثَلَاثِينَ فَفِيهَا ابْنَةُ لَبُونٍ إِلَى خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَأَرْبَعِينَ فَفِيهَا حِقَّةٌ طَرُوقَةُ الْفَحْلِ إِلَى سِتِّينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدَى وَسِتِّينَ فَفِيهَا جَذَعَةٌ إِلَى خَمْسٍ وَسَبْعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان (بحرین والوں) کی طرف یہ تحریر لکھ کر بھیجی: یہ زکوۃ کا وہ نصاب ہے جو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں پر فرض کیا اور جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا ہے، جس مسلمان سے اس کے مطابق زکوۃ وصول کی جائے، وہ ادا کرے اور جس سے اس سے زائد کا مطالبہ کیا جائے، وہ نہ دے۔ (تفصیل یہ ہے:) اونٹوں کی تعداد (۲۵) سے کم ہو تو ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری ہے۔ (۲۵) سے (۳۵) تک ایک بنت مخاض یا ابن لبون، (۳۶) سے (۴۵) تک بنت لبون، (۴۶) سے (۶۰) تک نر کی جفتی کے قابل حقہ، (۶۱) سے (۶۵) تک جذعہ، (۷۶) سے (۹۰) تک دو عدد بنت لبون اور (۹۱) سے (۱۲۰) تک دو عدد حقے ہیں۔ جب اونٹوں کی تعداد اس سے بڑھ جائے تو ہر (۴۰) پر ایک بنت لبون اور ہر (۵۰) پر ایک حقہ زکوۃ ہوگی اور اگر زکوۃ کے اس سلسلے میں اونٹوں کی عمریں مختلف ہو جائیں، یعنی جس نے زکوۃ میں جذعہ ادا کرنی ہو، لیکن اس کے پاس جذعہ نہ ہو، البتہ حقہ ہو تو اس سے وہی لیا جائے گا اور اس کے ساتھ اگر میسر ہو تو دو بکریاں دے دے یا بیس درہم، اسی طرح اگر کسی نے زکوۃ میں حقہ ادا کرنا ہو، لیکن اس کے پاس جذعہ ہو تو وہی اس سے قبول کر لی جائے گی، لیکن زکوۃ

(٣٣٨١) تخريج:...... أخرجه البخاري مفرقا ١٤٤٨، ١٤٥٠، ١٤٥١، ١٤٥٣، ١٤٥٤، ٢٤٨٧، ٣١٠٦، ٥٨٧٨، ٦٩٥٥، رواه ابوداود: ١٥٦٧، وابن ماجه: ١٨٠٠، والنسائي: ٥/ ٢٧ (انظر: ٧٢)

سِتَّةً وَسَبْعِينَ فَفِيهَا ابْنَتَا لَبُونٍ إِلَى تِسْعِينَ ، فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدَى وَتِسْعِينَ فَفِيهَا حِقَّتَانِ طَرُوقَتَا الْفَحْلِ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ ، فَإِنْ زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ ابْنَةُ لَبُونٍ ، وَفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ ، فَإِذَا تَبَايَنَ أَسْنَانُ الْإِبِلِ فِي فَرَائِضِ الصَّدَقَاتِ ، فَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَيْسَ عِنْدَهُ جَذَعَةٌ وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنْ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا ، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا جَذَعَةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ ، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ ابْنَةِ لَبُونٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ ابْنَةُ لَبُونٍ وَعِنْدَهُ ابْنَةُ مَخَاضٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنَّ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا ، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ بِنْتِ مَخَاضٍ وَلَيْسَ عِنْدَهُ إِلَّا ابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ فَإِنَّهُ يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ إِلَّا أَرْبَعٌ مِنَ الْإِبِلِ فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا وَفِي الْغَنَمِ فِي سَائِمَتِهَا ، إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِينَ فَفِيهَا شَاةٌ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَإِنْ زَادَتْ فَفِيهَا شَاتَانِ إِلَى مِائَتَيْنِ فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ إِلَى ثَلَاثِمِائَةٍ ، فَإِذَا زَادَتْ فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ وَلَا تُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ

وصول کرنے والا نمائندہ بیس درہم یا دو بکریاں اسے واپس کرے گا، اور جس پر حِقّہ کی زکوۃ ہو، لیکن اس کے پاس یہ اونٹنی نہ ہو، بلکہ بنت لبون ہو تو اس سے وہی لے لی جائے گی، لیکن (اس کمی کو پورا کرنے کے لیے) اگر میسر ہو تو دو بکریاں دینا پڑیں گی، نہیں تو بیس درہم، اسی طرح جس پر بنتِ لبون کی زکوۃ پڑ جائے، لیکن اس کے پاس حِقّہ ہو تو وہی اس سے لے لیا جائے گا، لیکن زکوۃ وصول کنندہ اسے بیس درہم یا دو بکریاں واپس کرے گا، اسی طرح جس نے زکوۃ میں بنت لبون ادا کرنی ہو، لیکن اس کے پاس یہ اونٹنی نہ ہو، بلکہ بنتِ مخاض ہو تو اس سے یہی لے لی جائے گی، لیکن اسے اس کے ساتھ اگر میسر ہوں تو بکریاں، وگرنہ بیس درہم دینا پڑیں گے، اور جس نے زکوۃ میں بنتِ مخاض ادا کرنی ہو، لیکن اس کے پاس یہ اونٹنی نہ ہو، بلکہ ابن لبون ہو تو اس سے وہی قبول کیا جائے گا، لیکن اس کے ساتھ مزید کوئی چیز نہیں لی جائے گی۔ اور جس کے پاس صرف چار اونٹ ہوں تو اس پر زکوۃ نہیں ہے، ہاں اگر وہ ازخود (بطورِ نفل) کچھ دینا چاہے تو (ٹھیک ہے)۔ چرنے والی بکریوں کا نصابِ زکوۃ یہ ہے: (۴۰) سے (۱۲۰) تک ایک بکری، (۱۲۱) سے (۲۰۰) تک دو بکریاں اور (۲۰۰) سے (۳۰۰) تک تین بکریاں زکوۃ لی جائے گی، اس کے بعد ہر (۱۰۰) میں ایک بکری وصول کی جائے گی۔ زکوۃ میں بوڑھی، کانی یا نر جانور نہیں لیا جائے گا، اگر مالک چاہے تو نر جانور بھی دے سکتا ہے، زکوۃ سے بچنے کے لیے نہ الگ الگ ریوڑوں کو اکٹھا کیا جا سکتا اور نہ اکٹھے ریوڑ کو علیحدہ علیحدہ کیا جا سکتا ہے، اگر کسی (ریوڑ میں) دو آدمیوں کا اشتراک ہو تو وہ (ادا شدہ زکوۃ) کو برابر تقسیم کریں گے، اگر چرنے والی بکریوں کی تعداد چالیس سے ایک بھی کم ہو تو ان پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، ہاں

عَوَارٍ، وَلَا تَيْسٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءُ الْمُتَصَدِّقُ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ، وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ، وَإِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِنْ أَرْبَعِينَ شَاةً وَاحِدَةً فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا وَفِي الرِّقَةِ رُبْعُ الْعُشُوْرِ، فَإِذَا لَمْ يَكُنِ الْمَالُ إِلَّا تِسْعِينَ وَمِائَةَ دِرْهَمٍ فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا)) (مسند احمد: ۷۲)

اگر مالک (از خود بطورِ نفل) دینا چاہے تو اس کی مرضی ہے۔ چاندی میں چالیسواں حصہ بطور زکوۃ واجب ہے، اگر چاندی (۱۹۰) درہم ہو، تو اس میں زکوۃ واجب نہیں ہو گی، ہاں اگر مالک از خود بطورِ نفل دینا چاہے تو اس کی مرضی ہے۔''

فوائد: ایک معجزاتی دلچسپ بات: قارئین کرام! آپ نے یقیناً نوٹ کیا ہوگا کہ درج بالا تفصیل کے ساتھ اونٹوں اور بکریوں کے نصابِ زکوۃ اور شرحِ زکوۃ کو یاد کرنا بہت مشکل بات ہے، لیکن قربان جائیں محدثین عظام کے ضبط اور اہتمام پر کہ مذکورہ بالا حدیث کے راوی سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں، اس باب کی پہلی حدیث کے راوی سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور اگلے باب میں آنے والی حدیث کے راوی سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں، پھر نیچے ہر ایک سے مختلف اسانید کے ساتھ یہ روایات بیان کی گئی ہیں، لیکن ان دونوں جنسوں کی زکوۃ کی تفصیل میں کہیں بھی فرق نہیں آیا، سبحان اللہ۔ کیا منکرین حدیث اس لطیفے پر انگشتِ بدنداں ہوں گے! چاندی کا نصاب (۲۰۰) درہم ہے، اس کی تفصیل اگلے باب میں آ رہی ہے۔

اس حدیث میں بیان کی گئی ایک بات قابل توجہ ہے اور وہ ہے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا کہنا کہ ''جس مسلمان سے اس کے مطابق زکوۃ وصول کی جائے، وہ ادا کرے اور جس سے اس سے زائد کا مطالبہ کیا جائے، وہ نہ دے۔'' سوال یہ ہے کہ اگر حکومتی نمائندے کسی مسلمان سے مجوّزہ مقدار سے زیادہ زکوۃ وصول کریں تو وہ کیا کرے؟ اس ضمن میں درج ذیل بحث مفید رہے گی:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ بَيْنَمَا هُوَ فِي بَيْتِهَا وَعِنْدَهُ رِجَالٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ يَتَحَدَّثُوْنَ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَمْ صَدَقَةُ كَذَا وَكَذَا مِنَ التَّمْرِ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَذَا وَكَذَا مِنَ التَّمْرِ۔)) فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنَّ فُلَانًا تَعَدّٰى عَلَيَّ فَأَخَذَ مِنِّي كَذَا وَكَذَا، فَازْدَادَ صَاعًا؟ فَقَالَ ﷺ: ((فَكَيْفَ إِذَا سَعٰى عَلَيْكُمْ مَنْ يَتَعَدّٰى عَلَيْكُمْ أَشَدَّ مِنْ هٰذَا التَّعَدِّي؟)) فَخَاضَ النَّاسُ وَبَهَرَهُمُ الْحَدِيْثُ، حَتّٰى قَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنْ كَانَ رَجُلًا غَائِبًا عَنْكَ فِي إِبِلِهِ وَمَاشِيَتِهِ

وَزَرْعِهٖ وَأَدّٰی زَکَاةَ مَالِهٖ فَتَعُدِّيَ عَلَيْهِ الْحَقُّ فَكَيْفَ يَصْنَعُ وَهُوَ غَائِبٌ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَدّٰی زَکَاةَ مَالِهٖ، طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ يُرِيْدُ وَجْهَ اللّٰهِ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ، لَمْ يُغَيِّبْ شَيْئًا مِنْ مَالِهٖ، وَأَقَامَ الصَّلَاةَ، وَأَدَّى الزَّكَاةَ فَتَعُدِّيَ عَلَيْهِ الْحَقُّ فَأَخَذَ سِلَاحَهُ فَقَاتَلَ فَقُتِلَ، فَهُوَ شَهِيْدٌ۔))

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ میرے گھر میں تشریف فرما تھے' آپ کے پاس کچھ صحابۂ کرام بیٹھے آپ کے ساتھ محوِ گفتگو تھے' اسی اثنا میں ایک آدمی آیا اور پوچھا: کھجوروں کی اتنی (مقدار) پر کتنی زکوۃ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اتنی کھجوریں۔'' وہ کہنے لگا: فلاں آدمی نے مجھ پر زیادتی کی ہے اور اتنی کھجوریں لی ہیں' یعنی ایک صاع زیادہ وصول کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت کیا ہوگا جب تم پر ایسے حکمران مسلط ہوں گے جو تم پر اس سے کہیں زیادہ زیادتی کریں گے۔'' لوگ غور و خوض میں پڑ گئے اور اس حدیث نے انھیں ششدر کر دیا' حتی کہ ایک آدمی یوں بول اٹھا: اے اللہ کے رسول! اگر ایک آدمی آپ سے دور اپنے اونٹوں' مویشیوں اور کھیتی میں فروکش ہے اور اپنے مال کی زکوۃ ادا کرتا ہے' لیکن اس پر زیادتی کی جاتی ہے اب وہ کیا کرے اور وہ ہے بھی غائب؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے مال کی زکوۃ ادا کی' اس حال میں کہ اس کا نفس راضی ہو اور وہ اللہ کی رضامندی اور یومِ آخرت کا متلاشی ہو' اس نے اپنے مال کا کوئی حصہ نہیں چھپایا' اور نماز قائم کی اور زکاۃ ادا کی' لیکن اس پر زیادتی کی گئی' جس کی وجہ سے اس نے اپنا اسلحہ لیا اور لڑنا شروع کر دیا' لیکن قتل ہو گیا' تو وہ شہید ہے۔'' (صحیح ابن خزیمة: ۲۳۳۶، حاکم: ۱/ ۴۰۴، والطبرانی فی "الکبیر" و "الاوسط"، وأخرجه احمد: ۶/ ۳۰۱ مختصرا، الصحیحة: ۲۶۵۵)

''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوۃ وصول کرنے والے عامل کو زیادتی نہیں کرنی چاہیے' اگر وہ ایسا کرتا ہے تو صاحبِ مال اپنے مال کے دفاع میں لڑ سکتا ہے' شیخ البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: حدیث کا آخری جملہ ((فَأَخَذَ سِلَاحَهُ فَقَاتَلَ فَقُتِلَ، فَهُوَ شَهِيْدٌ۔)) کے شواہد صحیحین میں بھی ہیں، میں نے ''احکام الجنائز'' میں بعض کی تخریج پیش کی ہے اور ایک حدیث اسی سلسلہ صحیحہ (۳۲۴۷) میں موجود ہے، لیکن ذہن نشین رہنا چاہیے کہ بعض احادیث میں کچھ قیود پیش کی گئی ہیں، مثال کے طور پر مظلوم کو چاہیے کہ وہ ظالم کو تین دفعہ اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے، ہو سکتا ہے کہ وہ باز آ جائے، بصورتِ دیگر وہ دوسرے مسلمانوں سے مدد طلب کرے، اگر اس کے اردگرد کوئی بھی نہ ہو تو بادشاہ سے شکایت کرے، بشرطیکہ ممکن ہو، اگر ظالم پھر بھی باز نہیں آتا اور مظلوم اس سے لڑ پڑتا ہے اور اسے قتل کر دیتا ہے تو وہ جہنم میں جائے گا اور اگر مظلوم خود قتل ہو جاتا ہے تو وہ شہید ہو گا۔ (صحیحہ: ۲۶۵۵) لیکن سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کچھ اعرابی لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: عاملینِ زکوۃ ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم پر ظلم کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((أَرْضُوْا مُصَدِّقِيْكُمْ۔)) یعنی: ''ان وصول کنندوں کو راضی کیا کرو۔ (صحیح مسلم: ۹۸۹) اور جامع ترمذی کے الفاظ یہ ہیں: ((إِذَا أَتَاكُمُ الْمُصَدِّقُ فَلَا يُفَارِقَنَّكُمْ إِلَّا عَنْ رِضًى۔)) (ترمذی) یعنی: ''جب تم لوگوں کے پاس زکوۃ وصول کرنے

والا عامل آئے تو وہ راضی ہو کر تم سے جدا ہو (یعنی تم اسے راضی کر دو)۔'' امام سیوطی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کا یہ معنی ہے لوگ اس کی اطاعت کریں اور اسے اچھے انداز میں مرحبا کریں، یہ معنی نہیں کہ وہ اسے وہ مال بھی دے دیں جو ان پر واجب نہیں ہوتا۔ جبکہ امام بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر عامل مقدار سے زیادہ زکوۃ وصول کر کے ظلم بھی کرے تو اسے راضی کرنا چاہیے۔ یعنی ان کا یہ خیال ہے کہ ان کی زیادتی پر لوگوں کو صبر کرنا چاہیے۔ اس باب اور دوسری نصوص کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی مالدار سے زکوۃ کی معینہ مقدار سے زیادہ کوئی چیز وصول نہیں کی جا سکتی اور ایسی صورت میں مالک کو اپنا مال بچانے کا مکمل حق حاصل ہے، لیکن اگر بڑے فتنے کا ڈر ہو تو خاموشی اختیار کرنی چاہیے اور نمائندے کو راضی کر دینا چاہیے۔

جَامِعٌ لِأَنْوَاعٍ تَجِبُ فِيهَا الزَّكَاةُ وَبَيَانُ نِصَابِ كُلٍّ مِنْهَا

جن چیزوں میں زکوۃ واجب ہے، ان کا اور ان میں سے ہر ایک کے نصاب کا بیان

(۳۳۸۲) عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ۔)) (مسند احمد: ۱۱۸۳۵)

''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''پانچ اوقیوں سے کم چاندی پر کوئی زکوۃ نہیں، پانچ اونٹوں سے کم پر زکوۃ نہیں اور پانچ وسق سے کم کھجور پر کوئی زکوۃ نہیں۔''

فوائد: اونٹوں کے نصاب اور شرح کی تفصیل گزشتہ باب میں گزر چکی ہے، باقی دو چیزوں کی وضاحت یہ ہے:

چاندی کا نصاب پانچ اوقیے ہے، ایک اوقیہ (۴۰) درہم کا ہوتا ہے، اس طرح پانچ اوقیوں کا وزن (۲۰۰) درہم اور (۲۰۰) درہم کا وزن ساڑھے باون تولے بنتا ہے۔ فصل کا نصاب پانچ وسق ہے، ایک وسق (۶۰) صاع کا ہوتا ہے، اور ایک صاع کا وزن تقریباً دو کلو سو گرام ہوتا ہے، اس اعتبار سے پانچ وسق کا وزن پندرہ من اور تیس کلوگرام بنتا ہے، فصل کی شرحِ زکوۃ دسواں یا بیسواں حصہ ہے، اس کی تفصیل اگلے ابواب میں آ رہی ہے۔ چاندی اور فصل کے نصاب کا دارومدار درہم اور صاع کے وزن پر ہے، اس لیے ذیل میں ان کی تفصیل بیان کی جاتی ہے: درہم: اہل عرب کے ہاں ایک درہم وزن میں دینار کے (۷/۱۰) حصے کے مساوی رہا ہے، ہندی میں اس کا وزن یہ بنتا ہے: ایک درہم = (۲۱/۸۰) تولہ = (۳) ماشہ، (۱) رتی اور (۱/۵) رتی۔ اعشاری نظام کے مطابق ایک درہم کا وزن (3.061) گرام سے کچھ زیادہ بنتا ہے۔

صاع: صاع کی درج ذیل قسمیں رہی ہیں:

(۱) صاع حجازی، اس کو صاع نبوی بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اسی کے مطابق اسلام کے احکام ادا کرتے تھے، اس کی تفصیل اقسام کے بعد آ رہی ہے۔

(۳۳۸۲) تخریج:......أخرجه البخاری: ۱۴۰۵، ۱۴۴۷، ومسلم: ۹۷۹ (انظر: ۱۱۳۰)

(۲) صاعِ عراقی، اس کو صاعِ حجاجی بھی کہتے ہیں، یہ صاع بلادِ عراق یعنی کوفہ و بغداد میں رائج تھا، اس کی مقدار آٹھ رطل تھی، احناف صاع کی اسی مقدار کے قائل ہیں۔

(۳) صاعِ عمر بن عبد العزیز، عمر بن عبد العزیز کے دور میں صاعِ نبوی پر دوسری بار اضافہ ہوا، اس کو صاعِ عمر بن عبد العزیز کہتے ہیں، اس کی مقدار سولہ رطل تھی۔

(۴) صاعِ ہاشمی: صاعِ عمر میں مزید اضافہ کیا گیا، اس اضافہ شدہ پیمانے کو صاعِ ہاشمی کہتے ہیں، اس کی مقدار (۳۲) رطل تھی۔

چونکہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلْوَزْنُ وَزْنُ أَهْلِ مَكَّةَ، وَالْمِكْيَالُ مِكْيَالُ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ۔)) یعنی: ''(شریعت میں) اہل مکہ کا وزن (یعنی تول) اور اہل مدینہ کا ماپ معتبر ہے۔'' (أبو داود: ۳۳٤۰، والنسائي: ۲۵۲۰، الصحیحة: ١٦٥)

معلوم ہوا کہ موزونات یعنی وزن کی جانے والی چیزوں میں مکہ مکرمہ کے عرف کو اور مکیلات یعنی ماپ والی چیزوں میں مدینہ منورہ کے عرف کو سامنے رکھا جائے، جو نبی کریم ﷺ کے زمانے میں رائج تھا، لہٰذا ہم صرف اس کے وزن کا جائزہ لیتے ہیں:

صاعِ حجازی (صاعِ نبوی) کی مقدار پانچ رطل اور ایک تہائی رطل تھی، کئی نصوص سے اس وزن کی تائید ہوتی ہے، یہ مقدار دو سیر چار چھٹانک یعنی دو کلو سو گرام کے برابر ہوتی ہے، وزن کے بارے میں یہی مذہب تحقیقی ہے۔ بعض علماء نے صاع کا وزن دو سیر، دس چھٹانک، تین تولے اور چار ماشے بیان کیا اور بعض نے اڑھائی سیر، تو گزارش یہ ہے کہ یہ وزن بیان کرنا تخمینی ہے، تحقیقی نہیں۔ (ماخوذ از اسلامی اوزان از فاروق اصغر صارم رحمہ اللہ)

ایک روایت ملاحظہ فرمائیں:

اسحاق بن سلیمان رازی کہتے ہیں: میں نے امام مالک بن انس سے کہا: نبی کریم ﷺ کے صاع کی مقدار کتنی تھی؟ انھوں نے کہا: پانچ رطل اور ایک تہائی رطل، میں نے خود اس کا یہ اندازہ لگایا ہے۔ میں نے کہا: اس معاملے میں قوم کا شیخ ہمارے مخالف ہے۔ انھوں نے کہا: وہ کون ہے؟ میں نے کہا: امام ابو حنیفہ ہیں، جو اس بات کے قائل ہیں کہ صاع کی مقدار آٹھ رطل ہے۔ یہ سن کر امام مالک بہت زیادہ غصے میں آ گئے اور اپنے ہم مجلس لوگوں سے کہا: اوفلاں! اپنے دادے کا صاع لے، اوفلاں! تو اپنے چچے کا صاع لے آ، اوفلاں! تو اپنی دادی کا صاع لے آ۔ چنانچہ یہ مختلف صاع جمع ہو گئے۔ امام مالک نے ان لوگوں سے کہا: صاع کی ان قسموں کے بارے میں تمہیں کیا کچھ یاد ہے؟ ایک نے کہا: مجھے میرے باپ نے اپنے باپ سے بیان کیا کہ وہ اس صاع کے ذریعے آپ ﷺ کو ادائیگی کرتے تھے۔ ایک نے کہا: مجھے میرے باپ نے اپنے بھائی سے بیان کیا کہ وہ اس صاع کے حساب سے نبی کریم ﷺ کو ادائیگی کرتے تھے۔ تیسرے نے کہا: مجھے میرے باپ نے اپنی ماں سے بیان کیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کو اس صاع کے حساب ادا کیا کرتی

تھیں۔ امام مالک نے کہا: میں خود اندازہ لگایا ہے اور اس صاع کو پانچ رطل اور ایک تہائی رطل پایا ہے۔ (دارقطنی، بیہقی)

(۳۳۸۳) عَنْ قَزْعَةَ وَقَدْ سَأَلَ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ ﷺ عَنْ أَشْيَاءَ قَالَ وَسَأَلْتُهُ عَنِ الزَّكَاةِ (لا أَدْرِي أَرْفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَمْ لا) فِي مَائَتَيْ دِرْهَمٍ خَمْسَةُ دَرَاهِمَ، وَفِي أَرْبَعِيْنَ شَاةً شَاةٌ إِلَى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَإِنْ زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيْهَا شَاتَانِ إِلَى مِائَتَيْنِ فَإِذَا زَادَتْ فَفِيْهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ إِلَى ثَلَاثِمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ، وَفِي الإِبِلِ فِي خَمْسٍ شَاةٌ وَفِي عَشْرٍ شَاتَانِ وَفِي خَمْسَ عَشْرَةَ ثَلَاثُ شِيَاهٍ، وَفِي عِشْرِيْنَ أَرْبَعُ شِيَاهٍ، وَفِي خَمْسٍ وَعِشْرِيْنَ ابْنَةُ مَخَاضٍ إِلَى خَمْسٍ وَثَلَاثِيْنَ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيْهَا ابْنَةُ لَبُوْنٍ إِلَى خَمْسٍ وَأَرْبَعِيْنَ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيْهَا حِقَّةٌ إِلَى سِتِّيْنَ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيْهَا جَذَعَةٌ إِلَى خَمْسٍ وَسَبْعِيْنَ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيْهَا ابْنَتَا لَبُوْنٍ إِلَى تِسْعِيْنَ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيْهَا حِقَّتَانِ إِلَى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَإِذَا زَادَتْ فَفِي كُلِّ خَمْسِيْنَ حِقَّةٌ، وَفِي كُلِّ أَرْبَعِيْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ۔ (مسند احمد: ۱۱۳۲۷)

''قزعہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مختلف اشیاء میں زکوۃ کے بارے میں دریافت کیا، انہوں نے جواب تو دیا، لیکن مجھے یہ یاد نہیں کہ انہوں نے اس جواب کو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کیا تھا یا نہیں، بہرحال انھوں نے کہا: (۲۰۰) درہم چاندی میں پانچ درہم اور بکریوں میں (۴۰) سے (۱۲۰) تک ایک بکری زکوۃ ہے، (۱۲۰) سے ایک بھی بڑھ جائے تو (۲۰۰) تک دو بکریاں، (۲۰۰) سے زائد بکریاں ہو جائیں تو (۳۰۰) تک تین بکریاں اور اس کے بعد ہر (۱۰۰) میں ایک بکری زکوۃ ہو گی۔ پانچ اونٹوں میں ایک بکری، دس میں دو، پندرہ میں تین، بیس میں چار بکریاں، (۲۵) سے (۳۵) تک ایک بنت مخاض، (۳۶) سے (۴۵) تک ایک بنت لبون، (۴۶) سے (۶۰) تک ایک حقہ، (۶۱) سے (۷۵) تک ایک جذعہ، (۷۶) سے (۹۰) تک دو عدد بنت لبون اور (۹۱) سے (۱۲۰) تک دو عدد حقے زکوۃ ہو گی، اس کے بعد ہر (۵۰) میں ایک عدد حقہ اور ہر (۴۰) میں ایک بنت لبون کی زکوۃ فرض ہو گی۔

فوائد: یہ سارے احکام رسول اللہ ﷺ سے بھی ثابت ہیں۔

(۳۳۸٤) عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ (مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ ﷺ) قَالَ:

''سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چرنے والے چالیس اونٹوں میں ایک

(۳۳۸۳) تخریج:...... اسناده صحیح علی شرط مسلم (انظر: ۱۱۳۰۷)

(۳۳۸٤) تخریج:...... اسناده حسن أخرجه ابوداود: ۱۵۷۵، والنسائی: ۵/ ۲۵ (انظر: ۲۰۰۱٦)

سَمِعْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((فِي كُلِّ إِبِلٍ سَائِمَةٍ فِي كُلِّ أَرْبَعِيْنَ ابْنَةُ لَبُوْنٍ لَا تُفَرَّقُ إِبِلٌ عَنْ حِسَابِهَا، مَنْ أَعْطَاهَا مُؤْتَجِرًا فَلَهُ أَجْرُهَا وَمَنْ مَنَعَهَا فَإِنَّا آخِذُوْهَا مِنْهُ وَشَطْرَ إِبِلِهِ، عَزْمَةٌ مِنْ عَزَمَاتِ رَبِّنَا عَزَّوَجَلَّ، لَا يَحِلُّ لِآلِ مُحَمَّدٍ مِنْهَا شَيْءٌ.)) (مسند احمد: ٢٠٢٦٥)

بنت لبون کی زکوۃ ہوگی، (زکوۃ سے بچنے کے لیے مشترک) اونٹوں کو الگ الگ نہیں کیا جائے گا، جو آدمی اجر وثواب کی نیت سے زکوۃ دے گا، اسے اس کا اجر ملے گا اور جو یہ ادا نہیں کرے گا، تو ہم خود اس سے (جبراً) وصول کریں گے اور (بطورِ جرمانہ) اس کے اونٹوں میں سے کچھ اونٹ بھی لیں گے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے واجب حقوق میں سے ہے اور آلِ محمد ﷺ کے لیے اس میں سے کچھ لینا حلال نہیں ہے۔''

فوائد: اگر کسی سے جبراً زکوۃ لی جائے تو یہ اسے کفایت کرے گی، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خلیفہ کو رعایا کے کسی جرم پر ان سے جرمانہ لینے کا حق حاصل ہے، سنن ابی داود کی روایات کے مطابق اس کی دو مثالیں اور بھی ہیں: (۱) گم شدہ اونٹ کو چھپا لینے والے سے اس وجہ سے ایک اونٹ زائد لینا اور (۲) جو آدمی درخت پر لگے ہوئے پھل اپنے ساتھ لے کر جائے گا، اس سے اس پھل کا دوگنا جرمانہ لیا جائے گا۔

"شَطْر" کے معانی ''نصف'' کے بھی ہوتے ہیں، لیکن اس کا اطلاق کسی چیز کے ایک جزء اور بعض حصے پر بھی ہوتا ہے، مؤخر الذکر معنی زیادہ مناسب معلوم ہو رہا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

(٣٣٨٥) عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِي الْإِبِلِ صَدَقَتُهَا، وَفِي الْغَنَمِ صَدَقَتُهَا، وَفِي الْبَقَرِ صَدَقَتُهَا، وَفِي الْبُرِّ صَدَقَتُهُ)) (مسند احمد: ٢١٨٩٠)

''سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اونٹوں میں زکوۃ ہے، بکریوں میں زکوۃ ہے، گایوں میں زکوۃ ہے اور گندم میں بھی زکوۃ ہے۔''

(٣٣٨٦) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ وَأَمَرَنِي أَنْ آخُذَ مِنْ كُلِّ حَالِمٍ دِيْنَارًا أَوْ عِدْلَهُ مَعَافِرَ وَأَمَرَنِي أَنْ آخُذَ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ بَقَرَةً مُسِنَّةً وَمِنْ كُلِّ ثَلَاثِيْنَ بَقَرَةً تَبِيْعًا حَوْلِيًّا، وَأَمَرَنِي فِيْمَا

''سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھے یمن کی طرف عامل بنا کر بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ میں ہر بالغ ذمّی سے ایک دینار یا اس کے برابر معافری کپڑا (بطورِ جزیہ) وصول کروں اور ہر چالیس گائیوں پر دو دانتا اور ہر تیس پر ایک سال کا بچھڑا یا بچھڑی بطورِ زکوۃ وصول کروں اور جن کھیتوں کو

(٣٣٨٥) تخريج:...... اسناده ضعيف لانقطاعه، ابن جريج لم يسمعه من عمران بن ابى انس أخرجه الدارقطنى: ٢/ ١٠٢، والحاكم: ١/ ٣٨٨، والبيهقى: ٤/ ١٤٧ (انظر: ٢١٥٥٧)

(٣٣٨٦) تخريج:...... حديث صحيح أخرجه ابوداود: ٥٧٦، ٣٠٣٨، والنسائى: ٥/ ٤٢، وابن ماجه: ١٨١٨ (انظر: ٢٢٠٣٧)

سَقَتِ السَّمَاءُ الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالدَّوَالِي نِصْفُ الْعُشْرِ۔ (مسند احمد: ۲۲۳۸۷)

بارش کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے، ان کی پیداوار کا دسواں حصہ اور جن کو ڈول یا رہٹ کے ذریعے سیراب کیا جاتا ہے، ان کی پیداوار کا بیسواں حصہ زکوۃ لوں۔

فوائد: ...... گائیوں اور فصلوں کی زکوۃ کا بیان اگلے ابواب میں اور ذمّی لوگوں کے جزیے کی تفصیل ''کتاب الجھاد'' میں آئے گی۔

زَكَاةُ الْبَقَرِ وَمَا جَاءَ فِي الْوَقَصِ
گائے اور وقص کی زکوۃ کے بارے میں بیان

وَقَص: کسی بھی نصاب کی دو متعین مقداروں کا درمیانی حصہ وقص کہلاتا ہے، مثلا (۳۰) گائیوں پر ایک سال کا اور (۴۰) پر دو سال کا جانور بطور زکوۃ ادا کیا جاتا ہے، اب گائیوں کی (۳۱) سے (۳۹) تک کی تعداد وقص ہے، جس پر کوئی زکوۃ نہیں ہے۔

(۳۳۸۷)ـعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ﷺ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أُصَدِّقُ أَهْلَ الْيَمَنِ وَأَمَرَنِي أَنْ آخُذَ مِنَ الْبَقَرِ مِنْ كُلِّ ثَلَاثِيْنَ تَبِيْعًا (قَالَ هَارُوْنَ: وَالتَّبِيْعُ الْجَذَعُ أَوْ الْجَذَعَةُ) وَمِنْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ مُسِنَّةً، قَالَ: فَعَرَضُوْا عَلَيَّ أَنْ آخُذَ مِنَ الْأَرْبَعِيْنَ، قَالَ هَارُوْنَ: مَا بَيْنَ الْأَرْبَعِيْنَ وَالْخَمْسِيْنَ وَمَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ وَالسَّبْعِيْنَ وَمَا بَيْنَ الثَّمَانِيْنَ وَالتِّسْعِيْنَ، فَأَبَيْتُ ذَاكَ، وَقُلْتُ لَهُمْ: حَتّٰى أَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذَالِكَ فَقَدِمْتُ، فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَنِي أَنْ آخُذَ مِنْ كُلِّ ثَلَاثِيْنَ تَبِيْعًا، وَمِنْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ مُسِنَّةً وَمِنَ السِّتِّيْنَ تَبِيْعَيْنِ، وَمِنَ السَّبْعِيْنَ مُسِنَّةً وَتَبِيْعًا وَمِنَ الثَّمَانِيْنَ مُسِنَّتَيْنِ، وَمِنَ التِّسْعِيْنَ

''سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے اہل یمن سے زکوۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا اور حکم دیا کہ ہر (۳۰) گائے پر ایک سالہ بچھڑا یا بچھڑی اور ہر (۴۰) پر دو دانتا وصول کروں، ان لوگوں نے میرے سامنے تجویز پیش کی کہ میں ہر چالیس کے حساب سے زکوۃ وصول کروں، ہارون راوی کہتے ہیں: یعنی چالیس اور پچاس کے درمیان اور ساٹھ اور ستر کے درمیان اور اسی اور نوے کے درمیان۔ لیکن میں نے ان کی تجویز تسلیم کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ جب تک میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت نہ کرلوں، از خود میں کوئی فیصلہ نہیں کروں گا۔ پس میں آیا اور ساری بات نبی کریم ﷺ کو بتلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر (۳۰) پر ایک سالہ اور ہر (۴۰) پر دو دانتا، ہر (۶۰) پر ایک سالہ دو جانور، ہر (۷۰) پر ایک جانور دو دانتا اور ایک جانور ایک سالہ، ہر (۸۰) پر دو عدد دو دانتے، ہر (۹۰) پر تین عدد ایک سالہ، ہر (۱۰۰) پر ایک عدد

(۳۳۸۷) تخریج:...... اسناده ضعيف لجهالة سلمة بن اسامة، وشيخه يحيى بن الحكم مجهول الحال أخرجه الطبراني في "الكبير": ۲۰/ ۲٤۹ (انظر: ۲۲۰۸٤)

ثَلَاثَةَ أَتْبَاعٍ، وَمِنَ الْمِائَةِ مُسِنَّةً وَتَبِيْعَيْنِ وَمِنَ الْعَشَرَةِ وَالْمَائَةِ مُسِنَّتَيْنِ وَتَبِيْعًا، وَمِنَ الْعِشْرِيْنَ وَمِائَةِ ثَلَاثَ مُسِنَّاتٍ أَوْ أَرْبَعَةَ أَتْبَاعٍ قَالَ وَأَمَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ لَا آخُذَ فِيْمَا بَيْنَ ذَالِكَ، وَقَالَ هَارُوْنَ فِيْمَا بَيْنَ ذَالِكَ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَبْلُغَ مُسِنَّةً أَوْ جَذَعًا، وَزَعَمَ أَنَّ الْأَوْقَاصَ لَا فَرِيْضَةَ فِيْهَا۔ (مسند احمد: ٢٢٤٣٤)

دو دانتا اور دو عدد ایک سالہ، (۱۱۰) پر دو عدد دو دانتے اور ایک عدد ایک سالہ، اور (۱۲۰) پر تین عدد دو دانتے یا چار عدد ایک سالہ جانور وصول کروں۔سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ حکم بھی دیا کہ میں ان ہر دو نصابوں کی درمیان والی مقدار کی زکوۃ وصول نہ کروں۔ہارون کہتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ جس مقدار پر ایک سالہ یا دو دانتا جانور واجب ہو، وہ وصول کرلوں اور درمیان والی مقدار جسے عربی میں ''وَقَص'' کہتے ہیں اس پر زکوۃ فرض نہیں ہے۔

فوائد: سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کا نبی کریم کی حیاتِ مبارکہ میں مدینہ منورہ میں واپس آنا ثابت نہیں ہے، بہر حال اس حدیث میں جو مسائل بیان کیے گئے ہیں، وہ درست ہیں کہ گائیوں کی مقدار کو حتی الامکان (۳۰، ۳۰)، (۴۰، ۴۰) اور (۳۰، ۴۰) میں تقسیم کر کے زکوۃ کے جانوروں کا فیصلہ کیا جائے اور باقی بچ جانے والے جانوروں پر زکوۃ نہ لی جائے، اسی تعداد کو وقص کہتے ہیں۔

(٣٣٨٨) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو (بْنِ دِيْنَارٍ) عَنْ طَاوُسٍ أُتِيَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رضي الله عنه بِوَقْصِ الْبَقَرِ وَالْعَسَلِ، فَقَالَ: لَمْ يَأْمُرْنِي النَّبِيُّ ﷺ فِيْهِمَا بِشَيْءٍ۔ قَالَ سُفْيَانُ: الْأَوْقَاصُ مَا دُوْنَ الثَّلَاثِيْنَ۔ (مسند احمد: ٢٢٣٦٩)

''طاؤس کہتے ہیں: سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گائے اور شہد کا ''وَقص'' زکوۃ کے لیے پیش کیا گیا، لیکن انھوں نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کے بارے میں کوئی حکم نہیں دیا۔سفیان کہتے ہیں: (بچ جانے والی گائیوں کی) کی تیس سے کم مقدار وقص ہے۔

فوائد: چونکہ زکوۃ کے لیے گائے کی کم از کم مقدار (۳۰) ہونی چاہیے، اس لیے اگر کسی آدمی کے پاس (۶۹) گائیں ہیں، تو صرف (۴۰) جانوروں کی زکوۃ وصول کی جائے گی اور بقیہ (۲۹) پر کوئی زکوۃ نہیں ہو گی، کیونکہ وہ (۳۰) سے کم ہیں، اسی تعداد کو وقص کہتے ہیں۔ شہد کی زکوۃ کی تفصیل آگے آئے گی۔

حدیث نمبر ۳۳۸۶، ۳۳۸۷ میں بیان ہوا ہے کہ ہر تیس گایوں پر سالہ بچھڑا یا بچھڑی ہے اور ہر چالیس پر دو دانتا بچھڑا وغیرہ ہے، اس لیے اگر (۶۹) گائیں ہوں تو ان پر ایک ایک سالہ دو بچھڑے یا بچھڑیاں ہوں گی اور (۹) کی تعداد کو وقص کہیں گے، گویا نصاب پورا نہ ہو تو (۲۹) تک کی تعداد پر زکوۃ نہیں ہے۔نصاب پورا ہونے کے بعد وقص کی تعداد (۹)

(٣٣٨٨) تخريج: منقطع، طاووس لم يدرك معاذا أخرجه الشافعي في "مسنده": ١/ ٢٣٧، والدارقطني: ٢/ ٩٩، والبيهقي: ٤/ ٩٨(انظر: ٢٢٠١٩)۔

سے زائد نہیں ہوگی۔ امام سفیان نے گویا نصاب پورا نہ ہونے کی صورت میں (۲۹) کو اوقاص قرار دیا ہے۔ مزید بلوغ لا مانی: جز ۸/۲۲۳ میں دیکھیں۔ (عبداللہ رفیق)

(۳۳۸۹) عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ ﷺ قَالَ: كَتَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي صَدَقَةِ الْبَقَرِ إِذَا بَلَغَ الْبَقَرُ ثَلَاثِينَ فِيهَا تَبِيعٌ مِنَ الْبَقَرِ جَذَعٌ أَوْ جَذَعَةٌ حَتَّى تَبْلُغَ أَرْبَعِينَ فَإِذَا بَلَغَتْ أَرْبَعِينَ فَفِيهَا بَقَرَةٌ مُسِنَّةٌ، فَإِذَا كَثُرَتْ فَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ مِنَ الْبَقَرِ بَقَرَةٌ مُسِنَّةٌ۔ (مسند احمد: ۳۹۰۵)

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گائے کی زکوۃ کے بارے میں یہ لکھوایا کہ جب وہ تیس ہو جائیں تو ان میں ایک سال کا بچھڑا یا بچھڑی فرض ہوگی اور جب ان کی تعداد چالیس ہو جائے تو ان میں دو دانتا جانور فرض ہو جائے گا، جب تعداد اس سے بھی بڑھ جائے تو ہر چالیس گائیوں میں ایک دو دانتا جانور ہوگا۔

اِجْتِنَابُ كَرَائِمِ أَمْوَالِ النَّاسِ فِي الزَّكٰوةِ وَمَا يُجْزِئُ مِنَ الْغَنَمِ وَمَنْ أَدّٰى أَفْضَلَ مِنَ الْوَاجِبِ

زکوۃ وصول کرتے ہوئے لوگوں کے قیمتی مال سے اجتناب کرنے، بکریوں میں سے کس قسم کی بکری کا کفایت کرنے اور زکوۃ کی واجب مقدار سے افضل یا زائد دینے کا بیان

(۳۳۹۰) عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ﷺ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ مُصَدِّقًا عَلٰى بَلِيٍّ وَعُذْرَةَ، وَجَمِيعِ بَنِي سَعْدِ بْنِ هُذَيْمِ ابْنِ قُضَاعَةَ (وَفِي رِوَايَةٍ: مِنْ قُضَاعَةَ) قَالَ: فَصَدَّقْتُهُمْ حَتّٰى مَرَرْتُ بِآخِرِ رَجُلٍ مِنْهُمْ، وَكَانَ مَنْزِلُهُ وَبَلَدُهُ مِنْ أَقْرَبِ مَنَازِلِهِمْ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ، قَالَ: فَلَمَّا جَمَعَ إِلَيَّ مَالَهُ لَمْ أَجِدْ عَلَيْهِ فِيهَا إِلَّا ابْنَةَ مَخَاضٍ يَعْنِي فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّهَا صَدَقَتُهُ، قَالَ: فَقَالَ: ذَاكَ مَا لَا لَبَنَ فِيهِ وَلَا ظَهْرَ، وَأَيْمُ اللهِ، مَا قَامَ فِي مَالِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَلَا رَسُولٌ لَهُ قَطُّ

''سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلی، عذرۃ، بنو سعد بن ہذیم بن قضاعہ کے قبائل کی طرف زکوۃ کی وصولی کے لیے بھیجا، میں ان لوگوں سے زکوۃ وصول کی اور جب میں سب سے آخری آدمی کے پاس پہنچا، وہ مدینہ منورہ اور رسول اللہ ﷺ کے قریب ترین رہائش پذیر تھا، وہ اپنے جانور جمع کر کے میرے پاس لایا تو میں نے دیکھا کہ اس مال پر ایک سالہ اونٹنی کی زکوۃ فرض ہوتی ہے، لیکن جب میں نے اسے یہ مقدار بتائی تو وہ کہنے لگا کہ یہ جانور تو نہ دودھ والا ہے اور نہ سواری کے قابل، اللہ کی قسم! صورتحال یہ ہے کہ آج سے قبل نہ تو رسول اللہ ﷺ میرے مال میں تشریف لائے اور نہ آپ کا کوئی قاصد۔ اب میں اللہ تعالیٰ کو ایسا جانور بطورِ قرضہ نہیں دوں گا، جو نہ دودھ دیتا ہو اور نہ سواری کے قابل ہو،

(۳۳۸۹) تخریج:...... حسن لغیره أخرجه مختصرا الترمذی: ٦٢٢، وابن ماجه: ١٨٠٤ (انظر: ٣٩٠٥)

(۳۳۹۰) تخریج:...... اسناده حسن أخرجه ابوداود: ١٥٨٣ (انظر: ٢١٢٧٩)

قَبْلَكَ، وَمَا كُنْتُ لِأُقْرِضَ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مِنْ مَالِي مَا لَا لَبَنَ فِيهِ وَلَا ظَهْرَ وَلٰكِنْ هٰذِهِ نَاقَةٌ فَتِيَّةٌ سَمِينَةٌ فَخُذْهَا، قَالَ: قُلْتُ لَهُ: مَا أَنَا بِآخِذٍ مَا لَمْ أُوْمَرْ بِهِ، فَهٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْكَ قَرِيبٌ فَإِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ تَأْتِيَهُ فَتَعْرِضَ عَلَيْهِ مَا عَرَضْتَ عَلَيَّ فَافْعَلْ، فَإِنْ قَبِلَهُ مِنْكَ قَبِلَهُ، وَإِنْ رَدَّهُ عَلَيْكَ رَدَّهُ، قَالَ فَإِنِّي فَاعِلٌ، قَالَ فَخَرَجَ مَعِي وَخَرَجَ بِالنَّاقَةِ الَّتِي عَرَضَ عَلَيَّ حَتّٰى قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَتَانِي رَسُوْلُكَ لِيَأْخُذَ مِنِّي صَدَقَةَ مَالِي، وَأَيْمُ اللّٰهِ! مَا قَامَ فِي مَالِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَا رَسُوْلٌ لَهُ قَطُّ فَجَمَعْتُ لَهُ مَالِي فَزَعَمَ أَنَّ عَلَيَّ فِيهِ ابْنَةَ مَخَاضٍ وَذَالِكَ مَا لَا لَبَنَ فِيهِ وَلَا ظَهْرَ، وَقَدْ عَرَضْتُ عَلَيْهِ نَاقَةً فَتِيَّةً سَمِينَةً لِيَأْخُذَهَا فَأَبٰى عَلَيَّ ذَالِكَ وَقَالَ: هَا هِيَ هٰذِهِ قَدْ جِئْتُكَ بِهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! خُذْهَا، قَالَ: فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذَالِكَ الَّذِي عَلَيْكَ، فَإِنْ تَطَوَّعْتَ بِخَيْرٍ قَبِلْنَاهُ مِنْكَ وَآجَرَكَ اللّٰهُ فِيهِ۔)) قَالَ: فَهَا هِيَ ذِهْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ جِئْتُكَ بِهَا فَخُذْهَا، قَالَ: فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَبْضِهَا وَدَعَا لَهُ فِي مَالِهِ بِالْبَرَكَةِ۔ (مسند احمد: ۲۱۶۰۳)

البتہ یہ ایک جوان اور موٹی تازی اونٹنی ہے، تم یہ لے جاؤ، میں نے کہا: میں وہ چیز نہیں لوں گا جس کے لینے کا مجھے حکم نہیں دیا گیا، یہ اللہ کے رسول تمہارے قریب ہی ہیں، اگر تم چاہو تو جو جانور مجھے دینا چاہتے ہو خود جا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دو، آپ ﷺ کی مرضی ہے وہ اس کو قبول کر لیں یا واپس کر دیں۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے۔ پس وہ اونٹنی ساتھ لے کر میرے ساتھ روانہ ہوا، جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے تو اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ کا یہ نمائندہ میرے مال کی زکوۃ وصول کرنے کے لیے میرے پاس آیا، اللہ کی قسم! اس سے پہلے نہ اللہ کے رسول میرے مال میں تشریف لائے اور نہ آپ کا کوئی قاصد، میں نے سارے جانور جمع کر کے اس قاصد کے سامنے پیش کر دیئے۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس مال پر ایک سالہ اونٹنی کی زکوۃ واجب ہوتی ہے، چونکہ یہ جانور دودھ والا تھا نہ سواری کے قابل، اس لیے میں نے اس کی خدمت میں ایک موٹی تازی اور جوان اونٹنی پیش کی، تاکہ یہ اسے قبول کر لے، لیکن اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا، اے اللہ کے رسول! اب میں خود اسے لے کر آ گیا ہوں، آپ اسے قبول فرمائیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم پر واجب تو یہی (ایک سال) ہی ہے، ہاں اگر تم خوشی سے اس سے عمدہ دینا چاہو تو ہم قبول کر لیں گے اور اللہ تمہیں اس کا اجر دے گا، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ وہ بہتر اونٹنی حاضر ہے، میں اسے اپنے ساتھ لے کر آیا ہوں، آپ اسے قبول فرمائیں، پس رسول اللہ ﷺ نے اسے لے لینے کا حکم دیا اور اس کے مال میں برکت کی دعا کی۔

فوائد: صحابہ کرام کی رغبت کا اندازہ لگائیں کہ عامل کم لینا چاہتا ہے، لیکن وہ زیادہ دینے پر مصر ہیں۔ معلوم ہوا کہ مالک زکوۃ کی معینہ مقدار سے زیادہ دے سکتا ہے۔

(۳۳۹۱) عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ ؓ قَالَ: أَتَانَا مُصَدِّقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُوْلُ: إِنَّ فِي عَهْدِي أَنْ لَا آخُذَ مِنْ رَاضِعِ لَبَنٍ، وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ وَأَتَاهُ رَجُلٌ بِنَاقَةٍ كَوْمَاءَ، فَقَالَ خُذْهَا فَأَبَى أَنْ يَأْخُذَهَا۔ (مسند احمد: ۱۹۰۴۳)

''سیدنا سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا زکوۃ وصول کرنے والا عامل ہمارے پاس آیا، میں اس کے پاس گیا، وہ یہ کہنے لگا: میری ذمہ داری ہے کہ میں دودھ پیتا جانور نہ لوں، (دوسری بات یہ ہے کہ) زکوۃ سے بچنے کے لیے نہ الگ الگ ریوڑوں کو اکٹھا کیا جائے اور نہ اکٹھے ریوڑ کو الگ الگ کیا جائے، اتنے میں ایک آدمی ان کے ہاں بلند کوہان والی شاندار اونٹنی لے کر آیا،لیکن انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

(۳۳۹۲) عَنِ الصُّنَابِحِيِّ ؓ قَالَ: رَأٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي إِبِلِ الصَّدَقَةِ نَاقَةً مُسِنَّةً، فَغَضِبَ وَقَالَ: ((مَا هٰذِهِ؟)) فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي ارْتَجَعْتُهَا بِبَعِيْرَيْنِ مِنْ حَاشِيَةِ الصَّدَقَةِ، فَسَكَتَ۔ (مسند احمد: ۱۹۲۷۶)

''سیدنا صنابحی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کے اونٹوں میں ایک بیش قیمت اونٹنی دیکھی تو غصے میں آ کر فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے صدقہ کے دوکم تر اونٹ دے کر ان کے عوض یہ لی ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ خاموش رہے۔

(۳۳۹۳) عَنْ قُرَّةَ بْنِ دُعْمُوْصٍ النُّمَيْرِيِّ ؓ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَحَوْلَهُ النَّاسُ فَجَعَلْتُ أُرِيْدُ أَدْنُوْ مِنْهُ فَلَمْ أَسْتَطِعْ فَنَادَيْتُهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِسْتَغْفِرْ لِلْغُلَامِ النُّمَيْرِيِّ، فَقَالَ: ((غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ۔)) قَالَ وَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ سَاعِيًا، فَلَمَّا

''سیدنا قرۃ بن دعموص نمیری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں مدینہ منورہ آیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت بہت سے لوگ آپ ﷺ کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے۔ میں آپ ﷺ کے قریب جانا چاہتا تھا،لیکن اتنی ہمت نہیں ہوئی، اس لیے میں نے (ذرا فاصلے سے ہی) آواز دی: اے اللہ کے رسول! نمیری نوجوان کے حق میں مغفرت کی دعا فرمادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تمہاری بخشش فرمائے۔'' وہ کہتے

(۳۳۹۱) تخریج:...... اسناده حسن أخرجه ابوداود: ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، وابن ماجه: ۱۸۰۱ (انظر: ۱۸۸۳۷)

(۳۳۹۲) تخریج:...... حديث ضعيف، هذا اسناد اختلف فيه على قيس بن ابى حازم، فرواه مجالد بن سعيد عنه، عن الصنابحي، ومجالد ضعيف، ورواهه اسماعيل بن ابى خالد عنه مرسلا، وقال البخارى: لم يصح حديث الصدقة أخرجه ابن ابى شيبة: ۳/ ۱۲۵، ٦/ ۱۱٦، وابويعلى: ۱٤٥۳، والبيهقى: ٤/ ۱۱۳، والطبرانى فى "الكبير": ۷٤۱۷ (انظر: ۱۹۰٦٦)

(۳۳۹۳) تخریج:...... اسناده ضعيف لجهالة مولى قرة، ويشهد للنهى عن اخذ كرائم الأموال فى الصديق احاديث اخرى۔ أخرجه البيهقى: ٤/ ۱۰۲ (انظر: ۲۰٦۹۳)

رَجَعَ رَجَعَ بِإِبِلٍ جُلَّةٍ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَتَيْتَ هِلَالَ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ فَأَخَذْتَ جُلَّةَ أَمْوَالِهِمْ۔)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي سَمِعْتُكَ تَذْكُرُ الْغَزْوَ فَأَحْبَبْتُ أَنْ آتِيَكَ بِإِبِلٍ تَرْكَبُهَا وَتَحْمِلُ عَلَيْهَا، فَقَالَ: ((وَاللّٰهِ! لَلَّذِيْ تَرَكْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الَّذِي أَخَذْتَ، أُرْدُدْهَا وَخُذْ مِنْ حَوَاشِي أَمْوَالِهِمْ صَدَقَاتِهِمْ۔)) قَالَ فَسَمِعْتُ الْمُسْلِمِيْنَ يَسَمُّوْنَ تِلْكَ الْإِبِلَ الْمَسَانَّ الْمُجَاهِدَاتِ۔ (مسند احمد: ٢٠٩٦٩)

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ کو زکوۃ کی وصولی کے لیے نمائندہ بنا کر بھیجا تھا، وہ تو بڑا ہی قیمتی اونٹ لے کر آ گئے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم ہلال بن عامر اور عامر بن ربیعہ کے قبائل میں زکوۃ کی وصولی کے لیے گئے تھے،تم تو ان کا بڑا قیمتی مال لے آئے ہو۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے آپ ﷺ کو ایک غزوہ کی تیاری کرتے ہوئے سنا تھا، اس لیے میں نے اس قسم کے اونٹ وصول کیے ہیں تا کہ وہ آپ کی سواری اور بار برداری کے کام آ سکیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! ان اونٹوں کی نسبت مجھے وہ اونٹ زیادہ پسند ہیں، جنہیں تم چھوڑ آئے ہو، یہ واپس کر کے ان کے کم تر اونٹوں میں سے زکوۃ وصول کر کے لاؤ۔'' سیدنا قرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے مسلمانوں کو سنا وہ ان قوی عمر والے اونٹوں کو جہادی اونٹ کہا کرتے تھے۔

(٣٣٩٤) عَنْ مُسْلِمِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ عَلْقَمَةَ اسْتَعْمَلَ أَبَاهُ عَلٰى عِرَافَةِ قَوْمِهِ، قَالَ مُسْلِمٌ: فَبَعَثَنِي أَبِيْ إِلٰى مَصْدَقَهِ فِي طَائِفَةٍ مِنْ قَوْمِي، قَالَ: فَخَرَجْتُ حَتّٰى آتِي شَيْخًا، يُقَالُ لَهُ سَعْرٌ، فِي شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ، فَقُلْتُ: إِنَّ أَبِي بَعَثَنِي إِلَيْكَ لِتُعْطِيَنِي صَدَقَةَ غَنَمِكَ، فَقَالَ: أَيِ ابْنَ أَخِي وَأَيَّ نَحْوٍ تَأْخُذُوْنَ؟ فَقُلْتُ: نَأْخُذُ أَفْضَلَ مَا نَجِدَ، فَقَالَ الشَّيْخُ إِنِّي لَفِي شُعَيْبٍ مِنْ هٰذِهِ الشِّعَابِ فِي غَنَمٍ لِي إِذْ جَاءَ نِي رَجُلَانِ مُرْتَدِفَانِ بَعِيرًا فَقَالَا: إِنَّا

''مسلم بن شعبہ کہتے ہیں: علقمہ نے ان کے والد (شعبہ) کو ان کی قوم پر عامل مقرر کیا، پھر میرے والد نے مجھے میری قوم کے ایک حصہ پر زکوۃ کی وصولی کے لیے روانہ کیا، میں ایک بزرگ کے ہاں پہنچا، اس کو ''سِعْر'' کہتے تھے، وہ ایک گھاٹی میں مقیم تھا، میں نے اسے کہا: میرے والد نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے، تا کہ آپ اپنی بکریوں کی زکوۃ مجھے جمع کرا دیں۔ انہوں نے کہا: بھتیجے! تم بطور زکوۃ کس قسم کا جانور قبول کرو گے؟ میں نے کہا: ہم سب سے افضل اور بہترین جانور لیں گے۔ پھر اس نے کہا: میں انہی گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی میں مقیم تھا کہ دو شتر سوار میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے نمائندے ہیں۔ آپ ﷺ نے ہمیں آپ

(٣٣٩٤) تخريج:...... اسناده ضعيف، عمرو بن أبي سفيان أخرجه ابوداود: ١٥٨٢، والنسائي: ٥/ ٣٣ (انظر: ١٥٤٢٧)

رَسُولًا رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ بَعَثَنَا إِلَيْكَ لِتُؤْتِيَنَا صَدَقَةَ غَنَمِكَ، قُلْتُ: وَمَا هِيَ؟ قَالَا: شَاةٌ فَعَمَدْتُ إِلٰى شَاةٍ قَدْ عَلِمْتُ مَكَانَهَا مُمْتَلِئَةً مَخْضًا وَشَحْمًا، فَأَخْرَجْتُهَا إِلَيْهِمَا، فَقَالَا: هٰذِهِ شَافِعٌ، وَقَدْ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَأْخُذَ شَافِعًا وَالشَّافِعُ الَّتِي فِي بَطْنِهَا وَلَدُهَا، قَالَ: فَقُلْتُ: فَأَيَّ شَيْءٍ تَأْخُذَانِ؟ قَالَا: عَنَاقًا، أَوْجَذَعَةً أَوْ ثَنِيَّةً، قَالَ فَأَخْرَجَ لَهُمَا عَنَاقًا، قَالَ: فَقَالَا: إِدْفَعْهَا إِلَيْنَا فَتَنَاوَلَاهَا وَجَعَلَاهَا مَعَهُمَا عَلٰى بَعِيْرِهِمَا۔ (مسند احمد: ۱۵۵۰۰)

کے پاس بھیجا ہے تا کہ آپ ہمیں اپنی بکریوں کی زکوۃ جمع کرادیں۔ میں نے پوچھا: کتنی زکوۃ جی؟ انھوں نے کہا: ایک بکری۔ میں نے ایک ایسی بکری نکالی، جو دودھ اور چربی سے بھری ہوئی تھی، لیکن انھوں نے کہا: یہ تو حاملہ ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسا جانور لینے سے منع فرمایا ہے۔ میں نے کہا: تو پھر آپ کیسی بکری لیں گے؟ انھوں نے کہا: ''عَنَاق'' یا ''جَذَعه'' یا ''ثَنِیّه'' دے دو، جب میں نے ''عَنَاق'' بکری نکالی تو انھوں نے کہا: یہ ہمیں دے دو، پس انھوں نے وہ وصول کی اور اپنے ساتھ اونٹ پر رکھ کر چلے گئے۔

فوائد: عَنَاق: ایک سال سے کم بکری کا بچہ

جَذَعہ: اس کے بارے میں تین اقوال ہیں: (۱) دوسرے سال میں داخل ہو جانے والا بکری کا بچہ، (۲) آٹھ یا نو ماہ کا بکری کا بچہ، (۳) جو سامنے والا دانت گرا چکا ہو اور ایسے ایک سال یا اس سے کم عمر میں ہو جاتا ہے۔

ثَنِیّہ: ایک سال کی بھیڑ یا بکری کی نسل کا جانور۔

اس باب کے تمام مسائل متن کے الفاظ سے ہی واضح طور پر معلوم ہو رہے ہیں۔

عَدَمُ الزَّكَاةِ فِيْ الرَّقِيْقِ وَالْخَيْلِ وَالْحُمُرِ

غلاموں، گھوڑوں اور گدھوں میں زکوۃ کے نہ ہونے کا بیان

(۳۳۹۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي فَرَسِهِ وَلَا عَبْدِهِ صَدَقَةٌ۔)) (مسند احمد: ۷۲۹۳)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان پر گھوڑے اور غلام کی زکوۃ فرض نہیں ہے۔''

(۳۳۹۶) وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَيْسَ فِي الْعَبْدِ صَدَقَةٌ إِلَّا صَدَقَةَ الْفِطْرِ۔)) (مسند احمد: ۹۴۳۶)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''غلام کی زکوۃ فرض نہیں ہے، البتہ (مالک پر اس کا) صدقۂ فطر فرض ہے۔''

(۳۳۹۵) تخريج: أخرجه البخاري: ۱۴۶۳، ومسلم: ۹۸۲ (انظر: ۷۲۹۵، ۹۳۱۴)
(۳۳۹۶) تخريج: أخرجه مسلم: ۹۸۲ (انظر: ۹۴۵۵)

(٣٣٩٧) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَحُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَأْخُذْ مِنَ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ صَدَقَةً۔ (مسند احمد: ١١٣)

''سیدنا عمر بن خطاب اور سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوۃ وصول نہیں کی۔

(٣٣٩٨) عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ، أَنَّهُ حَجَّ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَأَتَاهُ أَشْرَافُ أَهْلِ الشَّامِ فَقَالُوْا: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! إِنَّا أَصَبْنَا رَقِيْقًا وَدَوَابَّ فَخُذْ مِنْ أَمْوَالِنَا صَدَقَةً تُطَهِّرُنَا بِهَا وَتَكُوْنُ لَنَا زَكَاةً، فَقَالَ: هٰذَا شَيْءٌ لَمْ يَفْعَلْهُ اللَّذَانِ قَبْلِي وَلٰكِنِ انْتَظِرُوْا حَتّٰى أَسْأَلَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (مسند احمد: ٢١٨)

''حارثہ بن مضرب کہتے ہیں: میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی معیت میں حج کیا، اہل شام کے معزز لوگ آئے اور انھوں نے کہا: اے امیر المومنین! ہم غلاموں اور جانوروں کے مالک بنے ہیں اور چاہتے ہیں کہ آپ ہم سے ہمارے ان مالوں کی زکوۃ وصول کریں تا کہ ہمارے مال پاک ہو جائیں اور یہ چیز ہمارے لیے باعث تزکیہ ہو۔ لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھ سے پہلے والی دو شخصیات (رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے یہ عمل نہیں کیا، لیکن تم انتظار کرو تا کہ میں دوسرے مسلمانوں سے اس بارے میں مشورہ کرلوں۔

(٣٣٩٩) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: جَاءَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ إِلٰى عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالُوْا: إِنَّا قَدْ أَصَبْنَا أَمْوَالًا وَخَيْلًا وَرَقِيْقًا نُحِبُّ أَنْ يَكُوْنَ لَنَا فِيْهَا زَكَاةٌ وَطَهُوْرٌ، قَالَ: مَا فَعَلَهُ صَاحِبَايَ قَبْلِي فَأَفْعَلُهُ وَاسْتَشَارَ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ وَفِيْهِمْ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ عَلِيٌّ: هُوَ حَسَنٌ، إِنْ لَمْ يَكُنْ جِزْيَةً رَاتِبَةً يُؤْخَذُوْنَ بِهَا مِنْ بَعْدِكَ۔ (مسند احمد: ٨٢)

''(دوسری سند) حارثہ کا بیان ہے کہ شام کے کچھ لوگ عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے۔ انہوں نے کہا: ہمیں کچھ اموال، گھوڑے اور غلام دستیاب ہوئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان کی زکوۃ ادا کریں تا کہ ہمارے اموال پاک ہو جائیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھ سے پہلے نبی کریم ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ عمل نہیں کیا، پھر انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا، ان میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، انہوں نے کہا: (ان سے قبول کر لینا) اچھی بات ہے، بشرطیکہ اس کو اس طرح مقرر نہ کر دیا جائے کہ بعد والے لوگوں سے بھی لیا جائے۔

فوائد: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے قول سے ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ گھوڑوں اور غلاموں کی زکوۃ کے قائل نہیں تھے، یہی وجہ

(٣٣٩٧) تخريج:...... صحيح لغيره (انظر: ١١٣)

(٣٣٩٨) تخريج:...... حديث صحيح أخرجه ابن خزيمة: ٢٢٩٠، والحاكم: ١/ ٤٠٠، والبيهقي: ٤/ ١١٨ (انظر: ٨٢، ٢١٨)

(٣٣٩٩) تخريج:...... انظر الحديث بالطريق الاول

ہے کہ وہ اس کو جزیہ سے تعبیر کر رہے ہیں اور یہ شرط لگا رہے ہیں کہ بعد میں یہ وصول نہیں کی جانی چاہیے، اس موقع پر اس وصولی کو اچھا قرار دینے کی بنیاد یہ تھی کہ وہ لوگ بخوشی یہ نیکی کرنا چاہتے تھے۔

(۳۴۰۰) عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَدْ عَفَوْتُ لَكُمْ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ وَلَا صَدَقَةَ فِيْهِمَا۔)) (مسند احمد: ۱۲۶۷)

''سیدنا علی ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم سے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوۃ معاف کرتا ہوں، ان میں کوئی زکوۃ نہیں۔''

(۳۴۰۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْحَمِيْرِ فِيْهَا زَكَاةٌ؟ فَقَالَ: ((مَا جَاءَ فِيْهَا شَيْءٌ إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةُ الْفَاذَّةُ ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ۔ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾۔)) (مسند احمد: ۹۴۷۰)

''سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے یہ پوچھا گیا کہ آیا گدھوں پر زکوۃ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس بارے میں مجھ پر کوئی چیز نازل نہیں ہوئی، ما سوائے اس ایک جامع آیت کے: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ۔ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔﴾ (سورۂ زلزال۔۸) یعنی: ''جو کوئی ایک ذرہ برابر نیکی کرے گا، وہ اس کا بدلہ پالے گا اور جو کوئی ذرہ برابر گناہ کرے وہ بھی اس کو دیکھ لے گا۔''

فوائد: اس باب کی احادیث سے معلوم ہوا کہ غلاموں، گھوڑوں اور گدھوں میں علی الاطلاق زکوۃ واجب نہیں، البتہ یہ ضروری ہے کہ غلاموں کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کیا جائے۔ آخری حدیث میں مذکورہ دو آیات کے الفاظ انتہائی مختصر ہیں، مگر وہ ہر قسم کی خیر کو شامل ہیں، اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ گدھوں پر زکوۃ نہیں ہے، ہاں اگر کوئی کسی کو یہ جانور بھی دینا چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ماجور ہوگا۔

زَكَاةُ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ
سونے اور چاندی کی زکوۃ

(۳۴۰۲) عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَدْ عَفَوْتُ لَكُمْ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ فَهَاتُوْا صَدَقَةَ الرِّقَةِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ

''سیدنا علی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تم سے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوۃ معاف کر دی ہے، البتہ تم چاندی کے ہر چالیس درہموں میں سے ایک درہم

(۳۴۰۰) اسنادہ جید أخرجه ابوداود: ۱۵۷۴، والترمذی: ۶۲۰، وابن ماجه: ۱۷۹۰، والنسائی: ۵/ ۳۷ (انظر: ۷۷۱، ۱۲۶۷)

(۳۴۰۱) أخرجه مسلم: ۹۸۷ مطولا (انظر: ۷۵۶۳، ۹۴۷۶)

(۳۴۰۲) صحیح أخرجه ابوداود: ۱۵۷۴، والترمذی: ۶۲۰، وابن ماجه: ۱۷۹۰، والنسائی: ۵/ ۳۷ (انظر: ۷۱۱)

دِرْهَمًا دِرْهَمًا وَلَيْسَ فِي تِسْعِيْنَ وَمِائَةٍ شَيْءٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ مَائَتَيْنِ فَفِيْهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ۔)) (مسند احمد: ٧١١)

بطور زکوۃ ادا کیا کرو، اگر چاندی ایک سونوے درہم ہو تو اس میں کوئی زکوۃ نہیں ہے، جب وہ دوسو درہم ہو جائے تو اس میں پانچ درہم زکوۃ ہے۔''

(٣٤٠٣)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قَدْ عَفَوْتُ لَكُمْ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ مِائَتَيْنِ زَكَاةٌ۔)) (مسند احمد: ٩١٣)

''(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تم سے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوۃ معاف کر دی ہے، اور دوسو درہم سے کم (چاندی) میں بھی کوئی زکوۃ نہیں ہے۔''

(٣٤٠٤) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا صَدَقَةَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ وَلَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ، وَلَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ۔)) (مسند احمد: ١٤٢٠٩)

''سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ اوقیوں سے کم چاندی پر کوئی زکوۃ نہیں، پانچ وسق سے کم فصل پر کوئی زکوۃ نہیں اور پانچ اونٹوں سے کم پر زکوۃ نہیں۔''

(٣٤٠٥)وَعَنْ عُمَرَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند احمد: ٥٦٧٠)

''سیدنا عمر ؓ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی طرح کی روایت بیان کی ہے۔

(٣٤٠٦) عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ؓ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا صَدَقَةَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ وَلَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ وَلَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ)) (مسند احمد: ١١٨٤١)

''سیدنا ابوسعید خدری ؓ کا بیان ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''پانچ وسق سے کم کھجوروں پر کوئی زکوۃ نہیں، چاندی کے پانچ اوقیوں سے کم پر کوئی زکوۃ نہیں اور پانچ اونٹوں سے کم پر کوئی زکوۃ نہیں۔''

(٣٤٠٣)تخریج:...... انظر الحديث بالطريق الاول

تخریج:......حديث صحيح، وهذا اسناد منقطع، فان عمرو بن دينار لم يسمعه من جابر، ويشهد له رواية ابى الزبير عن جابر عند مسلم: ٩٨٠۔ أخرجه ابن ماجه: ١٧٩٤ (انظر: ١٤١٦٢)

(٣٤٠٥)تخریج:......صحيح لغيره أخرجه الطبرانى فى "الاوسط": ٦٩٧، والبيهقى: ٤/ ١٢١، والطحاوى: ٢/ ٣٥، والبزار: ٨٨٨ (انظر: ٥٦٧٠)

(٣٤٠٦) تخريج: أخرجه البخارى: ١٤٠٥، ١٤٤٧، ومسلم: ٩٧٩(انظر: ١١٠٣٠، ١١٨١٩)

(۳۴۰۷)عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ فِی كِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِی جَمَعَ فِيْهِ فَرَائِضَ الصَّدَقَةِ، قَالَ: ((وَفِی الرِّقَةِ رُبُعُ الْعُشُوْرِ، فَإِذَا لَمْ يَكُنْ الْمَالُ إِلَّا تِسْعِيْنَ وَمَائَةَ دِرْهَمٍ فَلَيْسَ فِيْهَا شَیْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا۔)) (مسند احمد: ۷۲)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تحریر، جو نصابِ زکوۃ پر مشتمل تھی، میں یہ بھی تھا: ''چاندی میں چالیسواں حصہ زکوۃ فرض ہے، اگر چاندی ایک سو نوے درہم ہو تو اس میں زکوۃ فرض نہیں، ہاں اگر اس کا مالک چاہے تو ٹھیک ہے۔''

فوائد: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ چاندی کا نصاب پانچ اوقیے ہے، ایک اوقیہ (۴۰) درہم کا ہوتا ہے، اس طرح پانچ اوقیوں کا وزن (۲۰۰) درہم اور (۲۰۰) درہم کا وزن ساڑھے باون تولے بنتا ہے۔

اس باب میں سونے کے نصاب اور شرح زکوۃ پر مشتمل کوئی حدیث نہیں ہے، آنے والے تیسرے باب میں اس کا ذکر موجود ہے، بہرحال سنن ابو داود کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سنن ابن ماجہ کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سونے کا نصاب (۲۰) دینار ہے اور اس کی زکوۃ کی شرح چالیسواں حصہ یعنی اڑھائی فیصد ہے۔ایک دینار کا وزن ساڑھے چار ماشے ہوتا ہے، اس طرح (۲۰) دینار کا وزن (۹۰) ماشے ہو گیا، جو کہ ساڑھے سات تولے بنتا ہے۔

❁❁❁❁

(۳۴۰۷) تخريج: هذا حديث طويل أخرجه البخاری مفرقا: ۱۴۴۸، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۳، ۲۴۸۷، ۳۱۰۶، ۵۸۷۸، ۶۹۵۵ (انظر: ۷۲)